

# روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۸

## روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام  
(جلد ہشت دہم)

### Ruhaani Khazaa'in

(Volume 18)

Collection of the books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian,  
The Promised Messiah and Mahdi (1835-1908), peace be upon him.  
Volumes 1-23

© Islam International Publications Ltd.

First Published in Rabwah, Pakistan in the 1960s

Reprinted in the UK in 1984

Reprinted in 1989

Second edition (with computerized typesetting) published in 2008

Reprinted in the UK in 2009

Published in Qadian, India in 2008 (Vol. 1-10)

Present edition published in the UK in 2021

Published by:

Islam International Publications Ltd  
Unit 3, Bourne Mill Business Park,  
Guildford Road, Farnham, Surrey, GU9 9PS UK

Printed in Turkey at:

Levent Offset

ISBN: 978-1-84880-134-9 (Set Vol. 1-23)

10 9 8 7 6 5 4 3 2 1





حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب  
کے مطالعہ کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس  
ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

احباب جماعت کے نام

پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء

کی اشاعت کے موقع پر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ الْكَرِیْمِ  
وَعَلٰی عِبْدِهٖ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ  
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هوالتاصر



لندن

10-8-2008

## پیغام

وہ خزانے جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار اللہ تعالیٰ نے وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر و اشاعت سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پر لیس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلانے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچانے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپؐ فرماتے ہیں:

”کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے..... ایسا ہی آیت **وَ الْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو **مِنْهُمْ** کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہو گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہو گا..... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور بڑی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطالع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت **وَ الْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اور حسب منطوق آیت **قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطالع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافرانس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقیقت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے۔“

(تحفہ گوٹڑویہ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سوا اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتر اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پر نچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح مہدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ”مضمون بالارہا“ کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوبہ عطا ہوئی کہ:

”در کلام تو چیزے است کہ شعراء را در اں دخل نیست۔ کلام اُفصَحْتُ مِنْ لَدُنِّ رَبِّ

کَوْرِيْمٍ“۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ”تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی

طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل

سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں

تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح

پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی

تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔

میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی

بخشتی ہے۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا

ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ

کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں

کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یفیض المال حتی لا یقبلہ احد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کا نور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

حزبانہ

خليفة المسيح الخامس



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ”روحانی خزائن“ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکید و ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فیسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائڈ پر ایڈیشن اوّل کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اوّل میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے ننھی گردیال صاحب مدرس ٹڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ”ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات“ جو پہلے ”تصدیق النبی“ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر ۱ ماہین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ ماہین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ”التبلیغ“ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۳۳ تا ۳۴ پر مشتمل ”گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟“ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ”عصمت انبیاء“ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۵ تا ۷۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

والسلام  
سید عبدالحی  
ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی اشاعت و تبلیغ اسلام کے جہاد میں صرف کی اور اس مقصد کے لئے آپ نے نہ صرف کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائیں بلکہ اشتہارات و تقاریر کے ذریعہ بھی خدمت اسلام کے اس فریضہ کا حق ادا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی جملہ تصانیف کو روحانی خزائن کی تین جلدوں کے سیٹ میں طبع کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح آپ کے پُر معارف کلمات و تقاریر و مجالس علم و عرفان کو ملفوظات کی دس جلدوں میں، جبکہ آپ کے تحریر فرمودہ اشتہارات کو مجموعہ اشتہارات کے عنوان سے تین جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں علوم و فیوض روحانی سے لبریز اس لٹریچر (روحانی خزائن، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات) کے نئے ایڈیشن تیار کئے گئے ہیں جن کی اب سیدنا حضور اقدس کی منظوری سے یہاں انگلستان سے طباعت کی جا رہی ہے تاکہ بیرون ممالک میں قائم جماعتوں کی بھی علمی و روحانی ترقی دور ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معبود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ جو روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع شدہ ہیں، اس کے کمپیوٹر ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض درج ذیل ہدایات سے نوازا:

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے لازم ہے کہ ان کو اول ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اول ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہ

قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اول ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظر انداز کر کے اول ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔“

اول ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ”ے“ اور ”ی“ کو اکثر و بیشتر ”ی“ لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترتیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجهول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجهول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔“ چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے۔ اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ”مراسلت نمبر ۲“ جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد ۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر ۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

محمود کی آئین تو جلد ۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آئین بھی لکھی تھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔

اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱ میں شامل کیا گیا ہے، مگر جلد کے آخر پر تاکہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

روحانی خزائن میں جو فارسی اشعار، عبارات اور رقوم بیان ہوئی ہیں ان کا ترجمہ اس ایڈیشن میں متن کے اختتام پر دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مفہوم سمجھنے میں سہولت ہو۔ یہاں انگلستان میں متعدد مرتبہ خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف امور میں راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان ہدایات کی تعمیل کروائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے بارہا ان بیش بہا علوم کو پڑھنے اور پھیلانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب ان سے کما حقہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ آمین

خاکسار  
مینیر الدین شمس  
ایڈیشنل وکیل التصنیف

فروری ۲۰۲۱ء



# ترتیب

روحانی خزائن جلد ۱۸

۱	.....	اعجاز المسیح
۲۰۵	.....	ایک غلطی کا ازالہ
۲۱۷	.....	دافع البلاء
۲۲۵	.....	الهدی
۳۷۷	.....	نزول المسیح
۶۲۱	.....	گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے
۶۵۳	.....	عصمت انبیاء علیہم السلام





## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

## تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

یہ روحانی خزائن کی اٹھارویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات اعجاز المسیح - ایک غلطی کا ازالہ - دافع البلاء - الہدیٰ و التبصرۃ لمن یرى اور نزول المسیح پر مشتمل ہے۔ ☆

## اعجاز المسیح

روحانی خزائن جلد ۱۷ کے پیش لفظ میں تحفہ گولڑویہ کے زیر عنوان ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کے لئے لاہور میں ایک جلسہ کر کے اور قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکال کر بعد دعا چالیس آیات کے حقائق اور معارف فصیح و بلیغ عربی میں سات گھنٹے کے اندر لکھنے کے لئے تمام علماء کو عموماً اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو خصوصاً دعوت دی تھی۔ مگر کسی نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا اور نہ ہی پیر مہر علی شاہ صاحب نے اس اعجازی مقابلہ یعنی بالمقابل قرآنی آیات کی فصیح بلیغ عربی میں تفسیر لکھنے کی دعوت قبول کی تھی۔ لیکن بغیر اطلاع دینے لاہور پہنچ کر اور مباحثہ کی شرط لگا کر اُس نے لوگوں کو یہ دھوکا دیا تھا کہ گویا وہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے تیار ہیں۔ جب اُن کے مریدوں نے ہر جگہ ان کی جھوٹی فتح کا تقارہ بجایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گندی گالیاں دیں اور یہ مشہور کیا کہ پیر صاحب تو سچے دل سے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے تیار ہو گئے تھے اور اسی نیت سے لاہور تشریف لے گئے تھے لیکن خود دعوت دینے والے لاہور نہ پہنچے اور بھاگ گئے اس لئے آپ نے اپنے اشتہار ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء مندرجہ بعین نمبر ۴ میں بالقاء عربانی تفسیر لکھنے کے لئے ایک اور تجویز پیش کی۔ آپ نے فرمایا:

”اگر پیر جی صاحب حقیقت میں فصیح عربی تفسیر پر قادر ہیں اور کوئی فریب انہوں نے نہیں کیا۔ تو اب بھی وہی قدرت اُن میں ضرور موجود ہوگی۔ لہذا میں ان کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اسی میری درخواست کو اس رنگ پر پورا کر دیں کہ میرے

دعاوی کی تکذیب کے متعلق فصیح بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھیں جو چار جز سے کم نہ ہو اور میں اسی سورۃ کی تفسیر بفضل اللہ وقوتہ اپنے دعویٰ کے اثبات سے متعلق فصیح بلیغ عربی میں لکھوں گا۔ انہیں اجازت ہے کہ وہ اس تفسیر میں تمام دنیا کے علماء سے مدد لے لیں۔ عرب کے بلغاء فصحاء بلا لیں۔ لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لئے طلب کر لیں۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستر دن تک اس کام کے لئے ہم دونوں کو مہلت ہے ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا۔ اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب ان کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو میں پانسورہ پیہ نقد ان کو دوں گا اور تمام اپنی کتابیں جلا دوں گا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اس مدت تک یعنی ستر روز تک وہ کچھ بھی نہ لکھ سکے تو مجھے ایسے لوگوں سے بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش۔ صرف یہی دکھلاؤں گا کہ کیسے انہوں نے پیر کہلا کر قابل شرم جھوٹ بولا۔“

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷ احاشیہ صفحہ ۴۳۹، ۴۵۰)

نیز فرمایا:-

”ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ بے شک اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور محمد حسن بھیس وغیرہ کو بلا لیں بلکہ اختیار رکھتے ہیں کہ کچھ طمع دے کر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کر لیں۔ فریقین کی تفسیر چار جز سے کم نہیں ہونی چاہئے..... اور اگر میعاد مجوزہ تک یعنی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گزر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔“

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷ احاشیہ صفحہ ۴۳۸)

اس اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی خاص تائید سے حضرت اقدس علیہ السلام نے مدت معینہ کے اندر ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو ”اعجاز المسیح“ کے نام سے فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کر دی۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کی غرض یہ بیان فرمائی کہ تاجپیر مہر علی شاہ صاحب کا

جھوٹ ظاہر ہو کہ وہ قرآن مجید کا علم رکھتا ہے اور چشمہ عرفان سے پینے والا اور صاحبِ خوارق و کرامات ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۶-۳۹ جلد ہذا) مگر پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو اپنے گھر بیٹھ کر بھی بالمقابل تفسیر لکھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اپنی خاموشی سے اعتراف شکست کرتے ہوئے اپنے جاہل اور کاذب ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے باعلام الہی اپنی اس تفسیر کے متعلق لکھا کہ اگر ان کے علماء اور حکماء اور فقہاء اور ان کے باپ اور بیٹے متفق اور ایک دوسرے کے معاون ہو کر اتنی قلیل مدت میں اس تفسیر کی مثل لانا چاہیں تو وہ ہرگز نہیں لاسکیں گے (صفحہ ۵۷ جلد ہذا) اور فرمایا کہ

(ترجمہ) ”میں نے اس کتاب کے لئے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے علماء کے لئے معجزہ بنائے اور کوئی ادیب اس کی نظیر لانے پر قادر نہ ہو اور ان کو لکھنے کی توفیق نہ ملے اور میری یہ دُعا قبول ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی اور کہا منعه مانع من السماء کہ آسمان سے ہم اسے روک دیں گے اور میں سمجھا کہ اس میں اشارہ ہے کہ دشمن اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہوں گے۔“

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۸، ۶۹)

چنانچہ اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق نہ پیر گولڑوی کو اور نہ عرب و عجم کے کسی اور ادیب فاضل کو اس کی مثل لکھنے کی جرأت ہوئی۔ اسی طرح اس کتاب کے سرورق پر آپ نے بطور تحدی فرمایا کہ یہ ایک لاجواب کتاب ہے۔ وَمَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَ تَنَمَّرَ - فَسَوْفَ يَرَى اَنَّهُ تَنَدَّمَ وَ تَدَمَّرَ کہ جو شخص بھی غصہ میں آ کر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہوگا وہ نادم ہوگا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا۔ چنانچہ ایک مولوی محمد حسن فیضی ساکن موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقع شاہی مسجد لاہور نے عوام میں شائع کیا کہ میں اس کا جواب لکھتا ہوں۔ ابھی اس نے جواب کے لئے اعجاز المسیح پر نوٹ ہی لکھے تھے اور ایک جگہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ بھی لکھ دیا تو اس کے بعد ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ وہ جلد ہلاک ہو گیا۔

الغرض اس کتاب کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے کئی نشانات ظاہر ہوئے جن کی تفصیل ”نزول المسیح“ میں درج ہے۔ نوٹ:- اعجاز المسیح کے ایڈیشن اول کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کا ایک اشتہار ”خدا کے فضل سے بڑا معجزہ ظاہر ہوا“ کے عنوان کے تحت اور حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا ایک

اشتہار ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا“ شامل اشاعت ہیں۔ روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن میں یہ دونوں اشتہار کسی وجہ سے شامل نہیں تھے۔ اب موجودہ ایڈیشن میں اعجاز المسیح کے آخر میں یہ دونوں اشتہار شامل کر دیئے گئے ہیں۔ (ناشر کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

## ایک غلطی کا ازالہ

یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو بطور اشتہار ۱۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو شائع کیا گیا اس کی تالیف کا باعث یہ ہوا:-  
 ”کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ پھر کیونکہ یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۶)

یہ رسالہ اس لحاظ سے ایک اہم رسالہ ہے کہ اس رسالہ میں اصولی طور پر اس اختلاف کا حل پیش کیا گیا ہے جو بظاہر آپ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں میں اپنی نبوت کے متعلق نظر آتا ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تالیفات میں آپ نے بکثرت اپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور ۱۹۰۱ء سے بعد کی تالیفات میں بکثرت اپنے نبی ہونے کا اقرار کیا ہے۔

اور نبی کے معنی خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا ذکر کر کے اور اپنی ڈیڑھ سو پیشگوئیوں کا جو مورغیبیہ پر مشتمل تھیں اور پوری ہو چکی تھیں حوالہ دے کر اس رسالہ میں فرماتے ہیں:-

”میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔..... اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت

سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقمدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اُس کا نام پا کر اُس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔“

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰، ۲۱۱)

اس اختلاف کو جو آپ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں میں نظر آتا ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں خود تسلیم فرمایا ہے۔ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ ”تزیاق القلوب“ کے صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے:-

”اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔“

(دیکھو روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۸۱، بحوالہ تزیاق القلوب)

پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵ میں مذکور ہے:-

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“

الغرض دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ حضرت اقدس اس سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:-

”یہ ایسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی

مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا۔ اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو یہی ہے..... اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔“

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۳)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت کو جزئی فضیلت قرار دینا صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ اپنے آپ کو غیر نبی اور حضرت مسیح عیسیٰ کو نبی سمجھتے تھے۔ لیکن جب آپ پر یہ انکشاف ہو گیا کہ آپ بھی نبی ہیں تو آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام پر تمام شان میں افضل ہونے کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح دافع البلاء میں بھی اپنے آپ کو ان سے بہتر قرار دیا۔

سو آپ کا ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے نبی ہونے سے انکار مسلمانوں میں نبی کی اس عام رائج تعریف کے ماتحت تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت لائے یا پہلی شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کرے اور یہ کہ وہ نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا سے تعلق رکھتے ہیں (دیکھو الحکم ۱۷ اگست ۱۸۸۹ء) اس لئے ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ لفظ نبی کو جو الہامات میں آپ کے لئے استعمال ہوا تھا ظاہر پر محمول نہیں فرماتے تھے بلکہ تاویل کر کے اُسے بمعنی محدث لیتے یا جزئی نبوت کے نام سے تعبیر فرماتے تھے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر یہ منکشف ہو گیا کہ نبی ہونے کے لئے نئی شریعت کا لانا ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو تو آپ نے اپنے لئے نبی کا استعمال شروع فرما دیا اور اس

رسالہ میں تحریر فرمایا:-

”اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محمدؐ رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امرِ غیب ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

اور حقیقۃ الوحی کے حوالہ میں ”ادائل“ سے مراد ”تزیاق القلوب“ تک کا زمانہ ہے۔ گویا اواخر ۱۸۸۹ء سے لے کر ۱۹۰۱ء تک کے درمیانی عرصہ میں کسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حقیقت آپ پر منکشف ہوئی جس کا اعلان سب سے پہلے آپ نے اس رسالہ میں کیا۔ اور جیسے حقیقۃ الوحی میں فرمایا کہ صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا اسی طرح اس رسالہ میں فرمایا:-

”اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ (نبی اور

رسول کے..... ناقل) موجود ہیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۶)

اس رسالہ کی اشاعت کے بعد آپ نے اپنی متعدد کتب میں نبوت کی وہی تعریف بیان فرمائی جس کا اعلان اس رسالہ میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ تہذیب حقیقۃ الوحی میں آپ فرماتے ہیں:-

”اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان بصطلح۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔“ (تہذیب حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

پس آپ کے دعویٰ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ کا کوئی الہام یا آپ کی کوئی تحریر منسوخ

ہوئی۔ بلکہ نبوت کی مسلمانوں میں رائج تعریف کے پیش نظر ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کے لفظ کو ظاہر سے پھیر کر بمعنی محدث لیتے تھے لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو نبوت کی حقیقت کا انکشاف کیا اسی پہلی چیز کا نام بحکم الہی نبوت رکھا اور اس نئی تعریف کے ماتحت اپنے آپ کو نبی قرار دیا۔

## دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء

یہ رسالہ آپ نے اپریل ۱۹۰۲ء میں شائع فرمایا جب کہ پنجاب میں طاعون کا بہت زور تھا اس رسالہ میں طاعون سے متعلق آپ نے ان الہامات کا ذکر فرمایا ہے جن میں طاعون کی وباء کے پھیلنے کے متعلق پیشگوئی تھی اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح کا نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔ اس کے قتل کرنے کے منصوبے کئے گئے۔ اس کا نام کافر اور دجال رکھا گیا۔ اور پہلی کتابوں میں پیشگوئی پائی جاتی تھی کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت سخت طاعون پڑے گی۔ اور فرمایا کہ اس کا یقینی علاج تو یہی ہے کہ اس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کیا جائے اور اپنی زندگیوں میں ایک روحانی تبدیلی پیدا کی جائے نیز وحی الہی کی بناء پر آپ نے یہ اعلان فرمایا:-

”کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے  
قادیان کو اس کی خونفک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔“

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۰)

اور فرمایا:-

”میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امر وہہ میں رہتا ہے اور خواہ امر تر میں  
اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ  
میں اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ  
مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی۔“

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۸)

لیکن کسی مخالف کو ایسا اعلان کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور طاعون کی وباء پہلی کتب کی پیشگوئیوں کے



مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ثابت ہوئی۔

## الهدی و التبصرة لمن یرى

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علماء ہند کے تعصب اور انکارِ حق پر اصرار کو دیکھ کر شام اور مصر وغیرہ کے علماء کی طرف توجہ فرمائی کہ شاید ان میں سے کوئی تائیدِ حق کے لئے کھڑا ہو جائے۔ شام کے متعلق معلوم ہوا کہ وہاں دینی مناظرات کی اجازت نہیں اس لئے آپ نے جہاں مصر کے بعض علماء اور مدیرانِ جرائد و مجلات کو اعجاز المسیح کے چند نسخے ارسال کئے وہاں ایک نسخہ تقریظ کے لئے الشیخ محمد رشید رضا مدیر المنار کو بھی بھجوایا۔ مناظر اور الہلال کے مدیران نے تو اس کی فصاحت و بلاغت کی بہت تعریف کی مگر الشیخ محمد رشید رضا نے نحویوں اور ادیبوں کے استہداد پیش کئے بغیر لکھ دیا کہ کتاب سہو و خطا سے بھرپور ہے اور اس کے صحیح میں بناوٹ سے کام لیا گیا ہے۔ اور لطیف کلام نہیں۔ اور عرب کے محاورات کے خلاف ہے۔ (صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۷ جلد ۱) اور ستر دن کی مدت جو آپ نے اس کی مثل لانے کے لئے مقرر کی تھی اس کا ذکر کر کے اُس نے یہ لاف زنی کی:-

”ان کثیراً من اهل العلم يستطيعون ان يكتبوا خيراً منه في سبعة ايام“

(المنار جلد ۴ صفحہ ۴۶۶)

یعنی بہت سے اہل علم اس سے بہتر سات دن میں لکھ سکتے ہیں:-

جب اس کا یہ ریویو ہندوستان میں شائع ہوا تو علمائے ہند نے اس کی آڑ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف از سر نو مخالفت کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ تب آپ نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل اور اتمامِ حجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہی تو آپ کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ آپ اس مقصد کے لئے ایک کتاب تالیف فرمائیں اور پھر مدیر المنار اور ہر اس شخص سے جو ان شہروں سے مخالفت کے لئے اٹھے اس کی مثل طلب کریں۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت تضرع اور خشوع و خضوع سے دُعا کی یہاں تک کہ قبولیت دعا کے آثار ظاہر ہوئے۔

و وفقت لتألیف ذالک الکتاب. فسأرسله الیه بعد الطبع و تکمیل الابواب. فان اتی بالجواب الحسن و احسن الردّ علیہ. فاحرق کتبی و اقبل قدمیہ.

واعلق بذيله. و اكيل الناس بكييله. وها انا اقسام برت البرية. اوكذ العهد لهذه الالية.

(الهدى. روحاني خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۶۴)

اور مجھے اس کتاب کی تالیف کی توفیق بخشی گئی۔ سو میں بعد چھپ جانے اور

اس کے بابوں کی تکمیل کے اس کی طرف بھیجوں گا۔ پھر اگر منار نے اس کا جواب

خوب دیا اور عمدہ رد کیا تو میں اپنی کتابیں جلا دوں گا اور اس کے پاؤں چوم لوں گا اور

اس کے دامن سے لٹک جاؤں گا اور پھر لوگوں کو اس کے پیمانہ سے ناپوں گا۔ اور لو میں

پروردگار جہاں کی قسم کھاتا ہوں اور اس قسم سے عہد کو پختہ کرتا ہوں۔

مگر ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی فرمادی:-

”ام له فى البراعة يدطولى سيهزم فلا يرى. نبأ من الله الذى يعلم السرّ و اخصى.“

(الهدى۔ روحاني خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۴)

آیا فصاحت و بلاغت میں اسے بڑا کمال حاصل ہے؟ عنقریب وہ گریز کر

جائے گا اور پھر نظر نہ آئے گا یہ پیشگوئی ہے خدا کی طرف سے جو نہاں در نہاں کو

جاننے والا ہے۔

مدیر المنار کے علاوہ دوسرے ادباء و علماء سے متعلق بھی فرمایا:-

”ام يزعمون انهم من اهل اللسان. سيهزمون و يولون الدبر عن الميدان“

(الهدى۔ روحاني خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۶۸)

کیا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اہل زبان ہیں۔ عنقریب شکست کھائیں گے اور میدان

سے دم دبا کر بھاگیں گے۔“

جب کتاب شائع ہوئی اور اس کا ایک نسخہ شیخ رشید رضا صاحب کو بھی ہدیہ بھجوا یا گیا تو انہوں

نے الہدیٰ سے قلمبر مسج سے متعلق مضمون کا بہت سا حصہ نقل کر کے جو مسج کی کشمیر کی طرف ہجرت سے متعلق

تھا اپنے رسالہ المنار میں نقل کر کے لکھا کہ ایسا ہونا عقلاً و نقلاً مستبعد نہیں ہے۔

لیکن انہیں یہ توفیق نہ ملی کہ اس کے جواب میں ایسی فصیح و بلیغ کتاب لکھ کر آپ کی پیشگوئی کو باطل

ثابت کرتے۔ جب میں حیفامیہ میں مقیم تھا اس وقت شیخ رشید رضا نے اپنے رسالہ المنار میں یہ ذکر کیا کہ حضرت مسیح موعود نے ”سیہزم فلا یومی“ میں اس کی موت کی پیشگوئی کی تھی جو غلط نقلی اس پر میں نے اُن کو تفصیلی جواب دیا تھا کہ اس میں کوئی موت کی پیشگوئی نہ تھی بلکہ یہ پیشگوئی تھی کہ ایڈیٹر المنار، الہدیٰ جیسی فصیح و بلیغ کتاب لکھنے کی توفیق نہیں پائے گا جیسا کہ اوپر تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور باوجودیکہ ایڈیٹر المنار، الہدیٰ کی اشاعت کے بعد تیس سال سے زائد عرصہ تک زندہ رہا لیکن اسے یہ توفیق نہ ملی کہ اس کتاب کے جواب میں بالقابل کوئی کتاب لکھتا اور اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کمال آب و تاب سے پوری ہوئی۔

اس کتاب کی تالیف ربیع الاول ۱۳۲۰ ہجری میں مکمل ہوئی اور ۱۲ جون ۱۹۰۲ء کو چھپ کر

شائع ہوئی۔

## نزول المسیح

رسالہ دافع البلاء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کو اپنی صداقت کی علامت قرار دیتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ قادیان طاعون جارف سے محفوظ رہے گی۔ اور مختلف اہل مذاہب کو چیلنج کیا تھا کہ وہ بھی چاہیں تو کسی شہر کے طاعون سے محفوظ رہنے کے متعلق پیشگوئی کر سکتے ہیں۔ مگر جس شہر کے متعلق بھی ایسی پیشگوئی کی جائے گی وہ طاعون کا ضرور شکار ہوگا۔

دافع البلاء کی اشاعت پر ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے قادیان کی حفاظت سے متعلق پیشگوئی کو غلط ثابت کرنے کے لئے جھوٹی اور خلاف واقعہ رپورٹیں شائع کیں اور قادیان کی حفاظت سے متعلق پیشگوئی کو اعتراضات کا نشانہ بنایا تب حضرت اقدس علیہ السلام نے اُن کی ان مغزریات کا جواب اس کتاب میں دیا۔

اسی طرح آپ نے دافع البلاء میں لکھا تھا کہ مسیح موعودؑ امام حسینؑ سے افضل ہے اس پر علی حارمی لاہوری شیعہ مجتہد نے ایک رسالہ لکھا جس میں امام حسینؑ کو تمام انبیاء سے افضل قرار دیا اور لکھا کہ ”امام حسین کی وہ شان ہے کہ تمام نبی اپنی مصیبتوں کے وقت میں اسی امام کو اپنا شفیع ٹھہراتے تھے اور اس کی طفیل ان کی مصیبتیں دُور ہوتی تھیں۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مصیبت کے وقت میں امام حسین کے ہی دست نگر تھے اور آپ کی مصیبتیں بھی امام حسین کی شفاعت سے ہی دُور ہوتی تھیں۔“

ان کے اس غیر معقول اور بے دلیل دعویٰ کی حضرت اقدس علیہ السلام نے اس کتاب میں نہایت احسن طور پر تردید فرمائی۔

اسی اثناء میں پیر مہر علی شاہ کی طرف سے ایک کتاب سیف چشتیائی شائع ہوئی جس میں اُس نے ”اعجاز المسیح“ کے بالمقابل تفسیر لکھنے کی بجائے اعجاز المسیح پر بیہودہ نکتہ چینیوں کی تھیں اور اعجاز المسیح کے چند فقروں کے متعلق لکھا تھا کہ وہ بعض امثلہ عرب اور مقامات حریری وغیرہ سے سرقہ کئے گئے ہیں۔ نیز لکھا تھا کہ چونکہ آپ کی وحی وحی نبوت نہیں کیوں نہ اسے از قبیل اضافہ احلام سمجھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی ان بیہودہ نکتہ چینیوں کا اس کتاب میں مفصل و مدلل اور مُسکت جواب دیا ہے اور اپنی وحی کو یقینی اور قطعی رحمانی وحی ثابت کیا ہے اور الہام رحمانی کی گیارہ فیصلہ کن نشانیاں تحریر فرمائی ہیں (دیکھو صفحہ ۴۹۲، ۴۹۳ جلد ۱) پھر اپنے یقینی الہامات میں سے جو خوارق اور غیب کی خبروں پر مشتمل تھے ان میں سے بطور نمونہ ایک سو تیس پیشگوئیوں کو جو پوری ہوئیں ذکر فرمایا ہے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب نے جو آپ پر سرقہ کا الزام لگایا تھا اس کا علمی اور تحقیقی جواب دیتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محل اور موقع کے مناسب اقتباس بھی فنِ بلاغت میں سے شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح تو ارد بھی مسلمہ ادباء و شعراء ہے اور اسے سرقہ نہیں کہا جاتا ورنہ سرقہ کے الزام سے کوئی نہیں بچا۔ نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں۔ لیکن اس جگہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے یہ انکشاف فرمادیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جس نے سرقہ کا الزام لگایا تھا وہ خود سارق ثابت ہوا۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں جو اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر نکتہ چینیوں اور اعتراضات کئے تھے وہ درحقیقت مولوی محمد حسن فیضی کے نوٹوں کی ہو، بہ نقل تھے جو اس نے بطور یادداشت کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر لکھے تھے۔ جو پیر صاحب نے اپنی علیت جتانے کے لئے ان کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اپنی طرف منسوب کر کے شائع کر دیئے اور اس کی اطلاع میاں شہاب الدین اور مولوی کرم دین سکنہ بھین نے خطوط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی فضل الدین صاحب بھیروی کو دی اور آخر کار وہ اصل کتابیں جن پر محمد حسن فیضی نے نوٹ لکھے تھے خرید کر لی گئیں اور اس طرح پیر مہر علی شاہ صاحب خود سارق ثابت ہوئے اور اس رنگ میں آپ کے الہام انسی مہین من اراد اہانتک میں مندرجہ پیشگوئی

نہایت شان سے پوری ہوئی۔

حضرت اقدسؒ نے میاں شہاب الدین اور مولوی کرم دین کی وہ خط و کتابت جس میں انہوں نے پیر مرہ علی شاہ صاحب کے سر قہ کا ذکر کیا تھا۔ اس کتاب (نزول المسیح) میں شائع کر دی۔ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۸ جلد ۱) یہ کتاب جولائی اور اگست ۱۹۰۲ء میں زیر تصنیف تھی۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۹۵ جس میں ۱۰ اگست ۱۹۰۲ء اور صفحہ ۵۱۰ جس میں ۲۰ اگست ۱۹۰۲ء کی تاریخ تحریر فرمائی ہے اور ساتھ ساتھ یہ کتاب چھپ بھی رہی تھی۔ اسی اثناء میں وہی خطوط جو حضرت اقدسؒ نے اس میں شائع کئے تھے حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؒ نے اپنے اخبار الحکم مؤرخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۲ء میں شائع کر دیئے۔ جس پر مولوی کرم دین بگڑ گیا کیونکہ اُس نے اپنے ایک خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ شائع نہ کیا جائے کیونکہ وہ درحقیقت پیر مرہ علی شاہ کے مریدوں سے بہت خائف تھا۔

الحکم میں اس کے خطوط شائع ہونے پر سراج الاخبار جہلم مؤرخہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک خط اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک قصیدہ مولوی کرم دین صاحب کے نام سے شائع ہوا جس میں اُس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں۔ اس کے لکھے ہوئے نہیں اور لکھا کہ مرزا غلام احمد کی ملامت کی آزمائش کے لئے میں نے انہیں دھوکا دیا تھا وغیرہ۔

اس پر حکیم فضل الدین صاحب مالک و مہتمم ضیاء الاسلام پریس قادیان نے (جن کے نام مولوی کرم دین نے ابتدائی خطوط لکھے تھے) ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو گورداسپور کی عدالت میں ان کے خلاف زید دفعہ ۴۲۰ استغاثہ دائر کر دیا۔ دوران مقدمہ ۲۲ جون ۱۹۰۳ء کو مولوی کرم دین نے زیر طبع کتاب نزول المسیح کے اوراق پیش کئے اور مستغیث سے تصدیق کروانا چاہی۔ جس پر حکیم فضل الدین صاحب نے ۲۹ جون ۱۹۰۳ء کو زید دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند دوسرا استغاثہ دائر کر دیا اور بیان دیا کہ یہ کتاب بحیثیت مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان میری ملکیت تھی اور چونکہ ابھی تک باضابطہ شائع نہیں ہوئی اس لئے یہ مال مسروقہ ہے اور ملزم کرم دین مال مسروقہ کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا مجرم ہے۔ چونکہ سراج الاخبار کے مضامین میں مولوی کرم دین نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے خلاف بھی ہرزہ سرائی کی تھی اس لئے شیخ صاحب موصوف نے بھی مولوی کرم دین صاحب اور مولوی فقیر محمد صاحب ایڈیٹر مالک سراج الاخبار کے خلاف زید دفعات ۵۰۰-۵۰۱ و ۵۰۲ از ازالہ حیثیت عربی کا دعویٰ دائر کر دیا۔

ان حالات میں جبکہ مولوی کرم دین صاحب اپنے خطوط کے منکر ہو چکے تھے۔ حضرت اقدسؒ

مسح موعود علیہ السلام نے اس کتاب کی اشاعت اس وقت تک مناسب نہ خیال کی جب تک کہ عدالت سے یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ یہ خطوط مولوی کرم دین صاحب کے اپنے لکھے ہوئے ہیں یا نہیں۔

اور اس اثناء میں آپ بعض اور دوسری اہم تصانیف کی طرف متوجہ ہو گئے اور یہ کتاب چھپی ہوئی پڑی رہی۔ جو ٹائٹیل پیج طبع کرا کر ۲۵ اگست ۱۹۰۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت مہد میں پہلی بار شائع ہوئی۔ (دیکھو صفحہ ۶۱۹، ۶۲۰ جلد ۱)

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ان روحانی خزانوں سے ہمیں اور ہماری اولادوں کو اور اقوام عالم کو مکافئہ، مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اللہم آمین

خاکسار

جلال الدین شمس

ربوہ

## گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مضمون رسالہ ریویو آف رییلیجنز اردو کے پہلے شمارہ جنوری ۱۹۰۲ء میں حضور کے نام کے بغیر شائع ہوا تھا۔ طرز تحریر اور مضمون کی اندرونی اور بیرونی شہادات سے ثابت ہے کہ یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی تحریر فرمایا ہوا ہے۔

رسالہ ریویو آف رییلیجنز انگریزی کے پہلے شمارہ (اشاعت ۲۰ جنوری ۱۹۰۲ء) میں بھی یہ مضمون شامل ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت کے چار دن بعد ایڈیٹر الحکم نے اپنے اخبار کی ۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء کی اشاعت میں ریویو کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ”میگزین کے مضامین کے متعلق کہ وہ کیسے ہیں؟ ہمیں بغیر اس کے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت مسیح موعود کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں۔“ اس کے بعد انہوں نے اس رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین کی مکمل فہرست دی ہے جس میں تیسرے نمبر پر اس مضمون کا ذکر ہے اور پھر لکھا ہے کہ: ”مندرجہ بالا مضامین جو سب کے سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلے ہیں لئے ہوئے پہلا رسالہ شائع ہوا ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے یہ مضمون پہلی بار روحانی خزانوں میں شامل کیا جا رہا ہے۔

## عصمت انبیاء علیہم السلام

### نجات کس طرح مل سکتی ہے

### اور اس کی حقیقی فلاسفی کیا ہے؟

حضرت سلطان القلم مسیح موعود و مہدی معبود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پُر معارف اور معرکتہ الآراء مضمون ریویو آف ریلیجنز کے اردو شمارہ مئی ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کا اصل مسودہ حضور علیہ السلام کے دست مبارک سے تحریر فرمودہ ہے جو صاحبزادہ مرزا عبدالصمد صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز کے پاس محفوظ ہے۔ ہماری درخواست پر انہوں نے اس مسودہ کی نقل نظارت کو مہیا کی جس کے لئے نظارت اشاعت محترم صاحبزادہ صاحب کی ممنون ہے۔

اس قلمی مسودہ کے جو ۲۹ صفحات ہمیں ملے ہیں ان میں مضمون مکمل نہیں ہوتا تھا چنانچہ اس کو ریویو اردو مئی ۱۹۰۲ء سے مکمل کیا گیا ہے۔ حوالہ کے لئے صفحہ کے باہر ریویو کے صفحات کا نمبر درج ہے۔  
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے روحانی خزائن میں یہ مضمون پہلی بار شامل کیا جا رہا ہے۔

والسلام  
سید عبدالحی  
ناظر اشاعت







وہ خزانے جو ہزاروں سال سے مدفون تھے  
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار





حضرت مرزا غلام احمد دایانی  
سیح موعود و مهدی موعود علیہ السلام



من سرّه ان یقرء الفاتحة مع معارفها الخفية - وحقائقها  
الروحانية - فليقرء تفسيرنا هذا بالتدبر وصحة النية -  
ولا يحسر عن ساعده للمقابلة - فانه كتاب ليس له  
جواب - ومن قام للجواب وتتم - فسوف يرى انه  
تقدم وتذمر - فطوبى لمن همم ما اصطفيناه - واخذ  
ما اعطيناه - وما كان كالذي ليس الصفاقة - وخلم  
الصداقة - وهذا رد على الذين يجهلوننا ويصتغون  
التلبس - ويقولون ليس عندهم من علم بل عصبية  
من مفاليس - وانا اقرنا بان كتبنا كلهما من حول الله  
ذی الجلال - وما نحن الا كالجبال - وان كتابي  
هذا بليغ - وفصيح ومليح -

واني

سميته

# إعجاز المسيح

وقد طبع

في مطبع ضياء الاسلام في سبعين يوماً من شهر الصيام وكان من الجوز سنة ١٣١٨  
ومن شهر النصارى ٢٠ فروري سنة ١٩٠٤ - مقام الطبع قاديان ضلع گورداسپور باهتمام  
قيمت ٤م / الحكيم فضل دين الجھيرى - جلد ٤٠٠

## اطلاع

عام اطلاع کے لئے اردو میں لکھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ستردن کے اندر ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو اس رسالہ کو اپنے فضل و کرم سے پورا کر دیا۔ سچ یہی ہے کہ یہ سب کچھ اس کے فضل سے ہوا۔ ان دنوں میں یہ عاجز کنی قسم کے امراض اور اعراض میں بھی مبتلا ہوا جس سے اندیشہ تھا کہ یہ کام پورا نہ ہو سکے کیونکہ باعث ہر روز کے ضعف اور حملہ مرض کے طبیعت اس لائق نہیں رہی تھی کہ قلم اٹھا سکے۔ اور اگر صحت بھی رہتی تو خود مجھ میں کیا استعداد تھی۔ من آنم کہ من دائم۔ لیکن اخیر پر ان امراض بدنی کا بھید مجھے یہ معلوم ہوا کہ تا یہ جماعت بھی جو اس جگہ میرے دوستوں میں سے موجود ہیں یہ خیال نہ کریں کہ میری اپنی دماغی طاقتوں کا یہ نتیجہ ہے۔ سو اس نے ان عوارض اور موانع سے ثابت کر دیا کہ میرے دل اور دماغ کا یہ کام نہیں۔ اس خیال میں میرے مخالف سراسر سچ پر ہیں کہ یہ اس شخص کا کام نہیں کوئی اور پوشیدہ طور پر اس کو مدد دیتا ہے۔ سو میں گواہی دیتا ہوں کہ حقیقت میں ایک اور ہے جو مجھے مدد دیتا ہے لیکن وہ انسان نہیں بلکہ وہی قادر توانا ہے جس کے آستانہ پر ہمارا سر ہے۔ اگر کوئی اور بھی ایسے کاموں میں مدد دے سکتا ہے جن میں معجزانہ طاقت ہے تو پھر اس صورت میں ناظرین کو توقع کرنی چاہئے کہ اس کتاب کے ساتھ اور اس کے مانند انہی ستر دنوں میں صد ہا اور تفسیریں سورۃ فاتحہ کی میری شرط کے موافق شائع ہونے والی ہیں یا شائع ہو چکی ہیں کیونکہ اسی پر مدار فیصلہ رکھا گیا ہے۔ بالخصوص سید مہر علی شاہ صاحب پر تو یقین ہے کہ انہوں نے اس وقت تفسیر لکھنے کے لئے ضرور کچھ کوشش کی ہوگی ورنہ اب وہ ان لوگوں کو کیونکر منہ دکھا سکتے ہیں جن کو یہ کہا گیا تھا کہ وہ تفسیر لکھنے کے لئے لاہور آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ ستردن میں لکھ نہ سکے تو سات گھنٹہ میں کیا لکھ سکتے۔ غرض مصنفین کے لئے خدا کی تائید دیکھنے کے لئے یہ ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ ستردن کی میعاد ٹھہرا کر صد ہا مولوی صاحبان بالمقابل بلائے گئے۔ اب ان کا کیا جواب ہے کہ کیوں وہ ایسی تفسیر شائع نہ کر سکے۔ یہی تو معجزہ ہے اور معجزہ کیا ہوتا ہے؟

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمّ الکتاب کو سوچو دعاء فاتحہ کو پڑھ کے بار بار دیکھو خدا نے تم کو بتائی دعا یہی پڑھتے ہو سچ وقت اسی کو نماز میں اس کی قسم کہ جس نے یہ سورت اُتاری ہے یہ میرے رب سے میرے لئے اک گواہ ہے میرے مسیح ہونے پہ یہ اک دلیل ہے پھر میرے بعد اوروں کی ہے انتظار کیا؟

اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار اس کے حبیب نے بھی پڑھائی دعا یہی جاتے ہو اس کی رہ سے در بے نیاز میں اس پاک دل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے یہ میرے صدق دعویٰ پہ مہر الہ ہے میرے لئے یہ شاہد رب جلیل ہے توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْطَقَ الْإِنْسَانَ. وَعَلَّمَهُ الْبَيَانَ. وَجَعَلَ  
 همه حمد آں خدا را که انسان را گویائی بخشید و سخن فصیح گفتن او را تعلیم فرمود  
 کلام البشر مظهر حُسنه المستتر. وَلَطَّفَ أَسْرَارَ  
 و کلام انسان را برائے حُسن پوشیده او مظهر مقرر فرمود و به الهام خود  
 العارفين بِالْهَامِهِ. وَكَمَّلَ أَرْوَاحَ الرُّوحَانِيِّينَ بِإِنْعَامِهِ.  
 رازہائے عارفان را لطیف کرد۔ و بانعام خود روحانیان را کمال  
 وَكَفَّلَ أَمْرَهُمْ بِعِنَايَتِهِ. وَاسْتَوْدَعَهُمْ ظِلَّ حِمَايَتِهِ.  
 بخشید و از راه عنایت خود متکفل امور شان شد و به سایہ حمایت خود  
 وَعَادَا مِنْ عَادَا أَوْلِيَاءِهِ وَمَا غَادَرَهُمْ عِنْدَ الْأَهْوَالِ.  
 ایشان را سپرد و دشمن گرفت آناں را کہ دشمن داشتند اولیاء او را۔ و اولیاء خود  
 وَسَمِعَ دَعَاءَهُمْ إِذَا أَقْبَلُوا عَلَيْهِ كُلَّ الْإِقْبَالِ. وَأَرَى لَهُمْ  
 را بر وقت خونہا فرو نگذاشت و دُعائے ایشان شنید چون بہمہ ہمت سوئے او توجہ  
 غَيْرَتَهُ وَصَارَ لَهُمْ كَقَسْوَرَةٍ لِلْأَشْبَالِ. وَلَوْ أَى إِلَيْهِمْ  
 کردند۔ و برائے شان غیرت خود نمود۔ و برائے شان چناناں گردید کہ شیر با بچگان خود می باشد۔ و  
 كَزَافِرَةٍ فِي مَوَاطِنِ الْجِدَالِ. وَمَا زَايَلَهُمْ فِي مَوْقِفِ  
 میل کرد سوئے ایشان ہچو خونیشاں دیاراں در مقامہائے خصومت کردن و جدائی نگزید از ایشان در مقامے

﴿۲﴾ وَمَا نَسِيَهُمْ عِنْدَ الْإِبْتِهَالِ. وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ. و فراموش نکرد ایشان را بوقت زاری در دُعا و لازم حال ایشان کرد کلمه وَثَبَّتَهُمْ عَلَىٰ سُبُلِ الْهَدَىٰ. وَجَذَبَهُمْ إِلَىٰ حَضْرَتِهِ تَقْوَىٰ رَا وَثَابِت كَرْد اِيْشَان رَا بَر رَاه هَائے هَدَايْت۔ وَكَشِيْد اِيْشَان رَا سَوَّءَ الْعُلْيَا. وَوَهَبَ لَهُمْ أَعْيُنًا يُبْصِرُونَ بِهَا. وَقُلُوبًا جَنَاب بَلَنْد خُود وَ اِيْشَانْزَا چَشْم بِيْنْدِه عَطَا كَرْد۔ وَ دَلْه دَاد كِه يَفْقَهُونَ بِهَا. وَجَوَارِحُ يَعْمَلُونَ بِهَا. وَجَعَلَهُمْ فَهْمِيْدَه اِسْت۔ وَ اَعْضَاہَا دَاد كِه بَدَاں كَارہَا مے كَنْد وَ اِيْشَان رَا حِرْزِ الْمَخْلُوقِيْنَ. وَرُوحِ الْعَالَمِيْنَ. وَالسَّلَامِ پَنَاه مَخْلُوقَات كَرْد۔ وَ جَان عَالَمِيَاں بَكْرَدَانِيْد۔ وَ سَلَام وَ دَرُودِ وَالصَّلَاةُ عَلَىٰ رَسُولٍ جَاءَ فِي زَمَنِ كَانِ كَدَسْتٍ براں رَسول كِه دَر چِنَاں زَمَانَه آمَد كِه بَدَاں چَار بَالَش مَشَابِه غَاب صَدْرَه. أَوْ كَلِيلِ أَقْلِ بَدْرَه. وَظَهْرِي فِي بُدُوكِه بِالْأَنْشِيْن اَوْنَا پِيْدِيْد بَاشَد يَابَدَاں شَب مِمَا ثَلْت مِي دَاشْت كِه مَآه چَهَار دَهْم اَوْنَا پِيْدِيْد اَبُودِ عَصْر كَانِ النَّاسِ فِيْهِ يَحْتَاجُونَ إِلَى الْعَصْرَةِ. وَ دَر آں زَمَانَه ظَاہِر شَد كِه مَرْدَم مَحْتَاج پَنَاه وَ نَجَات بُوْدَنْد۔ وَزَمِيْن صَاحِبِ كَانَتْ الْأَرْضُ أَمْحَلَتْ وَخَلَّتْ رَاحَتَهَا مِنْ بُخْلِ خَشَكِ سَالِ شَدِه بُوْد وَ اَز وَجِه بَخْلِ بَارَانِ كَفِ دَسْتِ او الْمَزْنَةِ. فَأَرَوِي الْأَرْضَ الَّتِي احْتَرَقَتْ لِإِخْلَافِ تَهِي بُوْد۔ پَسِ آں نَبِي آں زَمِيْنَه رَا سِيْرَاب كَرْد كِه اَز تَخْلُفِ بَارَانِ



﴿۳﴾

العہاد. وأحیا القلوب كإحیاء الوابل للسنة  
 معبود سوختہ بود۔ و دلہا را چناں زندہ کرد کہ زندہ مے کند باراں بزرگ  
 الجماد. فتہلّل الوجوه وعاد حبرها وسبرها. و  
 سال بے باراں را۔ پس روشن شدند رُوبا و باز آمد ہیئت شاں و حسن  
 تراءت معادن الطباع وظهرت فضّتها وتبرها.  
 شاں و نمودار شدند معدنہائے طبیعتہا و ظاہر شد سیم آں ہا و زر آنہا  
 وطُہّر المؤمنون من كل نوع الجناح. وأعطوا جناحًا  
 و پاک کردہ شدند مومناں از ہر قسم گناہ۔ و آں پر دادہ شدند کہ  
 یطیر إلی السماء بعد قصّ هذا الجناح. وأسس  
 سوئے آسمان مے پرد بعد بریدن این پرہا۔ و ہر امر شاں بر پرہیزگاری  
 کل أمرهم علی التقوی. فما بقی ذرّة من غیر اللّٰہ  
 بنا کردہ شد۔ پس یکذرہ از غیر اللہ نہماند۔ و نہ خواہش نفس ماند و پاک  
 ولا الهوی. وطُہّرت أرض مکّة بعد ما طیف فیہا  
 کردہ شد زمین مکہ بعد ازینکہ بہ بت ہا درو مے گشتند۔ پس  
 بالأوثان. فما سجد علی وجہها لغير الرحمان. إلی هذا  
 سجدہ نہ کردہ شد بر رُوئے آں بجز خدا تا این وقت  
 الأوان. فصلّوا علی هذا النبیّ المحسن الذی هو  
 پس درود بفریید بریں نبی کہ او مظهر صفات خدائے  
 مظهر صفات الرحمان المنّان. وهَلْ جزاء  
 رحمان و متان ہست۔ و پاداش احسان بجز

الإحسان إلا الإحسان. والقلب الذي لا يدري  
 احسان چیزے نیست و دلے کہ احسان او نمی  
 احسانه. فلا ایمان له. أو یضیع ایمانه. اللهم صل  
 داند او را نصیبے از ایمان نیست یا ایمان خود ضائع خواهد کرد  
 على هذا الرسول النبى الأمى الذى سقى الآخريين.  
 اے خدائے ما بریں رسول امی درود بفرست۔ این آں رسول است  
 كما سقى الأولين. وصبغهم بصبغ نفسه وأدخلهم  
 کہ گروہ آخر را آں جام نوشانیہ کہ گروہ اول را نوشانیہ و او شاں را برنگ  
 فى المَطْهَرين. فنورهم الله بإشراق أشعة المحبة.  
 خود آورد و در پاکاں او شانرا داخل کرد۔ پس روشن کرد خداتعالی او شاں را۔  
 وسقاهم من أصفى المدامة. وألحقهم بالسابقين من  
 بشعاعہائے محبت خود و از صاف تر شراب او شانرا نوشانیہ و بافانیاں او شانرا  
 الفانين. وقربهم وقبّل قربانهم. ودقق مشاعرهم وجلّى  
 پیوند داد و او شانرا قرب خود بخشید و قربانی شاں قبول فرمود و حواس شاں  
 جنانهم. ووهب لهم من عنده فهم المقربين. وزكّى  
 باریک کرد و دل شاں روشن کرد و او شانرا از طرف خود فہم مقرباں عطا فرمود  
 نفوسهم و صفى ألواحهم. وحلّى ارواحهم. ونجّا نفوسهم  
 و نفسہائے شاں پاک کرد و روجہائے شانرا صفائی ہا داد و لوجہائے ایشانرا آراستہ کرد☆  
 من سلاسل المحبوسين. وكفل أمورهم كما هي عادته  
 و نفوس ایشانرا از زنجیر گرفتاراں نجات داد و خود متکفل امور ایشان شد چنانچہ عادت

☆ ایڈیشن اول کے فارسی ترجمہ میں سہو کتابت سے ”الواح“ اور ”ارواح“ کا ترجمہ آجس میں بدل گیا ہے عربی متن کی مناسبت سے

فارسی ترجمہ یوں صحیح ہوگا ”و لوح ہائے شانرا صفائی ہا داد و روح ہائے ایشانرا آراستہ کرڈ“ (ناشر)

﴿۵﴾

بأصفيائه. وشرح صدورهم كما هي سيرته في  
 او بادوستاں خود است و سينه او شازا منشرح کرد چنانچہ سیرت او با اولیاء  
 أولیاء ۵. ودعاهم إلى حضرته. ثم تبادر إلى فتح  
 خود است۔ و سُوئے جناب خود ایشازا بخواند باز برائے کشادن در  
 الباب برحمتہ. وأدخلهم في زمرة. وألحقهم بسكان  
 برحمت خود جلدی فرمود و در گروه خود ایشازا داخل کرد و بساکنان  
 جنّته. وقيل داركم أيتيم. وأهلكم وافيتم. وجعلوا  
 بہشت ملحق فرمود و گفته شد کہ بخانہ خود آمدہ اید و اہل خود را ملاقات کردہ اید  
 من المحبوبين. وهذا كله من بركات محمد خير الرسل  
 و از جملہ محبوبان گردانیدہ شدند۔ و این ہمہ از برکتہائے محمد خیر الرسل  
 وخاتم النبیین. عليه صلوات اللّٰه وملائكته وأنبيائه  
 وخاتم الانبياء است۔ برو درود خدا و فرشتگان و پیغمبران و تمام  
 وجميع عباده الصالحين.

بندگان نیک است۔

أما بعد. فاعلموا أيها الطالبون المنصفون.

بعد زیں بدانید اے طالبان و منصفان۔  
 والعاقلون المتدبرون. انی عبد من عباد الرحمن.  
 و عاقلان فکر کنندگان کہ من بندہ ام از بندگان رحمان۔  
 الذين يجيئون من الحضرة. وينزلون بأمر رب العزة.  
 آنانکہ از حضرت احدیت مے آیند و بامر الہی نازل مے شوند۔

عند اشتداد الحاجة. وعند شيوع الجهلات و  
 وفئته سخت ضرورت شان پیش آمد و امور باطله و بدعتها شائع  
 البدعات و قلة التقوى و المعرفة. ليجددوا ما  
 مے شوند و تقوى و معرفت کم مے گردد تا تازه کنند آنچه کہنه شد  
 اَخْلَقَ. و يجمعوا ما تَفَرَّقَ. و يتفقدوا ما اَفْتَقَدَ. و  
 و جمع کنند آنچه متفرق گشت و گم شده را باز جویند۔ و  
 يُنجزوا و يُوفوا ما وُعِدَ من ربِّ العالمين. و كذلك  
 وعده خود را بظهور رسانند۔ و ہم چنين من آدم و من  
 جئتُ و أنا أوَّلُ المؤمنين. و إني بُعثتُ على رأسِ هذه  
 اول المؤمنين ہستم۔ و من بر سرِ صدی مبعوث  
 المائة المباركة الربانية. لأجمع شمل الملة الإسلامية.  
 شدہ ام۔ تا کہ ملت اسلام را جمعیت بخشم و ہر حملہ  
 و أدفع ما صيل على كتاب الله و خير البرية. و أكسر عصا  
 کہ بر قرآن و حضرت نبوی کردہ شد آنرا دفع کنم و عصائے  
 من عصى و أقيم جدران الشريعة. و قد بينتُ مرارًا  
 آنکس بشکنم کہ نافرمان است و شریعت را قائم کنم و من بارہا  
 و أظهرتُ للناس إظهارًا. انى أنا المسيح الموعود.  
 بیان کردہ ام و چنانچہ شرط اظہار است ظاہر کردم و من مسیح موعود  
 و المهدى المعهود. و كذلك أمرتُ و ما كان لى أن  
 و مہدی معہود ہستم۔ و ہم چنين مرا حکم شد و مرا نہ می سزد کہ

﴿۷﴾

أَعَصَى أَمْرَ رَبِّي وَأَلْحَقَ بِالْمَجْرِمِينَ. فَلَا تَعْجَلُوا عَلَيَّ  
 نافرمانی حکم ربّ خود کنم و بجرمان لاحق شوم۔ پس بر من جلدی  
 وَتَدَبَّرُوا أَمْرِي حَقَّ التَّدَبُّرِ إِنْ كُنْتُمْ مُتَّقِينَ. وَعَسَى أَنْ  
 ممکنید و اگر تقویٰ دارید در امر من تدبّر کنید ممکن است کہ  
 تُكذِّبُوا أَمْرًا وَهُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ. وَعَسَى أَنْ تُفْسِقُوا  
 شما تکذیب کسے کنید و او از خدا تعالیٰ باشد و ممکن است کہ  
 رَجُلًا وَهُوَ مِنَ الصَّالِحِينَ. وَإِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي لِأُصْلِحَ  
 شما کسے را فاسق بگویند و او صالح باشد۔ و خدا مرا برای  
 مَفَاسِدَ هَذَا الزَّمَنِ. وَأُفَرِّقَ بَيْنَ رَوْضِ الْقُدْسِ  
 اصلاح این زمانہ فرستادہ شد تا کہ در باغہائے قدس و سبزہ  
 وَخَضِرَاءِ الدَّمَنِ. وَأُرِي سَبِيلَ الْحَقِّ قَوْمًا ضَالِّينَ.  
 سرگین فرق کردہ بنمایم و تا کہ راہ حق قومے را بنایم کہ راہ  
 وَمَا كَانَ دَعْوَايَ فِي غَيْرِ زَمَانِهِ. بَلْ جِئْتُ كَالرَّبِيعِ  
 گم کردہ اند و این دعویٰ من بے وقت نیست بلکہ من ہجوز آل  
 الَّذِي يُمَطِّرُ فِي إِبَّانِهِ. وَعِنْدِي شَهَادَاتٌ مِنْ  
 باران بہاری آمدہ ام کہ در موسم و وقت خود می بارد۔ و نزد من  
 رَبِّي لِقَوْمٍ مُسْتَقْرِينَ. وَأَيَّاتٌ بَيِّنَاتٌ لِلْمَبْصُرِينَ.  
 از طرف رب من گواہی ہا ہستند برای قومے کہ حق را می جویند  
 وَوَجْهَ كَوَجْهِ الصَّادِقِينَ لِلْمُتَفَرِّسِينَ. وَقَدْ جَاءَتْ  
 و روشن نشانہا ہستند برای آنانکہ مے بینند و رُوئے ہست ہجوز وہائے صادقان برای



آیام اللہ وفتحت أبواب الرحمة للطالبین. فلا تكونوا  
 آنا لک اہل فراست اند۔ و بہ تحقیق روزہائے خدا آمدہ اند و برائے طالبان در ہائے  
 اول کافر بہا وقد کنتم منتظرین. أين الخفاء.  
 رحمت مفتوح شدہ اند پس از ہمہ پیشتر شما کافر نہ شوید و شما انتظار می کردید  
 فافتحوا العین أیہا العقلاء. شهدت لی الأرض و السماء.  
 کجاست پوشیدگی در امر من پس چشم بکشائید اے عاقلان۔ زمین و آسمان گواہی من  
 و أتانی العلماء الأمناء. و عرفنی قلوب العارفين.  
 دادند و عالمان امین نزد من آمدند و دلہائے عارفان مرا شناخت  
 و جرى اليقين في عروق قلوبهم كأقربة  
 و یقین در رگہائے دلہائے شما چنان جاری شد کہ آبریزہا  
 تجری فی البساتین. بید آن بعض علماء هذه  
 در باغہا جاری می باشند۔ مگر این است کہ بعض عالمان این  
 الدیار. ما قبلونی من البخل والاستكبار. فما ظلمونا  
 دیار از بخل و تکبر مرا قبول نہ کردہ اند۔ پس بر ما ستم  
 ولكن ظلموا أنفسهم حسداً واستعلاءً. ورضوا  
 نہ کردہ اند ہمہ ظلم شما بر جان شماست کہ موجب آں حسد و تکبر است  
 بظلمات الجهل وترکوا علماً و ضیاءاً. ا. فتراکم الظلام فی  
 و راضی شدہ اند بتاریکی جہالت و علم و نور را بگذاشتند۔ پس گرد آمد تاریکی در  
 قولہم و فعلہم و أعیانہم. حتی اتخذ الخفافیش  
 گفتار ایشان و کردار ایشان و وجود ایشان سجدے کہ شپہرہ ہا در دل

﴿۹﴾

وَكِرًّا الْجَنَانِهِمْ. وَمَا قَعَدَ قَارِيَةٌ عَلَىٰ أَغْصَانِهِمْ.  
 آشیانہ گرفتند۔ و مرغ مبارک بر شاخہائے شاں نہ نشست۔  
 وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَوَقَّعُوا الْمَسِيحَ عَلَىٰ رَأْسِ  
 و پیش زین امید ہا مے داشتند کہ مسیح موعود بر سر این صدی ظاہر  
 هَذِهِ الْمِائَةِ. وَيَتَرَقَّبُونَهُ كَتَرَقَّبِ أَهْلَةُ الْأَعْيَادِ أَوْ  
 خواہد شد۔ انتظار او چناں مے کردند کہ مردم انتظار ہلاہلہائے عید مینابند  
 أَطْيَابِ الْمَأْدِبَةِ. فَلَمَّا حُمِّمَ مَا تَوَقَّعُوهُ. وَأُعْطِيَ  
 یا انتظار الوان نعت دعوتے می کنند۔ پس چوں طیار کردہ شد آنچہ انتظامی کردند و دادہ  
 مَا طَلَبُوهُ. حَسَبُوا كَلَامَ اللَّهِ افْتِرَاءَ الْإِنْسَانِ.  
 شد آنچہ می جستند۔ کلام خدا را افتراء انسان پنداشتند۔ و گفتند کہ این  
 وَقَالُوا مَفْتَرِي يُضِلُّ النَّاسَ كَالشَّيْطَانِ. وَطَفَقُوا  
 شخص مفتری است بہجو شیطان مردم را گمراہ می کند۔ و شروع کردند  
 يَشْكُونَ فِي شَأْنِهِ بَلْ فِي إِيمَانِهِ. وَكَذَّبُوهُ  
 کہ در شان او شک می کردند بلکہ در ایمان او نیز ہم۔ و تکذیب او کردند  
 وَفَسَّقُوهُ وَكَفَرُوهُ مَعَ مَرِيدِيهِ وَأَعْوَانِهِ. وَأَنْزَلَ  
 و او را فاسق گفتند۔ و نام او کافر نہادند و ہم چینی مریداں و انصار او را بکفر منسوب کردند  
 اللَّهُ كَثِيرًا مِنَ الْآيِ فَمَا قَبَلُوا. وَأَرَىٰ التَّأْيِيدِ  
 و خدا تعالیٰ بسیارے از نشان ہا فرود آورد پس قبول نکردند۔ و در ابتدا و انتہا  
 فِي الْمَبَادِي وَالْغَايِ فَمَا تَوَجَّهُوا. وَقَالُوا كَاذِبٌ وَمَا  
 تائید ہا فرمود مگر ہیچ توجہ نمودند۔ و گفتند کہ دروغگوست و

﴿۱۰﴾ تَفَكَّرُوا فِي مآلِ الْكَاذِبِينَ. وَقَالُوا مُخْتَلَقٌ وَمَا تَذَكَّرُوا مِنْ دَرَجٍ مِنَ الْمُخْتَلِقِينَ. وَالْأَسْفُ كُلِّ آثَانٍ رَا يَادُ نَهْ كَرَدَنَدُ كَهْ دَرِ حَالَتِ انْتِرَا اَزِيں جِهَانِ بَكْشَتَنَدُ. وَتَمَامَتِرْ اَنفُوسِ الْاَسْفِ اَنَّهُمْ يَقُولُونَ وَلَا يَسْمَعُونَ. وَيَعْتَرِضُونَ اِيں اَسْتِ كَهْ اِيں مَرْدَمِ بَكُوِيْنَدُ وَنَمِي شَنُونَدُ. وَاعْتِرَاضِ مِي كَنْدُ وَلَا يُصْغُونَ. وَيَلْمِزُونَ وَلَا يُحَقِّقُونَ. وَحَصْحَصَ وَسَوَّءَ جَوَابِ كُوشِ نَمِي دَارَنَدُ وَعَيْبِ گِيْرِي مِي نَمَايَنَدُ وَتَحْقِيْقِ نَمِي كَنْدُ. وَظَاهِرِ الْحَقِّ فَلَا يُبْصِرُونَ. وَإِذَا رَمَوْا الْبِرَّ بِأَفِيكَةِ شَدِّ حَقِّ پَسِ نَهْ مِي بِيْنَدُ. وَچُونِ نَا كَرْدَه گِنَاهِ رَا بَهْتَمَتِهْ مَتَهْمِ مِي كَنْدُ فَضْحَكُوا وَمَا يَبْكُونَ. مَا لَهُمْ لَا يَخَافُونَ. أَمْ لَهُمْ بَرَاءَةٌ پَسِ مِي خَنْدَنَدُ وَنَهْ مِي گَرِيْنَدُ. چَهْ شَدُّ اَوْ شَا زَا كَهْ نَمِي تَرْسَنَدُ. آيَا دَرِ كِتَابِهَا فِي الزَّبْرِ فَهْمٌ لَا يُسْأَلُونَ. وَمَا أَرَى خَوْفَ اللَّهِ فِي قُلُوبِهِمْ اَزِ مَوَاضِعِ بَرُوں دَاشْتَهْ شَدَهْ اَنْدُ وَبَازِ پَرَسِ نَخَوَاهِدْ شَدُ. نَهْ مِي بِيْنَمِ خَوْفِ خُدَا دَرِ بَلْ هُمْ يُوْذُونَ الصَّادِقِينَ وَلَا يُبَالُونَ. مَا أَرَى دِلَهَائِ اِيْثَالِ بَلْ كَهْ اِيْثَالِ اِيْذَا مِي دِهَنْدِ رَاسْتَالِ رَا وَبِيْچِ پَرَوَانِي دَارَنَدُ. نَمِي بِيْنَمِ فَنَاءِ صَدُورِهِمْ رَحْبًا. وَكَمْثَلِهِمْ اَخْتَارُوا صَحْبًا. صَحْنِ سِيْنَهْ اِيْثَالِ رَا كَشَادَهْ وَبِهْچُو خُودِ دُوسْتَانِ خُودِ چِيْدَهْ اَنْدُ. وَيَهْمِزُونَ وَيَغْتَابُونَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ. وَلَا يَتَكَلَّمُونَ عَيْبِ مَرْدَمِ كَنْدُ وَغِيْبَتِ مِي نَمَايَنَدُ مِي دَاَنْدُ كَهْ بَدِ مِي كَنْدِيْمِ. وَكَلَامِ نَهْ مِي كَنْدُ



﴿۱۱﴾

إِلَّا كَطَائِرٍ يَخْذُقُ. أَوْ كَمَسْلُولٍ يِصْقُ. لَا يِطْنُونَ  
 مگر ہچو آں پرندہ کہ سرگین خودی اندازد یا ہچو آں مسلول کہ تف خودی افگند  
 أمرنا. وَلَا يَعْرِفُونَ سِرَّنَا. ثُمَّ يُكْفِرُونَ وَيَسْبُونَ  
 از کار ما ایشاں را ہیچ آگاہی نیست و بر راز ما ہیچ اطلاعے نے۔ باز کافر می گویند  
 وَيَهْذِرُونَ مَنْ غَيْرِ فَهْمِ الْكِتَابِ. وَلَا كَهْرِيرِ الْكَلَابِ.  
 و دشنام می دهند۔ و بغیر فہمیدن کتاب بیہودہ گوئی ہا می کنند و نہ ہچو سگانے کہ عوعومی کنند  
 وَمَا بَقِيَ فِيهِمْ فَهْمٌ يَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. وَلَا خَوْفٌ  
 در ایشاں آں فہم نماندہ کہ سوئے راہ راست ایشاں را رہبری کند و نہ آں  
 يَجْذِبُهُمْ إِلَى سُبُلِ مَرْضَاتِ اللَّهِ الرَّحِيمِ. وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدُونَ.  
 خوفے ماندہ کہ بجانب سبیل ہائے رضائے خداوند رحیم بکشند۔ بعض از ایشاں  
 يُكذِّبُونَ وَلَا يَعْلَمُونَ. وَبَعْضُهُمْ يَكْفُونَ  
 میانہ رو ہستند۔ تکذیب می کنند و نہ می دانند کہ کرا ردّ کردیم و بعض از ایشاں  
 الْأَلْسِنَةَ وَلَا يَسْبُونَ. وَتَجِدُ أَكْثَرَهُمْ مُفْحَشِينَ عَلَيْنَا  
 زبان بندی دارند و دشنام نمی دهند۔ و اکثر ایشاں را خواہی یافت کہ بر ما  
 وَمُكْفَرِينَ، سَابِّينَ غَيْرِ خَائِفِينَ. فَلَيبِكِ الْبَاكُونَ  
 ہیچ دقیقہ فحش گوئی نمی گذارند و کافر می گویند و نمی ترسند۔ پس باید کہ گریہ کنندگان  
 عَلَى مَصِيبَةِ الْإِسْلَامِ. وَعَلَى فِتْنِ هَذِهِ الْإَيَّامِ.  
 بر مصیبت اسلام بگریند۔ و بر فتنہ ہائے این زمانہ نالہ ہا کنند۔  
 وَأَيُّ فِتْنَةٍ أَكْبَرُ مِنْ فِتْنِ هَذِهِ الْعُلَمَاءِ. فَإِنَّهُمْ تَرَكَوْا  
 و کدام فتنہ بزرگتر از فتنہائے این علماء است۔ پس ایشاں دین

﴿۱۴﴾  
 الدّین غریباً کشهداء الكربلاء. وإنها نار أذابت قلوبنا.  
 را بحالت غربت گذاشتند همچو شهیدان کربلا و این آتش است که  
 وجنبت جنوبنا. وثقلت علينا خطوبنا.  
 دل مارا گداخت و پهلوی مارا بشکست و کارهای مارا در مشکل انداخت  
 و رمت کتاب اللّٰه بأحجار من جهلات الجاهلین.  
 و کتاب اللّٰه را بہ سنگہائے باطل سنگسار کردند  
 ونرى كثيرا منهم يخفون الحق ولا يجتنبون الزور  
 و بسیاری را ازیشان مے بینیم کہ راستی را مے پوشند و همچو نیکاں از  
 کالصلحاء. وتكذب ألسنتهم عند الإفتاء. غشوا  
 دروغ پرہیز نمی کنند۔ و زبانہائے شان فتویٰ ہائے دروغ می دہند۔ طبعیہائے  
 طبائعهم بغواشی الظلمات. وقدّموا حبّ الصلوات  
 خود را پردہ ہائے تاریکی پوشیدہ اند۔ و دانہ بخشش ہائے را بر محبت  
 علی حبّ الصلوة. نبذوا القرآن وراء ظهورهم  
 نماز مقدم مے دارند۔ قرآن را از پے دنیا خود پس پشت  
 للدنيا الدنیة. وأمالوا طبائعهم إلى المقنیات  
 انداختند۔ و طبعیہائے خود را سوئے ذخیرہ ہائے مادی  
 المادیة. واشتدّ حرصهم ونهمتهم وشغفهم باللذات  
 میل دادند۔ و حرص و آرزو و رغبت شان سوئے لذتہائے فانیہ  
 الفانیة. وجاوز الحدّ شحّهم فی الأمانی النفسانية.  
 بدرجہ نہایت رسید۔ و شدت حرص شان در آرزوہائے نفسانی از حد متجاوز

﴿۱۳﴾

مَا بَقِيَ فِيهِمْ عِلْمُ كِتَابِ اللَّهِ الْفِرْقَانِ. وَلَا تَقْوَى الْقُلُوبِ  
 گشت۔ باقی نماند در ایشان علم قرآن شریف و نہ پرہیزگاری دلہا  
 وَحَلَاوَةِ الْإِيمَانِ. وَتَبَاعَدُوا مِنْ أَعْمَالِ الْبِرِّ وَأَفْعَالِ  
 و شیرینی ایمان۔ و از کارہائے نیکی و کارہائے رشد دور افتادند  
 الرُّشْدِ وَالصَّلَاحِ. وَانْتَقَلُوا مِنْ سُبُلِ الْفَلَاحِ إِلَى  
 و از راہ ہائے نجات سوائے طریقہائے تباہی منتقل  
 طَرِيقِ الطَّلَاحِ. وَعَادَ جَمْرُهُمْ رَمَادًا. وَصَلَحَهُمْ فِسَادًا.  
 شدند و اخگر شوق دین شاں خاکستر گردید و صلاح شاں بفساد  
 بَعَدُوا مِنَ الْخَيْرِ وَالْخَيْرِ بَعْدَ مِنْهُمْ كَالْأَضْدَادِ. وَصَارُوا  
 متبدل گشت۔ ایشان از نیکی دور شدند و نیکی از ایشان بچو ضدہا دور شد۔ و  
 لِابْلِيسَ كَالْمُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ. وَانجذبُوا إِلَى الْبَاطِلِ  
 برائے شیطان چنان شدند کہ گویا در قید او مضبوط بستہ شدند و سوائے باطل چنان  
 كَأَنَّهُمْ يُقَادُونَ فِي الْأَقْيَادِ. يَخُونُونَ فِي فِتَاوَاهُمْ وَلَا يَتَّقُونَ.  
 منجذب شدند کہ گویا ایشان در قیدہا کشیدہ می شوند۔ در فتویٰ ہا خیانت می کنند  
 وَيُكذِّبُونَ وَلَا يُبَالُونَ. وَيُقَرَّبُونَ حَرَمَاتِ  
 و نہ می ترسند و دروغ می گویند و پروا ندارند و اقدام بر گنہ ہا می کنند  
 اللَّهِ وَلَا يَبْعُدُونَ. وَلَا يَسْمَعُونَ قَوْلَ الْحَقِّ بَلْ يَرِيدُونَ  
 و دور نہ می مانند و سخن حق نمی شنوند بلکہ می خواہند کہ  
 أَنْ يَسْفِكُوا قَائِلَهُ وَيَغْتَالُونَ. وَلَمَّا جَاءَهُمْ إِمَامٌ بِمَا  
 حق گو را بکشند و وچوں امامے آمد کہ مخالف

لَا تَهْوَىٰ أَنفُسَهُمْ أَرَادُوا أَنْ يَاقْتُلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ. وَمَا كَانَ  
نَفْسِ ائِشَاءِ بُوْد خَوَاسْتَنْد كِه اُو رَا قَتْل كَنْد و بَچ نَفْسِ بَچَر  
لَبِشْر أَنْ يَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ فَكَيْفَ الْمُرْسَلُونَ. اِنِه يَعصم  
اِذْن رَب نِه مِي مِيرْد پَس چگونِه مرسلاں بْميرِنْد۔ و خداتعالیٰ  
عِبَادِه مِنْ عِنْدِه وَلَوْ مَكْرَ الْمَاكِرُونَ. يَقُولُونَ نَحْنُ  
بِنْدَگَانِ خُودِ رَا نَگِه مِي دَارْد اِگْرَچِه مَكْر كَنْدِگَانِ مَكْر كَنْد۔ مِي گويند كِه  
خُدَامِ الْاِسْلَامِ وَقَدْ صَارُوا اَعْوَانًا لِلنَّصَارَىٰ فِي  
مَا خَادِمَانِ اِسْلَامِ هَسْتِيمِ حَالَانَكِه دَر عَقَائِدِ خُودِ نَصَارَىٰ رَا مَدْدِ  
اَكْثَرِ عَقَائِدِهِمْ. وَجَعَلُوا اَنفُسَهُمْ كَحِبَالَةٍ لِّصَانِدِهِمْ.  
مِه دِهِنْد۔ و صِيَادَانِ اَن گِرُوِه رَا بَچُو دَامِه مَدْدِ مِي دِهِنْدِ  
يَقُولُونَ سَمِعْنَا الْاَحَادِيثَ بِالْاَسَانِيْدِ. وَلَا يَعْلَمُونَ  
مِي گويند كِه مَا حَدِيثَهَا رَا بَاسَانِيْدِ شَنِيدِيمِ و اِز مَعْنَىٰ تَوْحِيْدِ  
شَيْئًا مِنْ مَعْنَىٰ التَّوْحِيْدِ. وَيَقُولُونَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِالْاَحْكَامِ  
بَچِ خَبَرِ نِه مِه دَارِنْد۔ و مِه گويند كِه مَا اِحْكَامِ شَرِيْعَتِ  
الشَّرْعِيَّةِ. وَمَا وَطَّئْتِ اَقْدَامَهُمْ سَكِّكَ الْاَدْلَةَ الدِّيْنِيَّةِ.  
رَا مِه دَانِيْمِ و حَالِ اِيْسِ اسْتِ كِه قَدَمِ ائِشَاءِ دَر كُوچِه هَائِه اَدْلِه دِيْنِيَّةِ  
يَطِيْرُونَ فِي الْهَوَىٰ كَالْحَمَامِ. وَلَا يُفَكِّرُونَ فِي سَاعَةِ  
نَيْفْتَادِه اسْت۔ بَچُو كَبُوْتَرِ دَر حَرَصِ و هَوَا مِي پَرِنْدِ و دَر سَاعَتِ مَوْتِ فِكْرِ  
الْحَمَامِ. يَسْعُونَ لِحَطَامٍ بِاَنْوَاعِ قَلْقٍ. وَيُخْرِجُونَ كَاَهْلِ  
نِه مِي كَنْدِ بَرَاءِه اِنْدَكِ لِنَفْعِه دُنْيَا بَصْدِ بِه قَرَارِي مِي دُوْنْد۔ و بَچُو مَنَافِقَانِ

﴿۱۵﴾

الْإِنْفَاقِ رُؤُوسِهِمْ مِنْ كُلِّ نَفْقٍ. يَقْعُونَ مِنَ الشَّحِّ عَلَى كُلِّ  
 سِرْبَاءٍ خَوْفًا مِنْ سَوَارِحِهَا بَرُونَ مِمَّا آتَتْهُمْ مِنْهُ وَازْدَادَتْ حِرْصًا مِنْهُ بِرِيبِهَا  
 غَضَارَةٌ. وَلَوْ كَانَ فِيهِ لَحْمٌ فِارَةً. إِلَّا الَّذِينَ عَصَمَهُمُ اللَّهُ  
 مِمَّا كَفَرَ بِهِمْ وَأَعْتَدَ لَهُمْ أَجْرًا كَثِيرًا. وَذَلِكَ مِمَّا أَوْفَىٰ بِرَبِّهِمْ  
 بِأَيْدِي الْفَضْلِ وَالْكَرَامَةِ. فَأُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا  
 كَانُوا يَعْمَلُونَ. وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَئِيمٌ مُّذْمَبٌ مُّكْتَفِرٌ. وَإِنَّ مِنْكُمْ  
 لَمَنْ لَئِيمٌ مُّذْمَبٌ مُّكْتَفِرٌ. وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَئِيمٌ مُّذْمَبٌ مُّكْتَفِرٌ.  
 قِيلَ وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ مِنَ الْغَرَامَةِ. وَإِنَّهُمْ مِنْ  
 تَارِكِي الْمَوَافِقِ. وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَئِيمٌ مُّذْمَبٌ مُّكْتَفِرٌ.  
 الْمَغْفُورِينَ. وَمِنَ الْفِتَنِ الْعَظِيمِ وَالْآفَاتِ الْكُبْرَى  
 أَوْ شَالِ اسْتِ. وَيَكِي از فتنه های عظیم و آفت های بزرگ  
 صَوْلِ الْقَسُوسِ. بِقَسَى الْهَمَزِ وَاللَّمَزِ كَالْعَسُوسِ.  
 حمله پادریان است که بکمانهای عیب گیری و نکته چینی بهجو صیادے می کنند۔  
 وَكُلِّ مَا صَنَعُوا الْجَرْحِ دِينَ نَابِ الْقِيَّاسِ. بِنُوحِ  
 وَ هَمِ آں تیرها و کمانها که برائے مجروح کردن دین ما ساخته اند  
 عَلَى الْمَكَائِدِ كَالصَّائِدِ لَا عَلَى الْعَقْلِ وَالْقِيَّاسِ. نَبَذُوا  
 بهجو صید گیرنده بر فریبها بنیادش نهاده اند نہ بر عقل و قیاس۔ حق را  
 الْحَقِّ ظَهْرِيًّا. وَمَا كَتَبُوا فِيهِ دُونَ نُوهِ إِلَّا أَمْرًا فَرِيًّا. وَقَدْ  
 پس پشت انداختند و در کتب خود بجز دروغ هیچ ننوشتند و بر  
 اجتمعت هممهم علی اعدام الإسلام. واتفقت آراءهم  
 معدوم کردن اسلام بهمت های ایشان مجتمع شدند۔ و برائے محو کردن

لَمْ حو آثار سیدنا خیر الأنام. یدعون الناس إلی شانہائے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق رائے ایشاں شد۔ مردم را اللطی والدرك. ناصبین شَرک الشکر. وما وجدوا سوئے دوزخ و ہاویہ می خوانند و دام شرک را گسترده اند۔ و پیچ مکرے کیداً إِلَّا استعملوه. وما نالوا جہداً إِلَّا بذلوه. استحرت نیافتند مگر آزا استعمال کردند و نہ کوششے مگر آزا خرچ کردند۔ جنگ حربہم. و کثر طعنہم و ضربہم. و نعت کوساتہم. و ایشاں گرم شد و طعن و ضرب ایشاں بسیار شد۔ آوازہ نقارہ شاں و آواز صاحت من کل طرف بوقاتہم. و جالت خیولہم. بوق شاں از ہر طرف بلند گردید و اسپ ہائے شاں جولان کردند و سالت سیولہم. و سعوا کل السعی حتی جمعوا عساکر وسیاہائے شاں رواں شدند۔ و چنداں کوشش کردند کہ شرط کوشش است الإلحاد. و رفعوا رایات الفساد. و ضبت علی المسلمین تا بحدے کہ لشکرہائے الحاد را جمع کردند و رایت ہائے فساد را بلند کردند مصائب و خربت تلک الربوع. و أهدیت لسُقیہا و بر مسلمانان مصیبتہائے ریختہ شد و ایں قصر ہا و کاخہا خراب شدند۔ و برائے آب نوشی شاں الدموع. و کثر البدعة و ما بقی السُنَّة و لا الجماعة. اشکہا بطور ہدیہ فرستادہ شدند۔ و بدعت بکثرت شدہ و نہ سنت باقی ماند و نہ جماعت۔ و رُفِع القرآن و ضاقت عن صونہ الاستطاعة. فحاصل و قرآن برداشتہ شد و نگہداشت آل در وسعت اختیار نماند۔ پس حاصل

﴿۱۷﴾

الكلام إن الإسلام مُلِيَّ من الآلام. وأحاطت به  
كلام این است کہ اسلام از دردہا پر کردہ شد و دائرہ تاریکی برو  
دائرة الظلام. و أرى الزمان عجائب في نقض أسواره.  
مچھٹ شد۔ و زمانہ در شکستن دیوارہائے اسلام کار عجیب نمود  
وأسال الدهر سيولا لتعفية آثاره. و اكمل القدر امره  
و زمانہ برائے محو کردن آثار او سیلہا جاری کرد و قضاء  
لإطفاء انواره. ولمّا كان هذا من المشيئة الربّانية.  
و قدر امر خود را برائے اطفاء نور او بکمال رسانید و چونکہ این ہمہ  
مبنياً على المصالح الخفية. فما تطرّق الى عزم العدا  
بارادہ الہی بود و بر مصلحتہائے پوشیدہ بنا می داشت لہذا در قصد  
خلل. ولا إلى أيديهم شلل. ولا إلى ألسنتهم قلل.  
دشمنان ہیچ خلل واقع نشد و دستہائے شان شل گشتند ونہ زبانہائے شان  
وكان من نتائجه أن الملة ضعفت. والشريعة اضمحلت.  
کند شدند۔ و از نتیجہ ہائے آل این بود کہ شریعت نابود شد و  
وجرفتها المجارف. حتى أنكرها العارف. وكثر اللغو  
او را سیل ہا از بُن برکنند تا بحدے کہ چشم عارفان او را نشاخت و  
وذهب المعارف. باخت أضواءها. وناءت أنواءها.  
امور بیہودہ بسیار شدند و معارف را نشانے نماند و در روشنی ہائے او فتور  
و ديس الملة وطالت لأواءها. وكان هذا جزاء قلوب  
آمد و ستارہ ہائے او دور شدند۔ و ملّت اسلام زیر پا کوفتہ شد و سختی آل زیادہ

مقفلة. وأثام صدورٍ مغلقة. فإن أكثر المسلمين  
 شد واین همه پاداش آں دلها بود که بر خود قفل می داشتند و جزائے آں  
 فقدوا تقواهم. وأغضبوا مولاہم. وتری کثیرا منهم  
 سینہ ہا بود کہ بند بودند چرا کہ اکثر مسلماناں پرہیزگاری خود را گم کردند و مولاے خود را  
 شغفہم حبّ الأموال والعقار والعقیان. وملك  
 رنجانیدند۔ و بسیارے را ازیشاں می بینی کہ فریفتہ محبت مال و زمین و زر ہستند و  
 فؤادہم ہوی الأملاک والنسوان. وقلّٰب قلوبہم  
 خواہش املاک و زن ہا مالک دلہائے ایشاں شدہ و گردش داد دلہائے ایشاں را  
 لوعة امرتہا فشغلوا بہا عن الرحمن. وتری أكثرہم  
 سوزش بر کہتہائے آں یعنی می خواہند کہ در آں مال ہا برکت و زیادت شود پس ازیں باعث از  
 اعتضدوا قربة الملحدین. وانقادوا کفؤود لسیر  
 رحمان دور افتادند۔ و می بینی اکثر ایشاں را کہ مشک لحدان بازو آویختہ اند و  
 الکافرین. وحسبوا أن الوصلة إلى الدولة طرق  
 سیرت کافراں را ہنجواسپ رام شونہ مطیع گشتند او خیال کردند کہ وسیلہ سوائے دولت طریقہائے  
 الاحتيال او القتال. وزعموا أن النبالة لا يحصل إلاّ  
 حیلہ گری است یا جنگ و پیکار و گمان کردند کہ ہمہ بزرگی و فضل در تیر ہا یعنی جنگ  
 بالنبال. فلیس عندهم تدبیر تأیید الملة من غیر سفک  
 کردن است پس نزد ایشاں تدبیر تأیید ملت بجز خونریزی بہ تیغہا و نیزہ ہا  
 الدماء بالمرهفات والأسنة. ویستقرون فی کل وقت  
 بطریقے دیگر نیست و در ہر وقت می جویند کہ کدام موقع می آید



﴿۱۹﴾

مَوَاضِعُ الْجِهَادِ. وَإِنْ لَمْ يَتَحَقَّقْ شُرُوطُهُ وَلَمْ يَأْمُرْ بِهِ  
 كَهَذَا الْجِهَادِ كُنَيْمٍ - اگَرچہ شرطہائے جہاد متحقق نشوند و کتاب خدا  
 کتاب ربِّ العباد. وَمَنْ الْمَعْلُومُ أَنَّ هَذَا الْوَقْتَ لَيْسَ  
 بِرَأَى جَنْگِ كَرْدَنِ اجازت نهد۔ و معلوم است کہ این وقت  
 وَقْتُ ضَرْبِ الْأَعْنَاقِ لِإِشَاعَةِ الدِّينِ. وَلِكُلِّ وَقْتٍ  
 وَقْتِ جَنْگِ وَخَوْرِيْزِيْ بِرَأَى دِيْنِ نَيْسْت۔ و برائے ہر وقت  
 حَكْمٌ آخَرٌ فِي الْكِتَابِ الْمَبِينِ. بَلْ يَقْتَضِي حِكْمَةَ اللَّهِ  
 فِي الْقُرْآنِ شَرِيفِ حَكْمٌ عَلِيْجَهْ اِسْت۔ بلكہ دریں زمانہ حکمت الہی  
 فِي هَذِهِ الْأَوْقَاتِ. أَنْ يُؤَيِّدَ الدِّينَ بِالْحَجَجِ وَالْآيَاتِ.  
 تَقَاضَا مِي فَرَمَايِدِ كَه تَائِيْدِ دِيْنِ بِه دَلَائِلِ وَ نَشَانِهَا كَرْدِه شُوْد۔  
 وَتُنْقَدُ أُمُورُ الْمِلَّةِ بِعَيْنِ الْمَعْقُولِ. وَيُمْعَنُ النَّظْرُ فِي الْفُرُوعِ  
 وَ أُمُورِ مِلْتِ بِچَشْمِ مَعْقُولِيْتِ تَحْقِيْقِ كَرْدِه شُوْنْد۔ و در فروع و  
 وَالْأَصُولِ. ثُمَّ يُخْتَارُ مَسْلِكٌ يَهْدِي إِلَيْهِ نُورُ الْإِلَهَامِ  
 اِصُولِ نَظْرِ رَا دَوَانِيْدِه شُوْد بَازِ آں مَسْلِكِ اِخْتِيَارِ كَرْدِه شُوْد كَه الْهَامُ الْهِي  
 وَيَضَعُهُ الْعَقْلُ فِي مَوْضِعِ الْقَبُولِ. وَأَنْ يُعَدَّ عُدَّةً كَمَثَلِ  
 سَوَى آں رِه نَمَايِدِ وَ عَقْلِ او رَا دَر مَوْضِعِ قَبُولِ نَهْد۔ وَبِرَأَى مَقَابِلِه مَخَالِفِيْنِ  
 مَا أَعَدَّ الْأَعْدَاءَ. وَيُفْلِّ السَّيْفَ وَيُحَدِّ الدِّهَاءَ. وَ  
 بِچُو آں طِيَارِي كَرْدِه شُوْد كَه دُشْمَنَانِ كَرْدِه اَنْدِ وَ شَمِشِيْرِ رَا كَنْدِ كَرْدِه شُوْد  
 يُسْلِكُ مَسْلِكُ التَّحْقِيْقِ وَ التَّدْقِيْقِ. وَتَشْرَبُ الْكَأْسَ  
 وَ عَقْلِ رَا تِيْزِ كَرْدِه شُوْد وَ مَسْلِكِ تَحْقِيْقِ وَ تَدْقِيْقِ اِخْتِيَارِ كَرْدِه شُوْد وَ اَزِيْنِ

﴿۲۰﴾  
 الدهاق من هذا الرحیق. فإن أعداءنا لا یسلّون  
 شراب پیالہ ہائے پر نوشیدہ شوند۔ چراکہ دشمنان ما برائے مذہب  
 النواحل للنحلة. ولا یشیعون عقائدہم بالسیوف  
 شمشیر ہانمی کشند و عقائد خود را بہ شمشیر ہا و نیزہ ہا شائع  
 والأسنّة. بل یستعملون ما لطف ودق من أنواع المكائد.  
 نہ می کنند بلکہ باریک در باریک فریبہا برائے ثبات دین خود  
 ویأتون فی صور مختلفة كالصائد. وكذلك  
 استعمال می کنند و بچو صیاد در مختلف صورتہا می آیند۔ و ہم چنین  
 أراد اللّٰه لنا فی هذا الزمان. أن نکسر عصا الباطل  
 خدا تعالیٰ دریں زمانہ ارادہ فرمودہ است کہ عصائے باطل را ببرہان  
 بالبرهان لا بالسنان. فأرسلنی بالآیات لا بالمرهفات.  
 بشکنیم نہ بنیزہ۔ پس خداوند تعالیٰ بہ نشانہا مرا فرستاد بہ تیغہا  
 وجعل قلمی و کلمی منبع المعارف والنکات. وما أعطانی  
 نفرستاد و قلم مرا و کلمات مرا چشمہ معارف و نکتہ ہا کرد و مرا تیغ و سنان نداد  
 سیفًا و سنانًا. وأقام مقامہما برہانا و بیانا. لیجمع علی  
 و بجائے آل برہان و بیان عطا فرمود من کلمہ ہائے متفرقہ را جمع کند۔ و  
 یدی الکلم المتفرقة. وینظم بی الامور المتبددة. و  
 امور پریشان را در سبک انتظام بکشد و دلہائے لرزندہ را تسکین  
 یسکن القلوب الراجفة. و یبکت الألسنة المرجفة.  
 بخشند و زبان ہائے دروغ گویندہ را لاجواب کند۔ و دل ہائے

﴿۲۱﴾

وَيُنِيرُ الْخَوَاطِرَ الْمَظْلَمَةَ. وَيُجَدِّدُ الْأَدْلَةَ الْمَخْلُوقَةَ. حَتَّى تَارِكًا رَا رُوشَن كُنْدَ - وَ دَلَائِلَ كَهَنَه رَا تَا زَه گَرْدَانْدَ - تَا آنْكَ هِجْ لَا يَبْقَى أَمْرٌ غَيْرٌ مُسْتَقِيمٌ. وَلَا نَهْجٌ غَيْرٌ قَوِيمٌ. فَحَاصِلُ الْقَوْلِ أَمْرٌ غَيْرٌ مُسْتَقِيمٌ نَمَانْدَ - وَ هِجْ رَاه كَج نَمَانْدَ - پَس حَاصِلُ كَلَامِ اِيں اِسْتِ اِنَ الْبَيَانِ وَالْمَعَارِفِ مِنْ مَعْجَزَاتِي. وَ اِنْ مَرْهَفَاتِي آيَاتِي كَه بَيَانِ وَ مَعَارِفِ اَز مَعْجَزَاتِ مَنْ اَنْدَ وَ شَمَشِيرَهَائِ مَنْ نَشَانَهَائِ مَنْ وَ كَلِمَاتِ مَنْ وَ كَلِمَاتِي وَ كُنْتِ دَعْوَتِ بَعْضِ اَعْدَائِي لِاِرَاءَةِ هَذِهِ اَنْدَ وَ مَنْ لِبَعْضِ دُشْمَانِ خُودِ رَا بَرَاءَةَ نَمُودَن اِيں مَعْجَزَاتِ خُوانْدَم تَا مَگر شَرْحِ صَدْرِ الْمَعْجَزَةِ. لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْرَحُ صَدُورَهُمْ اَوْ يَجْعَلُ لَهُمْ نَصِيْبًا مِنْ اَوْشَاةٍ رَا مِيَسِرْ اَيْدِ يَا اَز مَعْرِفَتِ نَصِيْبِهِ اَوْ شَا زَا حَاصِلِ شُودَ - پَس كُفْتَم اِگَر نُورِ الْمَعْرِفَةِ. فَقُلْتُ اِنْ كُنْتُمْ تَنْكُرُونَ بِاِعْجَازِي. وَ تَصُولُونَ شَا اَز اِيں مَعْجَزَه مِنْ مَنكَرِ هَسْتِيْدِ وَ هِجُو غَا زِيَا حَمَلَه مِي كُنِيْدَ - وَ كَمَا عَلِيٌّ كَالْغَا زِي. وَ تَظُنُّونَ اَنْكُمْ اُعْطِيْتُمْ عِلْمَ الْقُرْآنِ. وَ بِلَاغَةِ شَا اِيْنِ اِسْتِ كَه شَا رَا عِلْمِ قُرْآنِ وَ فِصَاحَتِ سَحْبَانِ دَا دَه شُدَه اِسْتِ - پَس سَحْبَانِ. فَتَعَالَوْا نَدْعُ شُهَدَاءَنَا وَ شُهَدَاءَكُمْ. وَ عِلْمَاءَنَا بِيَا نِيْدِ مَا مِي خُوانِيْمُ گُوا هَا نِ شَا رَا وَ گُوا هَا نِ خُودِ رَا وَ عِلْمَانِ شَا رَا وَ عِلْمَانِ خُودِ رَا وَ عِلْمَاءَكُمْ. ثُمَّ نَقْعُدُ مُقَابِلِيْنِ. وَ نَكْتُبُ تَفْسِيْرَ سُوْرَةِ مَرْتَجِلِيْنِ. بَا زِ بِالْمُقَابِلِ مِ تَشْنِيْمِ وَ بَطُوْرِ بَدِيْهَةِ تَفْسِيْرِ سُوْرَتِي مِي نُوَيْسِيْمُ - مِنْفَرْدِيْنِ غَيْرِ مُسْتَعِيْنِيْنِ. فَمَا كَانَ أَحَدٌ مِنْهُمْ اَنْ يَقْبَلَ وَ بَدَاتِ خُودِ مِ نُوَيْسِيْمِ وَ اَز كَسِي مَدْدِ نِي جُوَيْمِ پَس مَجَالِ هِيْجْ كَسِ اَز اِيْشَا

الشروط المعروض. ويتبع الأمر المفروض. ويقعد بحذائي.

نہود کہ ایں شرط قبول کند و ایں امر قرار دادہ را پیروی نماید۔ و برابر من نشیند۔

و يُملى التفسير كاملاً. بل جعلوا يكيدون ليطفئوا

و ہیچو من در عربی تفسیر نویسد بلکہ طریق مکاری اختیار کردند۔ تا

النور. ويكذبوا المأمور. و كان أحدٌ منهم يُقال له

نور را معدوم کنند و مامور را کاذب ظاہر کنند۔ و یکے ازیشان بود کہ

مهر علی. و كان يزعم أصحابه أنه الشيخ الكامل

مہر علی نام داشت و اصحاب او گمان بردند کہ او شیخ کامل و ولی جلی

والولی الجلی. فلما دعوته بهذه الدعوة. بعد ما

است۔ پس ہر گاہ من او را بایں دعوت خواندم بعد زانکہ

ادّعى أنه يعلم القرآن وأنه من أهل المعرفة. أبي من أن

او دعوی کرد کہ من قرآن مے دانم و اہل معرفت ام۔ ازیں امر انکار

يكتب تفسيراً بحذاء تفسيري. و كان غيباً ولو كان كالهمداني

کرد کہ بمقابل من تفسیر بنویسد۔ و در اصل غیبی بود و دانشمند

أوالحريري. فما كان في وسعه أن يكتب كمثل تحريري. و

نہود و در طاقت او نہود کہ ایں چنین تفسیر در فصیح عربی تواند

مع ذلك كان يخاف الناس. و كان يعلم أنه إن تخلف فلا

نوشت و نیز از مردم مے ترسید و مے دانست کہ اگر تخلف ورزید پس نہ

غلبة ولا جحاس. فكاد كيداً وقال إنني سوف أكتب

او را غلبہ است و نہ خصم را ازیں آزار مے رسد پس مکرے اندیشید و گفت

﴿۲۳﴾

التفسیر کما أشیر. ولكن بشرط أن تُباحثني قبله بنصوص  
 کہ من تفسیر مے نویسم لیکن بدیں شرط کہ اوّل با من از روئے قرآن و  
 الأحادیث والقرآن. وَيُحَكِّمُ من كان لك عدوًّا وأشد  
 و حدیث بحث کردہ شود و آنکس را حکم مقرر کردہ شود کہ  
 بُغْضًا من علماء الزمان☆ فَإِنْ صدَّقني وكذّبتك بعد  
 ترا سخت ترین دشمنان است پس اگر آں شخص تصدیق من کرد و  
 سماع البيان. فعليك أن تُبايعني بصدق الجنان. ثم  
 تکذیب تو نمود پس لازم خواهد بود کہ بصدق دل بیعت من کنی باز  
 نکتب التفسیر ولا نعتذر ونترك الأقاويل. و إنا قبلنا  
 ما تفسیر خواهیم نوشت و عذرے نخواہیم کرد و ما شرط تو  
 شرطك وما زدنا إلا القليل. هذا ما كتب إليّ  
 قبول کردیم و زیادہ نہ کردیم مگر اندکے۔ این ست کہ سوئے من  
 وطبعه وأشاع بين الأقوام. واشتهر أنه قبل الشرائط  
 نوشت و طبع کرد و شائع کرد و شہرت داد کہ او شرط را قبول  
 وما كان هذا إلا كيدا لإغلاط العوام. ولما جاءني  
 کردہ است حالانکہ صرف این فریے بود تا عوام را در غلط اندازد و  
 مكتوبه المطبوع. وكيده المصنوع. قلت إنا لله و  
 ہر گاہ نامہ مطبوع او و مکر مصنوع او مرا رسید۔ گفتم اناللہ و برآ نچہ  
 لعنت ما أشاع. وتأسفتُ على وقت ضاع. ثم إنه  
 شائع کرد او لعنت کردم و بر ضائع شدن دروغ خوردم باز مکرے

استعمل کیداً آخر. ورحل من مكانه وسافر. ووصل  
 دیگر بکار آورد واز جائے خود کوچ کرده و سفر اختیار نمود و بہ لاہور آمد  
 لاہور. وأثار النقع كالثور. وأرجفت الألسنة أنه ما جاء  
 وبر انگیزت غبار مانند ثور و بہ دروغ مشہور کردند کہ برائے تفسیر نوشتن در  
 إلا ليكتب التفسير في الفور. فلما رأيت أنهم حسبوا  
 لاہور آمدہ است۔ پس چوں دیدم کہ آن مردم کرے را  
 الدودة ثعبانا. والشوكة بستانا. قلت في نفسي ان نذهب  
 اژدہائے تصور کردہ اند و خارے را بستانے گمان بردہ اند در  
 إلى لاہور فأی حرج فيه. لعل الله يفتح بيننا ويسمع  
 دل خود گفتم کہ اگر ما نیز ہم بہ لاہور رویم کدام حرج است۔ تا شاید  
 الناس ما يخرج من فينا وفيه. فشاورتُ صحبتي في الأمر.  
 خدا در ما حکم کند و مخلوق را ازاں سخنها آگاہ کند کہ از دہن ما و دہن  
 وكشفتُ عندهم عن هذا السرّ. واستطلعتُ  
 او برآیند پس دریں امر بدوستان خود مشورہ کردم و این راز برایشاں کشودم و  
 ما عندهم من الرأى. وسردتُ لهم القصة من  
 از ایشاں آگہی خواستم کہ دریں رائے شاں چیست و تمام قصہ از اول تا  
 المبادئ إلى الغاي. فقالوا لا نرى أن تذهب  
 آخر بر ایشاں خواندم۔ پس در جواب گفتند کہ نزد ما حاجتے  
 إلى لاہور. وإن هو إلا محلّ الفتن والجور. وقد  
 نیست کہ بہ لاہور روی و آنجا بجز فتنہ و ظلم چیزے نیست و ظاہر

﴿۲۵﴾

تبیّن أنه ما قبل الشروط. وأرى الضمور والمقووط. و  
 شده است کہ ایں شخص شرط ہا قبول نکرد۔ و لاغری نمود و ہجو شتر لاغر ظاہر شد۔ و  
 تشحط بدمه وما رأى سبيل الخلاص إلا الشحوط.  
 در خون خود طپید و بجز دوری سبیل رہائی ندید و ستم کرد و کفران نعمت نمود۔  
 وهمط و غمط. وما ذبح كبش نفسه وما سمط وما قمط.  
 و نفس خود را ذبح نکرد و نہ موہائے او بر کند و نہ پاہائے او  
 و انا سمعنا أنه ما جاء بصحة النية. وليس فيه رائحة من  
 جہت کشتن بست و ما شنیدیم کہ او بصحت نیت نیامده است و یک ذرہ  
 صدق الطوية. هذا ما رأينا والأمر إليك. والحق ما  
 صدق در دل او نیست ایں رائے ماست و اختیار در دست تست و حق  
 أراك الله وما رأيت بعينك. وكذلك كانت جماعتي  
 ہماں است کہ تو بہ بینی۔ و ہم چنین جماعت من ایں جوش  
 يمنعونني ويردعونني. ويصرون على ويكفونني. حتى  
 مے داشت کہ مرا منع مے کردند و باز مے داشتند۔ تا بحدے کہ اعراض  
 تلويت عما نويت. و حُبب إليّ رأيهم فقبلتُ وما أبيتُ.  
 کردم از نیتے کہ کردہ بودم و مرا رائے شاں پسند آمد۔ پس ہماں  
 وتركت ما أردت. وطويتُ الكشح عما قصدتُ. ثم طفق  
 رائے اختیار کردم و انکار نکردم و ترک کردم آنچه مے خواستم۔ باز  
 المخالفون يمدحونه على فتح الميدان. ويطيرونه  
 شروع کردند مخالفان کہ تعریف او بر فتح میدان مے کردند۔ و بغیر

مَنْ غَيْرِ جَنَاحِ الْعُرْفَانِ . وَ كَانُوا يَكْذِبُونَ وَ لَا يَسْتَحْيُونَ .  
 پر ہائے معرفت او را پرانیدند و بودند کہ دروغ مے گفتند و حیا  
 وَ يَتَصَلَّفُونَ وَ لَا يَتَّقُونَ . وَ يَفْتَرُونَ وَ لَا يَنْتَهُونَ . وَ يَنْسَبُونَ  
 نئے کردند و لاف می زدند و نمی ترسیدند و افتراء مے کردند و باز نئے  
 إِلَيْهِ بِحَارِ مَحَامِدِ مَا اسْتَحَقَّهَا . وَ أَبْكَارِ مَعَارِفِ مَا اسْتَرْقَّهَا .  
 آمدند و بسوئے او آں دریاہائے محامد را نسبت مے دادند کہ اوحق آنہا ندارد و آں اِبْكَارِ  
 وَ كَانُوا يَسْبُونِي كَمَا هِيَ عَادَةُ السَّفَهَاءِ . وَ يَذْكُرُونِي بِأَقْبَحِ  
 معارف را بوی منسوب می کردند کہ او آنہا را بکینیزگی نہ گرفتہ است و بودند کہ دشنام می دادند  
 الذِّكْرِ وَ بِالْاِسْتِهْزَاءِ . وَ يَقُولُونَ اِنْ هَذَا الرَّجُلِ  
 مرا۔ چنانچہ عادت سفہا است و مرا بہ بدترین طریقہ و باستہزایا می کردند و می گفتند کہ ایں شخص  
 هَابِ شَيْخِنَا وَ خَافِ . وَ أَكَلَهُ الرَّعْبُ فَمَا حَضَرَ الْمَصَافِ .  
 از شیخ ما ترسیدہ است و بہیت شیخ ما او را بخورد از ہمیں سبب حاضر مباحثہ نشدہ است  
 وَ مَا تَخَلَّفَ إِلَّا لِخُطْبِ خَشْيٍ وَ خَوْفِ غَشْيٍ . وَ لَوْ بَارَزَ  
 و تخلف او از وجہ ایں کارے بزرگ است کہ او را ترسانید و نیز آں خوفیست کہ بروطاری شد  
 لِكَلِمَةِ الشَّيْخِ بِأَبْلَغِ الْكَلِمَاتِ . وَ شَجَّ رَأْسَهُ بِكَلَامِ هُوَ  
 و اگر برائے مباحثہ بیرون آمدے شیخ ما بلفصح ترین کلمہا اوراختہ کردے و بگلای سر او شکستے کہ در  
 كَالصِّفَاتِ فِي الصِّفَاتِ . وَ كَذَلِكَ كَانُوا يَهْذَرُونَ .  
 صفات ہچوسنگے روشن و سپید است۔ و ہچنیں بودند کہ بیہودہ گوئیہا مے کردند و استہزایا نمودند  
 وَ يَسْتَهْزِءُونَ بِي وَيَسْبُونَ . وَ وَاللَّهِ لَا أَحْسَبُ نَفْسِي إِلَّا  
 و دشنام می دادند۔ و بخدا کہ من نفس خود را نمی شمارم مگر



﴿۲۷﴾

كَمِيَتْ تُرَبَّ. أَوْ كَبِيَتْ حُرْبَ. وَالنَّاسِ يَحْسِبُونَنِي  
 ہچو آں مردہ کہ برو خاک انداختہ باشند یا ہچو آں خانہ کہ اورا خراب کردہ باشند۔ و مردم مرا  
 شَيْئًا وَلَسْتُ بِشَيْءٍ. وَمَا أَنَا إِلَّا لِرَبِّي كَفِيٌّ. وَمَا كَانَ لِي  
 چیزے می شمارند و من چیزے نیستم۔ و من نیستم مگر برائے خداوند خود ہچو سایہ و این کار من نبود  
 أَنْ أُبَارِزَ وَأَدْعُو الْعَدَا. وَلَكِنَّ اللَّهَ أَخْرَجَنِي لِهَذَا الْوَعْيِ.  
 کہ من بمیدان مباحثہ بیروں آیم و دشمنان را دعوت کنم مگر خدا برائے این جنگ مرا بیروں آورد۔  
 وَمَا رَمَيْتُ إِذْ رَمَيْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى. وَلِي حُبٌّ قَدِيرٌ  
 و من ہر تیرے کہ می اندازم نے اندازم آں تیر را بلکہ خدائے من نے اندازد۔ و مرادوستے قادر  
 وَإِعَانَتُهُ تَكْفِينِي. وَمَتَّ فَظْهُرَ الْحَبِّ بَعْدَ تَجْهِيْزِي  
 است و امداد او مرا کافیت۔ و من مردم پس ظاہر شد آں دوست بعد تجہیز و تکفین  
 وَتَكْفِينِي. وَوَهَبَ لِي بَعْدَ مَوْتِي كَلَامًا كَالرِّيَاضِ. وَقَوْلًا  
 من۔ و بخشید مرا پس از مردن من کلامے کہ ہچو روضہ ہا است۔ و سخن  
 أَصْفَى مِنْ مَاءِ يَسِيْحُ فِي الرِّضْرَاضِ. وَحِجَّةٌ بِالْغَةِ تَلْدُغُ  
 عطا کرد کہ آں ازاں آب صافی تر است کہ بر زمین سگریزہ ہا جاری می باشد۔ و مرا آں  
 الْبَاطِلِ كَالنُّضْنِاضِ. وَكَلَّمَهَا مِنْ رَبِّي وَمَا أَنَا إِلَّا خَاوِي  
 حجت بالغہ داد کہ باطل را چنان می گزد کہ مارے مہلک انساناں را۔ و این ہمہ از پروردگار من  
 الْوَفَاضِ. وَأُمِرْتُ أَنْ أَنْفُقَ هَذِهِ الْأَمْوَالَ عَلَى الْأَوْفَاضِ.  
 است و من ترکش خود خالی می دارم۔ و من حکم دادہ شدہ ام کہ این مالہا را بر ہر قسم مردم خرچ  
 وَأَنْ أُرْمَّ جَدْرَانَ الْإِسْلَامِ قَبْلَ الْإِنْقِضَانِ.  
 کنم۔ و دیوارہائے اسلام را قبل از افتادن آنها از سر نو مرمت نمایم

وَمَنْ بَارَزْنِي فَقَدْ بَارَزَ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ. وَمَا جِئْتُ  
 وَهَرَكَةً بِمُقَابَلَةٍ مِنْ بِيْرٍ أَوْ مَدِيسٍ أَوْ بِيْرٍ نَدَامَةً مَكْرًا بِمُقَابَلَةِ خَدَاتَعَالَى - وَمَنْ نِيَادَهُ ام  
 إِلَّا بَزَى الْمَسَاكِينَ. وَمَا أُجِيزُ حَزْنَ مَنْ حَوْلِي. وَلَا بَطْنًا  
 مَكْرًا بِرِجَالِ مَسْكِينِيَا - وَمَنْ يَبْجُزُ زَمِيْنَةَ بَلَدٍ رَأَى قُوْتَهُ خُودَهُ قَطَعَ نَمِي كَمَّ وَنَهْ زَمِيْنَةَ نَشِيْبٍ رَأَى  
 مَنْ جَوْلِي. بَلْ مَعِيَ قَادِرٌ يُوَارِي عِيَانَهُ. وَيُرِي بَرَهَانَهُ.  
 بِه طَاقَتِ خُودِي نُوْرٍ بَلْكَ بَامَنْ قَادِرِيْسْتُ كَهْ وَجُودِ خُودِ پُوشِيْدِهِ مِي دَارِدُ وَبَرَهَانَ خُودِي نَمَائِدُ  
 فَلَأَجَلْ ذَالِكُ تَحَامَتِ الْعِدَا عَنْ طَرِيقِي. وَقَطَّعَتِ النُّحُورُ  
 پَسْ هَمِيْسُ سَبَبُ اسْتُ كَهْ دَشْمَنَانَ اَزْ رَاهِ مَنْ دُورِ مَانَدُ وَبَسِيَارُ گَرْدَنَهَا وَچِنَبَرُ گَرْدَنَهَا كَهْ  
 وَالْأَعْنَاقُ مِنْ مَنْجِنِيْقِي. وَمَا لِأَحَدٍ بِمُقَاوَمَتِي يَدَانَ.  
 اَزْ مَنْجِنِيْقِ مَنْ پَارَهْ پَارَهْ شَدْنَدُ - وَبِهِيْچْ كَسْ رَأَى بَمَنْ تَابَ مُقَابَلَهُ نِيْسْتُ  
 وَيَدِي هَذِهِ تَعْمَلُ تَحْتِ يَدِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ. نَزَلَتْ عَلَيَّ  
 وَنَهْ قُوْتُ بَرَابَرِ اِيْتَادَنِ - وَايْسُ دَسْتُ مَنْ زِيْرِدَسْتُ خَدَاتَعَالَى كَارْمِي كَنْدُ - بَرْمَنْ آلِ  
 بَرَكَاتِ هِي حَرَزٌ لِلصَّالِحِيْنَ. فَجَمَعْتُ بِهَا لِنَفْسِي  
 بَرَكْتَهَا فَرُودِ آدَمَهْ اَنْدُ كَهْ بَرَاءَتِي نِيكُو كَارَانَ دَرْ حَكْمِ تَعْوِيْذَانَدُ - پَسْ فَرَاهِمُ كَرْدَمُ بَأَلِ بَرَكْتَهَا بَرَاءَتِي  
 التَّحْصِيْنَ وَالتَّحْسِيْنَ. وَمَنْ نُوَادِرُ مَا أُعْطِيَ لِي مِنْ  
 نَفْسِ خُودِ حَصِيْنٍ رَأَى نِيْزَ حَمْدٍ وَثَنًا رَأَى - وَاَزْ عَجَائِبِ عِنَايَاتِ خَدَاوَنْدِي وَكِرَامَاتِ اُو  
 الْكِرَامَاتِ. اَنْ كَلَامِي هَذَا قَدْ جُعِلَ مِنَ الْمَعْجَزَاتِ. فَلَوْ  
 اِيْسُ اسْتُ كَهْ اِيْسُ كَلَامُ مَنْ بَطُوْرٍ مَعْجَزَهْ گَرْدَانِيْدَهْ شَدَهْ - پَسْ اَكْرُ بَادِشَاهِيْ  
 جَهَّزَ سُلْطَانٌ عَسْكَرًا مِنَ الْعُلَمَاءِ. لِيُبَارِزُوْنِي فِي تَفْسِيْرِ  
 لَشْكْرِ اَزْ عُلَمَاءِ طِيَارِ كَنْدُ تَا دَرِ تَفْسِيْرِ قُرْآنِ وَ بِلَاغَتِ وَ نَفَاصَتِ

﴿۲۹﴾

القرآن ومُلح الإنشاء . فوالله إنى أرجو من حضرة الكبرياء .  
 با من مقابلہ کند۔ پس بخدا من از جناب او امید دارم  
 ان يكون لى غلبة وفتح مبین على الأعداء . ولذلك  
 کہ غلبہ و فتح بر دشمنان مرا باشد و از بہر ہمیں شائع  
 بثتُ الكتب وأشعتُ الصحف النخب فى الأقطار .  
 کردم کتابها را و فرستادم رسالہ ہائے فصیح و بلیغ را در ہر طرف  
 وحثتُ على هذا المصارعة كل من يزعم نفسه من  
 و برائے کشتی کردن آل ہمہ را ترغیب دادم کہ گمان مے کنند کہ  
 أبطال هذه المضمامار . وما كان لأحد من علماء هذه  
 از بہادران میدان اند و ہچکس را از علمائے این دیار  
 الديار . أن يُبارزنى فيما دعوتهم بإذن الله القهار .  
 یا رائے این امر نیست کہ بمقابلہ من درآں امور کہ من باذن الہی دعوت کردہ ام  
 فما أنت وما شأنك أيها المسكين الجولروى . أتتغوى  
 بیروں آئید۔ پس تو چہستی و شان تو چہست اے مسکین گولڑوی۔ آیا بر من  
 على بأخلاق الزمر وأوباش الناس أيها الغوى . أيها الغافل  
 بچند مجہول الحال مردم و اوباش آنہا تاخت مے کنی۔ اے غافل  
 اعلم أن السماء أهدتك إلى لتكون نموذج عبرة  
 ہداں کہ آسمان ترا بطور ہدیہ پیش من آوردہ است تاکہ بر زمین  
 فى الأرضين . وقادك إلى القدر ليرى الناس ربى قدر  
 نمونہ عبرت شوی و قضاء و قدر ترا سوئے من کشیدہ است تا خدا

المقبولين. وإنا إذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح  
 قدر مقبولاً بنماید و ما چوں بصرن قومے فرود می آئیم پس صبح آن مردم  
 المنذرين. أيها المسكين. لا تقل غير الصدق. ولا  
 که اندازش مقصودی داریم بدباج می باشد۔ اے مسکین بجز راستی چیزے گو۔  
 تشهد لغير الحق. واتق الله ولا تكن من المجترئين.  
 و بجز حق ہیچ گواہی مدہ۔ و از خدا بترس و دلیری مکن۔  
 أنت تجد في نفسك قدرة على تفسير القرآن. برعايت  
 آیا در نفس خود قدرت می یابی کہ تفسیر قرآن برعايت  
 ملح الأدب ولطائف البيان. سبحان ربي! إن هذا  
 بلاغت و لطائف بیان بنویسی۔ سبحان اللہ ایں دروغے  
 إلا كذب مبین. وأنت تعلم مبلغ علمك وتعلم علم  
 صریح است۔ و تو خود می دانی کہ چه قدر علم تست۔  
 من معك ومن تبعك ثم تدعى الفضل كالماكرين.  
 و چه اندازہ علم کسانے است کہ نزد تو هستند یا پیروی تو کنند باز دعوی فضل و  
 ويعلم العلماء أنك لست رجل هذا الميدان. ولكنهم  
 کمال میکنی و علماء می دانند کہ تو مرد ایں میدان نیستی مگر ایشان عیب تو  
 يكتمون عوارك كما يكتم الداء الدخيل ويُسعى للكتمان.  
 می پوشند همچو کسے کہ اندرونی بیماری را می پوشد و برائے پوشیدن سعی کرده می شود۔  
 فحاصل الكلام. . إنك لست أهل هذا المقام. وما  
 پس حاصل کلام ایں است کہ تو اہل ایں مقام نیستی۔ نہ بطور

﴿۳۱﴾

عَلَّمَكَ اللَّهُ الْعِلْمَ وَالْأَدَبَ مِنْ لَدُنْهُ مُوَهَّبَةً. وَمَا اقْتَنَيْتَ  
 مُوَهَّبَتِ عِلْمٍ رَا مِنْ خِدا يَأْتِي وَ نَه بِطُور كَسْبٍ - ذَخِيرَه  
 الْمَعَارِفِ مَكْتَسِبَةً. وَمَعَ ذَلِكَ لَمَّا حَلَّتْ لَاهُورَ. إِدَّعَيْتَ  
 آس كَرْدِي - وَ بَاوَجُودِ اِيں چُون بَه لَاهُورِ آمَدِي دَعْوِي كَرْدِي كَه گُويَا  
 كَأَنَّكَ تَكْتُبُ التَّفْسِيرَ فِي الْفُورِ. تَعَامَيْتَ أَوْ مَا رَأَيْتَ عِنْدَ  
 بِلَاتُوقِ تَفْسِيرِ خَوَانِي نُوْشْتِ چُون اَز حُدُودِ دَر گِذِشْتِي پَس دِيدَه وَ دَانِسْتَه خُودِ رَا  
 غَلُوتَاكَ. وَفَعَلْتِ مَا فَعَلْتِ وَ سَدَرْتِ فِي خِيَلَاتِكَ. وَ  
 كُورِ سَاخْتِي يَا خُودِ نَدِيدِي وَ كَرْدِي آنچَه كَرْدِي وَ بِتَامَتَرِ بِيَا كِي تَكْبَرِ خُودِ نُمُودِي وَ مَرْدَمِ رَا بَغْلَطِ  
 خَدَعْتِ النَّاسَ بِأَغْلُوطَاتِكَ. وَلَوْ نَتَيْتَهُمْ بِأَلْوَانِ خَزَعِيْلَاتِكَ.  
 بِيَا نِيَهَائِي خُودِ فَرِيْبِ دَادِي - وَ بَكَلْتَارِ بَاطِلِ خُودِ رَنْگِيْنِ كَرْدِي - فَرِيْبِ بَرِ  
 وَ خَدَعْتِ كُلَّ الْخَدَعِ حَتَّى أَجَا حِ الْقَوْمِ جَهْلَاتِكَ.  
 فَرِيْبِ كَرْدِي وَ بَا اِبَاطِيْلِ قَوْمِ رَا اَز بِيخِ بَر كَنْدِي - وَ مَارِهَائِي تُو مَرْدَمِ  
 وَ أَهْلَكَ النَّاسَ حَيَّوَاتِكَ. ثُمَّ مَا تَرَكْتِ دَقِيْقَةً مِنَ الْإِغْلَاطِ  
 رَا هِلَاكِ كَرْدَنْد - بَا اِيں هِمَه اَز سَخْتِ گُويِي وَ عِيْبِ گِيْرِي بِيخِ دَقِيْقَه نَكْذِاشْتِي -  
 وَ الْاَزْدِرَاءِ. وَ تَفَرَّدْتِ فِي كِمَالِ الزَّرَايَةِ وَ السَّبِّ وَ الْهَذَرِ  
 وَ دَر بَدِ گِفْتَنِ وَ دَشْتَامِ دَادَنِ وَ ثَاثِرْخَائِي وَ اسْتِهْزَاءِ يِگَانَه بَر آمَدِي -  
 وَ الْاسْتِهْزَاءِ. وَ مَا قَصَدْتِ لَاهُورَ إِلَّا لَطْمَعٍ فِي مَحَامِدِ الْعَامَةِ.  
 وَ قَصْدِ لَاهُورِ بَدِيں طَمَحِ كَرْدَه بُوْدِي كَه مَرْدَمِ تَعْرِيفِ تُو كَنْدِي وَ تَرَا اَز  
 وَ لَتُعَدَّ فِي أَعْيُنِهِمْ مِنْ حُمَاةِ الْمِلَّةِ. وَ مِنْ مُوَاسِيِ الدِّيْنِ وَ مَعَالِجِي  
 حَامِيَانِ مِلْتِ وَ اَز جَمْلَه دَر دِ خُوَاهَانِ دِيْنِ وَ چَارَه گَرَاں اِيں غَمِ

هَذِهِ الْغَمَّةُ بِيَدِ الْمَالِ وَالْهَمَّةُ. وَلَعَلَّكَ تَامِنُ  
بشمارند۔ و بخرچ مال و ہمت تعریف کردہ شوی و تاکہ بدیں سفر  
بہذا القدر حصائد الألسنة. ولا تُرهق بالتبعة و المعتبة.  
از ملامت زبانها در امن بمائی۔ پیچ عتابے و انجام بد لاحق حال تو  
و لیحسب الناس كأنک مُنزّه عن معرفة اللکن.  
نشود و تاکہ مردم بدانند کہ گویا دامن تو از عیب لکنت و عدم  
ولست کعینین فی رجال اللسن. و لیظن  
قدرت بر تقریر پاک است و بچو نامردے نیستی در مردان زبان آورے و تا  
العامة الذین هم کالأنعام. أنک رُزقت من کل علم  
عام مردم کہ بچو چارپایاں ہستند گمان کنند کہ گویا از ہر قسمے علم ترا دادہ اند  
وأنعمت من أنواع الإنعام. وأُعطيت بصيرة تُدرک  
و بانواع انعام ترا مخصوص فرمودہ اند و آں بصیرت دادہ شدی کہ  
منتھی العرفان. وإصابة تُکمل دائرة البیان. و  
انتہائی مرتبہ معرفت است و آں رائے صائب کہ دائرہ بیان را کمل می کند و  
فہمًا کفہم ذوَادٍ عن الزيغ والطغیان. و عقلاً کبازی  
آں فہم دادہ شدی کہ رفع کنندہ کجی و طغیان است و آں عقل کہ پرندگان  
یصید طیر البرہان. و نطقاً مؤیّداً بالحجج القاطعة  
برہان را بچو باز شکار میکند و آں نطق کہ بہ جتہائے قاطعہ تائید یافتہ  
المنيرة. و نفساً مُتَحَلِّيةً بأنواع المعارف و حسن السریرة.  
است و آں نفس کہ بانواع معارف و حسن باطن آراستہ است۔

﴿۳۳﴾

وَتَوْفِيقًا قَائِدًا إِلَى الرَّشْدِ وَالسَّدَادِ. وَإِلَهَامًا مُغْنِيًا  
و توفیق کہ سوئے ہدایت بکشد و الہامے کہ  
عن غیر رب العباد. ثم ما بقى منك من تحميدك.  
از غیر خدا مستغنی سازد۔ باز ہر چہ از خود ستائی تو باقی مانده بود  
كَمَلِهِ صَحْبِكَ فِي تَأْيِيدِكَ. وَأُنْشِدَ الْأَشْعَارَ فِي ثَنَائِكَ.  
دوستان تو آزا بکمال رسانیدند و شعرها در تعریف تو خوانده شدند۔  
وَمَا تُرِكَ دَقِيقَةٌ فِي إِطْرَائِكَ. ثُمَّ سَبَّوْنِي وَحَقَّرُونِي  
و در تجاوز از حد در صفت و ثنائے تو هیچ دقیقہ نگذاشتند باز بعد از بلند کردن تو  
بعد رفعك وإِعْلَائِكَ. وَكَانُوا لَا يُبْلِقُونَ أَحَدًا وَلَا  
مرا دُشنام دادند و بہ تحقیر یاد کردند و بودند کہ بہر کہ ملاقی مے شدند  
يُؤَافُونَ رَجُلًا إِلَّا وَيَذْكُرُونَنِي عِنْدَهُمْ اسْتِخْفَافًا. وَ  
و ملاقات مے نمودند مرا بہ تحقیر یاد مے کردند  
أَكَلُوا الْحَمِيَّ بِالْغَيْبَةِ فَمَا أَكَلُوا إِلَّا سَمًّا زَعَافًا. فَلَمَّا بَلَغَتْ  
با گلہ گوشت من بخوردند پس نخوردند مگر زہر ہلاہل را و ہر گاہ کہ  
إِهَانَتِهِمْ مِنْتَهَاهَا. وَكَلَّمَنِي كَلِمَةً بِمُدَاهَا. وَوَصَلَ  
توہین شان بانہتا رسید و کلمات شان مرا بکار دہا خستہ کردند و امر  
الْأَمْرَ إِلَى مُدَاهَا. وَرَأَيْتُ أَنَّهُمْ جَارُوا كُلَّ الْجُورِ. وَأَثَارُوا  
توہین تا بغایت رسید و دیدم کہ ایشان بدرجہ کمال ظلم کردند۔ و ہجو  
كَالْثُورِ. وَتَرَكَوْا طَرِيقَ الْإِنصَافِ. وَسَلَكُوا مَسْلَكَ  
گاؤ گرد برانگیختند و طرق انصاف گذاشتند و راہ ظلم اختیار کردند

الاعتساف. وكثر الهذر والهديان. ومُلئت  
و بیہودہ گوئی شاں بسیار شد و با کلمہ ہائے دُشنام دہی  
بکلمات السبِّ القلوب والآذان. وتاهت الخیالات  
دل ہا و گوش ہا پر شدند و خیالات آوارہ شدند  
و کُذِّبت المعارف و صدقت الجهلات. ألقى فی  
و تکذیب معارف کردند و تصدیق امور باطلہ کردند در دل من  
روعی أن أنجی العامة من أغلوطاتهم. وأطفی  
انداختند کہ عامہ مردم را از غلط بیانی شاں خلاص دہم و بقول  
بقول فیصلٍ ماسعروا بترهاتهم. وأکتب التفسیر  
فیصل افروختہ او شازا منطقی گردانم و تفسیر بنویسم۔  
واری الصغیر والکبیر أنهم کانوا کاذبین.

و مردم را از خورداں و بزرگاں بنمایم کہ ایشان کاذب اند۔

وما حملنی علی ذالک إلا قصد إفشاء کذب  
و مرا بر تالیف ایں تفسیر بجز قصد انشاء دروغ ایں مکار ہیج چیزے آمادہ  
هذا المکار. فإنه مکر مکاراً کُبَّاراً وأظهر كأنه من  
نکرد چرا کہ او از بس بزرگ مکرے نمود و ناظر کرد کہ گویا  
العلماء الکبار. و ادعی أنه یعلم القرآن. وفاق  
او از علماء کبار است و دعوی کرد کہ قرآن می داند و بر ہمگناں  
الأقران. و حان أن یغلب ویُعان. والغرض من  
سبقت دارد۔ و قریب است کہ غالب شود و مدد دادہ شود۔ و از نوشتن



﴿۳۵﴾

تفسیری هذا تفريق الظلام والضياء. وإراءة تَضَوُّع  
 ایں تفسیر غرض اینست کہ در تاریکی و روشنی فرق کرده آید و در خوشبوئی  
 المسک بحذاء جيفة البیداء. وإظهار  
 مشک و بد بوئی مردار بیابان امتیاز ظاہر کرده شود۔ و نیز غرض  
 خدع الخادع ومواسات الرجال والنساء. و  
 من اظهار مکر ایں مکار است و ہمدردی مرداں و زناں و شفقت  
 الاشفاق على العمی ومُتَّبَعِي الأهواء. وقضاء خطب  
 برکوراں و پیروان حرص و ہوا ازاں مقصود است۔ و نیز ایں ارادہ  
 کان کحق واجب و دین لازم لا یسقط بدون الأداء.  
 کردہ شد کہ ایں کارے بزرگ را کہ بچو حق واجب و قرض لازم است کہ  
 فهذا هو الأمر الداعی إلى هذه الدعوة. مع قلة الفرصة.  
 بجز ادا کردن ساقط نتواند شد ادا کردہ آید پس ہمیں امر برائے ایں دعوت تفسیر  
 لیكون تفسیر الفرقان فرقانابین  
 نوشتن باوجود کمی فرصت موجب گشت تا کہ تفسیر قرآن فرق کند در اہل  
 أهل الهدی وأهل الضلالة. ولولا التصلّف  
 ہدایت و اہل ضلالت۔ و اگر لاف زنی و دراز زبانی و  
 وتطاول اللسان. وإظهار شجاعة الجنان من  
 اظهار شجاعت باوجود بُردلی ازیں شخص بظہور نیامدے  
 هذا الجبان. لمررت بلغوه مرور الكرام. وما  
 البتہ من بر لغو ایں کس بعفو ے گذشتے۔ و او را

جعلته غرض السهام. ولكنه هتك ستره  
 نشانه تیر ہا نہ مے ساختم۔ مگر او پردہ خود را خود بدرید  
 بیدیدہ۔ فکان منہ ماورد علیہ۔ وإنہ کذب  
 و ہر چہ برو آمد ازو آمد۔ و او دروغ فاحش  
 کذبا فاحشا وماخاف۔ بل خدع وزور و أغری  
 گفت و نہ ترسید۔ بلکہ فریب کرد و دروغ را راست  
 علیّ الأجلاف۔ وزعم نفسه كأنه صاحب  
 نمود و مردم سفله را برمن انگخت۔ و در بارہ نفس خود گمان کرد  
 الخوارق والكرامات۔ وعالم القرآن وشارب  
 کہ گویا او صاحب خوارق و کرامات و دانندہ قرآن و نوشندہ  
 عين العرفان ومالك الدقائق والنكات۔ فوجب علينا  
 چشمہ معرفت و مالک دقائق و نکتہ ہا ہست۔ پس واجب شد  
 أن نرى الناس حقيقة ما ادّعاه۔ ونُظهر ما  
 برما کہ مردم را حقیقت دعویٰ او بنمائیم و ہر چہ پوشیدہ کرد  
 أخفاه۔ ولولا الامتحان۔ لصعب التفريق بين  
 او را ظاہر کنیم۔ و اگر در دُنیا امتحان نبودے البتہ فرق کردن در  
 الجماد والحيوان۔ و كنتُ أقدر أن أرى ظالعه  
 جاندار و بیجان مشکل بودے و من قدرت میداشتم کہ اسپ لنگ  
 كالضليع و حُمرة كالأفراس۔ ولكن هذا مقام العماس  
 او را ہچھو اسپے مضبوط و توانا بنمائیم و خران او را ہچھو اسپان مضبوط جلوہ دہم

﴿۳۷﴾

لَا وَقْت عَفْو عِثَارِ النَّاسِ. وَالْمَتَكَبِّرِ لَيْسَ بِحَرِيٍّ أَنْ  
مگر ایں مقام جنگ سخت است نہ وقت درگزر کردن از لغزشہائے مردمان۔ و تکبر  
يُقَال عِثَارُهُ. وَسْتَرْ عَوَارُهُ. وَكَذَلِكَ لَا يَلِيْقُ بِهِ  
کنندہ لائق ایں نیست کہ از لغزش او درگزر کرده شود و عیب او پوشیدہ آید و ہم چنین  
أَنْ يَعْضُضَ عَنْ ذَالِكِ الْخِصَامِ. وَيَسْتَقِيلُ مِنْ هَذَا  
او را نیز لائق نیست کہ ازیں پیکار رُوئے خود بگرداند و ازیں مقام درخواست  
الْمَقَامِ. مَعَ دَعَاوِي الْعِلْمِ وَكُونِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْكِرَامِ.  
درگزر کند۔ باوجود دعویٰ ہائے علم و از علمائے کرام بودن۔ بلکہ  
بَلْ يَنْبَغِي أَنْ يُسَبَّرَ عَقْلُهُ. وَيُعْرَفَ حَقْلُهُ. وَقَدْ  
مے سزد کہ عقل او آزمودہ شود۔ و زراعت خام او شناختہ آید۔ و او  
أَدْعَى أَنَّهُ صَبَّغَ نَفْسَهُ بِالْوَانِ الْبَلَاغَةِ كَجَلُودٍ تُحَلِّي  
دعویٰ کردہ است کہ بگونہ گوں بلاغت نفس او را رنگین کردہ اند و ہچو  
بِالِدَبَاغَةِ. فَإِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ وَمِنَ الْأُمُورِ  
آں چرم ہا کردہ اند کہ بدباغت آراستہ و پیراستہ می کنند۔ پس اگر ایں دعویٰ ہائے  
الصَّحِيحَةِ الْوَاقِعَةِ. فَأَيُّ خَوْفٍ عَلَيْهِ عِنْدَ هَذِهِ  
او صحیح و واقعی ہستند۔ پس کدام خوف در وقت مقابلہ دامن او  
الْمُقَابَلَةِ. بَلْ هُوَ مَحَلُّ الْإِبْشَارِ وَالْفَرَحَةِ. لَا وَقْت  
مے گیرد بلکہ مقابلہ جائے شاد شدن و مقام فرحت است نہ وقت  
الْفَزَعِ وَالرِّعْدَةِ. فَإِنْ كَمَالَاتِهِ الْمَخْفِيَةِ تَظْهَرُ عِنْدَ  
ترس و لرزہ بر بدن افتادن۔ چراکہ کمالات پوشیدہ او در وقت امتحان

هَذَا الامتحان والتجربة. ويرى الناس كلهم ما كان  
و تجربه ظاہر خواهند شد۔ و مردم شان و مرتبه او را که  
له مستوراً من الشأن والرتبة. ومن المعلوم أن  
پوشیده بود خواهند دید۔ و این امر معلوم خاص و عام  
قيمة المرء الكامل يزيد عند ظهور كماله. كما أن  
است که قدر و قیمت انسان کامل در وقت ظهور کمال او زیادہ میگردد و ہم چنان کہ  
الْبئْر يُحِبُّ وَيُؤْثِرُ عِنْدَ شَرْبِ زَلَالِهِ. وَلَا يَخْفَى أَنْ  
آں چاہے محبوب دلہائے شود کہ آب شیرین او بنوشند۔ و پوشیدہ نیست کہ  
القادر على تفسير القرآن. يفرح كل الفرح عند السؤال  
ہر کہ قادر بر تفسیر قرآن باشد۔ او بروقت سوال از بعض معارف قرآن  
عن بعض معارف الفرقان. فإنه يعلم أن وقت  
خوش و خورم خواهد گردید۔ چرا کہ او ازیں سوال بداند کہ وقت تافتن  
اشراق کوکبہ جاء. و حان أن يُعْرَفَ وَيُخْزَى الأعداء.  
ستارہ او آمدہ است۔ و آں وقت رسیدہ است کہ شناختہ شود و رسوا کند  
فلا يحزن ولا يغتم إذا دُعِيَ لمقابلة. ونودي لمناضلة.  
دشمنان را۔ پس او چون برائے مقابلہ خواندہ شود ازیں امر غمگین نمی شود و اندوہش نمی گیرد  
بل يزيد مسرّة ويحسبها لنفسه كبشارة. أو كتفاؤل  
بلکہ بشنیدن این دعوت مسرت او زیادہ می گردد و ایں مقابلہ را در حق نفس خود بشارتہ  
لإمارة. فإن العالم الفاضل لا يُقَدَّرُ حق قدره. إلا  
می پندارد۔ یا او برائے بزرگی خود فالے نیکو می انگارد چرا کہ عالمے و فاضلے

﴿۳۹﴾

بَعْدَ رُؤْيَا أَنْوَارِ بَدْرِهِ. وَلَا يَخْضَعُ لَهُ الْأَعْنَاقُ بِالْكَلِيَّةِ.  
 را قدر نہ می کنند مگر بعد از دیدن بدر او۔ و گردنہا برائے او خم نہ می شوند۔  
 إِلَّا بَعْدَ ظَهْوَرِ جَوَاهِرِهِ الْمَخْفِيَّةِ. وَإِنَّا اخْتَرْنَا الْفَاتِحَةَ  
 مگر بعد ظاہر شدن جوہر ہائے پوشیدہ او۔ و ما برائے این امتحان سورۃ فاتحہ  
 لِهَذَا الْاِمْتِحَانِ. فَإِنَّهَا أُمُّ الْكِتَابِ وَمِفْتَاحُ الْفُرْقَانِ وَمَنْبَعُ  
 را برگزیدیم۔ چرکہ او ام کتاب است و جائے بر آمدن درہا و  
 اللَّوْلُوِّ وَالْمَرْجَانِ. وَكُوْنَةُ لَطِيْرِ الْعُرْفَانِ. وَلِيَكْتُبَ كُلُّ  
 مرجانہا۔ و ہجو آشیانہ است برائے پرنده ہائے معرفت و باید کہ ہر یک  
 مِّنَّا تَفْسِيْرَهَا بِعِبَارَةِ تَكُوْنِ مِنَ الْبَلَاغَةِ فِي أَقْصَاهَا. وَ  
 از ما تفسیر این سورۃ بعبارتے نویسد کہ بغایت درجہ بلاغت رسیدہ باشد  
 تُنِيْرُ الْقَلْبِ وَتُضَاهِي الشَّمْسَ فِي بَعْضِ مَعْنَاهَا.  
 و چنان تفسیرے بود کہ دل را روشن کند و آفتاب را در بعض خوبیہائے او  
 لِيَرَى النَّاسَ مِنْ اِقْتَعَدَ مِنْ غَارِبِ الْفَصَاحَةِ. وَ  
 مشابہ باشد تا کہ مردم بہ بیند کہ کدام کس از ما ہر دو فریق بر کوہان فصاحت  
 اِمْتَطَى مَطَايَا الْمَلَاْحَةِ. وَلِيُعْرَفَ أَرِيْبٌ حِدَاةَ الْعَقْلِ  
 سوار شدہ است و سواری ملاحت را زیر ران کردہ و تا کہ آں دانشمند شناختہ شود کہ عقل  
 إِلَى هَذَا الْأَرْبِ. وَيَعْلَمُ أَدِيْبٌ سَاقَةَ الْفَهْمِ إِلَى  
 او را سوئے این حاجت رانندہ است و آں ادیب دانستہ شود کہ فہم او را سوئے این  
 رِيَاضِ الْعَرَبِ. وَلِيُضْمَرَ كُلٌّ مِّنَّا لِهَذَا الْمَرَادِ. كُلُّ مَا  
 باغ عرب کشیدہ شدہ است۔ و باید کہ لاغر کند ہر یکے ازیں دو فریق برائے

عَنْدَهُ مِنَ الْجِيَادِ. وَيُفْرِي كُلَّ طَرِيقٍ مِنَ الْوَهَادِ

اس مراد ہمہ آں اسپان تازی را کہ نزد خود میدارند و قطع کند ہر پستی و بلندی را  
وَالنَّجَادِ. بَزَادِ الْيِرَاعِ وَالْمَدَادِ. لِيَشَاهِدَ النَّاسَ مَنْ

بِسَفَرِ خُرُوجِ قَلَمٍ وَ سِيَاهِي تَاكَه مَرْدَمِ بَه بِنْدِ كِه آں كَيْت كِرَا عِنَايَتِ  
تُدَارِكُهُ الْعِنَايَةُ الْإِلَهِيَّةُ. وَأَخَذَ بِيَدِهِ الْيَدَ

الْهِى تِدَارِكُ فَرْمُودَه اسْت وَ دَسْتِ اُو گِرَفْتَه۔ و ہر کہ

الصَّمْدِيَّةِ. وَمَنْ كَانَ يَزْعُمُ نَفْسَهُ أَنَّهُ هُوَ الْعَالَمُ

گمان مے کند کہ او عالم ربانی است پس برو ہیج مشكل

الرَّبَّانِيَّ. فَلَيْسَ عَلَيْهِ بَعَزِيْزٌ أَنْ يَكْتُبَ تَفْسِيْرَ السَّبْعِ

نَيْسْت كِه تَفْسِيْرَ سُوْرَه فَاتِحَه بَرَعَايَتِ اَدَبِ وَ

الْمِثَالِيَّ. مَعَ رِعَايَةِ مُلْحِ الْأَدَبِ وَشَوَارِدِ الْمَعَانِي. ثُمَّ

بِلَاغَتِ بِنُوَيْسِد۔ و علاوه ازیں ایں ہم باید

إِنِّي أَرخِيْتُ لَهُ الزَّمَامَ كُلَّ الْإِرْخَاءِ. وَوَسَّعْتُ لَهُ

انْدشید کہ من زمام را برائے ایں شخص از بس نرم و سست کرده ام و

الْكَلَامَ لِتَسْهِيْلِ الْإِنْشَاءِ. وَكُتِبْتُ مِنْ قَبْلُ فِي صَحِيْفَةِ

کلام را برو کشادہ نمودم تا آسانی تواند نوشت۔ و در آں اشتہارے کہ پیش ازیں

أَشْعَتْهَا. وَنَمِيْقَةً إِلَيْهِ دَفَعْتُهَا. أَنْ ذَاكَ الرَّجُلُ الْغُمْرَ

شائع کرده ام و در اں نامہ کہ من سوئے او فرستادہ ام درج کرده ام کہ اگر

إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَتَوَلَّى بِنَفْسِهِ هَذَا الْأَمْرَ. فَلَهُ أَنْ

ایں شخص نادان بنفس خود طاقت تفسیر نوشتن ندارد پس او را اختیار است کہ

﴿۴۱﴾

یُشْرِكُ بِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ الزَّمْرُ. أَوْ يَدْعُو مِنَ الْعَرَبِ  
 از گروه خود چند مولویاں را شریک خود کند یا برائے  
 طائفة الأدياء . أَوْ يَطْلُبُ مِنْ صُلَحَاءِ قَوْمِهِ هِمَّةً وَ  
 ایں کار گروہے از ادیبان عرب بخواند یا از زاہدان  
 دعاءً لهذه الأواء . وَمَا قُلْتُ هَذَا الْقَوْلَ إِلَّا لِيَعْلَمَ  
 قوم خود دعائے و ہمتے برائے ایں سختی پیش آمدہ بجوید و  
 النَّاسُ أَنَّهُمْ كُلُّهُمْ جَاهِلُونَ. وَلَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ مِنْهُمْ  
 من ایں سخن نگفتہ ام مگر برائے ایں کہ تا مردم بدانند کہ ایں  
 أَنْ يَكْتُبَ كَمَثَلِ هَذَا وَلَا يَقْدِرُونَ. وَلَيْسَ مِنْ  
 ہمہ جاہلاں ہستند و ہیکس ازیشاں قدرت ندارد کہ مانند ایں تفسیر  
 الصَّوَابُ أَنْ يُقَالَ أَنَّ هَذَا الرَّجُلَ الْمَدْعُوَ كَانَ عَالِمًا  
 بنویسد۔ و ایں عذر خوب نباشد کہ گفتہ شود کہ ایں شخص کہ برائے  
 فِي سَابِقِ الزَّمَانِ. وَأَمَّا فِي هَذَا الْوَقْتِ فَقَدْ انْعَدَمَ  
 تفسیر نوشتن خواندہ شدہ در زمان نخستین عالمے بود و امداریں وقت پس  
 عِلْمُهُ كَثَلَجٍ يَنْعَدَمُ بِالذُّوْبَانِ. وَنَسَجَ عَلَيْهِ عَنَاكِبُ النَّسِيَانِ.  
 علم او معدوم شدہ است بھجو برنے کہ بگداختن ناپیدا می گردد و بر  
 فَإِنَّ الْعِلْمَ الَّذِي ادَّعَاهُ. وَحَفِظَهُ وَوَعَاهُ.  
 دماغ او تارہائے نسیان تنیدہ شدہ چراکہ آں علمے کہ دعویٰ آں ایں شخص  
 وَقْرَأَهُ وَتَلَاهُ. لَا بَدَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ هَذَا الْعِلْمُ كَدَّرَ رَبَّاهُ.  
 مے کند و میگوید کہ من ایں ہمہ علوم را خوب یاد میدارم و خواندہ ام

أَوْ كَسْرَاجِ أَضْيَاءِ بَيْتِهِ وَجَلَّاهُ. فَكَيْفَ يَزُولُ هَذَا  
 ضرور است کہ ایں علم برائے او ہچو شیرے باشد کہ پرورش او نموده یا ہچو چراغے  
 العلم بهذه السرعة. ويخلو كظرف مُنثلمٍ وعاء الحافظة.  
 باشد کہ خانہ او را روشن کردہ پس چگونہ چنین علم بدیں زودی فراموش تواند گشت  
 وتنزل آفة مُنسية على المدارك والجنان. حتى لا  
 و چگونہ ظرف حافظہ او ہچو آوند سُورخ دار برگردد و چنان آفت بر حواس و دل نازل  
 يبقى حرف على لوحها إلى هذا القدر القليل من  
 شود کہ ہمہ یاد کردہ را فراموش کند تا بحدے کہ باندک زمانہ حرفے بر لوح حواس باقی نماند  
 الزمان. وكيف تهب صراصر الذهول. على علوم  
 و چگونہ تند ہوائے نسیان براں علمہا بوزد کہ بمشقت حاصل  
 كسبت بشق النفس والقحول. ولو فرضنا أن آفة  
 کردہ شدہ۔ و اگر فرض کنیم کہ آفت نسیان درخت  
 النسيان أجاح شجرة علمه من البنيان. وسقطت  
 علم او را از بیخ بر کندہ است و بر شگوفہ ہائے درایت او  
 على زهر درايته صواعق الحرمان. فكيف نفرض أن  
 صاعقہ محرومی افتاد۔ پس چگونہ فرض تو انیم کرد  
 هذا البلاء. ورد على ألوف من العلماء الذين جعلوا  
 کہ ایں بلا براں ہزار ہا علماء نیز وارد شدہ کہ شریک  
 له كالشركاء. وأشركوا في وزره كالوزراء. بل أذن له  
 او کردہ شدند و انباز بار او ہچو وزیراں کردہ شدند بلکہ



﴿۴۳﴾

أن يطلب كل ما استيسر له من الأدباء . لعلّه يكتب  
 او را اجازت داده شد که هر کرا از ادیبان بخواند برائے  
 قولاً بليغا ولا يتيه كالناقة العشواء . ثم من المسلم  
 مد خود بخواند شاید بدین طور سخن فصیح تواند نوشت و همچو ناقه کور  
 أن الله يُرَبِّي عقول الصالحين . ويُسعدهم  
 سرگردان نشود۔ باز این امر هم از مسلمات است که خدا تعالی عقل نیکوکاران  
 بالهداية إلى طرق الروحانيين . ويُذكّرهم  
 را خود پرورش می فرماید و مدد ایشان می کند تا راه رُوحانیان بیابند و  
 إذا ما ذهلوا معارف كلام الله القدّوس . ويُنزل  
 ایشان را یاد می دهاند چون معارف کلام الہی را فراموش کنند  
 السكينة عند الزلزال على النفوس . ويؤيّدهم  
 و بر ایشان وقت زلزله سکینت نازل می فرماید و از روح القدس  
 بروح منه . ويُعضد بالإعانة على الإبانة . ويتولى  
 تأیید ایشان می کند و بازوئے ایشان برائے بیان کردن استوار  
 أمورهم ويُميّزهم بالحصات والرزانة . ويصرفهم  
 می سازد و متولی امور ایشان می گردد و بعقل و آهنگی در ایشان و غیر  
 من السفاهة . ويعصمهم من الغواية ويحفظهم  
 ایشان فرق ظاہر می فرماید و ایشان را از سفاهت باز می دارد و از گمراهی  
 في الرواية والدراية . فلا يقفون موقف مندمة .  
 نگه می دارد و در روایت و درایت خود حافظه ایشان می گردد و پس در جاهائے ندامت

ولا یرون یوم تندم ومنقصة. ولا تغرب أنوارهم. نمی ایستند و روز خجالت و نقصان نمی بینند و نورهای ایشان ناپدید  
 ولا تخرب دارهم. منابعمهم لا تغور. و صنائعهم لا تبور. نمی شوند و خانه شان خراب نمی گردد چشمه ایشان خشک نمی شود و کارهای شان  
 و یؤیدون فی کل موطن و یُنصرون. و یرزقون من کل تباہ نمی گردند و ایشان در هر جاگاہ و مقام حرب منصور و مؤید می شوند و  
 معرفة و من کل جهل یُعدون. ولا یموتون حتی از معارف رزق داده می شوند و از جهل او شانرا دور میدارند و نمی میرند  
 تُکَمَل نفوسهم فإِذَا کَمَلت فإِلی ربهم یرجعون. فإِن تا وقتیکه نفوس شان مکمل نکرده شوند و بعد از تکمیل نفوس خود سوئے رب خود  
 اللّٰه نورٌ فیمیل إلی النور. و عاداته البَدور إلی البدور. باز می گردند۔ چرا که خدا نور است پس سوئے نور میلان او می گردد و عادت  
 و لَمَّا کانت هذه عادة اللّٰه بأولیائه. و سُنَّتِه اوست که سوئے آنان می شتابد که در چشم او ماه تمام اند۔ و چون عادت او  
 بعباده المنقطعین و أصفیائه. لزم أن لا یری عبده با اولیاء خود و سنت او به بندگان فنا شده و برگزیدگان همیں است لازم  
 المقبول وجه ذلّة. و لا یُنسب إلی ضعفٍ و علة آمد که بنده مقبول او روئے ذلت نه بیند و هیچ کمزوری و بیماری در  
 عند مقابله من أهل ملّة. و یفوق الكل عند تفسیر وقت مقابله از احدی اهل مذہب سوئے او منسوب کرده نشود و در تفسیر

﴿۴۵﴾

الْقُرْآنَ. بِأَنْوَاعِ عِلْمٍ وَمَعْرِفَةٍ. وَقَدْ قِيلَ أَنَّ الْوَلِيَّ  
 قُرْآنٌ وَكَوْنًا لَوْ عِلْمٌ وَمَعْرِفَةٌ فَاتَّقِ ثَابِتٌ غَرَّدٌ وَبِهِ تَحْقِيقٌ كُفِّتَ شَدَّةٌ  
 يُخْرِجُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يُخْرِجُ مِنَ الْوَلِيِّ. وَإِنَّ  
 كَمَا أَنَّ الْقُرْآنَ بِرُؤْيِ آيَةٍ وَقُرْآنٌ مِنْ وَجْهِ ظُهُورِيٍّ فَرَمَائِدٌ وَبِهِ تَحْقِيقٌ  
 خَفَايَا الْقُرْآنِ لَا يُظْهِرُ إِلَّا عَلَى الَّذِي ظَهَرَ مِنْ يَدِي  
 بَارِكِيهَائِي بِوَشِيْدَةِ قُرْآنِ ظَاهِرِيٍّ شَوْنِدِ مَكْرٍ بَرَكَسِيٍّ كَمَا أَنَّ دَسْتِ خَدَائِي عِلْمِيٍّ وَ  
 الْعَلِيمِ الْعَلِيِّ. فَإِنَّ كَانَ رَجُلٌ مَلِكٌ وَحَدَّهُ هَذَا  
 بَرْتَرِ ظُهُورِيٍّ يَافِتَةٌ بِشَدِّ لَيْسَ أَلَا مَرْدِيٍّ مَالِكِيٍّ أَيْ فَهْمِيٍّ غَرَّدِيٍّ تَنْتَهَا  
 الْفَهْمِ الْمَمْتَازِ. فَمِثْلُهُ كَمِثْلِ رَجُلٍ أَخْرَجَ الرُّكَازَ. وَمَا  
 لَيْسَ مِثْلُ أَوْ مِثْلُ كَسِيٍّ اسْتَكْرَازَانِيٍّ بِيَّ نِشَانِيٍّ بَرِ آدِيٍّ وَ  
 بَدَلِ الْجَهْدِ وَمَا رَأَى الْارْتِمَازَ. فَهُوَ وَلِيٌّ لِلَّهِ وَشَأْنُهُ  
 أَنْجَابِيٍّ كَمَا أَنَّ مِثْلُ بَغِيْرِيٍّ أَيْ كَوْشِيٍّ كَرْدِيٍّ يَاضْطْرَابِيٍّ كَشِيْدِيٍّ لَيْسَ  
 أَعْظَمُ وَذِيْلُهُ أَرْفَعُ مِنْ هَمَزِ الْهَمَّازِ. وَلَمْزِ اللَّمَّازِ. وَمَا  
 أَوْ وَجْهِ خَدَائِيٍّ وَشَانِيٍّ أَوْ بَزْرُغِيٍّ تَرِيٍّ دَامِنِيٍّ أَوْ بَرْتَرِيٍّ أَيْ عَيْبِيٍّ غَرَفْتِيٍّ  
 أُعْطِيَ هَذَا الْوَلِيَّ الْفَانِيَّ مِنْ مَعَارِفِ الْقُرْآنِ كَالْجَهَّازِ.  
 عَيْبِيٍّ كَمَا أَنَّ هَرِيٍّ أَيْ وَجْهِ فَانِيٍّ رَا مِنْ مَعَارِفِ قُرْآنِيٍّ بِيْجُو رِخْتِيٍّ مُرْدِيٍّ  
 فَهُوَ مَعْجَزَةٌ بَلْ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ نَوْعِ الْإِعْجَازِ. وَأَيُّ  
 دَادِيٍّ شَدِيٍّ لَيْسَ آلِيٍّ مَعْجَزِيٍّ اسْتَكْرَازَانِيٍّ بَلْ كَمَا أَنَّ هَرِيٍّ مَعْجَزِيٍّ بَزْرُغِيٍّ اسْتَكْرَازَانِيٍّ وَكَدَامِيٍّ  
 مَعْجَزَةٌ أَعْظَمُ مِنْ اِعْجَازٍ قَدْ وَقَعَ ظِلُّ الْقُرْآنِ. وَشَابَهِيٍّ كَلَامِيٍّ  
 مَعْجَزِيٍّ اِزَالِيٍّ مَعْجَزِيٍّ بَزْرُغِيٍّ تَرِيٍّ خَوَابِدِيٍّ بُوْدِيٍّ كَمَا أَنَّ رَا بِيْجُو ظِلُّ وَقَعِيٍّ شَدِيٍّ وَ

اللّٰهُ فِي كَوْنِهِ أَبْعَدُ مِنْ طَاقَةِ الْإِنْسَانِ. وَلَيْسَ هَذَا  
كَلَامَ الْإِلٰهِ رَا فِي خَارِقِ عَادَتِ بُوْدُنِ مِمَّا شِ كَشْتَهْ - وَ اِيْنَ مَقَامِ بَجْرِ  
الْمَوْطِنِ اِلَّا لِلْمُتَّقِيْنَ. وَلَا تُفْتَحُ هَذِهِ الْاَبْوَابُ اِلَّا عَلٰى  
پَرِهِيْزْ كَارَا كَسَ رَا مُسَلِّمٌ نَيْسْتِ - وَ اِيْنَ دَرِهَا بَجْرِ اِيْمِيْنِ بَرِ كَسَ نَعْنِ  
الصَّالِحِيْنَ. وَلَا يَمْسُهٗ اِلَّا الَّذِيْ كَانَ مِنَ الْمُطَهَّرِيْنَ.  
كَشَايِدِ - وَ دَسْتِ كَسَ بَجْرِ پَاكِ اَنْجَا نَعْنِ رَسَدِ -  
وَ اِنْ اللّٰهُ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ. الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ  
وَ خُدَا تَعَالٰى كَامِيَابِ نَمِيْ كَنْدِ خِيَا نَتِ پِيْشْ كَا رَا اَنَا نَكَهْ كَرِ هَا رَا  
الْمَكَا نِدِ مَنَّ تَجْعَا. وَ الْاَكَا ذِيْبِ كَهْفَا وَ مَرَجْعَا. وَ لِهَمْ  
مَعَا شِ خُوْدِ كَرَفْتَهْ اَنْدِ وَ دَرُوْغِهَا رَا پَنَاهِ سَا خْتَهْ اَنْدِ كَهْ بُوْقْتِ ضَرُوْرَتِ  
قَلُوْبٌ كَلِيْلٍ اُرْدِفِ اُذْنَابِهٖ. وَ ظَلَامٌ مَدَّ اِلٰى مَدِيْ  
سُوْءِ شَا لِ رَجُوْعِ مَعْنُ كَنْدِ - وَ دَلِهَا ئِ اِيْشَا لِ نَهْجُوْ اَلِ شَبِ اَنْدِ كَهْ دَمِهَا ئِ تَارِيْ كِيْ  
الْاَبْصَارِ اَطْنَابِهٖ. لَا يَعْلَمُوْنَ مَا الْقُرْاٰنُ. وَ مَا الْعِلْمُ وَ الْعِرْفَانُ.  
خُوْدِ رَا بَتْمَا مَر كَشِيْدِنِيْ كَشِيْدَهْ اَنْدِ وَ طَنَابِهَا ئِ ظَلْمَتِ خُوْدِ رَا تَا اَنْتِهَا ئِ نَظْرِ كَسْتَرَدَهْ اَنْدِ - نَمِيْ دَا نَنْدِ  
وَ مَنِ لَمْ يَعْلَمْ الْقُرْاٰنَ وَ مَا اُوْتِيَ الْبَيَانَ. فَهُوَ  
كَهْ قُرْاٰنِ چِيْسْتِ وَ عِلْمِ وَ مَعْرِفَتِ چِهْ بَا شُدِ - وَ هَرِ كَهْ قُرْاٰنِ نَدَا نْدِ وَ بِيَا نِ نَدَا دَهْ شُدِهْ - پَسِ  
شَيْطَانٍ اَوْ يُضَاهِي الشَّيْطَانَ. وَ مَا عَرَفَ الرَّحْمَانَ.  
اَوْ شَيْطَانٍ اَسْتِ يَا مِثْلِ شَيْطَانٍ وَ خُدَا رَا نَشَا خْتَهْ وَ  
وَ مَا كَانَ لِفَاسِقٍ اَنْ يَبْلُغَ هَذِهِ الْمَنِيَّةَ الْعَلِيَّةَ. وَ لَوْ  
مَجَالِ فَاسْقِيْ نَيْسْتِ كَهْ اِيْنَ اَرْزُوْءِ بَلَنْدِ رَا بِيَا يْدِ اَكْرَجِهْ نَفْسِ

﴿۴۷﴾

شَحَذَ إِلَيْهَا النَّفْسَ الدُّنْيَا. بل هو يختار طريق الفرار. خيس خود را سوئے آل تيز کند۔ بلکہ فاسق را عادت این باشد خوفًا من هتك الأستار. و ظهور العثار. و كذلك که طريق گريختن را اختيار می کند تا پرده او دریده نشود و لغزش فَعَلَ هَذَا الرَّجُلُ الْكَائِدَ. وَالْمُزَوَّرُ الصَّائِدَ. او ظاہر نگرود۔ و ہم چين اين شخص مکار و دروغ آراينده جويائے شکار طريق و فانظروا كيف زور. وأرى التهور. وقال لَبِيتُ الدَّعْوَةَ وَمَا عَادَتِ خُودُ نَمُودِهِ۔ پس بہ بيزيد کہ چگونہ دروغ آراست و ديري و بيا کی نمود و گفت کہ من لَبِيتُ. وَقَالَ عَبِيْتُ الْعَسْكَرَ لِلْخِصَامِ وَمَا عَبِيْتُ. وَمَا دَعَوْتُ تَفْسِيرَ نُوشْتَنِ قَبُولِ كَرْدَمِ حَالَانِكِه قَبُولِ نَكْرَد۔ و گفت من لشکر برائے پیکار طيار بارز بل خدع و خب. وَإِلَى جُحْرِهِ أَب. و تراءى نحيفا کرده ام حالانکه طيار نہ کرد و در ميدان نيابد بلکه فريب کرد و مکر نمود و بسوئے سوراخ خود ضعيفا و كان يُرى نفسه رجلاً بياً. وَأَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ رجوع نمود و ظاہر شد کہ لاغرے است و نزار و بود کہ مے نمود خود را مردے قوی بيکل و شابه الضب. وَمَا صَعَدَ وَمَا ثَبَّ. و جمع الأوباش و ميل کرد سوئے زمين و مشابه شد سوسمار را و صعود نہ کرد و نہ استقامت و رزید و ما دعا الرب. و حقرني و شتم و سب. و تبع الحيل و اوباش را جمع کرد و خدا را ياد نہ کرد و مرا دشنام داد و تحقير من نمود و ما صافى الله و ما أحب. و ما قطع له العلق و ما حيلة گريها کرد و با خدا محبت صافی نداشت و برائے او قطع تعلق غير

جَبَّ. وَقَالَ إِنِّي عَالِمٌ وَالْآنَ نَجْمٌ عَلَّمَهُ أَزَبَّ. وَكَلَّ مَا دَبَّرَ  
 نہ نمود۔ وگفته بود کہ من عالم ام مگر اکنون ستارہ علم او غروب شد  
 تَبَّ. وَإِنْ كَانَ عَالِمًا فَأَيُّ حَرْجٍ عَلَيَّ عَالِمٌ أَنْ يُفَسِّرَ  
 و ہر چہ تدبیر کردہ بود آں ہمہ تدبیر تباہ گشت۔ واگر عالم بودے پس کدام  
 سُوْرَةُ مِنْ سُوْرِ الْقُرْآنِ. وَيَكْتُبُ تَفْسِيْرَهُ فِي لِسَانِ الْفِرْقَانِ.  
 حرج بر عالم بود کہ تفسیر قرآن نویسد۔ بلکہ بدیں طریق ثنا  
 بَلْ يُحْمَدُ لِهَذَا وَيُثْنَى عَلَيْهِ بِصَدَقِ الْجَنَانِ.  
 کردہ شدے و مردم دانستدے کہ او  
 وَيُعَلِّمُ أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الْفَضْلِ وَالْعِلْمِ وَالْبَيَانِ. وَيُشْكُرُ  
 صاحب عقل و علم و بلاغت است و شکر  
 بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ مِنْ مَعَارِفٍ عُلِّمَ مِنَ الرَّحْمَنِ. فَلِذَلِكَ  
 او کردہ شدے چراکہ مردم را از معارف خود نفع رسانیدے پس  
 أَقُولُ أَنَّهُ مَنْ كَانَ يَدْعَى ذُرَى الْمَكَانِ الْمَنِيعِ. فَلْيَبْذُلْ  
 از بہر ہمیں می گویم کہ ہر کہ مکان بلند را دعویدار است اکنون می باید  
 الْآنَ جَهْدَ الْمُسْتَطِيْعِ. وَيُثَبِّتْ نَفْسَهُ كَالضَّلِيْعِ. وَلَا  
 کہ تا تواند کوشش کند۔ و نفس خود را بچھو اسپے مضبوط و تیز رو  
 شَكَّ أَنْ يُظْهِرَ الْكَمَالَ مِنْ سِيْرَةِ الرِّجَالِ وَعَادَةِ الْأَبْطَالِ.  
 بنماید۔ و بچھ شک نیست کہ ظاہر کردن کمال از عادت مردان و سیرت بہادران  
 لِيَنْتَفِعَ بِهِ النَّاسُ وَلِيُخْرِجَ بِهِ مَسْكِيْنٌ مِنْ سِجْنِ الضَّلَالِ.  
 است تا کہ مردم بدو منتفع شوند و تا کہ بدو مسکینے از زندان گمراہی بیرون آید۔

﴿۳۹﴾

ولا یرضی الکامل بأن یرعش کمجهول لا یرف. و مرد کامل خوش نمی شود که بهجو شخصی ناشناخته زندگی بسر کند و نکره لا تُعرف. و إن الفضل لا تبین إلا بالبیان. یا بهجو نکره غیر متعین بماند و تحقیق فضل بجز بیان کردن ظاهر نمی گردد و لا یرف الشمس إلا بالطلوع علی البلدان. وانی ألزمتُ و آفتاب بجز طلوع شناخت نمی شود۔ و من بر نفس خود لازم نفسی أن أکتب تفسیری هذا فی إثبات ما أرسلتُ به کرده ام که این تفسیر خود را در اثبات دعاوی خود بنویسم من الحضرة. و أن أفتح هذه الأبواب بمفاتيح الفاتحة. مع و این درها را بکلید های سوره فاتحه بکشایم۔ لطائف البیان و رعایة المله الأدبیه. و التزام الفصاحة و رعایت فصاحت و بلاغت مرعی دارم و العربیه. و من المعلوم أن نمق الدقائق الدینیه. و الرموز این امر معلوم است که نوشتن دقائق العلمیه. و الإیماضات و الإشارات. مع توشیح دینیہ مع آراستن عبارات با و العبارات و ترصیع الاستعارات. و التزام لازم گرفتن محاسن کنایه با مع محاسن کنایات. و حسن البیان و لطائف حُسن بیان امرے است از بس

الإيماءات. أمرٌ قد عُدَّ من المعضلات. وخطبٌ حُسبَ  
 دشوار و کارے است بزرگ کہ  
 من المشكلات. وما جمع هذين الضدين إلا كتاب  
 از مشکلات شمرده شدہ و این ہر دو امر را  
 اللہ مظهر الآيات البينات. وماحى الأباطيل والجهلات.  
 بجز کتاب الہی ہیچ کس جمع نکرده  
 وإن الشعراء لا يملكون أعنة هذه الجياد. فتنتشر  
 است۔ و شاعران مالک نمی باشند  
 كلماتهم انتشار الجراد. ولكنى سألت الله فأعطاني.  
 عنانہائے این اسپان را پس کلمہ ہائے ایشان ہمو  
 وجئته عطشان فأروانى. فنحن الموقفون. ونحن  
 لُحُّها پراگندہ مے باشند مگر من سوال کردم از خدا تعالی  
 المؤيدون. تواتينا الأقلام. كأنها السهام والحسام. ولنا  
 پس داد مرا و آدم نزد او تشنہ پس مرا سیراب کرد پس ما توفیق  
 من ربنا كلام تام وظلّ ظليل. فكلّ رداء نرتديه جميل.  
 و تائید یافتہ ہستیم۔ قلم ہا بما موافقت می نمایند گویا آن تیرہا ہستند  
 ولنا جبلة لا تبلغها الجبال. وقوة لا تعجزها  
 یا تیغ و مارا از خدائے خود کلام کامل و سایہ کامل است پس ہر چادرے کہ ما  
 الأثقال. و حال لا تُغَيِّرُهَا الأحوال. و  
 پوشیم آن چادر خوب است و مارا طبیعتے است کہ کوہ ہا بآن نمی رسند و مارا قوتے است کہ بارہا



﴿۵۱﴾

رَبُّ لَا تُرَدُّ مِنْ حَضْرَتِهِ الْآمَالِ .  
 اور اعجازِ نبوی کنند و حالے است کہ تغیر حالات آں حال را متغیر نمی کنند و خدائے است کہ  
 فحاصل الکلام انی من اللہ و کلامی من هذا العلام . و انی  
 از جناب او امید ہارو نمی شوند۔ پس حاصل کلام این است کہ من از خدایم و کلام من  
 کتبْتُ دعوائی و دلائلھا فی هذا الكتاب . لا سَعْفُ الخِصْمِ  
 از دست کہ من دعوی خود و دلائل دعوی دریں کتاب نوشته ام تا حاجت روائی  
 بحاجتہ و اُنْجِیہ من الاضطراب . فإِن الخِصْمِ کان یدعونی  
 دشمن خود کنم چرا کہ دشمن مرا سُوئے مباحثات مے خواند  
 إلی المباحثات . بعد ما دعوتہ لنمق التفسیر فی حلل  
 بعد زانکہ من او را برائے نوشتن تفسیر فصیح خواندہ  
 البلاغۃ و محاسن الاستعارات . فلَمَّا لَوِیْتُ عذاری  
 بودم پس ہر گاہ اعراض کردم و عذر خود پیش کردم در بارہ عدم حاضری  
 و تصدیت لا اعتذاری من المناظرات . حمل انکاری علی  
 برائے مباحثہ حمل کرد انکار مرا بر گریختن از جنگ  
 فراری من هذه الغزاة . و ما کان هذا إِلَّا کیدًا منه و حیلۃً  
 و این سراسر فریب او بود تا برائے نجات خود حیلہ  
 للنجاة . لیستعصم من اللائمین و اللائمات . و کان یعلم  
 پیدا کند تا از ملامت کنندگان خود را محفوظ دارد و مے دانست  
 أن إعراضی کان لعهدٍ سبق . و ما کنتُ کعبدٍ  
 کہ اعراض من برائے آں عہد بود کہ پیش زیں کردہ شد

أَبَقَ. وَلَكِنَّهُ طَلَبَ الْفِرَارَ بِهَذِهِ الْمَعَاذِيرِ الْكَاذِبَةِ. لَعَلَّ النَّاسَ  
وہیچو آل بندہ نبودم کہ گریختہ مگر او طلب کرد گریختن را بدیں عذر ہائے  
یفہمونه بطل المضمار ومتم الحجة. فأردنا الآن أن نعطيه  
دروغ تاکہ مردم او را بہادر میدان بفہمند۔ پس ارادہ کردیم کہ  
ماسأل ولا نردّه بالحرمان. ونجلی مطلع صدقنا بنور  
ہرچہ خواستہ است او را دہیم و محرومی او را رد نہ کنیم و  
البرهان. ونقطع معاذيره كلها بسيف البيان. لعلّ الله يجلو  
مطلع صدق خود را بنور برہان روشن کنیم تا شاید خدا تعالیٰ بایں طریق ما  
به صدأ الأذهان. ويُفہم ما لم يفہموه قبل هذا الميدان.  
زنگ ذہن ہا دور فرماید و ہر چہ نہ فہمیدہ اند  
فہذا هو السبب الموجب لنمق الدعوى والدلائل. لئلا  
بفہم ایشان در آرد پس ایں سبب موجب است برائے نوشتن دعویٰ  
یبقی عذر للسانل. وإن هذا التفسیر جمع المباحثات. مع  
و دلائل تاکہ باقی نماند عذر مر سائل را و ایں تفسیر جمع کردہ است  
اللطف والنکات. فالیوم أدرك الخصم کل ما طلب منافی  
مباحثات را بالطف و نکات۔ پس امروز دشمن ہر چہ از  
حُل المناظرات. مع أنه ترک طرق الديانات. وتصدی للأمر  
ما در پیرایہ مناظرات خواست یافت باوجود ایں امر کہ او طریق دیانت را  
بأنواع الاهتضام والخیانات. وبقی دیننا فعليه أن يقضى  
ترک کرد و بانواع حق تلفی و خیانت ہا پیش آمد و باقی ماند قرض ما بروپس باید کہ ادا کند قرض

﴿۵۳﴾

الدِّينَ كَرَدَ الأمانات. وإني عاهدتُ الله أن لن أحضر  
 را ہچھو رد کردن امانت ہا و من بخدائے خود عہد می دارم کہ  
 مواطن المباحثات. وأشعثُ هذا العهد في التأليفات.  
 در مقامات مباحثات ہرگز حاضر نشوم و این عہد را بذریعہ  
 فما كان لي أن أنكث العهود. وأعصى الربّ الودود.  
 کتابہائے خود شائع کردہ ام پس مرا جائز نبود کہ عہد ہا را بشکنم  
 فلأجل ذلك أغلقتُ هذا الباب. وما  
 و خدائے خود را نافرمان شوم پس برائے ہمین این در را بند  
 حضرت الخصم للبحث ولو عيَّني واغتاب. وإني كلمته  
 کردم و برائے بحث حاضر نشدم اگرچہ مرا بعیب منسوب کرد و  
 كالخليط فكلمني بالتخليط. وقد دعوتُه من قبل  
 گلہ کرد و من او را ہچھو دوست مخاطب کردم پس خستہ کرد مرا بعداوت  
 ففرّ من شوكتي. ثم دعوتُ فهابه هيتي. وهذه  
 و من او را پیش زین دعوت کردم پس از رعب من بگریخت۔ باز  
 الثالثة ليم عليه حجة الله وحجتي. إنه مال إلى الزمر  
 دعوت کردم پس ہیبت برو زیادہ شد و این بمرتبہ سوم است تا حجۃ اللہ برو  
 وملنا إلى الذمار. وإن المعارف منا كبعوث جُمروا  
 کامل شود۔ او سوائے سرود مائل گشت و ما سوائے فرائض منصبی۔ و معارف از  
 على الثغور من قبل ملك الديار. ثم اعلموا  
 طرف ما ہچھو آں لشکرے است کہ بر سرحد ہا از سلطان وقت مامور شود

آن رسالتی هذه آية من آيات الله رب العالمين. وتبصرة  
 باز بدانید که این رساله من نشانه است از نشانهای خدا تعالی  
 لقوم طالبین. وإنها من ربی حجة قاطعة وبرهان مبین.  
 و بصیرت افزاینده است طالبان را۔ و این از طرف پروردگار من حجت قاطعه  
 کذالک. لیدیق الأفاکین قلیلا من جزاء ذنوبهم.  
 و برهان روشن است تا که او دروغگویان را قدرے پاداش  
 ویُرى الناس ما ترشّح من ذنوبهم. ویُجنّبهم بمعجزة  
 دروغ شایان بچشانند۔ و مردم را بنماید که از دلو شایان چه چکیده  
 قاهرة. ویزیل اضطجاع الأمن من جنوبهم. ویستأصل  
 است و بمعجزه قاهره پهلوی شایان بشکند و خواب امن از پهلوی شایان  
 راحة کاذبة من قلوبهم. والحق والحق أقول.  
 بر باید۔ و راحت دروغ از دل شایان متصل فرماید۔  
 إن هذا کلام كأنه حسام. وإنه قطع کل  
 و من راست راست می گویم که این کلام همچو تیغی است و این همه  
 نزاع و ما بقی بعده خصام. و من کان یظن أنه فصیح  
 نزاع با را بریده است و بعد زین تیغ نزاعی نماند۔ و هر که گمان  
 و عنده کلام كأنه بدر تام. فلیأت بمثله والصمٹ  
 می کند که او فصیح است و نزد او کلامی است که گویا ماه تمام است پس  
 علیه حرام. و إن اجتمع آباء هم و أبناء هم.  
 باید که بیارد آن کلام را و خاموشی بر او حرام است و اگر جمع شوند

﴿۵۵﴾

وَأَكْفَاءَهُمْ وَعُلَمَاءَهُمْ. وَحُكَمَاءَهُمْ وَفُقَهَاءَهُمْ. عَلَى أَنْ  
 پدران ایشان و پسران ایشان و ہمسران ایشان و عالمان ایشان و حکیمان ایشان و فقیہان  
 یأتوا بمثل هذا التفسیر. فی هذا المدی القلیل الحقیق. لا  
 ایشان بر این امر کہ مثل این تفسیر بیارند دریں مدتے اندک و ناچیز نتوانند  
 یأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض کالظہیر. فإنی دعوتُ  
 کہ بیارند اگرچہ بعض بعض را مددگار شوند۔ چرا کہ من دریں  
 لذلك وإن دُعائی مُستجاب. فلن تقدّر علی جوابه  
 بارہ دُعا کردہ ام و دعائے من مستجاب است۔ پس بجواب  
 کتاب. لا شیوخ ولا شاب. وإنه کنز المعارف ومدینتها.  
 این کتاب ہرگز قادر نخواہند شد پیرے ازیشان باشد یا جوانے و این  
 وماء الحقائق وطینتها. وقد جاء أطف صُنْعًا. وأرق  
 خزانه معارف است و شہر آنها و آب حقیقتها است و تراب آنها و بطرز  
 نسجًا. وأكثر حکمًا. وأشرف لفظًا.  
 لطیف و بیافت باریک انجام پذیرفتہ است و دریں کتاب حکمتها بسیار  
 وأقلّ کلمًا. وأوفر معنی. وأجلی بیانًا. وأسنی  
 اند و الفاظ درکمال مرتبہ شرف و بزرگی افتادہ و کلمہ ہا کمتر اند و معنی بسیار و بیان  
 شأنًا. وما کتبتہ من حولی. وإنی ضعیف و کمثلی قولی.  
 شیریں و شان بلند من این کتاب را از طاقت خود ننوشتم چرا کہ من ضعیف امر  
 بل اللّٰه وألطفه اغلاق خزائنه. ومن  
 وقول من نیز ضعیف بلکہ خدا تعالیٰ و مہربانہائے او کلیدہائے خزائن این کتاب

عنده أسرار دفائنه. جمعت فيه أنواع المعارف ورتبت. اند از طرف او دینهای اسرار این کتاب است۔ و درین کتاب گوناگون معارف و صفّت شوارذ النکات و ألجمت. من عرفه عرف جمع کردم و آنها را ترتیب دادم و اسپان نکتہ ہا را صف بصف ایستادہ کردہ ام القرآن. ومن حسبہ کذباً فقد مان. فيه باکورة العرفان. و لگام دادم۔ ہر کہ این کتاب را شناخت قرآن را شناخت۔ و ہر کہ دروغ پنداشت و دقائق الفاتحة والفرقان. وفيه بلاد الأسرار و حصونها. این را او خود دروغ گفت۔ درین میوہ ہائے نور سیدہ از معرفت اند۔ و دقائق سورہ فاتحہ و سهل الحقائق و حزونہا. و عيون البصيرة و عيونہا. و فرقان درین موجود اند۔ و درین شہر ہائے راز ہا و قلعہ ہائے اسرار است و زمینہ نرم از و خیل البراہین و متونہا. و ذالک من برکات أم الكتاب. حقائق و زمینہ سخت از دقائق است و چشمہ ہائے بصیرت درین موجود اند و نیز و ما اطلعُ علیہا إلا بعد تفہیم ربّی التّواب. چشم ہائے آل و این از برکت ہائے امّ الكتاب است بہ تفہیم خدائے فإنہا سورة لا تطوی عرصتها بانضاء المراكب. و لا ما کہ تّواب است چرا کہ آل سورتے است کہ بلاغر کردن سوار بہا یبلغ نورہا نور الكواكب. و لَمَّا كان الظالمون میدان آل نتوان پیبود۔ و نور ستارہ ہا بنور او نہ تواند رسید و ہر گاہ کہ نسبونی إلى الهزيمة. أعوزنی فریتهم ہذہ ظالمان مرا سوئے شکست نسبت دادند این کذب صریح ایشان مرا سوئے

﴿۵۷﴾

إِلَى تَفْسِيرِ سُورَةِ الْفَاتِحَةِ. لِأَخْلَصَ نَفْسِي مِنَ النُّوَاجِدِ  
 اِس تفسیر محتاج کرد تا کہ خلاص دہم نفس خود را از دندان  
 وَالْأَنْيَابِ. فَإِنَّ صَوْلَ الْكَلَابِ أَهْوَنُ مِنْ صَوْلِ الْمَفْتَرِي  
 اوشاں چرا کہ حملہ سگان نرم تر است از حملہ مفتریان  
 الْكُذَّابِ. وَهَذَا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ لِيَكُونَ  
 وَكَاذِبَانَ وَ مِنْ اِس از فضل خدا و رحمت اوست تا کہ  
 آيَةُ لِلْمُؤْمِنِينَ. وَحَسْرَةٌ عَلَى الْمُنْكَرِينَ. وَحِجَّةٌ عَلَى  
 برائے مومنان نشانے شود و برمنکران حسرت گردد۔ و  
 كُلِّ خَصْمٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ. وَهَدًى لِلْمُتَّقِينَ.  
 حجت گردد بر ہر پیکارکنندہ تا روزِ قیامت و ہدایت شود برائے پرہیزگاراں  
 وَلِيَعْلَمَ النَّاسُ أَنَّ الْفُوزَ بِصَدَقِ الْمَقَالِ.  
 و تا کہ مردم بدانند کہ کامیابی براست گفتاری است نہ بہ لاف  
 لَا بِالتَّصَلَّفِ كَالْجِهَالِ. وَالتَّفْتَحُ بِطَهَارَةِ الْبَالِ. لَا بِعَدْرِ  
 زنی و فتح بہ پاکی دل است نہ بہ پلیدی سخنانے کہ  
 الْأَقْوَالِ. الَّتِي هِيَ كَالْأَبْوَالِ. وَصَلَاحُ الْحَالِ بِسَلَاحِ الْعِلْمِ  
 ہچو بولہا ہستند۔ و درستی حال باسلحہ علم و کمال ہست  
 وَالْكَمَالِ. لَا بِالْاِحْتِيَالِ وَالْاِحْتِيَالِ. فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ قَصَدُوا  
 نہ بہ حیلہ گری و ناز و تکبر۔ پس واویلا براں مردم است کہ  
 الْفَتْحَ بِالْمَكَائِدِ. وَرَصَدُوا مَوَاضِعَهَا كَالصَّائِدِ.  
 باکر ہا فتح را می خواہند و ہچو جوئیائے شکار در کمین می نشینند

وَإِنْ هُوَ إِلَّا مِنْ أَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ. وَيَنْصُرُ مَنْ  
تا بر موقع مکر و فریبها کند و فتح میسر نمی شود مگر بحکم احکم الحاکمین۔ او مدد می کند  
یشاء و يُكْفِلُ الصَّالِحِينَ. فَيَنْدَمِلُ جَرِيحَهُمْ.  
هر کرامے خواهد و متکفل نیکا می شود۔ پس هر که از ایشان خستگی دارد زخم او بفضل الہی  
و یستریح طلیحهم. و لا ترکد ریحهم. و لا تخمڈ  
مندل می گردد۔ و شتر در مانده شاں آرام می یابد و ہوائے شاں نمی ایستد و چراغ  
مصاییحهم. و منصوره یملأ من علم الفرقان و لسان  
شاں منطقی نمی گردد۔ و نصرت دادہ خدا پر کرده می شود از علم فرقان و زبان عرب  
العرب. کما یملأ الدلو إلى عقد الكرب. و إنه أنا و لا  
ہم چناں کہ پر کرده می شود دلو از آب تا برسنے کہ می بندند در میان ہر دو  
فخر. و إن دعائی یذیب الصخر. و إن یومی هذا یوم الفتح  
گوشہ دلو۔ و آن منصور منم و پیچ فخر نیست و دعائے من بگدازد سنگ را و این روز من  
و یوم الضیاء بعد اللیلة اللیلاء. الیوم خرس الذین  
روز فتح و بلندی است و روز نور بعد شبہائے تاریک۔ امروز بے زبان شدند  
کانوا یهدرون. و غلّت أیدیهم إلی یوم یبعثون.  
آنانکہ بیہودہ گوئیہا می کردند۔ و دستہائے شاں تا  
و کنتُ أطوف حول هذه الأوراق. کسائل یطوف  
بقیامت بستہ شد و بودم کہ مے گشتم گرد این اوراق  
فی السکک و الأسواق. فأرانی اللہ  
ہیچو سائلے کہ مے گردد گرد بازارہا و کوچہ ہا پس نمود مرا



مَا أَرَانِي. وَسَقَانِي مَا سَقَانِي. فَوَافَيْتُ دَرُوبَهَا كَمَا هَدَانِي.  
 خدا آنچه بنمود و نشانید مرا آنچه نشانید۔ پس در آدم براہ ہائے باریک  
 وَأُعْطِي لِي مَا سَأَلْتُ. وَفُتِحَ عَلَيَّ فَحَلَلْتُ. وَكُلُّ مَا رَقَمْتُ  
 سورہ فاتحہ ہم چنان کہ ہدایت کرد مرا خدا و دادہ شد م آنچه خواستم۔ و کشادند  
 فَهُوَ مِنْ أَنْفَاسِ الْعِلَامِ. لَا مِنْ أَفْرَاسِ الْأَقْلَامِ. فَمَا كَانَ لِي أَنْ  
 بر من پس در آدم و ہر چہ نوشتم دریں کتاب آن از جرعہ ہائے عالم الغیب است از  
 أَقُولُ إِنِّي أَعْلَمُ مِنْ غَيْرِي. أَوْ زَادَ مِنْهُمْ سِيرِي. وَلَا أَقُولُ أَنْ  
 اسپان قلمہائے من نیست۔ پس مرا سزاوار نبود کہ گویم کہ من از غیر خود دانا تر ام یا  
 رُوحِي التَّفَّ بِأَرْوَاحِ فَتِيَانِ كَانُوا مِنَ الْأَدْبَاءِ. أَوْ غَالَتْ  
 سیر من از و زیادہ تر است و نمی گویم کہ روح من ہاں جواناں پیوستہ است کہ از  
 نَفْسِي جَمِيعَ نَفَائِسِ الْإِنْشَاءِ. وَلَا أَدْعِي أُنِي أَنْتَهَيْتُ إِلَى  
 ادیبان بودند و نہ اینکہ نفس من ہمہ جنس نفیس انشاء را ربودہ است و نہ ایں دعویٰ  
 فَنَاءِ مَنْتَهَى الْأَدَبِ. أَوْ أَكَلْتُ كُلَّ بَاكُورَةٍ مِنَ الْمَعَانِي  
 می کنم کہ تا پیش خانہ انتہائی مرتبہ ادب رسیدہ ام و نہ اینکہ ہر میوہ نو رسیدہ معانی  
 النَّخْبِ. بَلْ دَعَوْتُ مُخَدَّرَاتِهِ فَوَافَيْتُنِي فَتِيَاتِهِ  
 برگزیدہ را خوردہ ام بلکہ پروگیان ادب را خواندہ بودم پس زنان جوان بلاغت  
 فِقْبَلِهِنَّ فَتَاهَ مَفْتَرَةَ شَفْتَاهَ مَتَهَلَّلًا مُحْيَاهَ.  
 نزد من آمد پس قبول کرد آں زنان را جوانے کہ کامل در فن ادب است و ہر دولب او  
 فَلَا تَسْتَطْعُونِي طَلَعِ أَدِيبِ. وَمَا أَنَا فِي بِلْدَةِ الْأَدَبِ إِلَّا  
 خنداں بودند و روئے اورش و درخشندہ بود پس از من خبر ادیبے پرسید و من در شہر ادب صرف ہچو

کغریب. وکل ماترون منی فهو من تأیید ربی. ومن  
 مسافرے ام۔ و ہرچہ از من ے بیند آل از تائید رب من است و  
 حضرة ألقى بها جرانی و حملت إليها ربی. وانه فی  
 ازال جناب است کہ درانجا پیش گردن خود انداختم و سوئے او حاجت خود  
 العقبی و هذه حبی. وانی مسیحه و حماری حمارة  
 برداشتم و او مرا در دنیا و دین محبوب است۔ و من مسیح او ہستم و خرمن سنگ  
 حفظه و لطفه قتی۔ و لولا فضل اللہ و رحمته لکان  
 حفاظت اوست کہ گردا گرد خانہ من است و لطف او پالان من است۔ و اگر  
 کلامی ککلم حاطب لیل. أو کغشاء سیل. وواللہ انی  
 فضل خدا و رحمت او نبودے کلام من ہیچو ہیچم چین شب بودے یا بہ خس و خاشاک  
 ما قدرت علی هذا بقریحة و قّادة. بل بفضل  
 کہ برسیل می باشد مشابہت داشتے و بخدا کہ من بریں کلام از طبیعت تیز خود قادر نشدم  
 من اللہ و سعادة. و ان هذه المخدرة ما سرفت عن  
 بلکہ ایں سعادت محض از فضل خداوندی است۔ و ایں پردہ نشین معانی از روئے خود  
 وجهها بیدی القصيرة. ولكن بفضل اللہ و عنایاتہ  
 پردہ بدست کوتاہ من نہ برداشتے است مگر عنایات کثیرہ خدا تعالیٰ ایں پروگیاں  
 الكثيرة. فانه رأى الإسلام کسقیم فی موماة.  
 معارف و دقائق را از نقاب برکشیدہ۔ چرا کہ او تعالیٰ اسلام را دید ہیچو بیمارے و  
 فیہ رمق حياة. ساقطاً علی صلات کقذائف  
 ناتوانے در بیابانے از حیات او بجز دے چند باتی نماندہ۔ و برسنگ افتادہ بود ہیچو خشک چو بہائے

﴿۶۱﴾

فلوات. وعلاه صغار. وعليه أطمار. فأدر كه  
صحرا۔ ذلت و حقارت بر رُوئے او دودیده و برو پار چہ کہنہ و فرسودہ و دریدہ۔ پس در عین وقت  
کبادراک عهاد. لسنة جماد. ورحض وجهه و  
ضرورت بر سر اور سید۔ و بر غمخواری او چنان شتافت کہ باران بہاری برائے غمخواری سال  
أزال و سبخ مئین. و صب عليه الماء المعین. فبعث  
خشک می شتابد و گرد از رُوئے او شست و چرک صدی ہا آب صافی دور کرد۔ و بندہ از  
عبدًا من عباده لإتمام الحجة. وأودع كلامه  
بندگان فرستاد۔ و معجزہ در کلام او ودیعت  
إعجازًا ليكون ظلًا للمعجزة النبوية. عليه أوف  
نہاد تا کہ آں کلام معجزہ نبویہ را بطور ظل باشد۔ براں نبی ہزار ہا درود  
الصلاة والتحية. ولا يمَسُّ منه منقصة شأن كلام  
و تحیة باد۔ و ازین معجزہ در کلام الہی ہیچ منقصت و کسر  
رب الكائنات. فإن الكرامات أظلال للمعجزات.  
شان لازم نمی آید چرا کہ کرامات ظل معجزات ہستند  
وكذلك دمر الله كل ما دبر العدا كالصائد. وهدم كل  
و ہم چنین تباہ و ویران کرد خدا تعالیٰ ہر چہ دشمنان  
ما بنوا من المكائد. وأبطل كل ما حققوا مكيدة. وأخر  
بتدبیر ہا قرار دادہ بودند و منہدم کرد ہر چہ از فریبہا ساختہ بودند و  
كل ما قدموا حربة. وعطل كل ما  
باطل کرد ہر فریبے را کہ ثابت و متحقق کردہ بودند و مؤخر کرد آں حربہ ہا را کہ پیش آورده

نصبوا حيلة. وهدم كل ما اشدوا بروجا مشيدة.  
بودند۔ و بیکار کرد هر حیلہ را کہ او شان نصب کرده بودند و ویران کرد و منهدم ساخت  
و اطفأ كل ما اوقدوا نارًا. وأغلق الدروب كلما  
آن برج ہا را کہ برافراشته بودند۔ و مُنطفی کرد ہر آتشے را کہ افروختہ بودند و در ہا  
أرادوا فرارًا. فما كان في وسعهم أن يارزوا  
بہ بست چون ارادہ گریختن داشتند۔ پس طاقتے او شان نہماند کہ ہچو بہادران  
كأبطال المضمار. أو يخرجوا من هذا السجن  
در میدان بیایند۔ یا بجزستن خندق ہا و دیوار ہا ازاں زندان  
بتسور الخنادق والأسوار. وما قدموا قدمًا إلا  
بیروں شوند۔ و ہچ قدمے پیش نہ کردند مگر بہ انواع  
رجعوا بأنواع النكال. حتى جاء وقت هذا التفسير  
عذاب پس پا کردہ شدند۔ تا ایں کہ وقت ایں تفسیر  
الذی هو آخر نبل من النبال. وإنّا کمّلناہ  
رسید کہ آخرین تیر از تیر ہا است۔ و ما کمال کردیم ایں  
بفضل اللہ ذی الجلال. وجاء أرسی و ارسخ من الجبال.  
را بفضل خدائے ذوالجلال۔ و آمد مضبوط تر و قوی تر از کوہ ہا  
و صار كحصن حصين بُني بالأحجار الثقال.  
و ہچو آل حصن حصین شد کہ از سنگہائے گراں طیار کردہ می شد  
وإنه بلغ حدّ الإعجاز من اللّٰه الفعّال. وإنه محفوظ  
و ایں تفسیر بمرتبہ اعجاز از خداتعالی رسیدہ است۔ و ایں نگاہ داشتہ

﴿۶۳﴾

مَن قَصَدَ الْعَدُوَّ الْمَدْحُورَ الضَّالَّ. وَانْتَصَفْنَا بِهِ مِنَ الْعِدَا  
 شده است از دشمنی رانده شده گمراه و ما انتقام گرفتیم از دشمنان  
 بعض الانتصاف. و کسرنا خیاماً ضربوها و قبایبا نصبوها  
 بدیں تفسیر اندکے از انتقام ہا۔ و شکستیم آن خیمہ ہا  
 فی المصاف. و کان هذا الأمر صعباً ولكن الله الان  
 را کہ زده بودند و آن پرده ہا را کہ از بہر جنگ نصب کردہ بودند  
 لی شدیداً. و أدنى إلى بعيداً. ونقل العدو من السعة  
 و این امر خیلے سخت بود مگر خدا تعالیٰ برائے من سخت را نرم  
 إلى المضائق. و أعمى أبصاره و صرف همته عن العلوم  
 ساخت و دور را قریب کرد و دشمن را در مشکل انداخت۔  
 و الحقائق. و ألقى الرعب في قلوبهم.  
 و چشم او را کور کرد و ہمت او را از علوم و حقایق بجانب دیگر بگردانید  
 و أخذهم بذنوبهم فنبذوا سلاحهم. و تركوا لقاحهم.  
 و در دل شان رعب انداخت و باعث گناہ شان از رسوائی ایشانرا نصیب داد۔  
 و أنفدوا و جاحهم. و قوؤوا قبابهم.  
 پس اسلحہ خود را انداختند و شتران خود را بگراشتند و آب اندک کہ می داشتند  
 و نشلوا جعابهم. و نفضوا جرابهم. و أروا من  
 آن ہم خرچ کردند۔ و خیمہ ہا را بکنند و ترکشہا را خالی نمودند و زنبیل زادرا بیفشاندند و  
 العجز أنيابهم. و أذن لهم أن يأتوا بجميع جنودهم  
 از عجز دندان خود و نمودند و او شانرا اجازت دادہ شد کہ بہم لشکر خود

مَن خیلها ورجلها و حفلها و جحفلها. و زمرها و قوافلها.  
 و سواران خود و پیادگان خود و جماعت خود و لشکر خود و گروه ہائے خود و قافلہ ہائے خود بیانند۔  
 فصاروا کمیت مقبور. أو زیت سراج احترق و ما بقى معه  
 پس ہچو آں مُردہ شدند کہ در قبر نہادہ می شود و ہچو آں روغن چراغے گشتند کہ ہمہ  
 من نور. و سگتتا من بارز من صغیرهم و کبیرهم. و أو کفنا  
 آں سوخت و چیزے نور بادے نماند و ما دہن ہر خورد و کلاں ایشاں بہ بستیم کہ  
 من نهق من حمیرهم. فما كانوا أن يتحركوا من المكان. أو  
 بمیدان بیروں آمد و برخہائے ایشاں کہ آواز مکروہ می برداشتند خرکین مضبوط کشیدیم پس نبود  
 یمیلوا من السنۃ إلى السنان. بل جربنا من شرخ الزمن إلى  
 طاقت شاں کہ از مقام خود حرکت کنند یا از غنودگی سوئے نیزہ بیانند۔ بلکہ ما  
 هذا الزمان. إن هؤلاء لا يستطيعون أن یسارزونافی  
 از ابتدائے زمانہ ایشاں را تجربہ کردہ ایم کہ ایں مردم  
 الميدان. و لیس فیہم إلا السب و الشتم قاعدین فی  
 طاقت مقابلہ ندارند۔ و در ایشاں طاقت بجز  
 الحجرات کالنسوان. یفرون من  
 دشنام دادن و سخت گفتن ہچو زنان نیست۔  
 کل مأزق. و یتراءى أطمارهم من تحت یلمق. ثم لا  
 از ہر حرب گاہ تنگ و خطرناک می گریزند و ظاہری شود پارچہ ہائے کہنہ شاں  
 یقرون و لا یتندمون. و لا یتقون اللہ  
 کہ زیر قبا می دارند۔ بعض نہ اقرار می کنند و نہ شرمندہ می شوند و نہ از خدا بترسند

﴿۶۵﴾

ولا يرجعون. فهذا التفسير عليه سهم من سهام.  
 و نہ از بیہودہ گونئی بازی آیند۔ پس ایں تفسیر برائے شان تیرے است از تیرہا  
 و کَلَّمْ بِكَلَامٍ. لَعَلَّهُمْ يَتَنَبَّهُونَ. وَإِلَى اللَّهِ يَتُوبُونَ.  
 و خستہ کردن است بکلام شاید متنبہ شوند و سوائے خدا میل کنند۔ و ما  
 وَإِنَّا شَرَطْنَا فِيهِ أَنْ لَا يَجَاوِزَ فَرِيقَ مَنْ سَبَعِينَ  
 دریں تفسیر شرط کردیم کہ کسے از ما ہر دو فریق در نوشتن تفسیر از ہفتاد روز تجاوز  
 يَوْمًا. وَمَنْ جَاوِزَ فَلَنْ يُقْبَلَ تَفْسِيرُهُ وَيَسْتَحِقُّ لَوْمًا.  
 نکند و ہر کہ تجاوز کند پس تفسیر او بمنصہ قبول نخواہد افتاد و مستحق ملامت خواہد شد۔ و  
 وَكَذَلِكَ مِنَ الشَّرَائِطِ أَنْ لَا يَكُونَ التَّفْسِيرُ أَقْلَ  
 ہم چنیں از شرائط یکے ایں است کہ تفسیر از چار جزو کم نباشد۔ و ایں  
 مِنْ أَرْبَعَةِ أَجْزَاءٍ. وَهَذِهِ شُرُوطٌ بَيْنِي وَبَيْنَ خَصْمِي  
 شرطہا در من و فریق ثانی برابر اند۔ و ما ازیں پیشتر  
 عَلِيٍّ سِوَاءٍ. وَقَدْ شَهَرْنَا هَا مِنْ قَبْلِ وَبَلَّغْنَا هَا إِلَى  
 مشہر کردیم ایں شرط ہا را و رسانیدیم آں اشتہارہا بعد  
 الْأَحْبَابِ وَالْأَعْدَاءِ. بَعْدَ الطَّبَعِ وَالْإِمْلَاءِ. وَالْآنَ نَشْرَعُ  
 طبع کردن سوائے دوستاں و دشمنان و انکوں ما شروع مے کنیم  
 فِي التَّفْسِيرِ بِعَوْنِ اللَّهِ النَّصِيرِ الْقَدِيرِ. وَرَتَبْنَا عَلَى  
 در تفسیر بہد خدائے نصیر و قدیر و مرتب کردیم ایں تفسیر را  
 أَبْوَابَ لَثَلَا يَشَقُّ عَلَى طُلَّابٍ. وَمَعَ ذَلِكَ سَلَكْنَا مَسْلَكَ  
 برچند باب تا گراں نیاید بر طلبا و باوجود ایں رتیم بر مسلک اعتدال

الوسط ليس بإيجاز مُخلّ. ولا إطنابٌ مُملّ. وإنه له  
 نہ چنان اختصار است کہ بمضمون مخل آید و نہ چندان اطناب است کہ ملال افزاید۔ و  
 عن هذا العاجز كالعجزة. وأخرج من رحم القدر برحم  
 ایں رسالہ از طرف ایں عاجز برائے مہر علی بطور فرزند آخرین است۔ و از رحم قضاء و  
 من اللہ ذی العزّة. فی أيام الصیام و لیالی الرحمة.  
 قدر برحمت الہی بیرون کردہ شدہ۔ و ایں کتاب در ماہ رمضان  
 وسمّیتہ ”إعجاز المسیح فی نمق التفسیر الفصیح“.  
 و شبہائے نزول رحمت پیرایہ تالیف یافتہ و نام ایں کتاب است اعجاز المسیح  
 وانی أریئت مبشرةً فی لیلة الثلاثاء. إذ دعوتُ  
 فی نمق التفسیر الفصیح۔ و من در شب سہ شنبہ خوابے دیدہ بودم  
 اللہ أن يجعله معجزة للعلماء. و دعوتُ أن  
 بوقتے کہ ایں دعا کردم کہ یا الہی ایں کتاب را بطور معجزہ بگرداں و  
 لا یقدر علی مثله أحدٌ من الأدباء. ولا یعطى لهم  
 دعا کردم کہ بر مثل ایں کسے از ادیبان قادر نشود و ہیچکس را  
 قدرة علی الإنشاء. فأجیب دعائی فی تلك اللیلة  
 توفیق ایں کار میسر نہ آید۔ پس در اں شب مبارک دعائے من  
 المبارکة من حضرة الکبریاء. و بشرنی ربی  
 بمرتبہ قبول رسید و خدائے من مرا بشارت داد کہ از آسمان  
 وقال ”منعه مانع من السماء“ ففهمت  
 منع کردہ شد کہ کسے نظیر ایں کتاب بنویسد۔ و ازیں بشارت فہمیدم



﴿۶۷﴾

أَنَّهُ يَشِيرُ إِلَىٰ أَنْ الْعَدَالَةَ لَا يَقْدِرُونَ عَلَيْهِ. وَ  
 كَمَا أَنَّ خُذَّاءَ فِي الْهَامِ هِيَ الْإِشَارَةُ بِأَنَّ الْإِشَارَةَ لَا يَقْدِرُونَ عَلَيْهَا. وَ  
 لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَا كَصِفَتِهِ. وَكَانَتْ هَذِهِ الْبَشَارَةُ  
 مِثْلَ آيَاتِهِ الَّتِي آوَدَتْ فِيهَا بَلَاغَتُهُ فِي حَقِّقِ سُورَةِ فَاتِحَةٍ وَ هِيَ الْبَشَارَةُ فِي عَشْرِ  
 مِنَ اللَّهِ الْمَنَّانِ. فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.  
 آخِرِي مِنْ رَمَضَانَ بَدَأَ أَنْ يَنْزِلَ الْقُرْآنَ فِيهِ الْقُرْآنَ. ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ كُتِبَ  
 بَارِعًا فِي هَذِهِ الْتَفْسِيرِ نُوِّسَتْ بِهَذَا خُذَّاءَ الْقَادِرِ  
 فِيهِ هَذَا التَّفْسِيرِ. بِعَوْنِ اللَّهِ الْقَدِيرِ. رَبِّ اجْعَلْ أَفْعَدَةً مِنْ  
 آيَاتِهِ لِيُحْيِيَ بِهَا رُوحَ الْإِنْسَانِ وَ يَكُونَ مِنْهَا كِتَابٌ  
 لِلنَّاسِ تَهْوَىٰ إِلَيْهِ. وَاجْعَلْهُ كِتَابًا مُبَارَكًا وَ أَنْزِلْ  
 بَرَكَاتٍ بَرَكَاتٍ. وَ مِنْ بَرَكَاتِهِ الْبَرَكَاتُ  
 بَرَكَاتٍ مِنْ لَدُنْكَ عَلَيْهِ. فَإِنَّا تَوَكَّلْنَا عَلَيْكَ. فَانصِرْنَا  
 نَازِلِ كُنْ زَيْرًا كَمَا بِرِ تَوَكَّلْنَا بِرِ كَرِيمًا.  
 مِنْ عِنْدِكَ وَ أَيَّدْنَا بِبَيْدِكَ. وَ كَفَّلْنَا أَمْرَنَا كَمَا  
 مَدَدْنَا مِنْ جَانِبِ خُذَّاءَ كُنْ وَ بِرِ دُورِ تَوَكَّلْنَا بِمَا بَشَرًا وَ مَتَكَلَّفْنَا  
 كَفَّلْنَا السَّابِقِينَ مِنَ الصَّالِحِينَ. وَ اسْتَجِبْ هَذِهِ  
 أَمْرًا مَا شَوْ هُمْ چنانکه متکفل امر گزشتگان از نکوکاران بوده۔ و این همه  
 الدَّعَوَاتِ كُلِّهَا وَ إِنَّا جُنَّاكَ مَتَضَرِّعِينَ.  
 دَعَائِي مَا قَبُولِ فَرْمَا وَ مَا بِحَالَتِ تَضَرِّعِي تَوَكَّلْنَا بِرِ كَرِيمًا۔

فَكُنْ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ آمِينَ.  
پس ما را باش چه در دنیا و چه در آخرت۔ آمین۔

## الباب الأول

### باب اول

فی ذکر أسماء هذه السورة وما يتعلق بها

در نامہائے این سورتہ و دیگر متعلقات

اعلم أن هذه السورة لها أسماء كثيرة. فأولها

بداں کہ این سورتہ را نام ہا بسیار اند۔ پس اول

فاتحة الكتاب. وسميت بذلك لأنه يفتح بها

آنها فاتحۃ الكتاب است و این نام برائے این نہادہ شد کہ در

فی المصحف و فی الصلاة و فی مواضع الدعاء

قرآن و در نماز و در وقتہائے از خداتعالی ابتدا بدیں

من رب الأرباب. وعندی أنها سُميت بها لما

مے کند۔ و نزدیک من اصل حقیقت این است

جعلها الله حكماً للقرآن. ومُلِعَ فيها ما كان فيه

کہ این سورتہ ازیں وجہ فاتحہ میگویند کہ او تعالیم قرآن را حکم است

من أخبار ومعارف من الله المنان. وإنها

و پُر کرده شد درو ہمہ آنچه در قرآن بود از اخبار و معارف

﴿۶۹﴾

جَامِعَةٌ لِكُلِّ مَا يَحْتَاجُ الْإِنْسَانَ إِلَيْهِ فِي

واین سوره جامعہ است آل ہمہ چیزها را کہ انسان از بہر معرفت مبدء

معرفة المبدء والمعاد كمثل الاستدلال على

ومعاد محتاج آنها است۔ ہیچو استدلال بر وجود صانع و

وجود الصانع و ضرورة النبوة و الخلافة في

ضرورت نبوة و خلافت در بندگان۔ و از بزرگ تر خبرها

العباد. ومن أعظم الأخبار وأكبرها أنها تبشر

این است کہ این سوره بشارت می دهد بزمانہ مسیح موعود

بزمان المسيح الموعود وأيام المهدي المعهود.

و روزہائے مهدی معهود و ما در مقام خود این را

وسنذكره في مقامه بتوفيق الله الودود.

ذکر خواهیم کرد بتوفیق خدائے ودود۔ و از جمله اخبار فاتحہ این است کہ

ومن أخبارها أنها تبشر بعمر الدنيا الدنية.

او عمر دنیا بیان می فرماید و عنقریب از خداتعالی قوت یافته

وسنكتبه بقوة من الحضرة الأحديّة. وهذه هي

آل را خواهیم نوشت و این ہماں فاتحہ است کہ ازو خبر دادہ

الفاتحة التي أخبر بها نبي من الأنبياء. وقال رأيتُ ملكا

است پیغمبرے از پیغمبران۔ و گفت کہ من فرشتہ را دیدم کہ

قويًا نازلًا من السماء. وفي يده الفاتحة على صورة

قوی بود و از آسمان فرود آمدہ بود و در دست او سوره

﴿۷۰﴾

الكتاب الصغير. فوق رجله اليمنى على البحر  
فاتح است بر شکل کتابے خورد۔ پس آں فرشتہ پائے بر دریا  
واليسرى على البر بحكم الرب القدير. وصرخ  
نهاد و پائے دیگر بر زمین بحکم رب قدیر و آواز  
بصوت عظیم كما يزار الضرغام. وظهرت الرعود  
بلند فریاد کرد ہم چنان کہ شیر می غرزد۔ و آواز او هفت رعد  
السبعة بصوته وكلُّ منها وجد فيه الكلام. وقيل اختم  
پیدا شد و دران ہمہ کلامے محسوس بود۔  
على ما تكلمت به الرعود. ولا تكتب كذا لك  
و گفته شد کہ این کلمات رعد ہا را سر بہر کن و منویس  
قال الرب الودود. والملك النازل أقسم بالحيّ  
ہم چنین حکم رب وودود است۔ و فرشتہ نازل شونده قسم  
الذى أضاء نوره وجه البحار والبلدان. أن لا  
بآں خدائے زندہ یاد کرد کہ دریا ہا و آبادی ہا را نور بخشیدہ است۔  
يكون زمانٌ بعد ذلك الزمان بهذا الشأن.  
کہ بعد این زمانہ مسیح موعود ہیچ زمانہ بدیں شان و مرتبہ نخواہد  
وقد اتفق المفسرون أن هذا الخبر يتعلق  
آمد و مفسراں اتفاق کردہ اند کہ این خبر در  
بزمان المسيح الموعود الربّانى. فقد جاء  
حق مسیح موعود ربانى است۔ پس زمانہ مسیح موعود

﴿۷۱﴾

الزّمان وظهّرت الأصوات السبعة من السبع المثاني. آمد و ہفت آواز از سوره فاتحہ کہ ہفت آیت است ظاہر شد و هذا الزمان للخير والرشد كآخر الأزمنة. ولا يأتي زمان و این زمانہ برائے خیر و رشد آخری زمانہ است۔ و بعد زیں ہیچ زمانہ بعدہ کمثلہ فی الفضل والمرتبة. و إنّ اذا ودّعنا الدنيا فلا در فضل و مرتبہ بدیں زمانہ نتواند رسید۔ و ما چوں پدرود کردیم دنیا را پس مسیح بعدنا إلى يوم القيامة. ولا ينزل أحدٌ من السماء ولا بعد ما ہیچ مسیحی تا قیامت نخواستہ آمد و نہ کسے از آسمان نازل خواہد شد و نہ يخرج رأس من المغارة. إلا ما سبق من ربي قولٌ في از غار بیرون خواہد آمد۔ مگر آنچه دربارہ اولاد من خدائے من گفت الذريّة.☆ و إنّ هذا هو الحق وقد نزل من كان نازلا من و این راست است و فرود آمد آنکہ فرود آئندہ بود۔ الحضرة. وتشهد عليه السماء والأرض ولكنكم لا و آسمان و زمین بریں گواہی می دہند لکن شما بریں تطلعون على هذه الشهادة. وستذكرونني بعد الوقت گواہی اطلاع نمی دارید و عنقریب بعد از وقت مرا یاد خواہید کرد والسعيد من أدرك الوقت وما أضعاه بالغفلة. و سعادت مند کسے است کہ وقت را دریافت و بغفلت ضائع نکرد

☆ إليه إشارة في قوله عليه السلام يتزوج ويولد له. منه

الحاشية

اسی کی طرف اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔ منہ

ثم نرجع إلى كلمنا الأولى. فاسمعوا مني يا أولى النهي. باز سوئے کلمہ اول خود رجوع می کنیم۔ پس بشنوید اے دانشمندان! کہ

إن للفاتحة أسماء أخرى. منها سورة الحمد بما افتتح برائے سورہ فاتحہ دیگر نامہا نیز ہستند از انجملہ سورۃ الحمد است چرا کہ

بحمد ربنا الأعلى. ومنها أم القرآن بما جمعت مطالبہ ابتدائے آل سورۃ بجم است۔ و ازاں جملہ نام او ام القرآن است چرا کہ

كلها بأحسن البيان. وتأبقت كصدفٍ دررَ الفرقان. تمام مطالب قرآن را جمع کردہ است و ہمجو صدف در بغل گرفت

وصارت كعُشٍّ لطير العرفان. فإن القرآن دُرّ ہائے فرقان را و ہمجو آشیانہ شد برائے پرنده ہائے معرفت چرا کہ قرآن

جمع علوماً أربعة في الهدايا. علم المبدء وعلم المعاد در ہدایت ہائے خود چار علم را جمع کردہ است۔ علم مبدء و

وعلم النبوة وعلم توحيد الذات والصفات. ولا شك أن علم معاد و علم نبوت و علم توحيد ذات و صفات

هذه الأربعة موجودة في الفاتحة. وموودة في صدور و ہیچ شک نیست کہ این ہر چہار علم در سورہ فاتحہ موجود اند۔ و

أكثر علماء الأمة. يقرءونها وهي لا تجاوز زندہ بگور اند در سینہ ہائے اکثر علماء امت۔ می خوانند سورہ فاتحہ را

من الحناجر. لا يفجرون أنهارها السبعة بل وآل از حنجر ہائے او شان بزرینمی رود۔ و نہر ہائے او را کہ ہفت اند نمی شگافند

﴿۷۳﴾

یَعِيشُونَ كَالْفَاجِرِ. وَمِنَ الْمُمْكِنِ أَنْ يَكُونَ تَسْمِيَةً  
 بلکہ ہجو فاجرے زندگی می کند و ممکن است کہ اس سورۃ را  
 هذه السورة بأَمِّ الكتاب نظراً إلى غاية التعليم  
 اُمّ الكتاب نام نہادن بدیں خیال باشد کہ جامع تعلیمات  
 فی هذا الباب. فَإِنَّ سَلُوكَ السَّالِكِينَ لَا يَتِمُّ  
 ضروریہ است۔ چرا کہ سلوک ساکان تمام نمی شود مگر بعد  
 إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَسْتَوْلِيَ عَلَى قُلُوبِهِمْ عِزَّةَ الرَّبُوبِيَّةِ  
 اینکہ عزت ربوبیت و ذلت عبودیت بر ایشان غالب  
 وَذَلَّةَ الْعَبُودِيَّةِ. وَلَنْ تَجِدَ مَرشِدًا فِي هَذَا الْأَمْرِ  
 شود۔ و دریں امر ہیچ مرشد ہجو سورہ فاتحہ  
 كهذه السورة من الحضرة الأحذية. أَلَا تَرَى كَيْفَ  
 نہ خواہی یافت۔ آیا نہ می بینی کہ چگونہ ظاہر  
 أَظْهَرَ عِزَّةَ اللَّهِ وَعَظَمَتَهُ بِقَوْلِهِ ”أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“<sup>۱</sup>  
 کرد عزت و عظمت خدا تعالیٰ را بقول او کہ الحمد لله  
 إِلَى ”مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ“<sup>۲</sup>۔ ثُمَّ أَظْهَرَ ذَلَّةَ الْعَبْدِ وَهُوَ أَنَّهُ  
 رب العالمین تا مالک یوم الدین۔ بعد از آن بقول او کہ ایاک  
 وَضَعْفَهُ بِقَوْلِهِ ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“<sup>۳</sup>  
 نعبد و ایاک نستعین ذلت و ضعف بندہ را بیان فرمود۔  
 وَمِنَ الْمُمْكِنِ أَنْ يَكُونَ تَسْمِيَةً هَذِهِ السُّورَةِ بِهِ نَظْرًا  
 و اس ہم ممکن است کہ نام اس سورۃ اُمّ الكتاب باعتبار

﴿۷۴﴾

إلى ضرورات الفطرة الإنسانية. وإشارة إلى  
 ضرورة هائى فطرت انسانی داشته باشد و اشاره باشد  
 ما تقتضى الطبائع بالكسب أو الجواذب  
 سوى آن امور که طبیعت انسانی می خواهد بکسب یا بجزبه الهی  
 الإلهية. فإن الإنسان يُحبّ لتكميل نفسه أن  
 چرا که انسان برائے تکمیل نفس خود می خواهد که او را  
 يحصل له علم ذات الله وصفاته وأفعاله.  
 علم ذات باری عزّ اسمه و علم صفات و افعال او حاصل گردد و  
 ويُحبّ أن يحصل له علم مرضاته بوسيلة  
 دوست میدارد که حاصل شود علم رضامندی هائى او بذریعہ احکام او  
 أحكامه التي تنكشف حقيقتها بأقواله. وكذلك  
 که کاشف حقیقت آنها اقوال او هستند و هم چنین تقاضا می کند  
 تقتضى روحانيته أن تأخذ بيده العناية  
 روحانیت او که عنایت ربّانی دست او بگیرد و  
 الربّانية. ويحصل بإعانتة صفاء الباطن والأنوار  
 بمدد او صفاء باطن و انوار و مکاشفات الهی  
 والمكاشفات الإلهية. وهذه السورة الكريمة مشتملة  
 حاصل شوند و این سوره کریمه بریں مطالب مشتمل است  
 على هذه المطالب. بل وقعت بحسن بيانها و قوة  
 بلکه بوجه حسن بیان و قوت تقریر خود سوى



﴿۷۵﴾

تبیانها كالجالب. ومن أسماء هذه السورة  
 این مطالب می کشد۔ و از جمله نامهای این سوره سبع  
 ”السبع المثانی“۔ و سبب التسمیة أنها مُثنی نصفها  
 مثانی است و سبب تسمیه این است که این سوره ثنی  
 ثناء العبد للرب و نصفها عطاء الرب للعبد  
 است نیمه آن تعریف است از بنده مر رب خود را  
 الفانی. و قیل أنها سُمیت المثانی بما أنها مُستثناة  
 و نصف آن عطاء رب است مر بنده فانی را۔ و گفته شد که نام این  
 من سائر الكتب الإلهية. ولا يوجد مثلها في التوراة  
 سوره برائے این مثانی نهاده اند که این سوره از تمام کتب الهیه مستثنی است و  
 ولا في الإنجيل ولا في الصحف النبوية. و قیل أنها  
 مثل این نه در توریت و نه در انجیل و نه در قرآن است۔ و گفته شد  
 سُمیت مثانی لأنها سبع آيات من الله الكريم.  
 که ازین وجه نام او سبع مثانی است که آن هفت آیت اند از خدا  
 وتعديل قراءات كل آية منها قراءة سُبْعٍ من القرآن العظيم.  
 تعالی و هر یک از آیت برابر است هفتم حصه قرآن را و گفته  
 و قیل سُمیت سبعا إشارة إلى الأبواب السبعة  
 اند که ازین وجه نام او سبع مثانی نهاده شد که آن اشاره سوائے  
 من النيران. ولكل منها جزء مقسوم يدفع  
 هفت دروازه دوزخ است و برائے هر دروازه دوزخ از سوره جز مقسوم

شُواظِهَا يَأْذِنُ اللَّهُ الرَّحْمَانُ. فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَمُرَّ سَالِمًا مِنْ سَبْعِ  
 اِسْتِ كِه شَعْلِه آں رَا دُورِ مِ كِنْدِ۔ پِس ہر كِه مِ خَوَابِد كِه اِز  
 اَبْوَابِ السَّعِيرِ. فَعَلِيْهِ اَنْ يَدْخُلَ هَذِهِ السَّبْعِ وَيَسْتَأْنِسَ بِهَا  
 دُوْرُخِ بَسْلَامَتِ بَرُوْدِ۔ پِس بَرُو لَازِمِ اِسْتِ كِه دَرِ اَبْوَابِ اِيْنِ  
 وَيَطْلُبُ الصَّبْرَ عَلِيْهَا مِنْ اَللّٰهِ الْقَدِيْرِ. وَكُلِّ مَا يُدْخِلُ فِيْ جَهَنَّمَ  
 هَفْتِ اَيِّهِ دَرِ اَيِّدِ وَ بَانْهَ اَنْسِ وَ اِزِ خُدَا صَبْرِ بِنْخَوَابِدِ وَ هَرِ آں  
 مِنْ اَلْاٰخِلَاقِ وَ اَلْاَعْمَالِ وَ الْعَقَائِدِ. فَهِيَ سَبْعُ مَوْبِقَاتٍ مِنْ حَيْثُ  
 اِمُوْرُ كِه دَاخِلِ جَهَنَّمَ مِ كِنْدِ آں اِزِ رُوْءِ اِصُوْلِ هَفْتِ اِنْدِ وَ  
 اَلْاَصُوْلِ. وَ هَذِهِ سَبْعُ لِدْفَعِ هَذِهِ الشَّدَائِدِ. وَ لَهَا اَسْمَاءُ اٰخَرٰى  
 اِيْنِ اَيِّتْهَ اِهْمِ هَفْتِ اِنْدِ بَرَاْءِ دَفْعِ اِيْنِ شَّدَائِدِ۔ وَ بَرَاْءِ  
 فِيْ اَلْاٰخْبَارِ. وَ كِفَاكِ هَذَا فَاِنَّهٗ خَزِيْنَةُ الْاَسْرَارِ. وَ مَعَ ذٰلِكَ  
 اِيْنِ سُوْرَةِ نَامِ هَآءِ دِيْگَرِ نِيْزِ هَسْتِنْدِ نَذُوْرِ دَرِ اِحَادِيْثِ۔ مَگَرِ تَرَا هِمِيْنِ قَدْرِ  
 حَصْرِ هَذَا التَّعْدَادِ. اِشْرَاةٌ اِلَى سِنُوَاتِ الْمَبْدِءِ وَ الْمَعَادِ. اَعْنٰى  
 كَافِيْ اِسْتِ كِه آں خَزَانِهٖ رَا زِهَآ اِسْتِ۔ مُمْكِنِ اِسْتِ كِه تَعْدَادِ اَيِّتْهَ اِشْرَاةٌ بَاشْدِ سُوْءِ تَارِيْخِ  
 اَنْ اَيَّاتِهَا السَّبْعِ اِيْمَاءٌ اِلَى عَمْرِ الدُّنْيَا فَاِنَّهَا سَبْعَةُ اَلْفِ. وَ لِكُلِّ  
 مَبْدِءِ وَ مَعَادِ۔ وَ نَزْدِ مِنْ هَفْتِ اَيِّتِ سُوْرَةِ فَاتِحَةِ اِشْرَاةٌ اِسْتِ سُوْءِ هَفْتِ هَزَارِ سَالِ  
 مِنْهَا دَلَالَةٌ عَلٰى كَيْفِيَّةِ اِيْلَافِ. وَ اَلْاَلْفِ الْاٰخِرِ فِي الضَّلَالِ  
 عَمْرِ دُنْيَا۔ وَ هَرِيْكَ رَا اِزِ اَيَّاتِ سُوْرَةِ فَاتِحَةِ دَلَالَتِ اِسْتِ بَرِ كَيْفِيَّتِ هَزَارِ تَمَامِ كَرْدَنِ وَ هَزَارِ  
 كَبِيْرِ. وَ كَانِ هَذَا الْمَقَامُ يَقْتَضِيْ هَذَا الْاِعْلَامُ كَمَا كَفَلْتِ الذِّكْرُ  
 اٰخَرِيْ دَرِ ضَلَالَتِ كَبِيْرِهِ اِسْتِ وَ اِيْنِ مَقَامِ بِيَانِ اِيْنِ مَدْتِ رَا مِ خَوَابِتِ چِرَا كِه سُوْرَةُ فَاتِحَةِ مُتَكْفَلِ

﴿۷۷﴾

إلى معاد من ائتلاف. وحاصل الكلام أن الفاتحة حصن  
 ذكر مبدء و معاد شده است۔ و حاصل كلام این است که سوره فاتحه  
 حصین. و نور مبین. و معلّم و معین. و اینها یحصن أحكام  
 حصن حصین و نور مبین و معلّم و معین۔ و او  
 القرآن من الزيادة والنقصان. کتحصین الثغور بامرار  
 نگه می دارد احکام قرآن را از زیادت و نقصان بپنجو  
 الأمور. و مثلها کمثل ناقة تحمل کل ما تُحتاج إليه.  
 نگهداشتن سرحد ها باحسن انتظام۔ و سوره فاتحه بپنجو شتر ماده است که  
 و توصل إلى ديار الحبّ من ركب عليه. و قد حُمِلَ عليها  
 تمام ما یحتاج بر خود برداشته است و آنرا که برو سوار است سوائے ديار  
 من کل نوع الأزواد و النفقات. و الثياب و الكسوات. أو  
 دوست می برد و هر قسم زاد و نفقه و پارچات و کسوت ها برو  
 مثلها کمثل برکة صغیر. فیها ماء غزیر. کأنها مجمع  
 محمول است۔ یا مثال او بپنجو حوضے خورد است و آب  
 بحار. أو مجرى قلهذم زخار. وانی  
 بسیار است گویا آن مجمع دریا هاست یا گذرگاه دریائے بزرگ است  
 أرى أن فوائد هذه السورة الكريمة و نفاستها لا  
 و من ینم فائده هائے این سوره و خوبی هائے آن بی شمار است  
 تُعدّولا تُحصی. و لیس فی وُسع الإنسان  
 و در طاقت انسان نیست که آن را شمار کند۔ اگرچه

﴿۷۸﴾ **آن یحییها وإن أنفد عمرًا فی هذا الهوی.**

دریں تمنا عمرے خرچ کند۔

**وإن أهل الغیّ والشقاوة. ما قدروها حق قدرها**

بہ تحقیق اہل گمراہی و بدبختی نشاخشند حق شناخت او

**من الجهل والغباوة. وقرأوها فمارأوا طلاوتها**

از جہل و غباوت۔ وخوانند او را مگر خوبی و خوبصورتی او را

**مع تکرار التلاوة. وإنها سورة قوى الصّول على**

باوجود کثرت تلاوت ☆ و آن سورتے است قوی الحمله بر

**الكفرة. سریع الأثر على الأفئدة السليمة. ومن**

منکران۔ و جلد اثر کنندہ بردہائے سلیم۔ و ہر کہ

**تأملها تأمل المنتقد. ودانها بفکر منیر**

درو نگریست ہیچو نگریستن سرہ کنندہ و نزدیک شد او را تفکر روشن

**كالمصباح المتقد. ألفاها نور الأبصار.**

ہیچو چراغ روشن کردہ۔ خواهد یافت او را نور چشم ہا

**ومفتاح الأسرار. وإنه الحق بلا ریب. ولا**

و کلید راز ہا۔ وہیں حق است بلا ریب و بغیر

**رجم بالغیب. وإن كنت فی شكّ فقم وجرّب**

سخن گفتن بگمان۔ و اگر تو در شک ہستی پس برخیز و آزمائش کن

**واترك اللغوب والأین. ولا تسأل عن كيف**

و ماندگی و سستی را بگذار و از چگونہ و کجا سوال

﴿۷۹﴾

وَأَمِنَ. وَمِنْ عَجَائِبِ هَذِهِ السُّورَةِ أَنَّهَا عَرَّفَ اللَّهُ  
مَنْ - و از عجائب این سوره یکے این است کہ آں تعریف  
بتعریف لیس فی وُسْعِ بَشَرٍ أَنْ یزید علیہ. فندعو  
اللہ جلّ شانہ نہ انساں کردہ است کہ زیادت براں ممکن نیست۔  
اللّٰه أن یفتح بیننا و بین قومنا بالفاتحة. وَاِنَّا  
پس ما از خدا می خواهیم کہ در میان ما و قوم ما بفاتحه فیصلہ بکند و  
تو کلنا علیہ. آمین یا رب العالمین.  
ما بر او توکل کردیم۔ آمین اے پروردگار عالمیان۔

## الباب الثاني

باب دوم

فی شرح ما یقال عند تلاوة الفاتحة والقرآن العظیم

أعنى أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

در شرح کلمہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

اعلم یا طالب العرفان. أنه من أحلّ نفسه محلّ تلاوة الفاتحة  
بدان اے طالب معرفت ہر کہ نفس خود را در محلّ خواندن فاتحہ و فرقان در آرد۔  
والفرقان. فعليه أن يستعيد من الشيطان. كما جاء في القرآن.  
پس برو لازم است کہ اعوذ باللہ من الشیطان بگوید چنانکہ در قرآن آمدہ است۔  
فإن الشيطان قد يدخل حمى الحضرة كالسارقين. و  
چرا کہ شیطان گاہے داخل می شود در مرغزار حضرت عزت بچھو دزدان۔ و

يَدْخُلُ الْحَرَمَ الْعَاصِمَ لِلْمَعْصُومِينَ. فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ  
 در آں حرم داخل می شود که مخصوص بمعصومان است۔ پس اراده کرد اللہ تعالیٰ  
 يُنَجِّي عِبَادَهُ مِنْ صَوْلِ الْخَنَاسِ. عِنْدَ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ  
 کہ نجات دہندگان خود را از شیطان چوں فاتحہ و قرآن  
 وَ كَلَامِ رَبِّ النَّاسِ. وَيُدْفَعُهُ بِحَرْبَةٍ مِنْهُ وَيَضَعُ الْفَاسَ  
 بخوانند۔ و بحربہ خود شیطان را دفع کند و بر سر  
 فِي الرَّاسِ. وَيُخَلِّصُ الْغَافِلِينَ مِنَ النَّعَاسِ. فَعَلَّمَ كَلِمَةَ  
 او تبر نہد و غافلان را از غفلت نجات دہد۔  
 مِنْهُ لَطَرْدِ الشَّيْطَانِ الْمَدْحُورِ إِلَى يَوْمِ النَّشُورِ. وَ  
 پس مردم را یک کلمہ از طرف خود برائے راندن شیطان آموخت و  
 كَانَ سِرًّا هَذَا الْأَمْرَ الْمَسْتُورَ. أَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ  
 تا قیامت ہمیں تدبیر راندن شیطان است و راز این امر پوشیدہ این است  
 عَادَى الْإِنْسَانَ مِنَ الدَّهْوَرِ. وَكَانَ يُرِيدُ إِهْلَاكَه  
 کہ شیطان از قدیم دشمن انسان است و او می خواست کہ بطور پوشیدہ  
 مِنْ طَرِيقِ الْإِخْفَاءِ وَالْدُمُورِ. وَكَانَ أَحَبَّ  
 بہجو شخصے کہ ناگہ بے اجازت می آید انسان را ہلاک کند۔ و برائے  
 الْأَشْيَاءِ إِلَيْهِ تَدْمِيرِ الْإِنْسَانَ. وَلِذَلِكَ الزَّمَّ نَفْسَهُ  
 ہمیں بر نفس خود لازم گرفتہ است کہ بر ہر امرے  
 أَنْ تُصْغَى إِلَى كُلِّ أَمْرٍ يَنْزِلُ مِنَ الرَّحْمَنِ. لِدَعْوَةِ النَّاسِ  
 گوش دارد کہ از خدا تعالیٰ برائے دعوت مردم

﴿ ۸۱ ﴾

إِلَى الْجَنَانِ. وَيَبْذُلُ جَهْدَهُ لِلْإِضْلَالِ وَالْإِفْتِنَانِ. فَقَدَّرَ اللَّهُ لَهُ سَوَاءَ بَهْشْتِ نَازِلٍ مِى شُودِ. وَكُوشِشِ خُودِ اَزِ بَهِرِ گَمرَهِ كَرْدَنِ خَرِجِ مِیْکَنْدِ۔

الخبيبة والقوارع ببعث الأنبياء . وما قتله بل أنظره إلى يومٍ پس مقدر کرد برائے او خدا تعالیٰ نو میدی و سختی ها را از بعث انبیاء و تُبعث فيه الموتى بإذن الله ذى العزة والعلاء . وبشر بقتله مهلت داد او را تا آن روز که مردگان برخیزند و

فى قوله الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. فتلك هى الكلمة التى تُقرأ خبر داد از قتل او به قول خود که شیطان مقتول است یعنی قتل قبل قوله : بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . وهذا الرجيم هو خواهد شد۔ پس این هماں کلمه است که قبل بسم الله الرحمن الرحيم می خوانند

الذى ورد فيه الوعيد. أعنى الدجال الذى يقتله المسيح واین رجم آسمان است که در حق او وعید وارد است۔ یعنی آن دجال المبيد. والرجم القتل كما صُرح به فى كتب اللسان که بر دست مسیح هلاک کننده قتل خواهد شد۔ ولفظ رجم بمعنی قتل است چنانچه العربية. فالرجيم هو الدجال الذى يُغال فى زمان در کتابهای لغت عربی تصریح آن موجود است۔ پس رجم هماں گمراه کننده من الأزمنة الآتية. وعد من الله الذى يخول است که در آینده زمانه قتل خواهد شد۔ این وعده خداست که ننگه على أهله ولا تبديل للكلم الإلهية. فهذه بشارة میدارد اهل خود را و در کلمات الهیه تبدیلی ممکن نیست۔ پس این از

للمسلمين من الله الرحيم. وإيماءً إلى أنه يُقتل الدجال  
 خدائے رحیم برائے مسلماناں بشارتے است۔ و اشارتے است سوئے این امر  
 فی وقتِ کما هو المفهوم من لفظ الرحيم.  
 کہ اودجال را خواہد کشت چنانچہ از لفظ رحیم فہمیدہ می شود۔

### ☆ اشعار

وَمَعْنَى الرَّجْمِ فِي هَذَا الْمَقَامِ	و معنی رجم دریں مقام
وَضْرَبٌ يَخْتَلِي أَصْلَ الْخِصَامِ	و زدن است کہ ببرد تیغ خصومت را
تَرَى الْإِسْلَامَ كَسَّرَ كَالْعِظَامِ	می بینی اسلام را کہ شکسته کرده شد همچو استخوان
فَنَادَى الْوَقْتُ أَيَّامَ الْإِمَامِ	پس آواز داد وقت روز ہائے امام را
فَلَا تَعْجَلْ وَفَكِّرْ فِي الْكَلَامِ	پس جلدی مکن و فکر کن در کلام
أَتَى فَوْجَ الْمَلَائِكَةِ الْكِرَامِ	می بینم فوج ملائکہ کرام را
كَمَا عَلِمْتُ مِنْ رَبِّ الْأَنَامِ	چنانچہ از خدا تعالی تعلیم داده شد
وَإِسْكَاتُ الْعِدَا كَهْفِ الظَّلَامِ	و خاموش کردن دشمنان کہ پناہ تاریکی اند
وَضْرَبٌ يَخْتَلِي أَصْلَ الْخِصَامِ	و مراد ما از زدن شمشیر زدن نیست
وَكَمْ مِّنْ خَامِلٍ فَاقَ الْعِظَامِ	و بسیار گننام اند کہ سبقت بُردند از بزرگان
لَتُنَجَّى الْمُسْلِمُونَ مِنَ السَّهَامِ	تا نجات یابند مسلمانان از تیرها
أَلَيْسَ الْوَقْتُ وَقْتُ الْإِنْتِقَامِ	آیا وقت وقت انتقام نیست
بِكَفِّ الْمُصْطَفَى أَصْحَى الزَّمَامِ	بدست مصطفی زمام داده شد



﴿۸۳﴾

وَقَدْ أَتَى زَمَانَ تَهْلِك فِيهِ الْأَبَاطِيلُ وَلَا تَبْقَى الزُّورُ  
وَأَنَّ زَمَانَهُ مِي آيِد كِه بَاطِل دَر آس هَلَاك خَوَابِد شَد و دَرُوغ  
وَالظَّلَامُ. وَتَفْنِي الْمَلْلُ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ. وَتُمْلَأُ الْأَرْضُ  
نَخَوَابِد مَانِد و بَجَزِ اسْلَام هَمِه مَلْهِيَا چُون مَرْدِه خَوَابِنْد گَرْدِيِد و زَمِيِن  
قَسْطًا وَعَدْلًا وَنُورًا. كَمَا كَانَتْ مُلِئَتْ ظُلْمًا وَكُفْرًا وَجَوْرًا  
از انصاف و نور پُر كَرْدِه خَوَابِد شَد چِنَانَكِه از ظَلَم و كُفْر و دَرُوغ  
و زُورًا. فَهِنَاكَ تَقْتُلُ مِنْ سَبْقِ الْوَعِيدِ لِتَدْمِيْرِهِ. وَلَا نَعْنِي  
پُر شَدِه بُوْد- و دَرِيِن وَتِ مَاتِ آس دَجَال رَا خَوَابِنْد كَشْتِ كِه دَر كَتَبِ  
مِنَ الْقَتْلِ إِلَّا كَسْرَ قَوْتِهِ وَتَنْجِيَةَ أَسِيْرِهِ.  
پَنِيغْبِرَان وَعَدِه كَشْتِن اَوْسْت و مَرَادِ از قَتْلِ شَكْسْتِن قَوْتِ وَ نَجَاتِ اسِيْرَانِ اسْت-  
فَحَاصِلُ الْكَلَامِ أَنَّ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الشَّيْطَانُ الرَّجِيمُ. هُوَ  
پَسِ حَاصِلِ كَلَامِ اِيْنِ اسْتِ كِه آئِنَكِه اُو رَا شَيْطَانُ رَجِيْمِ مِ گُوِيْنِد بِهِيچُو دَجَالِ لَيْمِ اسْتِ  
الدَّجَالُ اللَّيْمُ. وَالْخَنَاسُ الْقَدِيمُ. وَكَانَ قَتْلَهُ أَمْرًا مَوْعُودًا.  
و خَنَاسِ قَدِيْمِ- و كَشْتِنِ اُو اَمْرِ مِ اسْتِ وَعَدِه كَرْدِه شَدِه و كَارِ مِ اسْتِ  
وَخَطْبًا مَعْهُودًا. وَلِذَلِكَ أَلْزَمَ اللَّهُ كَافَّةَ أَهْلِ الْمَلَّةِ. أَنَّ  
عَهْدِ كَرْدِه شَدِه و از بَهِرِ هَمِيْنِ خَدَاتَعَالَى لَازِمِ حَالِ مَوْمِنَانِ كَرْدِه اسْتِ كِه دَرِ وَتِ  
يَقْرَأُ وَالْفِظُ "الرَّجِيمُ" قَبْلَ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ وَقَبْلَ الْبِسْمَلَةِ.  
قِرَاءَتِ فَاتِحَةِ قَبْلِ از بِسْمِ اللّهِ اَعُوذُ بِاللّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ خَوَانْدِه بَاشِنْدِ  
لِيَتَذَكَّرَ الْقَارِئُ أَنَّ وَقْتَ الدَّجَالِ لَا يُجَاوِزُ وَقْتَ  
تَا كِه خَوَانْدِه يَادِ كَنْدِ كِه وَتِ دَجَالِ از وَتِ قَوْمِ تَجَاوِزِ نَخَوَابِدِ كَرْدِ

قوم ذکر وافی آخر آیه من هذه الآيات السبعة. وکان کہ در آخر آیت این سوره ذکر آنها است۔ و قدر اللہ کتب من بدء الأوان. أنه يقتل الرجيم المذكور تقدیر خدا چنین بود کہ آل دجال رجیم یعنی کشتنی در آخر زمانہ فی آخر الزمان. ويستريح العباد من لدغ کشتہ خواهد شد۔ و مردم از گزیدن این مار در امن هذا الشعبان. فالیوم وصل الزمان إلى آخر الدائرة. خواهند آمد۔ پس امروز زمانہ تا انتہائے دائرہ خود وانتهی عمر الدنيا كالسبع المثانی إلى السابعة. رسیدہ است۔ و عمر دنیا ہنچو ہفت آیت سوره فاتحہ بر ہزار ہفتم من الألوف الشمسیة والقمریة. اليوم تجلی رسید۔ و این ہفت ہزار بحساب ششی و قمری است۔ امروز آل شیطان قومے را الرجيم فی مظهر ہولہ كالحل البروزیة. واختتم مظهر خود گرفتہ است بطور بروز۔ و امر گمراہی بر قوم ختم أمر الغی علی قوم اختتم علیہ آخر کلم الفاتحة. ولا يفهم شد کہ ذکر آل قوم در آخر کلمہ سوره فاتحہ است و این امر را هذا الرمز إلا ذو القریحة الواقدة. ولا یقتل الدجال إلا کسے فہم کہ طبیعت تیزی دارد۔ و دجال را کسے نتواند کشت مگر بالحربة السماویة. أي بفضل من اللہ لا بالطاقة بحربة سماوی۔ اے بفضل الہی غلبہ برو خواهد شد نہ بطاقت

﴿۸۵﴾

البشرية. فلا حرب ولا ضرب ولكن أمرٌ  
 بشری۔ پس نہ جنگ خواہد شد نہ زد و کوب مگر امرے  
 نازلٌ من الحضرة الأحديّة. وكان هذا الدجال  
 است از خدا تعالیٰ۔ و بود این دجال کہ بعض  
 يبعث بعض ذراريه في كل مائة من مئین.  
 ذریات خود را در ہر صدی مامور مے کرد تا مومنان  
 ليضل المؤمنین والموحّدين والصالحين  
 و موحدان و صالحان و اہل حق و طالبان حق  
 والقائمين على الحق والطالبيين. ويهدّ مباني  
 را گمراہ کند و تاکہ بنیاد ہائے دین را بشکند و کتاب  
 الدين. ويجعل صحف اللّٰه عضيّن. وكان  
 الہی را پارہ پارہ کند۔ و وعدہ خدا تعالیٰ این بود کہ  
 وعدّ من اللّٰه أنه يُقتل في آخر الزمان. ويغلب الصلاح  
 دجال در آخر زمانہ قتل کردہ خواہد شد و نیکی بر فساد و گمراہی  
 على الطلاح والطغيان. وتبدّل الأرض ويتوب أكثر  
 غالب خواہد گردید و زمین دیگر خواہد شد و مردم سوئے خدا  
 الناس إلى الرحمن. وتشرق الأرض بنور ربّها. وتخرج  
 رجوع خواہند کرد و زمین بنور پروردگار خود روشن کردہ خواہد شد۔  
 القلوب من ظلمات الشيطان. فهذا هو  
 و دل ہا از تاریکی ہا برون خواہند آمد۔ پس ہمیں

موت الباطل وموت الدجال وقتل هذا الثعبان.  
 است موت باطل و موت دجال و قتل این اژدهائے بزرگ  
 أم يقولون إنه رجل يُقتل في وقت من الأوقات. كلا. بل  
 آیا مردم این می گویند که دجال انسانے است کہ در وقتے از اوقات  
 هو شیطان رجيم أبو السَّيِّئَات. يُرجم في آخر الزمان  
 قتل کرده خواهد شد۔ ہرگز نیست بلکہ او شیطان کشتنی است پدر بدیہا۔ کہ در  
 بإزالة الجهلات. واستيصال الخزعبيلات. وعدُّ حقُّ من  
 آخر زمانہ بدور کردن امور باطلہ کشتہ خواهد شد۔ وعدُّ حق  
 اللّٰه الرحيم. كما أُشير في قوله: "الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ". فقد  
 است از خدا تعالیٰ۔ چنانچہ در کلمہ شیطان رجیم سوئے او اشارہ شدہ  
 تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّنَا صِدْقًا وَعَدْلًا فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ. ونظر اللّٰه  
 پس کلمہ رب ما از روئے راستی و عدل دریں روز بظہور رسید۔ و نظر کرد  
 إلى الإسلام. بعد ما عَنَتْ به البلياء والآلام. فأنزل  
 سوئے اسلام۔ بعد زانکہ نازل شد برو بلاہا و دردہا۔ پس  
 مسيحه لقتل الخناس وقطع هذا الخصام. وما سُمِّيَ  
 مسیح خود را برائے قتل ابلیس نازل کرد تا قطع خصومت کند۔ و نام شیطان از  
 الشيطان رجيمًا إلا على طريق أنباء الغيب. فإن الرجم هو  
 بہر ہمیں رجیم داشتہ شد کہ وعدہ قتل او بود چراکہ معنی رجم  
 القتل من غير الريب. ولما كان القدر قد  
 قتل است بے شک و شبہ۔ و چونکہ تقدیر چنین رفتہ بود

﴿۸۷﴾

جری فی قتل هذا الدجال. عند نزول مسیح  
 کہ دجال در زمانہ مسیح قتل خواهد شد۔ خبر داد خدا  
 اللہ ذی الجلال. أخبر اللہ من قبل هذه الواقعة  
 تعالیٰ ازیں واقعہ برائے بشارت  
 تسلیة و تبشیراً لقوم يخافون أيام الضلال.  
 قومے کہ از روز ہائے ضلالت مے ترسند۔

## الباب الثالث

باب سوم

فی تفسیر آية بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

در تفسیر آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعلم وهب لك الله علم أسمائه. وهداك إلى  
 بداں اے خوانندہ خدا ترا علم نامہائے خود بہ بخشد و سوائے راہ ہائے  
 طرق مرضاتہ و سبل رضائہ. أن الاسم مشتق من  
 رضامندی خود ترا ہدایت فرماید کہ لفظ اسم کہ در  
 الوسم الذی هو أثر الكیّ فی اللسان العربیة. يُقال  
 بسم اللہ آمدہ است از وسم مشتق است و وسم در زبان عربی نشان داغ را  
 ”اتسم الرجل“ إذا جعل لنفسه سِمةً يُعرف بها  
 مے گویند در امثال عرب مشہور است کہ می گویند اتسم الرجل

وَيُمَيِّزُ بِهَا عِنْدَ الْعَامَةِ. وَمِنْهُ سَمْتُ الْبَعِيرِ وَوَسَامُهُ  
و اِس وقتے می گویند چوں شخصے برائے خود نشانے مقرر کند کہ ہداں شناختہ شود  
عِنْدَ أَهْلِ اللِّسَانِ. وَهُوَ مَا أُسِمَ بِهِ الْبَعِيرُ مِنْ ضُرُوبِ  
و از غیر خود امتیاز یابد۔ و از ہمیں لفظ وسم لفظ سمت البعیر و وسام البعیر بر آورده  
الصُّورِ لِيُعَيَّنَ لِلْعُرْفَانِ. وَمِنْهُ مَا يُقَالُ إِنِّي تَوَسَّمْتُ  
اندوآں چیزے است کہ ہداں بر شتر داغ می کنند یعنی از قسم صورت ہا کہ از بہر شناختن  
فِيهِ الْخَيْرِ. وَمَا رَأَيْتَ الضَّيْرَ. أَي تَفَرَّسْتُ فَمَا  
بر جلد شتر می کنند۔ و از ہمیں لفظ وسم است قول ایشان کہ تَوَسَّمْتُ فِيهِ الْخَيْرِ یعنی من  
رَأَيْتَ سَمَةً شَرًّا فِي مَحْيَاهُ. وَلَا أَثَرَ خَبْثٍ فِي مَحْيَاهُ.  
بنظر فراست درو نگہ کردم پس در رُوئے او نشانے از شر ندیدم و در زندگی او  
وَمِنْهُ الْوَسْمِيُّ الَّذِي هُوَ أَوَّلُ مَطَرٍ مِنْ أَمْطَارِ الرَّبِيعِ.  
اثرے از خبث۔ و از ہمیں لفظ وسم است لفظ وسمی کہ آں باراں بہاری را می گویند کہ در  
لَأَنَّهُ يَسِمُ الْأَرْضَ إِذَا نَزَلَ كَالْيُنَابِيعِ. وَيُقَالُ  
ابتدائے موسمے بارد چرا کہ آں باراں چوں می بارد بر زمین نشان می کند و می گویند کہ اِس  
"أَرْضٌ مَوْسُومَةٌ" إِذَا أَصَابَهَا الْوَسْمِيُّ فِي إِبَانِهِ. وَسَكَّنَ  
زمین موسومہ است وقتیکہ آں باراں برو باریدہ باشد و مزارعان را بباریدن او  
قُلُوبَ الْكُفَّارِ بِجَرِيَانِهِ. وَمِنْهُ مَوْسَمُ الْحَجِّ وَالسُّوقِ وَجَمِيعِ  
تسکین دل حاصل شدہ باشد۔ و از ہمیں لفظ وسم است لفظ موسم حج و  
مَوَاسِمِ الْاجْتِمَاعِ. لِأَنَّهَا مَعَالِمٌ يَجْتَمِعُ إِلَيْهَا لِنَوْعِ  
موسم سوق و غیرہ موسم ہا کہ بمعنی مجمع است چرا کہ لفظ موسم براں جاہائے معینہ

﴿۸۹﴾

غرض من الأنواع. ومنه الميسم الذي يُطلق على  
 اطلاق می یابد کہ دراں جا مردم جمع مے شوند واز ہمیں لفظ وسم لفظ میسم  
 الحسن والجمال. ويستعمل في نساء ذات  
 است کہ بر حسن و جمال اطلاق می یابد و اکثر بر زنانے اطلاق آں می شود کہ  
 ملاححة في أكثر الأحوال. وقد ثبت من تتبع كلام  
 ملاححت و حسن می دارند۔ و از تتبع کلام عرب و دیوان ہائے شال  
 العرب ودواوينهم. أنهم كانوا لا يستعملون هذا  
 ثابت شدہ است کہ لفظ میسم اکثر در موارد خیر و خوبی استعمال  
 اللفظ كثيراً إلا في موارد الخیر من دنياهم ودينهم.  
 می یابد۔ خواه در دین و خواه در دُنیا۔ و تو میدانی کہ  
 وأنت تعلم أن اسم الشيء عند العامة ما يُعرف به ذلك  
 نزد عامہ مردم تعریف اسم این است کہ او چیزے است کہ  
 الشيء. وأما عند الخواص وأهل المعرفة فالاسم لأصل  
 بدو چیزے را می شناسند مگر نزد خواص و اہل معرفت۔ پس اسم اصل  
 الحقيقة الفیء. بل لا شك أن الأسماء المنسوبة إلى  
 حقیقت را بمرتبہ سایہ است بلکہ ہیج شکے و شبہ نیست کہ آں ہمہ اسماء کہ  
 المسمّيات من الحضرة الأحديّة. قد نزلت منها  
 سوئے مسمیات منسوب اند آنها مسمیات خود را بمنزلہ صورتہائے  
 منزلة الصور النوعية. وصارت كوكناتٍ لطیور  
 نوعیہ ہستند و برائے پرندہ ہائے معانی و علوم حکمیہ ہچو

الْمَعَانِي وَالْعُلُومِ الْحَكْمِيَّةِ. وَكَذَلِكَ اسْمُ اللَّهِ وَالرَّحْمَنِ  
 أَشْيَاءٌ هَسْتَدُ - وَ هَمِ چینی است اسم اللہ و  
 وَالرَّحِيمِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ الْمُبَارَكَةِ. فَإِنَّ كُلَّ وَاحِدٍ  
 رَحْمَانٍ وَ رَحِيمٍ دَرِيں آیت مبارکہ چرا کہ ہر  
 مِنْهَا يَدُلُّ عَلَى خِصَائِصِهِ وَهُوَ يَتِمُّ الْمَكْتُومَةَ.  
 وَاحِدٌ مِنْ اسْمِ اللَّهِ وَ رَحْمَانٍ وَ رَحِيمٍ بِرِخَائِصِهَا يُشِيرُ إِلَى دَلَالَتِهَا فِي كُنْهِ  
 وَاللَّهِ اسْمٌ لِلذَّاتِ الْإِلَهِيَّةِ الْجَامِعَةِ لِجَمِيعِ  
 وَاسْمِ اللَّهِ خَدَا تَعَالَى رَا اسْمِ ذَاتِ اسْتِ كَمَا جَامِعِ جَمِيعِ الْأَنْوَاعِ  
 أَنْوَاعِ الْكَمَالِ. وَالرَّحْمَنُ وَالرَّحِيمُ يَدُلُّانِ عَلَى تَحَقُّقِ  
 كَمَالِ اسْتِ - وَ صِفَتِ رَحْمَانٍ وَ رَحِيمٍ دَلَالَتِهَا فِي كُنْهِهَا كَمَا فِي هَذِهِ  
 هَاتَيْنِ الصِّفَتَيْنِ لِهَذَا الْاسْمِ الْمُسْتَجْمَعِ لِكُلِّ نَوْعِ الْجَمَالِ  
 صِفَتِ دَرِيں اسْمِ اللَّهِ مُتَحَقِّقٌ اَنْدُ - بَا زِ دَرِ  
 وَالْجَلَالِ. ثُمَّ لِلرَّحْمَنِ مَعْنَى خَاصَّةٌ يَخْتَصُّ بِهَا وَلَا يُوْجَدُ فِي  
 صِفَتِ رَحْمَانٍ مَعْنَى خَاصَّةٌ ثَابِتَةٌ اسْتِ كَمَا  
 الرَّحِيمِ. وَهُوَ أَنَّهُ مُفِيضٌ لَوْجُودِ الْإِنْسَانِ وَغَيْرِهِ مِنْ  
 دَرِ صِفَتِ رَحِيمٍ يَافِتَةٌ نَمِي شُودُ - وَ آسِ اسْتِ كَمَا فِي رَحْمَانِ  
 الْحَيَوَانَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ الْكَرِيمِ. بِحَسَبِ  
 آسِ رَا كُؤِينِدُ كَمَا فِيضٌ أَوْ بَرِ الْإِنْسَانِ وَ غَيْرِ الْإِنْسَانِ كَمَا فِي  
 مَا اقْتَضَى الْحَكْمُ الْإِلَهِيُّ مِنَ الْقَدِيمِ. وَبِحَسَبِ  
 فِي دَارِنْدُ جَارِي اسْتِ لَكِنِ هَمَا قَدْرُ هَرِ كِي رَا فِي رَسْدِ كَمَا



﴿۹۱﴾

تَحْمَلُ الْقَوَابِلَ لَا بِحَسَبِ تَسْوِيَةِ التَّقْسِيمِ. و ليس في هذه مقتضائے حکمت الہیہ باشد و نیز قابلیت جوہر تحمل آں تواند کرد و الصفة الرحمانية دخل كسبٍ و عملٍ و سعيٍ من القوى دریں صفت رحمانیت دخل كسب و عمل الإنسانية أو الحيوانية. بل هي مِنةٌ من اللّٰه و کوشش انسانی نیست و نہ دخل کوشش حیوانی۔ بلکہ ایں خاصۃً ما سبقها عمل عامل. و رحمته من لدنه احسانے است خالص از خدا تعالیٰ بے آنکہ کسے کارے کردہ باشد و عامةً ما مسها أثر سعيٍ من ناقصٍ أو رحمتے ازو عام است۔ بچ سعی بدو کامل۔ فالحاصل أن فيضان الصفة الرحمانية مس نکرده۔ پس حاصل کلام ایں است کہ فیضان لیس هو نتيجة عملٍ ولا ثمرة استحقاقٍ. بل هو صفت رحمانیت آں نتیجہ عمل عاملے نیست و نہ ثمره فضلٌ من اللّٰه من غير إطاعة أو شقاق. استحقاقے بلکہ آں فضلے خاص است از خدا تعالیٰ بے آنکہ فرمانبرداری وینزل هذا الفيض دائما بمشيئة من اللّٰه و إرادة. من یا مخالفت را درو دخلے باشد۔ و فرودے آید ایں فیض ہمیشہ بہ ارادہ غیر شرط إطاعة و عبادة و تقاة و زهادة. و الہی بغیر شرط فرمانبرداری و پرہیزگاری۔ و بناء ایں

كَانَ بِنَاءُ هَذَا الْفَيْضِ قَبْلَ وَجُودِ الْخَلِيقَةِ وَقَبْلَ أَعْمَالِهِمْ.  
 فیض قبل از وجود انسان و حیوان و اعمال او شان  
 وَقَبْلَ جَهْدِهِمْ وَقَبْلَ سُؤَالِهِمْ. فَلَأَجْلِ ذَلِكَ تَوْجَدُ آثَارُ  
 است۔ و پیش از کوشش ایشان و سوال ایشان۔ از بهر همین  
 هَذَا الْفَيْضِ قَبْلَ آثَارِ وَجُودِ الْإِنْسَانِ وَالْحَيَوَانَ. وَإِنْ كَانَ  
 است که آثار این فیض پیش از آثار وجود انسان  
 سَارِيًّا فِي جَمِيعِ مَرَاتِبِ الْوُجُودِ وَالزَّمَانِ وَالْمَكَانِ.  
 و حیوان اند۔ اگرچه این فیض در تمام مراتب وجود  
 وَالطَّاعَةِ وَالْعَصِيَانِ. أَلَا تَرَى أَنَّ رَحْمَانِيَةَ اللَّهِ تَعَالَى وَسَعَتَ  
 و زمان و مکان و حالت طاعت و عصیان سرایت می دارد آیا  
 الصَّالِحِينَ وَالظَّالِمِينَ. وَتَرَى قَمَرَهُ وَشَمْسَهُ يَطْلَعَانِ عَلَى  
 نه می بینی که رحمانیت الهی همه نیکان و بدان هر دو را فرو گرفته  
 الطَّائِعِينَ وَالْعَاصِينَ. وَإِنَّهُ أَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ وَكَفَّلَ أَمْرَهُ  
 است و می بینی که آفتاب و ماهتاب او تعالی بر فرمانبرداران و نافرمانان  
 كُلَّهُمْ أَجْمَعِينَ. وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا عَلَى  
 هر دو طلوع می کند و خدا تعالی هر چیز را مناسب ضرورت او پیدایش عطاء  
 اللَّهُ رِزْقَهَا وَلَوْ كَانَ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي  
 فرموده است و متکفل تمام امورشان شده۔ و هیچ حرکت کننده نیست که متکفل رزق  
 الْأَرْضِيِّينَ. وَإِنَّهُ خَلَقَ لَهُمُ الْأَشْجَارَ وَأَخْرَجَ مِنْهَا  
 او خدا نباشد اگرچه او در آسمان باشد یا در زمین و او برائے شان درختها و شگوفه ها

﴿۹۳﴾

الثمار والزهر والرياحين. وإنها رحمة هيّاها الله للنفوس  
 و رياحين پيدا کرده است و آن رحمت الهی است  
 قبل أن يبرأها وإن فيها تذكرة للمتقين.  
 کہ برائے نفسها قبل پیدائش آنها طيار کرده شد و ياددهانی  
 وقد أعطى هذه النعم من غير العمل ومن غير الاستحقاق.  
 برائے متقيان است و این نعمت ها بے عمل و بے استحقاق  
 من الله الراحم الخلاق. ومنها نعماء أخرى من حضرة  
 داده شد۔ از طرف خدا تعالیٰ و  
 الكبرياء. وهي خارجة من الإحصاء.  
 از قسم این رحمت نعمت های دیگر اند از حضرت کبریا  
 كمثل خلق أسباب الصحة وأنواع الحيل  
 و آن نعمتها از شمار خارج اند و منجمله شان اسباب صحت و حيله ها و  
 والدواء لكل نوع من الداء. وإرسال الرسل وإنزال  
 دواست۔ و ازیں قسم است فرستادن  
 الكتب على الأنبياء. وهذه كلها رحمانية من  
 پیغمبران و کتاب ها۔ و این همه رحمانیت است  
 ربنا أرحم الرحماء. وفضل بحث ليس من عمل عامل  
 از خدا تعالیٰ و فضل خاص است  
 ولا من التضرع والدعاء. وأما الرحيمية  
 بغير عمل عامل و نه از زاری و دعا۔ مگر فیض رحیمیت

فہی فیض أخص من فیوض الصفة الرحمانية. فیضے است خاص تر از فیض ہائے صفت رحمانیت و مخصوصة بتکمیل النوع البشرى وإكمال الخلقة مخصوص است بتکمیل نوع بشری مگر دریں سعی و الإنسانية. ولكن بشرط السعى والعمل الصالح وترك کوشش کردن شرط است۔ و ترک جذبات الجذبات النفسانية. بل لا تنزل هذه الرحمة حق نفسانية ضروری است۔ بلکہ این رحمت نزولها إلا بعد الجهد البلیغ فی الأعمال. وبعد تزكية فرود نیاید چنانچہ حق فرود آمدن است مگر پس النفس وتکمیل الإخلاص بإخراج بقايا الرياء از کوشش بلیغ در عمل ہا۔ و پس از تزکیہ وتطهير البال. وبعد إیثار الموت لا بتغاء مرضات نفس و تکمیل اخلاص باخراج بقایا ریا و پاک کردن دل بلکہ اللہ ذی الجلال. فطوبى لمن أصابه حظ من پس از اختیار کردن موت از بہر خوشنودی خدائے ذوالجلال۔ پس خوش هذه النعم. بل هو الإنسان وغيره كالنعم. وههنا سؤال زندگی کسے راست کہ ازیں نعمت بہرہ مے دارد بلکہ ہماں انسان است باقی ہچو عضال نکتبہ فی الكتاب مع الجواب. لیفکر فیہ چارپایاں اند۔ و اینجاسوالے است سخت مے نویسیم اورا کتاب مع جواب۔ تاکہ فکر کند

﴿۹۵﴾

مَنْ كَانَ مِنْ أَوْلَى الْأَلْبَابِ. وَهُوَ أَنْ اللَّهَ اخْتَارَ مِنْ  
 دَرُو هِر كِه اَز دَاشْمنداں بَاشد و آں اِیْن اِسْت كِه خِدا تَعَالَى  
 جَمِیْع صِفَاتِه صِفْتِی الرَّحْمَانِ وَالرَّحِیْمِ فِی الْبِسْمَلَةِ.  
 دَر بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَز هَمِه صِفَاتِ خُودِ اِیْن هِر دُو  
 وَمَا ذَكَرَ صِفَاتًا أُخْرَى فِی هَذِهِ الْآيَةِ. مَعَ أَنْ  
 صِفَتِ رَحْمَانَ وَرَحِيمًا رَا اخْتِیَار كَرْدِه وَ دِیْگَر بَیْجِ صِفْتِه بَیْآن نَفْرَمُودِه  
 اسْمُهُ الْأَعْظَمُ يَسْتَحِقُّ جَمِیْعَ مَا  
 بَاوْجُودِ اِیْنِكِه اسْمِ الْعَظْمِ اَوْ كِه اللّٰهُ اِسْتِ مَسْتَحِقُّ تَمَامِ صِفَاتِ كَامِلِه  
 هُوَ مِنْ الصِّفَاتِ الْكَامِلَةِ. كَمَا هِيَ مَذْكُورَةٌ فِی  
 اِسْتِ - چنانچہ آں هَمِه صِفَاتِ دَر قُرْآنِ شَرِیْفِ مَذْكُورِ اِنْدِ  
 الصَّحْفِ الْمَطْهُرَةِ. ثُمَّ إِنَّ كَثْرَةَ الصِّفَاتِ تَسْتَلْزِمُ  
 بَازِ اِیْنِ اَمْرِ هَمِ سَوَالِ رَا مَضْبُوطِ مَ كِنْدِ كِه كَثْرَتِ ذِكْرِ صِفَاتِ دَر  
 كَثْرَةِ الْبَرَكَاتِ عِنْدَ التَّلَاوَةِ. فَالْبِسْمَلَةُ أَحَقُّ وَأَوْلَى  
 وَقْتُ تَلَاوَتِ مَوْجِبِ كَثْرَتِ بَرَكَتِ اِسْتِ بِسْمِ اللَّهِ بَرَاءَ اِیْنِ بَرَكَتِ زِیَادِه تَر  
 بِهَذَا الْمَقَامِ وَالْمَرْتَبَةِ. وَقَدْ نُدِبَ لَهَا عِنْدَ  
 حَقِّ مِیْآرِدِ وَ دَر هِر اَمْرِ مَهْتَمِّ بِالشَّانِ خَوَانْدَنِ بِسْمِ اللَّهِ مَنْدُوبِ اِسْتِ  
 كَلِّ اَمْرِ ذِي بَالٍ كَمَا جَاءَ فِی الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ. وَإِنِّهَا أَكْثَرُ  
 چنانکہ دَر اِحَادِیْثِ آمَدِه اِسْتِ وَ نِیْزِ بِسْمِ اللَّهِ اَكْثَرُ  
 وَرَدًا عَلَى أَلْسِنِ أَهْلِ الْمَلَّةِ. وَأَكْثَرُ تَكَرَّرًا فِی كِتَابِ اللَّهِ  
 بَرِ زَبَانِ هَائِیْ مُسْلِمَانَاں جَارِی اِسْتِ وَ دَر قُرْآنِ شَرِیْفِ اَكْثَرُ تَكَرَّرِ

ذی العزّة. فبأی حکمة و مصلحة لم یکتب صفاتُ  
بسم اللہ است پس از کدام حکمت و مصلحت صفات دیگر دریں  
آخری مع هذه الآية المتبرّکة. فالجواب أن اللّٰه  
آیت نوشته شد۔ پس جواب ایں است کہ  
أراد فی هذا المقام. أن یذکر مع اسمه الأعظم  
خدا تعالیٰ دریں آیت اراده فرموده است کہ با اسم  
صفتین هما خلاصة جميع صفاته العظيمة  
اعظم او ذکر آل صفات او کرده آید کہ آل صفتها خلاصه جمیع  
على الوجه التام. وهما الرحمن والرحيم. كما  
صفات عظیمه است و آل رحمان و رحیم است۔ چنانچہ  
یهدی إلیه العقل السليم. فإن اللّٰه تجلّی علی  
عقل سلیم سوئے آل ہدایت مے فرماید۔ چرا کہ خدا تعالیٰ  
هذا العالم تارة بالمحبوبة ومرة بالمحبيّة. وجعل  
بریں عالم گاہے بطور محبوبیت تجلی فرموده است و گاہے بطور  
هاتین الصفتین ضياءً ينزل من شمس الربوبیّة علی  
محبیّت۔ و ایں ہر دو صفت را روشنی قرار داده کہ از آفتاب ربوبیت  
أرض العبودیّة. فقد یكون الرب محبوباً والعبد  
بر زمین عبودیت می افتد۔ پس گاہے رب محبوب می باشد  
مُحِبّاً لِذَلِكَ الْمَحْبُوبِ. وَقَدْ یكون العبد  
و بندہ محبّ ایں محبوب۔ و گاہے بندہ محبوب

﴿۹۷﴾

مَحْبُوبًا وَالرَّبُّ مُحِبًّا لَهُ وَجَاعِلُهُ كَالْمَطْلُوبِ. وَلَا شَكَّ أَنْ  
 وَ رَبِّ مَحَبَّةٍ كَمَا أَنَّهُ مَطْلُوبٌ مِثْلَهُ وَ يَتَّجِ شَكَّ  
 الْفِطْرَةَ الْإِنْسَانِيَةَ الَّتِي فَطَرَتْ عَلَى الْمُحَبَّةِ وَالْخَلَّةِ وَلَوْعَةَ  
 نَيْتٍ كَمَا فَطَرَتْ الْإِنْسَانَ تَقَاظَا مَعَهُ كَمَا كُنْدُ كَمَا  
 الْبَالِ. تَقْتَضِي أَنْ يَكُونَ لَهَا مَحْبُوبًا يَجْذِبُهَا إِلَى وَجْهِهِ  
 أَوْ رَا مَحْبُوبًا بِأَنَّهَا كَمَا  
 بِتَجَلِّيَاتِ الْجَمَالِ وَالنَّعْمِ وَالنَّوَالِ. وَأَنْ يَكُونَ لَهُ مُحِبًّا  
 بِه تَجَلِّيَاتِ جَمَالِيهِ وَ نَعْمَتَيْهِ سَوَاءً خُودُ بَكْشِدِ وَائِي  
 مُوَأْسِيًا يَتَدَارَكُ عِنْدَ الْأَهْوَالِ وَتَشْتَتِ الْأَحْوَالِ. وَيَحْفَظُهَا  
 كَمَا أَوْ رَا مَحْبُوبًا كَمَا فِي وَقْتِ خُوفِهَا تَدَارِكُ أَوْ كُنْدُ  
 مِنْ ضَيْعَةِ الْأَعْمَالِ. وَيُوصِلُهَا إِلَى الْآمَالِ. فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ  
 وَ كَارِهًا أَوْ رَا مِنْ ضَائِعِ شَدْنِ نَكَّةٍ دَارِدِ وَ تَا أَمِيدِهَا بَرَسَانْدِ  
 يُعْطِيهَا مَا اقْتَضَتْهَا وَيُتَمِّمُ عَلَيْهَا نَعْمَةَ بَجُودِهِ الْعَمِيمِ. فَتَجَلَّى  
 پَسِ خُودِ تَعَالَى ارَادَهُ فَرَمُودُ كَمَا هَرْجِهَ طَبِيعَتِ الْإِنْسَانِ  
 عَلَيْهَا بِصِفَتَيْهِ الرَّحْمَنِ وَالرَّحِيمِ ☆.  
 خُودِ اسْتِ أَوْ رَا بَدِيدِ۔ پَسِ بَرُؤِ بِصِفَتِ رَحْمَانِ وَ رَحِيمِ تَجَلَّى كَرْدِ

☆ قد عرفت ان الله بصفة الرحمن ينزل على كل عبد من الانسان والحيوان والكافر  
 بدانستی که خدا بصفه خود که رحمان است نازل مے فرماید بر هر بنده خواه انسان باشد  
 واهل الايمان انواع الاحسان والامتنان. بغير عمل يجعلهم مستحقين في  
 خواه حيوان وخواه كافر باشد وخواه مومن قسم هائے احسان ومنت را۔ بغير كارے که بدو مستحق

☆  
الحاشية

ولا ريب أن هاتين الصفتين هما الوصلة بين الربوبية  
 وتهيج شك نیست کہ ایں ہر دو صفت پیوند دہندہ است در ربوبیت  
 والعبودية. وبہما یتیم دائرۃ السلوک والمعارف ﴿۹۸﴾  
 و عبودیت و بہ آل ہر دو تمام مے شود دائرہ سلوک و معارف  
 الإنسانية. فكل صفةٍ بعدهما داخلۃ فی أنوارہما. و قطرة  
 انسانیہ۔ پس ہر صفت ماسوائے آل ہر دو داخل در نور آل ہر دوست و قطرہ از  
 من بحارہما. ثم إن ذات اللہ تعالیٰ کما اقتضت لنفسہا  
 دریائے آنہاست باز ذات الہی ہم چنان کہ برائے نفس خود ارادہ کرد  
 أن تكون لنوع الإنسان محبوبۃ ومُحِبَّة. کذا لک اقتضت  
 کہ محبوب و محبت باشد۔ ہم چہیں برائے  
 لعبادہ الڪُمَّل أن یكونوا بنی نوعہم كمثل ذاته  
 بندگان کاملین خود ارادہ فرمود کہ برائے بنی نوع خود

حضر الٰہیّان۔ اذ لا شك ان الاحسان علیٰ هذا المنوال يجعل  
 جزا باشد۔ و تہیج شك نیست کہ احسان بدیں طریق محسن را محبوب  
 المحسن محبوباً فی الحال فثبت ان الافاضة علی الطريقة الرحمانية.  
 مے گردند پس ثابت شد کہ فیض رسانیدن بر طریق رحمانیت ظاہر میکند در چشم  
 یتظہر فی اعین المستفیضین شان المحبوبة. و اما صفة الرحيمية. فقد  
 فیض یابان شان محبوب را۔ مگر صفت رحیمیت لازم کردہ است بر نفس خود  
 الزمت نفسها شان المحببة. فان اللہ لا تتجلی علی احدٍ بهذا الفيضان الا  
 شان محبت را۔ چرا کہ خدا بر رحیمیت بر ہر کسے تجلی نئے فرماید مگر بعد  
 بعد ان یحبہ و یرضی بہ قولاً و فعلاً من اهل الایمان۔ منہ  
 زینکہ اورا دوست میدارد و از روئے قول و فعل بروراضی میباشد۔ منہ

بیت  
 الٰہی  
 الٰہی



خُلِقًا وَسِيرَةً. ويجعلوا هاتين الصفتين لأنفسهم لباسًا  
 مثل ذات باری شوند در خلق و سیرت و برائے نفسہائے خود ایں ہر دو صفت  
 و کسوةً. ليتخلق العبودية بأخلاق الربوبية. ولا يبقى نقص  
 را بطور لباس بسازند تا کہ عبودیت باخلاق ربوبیت متخلق گردد و در  
 فی النشأة الإنسانية. فخلق النبيين والمرسلين. فجعل  
 نشاء انسانیہ ہیج نقصے نہاند۔ پس پیدا کرد انبیاء  
 بعضهم مظهر صفته الرحمان وبعضهم مظهر صفته  
 و مرسلان را و بگردانید بعض او شان را مظهر صفت رحمانیت و  
 الرحيم. ليكونوا محبوبين ومُحِبِّين وَيُعَاشِرُوا بِالتَّحَابُّ  
 بعض او شانرا مظهر رحیمیت۔ تا کہ بعض محبوب باشند و بعض محب  
 بفضله العظيم. فأعطى بعضهم حظًا وافرًا من صفة  
 و تا کہ محبت یکدگر معاشرت کنند۔ پس بعض افراد را حظے  
 المحبوبة. وبعضًا آخر حظًا كثيرًا من صفة المُحِبِّية.  
 وافر از محبوبیت عطا فرمود۔ و بعض را حظے کثیر  
 وكذلك أراد بفضله العميم. وجوده القديم.  
 از محبت عطا کرد۔ و ہم چنین بوجود عمیم خود ارادہ فرمود۔  
 وَلَمَّا جَاءَ زَمَنُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ. وسيدنا محمد  
 و چون زمانہ خاتم النبیین آمد کہ سید ما  
 سيد المرسلين. أراد هو سبحانه أن يجمع هاتين  
 و سید المرسلین است۔ خدا تعالی ارادہ فرمود کہ ایں

الصفتين في نفسٍ واحدةٍ. فجمعهما في نفسه عليه  
 هر دو صفت در نفس واحد جمع فرماید۔ پس در نفس آن نبی این هر دو  
 ألف ألف صلوة و تحية. فلذلك ذكر تخصيصًا  
 صفت جمع کرد برو هزار هزار سلام و تحیت باد۔ پس از بهر ہمیں بطور خاص صفت  
 صفة المحبوبة والمحببة على رأس هذه السورة.  
 محبوبیت و محبت را۔ بر سر این سوره بسم اللہ ذکر کرد۔  
 ليكون إشارة إلى هذه الإرادة. وسمي نبينا محمدًا و  
 تا کہ اشارت گردد سوئے این اراده۔ و نام نبی ما احمد و محمد نهاد  
 أحمد كما سمي نفسه الرحمان والرحيم  
 چنانکہ نام خود دریں آیت رحمن و رحیم نهاد۔ پس این اشاره است  
 في هذه الآية. فهذه إشارة الى أنه لا جامع لهما ﴿۱۰۰﴾  
 سوئے این امر کہ جمع کننده این هر دو صفت بطریق ظلیت بجز نبی  
 على الطريقة الظلية إلا وجود سيدنا خير البرية. وقد  
 ما هیچ کس نیست۔ و تو دانستی کہ این هر دو  
 عرفت أن هاتين الصفتين أكبر الصفات من صفات  
 صفت بزرگتر از تمام صفات حضرت احدیت  
 الحضرة الأحادية. بل هما لبّ اللباب و حقيقة الحقائق  
 اند۔ بلکہ آن مغز مغزها و حقیقت حقیقتها است  
 لجميع أسمائه الصفاتية. وهما معيار كمال كل من  
 برائے اسمائے صفاتیہ خدا تعالیٰ۔ و آن هر دو

استکمل و تخلّق بالأخلاق الإلهية. وما أُعطى نصيباً كاملاً  
مَحْ كَمالِ هِرْ آسِ كَسِ اسْتِ كِهْ طالِبِ كَمالِ اسْتِ وَتَخْلُقُ بِأَخْلاقِ الهِيِّ دَارِدُ وَ  
مِنْهُمَا إِلَّا نَبِيَّنا خاتِمَ سلسلَةِ النَبوَّةِ. فَإِنَّهُ أُعْطِيَ اسْمينِ كَمِثْلِ  
نَصيبِ كَامِلِ اِزْااں هِرْ دُو صَفْتِ هَيْچَكْسِ دَادِهْ نَشْدِ مَگرِ رَسولِ ما صَلى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كِهْ  
هَاتينِ الصَفْتينِ. اَوَّلُهُما مُحَمَّدُ وَالثَّانِي اَحْمَدُ مِنْ فَضْلِ رَبِّ  
خاتِمِ انْبِياءِ اسْتِ چِرَا كِهْ او دُو نَامِ دَادِهْ شَدِ هِچْمُو اِيسِ دُو صَفْتِ اَوَّلِ مُحَمَّدٍ وَ  
الْكُونينِ. اَمَّا مُحَمَّدٌ فَقدِ ارْتَدَى رِداءَ صَفْتِ الرَّحْمَنِ. وَتَجَلَّى  
دَوْمِ اَحْمَدٍ اِزْ فَضْلِ رَبِّ الْكُونينِ۔ مَگرِ مُحَمَّدٍ پَسِ آسِ پُوشيدِهْ  
فِي حُلِّ الْجَلالِ وَالمُحَبوبِيَّةِ. وَحَمْدٌ لِبَرِّ مِنْهُ وَالإِحْسانِ. وَأَمَّا  
اسْتِ چَادِرِ اِزْ صَفْتِ رَحْمانِ۔ وَتَجَلَّى فَرْمُودِ دَرِ حَلِّ هائِ جَلالِ وَمُحَبوبِيَّتِ  
أَحْمَدِ فَتَجَلَّى فِي حَلِّ الرَّحيمَةِ وَالمُحِبِّيَّةِ وَالجَمالِيَّةِ. فَضْلاً مِنْ  
وَ تَعْرِيفِ كَرْدِهْ شَدِ اِزْ وَجِهِ نِيكِي كَرْدَنِ وَ اِحْسانِ كَرْدَنِ۔ وَ نَامِ اَحْمَدِ تَجَلَّى كَرْدِ دَرِ حَلِّ رَحيمِيَّتِ  
اللَّهِ الَّذِي يَتَوَلَّى الْمُؤْمِنينِ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرَةِ. فَصارِ اسْمُ نَبِيَّنا  
وَ مُحَبِّبِ وَ جَمالِيَّتِ اِزْ فَضْلِ الهِيِّ كِهْ مَتَوَلَّى اِمْرِ مومنانِ مِي گَرُودِ بَدَدِ  
بِحِذاءِ صَفْتِ رَبِّنا الْمَنَّانِ. كِصُورِ مُنْعَكِسَةٍ تُظْهِرُها  
كَرْدَنِ۔ پَسِ گَرُودِيدِنْدِ هِرْ دُو نَامِ نَبِيِّ ما بِمُقابِلِ هِرْ دُو صَفْتِ خَدائِ ما مِثْلِ آسِ صُورَتِ هائِ  
مَرآتَانِ مِتْقابِلَتانِ. وَ تَفْصِيلِ ذالِكَ اَنْ حَقِيقَةُ صَفَةِ  
مَنْعَكِسَةِ كِهْ ظاهِرِ مِيكِنْدِ آسِ هارا آسِ دُو شَيْشَهْ كِهْ مِتْقابِلِ يَكِدِ مِگَرِ باشِنْدِ۔ وَ تَفْصِيلِ آسِ اِيسِ اسْتِ كِهْ  
الرَّحْمانيَّةِ عِنْدَ اَهْلِ العَرْفانِ. هِيَ اِفاضةُ الخَيْرِ  
حَقِيقَتِ صَفْتِ رَحمانِيَّتِ فَيْضِ رِسانيدِنِ اسْتِ اِنْسانِ را وَغَيْرِ اِنْسانِ را

لكل ذى روح من الإنسان وغير الإنسان. من غير عمل  
 بغير عمل كه پیش رفتہ باشد  
 سابق بل خالصاً على سبيل الامتنان. ولا شك ولا  
 بلکہ محض بر سبیل احسان و بیچ شک  
 خلاف أن مثل هذه المنّة الخالصة. التي ليست جزاء  
 نیست کہ ہجو ای احسان خالص آنکہ جزاء عمل عامے  
 عمل عامل من البریة. هي تجذب قلوب  
 نیست آں مے کشد دل ہائے مومنان را  
 المؤمنین إلى الثناء والمدح والمحمدة. فيحمدون  
 سوئے ثنا و مدح۔ پس او شاں تعریف  
 المحسن ويثنون عليه بخلوص القلوب  
 محسن مے کنند و برو ثنا مے گویند بخلوص قلب و صحت  
 وصحة النية. فيكون الرحمان مُحمّداً يقينا من  
 نیت۔ پس آنگاہ رحمان محمد می شود بغير وہے  
 غير وهم يجر إلى الريبة. فإن المنعم الذي يُحسن إلى  
 کہ شک افگند۔ چرا کہ آں انعام کنندہ کہ بمرم بغير حق  
 الناس من غير حقِّ بأنواع النعمة. يحمده كل من أنعم  
 نیکی مے کند۔ ستائش او آناں مے کنند  
 عليه. وهذا من خواص النشأة الإنسانية. ثم إذا كمل  
 کہ ہاں ہا نیکی کردہ شد و ایں از خواص نشاء انسانی است باز چوں

الحمد بکمال الإنعام. جذب ذالک إلى الحب التام. حمد بوجه انعام کثیر بدرجہ کمال برسد موجب محبت تام مے گردد۔  
 فيكون المحسن محمداً ومحبوباً في أعين المحبين. فهذا  
 پس احسان کننده محمد می گردد و محبوب نیز و این  
 مآل صفة الرحمان ففكر كالعاقلين. وقد ظهر من هذا  
 انجام کار صفت رحمان است پس فکر کن بچو عاقلان و ازیں مقام  
 المقام لكل من له عرفان. أن الرحمن محمداً وأن محمداً  
 بر صاحب معرفت ظاہر شد کہ رحمان محمد است و  
 رحمان. ولا شك أن مآلهما واحد. وقد جهل الحق من  
 محمد رحمان است و هیچ شک نیست کہ مآل محمد و رحمان واحد است و  
 هو جاحد. وأما حقيقة صفة الرحيمية. وما  
 ہر کہ انکار کرد او حق را نشاخت۔ مگر حقیقت صفت  
 أخفى فيها من الكيفية الروحانية. فهي إفاضة إنعام و  
 رحیمیت۔ و آنچه پوشیدہ کردہ شد درو از کیفیت روحانیت۔  
 خير على عمل من أهل مسجد لا من أهل دير. و  
 پس آن افاضہ خیر است بر اعمال اہل مسجد نہ اہل دیر و  
 تکمیل عمل العاملين المخلصين. وجبر نقصانهم  
 کامل کردن است عمل عاملان و نیکو کردن  
 كالمتلافيين والمعينين والناصرين. ولا شك  
 نقصان شان بچو تدارک کنندگان و مدد کنندگان۔ و هیچ شک نیست

أن هذه الإفاضة في حكم الحمد من الله الرحيم. فإنه لا  
 کہ ایں فیض رسانیدن در حکم تعریف کردن است از طرف خدا چرا کہ او نازل نمی کند  
 يُنزل هذه الرحمة على عاملٍ إلا بعد ما حمده على نهجه  
 ایں رحمت را بر عاملے مگر بعد زان کہ تعریف کرد او را بر راه راست  
 القويم. ورضی به عملا وراہ مُستحقاً للفضل العمیم. ألا  
 او و بر عمل او راضی شد و او را مستحق فضل عمیم دانست۔ آیا نمی بینی  
 ترى أنه لا يقبل عمل الكافرين والمشركين والمرائين  
 کہ او قبول نمی کند عمل کافران و مشرکان و ریاکاران و متکبران  
 والمتكبرين. بل يُحبط أعمالهم ولا يهديهم إليه ولا  
 بلکہ حبط اعمال شان می کند و سوائے خود ہدایت نمی فرماید و مدد نمی کند  
 ينصرهم بل يتركهم كالمخدولين. فلا شك أنه لا يتوب  
 و ہچو مخدولان می گزارد۔ پس ہچ شک نیست کہ او تعالیٰ  
 إلى أحدٍ بالرحيمية ولا يُكْمَل عمله بنصرة منه والإعانة.  
 سوائے کسی برحمت رجوع نمی فرماید و عمل او را بمدد خود کامل نمی فرماید  
 إلا بعد ما رضی به فعلا وحمده حمداً  
 مگر بعد زانکہ بر کار او راضی شد و او را تعریف کرد  
 يستلزم نزول الرحمة. ثم إذا كمل الحمد من الله  
 کہ مستلزم نزول رحمت است۔ باز چون حمد کردن خدا تعالیٰ بندہ را  
 بكمال أعمال المخلصين. فيكون الله أحمد و  
 بوجہ عمل خالص بندہ بکمال می رسد۔ پس دریں صورت خدا احمد می گردد

العبد مُحَمَّدًا. فسبحان الله أوّل المحمّدين والأحمدین. وبنده محمد۔ پس پاک است آنکه اول الحمدین والاحمدین است۔  
وعند ذالك يكون العبد المخلص في العمل محبوبًا في و دریں هنگام بنده مخلص بوجه عمل خود محبوب باری  
الْحَضْرَةِ. فَإِنَّ اللَّهَ يَحْمَدُهُ مِنْ عَرْشِهِ. وَهُوَ لَا يَحْمَدُ أَحَدًا  
می شود۔ چراکه خدا از عرش خود تعریف او میکند و او تعریف  
إِلَّا بَعْدَ الْمَحَبَّةِ. فَحَاصِلُ الْكَلَامِ أَنَّ كَمَالَ الرَّحْمَانِيَةِ يَجْعَلُ  
کسے نمی کند مگر بعد زانکه او را محبوب خود میگرداند۔ پس حاصل کلام این  
اللَّهُ مُحَمَّدًا وَمُحِبُّوْبًا. وَيَجْعَلُ الْعَبْدَ أَحْمَدًا وَمُحِبًّا يَسْتَقْرِ  
است که کمال رحمانیت خدا را محمد و محبوب میگرداند و بنده  
مَطْلُوبًا. وَكَمَالَ الرَّحِيمِيَةِ يَجْعَلُ اللَّهَ أَحْمَدًا وَمُحِبًّا.  
را احمد و محبّ می گرداند که مطلوب را می جوید و کمال  
وَيَجْعَلُ الْعَبْدَ مُحَمَّدًا وَحِبًّا. وَتَسْتَعْرِفُ  
رحمیت خدا را احمد و محبّ می گرداند و بنده را  
مِنْ هَذَا الْمَقَامِ شَأْنَ نَبِيِّنَا الْإِمَامِ الْهَمَامِ. فَإِنَّ اللَّهَ  
محمد و محبوب میگرداند۔ و خواهی دانست ازین مقام شای پیغمبر ما را  
سَمَّاهُ مُحَمَّدًا وَأَحْمَدًا وَمَا سَمَّاهُمَا عَيْسَى  
که امام بزرگ است چرا که خدا تعالی نام او محمد و احمد  
وَلَا كَلِيمًا. وَأَشْرَكَهُ فِي صِفَتِيهِ الرَّحْمَانِ  
نهاد۔ و این هر دو نام نه عیسی را داد و نه موسی را و در صفت رحمان

والرحیم بما کان فضله علیه عظیمًا. وما ذکر ہاتین  
و رحیم او را شریک کرد چرا کہ برو فضل عظیم بود و این ہر دو  
الصفیتین فی البسملة إلا لیعرف الناس أنهما لله کالاسم  
صفت را در بسم اللہ ازین جہت ذکر کرد تا مردم بدانند کہ این ہر دو صفت خدا  
الأعظم وللنبی من حضرتہ کالخلعة. فسماہ اللہ محمدًا  
را ہجو اسم اعظم اند نسبت باقی صفات و نبی کریم را ہجو خلعت۔ پس نام او  
إشارة إلى ما فیہ من صفة المحبوبة. وسماہ أحمد إیماءً  
محمد نہاد (صلی اللہ علیہ وسلم) تا اشارہ کند سوائے صفت محبوبیت کہ  
إلى ما فیہ من صفة المُحببة. أمّا محمد فلاجل أن  
دروست و نام او احمد نہاد تا اشارہ کند سوائے صفت محبت کہ  
رجالا یحمدہ الحامدون حمدًا كثيرًا إلا  
در اوست مگر محمد از بہر این مستلزم محبوبیت است کہ  
بعد أن یكون ذالک الرجل محبوبًا. وأمّا أحمد  
مردم ہیچکس را بکثرت تعریف نمی کنند۔ مگر اینکہ  
فلاجل أن حامدًا لا یحمد أحدًا بحمدٍ کثیر إلا  
شخص تعریف کردہ شدہ نزد شاں محبوب می باشد  
الذی یحبہ ویجعلہ مطلوبًا. فلا شک أن اسم  
مگر احمد از بہر ہمیں مستلزم محبت است کہ ہیچ تعریف کنندہ تعریف کسے  
محمد یوجد فیہ معنی المحبوبة بدلالة الالتزام.  
نمی کند مگر در اں حالت محبت او می باشد۔ پس ہیچ شک نیست کہ در اسم محمد بدالالت



و کذا لک یوجد فی اسم أحمد معنی الْمُحِبِّیَّة من اللّٰه التّزام معنی محبوبیت موجود اند و ہم چنین در اسم احمد معنی محبت یافتہ می شوند ذی الأفضال والإِنعام. ولا ریب أن نبینا سُمّی محمداً لما از طرف خدای فضل و انعام کننده۔ و بیچ شک نیست کہ خداتعالی نام پیغمبر ما أراد اللّٰه أن یجعلہ محبوباً فی أعینہ و محمد نہاد تا کہ او را در چشم خود و در چشم مردم محبوب بگرداند۔ و ہم چنین أعین الصالحین. و کذا لک سَمَّاهُ أحمد لما أراد خداتعالی نام آن نبی احمد نہاد چرا کہ ارادہ فرمود کہ او ذات او را سبحانہ أن یجعلہ مُحِبّاً ذَاتِہُ و مُحِبّاً المؤمنین دوست دارد و نیز مسلمانان و مومنان را دوست دارد۔ المسلمین. فهو محمد بشأن وأحمد بشأن. واختصَّ أحد پس آن نبی دو شان دارد از روی شانے نام او محمد است و از روی شانے دیگر ہذین الاسمین بزمان والآخر بزمان. وقد أشار الیہ نام او احمد است۔ و نام ازیں ہر دو بزمانے خاص است و نامے دیگر بزبان دیگر و بہ تحقیق سبحانہ فی قولہ ”ذَنَا فَتَدَلُّی“<sup>۱</sup> و فی ”قَابَ قَوْسَیْنِ أَوْ أَدْنَى“<sup>۲</sup>۔

اشارہ کردہ حق تعالی در قول یعنی در آیت دَنَلِی فَتَدَلُّی و آیت قَابَ قَوْسَیْنِ او ثم لَمَّا كَانَ يُظَنُّ أَنْ اخْتِصَّاصَ هَذَا النَّبِيِّ الْمُطَاعِ ادْنَى۔ باز چون خاص کردن این نبی مطاع اُخْلِقَ و السَّجَّاد. بهذه المحامد من رَبِّ العباد.

مطیع الحق بدیں ہر دو اسم دریں گمان مردم را مے انداخت کہ گویا او

﴿۱۰۷﴾

یجرّ إلى الشریک كما عبّد عیسیٰ لهذا الاعتقاد۔  
 دریں خصوصیت شریک باری است چنانکہ عیسیٰ را شریک گرداینده شد۔  
 أراد اللّٰه أن یورثهما الأمّة المرحومة علی  
 اراده کرد خدا تعالیٰ کہ وارث این ہر دو نام بر طریق ظلیت امت مرحومہ  
 الطریقة الظلیّة۔ لیكونا للامّة کالبرکات المتعدّیة۔  
 را بکند۔ تا این ہر دو اسم برائے امت ہنچو برکات متعدیہ شوند و  
 ولیزول وهم اشتراک عبّد خاص فی الصفات الإلهیة۔  
 تا کہ این وہم دور شود کہ بندہ خاص در صفت الہیہ  
 فجعل الصحابة ومن تبعهم مظهر اسم محمد  
 شرکتے میدارد۔ پس صحابہ را و امثال او شان را  
 بالشؤون الرحمانیة الجلالیة۔ وجعل لهم غلبة  
 باشیون جلالیہ رحمانیہ مظهر اسم محمد ساخت۔ و او شان  
 ونصرهم بالعنایات المتوالیة۔ وجعل المسیح الموعود  
 را غلبہ داد و بعنایات متواترہ مدد او شان کرد۔ و  
 مظهر اسم أحمد وبعثه بالشؤون الرحیمیة ﴿۱۰۸﴾  
 مسیح موعود را مظهر اسم احمد ساخت و او را بشان رحیمیت  
 الجمالیة۔ وکتب فی قلبه الرحمة والتحنن  
 و جمال مبعوث فرمود۔ و در دل او رحمت نوشت  
 وهذّبہ بالأخلاق الفاضلة العالیة۔ فذالک هو  
 و بہ اخلاق مہذب کرد۔ پس این ہماں

المهدى المعهود الذى فيه يختصمون. وقد رأوا الآيات  
 مهدى معهود است که درو خصومت می کنند۔ و دیدند نشانها  
 ثم لا يهتدون. ويصرون على الباطل وإلى الحق لا  
 باز ہدایت نمی یابند و بر باطل اصرار می کنند و سوئے حق  
 يرجعون. وذاك هو المسيح الموعود ولكنهم لا  
 رجوع نمی نمایند و ہمیں مسیح موعود است مگر ایشان شناخت  
 يعرفون. وينظرون إليه وهم لا يبصرون. فإن اسم عيسى  
 نمی کنند۔ و سوئے او نظر می کنند مگر نمی بینند۔ چرا کہ  
 واسم احمد متحدان فى الهوية. ومتوافقان فى الطبيعة.  
 اسم عیسیٰ و اسم احمد در ماہیت یکے اند۔ و آں ہر دو  
 ويدلان على الجمال وترك القتال من حيث الكيفية.  
 از روئے کیفیت بر جمال و ترک قتال دلالت  
 وأما اسم محمد فهو اسم القهر والجلال.  
 می کنند۔ و اما اسم محمد پس آں قہر و  
 وكلاهما للرحمان والرحيم كالإطلاق.  
 جلال است و آں ہر دو مر رحمان و رحیم را بچو اطلاق اند۔  
 ألا ترى أن اسم الرحمن الذى هو منبع للحقيقة  
 نمی بینی کہ اسم رحمان کہ منبع اسم محمد است  
 المحمدية يقتضى الجلال كما يقتضى شأن المحبوبة.  
 تقاضا می کند جلال چنانکہ تقاضا ے کند شان محبوبیت را۔

ومن رحمانيته تعالى أنه سخر كل حيوان للإنسان. من  
 واز رحمانیت خدا تعالی است کہ برائے انسان  
 البقر والمعز والجمال والبغال والضان. وإنه أهرق دماءً  
 گاؤ گو سپند شتر و میش مسخر کرد و  
 كثيرة لحفظ نفس الإنسان. وما هو إلا أمرٌ جلالی و نتیجہ  
 برائے حفاظت انسان بسیار خونہا ریخت و  
 رحمانية الرحمان. فثبت أن الرحمانية يقتضى القهر  
 نیست این امر جلالی مگر نتیجہ رحمانیت رحمان۔ پس  
 والجلال. ومع ذلك هو من المحبوب لطف لمن أراد له  
 ثابت شد کہ رحمانیت قہر و جلال را می خواهد۔ و آل  
 النوال. وكم من دود المياہ والأهوية تُقتل للإنسان.  
 از محبوب لطف است برائے کسے کہ ارادہ عطا کردن برائے اوست۔  
 وكم من الأنعام تُذبح للناس إنعاماً من الرحمان.  
 و بسیارے از کرمہائے آہوا و ہوا ہا گشتہ می شوند برائے انسان۔ و بسیارے از چارپایان  
 فخلاصة الكلام إن الصحابة كانوا مظاهر  
 ذبح کردہ میشوند برائے مردم بطور نعمت از رحمان۔ پس خلاصہ کلام این است کہ  
 للحقيقة المحمّدية الجلالية. ولذلك قتلوا  
 صحابہ رضی اللہ عنہم مظهر حقیقت محمدیہ جلالیہ بودند۔  
 قومًا كانوا كالسباع ونعم البادية.  
 و از بہر ہمیں قتل کردند قومے را کہ ہچمو درندگان

لِيُخَلِّصُوا قَوْمًا آخَرِينَ مِنْ سَجْنِ الضَّلَالَةِ وَالغَوَايَةِ.  
و چارپایان جنگل بودند تا قومی دیگر را از زندان گمراهی خلاص دهند و بکشند  
و یجروهم إلى الصلاح والهداية. وقد عرفت أن الحقيقة  
ایشانرا سوائی صلاحیت و هدایت و به تحقیق دانستی که  
المحمدية هو مظهر الحقيقة الرحمانية.  
حقیقت محمدیه مظهر حقیقت رحمانیه است -  
ولا منافاة بين الجلال وهذه الصفة الإحسانية.  
و هیچ منافات نیست در رحمانیت و درین صفت احسانی -  
بل الرحمانية مظهر تام للجلال والسَّطوة الربَّانية.  
بلکه رحمانیت مظهر تام است مرجلال و سطوت ربانی را و  
وهل حقيقة الرحمانية إلا قتل الذي هو أدنى  
حقیقت رحمانیت بجز این چیست که ادنی را  
للذي هو أعلى. وكذلك جرت عادة الرحمن مذ  
برائے اعلیٰ قتل کرده شود - و ہمیں ساں عادت رحمان جاری شدہ  
خلق الإنسان وما وراءه من الورى. ألا ترى  
از روزیکہ دنیا را پیدا کرد - آیا نمی بینی کہ چگونه  
كيف تُقتل دود جرح الإبل لحفظ نفوس الجمال. وتُقتل  
کشتہ می شوند کرمہائے زخم شتر برائے حفاظت جان شتران و کشتہ  
الجمال لينتفع الناس من لحومها وجلودها. و  
می شوند شتران تا مردم بگوشت و پوست شان نفع بگیرند و

﴿۱۱﴾ يتخذوا من أوبارها ثياب الزينة والجمال. وهذه كلها من

از موبائے شان پارچات زینت طیار کنند۔ واین

الرحمانية لحفظ سلسلة الإنسانية والحيوانية. فكما أن

ہمہ از طرف رحمانیت است برائے حفاظت سلسلہ انسانی و حیوانی

الرحمان محبوب كذا لك هو مظهر الجلال. وكمثله

پس بچپناں کہ رحمان محبوب است ہموں طور مظهر جلال نیز ہست۔

اسم محمد في هذا الكمال. ثم لَمَّا ورث الأصحاب اسم

و مثل اوست نام محمد ازین کمال۔ باز چون اصحاب وارث

محمد من الله الوهاب. وأظهروا جلال الله وقتلوا

اسم محمد شدند از خداتعالی و ظاہر کردند جلال الہی را و

الظالمين كالأنعام والدواب. كذا لك ورث المسيح

قتل کردند ظالمان را بچھو چارپایاں۔ ہم چنین وارث

الموعود اسم أحمد الذي هو مظهر الرحيمية والجمال.

شد مسیح موعود اسم احمد را و اختیار کرد برائے

واختار له الله هذا الاسم ولمن تبعه وصار له كالأل.

او این اسم را و برائے تابعان او کہ

فالمسيح الموعود مع جماعته مظهر من

برائے او بچھو آل شدند۔ پس مسیح موعود مع جماعت خود مظهر

الله لصفة الرحيمية والأحمدية. ليتم قوله

است برائے صفت رحیمیت و احمدیت تا کہ کامل شود قول

﴿۱۱۴﴾

”وَآخَرِينَ مِنْهُمْ“<sup>۱</sup>۔ ولا رادّ للإرادات الربانية. وليتم حقيقة او تعالیٰ کہ از قسم صحابہ قومی دیگر نیز ہست کہ ہنوز بہ صحابہ نہ پیوستہ اند و ارادہ الہی المظاهر النبویة. وهذا هو وجه تخصيص صفة الرحمانية را کہسے ردّ نتواند کرد و تا کہ مظاهر نبویہ صورت کمال بگیرد۔ و ہمیں وجہ خاص کردن صفت رحمان والرحيمية بالبسملة. ليدل على اِسْمِي محمد و أحمد و رحيم در بسم اللہ است۔ تا کہ دلالت کند بر اسم محمد و احمد ومظاهرهما الآتية. أعنى الصحابة ومسيح الله الذي كان و مظاهر آل ہر دو کہ آئندہ ظہور شان مقدر بود یعنی صحابہ و مسیح موعود کہ در آتياً في حلل الرحيمية والأحمدية. ثم پیرایہائے رحیمیت و احمدیت آئندہ شود۔ باز دوبارہ بیان کنیم نکرر خلاصة الكلام في تفسير ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“۔ و خلاصہ کلام در تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ پس فاعلم أن اسم الله اسم جامد لا يعلم معناه إلا بدان کہ اسم اللہ اسمے است جامد نمی داند معنی آل مگر خدائے علیم الخبير العليم. وقد أخبر عزّ اسمه بحقيقة هذا الاسم وخبیر۔ و بہ تحقیق خبرداد محقیقت این اسم خدا تعالیٰ دریں فی هذه الآية. وأشار إلى أنه ذاتٌ مُتَّصِفَةٌ بالرحمانية آیت اشارت کرد سوئے این کہ آل ذات متصف است برحمانیت والرحيمية. أي متصفة برحمة الامتنان. و رحیمیت۔ اے برحمت احسان و برحمت

رحمةٌ مقيّدةٌ بالحالة الإيمانية. وهاتان رحمتان كماءٍ مقيدٌ بحالت إيمانية۔ و این هر دو رحمت اصفی و غذاءِ أحلی من منبع الربوبية. و كل ما هو همچو آب صافی و غذاء شیرین از چشمه ربوبیت اند۔ و هر چه دونهما من صفات فهو كشع لهذه الصفات. سوائے این هر دو از صفت ہا است پس آل همچو شعبہ ہاست برائے این والأصل رحمانية و رحيمية و هما مظهر سرّ الذات. صفات و اصل رحمانيت و رحيميت است۔ ثم أعطى منهما نصيباً كاملٌ لنبينا إمام النهج القويم. باز ازاں هر دو پیغمبر مارا نصیبے کامل داده شد۔ فجعل اسمه مُحَمَّدًا ظلّ الرحمان. و اسمه أحمد پس اسم او محمد ظلن رحمان قرار داده شد و اسم احمد ظلن ظلّ الرحيم. و السرّ فيه أن الإنسان الكامل لا يكون رحيم۔ و دریں راز این است کہ انسان کامل کامل نمی گردد کاملاً إلا بعد التخلّق بالأخلاق الإلهية مگر بعد تخلّق بہ اخلاق الہیہ و صفات ربوبیت۔ و صفات الربوبية. وقد علمت أن أمر الصفات كلها و بدانتی کہ امر ہمہ صفات باری بمآل کار تؤول إلى الرحمتين اللتين سمّيناهما بالرحمانية سوائے این هر دو رحمت باز گشت می کند یکے رحمانیت



﴿۱۱۳﴾

والرحیمة. وعلمت أن الرحمانية رحمة مطلقاً علی سبیل  
دوم رحیمیت۔ و بدآستی کہ رحمانیت رحمت مطلقہ است  
الامتنان. ویرد فیضانها علی کل مؤمن و کافر بل کل نوع  
بر سبیل احسان۔ و وارد ے شود فیضان او بہ ہر مؤمن و  
الحيوان. وأمّا الرحیمة فهي رحمة وجوبية من اللّٰه  
کافر بلکہ ہر قسم نوع جانداراں۔ مگر رحیمیت پس آں رحمت  
أحسن الخالقین. وجبت للمؤمنین خاصة من دون  
وجوبية ہست خاص برائے مومنوں بجز  
حيوانات أخرى والكافرين. فلزم أن يكون الإنسان  
دیگر حیوانات و کافران۔ پس  
الكامل أعني محمداً مظهر هاتين الصفتين.  
لازم آمد کہ انسان کامل اعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظهر  
فلذالك سُمي محمداً وأحمد من رب الكونين. وقال  
ایں ہر دو صفت باشد واز بہر ہمیں نام او محمد و احمد است۔ و خدا تعالیٰ  
اللّٰه في شأنه ”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ  
در شان او فرمود کہ مردم از ہر قوم نزد شما رسول آمد کہ  
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ“۔  
از بہترین خاندان شہاست برو گراں می آید کہ شما را در وے  
فأشار اللّٰه في قوله ”عَزِيزٌ“ وفي قوله ”حَرِيصٌ“ إلى  
رسد و بر سلامتی شما حریص است و ایں صفت رحمانیت

أنه عليه السلام مظهر صفته الرحمان ☆ بفضله العظيم. دروست کہ بے استحقاق ہمدردی تمام مخلوق لآنه رحمة للعالمين کلهم ولنوع الإنسان ۱۱۵﴾ ے کند وصفے دیگر رحیمیت است دریں رسول زیرا کہ او نمی خواهد کہ والحيوان. وأهل الكفر والإيمان. ثم قال اعمال مومنان ضایع شوند پس خدا تعالیٰ در قول خود عزیز در قول خود حریص ”بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ“ . فجعله رحماناً ورحيمًا سوئے این اشاره کرده است زیرا کہ آن نبی رحمت است برائے تمام عالم انسان كما لا يخفى على الفهيم. وحمده وعزا إليه خلقاً باشند یا حیوان۔ پس تعریف کرد او را و منسوب کرد سوئے او خلق عظیم را عظيمًا من التفخيم والتكريم. كما جاء في القرآن از روئے بزرگ دانستن۔ و اکرام کردن چنانچہ در قرآن شریف آمده است و الكريم. وإن سألت ما خلقه العظيم فنقول إنه رحمان اگر سوال کنی کہ خلق عظیم او چیست پس می گویم کہ او رحمان است و رحيم ورحيم. ومُنَحَّ هو عليه الصلاة هذين النورين و آدم داده شد او را این هر دو نور و آدم در میان آب و گل بود

☆ الحاشية  
قال الله تعالى وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ٢ . ولا يستقيم هذا  
گفت خدا تعالیٰ (کہ اے نبی) ما ترا برائے ہمہ چیز ہا رحمت فرستادیم و این معنی درست  
المعنى الا فى الرحمانية فان الرحيمية يختص بعالم واحد من المؤمنين . منه  
نمی شوند مگر در رحمانیت چرا کہ رحیمیت بعالم واحد مخصوص است کہ عالم مومنان است۔ منه

بين الماء والطين. و كان هو نبياً وما كان لآدم

او را از وجود خود نشانی نہ بود و نہ پوست

أثر من الوجود ولا من الأديم. و كان الله نوراً فقضى

ظاہر بود۔ و خدا نور بود پس

أن يخلق نوراً فخلق محمد بن الذي هو كدرّ یتیم. و

خواست کہ نورے پیدا کند پس پیدا کرد محمد را

أشرك اسميه في صفتيه ففاق كل من أتى الله

کہ ہجو لؤلؤ یکدانہ است و ہر دو اسم او محمد و احمد را در ہر دو صفت خود

بقلب سليم. وإنهما يتالآن في تعليم القرآن الحكيم.

کہ رحمن و رحیم است شریک ساخت پس سبقت برو

وإن نبينا مرگب من نور موسى ونور عيسى كما

برہمہ آل مردم کہ بدل سلیم پیش خدا حاضر شدند وآں ہر دو نام می درخشد در

هو مُرگب من صفتي ربنا الأعلى. فاقضى التركيب

تعلیم قرآن حکیم و رسول ماصلی اللہ علیہ وسلم مرکب است از نور☆ و نور عیسیٰ ہم چنان

أن يُعطى له هذا المقام الغريب. فلأجل ذلك

مرکب است از ہر دو صفت خدائے بزرگ پس تقاضا کرد ترکیب کہ این مقام

سمّاه الله محمّداً وأحمد. فإنه ورث نور

عجیب او را دادہ شود۔ پس از بہر ہمیں خداتعالی نام او محمد و احمد نہاد

الجلال والجمال وبه تفرّد. وإنه

چرا کہ او وارث شدہ است نور جلال و جمال را و بدان نور متفرد است و او را

أعطى شأن المحبوبين وجنان المُحِبِّين. كما هو من  
 داده شده است شان محبوبان و دل مجاب چنانچه آن هر دو صفت  
 صفتی رب العالمین. فهو خیر المحمودین و  
 رب العالمین است۔ پس بہترین محمودان است  
 خیر الحامدین. وأشركه الله في صفتيه وأعطاه حظاً  
 و بہترین حامدان و شریک کرد او را خدا تعالیٰ  
 كثيراً من رحمته. وسقاه من عينيه. و خلقه بيديه.  
 در هر دو صفت خود و عطا کرد او را حظ کثیر از هر دو رحمت و از هر دو  
 فصار كقارورة فيها راح. أو كمشكوة فيها مصباح.  
 چشمه خود او را نوشتانید و پیدا کرد او را بہر دو دست خود کہ دست جلال و جمال است۔  
 و كمثل صفتيه أنزل عليه الفرقان. و جمع فيه  
 پس ہنجو آں شیشہ شد کہ درو شراب باشد یا ہنجو آں قندیل کہ درو چراغ بود و ہنجو آں ہر دو  
 الجلال والجمال و ركب البيان. وجعله سلاله  
 صفت نازل کرد برو فرقان را۔ و جمع کرد در قرآن جلال و جمال ہر دو را و مرکب کرد  
 التوراة والإنجيل. و امرأة لرؤية وجهه الجليل والجميل.  
 بیان را و کرد او را بطور عرق کشیدہ از تورات و انجیل و آئینہ برائے دیدن حضرت  
 ثم أعطى الأمة نصيباً من كأس هذا الكريم. و علمهم من  
 باری کہ صاحب جلال و جمال است باز عطا کرد امت را حصہ از پیالہ ایں کریم  
 أنفاس هذا المتعلم من العليم. فشرب  
 و تعلیم داد او شان را از نفسہائے ایں تعلیم یافتہ ازاں دانندہ۔ پس

﴿۱۱۸﴾

بعضهم من عين اسم محمد نالتى انفجرت من صفة  
بعض مردم از چشمه اسم محمد بخوردند که از صفت رحمان  
الرحمانية. وبعضهم اغترفوا من ينبوع اسم أحمد نالذى  
جوش زده است و بعض ایشان از چشمه اسم  
اشتمل على الحقيقة الرحيمية. وكان قدراً مقدراً من الابتداء  
احمد مشت آب گرفتند که بر حقیقت رحیمیت اشتمال دارد و بود اندازه  
و وعداً موقوتاً جارياً على ألسن الانبياء. أن اسم أحمد لا  
مقرر کرده شده از ابتدا و وعده بوقت وابسته و جاری شده بر زبان انبیاء  
تجلی بتجلی تام فی أحد من الوارثین. إلا فی المسیح الموعود  
که اسم احمد تجلی تام در احدی از وارثین تجلی نخواهد شد. مگر  
الذى يأتى الله به عند طلوع يوم الدين. وحشر المؤمنين.  
در مسیح موعود که بدو وقت مالک یوم الدین خواهد آمد  
و يرى الله المسلمين كالضعفاء. والإسلام كصبى نُبذ  
و خواهد دید خدا تعالی مسلمانان را کمزوران و اسلام را  
بالعراء. فيفعل لهم أفعالا من لدنه وينزل لهم من السماء.  
بهمچو طفل افتاده در دشت پس خواهد کرد برائے او شای کارها و فرود آید برائے شای۔  
فهناك تكون له السلطنة فى الأرض كما هى فى  
پس آن وقت او را بر زمین سلطنت چنان خواهد بود که بر  
الأفلاك. وتهلك الأباطيل من غير ضرب الأعناق و  
آسمان ها و همه باطل ها هلاک خواهند شد بغیر کشتن مردم و

تنقطع الأسباب كلها وترجع الأمور إلى مالك الأملاك.  
اسباب ہمہ منقطع خواهند شد و امرے مالک الملک منتقل خواهد شد۔  
وعدُّ من الله حق كمثل وعدِّ تمّ في آخر زمن بني إسرائيل.  
اين وعده حق از خدا تعالیٰ است همچو آں وعده کہ در آخر زمانہ بنی اسرائیل با تمام رسید  
إذ بُعث فيهم عيسى بن مريم فأشاع الدين من غير أن يقتل  
یعنی آن وقت کہ در آں عیسیٰ بن مریم مبعوث شد و دین را بغیر شمشیر شایع کرد۔  
من عصي الرب الجليل. وكان في قدر الله العليّ العليم. أن  
و بود در تقدیر خدائے علیم و حکیم کہ آخر این  
يجعل آخر هذه السلسلة كآخر خلفاء الكليم. فلأجل  
سلسلہ را همچو آخر سلسلہ خلفاء موسیٰ بگرداند۔ پس برائے ہمیں  
ذالك جعل خاتمة أمرها مستغنية من نصر الناصرين.  
خاتمہ اسلام مستغنی کرده شد از مدد مدکنندگان و مظهر  
ومظهِراً للحقيقة مالك يوم الدين. كما يأتي تفسيره بعد  
برائے حقیقت مالک یوم الدین چنانچہ تفسیر آں قریب می آید و از  
حين. ومن تتمّة هذا الكلام. أن نبينا خيرا لانام لما كان  
تمتہ این کلام این ست کہ چونکہ نبی ماصلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء ست  
خاتم الانبياء واصفى الأصفياء. وأحبّ الناس إلى حضرة  
و صافی تر از تمام برگزیدگان و از ہمہ محبوب تر نزد حضرت احدیت  
الكبرياء. أراد الله سبحانه أن يجمع فيه صفتيه العظيمين على  
ارادہ کرد او سُبْحانہ کہ بطور ظلیت صفات عظیمہ خود

الطريقة الظلية. فوہب له اسم محمد و احمد ليكونا  
دو جمع کند۔ پس بخشد او را اسم محمد و اسم احمد تا کہ  
کالظلمين للرحمانية والرحيمية. ولذالك أشار في قوله  
اين ہر دو اسم برائے رحمانیت و رحیمیت بطور ظل باشند و از بہر ہمیں  
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ<sup>۱</sup> إِلَى أَنْ الْعَابِدِ الْكَامِلِ يُعْطَى لَهُ  
در قول خود ایاک نعبد و ایاک نستعین اشارہ فرمودہ است کہ پرستار  
صفات رب العالمين. بعد أن يكون من العابدين الفانين.  
کامل را بطور ظل صفات رب العالمین دادہ می شود بعد زانکہ از  
وقد علمت أن كل كمال من کمالات الأخلاق  
عابدان فنا شدہ شود۔ و تو دانستی کہ ہر کمال  
الإلهية. مُنْحَصِرٌ فِي كَوْنِهِ رَحْمَانًا وَرَحِيمًا وَ  
از کمالات اخلاق الہیہ منحصر است در  
لذالك خَصَّه‌مَا اللَّهُ بِالْبِسْمَلَةِ. وَعَلِمْتَ أَنَّ اسْمَ  
صفت رحمان و رحیم و از بہر ہمیں ایں ہر دو اسم بہ بسم اللہ خاص  
محمد و أحمد قد أُقِيمَا مَقَامَ الرَّحْمَانِ وَ الرَّحِيمِ. وَ  
کردہ شدند۔ و دانستی کہ اسم محمد و احمد قائم مقام صفت رحمان  
أَوْ دَعِهْمَا كُلَّ كَمَالٍ كَانَ مَخْفِيًّا فِي هَاتَيْنِ الصِّفَتَيْنِ  
و رحیم است۔ و ہر کمال کہ دریں ہر دو صفت مخفی بود دریں  
مِنَ اللَّهِ الْعَلِيمِ الْحَكِيمِ. فَلَا شَكَّ أَنَّ اللَّهَ  
ہر دو نام نہادہ شد۔ پس ہیچ شک نیست کہ خدا تعالیٰ

جعل هذين الاسمين ظَليْن لصفتيه. ومظهرين لسيرتيه. ایں ہر دو اسم را برائے ہر دو صفت خود بطور ظل و مظهر لُیْرِي حقیقۃ الرحمانیة والرحیمیة فی کردہ است تا کہ بیند حقیقت رحمانیت و رحیمیت را مرآة المحمّدية والأحمدية. ثم لما كان كَمَل أمته در آئینہ محمدیت و احمدیت باز چون کاملان امت علیہ السلام من أجزاء الروحانية. وکالجوارح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را ہجھو اجزاء روحانیت بودند و ہجھو اعضا بودند للْحَقِيقَةِ النَّبَوِيَّةِ. أراد اللّٰه لإبقاء آثار هذا حقیقت نبویہ را ارادہ فرمود خداتعالیٰ برائے باقی داشتن نشان ہائے ایں النبی المعصوم. أن یورثهم هذين الاسمين كما نبی معصوم۔ اینکہ وارث کند ایشان را دریں ہر دو صفت ہم چنان کہ جعلهم وُراثۃ العلوم. فأدخل الصحابة تحت ظلّ اسم وارث علوم کردہ است۔ پس صحابہ را زیر ظل اسم محمد داخل کرد مَحْمَدَ الَّذِي هُوَ مَظْهَرُ الْجَلالِ. وأدخل المسيح آں اسم کہ مظهر جلال است و داخل کرد مسیح موعود الموعود تحت اسم أحمد الَّذِي هُوَ مَظْهَرُ الْجَمالِ. وما زیر ظل احمد کہ مظهر جمال است و ایں وجد هؤلاء هذه الدولة إِلَّا بِالظلية. فإذن ما تَمَّ شريكٌ دولت را نیافتند مگر بظلیت۔ پس اکتوں نیست اینجا شریکے



على الحقيقة. وكان غرض الله من تقسيم هذين  
 على وجه الحقيقت و غرض خدا تعالی از تقسیم این دو  
 الاسمين. أن يُفرِّق بين الأمة ويجعلهم فريقين. فجعل  
 اسم این بود۔ کہ یک امت را دو امت سازد۔  
 فريقاً منهم كمثل موسى مظهر الجلال. وهم صحابة النبي  
 پس گروہے را از ایشان بپنجو موسیٰ از روئے جلال کرد و آن  
 الذين تصدّوا أنفسهم للقتال. وجعل فريقاً منهم  
 صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اند کہ برائے قتال خویشتن را پیش کردند  
 كمثل عيسى مظهر الجمال. وجعل قلوبهم لينةً  
 و فریقے را ازوشان بپنجو عیسیٰ مظهر جمال کرد و دل شان  
 وأودع السلم صدورهم وأقامهم على أحسن الخصال.  
 نرم گردانید و آشتی را در سینہ شان نهاد و بر احسن خصال  
 وهو المسيح الموعود والذين اتبعوه من النساء والرجال.  
 اوشانرا قائم کرد و آل مسیح موعود است و تابعان او از  
 فتم ما قال موسى وما فاه بكلام عيسى وتم وعد الرب  
 زنان و مردان پس بہ تمام رسید آنچه موسیٰ گفت و آنچه عیسیٰ گفت  
 الفعال. فإن موسى أخبر عن صحب كانوا مظهر اسم  
 و تمام شد وعدہ خدا تعالی۔ چرا کہ موسیٰ خبر داد از آن اصحاب  
 محمد نبينا المختار. وصور جلال الله  
 کہ مظهر اسم محمد بودند و صورت ہائے جلال الہی

القَهَّارِ. بقوله "أَشَدَّاءٌ عَلَى الْكُفَّارِ" <sup>۱</sup>، وإن عيسى أخبر عن  
 بودند بقول او که او شان سخت بر کافران اند۔ و بہ تحقیق عیسی از گروہے  
 "آخَرَيْنَ مِنْهُمْ" وعن إمام تلك الأبرار. أعنى المسيح  
 دیگر خبر داد و از امام آل نیکان۔ مراد من آل مسیح  
 الذى هو مظهر أحمد الراحم الستار. ومنبع جمال الله  
 است کہ مظهر احمد است کہ رحم کننده و ستار است۔ منبع جمال رحیمیت  
 الرحيم الغفار. بقوله "كَزَّرِعٍ أَخْرَجَ شَطْعَةً" <sup>۲</sup> الذى هو  
 است۔ و این در قول اوست کہ گفت کہ آل گروہ ہچو سبزہ نبات است  
 معجب الكفار. و كل منهما أخبر بصفاتٍ تناسب صفاته  
 کہ بہ نرمی سر می بردارد و آخر مزارعین را در تعجب می اندازد و ہر یک ازیں ہر دو  
 الذاتية. واختار جماعة تشابه أخلاقهم أخلاقه المرضية.  
 موسی و عیسی بدان صفتها خبر داد کہ مناسب صفات ذاتیہ او بودند۔ و اختیار کرد جماعتی را کہ  
 فأشار موسى بقوله "أَشَدَّاءٌ عَلَى الْكُفَّارِ" <sup>۳</sup> إلى صحابة  
 اخلاق او شان باخلاق او مشابہ بودند۔ پس موسی بقول خود کہ اشداء علی الکفار سوائے  
 أدر كوا صُحبة نبيِّنا المختار. وأروا شدةً وغلظةً في  
 صحابہ رضی اللہ عنہم اشارہ کرد آنا نکہ صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتند  
 المضممار. وأظهروا جلال الله بالسيف البتار. وصاروا  
 و شدت و سختی در میدان نمودند۔ و جلال الہی بشمشیر بران ظاہر نمودند  
 ظل اسم محمد رسول الله القهَّار.  
 و ظل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدند

﴿۱۲۳﴾

عليه صلوات الله وأهل السماء وأهل الأرض من الأبرار  
 برو سلام خدا و آسمانیان و زمینان از نیکان۔  
 والأخيار. وأشار عيسى بقوله "كَزْرَعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ" ☆  
 وعيسى يقول خود معنی فقره كَزْرَعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ  
 إلى قومٍ "آخِرِينَ مِنْهُمْ" وإمامهم المسيح. بل ذكر اسمه  
 سوائے قومے دیگر و امام شان کہ مسیح است اشارہ  
 أحمد بالتصريح. وأشار بهذا المثل الذي جاء في القرآن  
 کرد۔ و بدیں مثل کہ در قرآن شریف است  
 المجيد. إلى أن المسيح الموعود لا يظهر إلا كنباتٍ لِينٍ  
 اشارہ کرد کہ مسیح موعود ظاہر نہ شود۔  
 لا كالشئ الغليظ الشديد. ثم من عجائب  
 مگر ہچو سبزہ نرم نہ ہچو چیزے کہ غلیظ و شدید است باز از عجائب

☆ اعلم يا طالب العرفان انه ما جاء في كتاب الله الفرقان ان الصحابة كانوا  
 رحماء على اهل البغي والعدوان. واما رُحْمُ بعضهم على بعضٍ فلا يخرجهم من  
 الجلالية. بل تزيد قوّة الجلال كونهم في صورة الوحدة فانهم كشخص واحد  
 عندالله و كالجوارح لحضرة الرسالة. ولا يختلج في قلبٍ انّ مثل الزرع مشترك  
 في التوراة والانجيل فانّ هذا المثل قد خُصّ بكتاب عيسى في التنزيل. ثم لا نجدہ  
 في التوراة ونجدہ في الانجيل بالتفصيل ومن المعلوم انّ القراء الكبار يقفون على  
 قوله تعالى مثلهم في التوراة. و لا يلحقون به هذا المثل عندقراءة هذه الآيات. بل  
 يخصوصونه بالانجيل يقيناً من غير الشبهات ولاجل ذلك كتب الوقف الجائز عليه في  
 جميع المصاحف المتداولة وان كنت في شك فانظر اليها لزيادة المعرفة. منه

القرآن الکریم أنه ذکر اسم أحمد حکایتاً عن عیسی  
 قرآن کریم این است کہ او از زبان عیسی علیہ السلام احمد را  
 و ذکر اسم محمد حکایتاً عن موسیٰ. لیعلم القارئ أن النبی ﴿۱۲۳﴾  
 نقل کرد و از موسیٰ علیہ السلام اسم محمد تا کہ خواننده بداند کہ نبی  
 الجلالی أعنی موسیٰ اختار اسماً یُشابه شأنه. أعنی محمد  
 جلالی یعنی موسیٰ مناسب حال خود اسم اختیار کرد یعنی محمد کہ  
 نالذی هو اسم الجلال. و کذا لک اختار عیسیٰ اسم  
 اسم جلالی است۔ و عیسیٰ علیہ السلام اسم احمد اختیار کرد کہ  
 أحمد نالذی هو اسم الجمال بما کان نبیاً جمالیاً وما  
 اسم جمالی است چرا کہ عیسیٰ نبی جمالی بود و بیچ چیزے از قہر  
 اعطیٰ له شیء من القہر والقتال. فحاصل الکلام أن کلاً  
 و جلال نداشت۔ پس حاصل کلام این است کہ این ہر دو نبی سوائے مثل خود  
 منہما أشار الی مثیلہ التام. فاحفظ هذه النکتۃ فإنہا تُجیک  
 اشارت کردہ اند۔ یادگیر این نکتہ را چرا کہ آل نجات دہد ترا از وہم ہا۔  
 من الأوهام. وتکشف عن ساقی الجلال والجمال. وتُری  
 و ہر دو ساق جلال و جمال را برہنہ مے کند و بعد  
 الحقیقۃ بعد رفع الفدام. وإذا قبلت هذا فدخلت فی حفظ  
 رفع سرپوش حقیقت را وامی نماید۔ پس اگر این قبول کردی پس داخل شدی در حفظ  
 اللہ و کلاً من کل دجال. و نجوت من کل ضلال.  
 خدا تعالیٰ از ہر دجال۔ و نجات یافتی از ہر گمراہی۔

## البَابُ الرَّابِعُ

### باب چہارم

فی تفسیرِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ .  
مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ .

اعلم أن الحمد ثناءٌ على الفعل الجميل لمن  
بدانکہ حمد تعریفی است بر فعل جمیل کسے را کہ می سزد تعریف را  
يستحق الثناء . ومدحٌ لمنعمٍ أنعم من الإرادة وأحسن  
و مدح است مر منعمے را کہ بارادہ خود انعام کردہ است  
كيف شاء . ولا يتحقق حقيقة الحمد كما هو حقها إلا  
و نیکی کردہ است بطوریکہ خواستہ و تحقق نمی شود حقیقت حمد چنانکہ  
للذی هو مبدءٌ لجميع الفيوض والأنوار . ومُحسِنٌ  
حق اوست مگر برائے کسے کہ او مبدء تمام فیوض و نورہاست و بر وجہ  
على وجه البصيرة لا من غير الشعور ولا من الاضطرار .  
بصیرت احسان کنندہ است نہ بغیر ارادہ و نہ در وقت انتظار۔ پس  
فلا يوجد هذا المعنى إلا في الله الخبير البصير . وإنه هو  
یافتہ نمی شوند این معنی مگر در خبیر و بصیر۔ و  
المحسن ومنه المنن كلها في الأول والأخير . و  
فی الحقیقت محسن ہموں است و ہمہ احسانہا از دست در اول و در آخر

لَهُ الْحَمْدُ فِي هَذِهِ الدَّارِ وَتِلْكَ الدَّارِ. وَإِلَيْهِ يَرْجِعُ

و او راست تعریف در اینجا و در آنجا و سوئے او آل ہمہ  
کل حمد يُنسب إلى الأغيار. ثم إن لفظ الحمد مصدرٌ  
راجع ے گردد کہ سوئے اغیار منسوب کردہ می شود۔ باز لفظ حمد مصدر است کہ

مبني على المعلوم والمجهول. وللفاعل والمفعول. من

بنی است بر معلوم و مجهول۔ و برائے فاعل و مفعول از خدا

اللَّهُ ذِي الْجَلَالِ. وَمَعْنَاهُ أَنَّ اللَّهَ هُوَ مُحَمَّدٌ وَهُوَ أَحْمَدُ

تعالی۔ و معنی او این است کہ خدا محمد است و خدا احمد بر وجه کمال

على وجه الكمال. والقريظة الدالة على هذا البيان. أنه

و قرینہ دلالت کنندہ بریں بیان این است کہ خدا تعالی

تعالی ذکر بعد الحمد صفاتا تستلزم هذا المعنى عند أهل

ذکر کرد بعد حمد آل صفتها را کہ مستلزم این معنی اند و

العرفان. واللَّهِ سُبْحَانَهُ أَوْ مَا فِي لَفْظِ الْحَمْدِ إِلَى صِفَاتِ

خدائے سُبحانہ اشارت کرد در لفظ احمد سوئے آل صفات

توجد في نوره القديم. ثم فسّر الحمد وجعله مخدّرة

کہ در نور قدیم او یافتہ ے شوند و لفظ حمد را آل عروس ساخت

سَفَرْتُ عَنْ وَجْهَيْهَا عِنْدَ ذِكْرِ الرَّحْمَانِ وَالرَّحِيمِ. فَإِنْ

کہ در وقت ذکر رحمان و رحیم از برقع روئے خود بیروں آورد۔

الرَّحْمَانُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْحَمْدَ مَبْنِي عَلَى الْمَعْلُومِ.

چرا کہ لفظ رحمان دلالت میکند براینکہ صیغہ حمد بنی بر معلوم است۔

﴿۱۳۷﴾

وَالرَّحِيمِ يَدُلُّ عَلَى الْمَجْهُولِ كَمَا لَا يَخْفَى عَلَى أَهْلِ  
 و لفظ ☆ دلالت بریں میکند کہ لفظ حمد مبنی بر مجهول است  
 العلوم. وَأَشَارَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ فِي قَوْلِهِ "رَبِّ الْعَالَمِينَ" إِلَى أَنَّهُ  
 چنانچہ بر اہل علم پوشیدہ نیست و اشارت کرد در قول او کہ رب العالمین  
 هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْهُ كُلَّمَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ.  
 است سوئے اینکه پیدا کنندہ ہر یک چیز خدا ست و از دست ہرچہ در  
 وَمِنَ الْعَالَمِينَ مَا يُوْجَدُ فِي الْأَرْضِ  
 آسمانہا و زمینہا است۔ و از جملہ عالمہا آناں ہستند کہ بر زمین یافتہ می شوند از  
 مِنْ زَمْرِ الْمُهْتَدِينَ. وَطَوَائِفِ الْغَاوِينَ وَالضَّالِّينَ. فَقَدْ  
 گروہ ہا ہدایت یافتگان و گروہ ہائے گمراہاں۔ پس گاہے زیادہ مے شود عالم  
 يَزِيدُ عَالِمَ الضَّلَالِ وَالْكَفْرِ وَالْفِسْقِ وَتُرِكَ الْعِتْدَالِ.  
 گمراہی و کفر و فسق و ترک اعتدال تا بحدے کہ  
 حَتَّى يَمْلَأَ الْأَرْضَ ظُلْمًا وَجورًا وَيَتْرَكَ النَّاسَ طَرِيقَ  
 زمین از ظلم و جور پُر می شود و مردم راہ ہائے خدا ترک  
 اللَّهُ ذَا الْجَلَالِ. لَا يَفْهَمُونَ حَقِيقَةَ الْعِبَادِيَّةِ. وَلَا  
 می کنند۔ نمی فہمند حقیقت عبودیت را و نہ  
 يُوَدُّونَ حَقَّ الرَّبُّوبِيَّةِ. فَيَصِيرُ الزَّمَانُ كَالذَّلِيلَةِ  
 ادا مے کنند حق ربوبیت را پس زمانہ ہچو شب تاریک  
 اللَّيْلَاءِ. وَيُدَاسُ الدِّينَ تَحْتَ هَذِهِ الْأَوْءَاءِ.  
 مے گردد و دین زیر سختی ہا کوفتہ مے شود۔

ثم يأتي الله بعالم آخر فتبدل الأرض غير الأرض و  
 باز خدا تعالیٰ عالمے دیگر ظاہر ے فرماید پس مبدل می شود زمین  
 ينزل القضاء مُبدلاً من السماء . ويُعطى للناس قلبٌ  
 و نازل می شود تقدیر نو از آسمان۔ و دادہ  
 عارفٌ و لسانٌ ناطقٌ لشكر النعماء . فيجعلون  
 می شود مردم را دل شناسندہ و زبان گویندہ برائے شکر نعمت پس نفسہائے خود را  
 نفوسهم كَمُورٍ مُعْبَدٍ لِحَضْرَةِ الْكَبْرِيَاءِ . ويأتونه  
 برائے خدا تعالیٰ بچھو راہ نرم کردہ می کنند و می آیند پیش او بخوف و رجاء  
 خوفاً و رجاءً بطرف مغضوضٍ من الحياء . و  
 و بچشم پوشیدہ از حیا۔ و روئے کہ کردہ باشند سوئے قبلہ  
 وجه مقبل نحو قبلة الاستجداء . وهمّة في العبودية قارعة  
 طلب بخشش و بہ ہمتی کہ از عبودیت سر بلندی را مس کردہ  
 ذُرْوَةَ الْعَلَاءِ . ويشتد الحاجة إليهم إذ انتهى الأمر إلى  
 باشد۔ و سخت می شود حاجت سوئے شاں چوں امر  
 كمال الضلالة . وصار الناس كسباع أو نَعَمٍ من  
 مردم تا کمال گمراہی برسد۔ مردم بچھو درندگان یا چارپایاں از  
 تغيّر الحالة . فعند ذلك تقتضى الرّحمة الإلهية  
 تغیر حالت شوند پس دریں وقت رحمت الہی تقاضا می کند  
 والعناية الأزلية أن يُخلق في السماء ما يدفع  
 و عنایت ازلی می خواهد کہ در آسمان آزا پیدا کند کہ دفع



﴿۱۲۹﴾

الظلام. ويهدم ما عمّر إبليس وأقام.  
تاریکی کند و بشکند آنچه ابلیس عمارت کرد و قائم کرد۔ از مکانها و  
من الأبنية والخيام. فينزل إمام من الرحمن.  
خیمها پس نازل می شود امام از رحمان تا دفع کند لشکر  
ليذبّ جنود الشيطان. ولم يزل هذه الجنود و  
شيطان را۔ و همیشه این لشکر و آن لشکر جنگ می کنند۔  
تلك الجنود يتحاربون. ولا يراهم إلا من  
و نمی بینند او شانرا مگر کسی که او را چشم داده باشند تا بحدی که گردنهای  
اعطى له عينان. حتى غلّ أعناق الأباطيل. وانعدم  
باطل بسته می شوند و دلائل شان معدوم می شوند پس همیشه  
ما يرى لها نوع سراب من الدليل. فما زال  
می باشد امام غالب بر دشمنان مدد کننده آنرا که  
الإمام ظاهراً على العدا. ناصرًا لمن اهتدى.  
هدایت یابد بلند کننده نشانهای هدایت را زنده کننده  
معليا معالم الهدى محيياً مواسم التقى. حتى يعلم الناس  
نشانهای تقوی را تا بدانند مردم که او قید کرد طواغیت کفر را  
أنه أسر طواغيت الكفر وشدّ وثاقها. وأخذ سباع  
و مضبوط کرد قید آنها را و گرفت درنده های دروغ را و بست  
الأكاذيب وغلّ أعناقها. وهدم عمارة البدعات وقوض  
آنها را بشکست عمارت بدعات و ویران کرد بنای

قَبَاهِهَا. وَجَمَعَ كَلِمَةَ الْإِيمَانِ وَنَظَّمَ أَسْبَابَهَا.  
 گرد بر آورده او و جمع کرد کلمه ایمان را و منتظم کرد اسباب آنرا و قوی کرد  
 وَقَوَّى السُّلْطَنَةَ السَّمَاوِيَّةَ وَسَدَّ الثُّغُورَ. وَأَصْلَحَ  
 آسمانی سلطنت را و رخنه‌های او را بند کرد و اصلاح شان او  
 شَأْنَهَا وَسَدَّدَ الْأُمُورَ. وَسَكَّنَ الْقُلُوبَ الرَّاجِفَةَ.  
 کرد و امور او درست کرد و تسکین داد دل‌های لرزنده را و  
 وَبَكَّتِ الْأَلْسِنَةَ الْمَرْجِفَةَ. وَأَنَارَ الْخَوَاطِرَ الْمَظْلَمَةَ.  
 لاجواب کرد زبان‌های دروغ گوینده را و روشن کرد دل‌های تاریک را  
 وَجَدَّدَ الدَّوْلَةَ الْمَخْلُوقَةَ. وَكَذَلِكَ يَفْعَلُ اللَّهُ الْفَعَالَ.  
 و تازه کرد دولت کهنه را و هم چنین می کند خدای  
 حَتَّى يَذْهَبَ الظُّلَامُ وَالضَّلَالُ. فَهَذَا كَمَا يَنْكُصُ  
 فعال تا بجای که دور می شود تاریکی و گمراهی-  
 الْعِدَاءَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ. وَيُنْكَسُونَ مَا ضَرَبُوا مِنْ  
 پس در آن وقت پس پا می روند دشمن و گون می کنند  
 خِيَامِهِمْ. وَيَحْلُونَ مَا أَرَبُوا مِنْ أَرَابِهِمْ. وَمَنْ أَشْرَفَ  
 آنچه زدند از خیمه ها و بکشاند آنچه زدند از گره ها  
 الْعَالَمِينَ. وَأَعْجَبَ الْمَخْلُوقِينَ. وَجُودَ الْأَنْبِيَاءِ  
 شریف تر عالم ها وجود انبیاء و  
 وَالْمُرْسَلِينَ. وَعِبَادَ اللَّهِ الصَّالِحِينَ الصَّادِقِينَ.  
 مرسلان است و بندگان خدا که صالح و صدیق اند

﴿۱۳۱﴾

فإنهم فاقوا غيرهم في بث المكارم وكشف المظالم  
 چرا که اوشان سبقت بردند از غیر خود در شائع کردن مکارم و دور  
 وتهذيب الأخلاق. وإرادة الخير للأنفس والآفاق.  
 کردن مظالم و تهذيب اخلاق۔ و اراده کردن نیکی برائے خویشان و  
 ونشر الصلاح والخير. وإجاحة الطلاح والضير.  
 و دوراں و شائع کردن نیکی و دور کردن تباہی  
 وأمر المعروف والنهي عن الذمائم.  
 و ضرر را و امر معروف و منع کردن از بدی ہا۔  
 وسوق الشهوات كالبهائم. والتوجه إلى رب العبيد.  
 و از راندن شهوات بچھو بہائم و توجہ کردن سوائے  
 وقطع التعلق من الطريف والتليد. والقيام على  
 خدا تعالیٰ۔ قطع تعلق کردن از مال نو و مال کہنہ۔  
 طاعة الله بالقوة الجامعة. والعدة الكاملة. والصول  
 و قیام کردن بر فرمانبرداری خدا تعالیٰ بقوت جامعہ و طیاری  
 على ذراري الشيطان بالحشود المجموعة.  
 کاملہ و حملہ کردن بر ذریت شیطان با لشکر  
 والجموع المحشودة. وترك الدنيا للحبيب.  
 جمع کردہ و جماعتہائے جمع شدہ و ترک دنیا برائے دوست  
 والتباعد عن مغناها الخصب. وترك مائها  
 و دور شدن از جائے آں کہ با زراعت است

وَمَرَعَاهَا كَالهَجْرَةِ. وَإِقَاء الْجِرَان فِي الْحَضْرَةِ.  
و ترک کردن آب دنیا و چراگاه دنیا همچو هجرت و انداختن پیش کردن در  
إِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَتَمَضَّمُ مَقْلَتَهُمْ بِالنُّومِ. إِلَّا فِي  
حضرت باری۔ آل قومے است نہ در آورد پیغولہ چشم شاں خواب را مگر در حب  
حَبِّ اللّٰهِ وَالِدَعَاءِ لِلْقَوْمِ. وَإِنَّ الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِ  
خدا و دعا برائے قوم و دنیا در چشم اہل او  
أَهْلِهَا لَطِيفُ الْبُنْيَةِ مَلِيحُ الْحَلِيَةِ. وَأَمَّا فِي  
لطیف بنیہ است و ملیح حلیہ اوست۔ مگر در چشم شاں  
أَعْيُنِهِمْ فَهِيَ أَخْبَثُ مِنَ الْعَذْرَةِ. وَأَنْتَنَ عَنِ الْمَيْتَةِ. أَقْبَلُوا  
پس خبیث تر از گندگی و بدبوتر از مردار است۔  
عَلَى اللّٰهِ كُلِّ الْاِقْبَالِ. وَمَالُوا إِلَيْهِ كُلِّ الْمِيلِ  
توجہ کردند سوائے خدا کمال توجہ و میل کردند سوائے او  
بِصَدَقِ الْبَالِ. وَكَمَا أَنَّ قَوَاعِدَ الْبَيْتِ مَقْدَمَةٌ  
ہمہ میل بصدق دل و چنانکہ قاعدہ ہائے بیت  
عَلَى طَاقٍ يُعْقَدُ. وَرَوَاقٌ يُمَهَّدُ. كَذَلِكَ هَؤُلَاءِ  
مقدم اند بر طاق ہائے کہ ساختہ می شوند و از پردہ ہائے بیرون کشیدہ  
الْكَرَامِ مَقْدَمُونَ فِي هَذِهِ الدَّارِ عَلَى كُلِّ  
از عمارت۔ ہم چنین اس بزرگان مقدم اند دریں خانہ دنیا بر ہر  
طَبَقَةٍ مِنَ الطَّبَقَاتِ الْأَخْيَارِ. وَأُرِيْتُ أَنَّ أَكْمَلَهُمْ  
طبقہ از نیکان و من از کشف در یافتہ ام کہ

﴿۱۳۳﴾

وَأَفْضَلُهُمْ وَأَعْرَفُهُمْ وَأَعْلَمُهُمْ نَبِينَا الْمُصْطَفَى . عَلَيْهِ  
 أَكْمَلُ شَانٍ وَ أَفْضَلُ شَانٍ وَ أَعْرَفُ وَ أَعْلَمُ شَانٍ يَنْغِيْبِرُ  
 التَّحِيَّةَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى .  
 مَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْت - وَ  
 وَإِنْ أَشَقَى النَّاسَ قَوْمٌ أَطَالُوا الْأَلْسِنَةَ  
 بِدَجْتِ تَرِيْنِ مَرْدَمِ كَسَانِي هَسْتَنْدِ كِي زَبَانِهِيَ بَرُو دَرَازِ  
 وَصَالُوا عَلَيْهِ بِالْهَمْزِ وَتَجَسَّسَ الْعَيْبِ . غَيْرَ مُطَّلِعِينَ  
 كَرْدَنْدِ بِهٖ عَيْبِ جَوْتِيْ بِيْ أَنْكِيْ بَرِ رَازِ پُوشِيْدِيْ خَبْرِ بَاشْدِ  
 عَلَى سِرِّ الْغَيْبِ . وَكَمْ مِنْ مَلْعُونٍ فِي الْأَرْضِ يَحْمَدُهُ  
 وَ بَسِيَارِ كَسِ اَنْدِ كِي لَعْنَتِ كَرْدِيْ مِي شُوْدِ بَرُو شَانِ دَرِ  
 اللَّهُ فِي السَّمَاءِ . وَكَمْ مِنْ مُعْظَمٍ فِي هَذِهِ الدَّارِ  
 زَمِيْنِ وَ تَعْرِيفِ اَوْ شَانِ مِي كَنْدِ خَدَا بَرِ آسْمَانِ وَ بَسِيَارِ كَسِ دَرِيْ دُنْيَا  
 يُهَانَ فِي يَوْمِ الْجَزَاءِ . ثُمَّ هُوَ سَبْحَانَهُ أَشَارَ فِي قَوْلِهِ  
 تَعْرِيفِ كَرْدِيْ شُوْنْدِ وَ دَرِ آخِرْتِ ذَلِيْلِ كَرْدِيْ خَوَاهَنْدِ شَدْ بَازِ اِشَارَتِ  
 ”رَبِّ الْعَالَمِينَ“ إِلَى أَنَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَأَنَّهُ  
 كَرْدِ بَلَكْمِيْ خُوْدِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كِي اَوْ خَالِقِ هَرِ چِيْزِ اسْتِ وَ  
 يُحْمَدُ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِينَ . وَأَنْ الْحَامِدِينَ كَانُوا  
 تَعْرِيفِ كَرْدِيْ مِي شُوْدِ دَرِ زَمِيْنِ وَ آسْمَانِ وَ حَمْدِ كَنْدِگَانِ  
 عَلَى حَمْدِهِ دَائِمِينَ . وَعَلَى ذِكْرِهِمْ عَاكِفِينَ . وَ  
 بَرِ حَمْدِ اَوْ مَدَاوْمَتِ مِي كَنْدِ وَ بَرِ ذِكْرِ اَوْ قَائِمِ اَنْدِ وَ

إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحْهُ وَيَحْمَدُهُ فِي كُلِّ حِينٍ.

ہر چیز تعریف او می کند و بندہ چوں از ارادہ ہائے خود  
وإن العبد إذا انسلخ عن إراداته. وتجرد عن  
منسلخ گشت۔ و از جذبات خود مجرد گشت

جذباته. وفنى في الله وفي طريقه وعبادته. و  
و در عبادات او و در راه ہائے او فنا شد شناخت آن رب  
عرف ربّه الذي ربّاه بعناياته. حمده في سائر  
را کہ پیدا کردہ ہمہ اوقات تعریف او خواهد کرد۔  
أوقاته. وأحبّه بجميع قلبه بل بجميع ذرّاته.  
و بہمہ دل او را دوست خواهد داشت۔ پس

فعند ذلك هو عالم من العالمين. ولذلك  
دریں وقت او عالمی است از عالمہا۔ واز بہر ہمیں  
سُمِّي إبراهيم أمّة في كتاب أعلم العالمين.

در قرآن کریم نام ابراہیم امت نہادہ شد  
ومن العالمين زمان أرسل فيهم خاتم النبیین. و  
و از عالم ہائیکے آن عالم است کہ خاتم النبیین درو فرستادہ  
عالم آخر فیہ یأتی اللّٰہ بآخرین من المؤمنین. فی  
شد و عالمی دیگر آن است کہ مؤخر کردہ شدند درو مومنان در آخر  
آخر الزمان رحمة على الطالبين. وإليه أشار  
زمانہ برائے رحمت طالبان۔ و سوئے این

﴿۱۳۵﴾

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى "لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ" ۱  
 اشاره کرده است در قول او تعالیٰ که او را حمد است در اول و  
 فَأَوْمَأَ فِيهِ إِلَىٰ أَحْمَدِينَ وَجَعَلَهُمَا مِنْ  
 آخر۔ پس اشارت کرد سوائے دو احمد و گردانید آن هر دو را از  
 نِعْمَائِهِ الْكَاثِرَةِ. فالأوّل منهما أحمد بن المصطفى  
 جمله نعمتهائے بسیار۔ پس اول ازوشاں احمد مصطفیٰ و نبی ما  
 ورسولنا المجتبیٰ. والثانی أحمد آخر الزمان. الذی  
 برگزیده است۔ و دوم احمد آخر الزمان است آنکه  
 سُمِّيَ مَسِيحًا وَمَهْدِيًّا مِنَ اللَّهِ الْمَنَّانِ. وقد  
 نام او مسیح و مهدی است از خدائے منان۔ و  
 استنبطت هذه النكته من قوله "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" ۲  
 مستنبط می شود این نکته از قول او الحمد لله رب العالمین۔  
 فليتدبّر من كان من المتدبرين. وعرفت  
 پس باید که تدبیر کند هر چه تدبیر کننده باشد و تو بدانستی  
 أن العالمين عبارة عن كل موجود سوى الله  
 که لفظ عالمین مراد است از هر موجود سوائے  
 خالق الأنام. سواء كان من عالم الأرواح  
 خداتعالیٰ برابر است که از عالم ارواح باشد یا از  
 أو من عالم الأجسام. وسواء كان من مخلوق الأرض  
 عالم اجسام۔ و برابر است که از مخلوق ارض

أو كالشمس والقمر وغيرهما من الأجرام. فكلُّ من  
 باشد یا همچو شمس و قمر از اجرام۔ پس تمام  
 العالمین داخلٌ تحت ربوبیة الحضرة. ثم إن فیض  
 عالم داخل است تحت ربوبیت حضرت باری تعالیٰ و این  
 الربوبیة أعمّ وأكمل وأتمّ من كل فیض یتصوّر فی  
 فیض عام تر و تمام تر کامل تر است از هر فیضی که تصور کرده شود  
 الأفتدة. أو یجری ذكره على الألسنة. ثم بعده فیض عام  
 در دل ها باز بعد زین فیض صفت رحمانیت است  
 وقد خصّ بالنفوس الحيوانیة والإنسانیة. وهو فیض صفة  
 و ذکر آن کرد خدا تعالیٰ بقول او الرحمن و  
 الرحمانیة. وذكره الله بقوله ”الرَّحْمَنِ“ وخصه  
 خاص کرد او را بنفوس حیوانی و انسانی۔  
 بذوی الروح من دون الأجسام الجمادية والنباتية.  
 و بهر نفس که جانے دارد و بعد  
 ثم بعد ذلك فیضٌ خاصٌّ وهو فیضٌ صفة  
 زان فیضی دیگر است و آن فیض صفت رحیمیت  
 الرحیمیة. ولا ینزل هذا الفیض إلا على النفس التي  
 است و این فیض نازل نمی شود مگر بر نفسی که برائے  
 سعی سعيها لكسب الفيوض المترقبة. ولذلك  
 فیوض مترقبه حق کوشش بجا آرد۔ و از بهر همین



﴿۱۳۷﴾

يَخْتَصُّ بِالَّذِينَ آمَنُوا وَأَطَاعُوا رُبًّا كَرِيمًا. كما  
 این فیض خاص است بکسانی که ایمان آورند و اطاعت کنند  
 صُرح في قوله تعالى "وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا" به  
 رب کریم را چنانکه تصریح کرده شده در قول او تعالیٰ که خدا رحیم  
 فثبت بنص القرآن أن الرحيمية مخصوصة  
 مومنان است پس ثابت شد از نص قرآن که صفت رحیم  
 بأهل الإيمان. وأما الرحمانية فقد  
 بودن باهل ایمان خاص است مگر رحمانیت شامل است  
 وسعت كل حيوان من الحيوانات. حتی ان  
 هر حیوان را بحدی که  
 الشيطان نال نصيباً منها بأمر حضرة ربّ الكائنات.  
 شیطان هم نصیبی از او یافته است بحکم خدای کائنات۔  
 وحاصل الكلام ان الرحيمية تتعلق  
 و حاصل کلام این است که رحیمیت تعلق میدارد  
 بفيوض تترتب على الأعمال. ويختص  
 بآل فیضها که بر اعمال مترتب می شوند۔ و خاص است  
 بالمؤمنين من دون الكافرين وأهل الضلال. ثم  
 بمومنان بدون کافران و گمراهان۔ باز  
 بعد الرحيمية فيض آخر وهو فيض الجزاء الأتم  
 بعد رحیمیت فیضی دیگر است وآل فیض جزاء

﴿۱۳۸﴾

والمكافات. وإيصال الصالحين إلى نتيجة  
و مكافات است۔ و رسانیدن صالحان تا نتیجہ  
الصالحات والحسنات. وإليه أشار  
صلاح و عمل نیک۔ و سوائے این اشارہ  
عز اسمہ بقولہ ”مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ“، او  
کرده است بقول او کہ رب العالمین۔ و آن آخر  
إنه آخر الفيوض من رب العالمين. وما ذكر  
فيوض است از رب العالمین۔ و ذکر نکرده شد  
فيضٌ بعده في كتاب الله أعلم العالمين. والفرق  
فیض بعد آن در کتاب اللہ کہ اعلم العالمین۔ و  
في هذا الفيض وفيض الرحيمية. أن الرحيمية  
فرق درین فیض و فیض رحیمیت این است کہ  
تُبَلِّغ السالک إلى مقام هو وسيلة النعمة.  
رحیمیت سالک را می رساند تا مقامی کہ آن وسیلہ  
وَأَمَّا فيض المالكية بالمجازات. فهو يُبَلِّغ  
نعمت است مگر فیض مالکیت بجزا دادن۔ پس آن  
السالک إلى نفس النعمة وإلى منتهى الثمرات.  
مے رساند سالک را تا نفس نعمت و ثمرہ آخری۔  
وغاية المرادات. وأقصى المقصودات. فلا  
و مراد آخری۔ و مقصود آخری۔ پس

﴿۱۳۹﴾

خَفَاءَ أَنْ هَذَا الْفَيْضُ هُوَ آخِرُ الْفَيْضِ  
 پوشیده نیست که این فیض فیض آخری است از  
 من الحضرة الأحديّة. ولِلنَّشْأَةِ الْإِنْسَانِيَةِ كَالْعَلَّةِ  
 خدا تعالی۔ و برای پیدایش انسانی همچو علت غائیة  
 الغائية. وَعَلَيْهِ يَتِمُّ النِّعَمُ كُلُّهَا وَ  
 و برو کمال می شوند همه نعمت ها و دائره  
 تستكمل به دائرة المعرفة ودائرة السلسلة.  
 معرفت و سلسله بکمال می رسد۔ آيا نمی بینی که  
 ألا ترى أن سلسلة خلفاء موسى انتهت إلى  
 سلسله خلفاء موسی ختم شد بر نکتة مالک  
 نُكْتَةِ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ. فَظَهَرَ عَيْسَى فِي آخِرِهَا وَبُدِّلَ  
 يوم الدين۔ پس ظاهر شد عیسی علیه السلام در آخر سلسله و  
 الجور والظلم بالعدل والإحسان من غير  
 مبدل کرد جور و ظلم را بعدل و احسان بغير جنگ و  
 حرب ومُحَارِبِينَ. كَمَا يُفْهَمُ مِنْ لَفْظِ الدِّينِ  
 جنگ کنندگان هم چنان که فهمیده می شود از لفظ دین چرا که او  
 فَإِنَّهُ جَاءَ بِمَعْنَى الْحِلْمِ وَالرَّفْقِ فِي لُغَةِ الْعَرَبِ وَ  
 آمده است بمعنی نرمی کردن در زبان  
 عِنْدَ أَدْبَائِهِمْ أَجْمَعِينَ. فَاقْتَضَتْ مِمَّا ثَلَّةَ نَبِيِّنَا  
 عرب۔ پس تقاضا کرد مماثلت نبی ما

بموسیٰ الکلیم. ومشابہة خلفاء موسیٰ بخلفاء نبینا  
 بموسیٰ۔ و مماثلت خلفاء موسیٰ تخلفاء  
 الکریم۔ أن یتظهر فی آخر هذه السلسلة رجلٌ یُشابه  
 نبی کریم ما۔ اینکہ ظاہر شود در آخر این سلسلہ  
 المسیح۔ ویدعو إلى الله بالحلم ویتضع الحرب ویُقربُ  
 مسیح و بخواند سوئے خدا بہ نرمی و ترک کند جنگ را  
 السیف المُجیح۔ فیحشر الناس بالآیات من الرحمان۔ لا  
 در خلاف کند شمشیر ہلاک کنندہ را پس حشر مردم بر نشان ہائے  
 بالسیف والسنان۔ فیُشابه زمانہ زمان القیامة ویوم  
 خدا شود نہ بہ نیزہ و سنان۔ پس مشابہ باشد  
 الدین والنشور۔ ویملاً الأرض نوراً کما ملئت  
 زمانہ او بروز قیامت و پر کردہ شود زمین  
 بالجور والظور۔ وقد کتب اللہ أنه یرى نموذج یوم  
 بنور چنانچہ پُر بود بظلم و دروغ۔ و نوشتہ است خدا تعالیٰ  
 الدین قبل یوم الدین۔ ویحشر الناس بعد موت  
 کہ او بنماید نمونہ قیامت قبل قیامت و  
 التقویٰ و ذالک وقت المسیح الموعود وهو  
 حشر کردہ شوند مردم بعد از موت پرہیزگاری و آن وقت مسیح  
 زمان هذا المسکین۔ وإلیہ أشار فی آیة  
 است و آن وقت این مسکین است و سوئے این اشارہ

﴿۱۳۱﴾

یوم الدین. فلیتدبر من کان من  
اشارہ کرد در آیت یوم الدین۔ پس تدبر کند تدبر کنندہ۔  
المتدبرین۔ وحاصل الکلام ان فی  
و حاصل کلام این است کہ در این صفات کہ خاص  
هذه الصفات التي خُصَّت باللَّه ذی  
کرده شدہ اند بخدائے ذو الفضل و الاحسان حقیقتہ  
الفضل والاحسان۔ حقیقۃ مخفیۃ ونبأً  
پوشیدہ است و خبرے پنہاں از خدا تعالیٰ و آل  
مکتوماً من اللہ المنان۔ وهو أنه تعالیٰ  
این است کہ ارادہ کرد او سبحانہ کہ رسول خود را  
أراد بذکرها أن ینبئ رسولہ بحقیقۃ هذه  
از حقیقت این صفات خبر دہد۔ پس خواص آل صفات را  
الصفات۔ فأری حقیقتها بأنواع التأييدات۔  
بانواع تائیدات نمود۔ پس پرورش کرد نبی خود را و صحابہ  
فربی نبیہ و صحابۃ فاثبت بها أنه رب العالمین۔  
او را و ثابت کرد کہ او رب العالمین است۔ باز کامل کرد بروشاں  
ثم أتمّ علیہم نعماءہ برحمانیتہ من غیر عمل العالمین۔  
رحمانیت خود را بغیر عمل عالمے۔  
فأثبت بها أنه أرحم الراحمین۔ ثم أراهم عند  
پس ثابت کرد بآں ارحم الراحمین بودن خود باز کوشش اوشاں

عملہم برحمة منه أيادی حمایتہ. وایدہم بروح منه را برحمت خود قبول نمود و در ظل حمایت خود جا داد و از طرف خود بعنایتہ. و وہب لهم نفوساً مطمئنة. و أنزل علیہم سکینة مدد ایشان کرد۔ و اوٹھاں را نفوس مطمئنة بخشید۔ و بروٹھاں دائمة. ثم أراد أن یریہم نموذج مالک يوم الدين. فوہب سکینت نازل فرمود۔ بازارادہ کرد کہ اوٹھاں نمونہ مالک يوم الدين بنماید۔ لهم الملك والخلافة والحق أعداءهم بالهالکین۔ پس بخشید اوٹھاں ملک و خلافت و لائق کرد دشمنان ایشان را ☆ وأهلك الکافرین وأزعجهم إزعاجاً. ثم أرى نموذج و ہلاک کرد کافراں را و از بیخ برکنند باز نمونہ حشر بنمود النشور فأخرج من القبور إخراجاً. فدخلوا فی دین اللہ پس از قبرها بیرون آمدند پس در دین خدا فوج در فوج داخل شدند۔ أفواجاً. و بدروا إلیہ فرادی وأزواجاً. فرأى الصحابة و شتابی کردند سوائے او یک یک و گروہ گروہ پس دیدند صحابہ مردگان را کہ أمواتاً یلفون حياة ورأوا بعد المحل ماءً اثجاجاً۔ مے یابند زندگی را و دیدند بعد خشک سال آب رواں را۔ و آل زمانہ کہ وسمی ذالک الزمان يوم الدين. لأن الحق حصص نام او دین نہادند چرا کہ در و حق ظاہر شد و در فیہ ودخل فی الدین أفواج من الکافرین. ثم دین فوجها داخل شدند کہ پیش ازیں کافر بودند۔ باز

﴿۱۳۳﴾

أراد أن يُرى نموذج هذه الصفات في آخرين من الأمة. اراده کرد که این صفات را در آخرین بنماید لیكون آخر الملة كمثل أولها في الكيفية. و تا که امر مشابهت بامم سابقه بکمال رسد لیتّم أمر المشابهة بالأمم السابقة، كما أشير إليه في چنانچه اشاره کرده شد سوئے او هذه السورة. أعنى قوله "صراط الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" درین سوره مراد میدارم قول او تعالی فتدبر ألفاظ هذه الآية. وسمي زمان صراط الذين انعمت عليهم. پس فکر کن در این آیت. و نام زمانه المسيح الموعود يوم الدين. لأنه زمان يحيى مسیح يوم الدين نهاده شد چرا که او زمانه است که فيه الدين. وتحشر الناس ليقبلوا باليقين. ولا شك درو دين زنده خواهد شد. و هیچ شك ولا خلاف أنه ربّي زماننا هذا بأنواع التربية. نیست و نه خلاف که او تربیت این امت کرده است و أرانا كثيراً من فيوض الرحمانية والرحيمية. گوناگون. و بسیارے از فیض ہائے رحمانیت و رحیمیت مارا بنمود. كما أرى السابقين من الأنبياء والرسل. وأرباب چنانکہ بنمود سابقان را از انبیاء و رسولان و

الْوَلَايَةِ وَالْحُلَّةِ. وَبَقِيَتِ الصَّفَةُ الرَّابِعَةُ مِنْ  
 اَوْلِيَاءِ وَ اَصْفِيَاءِ وَ باقی مانده صفت رابع ازیں  
 هَذِهِ الصَّفَاتِ. اَعْنَى التَّجَلَّى الَّذِي يُظْهِرُ فِي حُلَّةِ  
 صَفَاتِ اَرْبَعَةٍ مَرَادٍ مِيْدَارِمْ اَلَّ تَجَلَّى رَا كِه ظَاهِرِ شُوْدِ دَرِ  
 مَلِكٍ اَوْ مَالِكٍ فِي يَوْمِ الدِّينِ لِلْمَجَازَاتِ.  
 لِبَاسِ بَادِشَاهَاں دَرِ رُوْزِ جِزَا- پَسِ اَوْ رَا گِرْدَانِيْدِ بَرَاءِ  
 فَجَعَلَهُ لِّلْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ كَالْمَعْجَزَاتِ. وَجَعَلَهُ  
 مَسِيْحًا مَوْعُوْدًا وَ مَقْرَّرَ كَرْدِ اَوْ رَا حَكْمِ وَ مَظْهَرِ حَكُوْمَتِ سَمَاوِيَّةِ  
 حَكْمًا وَ مَظْهَرًا لِّلْحَكُوْمَةِ السَّمَاوِيَّةِ بِتَأْيِيْدِ  
 بِتَأْيِيْدِ غَيْبِ وَ نَشَانِهَا- وَ عَنَقْرِيْبِ خَوَابِي دَانَسْتِ  
 مِنْ الْغَيْبِ وَالْآيَاتِ. وَ سَتَعَلَّمُ عِنْدَ تَفْسِيْرِ "اَنْعَمْتَ  
 وَ قَتِ تَفْسِيْرِ آيَةِ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اِيْنَ حَقِيْقَتِ رَا- وَ مِنْ  
 عَلَيْهِمْ" هَذِهِ الْحَقِيْقَةُ. وَ مَا قُلْتُ مِنْ عِنْدِ نَفْسِيْ بَلِ  
 اَزِ طَرَفِ خُوْدِ نَلْفَتُمْ بَلَكِهْ اَزِ خُدَائِ خُوْدِ اِيْنَ  
 اُعْطِيْتُ مِنْ لَدُنِ رَبِّيْ هَذِهِ النِّكَاتِ الدَّقِيْقَةُ. وَ مِنْ  
 نَكْتِهْ هَائِ بَارِيْكِ رَا يَافَتِهْ اَمْ- وَ اَنَكِهْ تَدْبِرِ كَنْدِ حَقِ  
 تَدْبِرِهَا حَقِ التَّدْبِيْرِ وَ فِكْرِ فِيْ هَذِهِ الْآيَاتِ عِلْمِ اَنْ  
 تَدْبِرِ دَرِيْنَ آيَةِ هَا- خَوَابِ دَانَسْتِ كِهْ خُدَا خَبَرِ  
 اللّٰهُ اَخْبَرَ فِيْهَا عَنِ الْمَسِيْحِ وَ مِنْ زَمْنِهْ الَّذِيْ هُوَ زَمْنِ  
 دَاوِدِ اَسْتِ دَرِيْنَ آيَةِ اَزِ مَسِيْحِ وَ زَمَانِهْ پُرْ بَرَكْتِ اَوْ



﴿۱۴۵﴾

البركات. ثم اعلم أن هذه الآيات قد وقعت  
 باز بدان کہ این آیات پہچو حد معرف  
 كحَدِّ مُعَرَّفٍ لِلَّهِ خَالِقِ الْكَائِنَاتِ. وَإِنْ كَانَ  
 خداوند تعالیٰ است اگرچہ ذات  
 اللَّهُ تَعَالَى ذَاتَهُ عَنِ التَّحْدِيدَاتِ. وَمِنْ هَذَا  
 خدا از حد بست بلند تر است۔ و ازیں  
 التعلیم والإفادۃ. يتضح معنى كلمة الشهادة.  
 تعلیم و شہادت واضح می شود معنی کلمہ شہادت  
 التي هي مناط الإيمان والسعادة. وبهذه الصفات  
 آن کلمہ کہ مدار ایمان و سعادت است۔ و بدین  
 استحق الله الطاعة وخصّ بالعبادة. فإنه  
 صفات خدا تعالیٰ مستحق بندگی شد و خاص کردہ شد برائے پرستش۔ چرا کہ  
 ينزل هذه الفيوض بالإرادة. فإنك إذا قلت  
 او این فیوضہ بالارادہ نازل می فرماید۔ چرا کہ چون گفتی  
 لا إله إلا الله فمعناه عند ذوى الحصات.  
 لا إله إلا الله پس معنی او نزد عقلمندان این  
 أن العبادة لا يجوز لأحدٍ من المعبودين أو  
 است کہ بجز آن کس کہ این صفات  
 المعبودات. إلا لذاتٍ غير مُدرَكة مُستجمعة  
 مے دارد پرستش کسے را نمی سزد

لَهذِهِ الصِّفَاتِ. أَعْنَى الرَّحْمَانِيَّةِ وَالرَّحِيمِيَّةِ اللَّتَيْنِ هُمَا

یعنی مراد سے دارم رحمانیت و رحیمیت را

أَوَّلُ شَرْطٍ لِمَوْجُودٍ مُسْتَحَقٍّ لِلْعِبَادَاتِ. ثُمَّ أَعْلَمُ

و آں اول شرط است برائے مستحق عبادت۔

أَنَّ اللَّهَ اسْمٌ جَامِدٌ لَا تُدْرِكُ حَقِيقَتَهُ لِأَنَّهُ

باز بدانکہ اسم اللہ جامد است حقیقت او

اسْمُ الذَّاتِ. وَالذَّاتُ لَيْسَ مِنَ الْمُدْرَكَاتِ. وَكُلُّ

معلوم نیست چرا کہ آں اسم ذات است و ذات او

مَا يُقَالُ فِي مَعْنَاهُ فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ الْأَبَاطِيلِ وَالْخَزَعِيَّاتِ.

بالتر از دریافت است و ہرچہ در معنی اللہ می گویند از قبیل

فَإِنَّ كُنْهَ الْبَارِئِ أَرْفَعُ مِنَ الْخَيَالَاتِ.

باطل است چرا کہ کنہ باری بلند تر از قیاسات

وَأَبْعَدُ مِنَ الْقِيَاسَاتِ. وَإِذَا قُلْتُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ

و خیالات است۔ و چوں گفتم

اللَّهُ فَمَعْنَاهُ أَنْ مُحَمَّدًا مَظْهَرُ صِفَاتِ

محمد رسول اللہ پس معنی آں این است کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

هَذِهِ الذَّاتِ وَخَلِيفَتُهَا فِي الْكَمَالَاتِ.

مظہر صفات این ذات و در کمالات خلیفہ اوست۔ و تمام

وَمُتَمِّمٌ دَائِرَةِ الظُّلْمِيَّةِ وَخَاتَمُ الرِّسَالَاتِ. فَحَاصِلُ

کنندہ دائرہ ظلمیت و خاتم رسالت است۔ پس حاصل

﴿۱۴۷﴾

مَا أَبْصَرَ وَأَرَى. أَنْ نَبِينَا خَيْرَ الْوَرَى. قَدْ وَرِثَ صِفَتِي  
 آنچہ سے بینم میں اس است کہ نبی کریم ما وارث ہر دو صفت  
 رَبَّنَا الْأَعْلَى. ثُمَّ وَرِثَ الصَّحَابَةَ الْحَقِيقَةَ  
 خدائے ماست۔ باز صحابہ وارث حقیقت  
 الْمَحْمُودِيَةَ الْجَلَالِيَةَ كَمَا عَرَفْتْ فِيمَا  
 محمدیہ جلالیہ شدند چنانکہ پیش ازیں دانستی و  
 مَضَى. وَقَدْ سُلِمَ سَيْفُهُمْ فِي قَطْعِ دَابِرِ الْمُشْرِكِينَ.  
 شمشیر شاں در قلع قمع مُشرکاں مسلم است۔ و یاد شاں  
 وَلَهُمْ ذِكْرٌ لَا يُنْسَى عِنْدَ عِبَادَةِ الْمَخْلُوقِينَ. وَإِنَّهُمْ  
 چیزے است کہ مشرکاں فراموش نخواہند کرد او شاں حق صفت  
 أَذْوًا حَقَّ صِفَةِ الْمَحْمُودِيَةِ. وَأَذَاقُوا كَثِيرًا  
 محمدیت ادا کردند و بسیارے را دست ہائے حرب چشانیدند  
 مِنَ الْأَيْدِي الْحَرْبِيَّةِ. وَبَقِيَتْ بَعْدَ ذَلِكَ صِفَةُ الْأَحْمَدِيَّةِ.  
 و باقی ماند صفت احمدیت کہ رنگین  
 الَّتِي مُصَبَّغَةٌ بِالْأَلْوَانِ الْجَمَالِيَّةِ. مُحْرِقَةٌ  
 است برنگ ہائے جمال۔ و سوختہ است  
 بِالنَّيِّرَانِ الْمُحِبِّيَّةِ. فَوَرِثَهَا الْمَسِيحُ الَّذِي بُعِثَ  
 باتش محبت۔ پس وارث آں مسیح موعود گشت کہ در  
 فِي زَمَنِ انْقِطَاعِ الْأَسْبَابِ. وَتَكْسُرُ الْمِلَّةَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ.  
 زمانہ انقطاع اسباب و تباہی ملت آمد۔

وفقدان الأنصار والأحباب. وغلبة الأعداء وصول  
 و کمی مددگاران و دوستان و در وقت غلبه  
 الأحزاب. لِيُرى الله نموذج مالک يوم الدين.  
 دشمنان تا کہ خدا تعالیٰ نمونه مالک يوم  
 بعد ليالى الظلام. وبعد انه دام قوّة الإسلام.  
 الدين بنمايد بعد زینکه قوت اسلام منہدم  
 وسطوة السلاطين. وبعد كون الملة كالمستضعفين.  
 شد و سطوت سلاطين نماند و ملت  
 فاليوم صار ديننا كالغرباء. وما  
 کمزور گشت و باقی نماند او را  
 بقيت له سلطنة إلا في السماء. وما عرفه  
 سلطنت مگر بر آسمان۔ و نشناختند  
 أهل الأرض فقاموا عليه كالأعداء. فأرسل  
 آنرا اہل زمین پس ہمجو دشمنان برخواستند۔ پس فرستادہ  
 عند هذا الضعف و ذهاب الشوكة عبدٌ من  
 شد بر وقت ایں کمزوری دین بندہ از بندگان  
 العباد. ليتعهد زماناً ما حلاتعهد العہاد. و  
 تا کہ زمانہ قحط را ہمجو باران تعہد کند  
 ذالک هو المسيح الموعود الذى جاء عند ضعف  
 و آں ہماں مسیح موعود است کہ در وقت ضعف

﴿۱۳۹﴾

الإسلام. لِيُرِيَّ اللَّهُ نَمُودَجَ الْحَشْرِ وَالْبَعثِ وَالْقِيَامِ. اسلام آمد تا که بنماید خدا تعالی نمونه حشر و بعث و ونمودج يوم الدين. إنعاماً منه بعد موت يوم دين بطور انعام بعد مردن مردم الناس كالأنعام. فاعلم أن هذا اليوم يوم نهجو چارپایاں پس بدان که این روز يوم الدين است. و عنقریب الدين. وستعرف صدقنا ولو بعد حين. وههنا نكتة صدق ما خواهی دانست و اینجا نکتة است کشفی كشفية ليست من المسموع. فاسمع مُصَغِيًّا و که از قبیل مسموع نیست. پس بشنو در عليك بالمودوع. وهو أنه تعالی ما اختار لنفسه حاليه گوش سوئے من داری و بر تو واجب است ههنا أربعة من الصفات. إِلَّا لِيُرِيَّ نَمُودَجَهَا که سکینت و وقار اختیار کنی و آل این است که اختیار کرده فی هذه الدنيا قبل الممات. فأشار في قوله "لَهُ الْحَمْدُ فِي" است خدا تعالی برائے نفس خود این هر چهار صفت را مگر برائے اینکه الْأُولَى وَالْآخِرَةَ" إِلَى أَنْ هَذَا النَّمُودَجُ يُعْطَى نمونه شان در همیں دنیا قبل از موت نماید پس اشاره نمود در قول خود که لصدر الإسلام. ثم للآخرين من الأمة الداخرة. و او را احمد است در اول و آخر سوئے اینکه این نمونه داده خواهد شد صدر

كذلك قال في مقام آخر وهو أصدق  
 اسلام را باز آخرین را از امت خوار شونده و ہم گفت در مقام دیگر خدائے که اصدق  
 القائلين "ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ" <sup>۱</sup> فقسم  
 القائلين است که گروهی از اولین است و گروهی از آخرین۔ پس  
 زمان الهداية والعون والنصرة. إلى زمان  
 تقسیم کرد زمانه هدایت و مدد را طرف زمان نبی  
 نبیناصلی اللہ علیہ وسلم. وإلى الزمان الآخر  
 صلی اللہ علیہ وسلم وسوئے زمانه مسیح  
 الذی هو زمان مسیح هذه الملة. وكذلك  
 این امت۔ و ہم گفت که  
 قال "وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَدْحُقُوا فِيهَا" <sup>۲</sup> فإشار إلى  
 در آخر زمانه نیز از جماعت هستند که هنوز ظاہر نشدند پس  
 المسيح الموعود وجماعته والذين أتبعوهم.  
 اشارت کرد سوئے مسیح موعود و جماعت او و دیگر تابعان۔ پس ثابت  
 فثبت بنصوص بيّنة من القرآن. ان هذه الصفات قد  
 شد بنصوص بیّنه از قرآن که این صفات  
 ظهرت في زمن نبينا ثم تظهر في آخر الزمان. و  
 در زمانه نبی ما ظاہر شدند و باز در آخر زمان ظاہر  
 هو زمانٌ يكثُر فيه الفسق والفساد. ويقل  
 شوند۔ وآن زمانه است که درو فسق و فساد بسیار خواهد شد و صلاح

﴿۱۵۱﴾

الصّلاح والسّداد. ويُجّاح الإسلام كما تُجّاح الدّوحة.  
و سدادکم خواہد گردید و از بیخ برکنده شود اسلام  
و یصیر الإسلام کسلیم لدغته الحیّة.  
چنانچہ از بیخ برمیکند درخت را و اسلام ہیچو آں مارگزیده شود کہ  
و یصیر المسلمون كأنهم المیتة. و یداس الدین  
او را مارے گزیده باشد و خواهند شد مسلماناں کہ گویا مُرده اند و  
تحت الدوائر الهائلة. والنوازل النازلة السائلة. و  
دین زیر حوادث خوفناک کوفتہ گردد و زیر مصیبتہائے نازل شونده  
کذالک ترون فی هذا الزمان. و تشاهدون أنواع  
جاری شونده۔ وہم چنیں مے بید دریں زمانہ و مشاہدہ مے کنید  
الفسق والكفر والشرك والطغیان. و ترون  
انواع فسق و کفر و شرک و تجاوز از حد و  
کیف کثر المفسدون. و قلّ المصلحون المواسون.  
مے بید کہ چگونہ مفسداں زیادہ شدند و مصلحاں و  
و حان للشريعة أن تُعدّم. و آن للملّة أن تُکتم. و  
غمنخواراں کم شدند و نزدیک شد کہ دین معدوم کردہ شود و ملت  
هذا بلاءٌ قد دهم. و عناءٌ قد هجم. و شرٌّ  
پوشیدہ گردد و ایں بلاء بیکبار آمدہ است و رنجے است کہ ہجوم کرد  
قد نجم. و نارٌ أحرقت العرب والعجم. و  
و بدی است کہ طلوع کرد و آتشے است کہ عرب و عجم را بسوخت

مَعَ ذَالِك لَيْسَ وَقْتَنَا وَقْتُ الْجِهَادِ. وَلَا  
 و باوجود این وقت ما وقت جهاد نیست و نه زمانه  
 زمن المرهفات الحداد. وَلَا أَوَانُ ضَرْبِ  
 شمشیر هائے تیز و وقت گردن زدن و پا  
 الأَعْنَاقِ وَالتَّقْرِينِ فِي الْأَصْفَادِ. وَلَا زَمَانُ قَوْدِ  
 بزنجیر کردن۔ و نه زمانه کشیدن اهل  
 أهل الضلال فِي السَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ. وَإِجْرَاءُ أَحْكَامِ  
 گمراهی در زنجیر ها و طوق ها و حکم قتل دادن  
 الْقَتْلِ وَالْإِغْتِيَالِ. فَإِنَّ الْوَقْتَ وَقْتُ غَلْبَةِ الْكَافِرِينَ  
 چرا که وقت وقت غلبه منکران  
 وَإِقْبَالِهِمْ. وَضُرِبَتِ الذَّلَّةُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ بِأَعْمَالِهِمْ.  
 و اقبال شان هست و بر مسلمین شامت  
 وَكَيْفَ الْجِهَادِ وَلَا يُمْنَعُ أَحَدٌ مِنَ الصَّوْمِ  
 اعمال شان وارد شده و چگونه جهاد کرده شود و هیچ کس  
 وَالصَّلَاةِ. وَلَا الْحَجَّ وَالزَّكَاةَ. وَلَا مِنَ الْعِفَّةِ وَالتَّقَاةِ.  
 از نماز منع نمی کند و از حج و زکوة منع نمی کنند  
 وَمَا سَلَّ كَافِرٌ سَيْفًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ.  
 و نه از عفت و پرهیزگاری مانع می آید او نمی کشد هیچ کافرے تیغ  
 لِيَرْتَدَّوْا أَوْ يَجْعَلَهُمْ عَضِينَ. فَمَنْ  
 بر مسلمانان تا مُرد شوند یا پاره پاره کرده شوند۔ پس از



﴿۱۵۳﴾

الْعَدْلُ أَنْ يُسَلَّ الْحَسَامُ بِالْحَسَامِ. وَالْأَقْلَامُ  
 طَرِيقُ عَدْلِ إِيْنِ اسْتِ كِه شَمِشِيرِ بِمَقَابِلِ شَمِشِيرِ بَرْدَاشْتِه شُودِ وَ قَلَمِ  
 بِالْأَقْلَامِ وَإِنَّا لَا نَبْكِي عَلَى جِرَاحَاتِ السِّيفِ وَالسَّنَانِ.  
 بِمَقَابِلِه قَلَمِ۔ وَ بَر زَخْمِ هَائِ شَمِشِيرِ وَ نِيزِه نَحْنِ  
 وَإِنَّمَا نَبْكِي عَلَى أَكَاذِيبِ اللِّسَانِ.  
 گرتیم۔ بلکہ بر دروغہائے زبان مے گرتیم۔  
 فَبِالْأَكَاذِيبِ كُذِّبَتْ صَحْفُ اللّٰهِ وَ اخْفَى  
 پس بدروغہا تکذیب کلام الہی کردہ شد و اسرار او پوشیدہ  
 أَسْرَارُهَا. وَصِيلَ عَلَى عِمَارَةِ الْمِثْلَةِ وَ هُذَمَ  
 کردہ شد و حملہ کردہ شد بر عمارت ملت و منہدم کردہ شد خانہ او پس ہچو آں  
 دَارَهَا. فَصَارَتْ كَمَدِينَةِ نُقِضَ أَسْوَارُهَا. أَوْ  
 شہرے شد کہ دیوارہائے او مسمار کردہ آید یا ہچو آں باغے کہ دختہائے  
 حَدِيقَةِ أَحْرَقِ أَشْجَارُهَا. أَوْ بُسْتَانِ أُتْلِفَ  
 آں سوزانند۔ یا ہچو آں بستانے کہ گل ہائے او و برہائے او تلف کردہ شوند  
 زَهْرُهَا وَ ثَمَارُهَا. وَ سُقِطَ أُنْوَارُهَا. أَوْ بَلَدَةِ طَيْبَةِ  
 و شگوفہ او ریختہ اند یا زمین پاک کہ زیر زمین شد نہرہائے او یا  
 غَيْضِ أَنْهَارِهَا. أَوْ قِصُورِ مَشِيْدَةِ عُقَى آثَارُهَا.  
 کاخہائے برافراشتہ کہ نابود شدند نشانہائے آں ہا۔ و پارہ پارہ کردند  
 وَ مَزَقَهَا الْمَمْرُقُونَ. وَ قِيلَ مَاتَتْ وَ نَعَى النَّاعُونَ. وَ طُبِعَتْ  
 ملت را پارہ پارہ کنندگان و گفتہ شد کہ مرد و خبر رسانندگان خیر موت او آوردند۔

﴿۱۵۴﴾

أَخْبَارُهَا وَأَشَاعَتَهَا الْمَشِيْعُونَ. وَلِكُلِّ كَمَالٍ  
وَطَبْعٍ كَرْدَةٍ شَدَّ خَبْرَ هَائِ آسٍ وَأَشَاعَتِ كَرْدَتِ كُنْدَاغَانِ. وَهَرِ كَمَالِ رَا  
زَوَالِ. وَلِكُلِّ تَرَعْرَعِ اِضْمَحْلَالِ. كَمَا تَرَى أَنْ  
زَوَالِ اسْتِ وَهَرِ نَشْوِ وَنَمَا رَا آخِرِ مَضْمَحْلِ شَدْنِ اسْتِ چنانکہ می بینی کہ  
السَّيْلُ إِذَا وَصَلَ إِلَى الْجَبَلِ الرَّاسِيِّ وَقَفَ. وَ  
چون سیل تا کوہ بلند می رسد ہماں جا ایستد  
اللَّيْلِ إِذَا بَلَغَ إِلَى الصُّبْحِ الْمَسْفِرِ انْكَشَفَ.  
و شب چون تا صبح می رسد تاریکی خود بخود دور می گردد  
كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ”وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ“<sup>۱</sup>.  
چنانکہ خدا تعالیٰ می فرماید کہ قسم شب چون بوجہ کمال تاریکی آورد  
فَجَعَلَ تَنَفَّسَ الصُّبْحِ كَأَمْرٍ لَازِمٍ بَعْدَ كَمَالِ  
و قسم صبح چون بر آید۔ پس درینجا تنفس صبح را بعد  
ظِلْمَاتِ اللَّيْلِ. وَكَذَلِكَ فِي قَوْلِهِ ”يَأْرَضُ ابْلَعِي“<sup>۲</sup>.  
کمال شب لازم گردانیدہ اسْتِ۔ و ہم چنین در  
جُعِلَ كَمَالِ السَّيْلِ دَلِيلَ زَوَالِ السَّيْلِ.  
قول یا ارض ابلعی کمال سیل دلیل زوال سیل  
فَارَادَ اللَّهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ أَيَّامَهُمْ  
گردانیدہ شدہ۔ پس ارادہ کرد خدا تعالیٰ کہ باز آرد سوائے مومنان  
الْأُولَى. وَأَنْ يَرِيَهُمْ أَنَّهُ رَبُّهُمْ وَأَنَّهُ الرَّحْمَنُ  
روز ہائے نخستین را و نماید کہ او رب او شان است و رحمان

﴿۱۵۵﴾

وَالرَّحِيمِ وَمَالِكِ يَوْمِ يُجْزَىٰ. وَيُعِثُّ  
و رَحِيمِ و مالکِ یومِ جزاء و یومِ حشر  
فِيهِ الْمَوْتَىٰ. وَإِنكُمْ تَرَوْنَ فِي هَذَا الزَّمَانِ.  
مردگاں۔ و شامے بید دریں زمانہ ربوبیت  
رَبُوبِيَةِ اللَّهِ الْمَنَّانِ. وَرَحْمَانِيَّتِهِ لِلْإِنْسَانِ وَالْحَيَوَانَ.  
خدا تعالیٰ و رحمانیت او را برائے انسان و حیوان آں  
الَّتِي تَتَعَلَّقُ بِالْأَبْدَانِ. وَتَرَوْنَ أَنَّهُ كَيْفَ  
ربوبیت و رحمانیت کہ بحسب ہا تعلق دارد و چگونه اسباب نو پیدا  
خَلَقَ أَسْبَابًا جَدِيدَةً. وَوَسَائِلَ مَفِيدَةً. وَصَنَائِعَ لَمْ  
کرده است۔ و وسیلہ ہائے مفیدہ ظاہر کردہ و آں صنعت ہا کہ  
يُرْمَلُهَا فِيمَا مَضَىٰ. وَعَجَائِبَ لَمْ يَوْجَدْ مِثْلَهَا  
نظیر آں در ازمنہ گزشتہ نیست و نہ مثل آں در  
فِي الْقُرُونِ الْأُولَىٰ. وَتَرَوْنَ تَجَدُّدًا فِي كَلِمَا  
قرون اولیٰ۔ و مے بید طرز نو را و صنعت جدید  
يَتَعَلَّقُ بِالْمَسَافِرِ وَالنَّزِيلِ وَالْمَقِيمِ وَابْنِ السَّبِيلِ. وَ  
را در ہر امر کہ تعلق بمسافراں دارد و مقیمان و  
الصَّحِيحِ وَالْعَلِيلِ. وَالْمُحَارِبِ وَالْمُصَالِحِ الْمَقِيلِ.  
تندرستاں و بیماراں و جنگ کنندگان و صلح کنندگان  
وَالْإِقَامَةِ وَالرَّحِيلِ. وَجَمِيعِ أَنْوَاعِ  
و در حالت اقامت و در حالت کوچ و تمام اقسام

النعماء والعراقل. كأن الدنيا بُدلت كل  
 نعمت ہا و دشواری ہائے مے بیدید۔ گویا کہ دنیا از ہمہ جہت  
 التبدیل. فلا شک أنها ربوبية عظمی. ورحمانية كبرى.  
 تبدیل کردہ شد۔ پس ہیچ شک نیست کہ ایں ربوبیت عظمیٰ است و رحمانیت  
 وكذلك ترى الربوبية والرحمانية والرحيمية  
 کبریٰ۔ وہم چنین مے بنی ربوبیت و رحمانیت  
 في الأمور الدينية. وقد يُسر كل أمرٍ لطلباء  
 در امور دین و بہ تحقیق آسان کردہ شد ہر  
 العلوم الإلهية. ويُسر أمر التبليغ وأمر إشاعة  
 امر برائے طالبان علوم الہیہ۔ و آسان کردہ شد امر تبلیغ  
 العلوم الروحانية. وأنزلت الآيات لكل من  
 و اشاعت علوم ربانیہ۔ و نازل کردہ شدند آیات  
 يعبد الله ويتغى السكينة من الحضرة. وانكسف  
 برائے ہر کسے کہ پرستد خدا را و طالب سکینت است  
 القمر والشمس في رمضان وعُطلت العشار  
 و کسوف قمر و شمس در رمضان شد۔ و شتران  
 فلا يُسعى عليها إلا بالندرة. وسوف ترى المركب  
 معطل شدند مگر بطور نادر و عنقریب بنی مرکب  
 الجديد في سبيل مكة والمدينة. وأُيد  
 جدید را در راہ مکہ و مدینہ۔ و مدد کردہ شدند

﴿۱۵۷﴾

العالمون والطالبون بكثرة الكتب وأنواع أسباب  
عالمان و طالبان بہ کثرت کتاب و انواع  
المعرفة. و عمّر المساجد. و حفظ الساجد.

اسباب معرفت۔ و آباد کردہ شد مساجد۔ و نگہداشت نمودہ شد سجدہ  
و فتح أبواب الأمن والتبليغ والدعوة. و ما هو إلا  
کنندہ و کشادہ شد در ہائے امن و درہائے تبلیغ و دعوت و نیست  
فيض الرحيمية. فوجب علينا أن نشهد  
اين مگر فيض رحيميت پس واجب شد بر ما کہ گواہی دہيم کہ  
أنها وسائل لا يوجد نظيرها في القرون الأولى.

در زمانہ گذشتہ نظير اين وسائل نیست۔ و اين  
وإنه توفيق وتيسير ما سمع نظيره أذن و ما رأى  
توفيقی است و آسانی کہ مثلش ہیچ چشمی ندید  
مثله بصرٌ فانظر إلى رحيمية ربنا الأعلى. و من  
پس نظر کن سوئے رحيميت خدا تعالی

رحيميته أننا قدرنا على أن نطبع كتب ديننا في  
و از رحيميت او تعالی است کہ ما قدرت می داريم کہ در چند روز ہا  
أيام. ما كان من قبل في وسع الأولين أن  
آنقدر کتب دين بنویسیم کہ در طاقت پيشنياں نبود کہ  
يكتبوها في أعوام. و إنما نقدر على أن نطلع على  
در سالہا آنها را توانند نوشت و نیز ما قدرت میداريم کہ

أَخْبَارَ أَقْصَى الْأَرْضِ فِي سَاعَاتٍ ☆. وما قدر عليه  
 بر خبر ہائے انتہائے زمین در چند ساعت اطلاع یابیم مگر  
 السابقون إِلَّا لَشِقِّ الْأَنْفُسِ وَبَذْلِ الْجَهْدِ إِلَى سِنَوَاتٍ.  
 پیشینیاں بجز سخت کوشش و سالہائے دراز این خبر ہائے دانستند  
 وَقَدْ فَتِحَ عَلَيْنَا فِي كُلِّ خَيْرٍ أَبْوَابَ الرَّبُوبِيَّةِ وَالرَّحْمَانِيَّةِ  
 و بہ تحقیق در ہر راہ نیکی بر مادر ہائے ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت کشادہ کردہ اند۔  
 وَالرَّحِيمِيَّةِ. وَكَثُرَتْ طَرَفُهَا حَتَّى خَرَجَ إِحْصَاءُهَا مِنْ  
 و بسیار شدند طرفہائے آن تا بحدے کہ خارج است شمار آن از  
 الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَّةِ. وَأَيْنَ تَيَسَّرَ هَذَا لِلْسَّابِقِينَ مِنْ  
 طاقت انسانی و گذشتگان را این قدر اسباب کے میسر شدند  
 أَهْلِ التَّبْلِيغِ وَالِدَعْوَةِ. وَإِنَّ الْأَرْضَ زُلْزَلَتْ لِنَا زَلْزَالًا.  
 و بہ تحقیق جنبانیدہ شد زمین جنبانیدنی  
 فَأَخْرَجَتْ أَثْقَالَهَا. وَفَجَّرَتْ الْأَنْهَارَ. وَسُجِّرَتْ  
 پس بیروں آورد چیز ہائے سنگین کہ پوشیدہ بودند و شکافتہ شدند نہر ہا و خشک کردہ شدند  
 الْبِحَارَ. وَجُدِّدَتْ الْمَرَاقِبُ وَعُطِّلَتْ الْعِشَارُ.  
 دریا ہا و مراکب نو بر آوردہ شدند و شتران معطل کردہ شدند  
 وَإِنَّ السَّابِقِينَ مَا رَأَوْا كَمَثَلِ مَا رَأَيْنَا مِنَ النِّعْمَاءِ.  
 و گذشتگان آن نعمت ہا ندیدہ اند کہ ما دیدیم

﴿۱۵۹﴾

وَفِي كُلِّ قَدَمٍ نِعْمَةٌ وَقَدْ خَرَجْتَ مِنَ الْإِحْصَاءِ .  
 و در هر قدم نعمت است که از شمار بیرون است  
 وَمَعَ ذَلِكَ كَثُرَتْ مَوْتِ الْقُلُوبِ وَقِسَاوَةُ الْأَفئِدَةِ .  
 و با وجود این موتِ دلها بسیار شد و دلها سخت شدند  
 كَأَنَّ النَّاسَ كُلَّهُم مَاتُوا وَلَمْ يَبْقَ فِيهِمْ رُوحٌ  
 گویا تمام مردم مُردند و روح معرفت در ایشان نماند  
 الْمَعْرِفَةِ . إِلَّا قَلِيلًا الَّذِي هُوَ كَالْمَعْدُومِ مِنَ النَّدْرَةِ .  
 مگر قلیل که بوجه ندرت در حکم نادر است و ما  
 وَإِنَّا فَهَمْنَا مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ ظُهُورِ الصِّفَاتِ . وَتَجَلَّى  
 از ظهور صفات باری ربوبیت و غیره فهمیدیم  
 الرَّبُوبِيَّةَ وَالرَّحْمَانِيَّةَ وَالرَّحِيمِيَّةَ كَمَثَلِ الْآيَاتِ . ثُمَّ  
 و از  
 مِنْ كَثْرَةِ الْأَمْوَاتِ . وَمَوْتِ النَّاسِ مِنْ سَمِّ الضَّلَالَاتِ .  
 موت مردم از زهر گمراهی  
 إِنَّ يَوْمَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ قَرِيبٌ بَلْ عَلَى الْبَابِ . كَمَا  
 که روز حشر قریب است بلکه بر دروازه است چنانکه  
 هُوَ ظَاهِرٌ مِنْ ظُهُورِ الْعَلَامَاتِ وَالْأَسْبَابِ . فَإِنَّ  
 آن از نشانیها و اسباب ظاهر است چرا که  
 الرَّبُوبِيَّةَ وَالرَّحْمَانِيَّةَ وَالرَّحِيمِيَّةَ تَمَوَّجَتْ كَتَمَوَّجِ  
 ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت همچو تموج دریاها

﴿۱۶۰﴾

الْبَحَارِ. وَظَهَرَتْ وَتَوَاتَرَتْ وَجَرَتْ كَالْأَنْهَارِ. فَلَا  
 در موج است و ظاہر و پے در پے شد ہیچو نہرہا  
 شَكَّ أَنْ وَقْتُ الْحَشْرِ وَالنَّشُورِ قَدْ أَتَى. وَقَدْ  
 پس شک نیست کہ وقت حشر و نشر دین آمدہ است۔  
 مَضَتْ هَذِهِ السَّنَةُ فِي صَحَابَةِ خَيْرِ الْوَرَى. وَلَا  
 چنانچہ بر صحابہ آمدہ بود  
 شَكَّ أَنْ هَذَا الْيَوْمُ يَوْمُ الدِّينِ. وَيَوْمُ الْحَشْرِ وَ  
 و ہیچ شک نیست کہ این روز روز دین است و روز حشر و روز  
 يَوْمِ مَالِكِيَّةِ رَبِّ السَّمَاءِ وَظُهُورِ آثَارِهَا عَلَى  
 مالکیت خدائے آسمان و روز ظہور آثار آں بر اہل زمین  
 قُلُوبِ أَهْلِ الْأَرْضِينَ. وَلَا شَكَّ أَنْ الْيَوْمُ يَوْمُ  
 است و ہیچ شک نیست کہ این روز روز مسیح است  
 الْمَسِيحِ الْحَكَمِ مِنَ اللَّهِ أَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ. وَإِنَّهُ  
 کہ از خدا حکم گردانیدہ شدہ و این حشر است بعد  
 حَشْرٌ بَعْدَ هَلَاكِ النَّاسِ وَقَدْ مَضَى نَمُودَجِهِ  
 مردن مردم و نمونہ آں در زمانہ مسیح و در  
 فِي زَمَنِ عَيْسَى وَزَمَنِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ. فَتَدْبَّرْ  
 زمانہ خاتم النبیین بگذشت۔ پس تدبیر کن  
 وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ.

و غافل مباش۔



## الباب الخامس

### باب پنجم

فی تفسیر آیاتک نعبدو و آیاتک نستعین

در تفسیر آیاتک نعبدو و آیاتک نستعین۔

اعلم أن حقيقة العبادة التي يقبلها المولى بامتثانه. بدان که حقیقت آن عبادت که قبول می کند آن را خدا تعالیٰ هی التذلل التام برؤية عظمته و علو شأنه. باحسان خود آن تذلل تام است بدین عظمت او و الثناء علیه بمشاهدة مننه و أنواع احسانه. و علو شان او و تعریف کردن او بمشاهده کمال و ایشاره علی کل شیء بمحبة حضرته و تصور احسان او و اختیار کردن او بر هر چیز بحب محامده و جماله و لمعانه. و تطهير الجنان درگاه او و تصور محامد او و جمال او و روشنی او و من وساوس الجنة نظراً إلى جنانه. پاک کردن دل از وسوسه های شیطانان از جهت نظر و من أفضل العبادات أن يكون داشتن به بهشت او۔ و از بزرگ ترین عبادت ها این است که

الْإِنْسَانُ مُحَافِظًا عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ  
 انسان پُجُگانہ نماز را بر اوائل وقت آنها محافظ  
 فِي أَوَائِلِ أَوْقَاتِهَا. وَأَنْ يَجْهَدَ لِلْحُضُورِ وَ  
 باشد۔ و اینکه کوشش کند برائے حضور در نماز و ذوق و شوق  
 الذُّوقِ وَالشُّوقِ وَتَحْصِيلِ بَرَكَاتِهَا.  
 و حاصل کردن برکتہائے او و لازم گیرنده باشد ادائے فرائض و  
 مُوَاطَبًا عَلَى أَدَاءِ مَفْرُوضَاتِهَا وَمَسْنُونَاتِهَا.  
 سنت ہائے آزا۔ چرا کہ نماز مرکبے است کہ بندہ را  
 فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَرْكَبٌ يُوصلُ الْعَبْدَ إِلَى رَبِّ الْعِبَادِ.  
 تا خدا تعالیٰ می رساند۔ پس بنماز تا آن مقامے می رسد کہ  
 فَيُصَلُّ بِهَا إِلَى مَقَامٍ لَا يَصِلُ إِلَيْهِ عَلَى  
 بر پشتہائے اسپاں نتواند رسید۔ و شکار آن بقابو نمی  
 صَهَوَاتِ الْجِيَادِ. وَصِيدُهَا لَا يُصَادُ بِالسَّهَامِ.  
 آید بہ تیر ہا۔ و راز آن بقلم ہا ظاہر نمی شود۔  
 وَسِرُّهَا لَا يَظْهَرُ بِالْأَقْلَامِ. وَمَنْ التَزَمَ هَذِهِ الطَّرِيقَةَ.  
 و ہر کہ لازم کرد این طریقہ را او حق و حقیقت را  
 فَقَدْ بَلَغَ الْحَقَّ وَالْحَقِيقَةَ. وَاللَّفَى الْحَبَّ الَّذِي هُوَ فِي  
 رسید۔ و یافت آن دوست را کہ او در پردہ ہائے  
 حُجُبِ الْغَيْبِ. وَنَجَا مِنَ الشَّكِّ وَالرَّيْبِ. فَتَرَى  
 غیب است۔ و نجات یافت از شک و ریب و خواہی دید

﴿۱۶۳﴾

آیامه غُرَرًا. و کلامه دُرُرًا. و وجهه بدرًا. و مقامه صدرًا. روز ہائے او روشن و کلام او مرواریدها و روئے او ماہ چارده۔ و  
 ومن ذلّ لله في صلواته أذلّ الله له الملوک. و مقام او پیش از ہمہ و ہر کہ فروتنی را اختیار کند در نماز فروتنی می کند  
 يجعل مالگًا هذا المملوک. ثم اعلم أنّ الله برائے او بادشاہاں و مالک خواهد کرد این مملوک را۔  
 حمد ذاته أولا في قوله ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“<sup>۱</sup> باز بدان کہ تعریف گفت اللہ تعالیٰ ذات خود را نخستین در قول او کہ الحمد لله  
 ثم حث الناس على العبادة بقوله رب العالمين۔ باز ترغیب داد مردم را بر عبادت بقول او  
 ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“<sup>۲</sup> ففي هذه إشارة إلى أن ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ پس دریں اشارہ است  
 العابد في الحقيقة. هو الذي کہ عابد در حقیقت ہماں شخص است کہ تعریف خدا تعالیٰ کند  
 يحمده حق الحمدة. فحاصل هذا الدعاء والمسألة. أن چنانکہ حق است۔ پس حاصل این دعا و درخواست این است کہ  
 يجعل الله أحمد كل من تصدّى للعبادة. وعلى خدا عبادت کنندہ را احمد بگرداند۔ و بناءً عليه  
 هذا كان من الواجبات. أن يكون أحمد في آخر واجب بود کہ در آخر امت احمدی پیدا شود

هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى قَدَمِ أَحْمَدِ الْأَوَّلِ الَّذِي هُوَ سَيِّدُ الْكَائِنَاتِ .  
 بر قدم آل احمد که او سید کائنات است -  
 لِيُفْهَمَ أَنَّ الدُّعَاءَ اسْتُجِيبَ مِنْ حَضْرَةِ مُسْتَجِيبِ الدَّعَوَاتِ .  
 تا فهمیده شود که این دعا که در سوره فاتحه کرده شد در حضرت احدیت قبول شده است  
 وَ لِيَكُونَ ظُهُورُهُ لِلْاِسْتِجَابَةِ كَالْعَلَامَاتِ . فَهَذَا هُوَ الْمَسِيحُ  
 و تا ظهور آل احمد برائے قبول شدن دعا مثل علامات باشد - پس این همان مسیح است  
 الَّذِي كَانَ وَعْدَ ظُهُورِهِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ . مَكْتُوبًا فِي  
 که وعده ظهور او در آخر زمان بود که نوشته شده بود در سوره فاتحه و در قرآن -  
 الْفَاتِحَةِ وَفِي الْقُرْآنِ . ثُمَّ فِي هَذِهِ الْآيَةِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ الْعَبْدَ  
 باز درین آیت اشارت است سوائے اینکه بنده را ممکن نیست  
 لَا يُمْكِنُهُ الْإِتْيَانُ بِالْعِبَادَةِ . إِلَّا بِتَوْفِيقِ مِنَ الْحَضْرَةِ  
 حق عبادت بجا آوردن مگر بتوفیق حضرت احدیت - و از شاخه های  
 الْأَحَدِيَّةِ . وَ مِنْ فُرُوعِ الْعِبَادَةِ أَنْ تَحِبَّ مِنْ يُعَادِيكَ . كَمَا  
 عبادت این است که دشمن خود را دوست داری چنانکه دوست میداری نفس خود را  
 تَحِبَّ نَفْسِكَ وَ بَنِيكَ . وَأَنْ تَكُونَ مُقِيلًا لِلْعَثَرَاتِ .  
 و پسران خود را و اینکه از لغزشهای مردم درگذر کنی و از خطاهای ایشان  
 مُتَجَاوِزًا عَنِ الْهَفْوَاتِ . وَ تَعِيشَ تَقِيًّا نَقِيًّا  
 تجاوز کنی - و اینکه زندگانی تو پاک و بے لوث باشد سلامت باشد  
 سَلِيمَ الْقَلْبِ طَيِّبِ الذَّاتِ . وَ وَفِيًّا صَفِيًّا مُنَزَّهًا عَنِ ذَمَائِمِ  
 دل از عیب ها و پاک باشد ذات از پلیدیها - و وفا کننده با صفا پاک از بد عادات ها

﴿۱۶۵﴾

العادات. وأن تكون وجودًا نافعًا لخلق  
و اینکه باشی وجود نافع مر خلق را  
الله بخاصیة الفطرة كبعض النباتات. من غیر  
بخاصیت پیدائش ہیجو بعض نباتات بغیر  
التكلفت والتصنّعات. وأن لا تؤذی اخیک بکبر  
تکلف و تصنع۔ و این کہ ایذا نہ دہی  
منک ولا تجرحه بكلمة من الكلمات. بل  
برادر خود را باعث تکبر نفس خود و نہ خستہ کنی او را ببعض کلمات  
علیک أن تجیب الأخ المغضب بتواضع ولا  
بلکہ جواب دہی برادر در غضب آرنده را بتواضع و  
تُحَقِّره فی المخاطبات. وتموت قبل أن تموت  
در مخاطبات تحقیر او نہ کنی بلکہ بمیری قبل زانکہ بمیری  
وتحسب نفسك من الأموات. وتُعظّم كل من  
و شتاری نفس خود را از مردگان و بزرگ داری آزا  
جاءك ولو جاءك فی الأظمار لا فی الحلل  
کہ نزد تو آید اگرچہ در پارچات کہنہ باشد نہ لباسہائے فاخرہ  
والکسوات. وتُسَلِّم علی من تعرفه و علی من لا تعرفه.  
و سلام کہنی بر ہر کہ او را بشناسی و بر ہر کہ او را شناسی  
وتقوم متصدّيًا للمواسات.  
و برائے عنخواری مردم برنیزی۔

## الباب السادس

### باب ششم

فی تفسیر قوله تعالیٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

در تفسیر قول او تعالیٰ اهدنا الصراط المستقیم

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ☆

صراط الذین انعمت علیهم۔

اعلم ان هذه الآيات خزينة مملوءة من النكات. و حجة بدان که این آیت با مخزن اند برائے نکتہ ہا۔ و حجت باہرہ علی المخالفین و المخالفات. و سند کرہا روشن ہستند بر مخالفان و عنقریب ذکر آں را خواہیم کرد

☆ الحاشیة: اعلم ان فی آیة انعمت علیہم تبشیر للمؤمنین. و اشارة الى ان الله

بدان کہ در آیت انعمت علیہم بشارت است مرمومناں را۔ و اشارت سوائے معنی است

اعدلہم کلما اعطی للانبیاء السابقین. و لذلک علم هذا الدعاء لیكون بشارة

کہ خدا تعالیٰ برائے اوشاں ہمہ آں طیار کردہ است کہ گذشتہ انبیاء رادادہ است و از بہر ہمیں این دُعا آموخت

للطالبین. فلزم من ذالک ان یختتم سلسلة الخلفاء المحمدیة علی مثل عیسیٰ.

تا طالبان را بشارت باشد۔ پس لازم شد کہ سلسلہ خلفاء محمدیہ بر مثل عیسیٰ ختم شود۔

لیتم المماثلة بالسلسلة الموسویة و الکریم اذا وعد وفا. منه

تا کہ کامل شود مماثلت بسلسلہ موسویہ و کریم چون وعدہ کرد وفا مے کند۔ منه

بالتصریحات. ونُریک ما أَرانا اللّٰه من الدلائل بتصریحات۔ و بنمائیم ترا آنچه خدا مارا بنمود از البینات. فاسمعُ منی تفسیرها لعلّ اللّٰه ینجیک دلائل۔ پس بشنو از من تفسیر آں شاید خدا تعالیٰ ترا من الخزعبیلات. أما قوله تعالیٰ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ از امور باطله نجات بخشد۔ مگر قول او تعالیٰ که اهدنا الصراط فمعناه أَرِنَا النّهجَ القویم. وثبُّنا علی الْمُسْتَقِیْم۔ پس معنی او این است که راه راست مارا طریق یوصل إلی حضرتک. وینجی من عقوبتک. ﴿۱۶۷﴾  
 بنما و بر راهی مارا ثابت قدم کن که تا درگاه تو برساند و از عقوبت ثم اعلم أن لتحصیل الهدایة طرقاً عند نجات بخشد باز بدانکه برائے تحصیل هدایت راه ہست نزد صوفیاء۔ الصوفیة مستخرجةً من الكتاب والسنة. أحدها و آں ہمہ را از کتاب و سنت اخذ کرده اند یکے ازاں طلب طلبُ المعرفة بالدلیل والحجة. والثانی تصفیة معرفت بدلیل و حجت است و طریق دوم تصفیہ باطن است الباطن بأنواع الرياضة. والثالث الانقطاع إلی بہ گوناگون ریاضت و طریق سوم منقطع شدن سوئے خدا اللّٰه و صفاء المحبة. و طلبُ المدد من الحضرة. و صفائی محبت و جستن مدد از حضرت باری

بالموافقة التامة وبنفي التفرقة. وبالتوبة إلى  
 بموافقت تامه و نفي تفرقه و به رجوع کردن سوئے  
 اللّٰه والابتغال والدعاء وعقد الهمة.  
 خدا و تضرع و عقد همت باز چون  
 ثم لما كان طريقُ طلب الهداية والتصفية لا يكفي  
 طريق طلب هدايت و تصفيه كفايت نمی كند  
 للوصول من غير توسل الأئمة والمهديين من الأمة. ما ﴿١٦٨﴾  
 برائے وصول بغير توسل آئمہ و هدايت يافتگان از  
 رضی الله سبحانه على هذا القدر من تعليم الدعاء . بل  
 امت راضی نشد او سبحانه بریں قدر از  
 حث بقوله "صراط الَّذِينَ" على تحسُّس المرشدين  
 دعا باز ترغيب داد بقول خود صراط الذين سوئے  
 والهادين من أهل الاجتهاد والاصطفاء من المرسلين  
 تلاش کردن مرشدان و هاديان و از گروه  
 والأنبياء . فإنهم قوم آثروا دار الحق على  
 برگزیدگان از مرسلان و انبياء۔ چرا که آل قوس است  
 دار الزور والغرور. و جُذبوا بحبال المحبّة  
 که اختيار کردند خانه راستی را بر خانه دروغ و غرور و کشيده شدند بر سنبهائے  
 إلى الله بحر النور. وأخرجوا بوحي من  
 محبت سوئے خدا که دریائے نور است و خارج کرده شدند بوحی الہی



اللّٰه و جذبٍ منه من أرض الباطل. و كانوا قبل  
و جذبہ او از زمین باطل۔ و بودند قبل  
النبوة كالجميلة العاطل. لا ينطقون إلا بانطاق المولى.  
نبوت پہچو آں زن خوبصورت کہ بے پیرایہ و زیور باشد۔ نمی گویند مگر  
و لا يؤثرون إلا الذى هو عنده الأولى. يسعون كل  
بگویندین مولى۔ و اختیار نمی کنند چیزے را مگر آنچه نزد خدا بہتر باشد۔  
السعى ليجعلوا الناس أهلا للشريعة الربانية. ويقومون  
بسیار کوشش می کنند تا مردم را اہل شریعت بگردانند  
على ولدها كالحانية. ويُعطى لهم بيان يُسمع  
وبر فرزندان شریعت چنان قائم می شوند کہ زن شوہر مردہ بر  
الصُّمَّ وَيُنزِلُ الْعُصْمَ. و جنانٌ يجذب بعقدِ الهمة  
پسیران خود و اوشان را آں بیان دادہ می شود کہ شنوایان ناشنوا را و فرود آرد  
الأمم. إذا تكلموا فلا يرمون إلا صائبا. وإذا  
از کوہ ہا آہوئے سفید را ودلے کہ بعقد ہمت امت ہارامی کشد چوں کلام کنند پس تیرشاں  
توجهوا فيحيون ميتا خائبا. يسعون أن ينقلوا  
خطا نمی رود و چوں توجہ کنند پس مردہ توحید را زندہ می کنند و کوشش می کنند کہ منتقل کنند  
الناس من الخطيئات إلى الحسنات. و من المنهيات إلى  
مردم را از خطا ہا سوئے نیکی ہا۔ و از کار بدی  
الصالحات. و من الجهلات إلى الرزانة  
سوئے کار نیک و از جہل ہا سوئے آہستگی

وَالْحَصَات. وَمِنَ الْفَسْقِ وَالْمَعْصِيَةِ إِلَى الْعَفَّةِ وَالتَّقَات. و عقلمندی و از فسق و معصیت سُوئے عفت و پرہیزگاری و مَنْ أَنْكَرَهُمْ فَقَدْ ضَيَّعَ نِعْمَةَ عُرِضَتْ عَلَيْهِ. و بَعْدَ مِنْ و ہر کہ انکار او شاں کرد پس ضائع کرد آں نعمت را کہ برو پیش کردند و دُور عَيْنِ الْخَيْرِ وَعَنْ نَوْرِ عَيْنِيهِ. و اِنْ هَذَا الْقَطْعُ أَكْبَرُ شد از نیکی و از بینائی چشم خود۔ و ایں قطع تعلق از قطع رحم من قطع الرحم وَالْعَشِيرَةَ. و اِنْهُمْ ثَمَرَاتِ الْجَنَّةِ فَوَيْلٌ ﴿۱۷۰﴾ و قبیلہ بزرگ تر است۔ و ایشاں میوہ ہائے بہشت اند پس وا ویلا برا تکہ للذی ترکہم و مالٌ إِلَى الْمِيرَةِ. و اِنْهُمْ نَوْرُ اللّٰهِ و اوشانرا ترک کرد و سُوئے قوت لا بیوت مائل شد و ایشاں نور خدا ہستند چہ بوسیلہ يُعْطَى بِهِمْ نَوْرٌ لِلْقُلُوبِ. و تَرْيَاقٌ لِسَمِّ الذَّنُوبِ. و سَكِينَةٌ اوشاں دل ہارا نور مے دہند و برائے زہر گناہاں تریاق می بخشد و بدوشاں سکینت دادہ عند الاحتضار وَالغُرُورَةَ. و ثَبَاتٌ عِنْدَ الرَّحَلَةِ وَتَرْكِ می شود در وقت جان کندن و ثابت قدمی در وقت کوچ و ترک دُنْيَا الدنیا الدنیّة. أْتَظُنُّ أَنْ يَكُونَ الْغَيْرُ كَمَثَلِ هَذِهِ آیا گمان می کنی کہ غیرے بچو ایں گروہے بزرگ الْفِئَةِ الْكَرِيمَةِ. كَلَّا وَالَّذِي أَخْرَجَ الْعَدْقَ مِنَ الْجَرِيمَةِ. باشد ہرگز نیست قسم بخدائے کہ نخل را از خستہ مے بر آرد و لَذَاكَ عَلَّمَ اللّٰهُ هَذَا الدَّعَاءَ مِنْ غَايَةِ الرَّحْمَةِ. و از بہر ہمیں خدا تعالیٰ ایں دعا از غایت رحیمیت تعلیم داد

وَأَمْرَ الْمَسْلُومِينَ أَنْ يَطْلُبُوا "صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمَ عَلَيْهِمُ"  
و امر کرد مسلمانان را که بجویند آن راه را که راه  
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ مِنَ الْحَضْرَةِ. وَقَدْ ظَهَرَ مِنْ هَذِهِ  
انبیاء و رسولان است و ظاهر شد ازین  
الآیة عَلَى كُلِّ مَنْ لَه حِطٌّ مِنَ الدِّرَايَةِ. أَنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ  
آیت بر آنکه نصیبی دارد از عقنندی که این  
بُعِثَتْ عَلَى قَدَمِ الْأَنْبِيَاءِ. وَإِنْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ مِثَالٌ فِي هَؤُلَاءِ.  
امت بر قدم انبیاء مبعوث کرده شده است۔ و هیچ نبی نیست که او را  
وَلَوْلَا هَذِهِ الْمُضَاهَاةُ وَالسَّوَاءُ. لَبَطُلَ طَلِبُ كَمَالِ  
در این امت نظیرے نہ باشد و اگر این مشابہت و برابری نبودے ہر آئینہ  
السَّابِقِينَ وَبَطُلَ الدَّعَاءُ. فَاللَّهُ الَّذِي أَمَرْنَا أَجْمَعِينَ. أَنَّ  
طلب کردن کمال سابقین باطل شدے و این دعا ہم باطل گشتے۔ پس آن خدائے  
نَقُولُ "أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" مُصَلِّينَ وَمُؤْمِنِينَ  
کہ امر کرد ما را بگوئیم در نماز اهدنا الصراط المستقیم نمازکنندگان و  
وَمُصْبِحِينَ. وَأَنْ نَطْلُبَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمَ عَلَيْهِمُ مِنَ النَّبِيِّينَ  
شام کنندگان و صبح کنندگان اینکہ بگوئیم راه کسانیکہ مورد نعمت اند  
وَالْمُرْسَلِينَ. أَشَارَ إِلَى أَنَّهُ قَدْ قَدَّرَ مِنَ الْإِبْتِدَاءِ. أَنَّ يَبْعَثَ  
از انبیاء و مرسلان اشارہ کردہ است سوئے اینکہ او مقدر  
فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْضَ الصَّالِحِينَ عَلَى قَدَمِ الْأَنْبِيَاءِ.  
کردہ است از ابتدا کہ مبعوث فرماید ازین امت بعض صالحان را بر قدم انبیاء۔

وَأَنْ يَسْتَخْلِفَهُمْ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ مِنْ بَنِي  
و خلیفہ بگرداند از ایشان چنانکہ خلیفہ بگردانید بعض را از بنی  
إِسْرَائِيلَ. وَإِنَّ هَذَا لَهُوَ الْحَقُّ فَاتْرُكِ الْجِدَلَ الْفُضُولِ  
اسرائیل۔ و ہمیں حق است پس ترک کن بحث فضول  
وَالْأَقْوَابِلِ. وَكَانَ غَرَضُ اللَّهِ أَنْ يَجْمَعَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ ﴿۱۷۲﴾  
و قول ہا را۔ و غرض خدا این بود کہ دریں امت  
كَمَالَاتٍ مُتَفَرِّقَةٍ. وَأَخْلَاقًا مُتَبَدِّدَةً. فَاقْتَضَتْ سُنَّتَهُ الْقَدِيمَةَ  
کمالات متفرقہ و اخلاق گوناگون جمع کند۔ پس تقاضا کرد سنت  
أَنْ يَعْلَمَ هَذَا الدُّعَاءُ. ثُمَّ يَفْعَلْ مَا شَاءَ. وَقَدْ سَمِيَ  
قدیمہ او کہ این دعا بیاموزد۔ باز بکند ہر چہ خواستہ است و  
هَذِهِ الْأُمَّةَ خَيْرَ الْأُمَمِ فِي الْقُرْآنِ. وَلَا يَحْصُلُ خَيْرٌ إِلَّا  
گردانیدہ شدہ است این امت خیر الامم در قرآن و مرتبہ قوی  
بِزِيَادَةِ الْعَمَلِ وَالْإِيمَانِ وَالْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ. وَابْتِغَاءِ  
زیادہ نمی شود مگر بزیادت عمل و ایمان و علم و معرفت  
مَرْضَاتِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ. وَكَذَلِكَ وَعَدَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
و خواستن رضائے الہی۔ و ہم چنین وعدہ  
الصَّالِحَاتِ. لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ  
داد آنازا کہ مومن صالح اند کہ او شانرا بر زمین  
بِالْفُضْلِ وَالْعِنَايَاتِ. كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ  
خلیفہ خواهد کرد چنانچہ خلیفہ ساخت

من قبلهم من أهل الصلاح والتقاة. فثبت من القرآن أن  
پیشینیاں را از اہل صلاح و تقویٰ۔ پس ثابت شد از  
الخلفاء من المسلمین إلى يوم القيامة. وانه لن  
قرآن کہ خلیفہ ہا از مسلمانان اند تا روز قیامت  
یأتی أحد من السماء. بل یبعثون من هذه  
﴿۱۷۳﴾ و هیچ کس از آسمان ہرگز نخواہد آمد بلکہ از ہمیں امت مبعوث  
الأمۃ. ومالک لا تؤمن ببيان الفرقان. أترکت  
خواہند شد و ترا چست کہ بر بیان فرقان ایمان نمی آری  
كتاب اللہ أم ما بقی فیک ذرة من العرفان. وقد  
آیا ترک کردی کتاب اللہ را یا نماںد در تو یک ذرہ معرفت  
قال اللہ ”مِنْكُمْ“۔ وما قال ”مِنْ بنی اسرائیل“۔ و کفاک  
و گفت خدا در قرآن لفظ منکم و نہ گفت من بنی اسرائیل  
هذا إن كنت تبغی الحق وتطلب الدلیل. أيها المسکین  
و ایں قدر ترا کافی است اگر حق مے جوئی و دلیل مے خواهی۔  
اقرأ القرآن ولا تمشِ كالمغرور. ولا تبعُدْ من نور  
اے مسکین قرآن را بخوان و بچو مغرور مرو و  
الحق لسألا يشکو منک إلى الحضرة سورة الفاتحة  
از نور حق دور مشو تا سوره فاتحہ و سوره نور شکوہ تو  
وسورة النور. اتق اللہ ثم اتق اللہ ولا تکنْ أوّل  
بجناب الہی نکند بترس از خدا باز بترس از خدا و انکار

کافر بآیات النور والفاتحة. لكيلا يقوم عليك شاهدان  
آیتہائے سورۃ النور و فاتحہ مکن و اول الکافرین مشو تا بر تو دو گواہ قائم  
فی الحضرة. و أنت تقرأ قوله ”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ“ ۱  
نشوند در جناب الہی۔ تو میخوانی قول او تعالیٰ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ  
و تقرأ قوله ”لَيْسَتْ خِلْفَتُهُمْ“ ۲ ففكر في قوله ”مِنْكُمْ“ في سورة  
۱۷۴ ﴿وقول او ليستخلفنهم پس فکر کن در قول او کہ منکم است در سورۃ نور  
النور و اترک الظالمین و ظنہم. ألم یأ ن لک أن تعلم عند  
و ترک کن ظالمان را و گمان او شانرا آیا وقت نرسید کہ بدانی وقت قراءت  
قراءة هذه الآيات. أن الله قد جعل الخلفاء كلهم من هذه  
اين آیتہا کہ تمام خلفاء از ہمیں امت  
الأمّة بالعنايات. فكيف يأتي المسيح الموعود من  
خواهند شد۔ پس چگونه مسیح موعود  
السموات. أليس المسيح الموعود عندك من الخلفاء.  
از آسمان خواهد آمد۔ آیا نزد تو مسیح موعود از جملہ خلیفہ ہا نیست۔  
فكيف تحسبه من بنى إسرائيل ومن تلك الأنبياء.  
پس چگونه مے شماری او را از بنی اسرائیل و ازاں انبیاء مے شماری  
أترک القرآن وفي القرآن كل الشفاء. أو تغلّبت  
آیا ترک مے کنی قرآن را حالانکہ در قرآن از ہر قسم شفاء ست یا غالب شد  
عليك شقوتك. فترک متعمداً طريق الاهتداء.  
بر تو بد بختی تو پس عمداً طریق ہدایت را ترک مے کنی۔

ألا ترى قوله تعالى " كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ " ۱ في هذه آياتي بني فرموده خدا تعالیٰ که این خلیفہ ہا ہیجو آں خلیفہ ہا خواہند بود کہ السورة. فوجب أن يكون المسيح الآتي من هذه الأمة. لا در بنی اسرائیل بودند پس ازیں آیت واجب شد کہ مسیح موعود ازیں من غیرہم بالضرورة. فإن لفظ "كما" يأتي للمشابهة امت باشد و غیر او شان نہ باشد۔ چرا کہ لفظ كما می آید والمماثلة. والمشابهة تقتضي قليلا من المغايرة. ولا برائے مشابہت و مماثلت۔ و مشابہت تقاضا می کند کہ چیزے یکون شیءٌ مُشابهةً نفسہ کما هو من البديهيات. مغایرت درمیان باشد و ہیچ چیزے مشابہ نفس خود نتواند شد چنانچہ فثبت بنصّ قطعىّ أن عيسى المنتظر من هذه الأمة و این ظاہر است پس ثابت شد بنصّ قطعیّ کہ عیسیٰ منتظر ازیں امت است و هذا يقينىّ ومنزّة عن الشبهات. هذا ما قال القرآن ويعلمه این یقینی است بغير شبه۔ این آں امر است کہ العالمون. فبأى حديث بعده تؤمنون. وقد قال القرآن إن قرآن فرموده است و دانندگان او را مے دانند پس بعد از قرآن کدام حدیث را قبول عیسیٰ نبی اللہ قدمات. ففكّر في قوله خواهد کرد و قرآن فرموده است کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت شد۔ پس فکر کن "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي" ۲ ولا تُحْيِ الأموات. ولا تنصُر النصرارى در قول اولماتوفیتنی و زندہ مکن مردگان را و نصاریٰ را

﴿۱۷۵﴾

بالباطیل والخزعیلات. وفتنہم لیست بقلیلة فلا تزدها بدروغها مد مدہ و فتنہ ہائے نصاریٰ کم نیستند پس تو زیادہ مکن بالجهلات. وإن كنت تحب حياة نبي فآمن بحياة نبينا خير آں فتنہ ہارا از جہالت و اگر دوست میداری کہ پیغمبرے زندہ باشد پس بحیات نبی ما الکائنات. وما لك أنك تحسب ميتاً من كان رحمةً ﴿۱۷۶﴾ کہ خیرالکائنات است ایمان آر و چه شد ترا کہ تو آنکہ رحمۃ للعالمین بود للعالمین. وتعتقد أن ابن مريم من الأحياء بل من المُحيين. او را مُردہ مے انگاری و اعتقاد داری کہ عیسیٰ ابن مریم از زندگان است بلکہ انظرُ إلى "النور" ثم انظر إلى "الفاحة". ثم ارجع از زندہ کنندگان۔ نظر کن سوئے سورہ نور باز نظر کن سوئے سورۃ فاتحہ باز چشم را البصر ليرجع البصر بالدلائل القاطعة. أَلستَ تقرأ سوئے آں رجوع دہ تا کہ باز آید چشم تو بدلائل قاطعہ آیا نمی خوانی "صراط الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" ۱ فی هذه السورة. فأنى صراط الذين انعمت عليهم دریں سورۃ پس کجا مے روی تُؤفك بعد هذا أتنسى دعاءك أو تقرأ بالغفلة. بعد زیں آیا فراموش مے کنی دعاء خود را یا از راه غفلت مے خوانی چرا کہ تو سوال فإنك سألت عن ربك في هذا الدعاء والمسألة. أن کردی از رب خود دریں دعا و سوال کہ یٰحییٰ نبی را نگذارد لا یغادر نبیاً من بنی اسرائیل إلا ویبعث مثیله فی هذه الأمة. از انبیاء بنی اسرائیل مگر اینکہ مثیل او دریں امت پیدا کند



وَيُحَكِّ. أَنْسَيْتَ دَعَاءَكَ بِهذه السرعة. مع أنك تقرأه  
 وائے بر تو آیا فراموش کردی دعائے خود را بدیں جلدی باوجودے کہ  
 ﴿۱۷۷﴾ فی الأوقات الخمسة. عجبٌ منك كلَّ العجب. أهذا  
 آزما پنج وقت می خوانی من از تو کمال تعجب می کنم آیا دعائے تو  
 دعاؤک. وتلك آراؤک. انظر إلى الفاتحة وانظر إلى  
 این است و رائے ہائے آن نظر کن سوئے فاتحہ و سوئے  
 سورة النور من الفرقان. وأی شاهد يُقبل بعد شهادة  
 سورة نور از فرقان و کدام شہادت قبول خواہی کرد بعد شہادت  
 القرآن. فلاتكن كالذی سرى إيجاس خوف اللہ  
 قرآن۔ پس مباش ہیجو کسے کہ دور کرد در دل داشتن خوف الہی و  
 واستشعاره. وتسرّب لباس الوقاحة وشعاره. أتترک کتاب  
 نہاں داشتن او و پوشید لباس وقاحت و جامہ آں آیا ترک می کنی  
 اللہ لقوم ترکوا الطريق. وما کملوا التحقیق والتعمیق.  
 کتاب الہی را برائے قومے کہ ترک کردہ اند راہ را و کامل نکردند تحقیق و تعمیق را  
 وإن طریقهم لا یوصل إلى المطلوب. وقد خالف التوحید  
 و طریق او شاں تا مطلوب نمی رساند و مخالف افتادہ است توحید را  
 وسبب اللہ المحبوب. فلاتحسب و عراً دماً وإن دمه  
 و راہ ہائے خدا را۔ پس سخت را نرم مدام اگرچہ گام ہا آزما نرم  
 كثيرٌ من الخطا. وإن اهتدت إليها أبابیل من القطا. فإن  
 کردہ باشند۔ و اگرچہ سوئے او رفتہ باشند بسیارے از مرغان سنگ خوار۔ چرا کہ

هُدَى اللّٰهُ هُوَ الْهُدَى. وَإِنَّ الْقُرْآنَ شَهِدَ عَلَى مَوْتِ  
ہدایت خدا ہموں در اصل ہدایت است و قرآن گواہی دادہ است بر موت مسیح۔

المسیح. وَأَدْخَلَهُ فِي الْأَمْوَاتِ بِالْبَيَانِ الصَّرِيحِ. مَا لَكَ مَا ﴿۱۷۸﴾

و داخل کرد او را در مردگان بہ بیان صریح۔ چہ شد ترا کہ فکر نمی کنی  
تفکر فی قولہ ”فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي“<sup>۱</sup> و فی قولہ ”قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ

در قول او فلما توفیتنی و در قول او قد خلت من قبلہ الرسل۔

الرُّسُلُ“<sup>۲</sup> و ما لک لا تختار سبیل الفرقان و سرک السُّبُلِ.

و چہ شد ترا کہ راہ قرآن اختیار نمی کنی و خوش افتاد ترا راہ ہائے دیگر و

وقد قال ”فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ“<sup>۳</sup> فما لکم لا تفکرون.

گفت کہ در زمین زندہ خواهید ماند و در زمین خواهید مرد چہ شد شما را کہ فکر نمی کنید

وقال لکم فیہا مستقرٌّ و متاعٌ اِلٰی حین. فکیف صار مستقرٌّ

و گفت کہ قرارگاہ شما زمین خواہد بود۔ پس چگونہ

عیسی فی السماء أو عرش رب العالمین. إِنَّ هَذَا إِلَّا كَذِبٌ

عیسیٰ علیہ السلام بر آسمان قرار گرفت ایں صریح دروغ

مبین. و قال سبحانه ”أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ“<sup>۴</sup>

است و گفت خدا تعالی کہ ذاتش پاک است کہ آنانکہ پرستش شاں

فکیف تحسبون عیسی من الأحياء. الحیاء الحیاء. یا

می کنند مردگان اند نہ زندگان پس چگونہ عیسیٰ زندہ است جائے حیاء کردن است۔

عباد الرحمن. القرآن القرآن. فاتقوا اللّٰه ولا تتركوا

اے بندگان خدا قرآن را لازم بگیرید۔ پس از خدا بترسید و

﴿۱۷۹﴾

الفرقان. إنه كتاب يُسأل عنه إنسٌ وجانٌّ. وإنكم تقرءون  
قرآن را ترک مکنید۔ آں کتابے است کہ انس و جن را بدار باز پرس خواهد شد و  
الفتاحہ فی الصلاة. ففکروا فیہا یا ذوی الحصاة. ألا  
شما مے خوانید سورہ فاتحہ را در نماز پس فکر کنید درو اے دانشمنداں۔  
تجدون فیہا آیة "صراط الذین أنعمت علیہم"۔ فلا  
آیا نئے یا بید در اں آیت صراط الذین انعمت علیہم پس مباش  
تکونوا کالذین فقدوا نورَ عینہم. وذهب بما لديهم.  
ہچو کسانے کہ گم کردند نور پشمان خود و ہر چہ نزد شاں بود برباد رفت۔  
و یحکم و هل بعد الفرقان دلیل. أو بقی الی مفر من سبیل.  
و اے بر شما و آیا ہست بعد از قرآن دلیلے۔ یا سوئے گریز گاہ را ہے ماندہ است۔  
أیقبل عقلکم أن یشربننا فی هذا الدعاء. بأنه یبعث  
آیا قبول مے کند عقل شما کہ خدا دریں دعا بشارت دہد اینکہ او تعالیٰ از ہمیں  
الأئمّة من هذه الأمة لمن یرید طریق الاهداء. الذین  
امت برائے ہدایت مردم امامان خواهد فرستاد آنا تکہ  
یکونون کمثل أنبیاء بنی اسرائیل فی الاجتباء والاصطفاء.  
باشند مثل انبیاء بنی اسرائیل در برگزیدگی۔  
ویأمرنا أن ندعو أن نکون کأنبیاء بنی اسرائیل. ولا نکون  
و حکم کند ما را کہ ما ہچو پیغمبران بنی اسرائیل شویم و  
کأشقیاء بنی اسرائیل. ثم بعد هذا یدعنا ویلقینا  
ہچو بدبختاں ایشاں مشویم۔ و بعد ازیں دفع کند ما را و بیند از و

فی وھاد الحرمان. ویرسل إلینا رسولا من بنی اسرائیل  
 در پستی ہائے محرومی و از بنی اسرائیل پیغمبرے بفرستد و  
 وینسی وعدہ کل النسیان. وھل هذا إلا المکیدة التي لا ﴿۱۸۰﴾  
 وعدہ خود را فراموش کند۔ و این نیست مگر فریبے کہ  
 يُنسب إلى اللّٰه المنان. وإن اللّٰه قد ذکر فی هذه السورة  
 منسوب نتواں کرد سوئے خدا۔ و خدا تعالیٰ دریں سوره ذکر  
 ثلاثة أحزاب من الذين أنعم عليهم واليهود والنصرانیین۔  
 سه گروه کردہ است از منعم علیہم و یہود و  
 ورغَبْنَا فی الحزب الأوّل منها ونهی عن الآخرین. بل حَتَّنَا  
 نصاریٰ۔ و رغبت داد ما را در گروه اول و منع کرد از  
 علی الدعاء والتضرع والابتھال. لنكون من المنعم علیہم  
 باقی گروه بلکہ بر انگیزت ما را بر دعا و تضرع و ابتھال۔  
 لا من المغضوب علیہم وأهل الضلال۔  
 تا کہ ما از منعم علیہم شویم نہ از مغضوب علیہم و اہل  
 ووالذی أنزل المطر من الغمام. وأخرج الثمر من  
 ضلالت و قسم بخدائے کہ نازل کرد باران را از ابر و بیروں آورد بار  
 الأکمام. لقد ظهر الحق من هذه الآیة. ولا یشک فیہ من  
 را از شگوفہ ہا۔ تحقیق ظاہر شدہ است ازیں آیت و شک نخواہد کرد  
 أعطیٰ له ذرة من الدراية. وإنّ اللّٰه قد منّ علينا بالتصریح  
 در و ہر کہ دادہ شد یک ذرہ از دانش و خدا تعالیٰ احسان کرد بر ما بتصریح

وَالْإِظْهَارِ. وَأَمَاطَ عَنَّا وَعُثَاءَ الْاِفْتِكَارِ. فَوَجِبَ عَلَى الَّذِينَ  
و ظاہر کردن و دور کرد از ما مشقت فکر کردن را پس واجب شد بر آنان کہ  
يُنْضِنُونَ نَضْنَةَ الصِّلِّ. وَيَحْمِلُونَ حَمْلَةَ الْبَازِي  
زبان مے جنابند ہچو جنابین مار خورد و می نگرند ہچو نگرستن بازے کہ  
المطل. ان لا يُعْرِضُوا عَنْ هَذَا الْإِنْعَامِ. وَلَا يَكُونُوا  
صید را مے بیند۔ کہ ازیں انعام اعراض نکند و ہچو چارپایاں شوند  
كَالْإِنْعَامِ. وَقَدْ عَلِقَ بِقَلْبِي أَنْ الْفَاتِحَةَ تَأْسُوا جِرَاحَهُمْ.  
و ایں امر بدل من آویخت کہ سورہ فاتحہ ریشہائے او شاں را دور خواہد کرد  
و تَرِيشَ جَنَاحَهُمْ. وَمَا مِنْ سُوْرَةِ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا هِيَ تَكْذِبُهُمْ  
و بازوئے ایشان را پر خواہد نہاد و در قرآن ہیچ سورتے نیست مگر آل تکذیب  
فِي هَذَا الْاِعْتِقَادِ. فَاقْرَأْ مِمَّا شِئْتَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ يُرِيكَ  
شاں می کند۔ پس بخواں کتاب الہی را از ہر جا کہ مے خواہی بنماید  
طَرِيقَ الصِّدْقِ وَالسَّدَادِ. أَلَا تَرَىٰ أَنْ سُوْرَةَ "بَنِي إِسْرَائِيلَ"  
ترا راہ صدق و سداد۔ نمی بینی کہ سورۃ بنی اسرائیل منع می کند  
يَمْنَعُ الْمَسِيْحَ أَنْ يَرْقِيَ فِي السَّمَاءِ<sup>۱</sup>. وَأَنْ "آلِ عِمْرَانَ" تَعِدُهُ  
مسیح را کہ سوئے آسمان صعود نماید و سورہ آل عمران وعدہ می کند او را  
أَنْ اللّٰهُ مُتَوَفِّيهِ<sup>۲</sup> وَنَاقِلُهُ إِلَى الْأَمْوَاتِ مِنَ الْأَحْيَاءِ. ثُمَّ  
کہ خدا وفات دہد او را و از زندگان سوئے مُردگان نقل کند۔ باز  
إِنْ "الْمَائِدَةَ" تَبْسُطُ لَهُ مَائِدَةَ الْوَفَاةِ. فَاقْرَأْ<sup>۳</sup> "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي"<sup>۴</sup>  
سورہ مائدہ مے گسترد برائے مسیح مائدہ وفات را۔ پس بخواں آیت فلما توفيتني

إِنَّ كُنْتَ فِي الشَّبَهَاتِ. ثُمَّ إِنَّ "الزُّمَرَ" يَجْعَلُهُ مِنْ زُمْرٍ لَا  
 أَرَى فِي شَبَهَاتٍ هَسْتِ- باز سوره زمر ازاں گروه او را می کند  
 يَعُودُونَ إِلَى الدُّنْيَا الدُّنْيَا. وَإِنْ شِئْتَ فَاقْرَأْ "فَيَمْسِكُ الَّتِي" ﴿۱۸۲﴾  
 که در دنیا باز نمی آیند و اگر بخوای پس بخوان این آیت  
 قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ<sup>۱</sup>، و اعلم أن الرجوع حرام بعد المنيّة.  
 که خدا بندی دارد مردگان را ازینکه در دنیا باز بیایند- و حرام است باز آمدن بعد  
 و حرام علی قرية أهلکها الله أن تَبْعَثَ قَبْلَ يَوْمِ النُّشُورِ.  
 از مرگ- و حرام است بر دیه که خدا هلاک کرد آنرا که قبل از قیامت زنده شوند  
 و أما الإحياء بطريق المعجزة فليس فيه الرجوع إلى الدنيا  
 مگر زنده کردن بطریق معجزه پس در رجوع نیست سوائے دنیا  
 التي هي مقام الظلم والظور. ثم إذا ثبت موت المسيح  
 که مقام ظلم است- باز چون ثابت شد موت مسیح  
 بالنصّ الصريح. فأزال الله وهمّ نزوله من السماء بالبيان  
 بنص صریح- پس دور کرد خدا تعالی و هم فرود آمدن او به بیان  
 الفصيح. وأشار في سورة النور والفاحة. أن هذه الأمة  
 فصیح و اشارت کرد در سوره نور و سوره فاتحه که این  
 يرث أنبياء بنى إسرائيل على الطريقة الظلية. فوجب أن  
 امت وارث خواهد شد انبیاء بنی اسرائیل را بر طریق ظلیت-  
 يأتي في آخر الزمان مسيح من هذه الأمة.  
 پس واجب شد که بیاید در آخر زمان مسیح ازین امت-

﴿۱۸۳﴾

کما أتى عيسى ابن مريم في آخر السلسلة الموسوية. فإن  
چنانچہ حضرت عیسیٰ بن مریم در آخر سلسلہ موسویہ آمدہ پس  
موسیٰ و محمدًا علیہما صلوات الرحمن متماثلان بنصّ  
بہ تحقیق موسیٰ و محمد علیہما السلام مماثل اند از روئے  
الفرقان. وإن سلسلة هذه الخلافة تشابه سلسلة تلك  
قرآن و این سلسلہ خلافت مشابہ است آں سلسلہ  
الخلافة. كما هي مذكورة في القرآن. وفيها لا يختلف  
خلافت را و دریں اختلات نیست۔ چنانچہ در قرآن آمدہ است و بہ تحقیق  
اثنان. وقد اختتمت مئاة سلسلة خلفاء موسى على  
ختم شد صدی ہائے سلسلہ خلفاء موسیٰ بر  
عيسى كمثل عدّة أيام البدر. فكان من الواجب أن يظهر  
مسیح بر شمار روزہائے لیلة البدر۔ پس واجب بود کہ  
مسیحُ هذه الأمة في مدّة هي كمثل هذا القدر. وقد أشار  
مسیح این امت ہم دریں مدت ظاہر شود۔  
إليه القرآن في قوله "لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرِ وَاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ"۔  
و اشارت کرد قرآن سوئے این معنی در قول او کہ خدا مدد شما کرد در  
وإن القرآن ذو الوجوه كما لا يخفى على  
بدر و شما ذلیل بودید۔ و قرآن ذالوجوه است چنانچہ بر  
العلماء الأجلّة. فالمعنى الثانى لهذه الآية في هذا  
علماء بزرگ پوشیدہ نیست۔ پس معنی ثانی این آیت دریں

المقام. ان الله ينصر المؤمنين بظهور المسيح إلى مِثْنِ  
مقام کہ خدا مدد مومنان بظهور مسیح تا آں صدی ہا  
تُشَابَهُ عِدَّتْهَا أَيَّامَ الْبَدْرِ التَّامِّ. وَالْمُؤْمِنُونَ أَذِلَّةٌ فِي تِلْكَ ﴿۱۸۴﴾  
خواہد کرد کہ شمار آہنہا بدر تام را مشابہت دارد و مومنان در اں زمانہ ذلیل  
الْأَيَّامِ. فَانظُرْ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ كَيْفَ تَشِيرُ إِلَى ضَعْفِ الْإِسْلَامِ.  
خواہند بود پس بنگر سوئے این آیت چگونہ اشارت می کند سوئے ضعف  
ثم تشير إلى كون هلاله بدرًا في أجلٍ مسمى من الله  
اسلام باز اشارت میکند سوئے اینکہ آں ہلال در آخر بدر خواہد شد و باز  
الْعَلَامِ. كما هو مفهوم من لفظ البدر. فالحمد لله  
اشارت میکند سوئے وقت ظہور مسیح کہ صدی چہارہم است چنانچہ از لفظ بدر مفہوم  
على هذا الافضال والانععام. وحاصل ما قلنا في  
مے شود۔ پس حمد خدا را بریں فضل و نعمت دادن۔ و دریں باب ہر چہ گفتیم حاصل آں این  
هذا الباب. أن الفاتحة تبشّر بكون المسيح من هذه  
است کہ سورہ فاتحہ بشارت می دہد بہ مسیح از ہمیں امت۔  
الأمّة فضلاً من رب الأرباب. فقد بُشِّرْنَا مِنَ الْفَاتِحَةِ  
پس بتحقیق بشارت دادہ شدیم از قرآن بہ امامانہ کہ ہمجو  
بأئمةٍ منّا هم كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ. وما بُشِّرْنَا بِنَزُولِ نَبِيِّ  
انبیاء بنی اسرائیل خواہند بود و بشارت نہ دادہ شد مارا کہ پیغمبرے از  
من السماء فتدبّر هذا الدليل. وقد سمعت من قبل أن  
آسمان نازل خواہد شد پس تدبیر کن دریں دلیل۔ و پیش زین دانستی کہ



سورة النور قد بشرتنا بسلسلة خلفاء تشابه سلسلة خلفاء

سورة النور بشارت داده است بسلسله آل خليفه ها كه مشابه اند به

﴿۱۸۵﴾

الكليم. وكيف تتم المشابهة من دون أن يظهر مسيح

خليفه هائى موسى۔ و چگونه بکمال رسد این مشابہت بجز اينکه ظاهر شود مسیح

كمسيح سلسلة الكليم فى آخر سلسلة النبی الكريم. وإنا

دریں امت بهجوت مسیح سلسله حضرت موسى و ما ایمان آوردیم بدین

آمنّا بهذا الوعد فإنه من رب العباد. وإن الله لا يخلف

وعدہ كه آں از رب العباد است و خدا

الميعاد. والعجب من القوم أنهم ما نظروا إلى وعد حضرة

تخلف وعدہ نہ کند و عجب است از قوم كه او شان وعدہ خداتعالی

الكبرياء. وهل يُوقى ويُنجز إلا الوعد فلينظروا بالتقوى

را نظر نہ کردند و ایفاء وعدہ می کنند نہ ایفاء چیزے دیگر پس نظر کنید

والحياء. وهل فى شريعة الإنصاف أن ينزل المسيح من

از تقوی و حیاء و آیا جائز هست در طریقه انصاف كه نازل کرده شود مسیح

السماء ويُخلف وعد ممانلة سلسلة الاستخلاف. وإن

از آسمان و وعدہ ممانت سلسله استخلاف ترك کرده شود۔

تشابه السلسلتين قد وجب بحكم الله الغيور. كما هو

و تشابه این هر دو سلسله واجب شد بحکم خدائے غيور

مفهوم من لفظ "كما" فى سورة النور.

چنانچه فهمیده ے شود از لفظ كما در سورة نور۔

## الباب السابع

### باب ہفتم

فِي تَفْسِيرِ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ.

در تفسیر غیر المغضوب علیہم و لا الضالین۔

اعلم أسعدك الله أن الله قسم اليهود والنصارى في هذه  
بدانکه خداتعالی مدگار تو باشد که او تعالی تقسیم کرده است  
السورة على ثلاثة أقسام. فرغبتنا في قسم منهم وبشر به  
یہود و نصاریٰ را دریں سوره بر سه قسم پس رغبت داد ما را در قسمی ازاں ہر سه قسم  
بفضل و اکرام. و علمنا دعاءً لنكون كمثل تلك الكرام  
و ما را دعائے آموخت تا ہچو آں بزرگان شویم  
من الأنبياء والرسل العظام. وبقی القسمان الآخران.  
از انبیاء و رسولان بزرگ۔ و باقی ماند دو قسم دیگر  
وهما المغضوب عليهم من اليهود والضالون من أهل  
و آں مغضوب علیہم از یہود اند و گمراہان از صلیب  
الصلبان. فأمرنا أن نعود به من أن نلحق بهم من  
پرستان۔ پس حکم کرد ما را کہ بدیشان لاحق شویم۔  
الشقاوة والطغيان. فظهر من هذه السورة أن أمرنا  
پس ازیں سوره ظاهر شد کہ امر ما

﴿۱۸۷﴾

قد تُرک بین خوف و رجاء و نعمة و بلاء . إِمَّا مِثَابَةٌ  
گذاشته شد در خوف و رجاء و نعمت و بلا۔ یا مشابه  
بالأنبياء . وإِمَّا شُرْبٌ مِّنْ كَأْسِ الْأَشْقِيَاءِ . فاتقوا الله الذي  
به پیغمبران است و یا نوشیدن است از جام بدبختان۔ پس ازاں خدا بترسید کہ  
عَظْمٌ وَعَيْدُهُ . وَجَلَّتْ مَوَاعِيدُهُ . وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى هَدَى  
وعید او بزرگ است و وعده ہائے او نیز بزرگ اند۔ و ہر کہ بر ہدایت  
الأنبياء من فضل الله الودود . فقد خيف عليه أن يكون  
انبیاء نباشد۔ پس خوف است کہ  
كالنصارى او اليهود . فاشتدت الحاجة إلى نموذج النبيين  
ہمچو یہود و نصاریٰ باشد۔ پس سخت شد حاجت سوائے نمونہ انبیاء  
و المرسلين . ليدفع نورهم ظلمات المغضوب عليهم  
و مُرْسَلًا تا کہ نور او شاں تاریکی یہود و نصاریٰ دور کند  
و شبهات الضالين . ولذلك وجب ظهور المسيح  
و از بہر ہمیں واجب شد ظہور مسیح موعود دریں  
الموعود في هذا الزمان من هذه الأمة . لأنّ الضالين قد  
زمانہ ازیں امت۔ زیرا کہ ضالین بسیار شدہ اند  
كثروا فاقتضت المسيح ضرورةً المقابلة . وإنكم ترون  
پس ضرورت مقابلہ مسیح را بخواست۔ و شما مے بینید فوج ہا  
أفواجًا من القسيسين الذين هم الضالون . فأين المسيح  
از علماء نصاریٰ کہ ہماں فرقہ ضالہ است۔ پس کجا ست آں مسیح

الذی یذبہم إن کنتم تعلمون. أما ظهر أثر الدعاء . أو ترکتم  
کہ دفع کند او شازا اگر مے دانید۔ آیا اثر دعا ظاہر نشد  
فی اللیلة اللیلاء. أم علمتم دعاء صراط الذین لیزید  
یا شما را در شب تاریک گذاشتند۔ آیا دعاء صراط الذین از بہر این آموختہ  
الحسرة وتكونوا كالمحرومین. فالحق والحق أقول إن اللہ  
اند کہ تا حسرت زیادہ شود۔ پس راست راست مے گوئیم کہ خدا تقسیم نہ کردہ  
ما قسم الفرق علی ثلاثة أقسام فی هذه السورة إلا بعد أن  
است در سورة فاتحہ فرقہ ہا را بر سہ قسم مگر بعد اینکہ طیار کرد ہر نمونہ را  
أعدّ كل نموذج منهم فی هذه الأمة. وإنکم ترون كثرة  
ازیشاں دریں امت و چوں ظاہر شد کثرت مغضوب علیہم  
المغضوب علیہم وكثرة الضالین. فأین الذی جاء علی  
و کثرت ضالین۔ پس کجاست آن شخص کہ بر نمونہ انبیاء  
نموذج النبیین والمرسلین من السابقین. ما لکم لا تفکرون  
آمدہ باشد۔ چہ شد شما را کہ دریں فکر نمی کنید  
فی هذا وتمرون غافلین. ثم اعلم أن هذه السورة قد أخبرت  
و می گزیرید بھجو غافلاں۔ باز بدانکہ این سورة خبر دادہ است از  
عن المبدء والمعاد. وأشارت إلى قوم هم آخر الأقسام  
مبدء و معاد۔ و اشارہ کرد سوائے قومے کہ او شاں آخر قوم ہا و جائے انتہائے  
ومنتهى الفساد. فإنها اختتمت علی الضالین. وفيه إشارة  
فساد اند چرا کہ آن سورة ختم شد بر ضالین و دریں اشارہ است

﴿۱۸۹﴾

للمتدبرین. فإن الله ذكر هاتين الفرقتين في آخر السورة. برائے متدبراں۔ چرا کہ خدا ذکر کرد این ہر دو فرقہ را در آخر سورۃ وما ذکر الدجال المعهود تصريحاً ولا بالإشارة. مع أن و ذکر دجال معهود نہ کرد نہ تصریحاً نہ اشارتاً باوجود اینکه مقام المقام كان يقتضى ذكر الدجال. فإن السورة أشارت في تقاضا ے کرد کہ ذکر دجال کردہ آید چرا کہ این سورۃ در قول قولها ”الضَّالِّينَ“ إلى آخر الفتن وأكبر الأهوال. فلو كانت الضالين اشاره کردہ است وسوئے آں فتنہ کہ آخر فتنہ ہاست و سخت تر از ہمہ خوف ہاپس فتنة الدجال في علم الله أكبر من هذه الفتنة لختم السورة اگر در علم الہی فتنہ دجال بزرگ تر فتنہ بودے۔ البتہ سورۃ را علیہا لا علی هذه الفرقة. ففكروا في أنفسكم. . أنسى أصل براں فتنہ ختم ے کرد نہ بریں فرقہ پس فکر کنید در نفس خود آیا فراموش کرد اصل امر را الأمر ربنا ذو الجلال. و ذكر الضالين في مقام كان واجباً فيه خدائے ذوالجلال۔ و ذکر کرد ضالین را در مقامے کہ واجب بود در انجا ذکر ذكر الدجال. وإن كان الأمر كما هو زعم الجهال. لقال الله دجال کردن و اگر امر چنان بودے کہ جاہلاں خیال کردہ اند۔ البتہ في هذا المقام غير المغضوب عليهم ولا الدجال. خدا تعالیٰ گفتمے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الدجال۔ وأنت تعلم أن الله أراد في هذه السورة أن يحث الأمة و تو میدانی کہ خدا تعالیٰ دریں سورۃ ارادہ فرمودہ است کہ این امت را

عَلَى طَرَقِ النَّبِيِّينَ. وَيَحْذَرُهُمْ مِنْ طَرَقِ الْكُفْرَةِ الْفَجْرَةِ.

رغبت دہد در راہ ہائے انبیاء و بترسانند از راہ کافراں و فاجراں پس ذکر کرد  
فذكر قومًا أكمل لهم عطاء هـ. وأتمّ نعماء هـ. ووعد أنه

قوے را کہ کامل کرد بروشاں عطاء خود و تمام کرد بروشاں نعمت خود۔ و وعدہ کرد کہ او

باعث من هذه الأمة من هو يُشابه النبيين. ويُضاهي

پیدا کند کسے را کہ او مشابہ انبیاء است و مشابہ رسولان است۔

المرسلين. ثم ذكر قومًا آخر تركوا في الظلمات. وجعل

باز قوے دیگر را ذکر کرد کہ در ظلمات گذاشته شدند و گردانید فتنہ اوشان را

فتنتهم آخر الفتن وأعظم الآفات. وأمر أن يعوذ الناس

اعظم الفتن و حکم کرد کہ مردم بدو پناہ جویند

كلهم به من هذه الفتن إلى يوم القيامة. ويتضرّعوا لدفعها

ازیں فتنہا تا قیامت۔ و برائے دفع آں فتنہ ہا در

في الصلوات في أوقاتها الخمسة. وما أشار في هذا إلى

نماز تضرع کنند پنج وقت۔ و اشارت نکرد اینجا سوئے دجال

الدجال وفتنته العظيمة. فأى دليل أكبر من هذا على

و فتنہ بزرگ او۔ پس کدام دلیل بزرگ تر ازیں است برائے باطل کردن

إبطال هذه العقيدة. ثم من مؤيّدات هذا البرهان. أن الله

ایں عقیدہ باز از مؤیّدات ایں برہان این است کہ خدا

ذكر النصارى في آخر القرآن كما ذكر في أول الفرقان.

ذکر نصاریٰ در آخر قرآن کرده است چنانکہ در اول فرقان کرده است

﴿۱۹۱﴾

فَفَكَرَ فِي "لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ" وَفِي "أَلَوْسَوَّاسِ الْخَنَاسِ".

و فکر کن در لم یلد و لم یولد و در وسواس خناس -

وما هم إلا النصارى فعذ من علمائهم بربّ الناس. وإن الله

و نیست او شان مگر نصاری- پس از علماء شان پناه خدا بخواه- و خدا تعالی

كما ختم الفاتحة على الضالين. كذلك ختم القرآن

هم چنان که ختم کرده است فاتحه را بر ضالین - هم چنان ختم کرده است قرآن را

على النصرانيين. وإن الضالين هم النصرانيون كما روى

بر نصرانیین - و فرقه ضالین او شان نصرانیان اند چنانکه در درمنثور

عن نبينا في الدر المنثور. وفي فتح الباري فلا تعرض عن

آمده است - و هم چنین در فتح الباری است پس اعراض مکن از

القول الثابت المشهور. ومسلم الجمهور.

قول مشهور و تسلیم کرده جمهور -

## الباب الثامن

### باب هشتم

في تفسير الفاتحة بقول كلي

در تفسیر سوره فاتحه بقول کلی

اعلم أن الله تعالى افتتح كتابه بالحمد لا بالشكر ولا

بدانکه شروع کرد الله تعالی کتاب خود را بحد و شروع نه کرد

بالثناء. لأن الحمد أتم وأكمل منهما وأحاطهما

به شکر و ثناء چرا که حمد اتم و اکمل است ازاں هر دو و

﴿۱۹۲﴾ بِالْإِسْتِيفَاءِ . ثُمَّ ذَالِك رَدٌّ عَلَى عِبْدَةِ الْمَخْلُوقِينَ

بر معنی آن ہر دو باستیفاء احاطہ میدارد باز این ردّ است بر کسانے کہ پرستش  
والأوثان . فَإِنَّهُمْ يَحْمَدُونَ طَوَاغِيْتَهُمْ وَيَنْسُبُونَ إِلَيْهَا  
مخلوق ے کنند چرا کہ او شان تعریف معبوداں خود می کنند و صفات باری سوئے  
صفات الرحمن . وَفِي الْحَمْدِ إِشَارَةٌ أُخْرَى . وَهِيَ أَنَّ اللَّهَ  
شان منسوب می کنند۔ و در حمد اشارتے دیگر نیز هست و  
تبارک و تعالیٰ يقول أَيُّهَا الْعِبَادُ اعْرَفُونِي بِصِفَاتِي . وَآمَنُوا  
آن این است کہ خدا تعالیٰ می فرماید کہ اے بندگان مرا بصفات من شناخت  
بی لکمالاتی . وَانظُرُوا إِلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِينَ . هَلْ  
کنید و ایمان آرید بر من برائے کمالات من و نظر کنید در زمین و آسمان۔  
تجدون کمثلی رب العالمین . وَأَرْحَمِ الرَّاحِمِينَ . وَمَالِكِ  
آیا می یابید مانند من آنکہ رب العالمین باشد و آنکہ ارحم الراحمین۔  
يوم الدين . وَمَعَ ذَالِكِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ إِلَهَكُمْ إِلَهٌ جَمَعَ  
و مالک يوم الدين باشد و باوجود این سوئے این اشاره است کہ خدائے شما  
جميع أنواع الحمد في ذاته . وَتَفَرَّدَ فِي سَائِرِ مَحَاسِنِهِ  
خدائے است کہ جميع انواع حمد در ذات خود جمع می دارد و متفرد است در تمام خوبی ہا  
وصفاته . وَإِشَارَةٌ إِلَى أَنَّهُ تَعَالَى مَنْزَهُ شَانَهُ عَنِ كُلِّ نَقْصٍ  
و صفات خود و اشاره است سوئے اینکہ شان خدا تعالیٰ پاک است از ہر  
و حؤول حالة و لحوق و صمة كالمخلوقين . بَلْ  
نقص و تغیر حالت و لحوق عیب ہجو مخلوق بلکہ



هو الكامل المحمود. ولا تحيطه الحدود. وله الحمد في الأولى  
او کامل محمود است۔ و حدہا احاطہ او نمی کنند و برائے او حمد است  
والآخرة ومن الأزل إلى أبد الآبدين. ولذلك سمى الله نبيّه  
در اول و آخر و از ازل تا ابد۔ و از بہر ہمیں  
أحمد. وكذلك سمى به المسيح الموعود ليشير إلى ما تعمد.  
خدا تعالیٰ نام نبی خود احمد نہاد و ہمیں نام احمد مسیح موعود را داد تا اشارہ کند سوائے  
وإن الله كتب الحمد على رأس الفاتحة. ثم أشار إلى الحمد في  
آنچہ قصد کردہ است و خدا تعالیٰ نوشت حمد را بر سر سورہ فاتحہ باز در آخر  
آخر هذه السورة. فإن آخرها لفظ الضالين. وهم النصارى الذين  
سورہ سوائے حمد اشارہ کرد چرا کہ در آخر سورہ لفظ ضالین است و  
أعرضوا عن حمد الله وأعطوا حقه لأحد من المخلوقين. فإن حقيقة  
او شان نصاریٰ ہستند کہ از حمد الہی اعراض کردند و حق او یکے را از مخلوق  
الضلالة هي ترك المحمود الذي يستحق الحمد والثناء. كما  
دادند چرا کہ حقیقت ضلالت این است کہ آل محمود را ترک کردہ شود کہ مستحق  
فعل النصارى ونحتوا من عندهم محمودًا آخر وبالغوا في الاطراء  
حمد و ثنا است ہم چنان کہ نصاریٰ کردند و از نزد خود محمودے تراشیدند  
واتبعوا الأهواء. وبعثوا من عين الحياة. وهلكوا كما  
و در ستودن مبالغہ کردند و پیروی ہوائے نفسانی کردند و از چشمہ حیات دور شدند۔  
يهلك الضال في المومة. وإن اليهود هلكوا في أول أمرهم  
و ہلاک شدند ہچو گمراہے کہ در بیابان بے آب ہلاک شود و یہود در اول امر خود

وباء و ابغضب مِّنَ اللّٰهِ الْقَهَّارِ. و النصارى سلکوا قليلاً ثم ضلّوا  
از غضب الہی ہلاک شدند۔ و نصاریٰ قدمے چند رفتند باز گمراہ شدند  
و فقدوا الماء فماتوا فی فلاة من الاضطرار. فحاصل هذا البيان أن  
و آب را گم کردند پس در بیابانے ببردند۔ پس حاصل کلام این است کہ  
اللّٰهُ خَلَقَ أَحْمَدِينَ فِي صَدْرِ الْإِسْلَامِ وَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ. و أشار إليهما  
پیدا کرد خداتعالیٰ دو احمد را در صدر اسلام و در آخر زمانہ و اشارہ  
بتکرار لفظ الحمد فی أوّل الفاتحة و فی آخرها لأهل العرفان.  
کرد سوائے آن ہر دو بہ دوبار آوردن لفظ حمد در اوّل فاتحہ و آخر فاتحہ۔ وہم چنیں کرد تا کہ  
و فعل كذا لك ليردّ على النصرانيين. و أنزل أحمدين من السماء  
رڈ کند بر نصرانیان و نازل کرد دو احمد را از آسمان  
ليكونا كالجدارين لحماية الأولين و الآخرين. و هذا آخر ما أردنا  
تا کہ آں ہر دو باشند بچھو دو دیوارے برائے اولین و آخرین۔ و این آخر امر است کہ  
فی هذا الباب. بتوفيق اللّٰهِ الرَّاحِمِ الْوَهَّابِ. فالحمد لله على هذا  
ارادہ کردیم دریں باب بتوفیق خدائے رحیم و وہاب۔ پس حمد خدا راست بریں  
التوفيق و الرفاء. و كان من فضله أن عَهِدْنَا قُرْنَ بِالْوَفَاءِ. و ما كان لنا  
توفیق و سازواری و این فضل اوست کہ عہد ما بوفاء قرین کردہ شد و  
أن نكتب حرفاً لولا عون حضرة الكبرياء. هو الذي أَرَى الآيات.  
مجال مانبود کہ ما حرفے نویسیم اگر مدد خدا نبودے۔ او آں خداست کہ  
و أنزل البيّنات. و عصم قلمی و کلمی من الخطاء. و حفظ  
نشانہا نمود و دلائل بیّنہ نازل فرمود و نگہداشت قلم و کلمہ ہائے مرا از خطا و

﴿۱۹۵﴾

عَرَضِي مِنَ الْأَعْدَاءِ. وَإِنَّهُ تَبَوَّءَ مَنْزَلِي. وَتَجَلَّى عَلَيَّ وَحَضَرَ  
عِزَّتِي مَرَّةً مِنْ أَدْبَانِي وَوَجَّهْتَنِي بِمَنْزِلِي وَتَجَلَّى بِمَنْزِلِي وَحَضَرَ  
مَحْفَلِي. وَاجْتَبَانِي لِخِلَافَتِهِ. وَأَبْقَى مَرْعَايَ عَلَيَّ صِرَافَتَهُ. وَزَكَانِي  
وَبِرْكَزِي مَرَّةً لِخِلَافَتِهِ وَوَجَّهْتَنِي بِمَنْزِلِي وَتَجَلَّى بِمَنْزِلِي وَحَضَرَ  
فَاحْسِنِ تَرْكِيَّتِي. وَرَبَّانِي فَبَالِغِ فِي تَرْبِيَّتِي. وَأَنْبَتَنِي نَبَاتًا حَسَنًا.  
كَرَدْتَنِي مَنَ وَتَرْبِيَّتِي مَنَ كَرَدْتَنِي مَنَ مَبَالِغَةً كَرَدْتَنِي تَرْبِيَّتِي وَبَطْوَرِيَّتِي نَشَوْنَمَا مَرَادُو بَرْمَن تَجَلَّى  
وَ تَجَلَّى عَلَيَّ وَشَغَفْنِي حُبًّا. حَتَّى أَنْتَنِي فَرَعْتُ مِنْ عِدَاوَةِ النَّاسِ  
فَرَمُوهُ وَمَحَبَّتِي خُودِي مَنَ دَاخِلِي كَرَدْتَنِي بِحَدِّي كَرَدْتَنِي مَنَ مَرْدَمِي فَا رَغَّ شَدْمِي وَاز مَدَحِ خَلْقِي  
وَ مَحَبَّتِهِمْ. وَ مَدَحِ الْخَلْقِ وَ مَذْمَتِهِمْ. وَ الْآنَ سَوَاءٌ لِي مِنْ عَادِ إِلَيَّ أَوْ  
وَ مَذْمَتِي أَوْ شَانِي وَ اَكْنُوْنِي بَرَابِرِي اسْتَمْرَأْتِي كَسِي بِمَنْ رَجُوعِي كَنْدِي  
عَادَا. وَ رَادِي مَنَ ضِيَاعِي أَوْ رَادَا. وَ صَارَتِي الدُّنْيَا فِي عَيْنِي كَجَارِيَةٍ  
عِدَاوَتِي كَنْدِي. وَ بَجُوْدِي از آب وَ زَمِيْنِي مَنَ يَاسُوْنِي مَنَ سَنَكِي اَنْدَازِي دُنْيَا  
بُدْءِي ت. وَ اسْوَدَّ وَجْهَهَا وَ صَفُوْفِي الْحَسَنِ تَقْوَوْتُ. وَ شَمَمْتُ الْأَنْفَ  
دَرْ چَشْمِي مَنَ چِينِي شَدِي اسْتَمْرَأْتِي كَنْزِي كِي كِي اَوْرَا جَدْرِي بَرَامَدِي بَاشِدُو رُو سِيَاهِي شَدِي وَ حَسَنِي خِيْمِي  
بِالْفُطْسِ تَبَدَّلِي. وَ لَهَبِي الْخُدُوْدِي إِلَى النَّمَشِ اَنْتَقَلِي. فَ نَجُوْتُ  
بِرْكَندِي وَ بَلَنْدِي بِنِي بِهِي پَرْنَائِي مَبْدَلِي شَدِي سِرْنِي رِخْسَارِي بِاِنْقَطَعِي هَائِي سِيَاهِي نَتَقَلِي كَشْتِي پَسِي  
بِحَوْلِي اللّٰهِ مَنَ سَطُوْتَهَا وَ سُلْطَانَهَا. وَ عُصِمْتُ مِنْ صَوْلَةِ غَوْلِهَا  
بِقُوْتِي خَدَاتَعَالِي از سُلْطَتِي اُو رِبَائِي يَأْتَمِي وَ مَحْفُوْظِي شَدْمِي از حَمْلِي شَيْطَانِي  
وَ شَيْطَانِهَا. وَ خَرَجْتُ مِنْ قَوْمِي يَتْرَكُوْنَ الْأَصْلَ وَ يَطْلُبُوْنَ  
اُو وَ از قَوْمِي خَارِجِي شَدْمِي كِي اَصْلِي مِي گِذَارَنْدِي وَ شَاخِي رَا مِي گِيْرَنْدِي. وَ بَرَاءِي

الفرع. ویضعون الورع لهذه الدنيا ویجبئون الزرع. دنیا پر ہیزگاری را برائے این دنیا از دست می دهند و زراعت خام خود را مے فروشند و یریدون أن یحتكأ قولهم فی قلوب الناس. مع أنهم ما و مے خواهند کہ سخن شان در دل ہا جاگیرد۔ باوجود اینکه ایشان از چرکھائے خلصوا من الأدناس. و کیف یترقب الماء المعین من قرربة بخاست خلاص نیافتہ اند و چگونه آب صافی از مشک بدبو میسر آید۔ قضت. والخلوص والدين من قریحة فسدت. و کیف یعدو و خلوص و دین از طبیعتے فاسد و چگونه قیدی ہمجو الأسیر کمطلق من الإسار. و کیف یدخل المقرف فی ربائی یافتہ شمرده شود۔ و چگونه داخل کردہ شود بد نژاد در نیک اصلان و الأحرار. و کیف یتدکأ الناس علیہ. و هو خبیث و خبیث ما چگونه گرد آید مردم برو او خبیث است و خبیث است آنچه از دہن او بیرون می آید۔ و قلم من ینخرج من شفتیہ. و إن قلمی برء من أدناس الهوی. و بری بری کردہ شد از چرک ہائے ہوا و تراشیدہ شد برائے راضی کردن مولی و برائے لإرضاء المولی. و إن لیراعی أثر من الباقیات الصالحات. و لا قلم من نشان است از باقیات صالحات۔ نہ ہمجو نشان سُمہائے کأثر سنابک المسومات. و نحن کُماة لا نزل عن صهوات اسپان کارزار و ما سواریم از پشتمائے اسپان نمی آفتیم۔ المطایا. و انا مع ربنا إلی حلول المنایا. و إن خیلنا تجول علی العدا و ما با خدائے خودیم تا وقت موت و اسپان ما حملہ مے کنند بر دشمنان

﴿۱۹۷﴾

کالبازی علی العصفور. أو کالأجدل علی الفار المذء ور.  
 ہچو باز بر کنجشک یا ہچو شقرہ بر موش ترسیدہ بگذارید  
 روید أعدائی بعض الدعای. ولا تدعوا الشبع مع البطن  
 اے دشمنان من بعض دعوے ہا را و دعوے سیری مکنید باوجود شکم خالی۔  
 الخاوی. اتقومون للحرب برماح أشرعت. ولا ترون إلی  
 آیا مے استید برائے جنگ بہ نیزہ ہائے کشیدہ۔ وسوئے حجاب ہائے خود نمی بینید  
 حُجُبکم وإلی سلاسل تُقَلَّت. ترون غمرات الندم ثم  
 وسوئے زنجیر ہائے خود کہ گراں شد۔ می بینید سختی ہائے ندامت باز دران داخل می شوید  
 تقتحمونہا. وتجدون غمّاء الذلّ ثم تزورونہا. وإنما مثلکم  
 و می یابید خود را مگر رفتہ از ذلت و باز او را می بینید و مثال شما ہچو گوسپندے  
 کمثل عنزٍ تأکل تارۃ من حشیشٍ وتارۃ من کلاً. ولا یطیع  
 است کہ گاہے گیاه خشک خورد و گاہ تر۔ و اطاعت چوپان بغیر سرکشی  
 الراعی من غیر خلاً. وکل ما هو عندکم من العلم فلیس هو  
 نمی کند و ہر چہ نزد شما از علم است پس آں ہچو خرمن ناصاف  
 إِلَّا کالکدوس المدوس الذی لم یُذرّ. وخالطہ روث الفدادین  
 کردہ است و دران سرگین گاوان وغیرہ چیزہائے ردی آمیختہ است  
 وغیرہا مما ضرّ. ثم تقولون إننا لا نحتاج إلی حکم من السماء  
 باز شما مے گوئید کہ ما محتاج حکم آسمانی نیستیم۔  
 وما ہی إِلَّا شقوة ففکروا یا أهل الآراء. وإنی أعلم کعلم  
 و ایں صرف بدبختی است پس فکر کنید اے دانشمندان۔ ومن مے دانم ہچو علم

﴿۱۹۸﴾

المحسوسات والبديهيّات. أنى أرسلتُ من ربى محسوسات و بديہات کہ من آمدہ ام از طرف رب خود بہ ہدایتہا بالهدایات والآیات. وقد أوحى إلىّ إلىّ مدّة هي مدّة وحي و نشانہا۔ و من بقدر زمانہ وحی نبی صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ خاتم النبیین. و کَلَّمْتُ قَبْلَ أَنْ أَزْنَأَ مِنَ الْأَرْبَعِينَ. إِلَى أَنْ الْهَامَ يَأْتَمُ و پیش زانکہ کچھل سال نزدیک رسیدہ باشم بدولت مکالمہ الہیہ مشرف شدم زَنَأْتُ لِلسَّيِّئِينَ. و هل يجوز تكذيب رجل ضاهت مدته مدة تا اینکہ بشصت سال رسیدم و آیا تکذیب کسے جائز است کہ مدت وحی او بچو مدت نبینا المصطفى. و إن الله قد جعل تلك المدّة دليلاً على پیغمبر ما کہ برگزیدہ است و خدا تعالیٰ این مدت را دلیل صدق رسول صدق رسوله المجتبیٰ. و سمعتُ إنكاره من بعض الناس. برگزیدہ خود گردانیدہ است و از بعض مردم انکار این دلیل شنیدم۔ و ما قبلوا هذا الدليل بلّمّة من الوسواس الخناس. و ایشان قبول نکردند این دلیل را از وسوسہ شیطان۔ فاکتلات عینی طول لیلی. و جرت من عینی پس مرا ہمہ شب خواب نہ رہود و از چشم من چشمہ اشک رواں عین سیلی. فکلّمتنی ربی برحمته العظمیٰ. و قال ” قل انّ شد۔ پس بمن خدائے من ہمکلام شد و گفت کہ بگو این مردم را کہ هَدَى اللّٰهُ هُوَ الْهَدَى“۔ فله الحمد وهو المولى. وهو ربّی ہدایت ہماں است کہ از خداست پس او را حمد است و او مولائے من است و

فی هذه وفى یومٍ تُحشِرُ کُلَّ نفسٍ لتُجزىٰ .  
 او رب من است در اینجا و در آخرت۔ اے خدائے من بر دل  
 ربّ انزل علی قلبی . و اظهر من جیبی بعد سلبی . و املأ  
 من فرود آ و از گریبان من ظاہر شو۔ و پُر کن از نور  
 بنور العرفان فؤادی . رب أنت مُرادى فاتنی مرادی . ولا  
 معرفت دل من۔ اے خدا تو مُراد من ہستی پس بدہ مراد من و نہ  
 تُمتنی موت الکلاب . بوجھک یا ربّ الأرباب . ربّ إنی  
 میران مرا ہچو موت سگال بروے تو اے پروردندہ پروردگان۔ اے خدائے  
 اختر تک فاخترنی . و انظر إلی قلبی و احضرنی . فإنک  
 من ترا اختیار کردہ ام پس تو مرا اختیار کن و سوئے دل من بنگر و نزد من بیا  
 علیم الأسرار . و خبیر بما یُکتّم من الأغیار . ربّ إن کنت  
 چرا کہ تو عالم راز ہستی و براں امور آگہی داری کہ از غیر پوشیدہ اند خبر میداری۔  
 تعلم أن أعدائی هم الصادقون المخلصون . فأهلکنى کما  
 اے خدا اگر میدانی کہ دشمنان من راستبازان و مخلصان اند  
 تُهلکُ الکذّابون . و إن کنت تعلم أنى منک و من  
 پس مرا ہلاک کن چنانکہ دروغ گوین ہلاک کردہ می شوند۔ و اگر میدانی کہ من از تو ہستم  
 حضرتک . فقم لنصرتى فإنی أحتاج إلی نصرتک . و لا  
 و از جناب تو ہستم پس بر خیز برائے مدد من کہ من محتاج مدد تو ام۔  
 تفوّض أمرى إلی أعداء یمرون علیّ مستهزئین . و احفظنى  
 و امر من بدال دشمنان سپرد کن کہ بر من با استہزاء می گذرند و نگہ دار مرا

من المعادين والماكرين. إنك أنت راحي وراحتي.  
 از دشمنان و مکر کنندگان۔ تو شراب من ہستی و آرام من و بہشت من  
 و جَنَّتِي و جُنَّتِي. فانصرني في أمري واسمع بكائي ورُنتي.  
 و سپر من۔ پس مدد کن مرا در امر من و بشنو گریستن من۔ و درود  
 وصلّ علی محمد خیر المرسلین و إمام المتّقین. و هب له  
 بفرست بر محمد کہ خیر المرسلین۔ و امام المتّقین است و آل مراتب او را  
 مراتب ما و هبت لغيره من النبیین. ربّ اعطه ما أردت أن  
 عطا کن کہ ہیچ کس را از انبیاء نداده باشی اے خدا بدہ او را آنچه بمن دادن  
 تُعطينی من النعماء. ثم اغفر لی بوجهک و أنت أرحم  
 ارادہ داری از نعمت ہا باز مرا بہ بخش و تو ارحم الراحمین ہستی۔  
 الرحماء. والحمد لك علی أن هذا الكتاب قد طبع  
 و حمد ترا کہ این کتاب چاپ کردہ شد در مدت  
 بفضلک فی مدّة عدّة العین فی یوم الجمعة و فی شهر مبارک  
 ہفتاد روز در روز جمعہ و در ماہ مبارک در میان دو عید۔  
 بین العیدین. رب اجعله مُبارکًا و نافعًا للطلّاب. و هاديًا إلى  
 اے رب من بگرداں این کتاب را مبارک برائے طالبان و ہدایت کنندہ سوئے  
 طریق الصواب. بفضلک یا مُجیب الداعین. آمین ثم آمین.  
 راہ صواب۔ بفضل خود اے قبول کنندہ دعائے دعا کنندگان۔  
 و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.  
 و آخر دعا ہمیں است کہ ہمہ حمد خدا را کہ رب العالمین ست۔



## خدا کے فضل سے بڑا معجزہ ظاہر ہوا

ہزار ہا شکر اُس قادر یکتا کا ہے جس نے اس عظیم الشان میدان میں مجھ کو فتح بخشی اور باوجود اس کے کہ ان ستر دنوں میں کئی قسم کے موانع پیش آئے۔ چند دفع میں سخت مریض ہوا بعض عزیز بیمار رہے مگر پھر بھی یہ تفسیر اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ جو شخص اس بات کو سوچے گا کہ یہ وہ تفسیر ہے جو ہزاروں مخالفوں کو اسی امر کے لئے دعوت کر کے بالمقابل لکھی گئی ہے وہ ضرور اس کو ایک بڑا معجزہ یقین کرے گا بھلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر کس نے ایسے معرکہ کے وقت کہ جب مخالف علماء کو غیرت دہ الفاظ کے ساتھ بلایا گیا تھا تفسیر لکھنے سے ان کو روک دیا اور کس نے ایسے شخص یعنی اس عاجز کو جو مخالف علماء کے خیال میں ایک جاہل ہے جو ان کے خیال میں ایک صیغہ عربی کا بھی صحیح طور پر نہیں جانتا ایسی لا جواب اور فصیح بلغ تفسیر لکھنے پر باوجود امراض اور تکالیف بدنی کے قادر کر دیا کہ اگر مخالف علماء کو شش کرتے کرتے کسی دماغی صدمہ کا بھی نشانہ ہو جاتے تب بھی اُس کی مانند تفسیر نہ لکھ سکتے اور اگر ہمارے مخالف علماء کے بس میں ہوتا یا خدا ان کی مدد کرتا تو کم سے کم اس وقت ہزار تفسیر ان کی طرف سے بالمقابل شائع ہونی چاہئے تھی لیکن اب ان کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہم نے اس بالمقابل تفسیر نویسی کو مدار فیصلہ ٹھہرا کر مخالف علماء کو دعوت کی تھی اور ستر دن کی میعاد تھی جو کچھ کم نہ تھی اور میں اکیلا اور وہ ہزار ہا عربی دان اور عالم فاضل کہلانے والے تھے تب بھی وہ تفسیر لکھنے سے نامراد رہے اگر وہ تفسیر لکھتے اور سورۃ فاتحہ سے میرے مخالف ثبوت پیش کرتے تو ایک دنیا اُن کی

طرف اُلٹ پڑتی پس وہ کون سی پوشیدہ طاقت ہے جس نے ہزاروں کے ہاتھوں کو باندھ دیا اور دماغوں کو پست کر دیا اور علم اور سمجھ کو چھین لیا اور سورہ فاتحہ کی گواہی سے میری سچائی پر مہر لگادی اور اُن کے دلوں کو ایک اور مہر سے نادان اور نائفم کر دیا۔ ہزاروں کے روبرو اُن کے چرک آلودہ کپڑے ظاہر کیے۔ اور مجھے ایسی سفید کپڑوں کی خلعت پہنادی جو برف کی طرح چمکتی تھی۔ اور پھر مجھے ایک عزت کی کرسی پر بٹھا دیا اور سورہ فاتحہ سے ایک عزت کا خطاب مجھے عنایت ہوا۔ وہ کیا ہے **انعمت علیہم**۔ اور خدا کے فضل اور کرم کو دیکھو کہ تفسیر کے لکھنے میں دونوں فریق کے لئے چار جز کی شرط تھی یعنی یہ کہ ستردن کی میعاد تک چار جز لکھیں لیکن وہ لوگ باوجود ہزاروں ہونے کے ایک جز بھی نہ لکھ سکے اور مجھ سے خدائے کریم نے بجائے چار جز کے ساڑھے بارہاں جز لکھوادئے اب میں علماء مخالفین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ معجزہ نہیں ہے اور اس کی کیا وجہ ہے کہ معجزہ نہ ہو۔ کوئی انسان حتی المقدور اپنے لئے ذلت قبول نہیں کرتا پھر اگر تفسیر لکھنا مخالف مولویوں کے اختیار میں تھا تو وہ کیوں نہ لکھ سکے کیا یہ الفاظ جو میری طرف سے اشتہارات میں شائع ہوئے تھے کہ جو فریق اب بالمقابل ستردن میں تفسیر نہیں لکھے گا وہ کاذب سمجھا جائے گا یہ ایسے الفاظ نہیں ہیں جو انسان غیرت مند کو اس پر آمادہ کرتے ہیں کہ سب کام اپنے پر حرام کر کے بالمقابل اس کام کو پورا کرے تا جھوٹا نہ کہلاوے لیکن کیونکر مقابلہ کر سکتے خدا کا فرمودہ کیونکر ٹل سکتا کہ **كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَبَنَّ أَنَا وَرَسُلِي** خدا نے ہمیشہ کے لئے جب تک کہ دنیا کا انتہا ہو یہ حجت اُن پر پوری کرنی تھی کہ باوجودیکہ علم اور لیاقت کے یہ حالت ہے کہ ایک شخص کے مقابل پر ہزاروں اُن کے عالم و فاضل کہلانے

﴿ج﴾

والے دم نہیں مار سکتے پھر بھی کافر کہنے پر دلیر ہیں کیا لازم نہ تھا کہ پہلے علم میں کامل ہوتے پھر کافر کہتے جن لوگوں کے علم کا یہ حال ہے کہ ہزاروں مل کر بھی ایک شخص کا مقابلہ نہ کر سکے چار جز کی تفسیر نہ لکھ سکے ان کے بھروسہ پر ایک ایسے مامور من اللہ کی مخالفت اختیار کرنا جو نشان پر نشان دکھلا رہا ہے بڑے بد قسمتوں کا کام ہے بالآخر ایک اور ہزار شکر کا مقام ہے کہ اس موقع پر ایک پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی پوری ہوئی اور وہ یہ ہے کہ اس ستر دن کے عرصہ میں کچھ باعث امراض لاحقہ اور کچھ باعث اس کے کہ بوجہ بیماری بہت سے دن تفسیر لکھنے سے سخت معذوری رہی ان نمازوں کو جو جمع ہو سکتی ہیں جمع کرنا پڑا اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو درمنثور اور فتح باری اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ کتب میں ہے کہ **تُجْمَعُ لَهُ الصَّلَاةُ** یعنی مسیح موعود کے لئے نماز جمع کی جائے گی۔ اب ہمارے مخالف علماء یہ بھی بتلاویں کہ کیا وہ اس بات کو مانتے ہیں یا نہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو کر مسیح موعود کی وہ علامت بھی ظہور میں آگئی اور اگر نہیں مانتے تو کوئی نظیر پیش کریں کہ کسی نے مسیح موعود کا دعویٰ کر کے دو ماہ تک نمازیں جمع کی ہوں یا بغیر دعویٰ ہی نظیر پیش کرو۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث لهذه

الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ضرور خدا تعالیٰ مبعوث فرمائے گا اس امت کے لئے کل صدیوں کے سر پر ایک شخص (مسیح موعود) کو جو اس امت کے لئے دین کی تجدید کرے گا۔ یہ حدیث شریف قریباً تو اتر کے درجہ اور اجماع کے مرتبہ کو پہنچی ہوئی ہے اگرچہ مفسر اور محدث یا صوفی اس کے کچھ ہی معنی کریں مگر اس کا مطلب جو خدا نے مجھے سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیث درحقیقت مسیح موعود کے بارہ میں ہے کیونکہ جس قدر مجدد پہلے گزرے یا آئندہ ہوں وہ سب ظنی ہیں اور مجمل طور سے ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر کوئی نہ کوئی مجدد ہوا ہو مگر مفصل اور یقینی طور سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس قدر صدیاں جو گزریں کون کون مجید ہوئے؟ کس لئے کہ آنحضرت صلعم نے کوئی فہرست مجددوں کی نہیں دی مگر ہم مسیح موعود کے بارہ میں یقینی اور قطعی دلائل اور صحیح رائے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجدد جو آنحضرتؐ نے اپنے محاذ اور مقابلہ میں بیان فرمایا کہ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے اور درمیانی زمانہ فیج اعموج ہے فی الحقیقت مسیح موعود ہے جس کی بعثت کا یہ نشان بتایا کہ وہ اُس زمانہ میں مبعوث ہوگا جس زمانہ میں کل صدیوں کے سر اکٹھے ہو جائیں گے۔ پس ہم جو بنظر غور دیکھتے ہیں تو وہ زمانہ یہی زمانہ ہے جس میں مجدد اعظم مبعوث ہوا اور تمام صدیوں کے سر اُس نے لئے یعنی ۱۳۱۸ھ اور ۱۹۰۱ء اور ۱۳۰۷ فصلی اور ۱۹۵۷ بکرمی اور نیز صدیوں کی ماں جو ساتواں ہزار ہے موجود ہوا۔ پس اس مجموعہ سنین سے علی راس کل مائة سنة کی پیشگوئی پوری ہوئی اور خسوف و کسوف کی حدیث اور کلام مجید کی آیت و اخوین منہم اسی کی مصدق ہیں۔ پس وہ مسیح موعود مجدد معبود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

الراقم محمد سراج الحق نعمانی

الحمد لله على ذلك

# ایک غلطی کا ازالہ

تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

## ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مُرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّہٖ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے  
جرى اللہ فى حلال الانبياء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴  
پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ  
أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔ اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ  
وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے ”دنیا میں ایک نذیر آیا“ اس کی دوسری قراءت یہ  
ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو  
یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی  
کس طرح آ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اُس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں  
آ سکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اُتارتے ہیں اور پھر اس  
حالت میں اُن کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بے شک ایسا عقیدہ تو محصیت  
ہے اور آیت وَلَكِنَّ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ<sup>۱</sup> اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي اس عقیدہ  
کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم  
اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ وَلَكِنَّ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور  
اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس  
آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک  
بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو  
اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی  
کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے

﴿۲﴾

اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے۔ اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ<sup>۱</sup> اس کے معنی یہ ہیں کہ لَيْسَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِ الدُّنْيَا وَلَكِن هُوَ أَبٌ لِّرِجَالِ الْآخِرَةِ لِأَنَّهُ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَلَا سَبِيلَ إِلَى فُيُوضِ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ تَوْشُّطِهِ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن عیسیٰؑ کے اُترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصطفیٰ کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ<sup>۲</sup> اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمت مکالمات و مخاطبات الہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد

﴿۳﴾



رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے وَمِنْ ادَّعَى فَقَدْ كَفَرَ۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ<sup>۱</sup> سو یاد رکھنا چاہیے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محمد رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی

☆ یہ ضرور یاد رکھو کہ اس اُمت کیلئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پانچکے۔ پس مجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ<sup>۲</sup> سے ظاہر ہے پس مصطفیٰ غیب پانے کیلئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ<sup>۳</sup> گواہی دیتی ہے کہ اس مصطفیٰ غیب سے یہ اُمت محروم نہیں اور مصطفیٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کیلئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبر۔ منہ

ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر چشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔

میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرورت تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے

باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

”من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب“

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطے کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مستثنیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے اندکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹی☆ یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے ایسا ہی

☆ یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ<sup>س</sup> کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ<sup>س</sup>۔ منہ

میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔

﴿۵﴾

اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلمت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خلق اور خلق میں ہم رنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا <sup>☆</sup> اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عیسیٰ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یثوعا بروز تھا اور بروز

یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلیمان منا اہل البیت علی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم۔ اور بسلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شجنا کو دور کرے گی دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت

﴿۶﴾

کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔ سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت **وَ الْاٰخِرَیْنَ مِنْهُنَّ** میں اُس موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور

دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بہ موجب اُس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ ☆

نوٹ از ناشر۔ براہین احمدیہ میں یہ کشف بایں الفاظ درج ہے: ”اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجے گا حکم ہے سو اس میں سر یہی ہے کہ فاضل انوار الہی میں محبت اہل بیت کو بھی عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طبیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آ رہا ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبتِ حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت و شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سراپا ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؑ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؑ وہ تفسیر تھکودیتا ہے۔“ فالحمد لله علی ذالک۔ (براہین احمدیہ جلد ۱۸ صفحہ ۵۹۹ حاشیہ نمبر ۳)

نفی بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اُس موعود کو حسن کی اولاد بنایا اور کبھی حسین کی اور کبھی عباس کی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا، اس کے نام کا وارث، اس کے خلق کا وارث، اس کے علم کا وارث، اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اُس کا نام لے گا، اُس کا خلق لے گا، اُس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی      من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نہ گوید بعد زیں      من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مہر توڑنے کے کیونکہ دنیا میں آ سکتے ہیں۔ غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ**<sup>۱</sup> اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی۔ تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیج دے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلا آزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مہر ٹوٹی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخ کنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجال کشی کا عیسیٰ سے ہوانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آیت کریمہ **وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ**<sup>۲</sup> نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے۔ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹی اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت **وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ**<sup>۳</sup> ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے

ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت **وَآخَرِينَ مِنْهُمْ** سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا بترتق ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اس لئے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا اور اس کے عوض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے اور اسی طرح آیت **إِنَّا آعْظَمِينَاكَ أَنْ كَوْفَرًا** میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے۔ اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی، علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خاکسار میرزا غلام احمد اذ قادیان۔ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس۔ قادیان

### اشتہار کتاب آیات الرحمن

یہ قابل قدر کتاب مکرئی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب **عصائے موسیٰ** کے رد میں لکھی ہے اور مصنف **عصائے موسیٰ** کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اُس کو اپنی وہ کتاب ایک درواگیز عذاب محسوس ہوگی۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لئے اس طرح پر سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جائے اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ



رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ  
الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات  
دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام  
ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمُعَيِّرُ أَهْلِ الصُّطْفَاءِ

بمقام  
قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام  
میں چھپا

اپریل ۱۹۰۲ء

تعداد جلد ۵۰۰۰

## تنبیہ

جس پیغام کو ہم اس وقت اپنے عزیزانِ ملک کے پاس اس رسالہ کے ذریعہ سے پہنچانا چاہتے ہیں اُس کی نسبت ہمیں انبیاء علیہم السلام کے قدیم تجربہ کے رُو سے یہ ثابت ہے کہ سرِ دست اس ہماری ہمدردی کا قدر یہی ہوگا کہ پھر دوبارہ ہم اسلام کے مولویوں اور عیسائی مذہب کے پادریوں اور ہندو مذہب کے پنڈتوں سے گالیاں سُنیں اور طرح طرح کے رنجِ دہ خطابوں سے یاد کئے جاویں اور ہمیں پہلے سے خوب معلوم ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم نے نوعِ انسان کی ہمدردی کو اس بات سے مقدم رکھا ہے۔ کہ عام بدزبانی سے ہم ستائے جائیں کیونکہ باوجود اس کے یہ بھی احتمال ہے کہ ان صدہا اور ہزار ہا گالیاں دینے والوں میں سے بعض ایسے بھی پیدا ہو جائیں کہ ایسے وقت میں کہ جب آسمان پر سے ایک آگ برس رہی ہے بلکہ اگلے جاڑے میں تو اور بھی زیادہ برسنے کی توقع ہے۔ اس رسالہ کو غور سے پڑھیں اور اس اپنے ناصح شفیق پر جلد ناراض نہ ہوں۔ اور جس نسخہ کو وہ پیش کرتا ہے اُس کو آزما لیں۔ کیونکہ اس ہمدردی کے صلہ میں کوئی اُجرت یا پاداش اُن سے طلب نہیں کی گئی۔ محض سچے خلوص اور نیک نیتی سے انسانوں کی جان چھوڑانے کے لئے ایک آزمودہ اور پاک تجویز پیش کی گئی ہے۔ پس جس حالت میں لوگ بیماریوں میں علاج کی غرض سے بعض جانوروں کا پیشاب بھی پی لیتے ہیں اور بہت سی پلید چیزوں کو استعمال کر لیتے ہیں۔ تو اس صورت میں اُن کا کیا حرج ہے کہ اپنی جان چھوڑانے کے لئے اس پاک علاج کو اپنے لئے اختیار کر لیں اور اگر وہ نہیں کریں گے تب بھی بہر حال اس مقابلہ کے وقت میں ایک دن اُن کو معلوم ہوگا کہ ان تمام مذاہب میں سے کون سا ایسا مذہب ہے جس کا شفاعت کرنا اور منجی کے بزرگ لفظ کا مصداق ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

سچے منجی کو ہر ایک شخص چاہتا ہے اور اُس سے محبت کرتا ہے۔ پس بلاشبہ اب دِن آگئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بے شک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُس پر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور

☆ یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی نسبت فرمایا ہے **وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ مِنَ الْمُتَقَرَّبِينَ** <sup>۱</sup> جس کے یہ معنی ہیں کہ اُس زمانہ کے مقربوں میں سے یہ بھی ایک تھے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ سب مقربوں سے بڑھ کر تھے بلکہ اس بات کا امکان نکلتا ہے کہ بعض مقرب اُن کے زمانہ کے اُن سے بہتر تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے آئے تھے اور دوسرے ملکوں اور قوموں سے اُن کو کچھ تعلق نہ تھا۔ پس ممکن بلکہ قریب قیاس ہے کہ بعض انبیاء جو **لَمْ نَقْضُصْ** <sup>۲</sup> میں داخل ہیں وہ اُن سے بہتر اور افضل ہوں گے۔ اور جیسا کہ حضرت موسیٰ کے مقابل پر آخر ایک انسان نکل آیا جس کی نسبت خدا نے **عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا** <sup>۳</sup> فرمایا تو پھر حضرت عیسیٰ کی نسبت جو موسیٰ سے کمتر اور اُس کی شریعت کے پیرو تھے اور خود کو نئی کامل شریعت نہ لائے تھے اور ختنہ اور مسائل فقہ اور وراثت اور حرمت خنزیر وغیرہ میں حضرت موسیٰ کی شریعت کے تابع تھے کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بالاطلاق اپنے وقت کے تمام راستبازوں سے بڑھ کر تھے۔ جن لوگوں نے اُن کو خدا بنایا ہے جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ نخواستہ خدائی صفات اُنہیں دی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان وہ اگر اُن کو اوپر اٹھاتے اٹھاتے آسمان پر چڑھادیں یا عرش پر بٹھادیں یا خدا کی طرح پرندوں کا پیداکرنے والا قرار دیں تو اُن کو اختیار ہے۔

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمینِ حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

### خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام خصوصاً رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلبا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اُن کے خاص مُریدوں میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو بجاہت ثابت کرتی ہے کیونکہ بمقابلہ اس کے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ پس اُس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اُس کی ماں مسِ شیطان سے پاک ہیں اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور اُن کی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعوذ باللہ شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے۔ سو اس افتراء کا ردّ ضروری تھا۔ پس اس حدیث کے اس سے زیادہ کوئی معنی نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور اُن کی ماں پر لگائے گئے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ان معنوں کے وہ مسِ شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## طاعون

چو آمد از خدا طاعون بہ میں از چشم اکرامش | تو خود ملعونی اے فاسق چرا ملعون نہی نامش  
زمانِ توبہ و وقتِ صلاح و ترکِ خبث است این | کسے کو بر بدی چسپ نہ ینم نیک انجامش

اس ہولناک مرض کے بارے میں جو مُلک میں پھیلتی جاتی ہے لوگوں کی مختلف رائیں ہیں۔ ڈاکٹر لوگ جن کے خیالات فقط جسمانی تدابیر تک محدود ہیں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ زمین میں محض قدرتی اسباب سے ایسے کیڑے پیدا ہو گئے ہیں کہ اول چوہوں پر اپنا بد اثر پہنچاتے ہیں۔ اور پھر انسانوں میں سلسلہ موت کا جاری ہو جاتا ہے۔ اور مذہبی خیالات سے اس بیماری کو کچھ تعلق نہیں بلکہ چاہیے کہ اپنے گھروں اور نالیوں کو ہر ایک قسم کی گندگی اور عفونت سے بچاویں اور صاف رکھیں اور فناکلی وغیرہ کے ساتھ پاک کرتے رہیں اور مکانوں کو آگ سے گرم رکھیں اور ایسا بناویں جن میں ہوا بھی پہنچ سکے اور روشنی بھی۔ اور کسی مکان میں اس قدر لوگ نہ رہیں کہ اُن کے منہ کی بھاپ اور پاخانہ پیشاب وغیرہ سے کیڑے بکثرت پیدا ہو جائیں۔ اور ردی غذائیں نہ کھائیں۔ اور سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ ٹیکا کرائیں۔ اور اگر مکانوں میں چوہے مردہ پاویں تو اُن مکانوں کو چھوڑ دیں۔ اور بہتر ہے کہ باہر کھلے میدانوں میں رہیں اور میلے کچیلے کپڑوں سے پرہیز کریں۔ اور اگر کوئی شخص کسی متاثر اور آلودہ مکان سے اُن کے شہر یا گاؤں میں آوے تو اُس کو اندر

☆ حاشیہ۔ طبابت کے قواعد کے رُو سے طاعون کی بیماری کی شناخت کے لئے ضروری ہے کہ جس بدقسمت گاؤں یا شہر میں یا اُس کے کسی حصہ میں یہ مہلک بیماری پھوٹ پڑے اُس میں کئی روز پہلے اُس سے مرے ہوئے چوہے پائے جائیں۔ پس اگر مثلاً محض تپ سے کسی گاؤں میں چند موت کی وارداتیں ہو جائیں اور چوہے مرتے نہ دیکھے جائیں تو وہ طاعون نہیں ہے بلکہ محرقہ کی قسم کا ایک مہلک تپ ہے۔ منہ

نہ آنے دیں۔ اور اگر کوئی ایسے گاؤں یا شہر کا اس مرض سے بیمار ہو جائے تو اُس کو باہر نکالیں اور اُس کے اختلاط سے پرہیز کریں۔ پس طاعون کا علاج اُن کے نزدیک جو کچھ ہے یہی ہے۔ یہ تو دانشمند ڈاکٹروں اور طبیبوں کی رائے ہے جس کو ہم نہ تو ایک کافی اور مستقل علاج کے رنگ میں سمجھتے ہیں اور نہ محض بے فائدہ قرار دیتے ہیں۔ کافی اور مستقل علاج اس لئے نہیں سمجھتے کہ تجربہ بتلا رہا ہے کہ بعض لوگ باہر نکلنے سے بھی مرے ہیں اور بعض صفائی کا التزام رکھتے رکھتے بھی اس دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور بعض نے بڑی اُمید سے ٹیکا لگوایا اور پھر قبر میں جا پڑے۔ پس کون کہہ سکتا ہے یا کون ہمیں تسلی دے سکتا ہے کہ یہ تمام تدبیریں کافی علاج ہیں بلکہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ گویہ تمام طریقے کسی حد تک مفید ہیں لیکن یہ ایسی تدبیر نہیں ہے جس کو طاعون کو مُلک سے دفع کرنے کے لئے پوری کامیابی کہہ سکیں۔

اسی طرح یہ تدبیریں محض بے فائدہ بھی نہیں ہیں کیونکہ جہاں جہاں خدا کی مرضی ہے وہاں وہاں اس کا فائدہ بھی محسوس ہو رہا ہے مگر وہ فائدہ کچھ بہت خوشی کے لائق نہیں مثلاً گو سچ ہے کہ اگر مثلاً سو آدمی نے ٹیکا لگوایا ہے اور دوسرے اسی قدر لوگوں نے ٹیکا نہیں لگوایا ہے تو جنہوں نے ٹیکا نہیں لگوایا اُن میں موتیں زیادہ پائی گئیں اور ٹیکا والوں میں کم لیکن چونکہ ٹیکے کا اثر غایت کار دو مہینے یا تین مہینے تک ہے، اس لئے ٹیکے والا بھی بار بار خطرہ میں پڑے گا جب تک اس دُنیا سے رخصت نہ ہو جائے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جو لوگ ٹیکا نہیں لگواتے وہ ایک ایسے مرکب پر سوار ہیں کہ جو مثلاً چوبیس گھنٹہ تک اُن کو دار الفناء تک پہنچا سکتا ہے۔ اور جو لوگ ٹیکا لگواتے ہیں وہ گویا ایسے آہستہ روٹو پر چل رہے ہیں کہ جو چوبیس دن تک اُسی مقام میں پہنچا دے گا۔ بہر حال یہ تمام طریقے جو ڈاکٹری طور پر اختیار کئے گئے ہیں نہ تو کافی اور پورے تسلی بخش ہیں اور نہ محض نکتے اور بے فائدہ ہیں اور چونکہ طاعون جلد جلد مُلک کو کھاتی جاتی ہے اس لئے بنی نوع کی ہمدردی اسی میں ہے کہ کسی اور طریق کو سوچا جائے جو اس تباہی سے بچا سکے۔

اور مسلمان لوگ جیسا کہ میاں ننس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کے اشتہار سے سمجھا جاتا ہے جس کو انہوں نے ماہ حال یعنی اپریل ۱۹۰۲ء میں شائع کیا ہے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام فرقے مسلمانوں کے شیعہ سنی مقلد اور غیر مقلد میدانوں میں جا کر اپنے اپنے طریقہ مذہب میں دعائیں کریں اور ایک ہی تاریخ میں اکٹھے ہو کر نماز پڑھیں تو بس یہ ایسا نسخہ ہے کہ معاً اس سے طاعون دور ہو جائے گی مگر اکٹھے کیونکر ہوں اس کی کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی۔ ظاہر ہے کہ فرقہ و ہابیہ کے مذہب کے رُو سے تو بغیر فاتح خوانی کے نماز درست ہی نہیں پس اس صورت میں ان کے ساتھ خفیوں کی نماز کیونکر ہو سکتی ہے۔ کیا باہم فساد نہیں ہوگا۔ ماسوا اس کے اس اشتہار کے لکھنے والے نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ ہندو اس مرض کے دفع کے لئے کیا کریں۔ کیا ان کو اجازت ہے یا نہیں کہ وہ بھی اس وقت اپنے بتوں سے مدد مانگیں۔ اور عیسائی کس طریق کو اختیار کریں۔ اور جو فرقے حضرت حسین یا علی رضی اللہ عنہما کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں اور محرم میں تعزیوں پر ہزاروں درخواستیں مرادوں کے لئے گزارا کرتے ہیں اور یا جو مسلمان سید عبدالقادر جیلانی کی پوجا کرتے ہیں یا جو شاہ مدار یا سخی سرور کو پوجتے ہیں وہ کیا کریں اور کیا اب یہ تمام فرقے دعائیں نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فرقہ خوفزدہ ہو کر اپنے اپنے معبود کو پکار رہا ہے۔ شیعوں کے مخلوں کی سیر کروائی ایسا گھر نہیں ہوگا جس کے دروازہ پر یہ شعر چسپاں نہیں ہوگا:-

لِيْ خَمْسَةَ اَطْفَىٰ بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَةِ

الْمُصْطَفَىٰ وَالْمُرْتَضَىٰ وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةَ

میرے استاد ایک بزرگ شیعہ تھے۔ ان کا مقولہ تھا کہ وباء کا علاج فقط تولا اور تبری ہے۔

☆ حاشیہ یہ محرم کا مہینہ بڑا مبارک مہینہ ہے۔ ترمذی میں اس کی فضیلت کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے کہ فیہ یوم تاب اللہ فیہ علی قوم ویتوب فیہ علی قوم آخرین یعنی محرم میں ایک ایسا دن ہے جس میں خدا نے گزشتہ زمانہ میں ایک قوم کو بلا سے نجات دی تھی اور مقدر ہے کہ ایسا ہی اسی مہینہ میں ایک بلا سے ایک اور قوم کو نجات ملے گی۔ کیا تعجب کہ اس بلا سے طاعون مراد ہو اور خدا کے مامور کی اطاعت کر کے وہ بلا ملک سے جاتی رہے۔ منہ

یعنی ائمہ اہل بیت کی محبت کو پرستش کی حد تک پہنچا دینا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے رہنا اس سے بہتر کوئی علاج نہیں اور میں نے سنا ہے کہ بمبئی میں جب طاعون شروع ہوئی ہے تو پہلے لوگوں میں یہی خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام حسین کی کرامت ہے کیونکہ جن ہندوؤں نے شیعہ سے کچھ تکرار کیا تھا ان میں طاعون شروع ہوگئی تھی۔ پھر جب اسی مرض نے شیعہ میں بھی قدم رنج فرمایا تب تو یا حسین کے نعرے کم ہو گئے۔

یہ تو مسلمانوں کے خیالات ہیں جو طاعون کے دور کرنے کے لئے سوچے گئے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خیالات کے اظہار کے لئے ابھی ایک اشتہار پادری وائٹ بریخت صاحب اور ان کی انجمن کی طرف سے نکلا ہے اور وہ یہ کہ طاعون کے دور کرنے کے لئے اور کوئی تدبیر کافی نہیں بجز اس کے کہ حضرت مسیح کو خدا مان لیں اور ان کے کفارہ پر ایمان لے آویں۔

اور ہندوؤں میں سے آریہ دھرم کے لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ بلائے طاعون وید کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔ تمام فرقوں کو چاہیے کہ ویدوں کی ست وڈیا پر ایمان لادیں اور تمام نبیوں کو نعوذ باللہ مفتری قرار دے دیں تب اس تدبیر سے طاعون دُور ہو جائے گی۔

اور ہندوؤں میں سے جو سنا تن دھرم فرقہ ہے اُس فرقہ میں دفع طاعون کے بارے میں جو رائے ظاہر کی گئی ہے اگر ہم پرچہ اخبار عام نہ پڑھتے تو شاید اس عجیب رائے سے بے خبر رہتے اور وہ رائے یہ ہے کہ یہ بلائے طاعون گائے کی وجہ سے آئی ہے۔ اگر گورنمنٹ یہ قانون پاس کر دے کہ اس ملک میں گائے ہرگز ہرگز ذبح نہ کی جائے تو پھر دیکھئے کہ طاعون کیوں نہ دفع ہو جاتی ہے۔ بلکہ اسی اخبار میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے گائے کو بولتے سنا کہ وہ کہتی ہے کہ میری وجہ سے ہی اس ملک میں طاعون آیا ہے۔

اب اے ناظرین خود سوچ لو کہ اس قدر متفرق اقوال اور دعاوی سے کس قول کو دُنیا کے آگے صریح اور بدیہی طور پر فروغ ہو سکتا ہے۔ یہ تمام اعتقادی امور ہیں اور اس نازک وقت میں جب تک کہ دُنیا ان عقائد کا فیصلہ کرے خود دُنیا کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس لئے



وہ بات قبول کے لائق ہے جو جلدتر سمجھ میں آسکتی ہے اور جو اپنے ساتھ کوئی ثبوت رکھتی ہے سو میں وہ بات مع ثبوت پیش کرتا ہوں۔ چار سال ہوئے کہ میں نے ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے اور میں نے اس ملک میں طاعون کے سیاہ درخت دیکھے ہیں جو ہر ایک شہر اور گاؤں میں لگائے گئے ہیں۔ اگر لوگ تو بہ کریں تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتی خدا اس کو رفع کر دے گا مگر بجائے تو بہ کے مجھ کو گالیاں دی گئیں اور سخت بدزبانی کے اشتہار شائع کئے گئے جس کا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اب دیکھ رہے ہو۔ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی۔ اس کی یہ عبارت ہے۔ اِنَّ السَّلَّةَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اِنَّهٗ اَوْى الْقَرْيَةَ۔ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ اُن خیالات کو دور نہ کر لیں جو اُن کے دلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم

☆ حاشیہ اوی عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ میں لے لینا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں۔ یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیاں پر وارد نہیں ہوگی۔ اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام لہلک المقام۔ یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیاں کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں (۱) اوّل یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیاں میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے۔ (۲) دوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں اُن کے شہروں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہاں تک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے ہم نے اوی کا لفظ جہاں تک وسیع ہے اُس کے مطابق یہ معنی کر دیئے ہیں اور ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ قادیاں میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہوں گی۔ تمام دُنیا میں ایک قادیاں ہے جس کے لئے یہ وعدہ ہوا۔ فالحمد لله علی ذالک۔ منہ

سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے کہ قادیان کے چاروں طرف ۲۰۰۰ میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور کی طاقت میں نہیں۔ پس اس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں۔ اگر میری طرف سے بھی بغیر کسی دلیل کے صرف دعویٰ ہوتا۔ جیسا کہ میاں شمس الدین سکر میٹری حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار میں یا پادری وائٹ بریخت صاحب نے اپنے اشتہار میں کیا ہے تو میں بھی ان کی طرح ایک فضول گوٹھڑتا لیکن میری وہ باتیں ہیں جن کو میں نے قبل از وقت بیان کیا اور آج وہ پوری ہو گئیں اور پھر اس کے بعد ان دنوں میں بھی خدا نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ وہ عَزَّ وَّجَلَّ فرماتا ہے:-

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ أَنْتَ أَوَى الْقَرْيَةَ. لَوْلَا الْإِكْرَامُ لَهْلَكَ الْمَقَام.

☆ حاشیہ۔ آج سے دس برس پہلے ایک سزا اشتہار میں جو میری طرف سے شائع ہوا تھا طاعون کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے۔ اصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدہم یعنی ایک کشتی میرے حکم اور آنکھوں کے روبرو بنا جو آنے والی مری سے بچائے گی جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ مجھ سے بیعت کرتے ہیں یہ تیرا تھا نہیں بلکہ میرا تھا ہے جو ان کے ہاتھوں پر رکھا جاتا ہے اور اسی کلام الہی کا ایک فقرہ براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ ولاتخاطبونی فی الذین ظلموا انہم مغفون یعنی جو لوگ ظلم اور سرکشی اور بدکاری اور نافرمانی سے باز نہیں آتے میرے آگے ان کی کچھ شفاعت نہ کر کیونکہ وہ غرق کئے جاویں گے۔ منہ

انی انا الرحمن دافع الاذی۔ انی لا یخاف لدی المرسلون۔ انی حفیظ۔ انی مع الرسول اقوم۔ والوم من یلوم۔ افطر و اصوم۔ غضبت غضباً شدیداً۔ الامراض تشاع۔ والنفوس تضاع۔ الا الذین امنوا ولم یتسوا ایمانهم بظلم اولئک له ☆ الامن وهم مهتدون۔ انا نأتی الارض نقصها من اطرافها۔ انی اجهز الجیش فاصبحوا فی دارهم جائمین۔ سنریهم ایتنا فی الافاق و فی انفسهم نصر من اللہ و فتح مبین۔ انی بایعک بایعنی ربی۔ انت منی بمنزلة اولادی ❁ انت منی و انا منک۔ عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ الفوق معک و التحت مع اعداءک فاصبر حتی یأتی اللہ بأمره۔ یأتی علی جہنم زمان لیس فیها احد۔ ترجمہ۔ خدا ایسا نہیں کہہ دیاں کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے۔ وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست برد اور اس کی تباہی سے بچالے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مد نظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔ میں رحمان ہوں جو دکھ کو دور کرنے والا ہے۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں میں نگہ رکھنے والا ہوں۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس کو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے۔ میں اپنے وقتوں کو تقسیم کر دوں گا کہ کچھ حصہ برس کا تو

❁ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا ید اللہ فوق ایدیہم ۱ ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللہ کے قل یعبادی ۲ بھی کہا اور یہ بھی فرمایا فاذکر واللہ کذکرکم اباؤکم ۳ پس اس خدا کے کلام کو ہیشاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل تشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ و ولد سے پاک ہے تاہم تشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اس کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ پس اس سے بچو کہ تشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت بیانات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم الہ واحد والنخیر کلہ فی القرآن۔ منہ

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ بمطابق براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۳۶۷ ”لہم“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

میں افطار کروں گا یعنی طاعون سے لوگوں کو ہلاک کروں گا اور کچھ حصہ برس کا میں روزہ رکھوں گا۔ یعنی امن رہے گا اور طاعون کم ہو جائے گی یا بالکل نہیں رہے گی۔ میرا غضب بھڑک رہا ہے بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی مگر وہ لوگ جو ایمان لائیں گے اور ایمان میں کچھ نقص نہیں ہوگا وہ امن میں رہیں گے اور ان کو مخلصی کی راہ ملے گی۔ یہ خیال مت کرو کہ جرائم پیشہ بچے ہوئے ہیں ہم ان کی زمین کے قریب آتے جاتے ہیں۔ میں اندر ہی اندر اپنا لشکر تیار کر رہا ہوں یعنی طاعونی کیڑوں کو پرورش دے رہا ہوں پس وہ اپنے گھروں میں ایسے سو جائیں گے جیسا کہ ایک اونٹ مرا رہ جاتا ہے۔ ہم ان کو اپنے نشان پہلے تو دُور دُور کے لوگوں میں دکھائیں گے اور پھر خود انہی میں ہمارے نشان ظاہر ہوں گے یہ دن خدا کی مدد اور فتح کے ہوں گے۔ میں نے تجھ سے ایک خرید و فروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی جس کا ٹو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید و فروخت کا اقرار کرو اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔ وہ وقت قریب ہے کہ میں ایسے مقام پر تجھے کھڑا کروں گا کہ دنیا تیری حمد و ثنا کرے گی۔ فوق تیرے ساتھ ہے اور تحت تیرے دشمنوں کے ساتھ۔ پس صبر کر جب تک کہ وعدہ کا دن آجائے۔ طاعون پر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ کوئی بھی اس میں گرفتار نہیں ہوگا یعنی انجام کار خیر و عافیت ہے۔ ☆

☆ حاشیہ۔ مدت ہوئی کہ پہلے اس سے طاعون کے بارے میں حکایتا عن الغیر خدا نے مجھے یہ خبر دی تھی یا مسیح الخلق عدوانا۔ مگر آج کہ ۲۱/۱۲/۱۹۰۲ء ہے اسی الہام کو پھر اس طرح فرمایا گیا یا مسیح الخلق عدوانا لن تسری من بعد موادنا و فسادنا۔ یعنی اے خدا کے مسیح جو مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہماری جلد خزلے اور ہمیں اپنی شفاعت سے بچا تو اس کے بعد ہمارے غیبت مادوں کو نہیں دیکھے گا اور نہ ہمارا فساد کچھ فساد باقی رہے گا یعنی ہم سیدھے ہو جائیں گے اور گندہ دہانی اور بد زبانی چھوڑ دیں گے۔ یہ خدا کا کلام براہین احمدیہ کے اُس الہام کے مطابق ہے کہ آخری دنوں میں ہم لوگوں پر طاعون بھیجیں گے جیسا کہ فرمایا کذا الک مننا علی یوسف لنصرف عنه السوء و الفحشاء یعنی ہم طاعون کے ساتھ اس یوسف پر یہ احسان کریں گے کہ بد زبان لوگوں کا منہ بند کر دیں گے تاکہ وہ ڈر کر گالیوں سے باز آجائیں۔ انہی دنوں کے متعلق خدا کا یہ کلام ہے جس میں زمین کی کلام سے

اب اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں (۱) اوّل یہ کہ طاعون دُنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اُس کو دُکھ دیا گیا۔ اُس کے قتل کرنے کے لئے منصوبے کئے گئے۔ اُس کا نام کافر اور دَجّال رکھا گیا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ اس لئے اُس نے آسمان اور زمین دونوں کو اس کی سچائی کا گواہ بنا دیا۔ آسمان نے کسوف خسوف سے گواہی دی جو رمضان میں ہوا۔ اور زمین نے طاعون کے ساتھ گواہی دی تا کہ خدا کا وہ کلام پورا ہو جو براہین احمدیہ میں ہے اور وہ یہ ہے۔ **قل عندی شهادة من الله فهل انتم تومنون . قل عندی شهادة من الله فهل انتم تسلمون .** یعنی میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ اور پھر میں کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کرو گے یا نہیں۔ پہلی گواہی سے مُراد آسمان کی گواہی ہے جس میں کوئی جبر نہیں۔ اس لئے اس میں تُوْمُنُون کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اور دُوسری گواہی زمین کی ہے۔ یعنی طاعون کی جس میں جبر موجود ہے کہ خوف دے کر اس جماعت میں داخل کرتی ہے۔ اس لئے اس میں تُسَلْمُون کا لفظ استعمال کیا گیا۔ (۲) دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جب کہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آ جائیں گے۔ کیونکہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تا کہ میں اُن خبیثوں اور شریریوں کا مُنہ بند کر دوں جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محض انکار اس بات کا موجب

مجھے اطلاع دی گئی اور وہ یہ ہے **يَا وَلِيَّ اللَّهِ كُنْتُ لَا أَعْرِفُكَ** یعنی اے خدا کے ولی میں اس سے پہلے تجھے نہیں پہچانتی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کشفی طور پر زمین میرے سامنے کی گئی اور اُس نے یہ کلام کیا کہ میں اب تک تجھے نہیں پہچانتی تھی کہ تُو ولی الرحمان ہے۔ منہ

نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو ان کی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خباثتوں سے باز آجائیں گے اور شریفانہ برتاؤ ان میں پیدا ہو جائے گا۔ تب یہ تنبیہ اٹھالی جائے گی مگر اس تقریب پر بہت سے سعادت مند خدا کے رسول کو قبول کر لیں گے اور آسمانی برکتوں سے حصہ لیں گے اور زمین سعادت مندوں سے بھر جائے گی (۳) تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔

اب اگر خدا تعالیٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے۔ گو یا خدا کی طرف سے تمام مذہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کے لئے ایک نمائش گاہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور خدا نے سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیان کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ ان کا پر میشر بنارس کو طاعون سے بچالے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہیے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گٹو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی اگر اس قدر گٹو اپنا معجزہ دکھاوے

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا ہشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور اُن کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الہی بخش کو کوئٹہ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ و ہابیہ کی اصل جڑ دلی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دلی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس مہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے ملہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیاں سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ<sup>۱</sup> لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی امید کی ہے۔ یہ امید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تحتہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب حال کون سی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ **مَا دَعَا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ**۔

اور چونکہ احتمال ہے کہ بعض غبی الطبع اس اشتہار کا اصل منشاء سمجھنے میں غلطی کھائیں اس لئے

ہم مکرر اپنے فرض دعوت کا اظہار کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ طاعون جو مُلک میں پھیل رہی ہے کسی

اور سب سے نہیں بلکہ ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کے ماننے سے انکار کیا

ہے جو تمام نبیوں کی پیشگوئی کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوا ہے اور لوگوں نے نہ صرف

انکار بلکہ خدا کے اس مسیح کو گالیاں دیں کا فر کہا اور قتل کرنا چاہا اور جو کچھ چاہا اُس سے کیا۔ اس لئے خدا

کی غیرت نے چاہا کہ اُن کی اس شوخی اور بے ادبی پر اُن پر تنبیہ نازل کرے اور خدا نے پہلے پاک

نوشتوں میں خبر دی تھی کہ لوگوں کے انکار کی وجہ سے اُن دنوں میں جب مسیح ظاہر ہوگا مُلک میں سخت

طاعون پڑے گی۔ سو ضرور تھا کہ طاعون پڑتی۔ اور طاعون کا نام طاعون اس لئے رکھا گیا کہ یہ طعن

کرنے والوں کا جواب ہے۔ اور بنی اسرائیل میں ہمیشہ طعن کے وقت میں ہی پڑا کرتی تھی اور طاعون

کے لغت عرب میں معنی ہیں بہت طعن کرنے والا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ طاعون طعن

تشنیع کی ابتدائی حالت میں نہیں پڑتی بلکہ جب خدا کے مامور اور مرسل کو حد سے زیادہ ستایا جاتا ہے اور

تو بہن کی جاتی ہے تو اُس وقت پڑتی ہے۔ سوائے عزیز و اس کا بجز اس کے کوئی بھی علاج نہیں کہ اس

مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کر لیا جاوے۔ یہ تو یقینی علاج ہے اور اس سے کمتر درجہ کا یہ علاج

ہے کہ اس کے انکار سے منہ بند کر لیا جائے اور زبان کو بدگوئی سے روکا جائے۔ اور دل میں اس کی

عظمت بٹھائی جائے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ لوگ یہ کہتے

ہوئے کہ **يا مسيح الخلق عدوانا** میری طرف دوڑیں گے۔ یہ جو میں نے ذکر کیا ہے۔



﴿۱۳﴾

یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے ہماری اس مہلک بیماری کے لئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باسثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اس وقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سید و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

﴿۱۴﴾

مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ اے عزیزو! یہ بات غصہ کرنے کی نہیں۔ اگر اس احمد کے غلام کو جو مسیح موعود کر کے بھیجا گیا ہے تم اس پہلے مسیح سے بزرگتر نہیں سمجھتے اور اسی کو شفیع اور منجی قرار دیتے ہو تو اب اپنے اس دعویٰ کا ثبوت دو۔ اور جیسا کہ اس احمد کے غلام کی نسبت خدا نے فرمایا انہ او ی القریة لو لا الاکرام لہلک المقام۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس شفیع کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اس گاؤں قادیاں کو طاعون سے محفوظ رکھا جیسا کہ دیکھتے ہو کہ وہ پانچ چھ برس سے محفوظ چلی آتی ہے اور نیز فرمایا کہ اگر میں اس احمد کے غلام کی بزرگی اور عزت ظاہر نہ کرنا چاہتا تو آج قادیاں میں بھی تباہی ڈال دیتا۔ ایسا ہی آپ بھی اگر مسیح ابن مریم کو درحقیقت سچا شفیع اور منجی قرار دیتے ہیں تو قادیاں کے مقابل پر آپ بھی کسی اور شہر کا پنجاب کے شہروں میں سے نام لے دیں کہ فلاں شہر ہمارے خداوند مسیح کی برکت اور شفاعت سے طاعون سے پاک رہے گا اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر آپ سوچ لیں کہ جس شخص کی اسی دنیا میں شفاعت ثابت نہیں وہ دوسرے جہان میں کیونکر شفاعت کرے گا۔ اور میاں شمس الدین صاحب یاد رکھیں کہ ان کا اشتہار محض بے سود ہے اور کوئی فائدہ اس پر مرتب نہیں ہوگا۔ اور علاج یہی ہے جو ہم نے لکھا ہے۔ وہ یاد کریں کہ پہلے اس سے انسانی گورنمنٹ میں وہ اور ان کی انجمن میرا مقابلہ کر کے ذلت اٹھا چکی ہے کہ انہوں نے مؤلف اُمہات المؤمنین کی نسبت گورنمنٹ سے سزا طلب کی اور میں نے اس سے منع کیا۔ آخر میری رائے ہی صحیح ہوئی۔ اسی طرح اب بھی جو کچھ انہوں نے آسمانی گورنمنٹ میں میموریل بھیجنا چاہا ہے وہ بھی محض بے سود اور لغو اور بے اثر ہے جیسا کہ پہلا میموریل تھا۔ سچا میموریل یہی ہے جو میں نے مرتب کیا ہے آخر آپ کو یہی ماننا پڑے گا۔

ہرچہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از کمال رسوائی

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امر وہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہتا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنا دیں بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور ان کو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشاء کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث اِمَامَكُم مِّنْكُمْ کے مطابق اور مسلم کی حدیث اَمَّكُم مِّنْكُمْ کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا دے بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں نہ مے پر نہ مریداں مے پر اُتند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کے ساتھ اترتے دیکھے گی اور پادری لوگ آ کر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دنیا میں ہوگا؟ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گزارا ہے اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا ۱۱۷ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ۱۔ اب آسمان کی طرف

دیکھنا کہ کب آسمان سے ابن مریم اترتا ہے سخت جہالت ہے۔ مگر مجھ سے پہلے جو جو علماء اپنی اجتہادی غلطی سے ایسا خیال کرتے رہے کہ ابن مریم آسمان سے آئے گا وہ خدا کے نزدیک معذور ہیں ان کو بُرا نہیں کہنا چاہئے ان کی نیتوں میں فساد نہیں تھا بوجہ بشریت بھول گئے۔ خدا ان کو معاف کرے کیونکہ ان کو علم نہیں دیا گیا تھا اور ان کی اجتہادی غلطی ایسی تھی جیسا کہ داؤد نے غنم القوم کے مسئلہ میں اجتہادی غلطی کی تھی مگر ان کے بیٹے سلیمان کو خدا نے فہم عطا کر دیا تھا جیسا کہ اس کے بارے میں براہین احمدیہ میں آج سے بائیس برس پہلے یہ الہام فہم مناھا سلیمان کتاب کے آخری صفحہ میں موجود ہے اس کے یہ معنی ہیں جیسا کہ براہین کے اوپر کے الہامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا یہ معنی قرآن اور حدیثوں کے جو تم کرتے ہو ہمارے پہلے علماء اور اکابر کو معلوم نہ تھے اور تمہیں معلوم ہو گئے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے کہ ہاں حقیقت میں یہی ہوا مگر ایسا ہونا بعید نہیں ہے۔ تمہارے علماء تو کچھ نبی نہیں تھے مگر داؤد نے نبی ہو کر ایک فیصلہ دینے میں غلطی کی اور خدا نے سلیمان اس کے بیٹے کو سچے فیصلہ کا طریق سمجھا دیا۔ سو یہ سلیمان جو مسیح موعود بنایا گیا ہے اسی طرح تمہارے بزرگوں کے مقابلہ پر حق بجانب ہے جس طرح سلیمان نبی اس فیصلہ میں اپنے باپ داؤد کے مقابل پر حق بجانب تھا۔ اور اگر مولوی احمد حسن صاحب کسی طرح باز نہیں آتے تو اب وقت آ گیا ہے کہ آسمانی فیصلہ سے ان کو پتہ لگ جائے یعنی اگر وہ درحقیقت مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں اور میرے الہامات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں نہ خدا کا کلام تو سہل طریق یہ ہے کہ جس طرح میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کہا ہے اِنَّهٗ اوی القریۃ لولا الاکرام لہلک المقام۔ وہ انہ اوی امر وہہ۔ لکھ دین مومنوں کی دعا تو خدا سنتا ہے۔ وہ شخص کیسا مومن ہے کہ ایسے شخص کی دعا اس کے مقابل پر تو سنی جاتی ہے جس کا نام اس نے دجال اور بے ایمان اور مفتزی رکھا ہے مگر اس کی اپنی دعا نہیں سنی جاتی۔ پس جس حالت میں میری دعا قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے

فرمادیا کہ میں قادیاں کو اس تباہی سے محفوظ رکھوں گا خصوصاً ایسی تباہی سے کہ لوگ کتوں کی طرح طاعون کی وجہ سے مریں یہاں تک کہ بھاگنے اور منتشر ہونے کی نوبت آوے۔ اسی طرح مولوی احمد حسن صاحب کو چاہئے کہ اپنے خدا سے جس طرح ہو سکے امر وہہ کی نسبت دعا قبول کرائیں کہ وہ طاعون سے پاک رہے گا اور اب تک یہ دعا قریب قیاس بھی ہے کیونکہ ابھی تک امر وہہ طاعون سے دو سو کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن قادیاں سے طاعون چاروں طرف سے بفاصلہ دو کوس آگ لگا رہی ہے یہ ایک ایسا صاف صاف مقابلہ ہے کہ اس میں لوگوں کی بھلائی بھی ہے اور نیز صدق اور کذب کی شناخت بھی۔ کیونکہ اگر مولوی احمد حسن صاحب لعنت بازی کا مقابلہ کر کے دنیا سے گزر گئے تو اس سے امر وہہ کو کیا فائدہ ہوگا۔ لیکن اگر انہوں نے اپنے فرضی مسیح کی خاطر دعا قبول کرا کر خدا سے یہ بات منوالی کہ امر وہہ میں طاعون نہیں پڑے گی تو اس صورت میں نہ صرف ان کو فتح ہوگی بلکہ تمام امر وہہ پر ان کا ایسا احسان ہوگا کہ لوگ اس کا شکر نہیں کر سکیں گے۔ اور مناسب ہے کہ ایسے مبالغہ کا مضمون اس اشتہار کے شائع ہونے سے پندرہ دن تک بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے دنیا میں شائع کر دیں جس کا یہ مضمون ہو کہ میں یہ اشتہار مرزا غلام احمد کے مقابل پر شائع کرتا ہوں جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میں جو مومن ہوں دعا کی قبولیت پر بھروسہ کر کے یا الہام پا کر یا خواب دیکھ کر یہ اشتہار دیتا ہوں کہ امر وہہ ضرور بالضرور طاعون کی دست برد سے محفوظ رہے گا لیکن قادیاں میں تباہی پڑے گی کیونکہ مفتری کے رہنے کی جگہ ہے۔ اس اشتہار سے غالباً آئندہ جاڑے تک فیصلہ ہو جائے گا یا حد دوسرے تیسرے جاڑے تک اور گوبائی کے مہینہ سے سنت اللہ کے موافق ملک میں طاعون کم ہوتی جائے گی اور خدائی روزہ کے دن آتے جائیں گے مگر امید ہے کہ پھر ابتدا نومبر ۱۹۰۲ء سے خدا تعالیٰ اپنا روزہ کھولے گا۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ اس اذکار کے وقت کون کون ملک الموت کے قبضہ میں آیا چونکہ مسیح موعود کی رہائش کے قریب تر پنجاب ہے اور مسیح موعود کی نظر کا پہلا محل

پنجابی ہیں اس لئے اول یہ کارروائی پنجاب میں شروع ہوئی لیکن امر وہہ بھی مسیح موعود کی محیط ہمت سے دور نہیں ہے۔ اس لئے اس مسیح کا فکرش دم ضرور امر وہہ تک بھی پہنچے گا یہی ہماری طرف سے دعویٰ ہے اگر مولوی احمد حسن اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد جس کو وہ قسم کے ساتھ شائع کرے گا امر وہہ کو طاعون سے بچا سکا اور کم سے کم تین جاڑے امن سے گزر گئے تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ پس اس سے بڑھ کر اور کیا فیصلہ ہوگا۔ اور میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت تورات اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امر وہہ میں رہتا ہے اور خواہ امر ترس میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ ٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی اور یہ امر کچھ مولوی احمد حسن صاحب تک محدود نہیں بلکہ اب تو آسمان سے عام مقابلہ کا وقت آ گیا اور جس قدر لوگ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی جو مولوی کر کے مشہور ہیں اور پیر مہر علی شاہ گولڑی جس نے بہتوں کو خدا کی راہ سے روکا ہوا ہے اور عبد الجبار اور عبدالحق اور عبدالواحد غزنوی جو مولوی عبداللہ صاحب کی جماعت میں سے ملہم کہلاتے ہیں اور منشی الہی بخش صاحب اکونٹ جنہوں نے میرے مخالف الہام کا دعویٰ کر کے مولوی عبداللہ صاحب کو سید بنا دیا ہے اور اس قدر صریح جھوٹ سے نفرت نہیں کی اور ایسا ہی نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع اور تکفیر کا بانی ہے۔ ان سب کو چاہئے کہ ایسے موقع پر اپنے الہاموں اور اپنے ایمان کی عزت رکھ لیں اور اپنے مقام کی نسبت اشتہار دے دیں کہ وہ طاعون سے بچایا جائے گا اس میں مخلوق کی سراسر بھلائی اور گورنمنٹ کی خیر خواہی ہے اور ان لوگوں کی عظمت ثابت ہوگی اور ولی سمجھے جائیں گے ورنہ وہ اپنے کاذب اور مفتری ہونے پر مہر لگا دیں گے۔ اور ہم عنقریب انشاء اللہ اس بارے میں ایک مفصل اشتہار شائع کریں گے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

﴿۱۹﴾

## ایک شخص ساکن جموں چراغ دین نام کی نسبت اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم۔ اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرو اور قرآن اور انجیل کا تفرقہ باہمی دور کر دے اور ابن مریم کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف و مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ<sup>۱</sup> کا اپنے لئے رکھا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرف اور مبدل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لا یمسہ الا المطہرون۔ دیکھو براہین احمدیہ ص ۱۵۱ یعنی ان کو کہہ دے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہ وحی ہوتی ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ پاک دل لوگ اس کی حقیقت

﴿۲۰﴾

سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو نا کامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور نا تمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے:-

ولن ترضی عنک الیہود ولا النصرانی وخرقوا لہ بنین و بنات بغیر علم قل هو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد۔ و یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر السما کرین۔ الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولو العزم و قل رب ادخلنی مدخل صدق۔

یعنی تیرا اور یہود اور نصرانی کا کبھی مصالحو نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہوں گے۔ (نصرانی سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لا شریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لا شریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے	کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا	سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا	میرا بستاں کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے



﴿۲۱﴾

بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لئے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہوں گے اور کہہ کہہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ اب تک میں سمجھتا ہوں اس کے معنی یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی۔ اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کس قدر بُعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں۔ لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائے گا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کریں گے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ لَسْتُ بِكَيْسِي نَاطِقٍ رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات منہ پر لاوے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں۔ لعنة الله على الكافرين۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے۔ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ کیا اس سے صلح؟ پھر باوجود تمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازمجہ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے

اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا۔ اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے۔ اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں۔ کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے۔

اور ہمارا آنحضرت دو فرشتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو ساہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک ان کی نصرت ثابت ہو چکی ہے۔ مگر چراغ دین نے کونسی نصرت کی اس کا تو وجود اور عدم برابر ہے۔ قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے پیدائش لی ہے اور میں اس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کر سکتا کہ وہ کون ہے۔ اور نہ وہ ہماری صحبت میں رہا۔ اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے۔ کیا عربی نو لیبی کے نشان میں یا معارف قرآنی کے بیان میں میرا مددگار ہو گا یا ان مباحث دقیقہ میں میری اعانت کرے گا جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ میں عیسائیوں اور دوسرے فرقوں سے پیش آتے ہیں؟ میں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کوچوں سے محروم ہے اور نفس امارہ کی غلطی نے اس کو خود ستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ مشائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعوے سے ہمیشہ کے لئے مستغنی نہ ہو جائے۔

افسوس کہ اس نے بے وجہ اپنی تعلق سے ہمارے سچے انصار کی ہتک کی اور عیسائیوں کے بدبودار مذہب کے مقابل پر اسلام کو ایک برابر درجہ کا مذہب سمجھ لیا۔ سو ہم کو ایسے شخص کی کچھ پروا نہیں۔ ایسے لوگ ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہیے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔ اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی اس لئے اجازت طبع دی تھی۔ اب ایسی تحریروں کو چاک کرنا چاہیے۔ والسلام علی من اتبع الهدی

المشتر خا کسار میرزا غلام احمد از قادیان

۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

تعداد اشاعت ۵۰۰۰

## حاشیہ

## نمبر ۱

چراغ دین کی نسبت میں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھ کو خدائے عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ نزل بہ جبیز یعنی اس پر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رؤیا سمجھ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اتر سکے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جس کی طبیعت میں کمینگی اور فرومانگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو۔ اور اس جگہ لفظ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں اور بخل کے آثار موجود ہیں اور ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القاء شیطان ہوتا ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القاء ہو جاتا ہے اور چونکہ ان کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی اس لئے الہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبیز ہے اور علاج تو بہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلفتی ہے۔ ورنہ جبیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے۔ خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ منہ

## حاشیہ

## نمبر ۲

رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغ دین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا **انسی اذیب من یریب**۔ میں فنا کر دوں گا۔ میں غارت کروں گا۔ میں غضب نازل کروں گا اگر اس نے شک کیا اور اس پر ایمان نہ لایا اور رسالت اور مامور ہونے کے دعوے سے توبہ نہ کی۔ اور خدا کے انصار

جو سالہائے دراز سے خدمت اور نصرت میں مشغول اور دن رات صحبت میں رہتے ہیں ان سے عفو و تقصیر نہ کرائی کیونکہ اس نے جماعت کے تمام مخلصوں کی توہین کی کہ اپنے نفس کو ان سب پر مقدم کر لیا۔ حالانکہ خدا نے بار بار براہین احمدیہ میں ان کی تعریف کی اور ان کو سابقین قرار دیا اور کہا۔ اصحاب الصفة و ما ادراك ما اصحاب الصفة۔

اور جبینز اس روٹی خشک کو کہتے ہیں کہ دانت اس کو توڑ نہ سکیں۔ اور وہ دانت کو توڑے اور حلق سے مشکل سے اترے اور امعاء کو پھاڑے اور قولنج پیدا کرے۔ پس اس لفظ سے بتلایا کہ چراغ دین کی یہ رسالت اور یہ الہام محض جبینز اور اس کے لئے مہلک ہیں۔ مگر دوسرے اصحاب جن کی توہین کرتا ہے ان پر ماندہ نازل ہو رہا ہے اور ان کو خدا کی رحمت سے بڑا حصہ ہے۔

ماندہ چیزیت دیگر خشک نان چیزے دگر  
خوردنی ہرگز نباشد نان خشک اے بے ہنر  
دوستاں را ماندہ بدہند از مہر و کرم  
پارہ ہائے خشک نان بیگانگان را نیز ہم  
نیز ہم پیش سگان آں خشک نان مے افگند  
ماندہ از لطف ہا پیش عزیزان مے برند  
ترک کن ایں خشک ناں را ہوش کن فرزانه باش  
گر خردمندی پئے آں ماندہ دیوانہ باش

منہ

اس رسالہ کا نام

دَافِعُ البَلَاءِ وَمَعْيَارُ اَهْلِ الاِصْطِفَاءِ

رکھا گیا ہے

الْهُدَى

وَالْتَبَصِيرَةُ الْمُنِيرَةُ

۱۲- جون سنہ ۱۹۰۲ء

۶

وی پی  
۱

محولڈاک  
۱

الثنیٰ فی جلد  
۱۳

طبع فی دارالامان قادیان المطبع ضیاء الاسلام

باہتمام الحکیم فضاہیر البھٹو



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی اری اولیاءہ صراطا یضلل فیہ ہر قسم کی حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے دوستوں کو وہ راہ بتائی کہ مرغ سنگ خوار الغطاط . وجلی لهم نہارا لا یبصر فیہ الوطواط . وأسلکھم بھی اس میں بھٹک جاتا ہے اور ان کے لئے ایسا دن چڑھایا کہ اس میں چگا در کو کچھ نظر مسالک لم یرضھا مطایا الأبصار . وفجر لهم ینابیع نہیں آتا۔ اور ایسی راہوں پر انہیں چلایا کہ آنکھوں کی اونٹنیاں ان میں کبھی چلی نہیں۔ اور ما اھتدت إليها طیور الأفکار . والصلوة والسلام علی ایسے چشمے ان کے لئے جاری کئے کہ فکروں کے پرندے ان کی طرف راہ نہیں پاسکے۔ خاتم الرسل الذی اقتضی ختم نبوتہ . أن تبعث مثل الأنبیاء اور صلوة اور سلام خاتم رسل پر جس کی نبوت کے ختم نے چاہا کہ آپ کی امت سے نبیوں من امتہ . وأن تنور وتثمر إلى انقطاع هذا العالم أشجارہ . کی مانند لوگ پیدا ہوں۔ اور آپ کے درخت زمانہ کے آخر تک پھلتے پھولتے رہیں اور نہ ولا تعفی آثارہ . ولا تغیب تذکارہ . فالأجل ذالک جرت آپ کے نشان مٹائے جائیں۔ اور نہ آپ کی یاد دنیا سے بھول جائے۔ اسی لئے خدا کی عادة اللہ أنه یُرسل عبادًا من الذین استطابہم لتجدید عادت ہے کہ وہ ایسے بندوں کو بھیجا کرتا ہے جنہیں اس دین کی تجدید کے لئے پسند هذا الدین . ویعطیہم من عنده علم أسرار القرآن فرما لیتا ہے۔ اور انہیں اپنے حضور سے قرآن کے اسرار عطا کرتا اور حق الیقین ویبلغہم إلى حق الیقین . لیظہروا معارف الحق تک پہنچاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ لوگوں پر حق کے معارف کو

على الخلق بسطانها. وقوتها ولمعانها. ويُسبِنوا حقيقتها وهويتها.  
 پوری قوت اور غلبہ اور چمک کے رنگ میں ظاہر کریں۔ اور ان معارف کی حقیقت اور کیفیت اور  
 وُسبُلها و آثار عرفانها. ويُخلِّصوا الناس من البدعات والسيئات  
 راہوں اور ان کی شناخت کے نشانوں کو بیان کریں۔ اور لوگوں کو بدعتوں اور بد کرداریوں سے اور  
 وطوفانها و طغيانها. وليُقيموا الشريعة ويفرشوا بساطها. ويبسطوا  
 ان کے طوفان و طغیان سے چھڑائیں۔ اور شریعت کو قائم کریں اور اس کی بساط کو بچھائیں اور افراط  
 أنماطها. ويُزيلوا تفریطها وإفراطها. وإذا أراد الله لأهل الأرض أن  
 و تفریط کو جو اس میں داخل کی گئی ہے دور کریں۔ اور جب خدا اہل زمین کے لئے چاہتا ہے کہ ان  
 يُصلح دينهم. ويُنير براهينهم. أو ينصرهم عند حلول الأهوال  
 کے دین کو سنوارے اور ان کے برہانوں کو روشن کرے اور ہول اور مصیبت کے پیش آنے پر ان کو  
 والمصائب والآفات. أقام بينهم أحدًا من هذه السادات. ويؤيده  
 مدد دے۔ تب ان بزرگوں میں سے کسی کو ان میں کھڑا کر دیتا ہے اور نشانوں اور قاطع حجّتوں سے  
 بالحجج القاطعة والآيات. ويشرح صدور الأتقياء لقبوله ويجعل  
 اس کی تائید کرتا اور نیک بختوں کے سینوں کو اس کے قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے اور تقویٰ  
 الرّجس على الذين لا يتّقون. ففريق من الناس يؤمنون به ويُصدّقون.  
 اختیار نہ کرنے والوں پر پلیدی اور ناپاکی پھینکتا ہے۔ پھر یوں ہوتا ہے کہ کچھ لوگ تو اس پر ایمان  
 و فريق آخر يكفرون به ويكذبون. ويقعدون بكل صراطٍ ويؤذون.  
 لاتے اور تصدیق کرتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے اور تکذیب کرتے ہیں۔ اور اس کی راہ میں روک  
 ويمنعون كل من دخل عليه ولا يُخلِّصون. فتهدى غيرة الله  
 بن جاتے اور دکھ دیتے ہیں اور کسی کو اس کے پاس آنے نہیں دیتے۔ آخر خدا کی غیرت ان کے  
 لإعدامهم. ليُنَجّي عبده من اجلّخمامهم. فما زال  
 نابود کرنے کے لئے جوش مارتی ہے اس لئے کہ اپنے بندہ کو ان کے حملہ سے چھڑائے۔ سو



بالکافرين يُهلك هذا ويدفع ذاك حتى تصير الأرض خالية من  
خدا کافروں کے پیچھے پڑا رہتا کسی کو ہلاک کرتا اور کسی کو دفع کرتا ہے یہاں تک کہ زمین ان  
تلك الهوام. ويحصل الأمن للأبرار الكرام. وتحتفل الملة من  
ساپنیوں اور بچھوؤں سے خالی ہو جاتی ہے اور برگزیدوں کو امن مل جاتا اور ملت ایسے چیدہ  
نخب الإسلام. كنجوم منيرة مشرقة في الظلام. وهذا من أكبر  
لوگوں سے بھر جاتی ہے جو تاریکی میں چمکدار روشن ستارے ہوتے ہیں اور یہ بڑی بھاری  
علامات الذين يأتون من حضرة العزة والجبروت. وينزلون إلى  
علامت ہے ان لوگوں کی جو خدا کی طرف سے آتے اور اس جہان میں نازل ہوتے ہیں  
الناسوت ليجذبوا خلق الله إلى عالم الملكوت واللاهوت. وإن الله  
اس لئے کہ خلقت کو خدا کی طرف کھینچ لے جائیں۔ اور خدا ان کے ذریعہ سے تاریکیوں کو پاش  
يجلو بهم الغياهب. ليلتلى الخبيثين والأطايب. ويؤري الفائز  
پاش کرتا ہے اس لئے کہ ناپاک اور پاک کو آزمائے اور کامیاب اور نامراد کو ظاہر کر دے۔ سو  
وَالخائب. فُتسعد نفسٌ وأخرى تشقى. ويُحيى أخ وأخ آخر يُفنى. ﴿۴۰﴾  
کوئی سعید بنتا اور اور کوئی شقی بنتا ہے۔ اور کسی کو زندگی بخشی جاتی اور کوئی فنا کر دیا جاتا ہے اور  
ويُنصر المأمور في الأرض ويُمهّل حتى يفل شبا العدا. ويزول  
مامور کو نصرت اور مہلت دی جاتی ہے جب تک کہ وہ دشمنوں کی تلوار کی دھار کو کند کر دیتا اور  
الظلام وتطلع شمس الهدى. فالحاصل أن أولياء الله لا يُهلكون  
اندھیرا اٹھ جاتا اور ہدایت کا آفتاب چڑھ آتا ہے۔ غرض خدا کے دوست جھوٹوں کی مانند  
كالكاذبين. ولا يكون مآلهم كالمفترين. بل يُعصمون ويُقبلون  
ہلاک نہیں کیے جاتے اور ان کا انجام مفتریوں کا سا انجام نہیں ہوتا۔ بلکہ انہیں بچایا جاتا اور قبول  
ويُنصرون ويُؤثرون على العالمين. ولا يُضاعون ولا يُجاحون  
کیا جاتا اور نصرت دی جاتی اور کل جہان پر ایثار کیا جاتا ہے۔ وہ نہ تواضع کئے جاتے ہیں اور نہ ان کی

ويعيشون أمام أعين ربهم فائزين . وإنهم حجة الله على الأرض  
 بیخ کنی کی جاتی ہے بلکہ وہ اپنے پروردگار کے سامنے بامراد زندگی بسر کرتے ہیں اور وہ زمین پر  
 ورحمة الحق لأهل الأرضين . وليست شقوة في الدنيا كإنكار  
 حجة اللہ اور اہل زمین کے حق میں خدا کی رحمت ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں ماموروں کے انکار  
 المأمورين . ولا سعادة لقبول هؤلاء المقبولين . وإنهم مفتاح حصن  
 جیسی کوئی شقاوت نہیں اور ان مقبولوں کے مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں۔ اور وہ امن و امان  
 الأمن والأمان وحرز الداخلين . فما بال الذي فقد هذا المفتاح وما  
 کے قلعے کی چابی اور داخل ہونے والوں کی پناہ ہیں۔ تو پھر کیا حال ہوگا اُس کا جس نے اس چابی  
 دخل الحصن وقعد مع المخرجين . وإن أشقى الناس رجلان .. ولا  
 کو کھو دیا اور قلعے میں داخل نہ ہوا اور باہر نکالے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل کر بیٹھ رہا۔ اور  
 يبلغ شقاوتهما أحد من الإنس والجان . رجلٌ كفر بخاتم الأنبياء . ﴿۵﴾  
 فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بد بخت ہیں اور انس و جن میں سے اُن سا کوئی بھی بد طالع  
 ورجل آخر ما آمن بخاتم الخلفاء . وأبى واستكبر وأساء الأدب عليه  
 نہیں۔ ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا۔ دوسرا وہ جو خاتم الخلفاء پر ایمان نہ لایا اور  
 وترك طريق الحياة . وما تأدب مع الله وأهله الموعود وبلغ التوهين  
 انکار کیا اور اکڑ بیٹھا اور اس کی بے ادبی کی اور حیا کی راہ کو چھوڑ دیا اور خدا اور اس کے موعود اہل  
 إلى الانتها . ولو لم يتولد لكان خيراً له من سوء العاقبة وسخط  
 کا ادب اور پاس نہ کیا اور توہین کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اگر ایسا نالائق پیدا ہی نہ ہوتا تو اس  
 حضرة الكبرياء . ولسوف يذوق ذواق السب والشتم والازدراء .  
 کے حق میں انجام بد اور خدا کے ناراض کرنے سے بہتر تھا۔ وہ ان گالیوں اور تحقیر کا  
 وإن الساعة آتية لا ريب فيها ثم الذين خُتمت على قلوبهم لا ينتهون .  
 مزا چکھے گا۔ اور وہ گھڑی ضرور آنے والی ہے پر مہر زدہ دل باز نہیں آتے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُم آمَنُوا وَأَصْلَحُوا وَلَا تَفْسُدُوا قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ مَفْسُدُونَ .

اور جب انہیں کہا جائے کہ ایمان لاؤ اور اصلاح کرو اور فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ تم ہی مفسد ہو۔ اور گمراہی

وَحَسِبُوا الْغَيَّ رَشْدًا وَالْفَسَادَ صَلَاحًا فَهَمَّ لَا يَرْجِعُونَ . فَكَيْفَ إِذَا

کو ہدایت اور فساد کو صلاح سمجھتے ہیں اس لئے رجوع نہیں کرتے۔ سو اس دن کیا حال ہوگا جب کہ ان

زَهَقَتْ نَفُوسُهُمْ وَأُظْهِرَ مَا كَانُوا يَكْتُمُونَ؟ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَمَا جَاءَ رَأْسُ

کی جانیں نکلیں گی اور ان کی چھپائی ہوئی باتیں ظاہر کی جائیں گی۔ اور جب انہیں کہا جائے کہ کیا

الْمَائَةِ قَالُوا بَلَى فَعَلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ؟ إِنَّ مِثْلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُكَذِّبِينَ كَمِثْلِ

صدی کا سر نہیں آگیا تو کہتے ہیں ہاں۔ تو تو ان سے کہہ کیا تم ڈرتے نہیں۔ مومنوں اور مکذیبوں کی مثال

حَيٍّ وَمَيِّتٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مِثْلًا؟ فَبَشِّرْهُ لِلَّذِينَ يُؤْفِقُونَ . وَقَالُوا لَسْتَ

زندہ اور مردہ کی مثال ہے کیا دونوں مثال میں برابر ہیں۔ سو خوشخبری ان کے لئے جنہیں تو یقین دی جاتی

مُرْسَلًا بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعَلْمِهِ فَمَسَّوْا يَعْلَمُونَ . إِنَّ الَّذِينَ

ہے اور کہتے ہیں کہ تو مرسل نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اس بات کی تکذیب کرتے ہیں جس کا ان

صَدَقُوا أَوْلَئِكَ هُمُ الْمُنْصُورُونَ . وَلَا يَرَهُ قَتْرٌ وَلَا ذَلَّةٌ وَلَا

کو علم نہیں سوان کو پتہ لگ جائے گا۔ تصدیق کرنے والے ضرور منصور ہوں گے اور ذلت اور رسوائی کی گرد

هُم يُفْزَعُونَ . إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مَا نَفَعَهُمْ خُسُوفٌ وَلَا

ان کے چہروں پر نہ پڑے گی اور نہ انہیں کوئی گھبراہٹ ہوگی۔ افسوس کفر کرنے والوں کو نہ خسوف

آيَاتٍ أُخْرَى بَلْ هُمْ يَسْتَهْزِءُونَ . يَعْرِفُونَ ثُمَّ يَخْلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ

و خسوف نے فائدہ پہنچایا اور نہ دوسرے نشانوں نے بلکہ وہ ٹھٹھا ہی کرتے ہیں۔ پہچانتے ہیں پھر بھی خدا

مِنَ الْعَالَمِ وَأَنْكَشَفَ عَلَيْهِمُ الْهُدَى ثُمَّ لَا يَهْتَدُونَ . وَجَنَّ عَلَيْهِمُ

کے دیئے پر بخل کرتے ہیں۔ اور ہدایت ان پر واضح ہوگئی پھر بھی راہ نہیں پاتے۔ اور تعصب کی رات ان

لَيْلٌ مِنَ التَّعَصُّبِ فَهَمَّ فِيهِ يُمَسُّونَ وَيُصْبِحُونَ . يَرُونَ آيَاتِ

پر پڑی ہوئی ہے اسی میں شام گزارتے ہیں اور اسی میں صبح۔ اپنی آنکھوں سے خدا کے

اللّٰه بأعينهم ثم يُنكرون. وما كنتُ متفردًا في هذا بل ما أتى الناس  
نشانوں کو دیکھتے ہیں پھر انکار کرتے ہیں۔ ان معاملوں میں میں اکیلا نہیں بلکہ کوئی ایسا رسول  
من رسول إلا كانوا به يستهزءون. وهلمّ جرًا إلی ما تشاهدون۔  
نہیں آیا جس سے لوگوں نے ٹھٹھانہ کیا ہو۔ یہاں تک کہ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔  
وإنی رأیتُ دهرًا ظلم هؤلاء الأشرار فی هذه الدیار. وآنست  
اور میں مدتوں سے ان شریروں کا ظلم اس ملک میں سہتا ہوں۔ اور ان کی زیادتی انکار اور تحقیر  
غلوّهم فی الانکار والاحتقار. وجربتُ أن لهم قلوبا سیرتها اللد  
میں دیکھتا ہوں۔ اور میں تجربہ کر چکا ہوں کہ ان کے دلوں کی سیرت خصومت اور تکبر اور لڑائی  
والاحرنجام. و فطرة شیمتها التکذیب والاثام. فلما یست منهم  
ہے اور ان کی فطرتوں کی عادت تکذیب اور اہام ہے۔ غرض جب میں ان سے ناامید ہوا تب  
انصرف قلبی إلی بلادٍ أخرى. لعلی أری الأنصار أو أجد فیهم قلبًا  
میرا دل اور ملکوں کی طرف متوجہ ہوا کہ کہیں مددگار مجھے مل جائیں اور شاید کوئی تقویٰ شعار دل  
أتقی. فذکرت علماء الشام. ومن بها من الکرام. وأردت أن أرسل  
میرے ہاتھ آجائے۔ اتنے میں شام کے علماء اور بزرگ مجھے یاد آگئے اور ارادہ کیا کہ ان کی  
إلیهم للاستشهاد. لیجیبوا بالصدق والسداد. وینقلوا الحق من  
طرف گواہی لینے کے لئے خط بھیجوں اس لئے کہ وہ راستی اور سچائی سے جواب دیں اور حق کو  
الوهاد إلی النجاد. فأخبرتُ أن المناظرات فیهم ممنوعة. والقوانین  
پستی کے گڑھے سے نکال کر اوج پر پہنچا دیں۔ سو مجھے پتہ لگا کہ ان کو دینی مناظرات کی  
لمنعها موضوعة. فذهب وهلی بعد ذالک أن المراد یحصل  
اجازت نہیں اور وہ ان مباحثات سے قانوناً روک دیے گئے ہیں۔ پھر میرے دل میں آیا کہ مصر  
من أرض مصر وأهلها المتفسرّین. والمخصبین بعهد  
کے ملک سے اور اس کے دانشمند لوگوں سے جو علوم کی بارش سے سربسز اور برخوردار ہو رہے

العلم والمثمرین. وزعمت أن فیہم قوما یعدون من المحققین. ومن  
ہیں وہ مراد ضرور پوری ہوگی اور میں سمجھا کہ ان میں محقق اور اعلیٰ درجہ کے ادیب ہیں اور میں  
الأدباء المفصحین. وخلصتُ أنہم من المتدبرین. ولیسوا من  
نے خیال کیا کہ وہ سوچنے والے ہیں اور شتاب کار اور بیدار گرنہیں ہیں۔ اس گمان کی بنا پر  
المستعجلین والجائزین. فقادنی هذا الظنّ إلى أن أرسل إلى مدیر  
میں نے المنار کے ایڈیٹر اور اس کے ساتھیوں کو اپنی کتاب اعجاز المسیح بھیجی۔ اور غرض یہ تھی کہ  
”المنار“ ورفقته کتابی ”الإعجاز“. لئیرظوا ویکتبوا علیہ ما لاق  
اس پر مناسب اور حسب موقعہ تقریظ لکھیں۔ اور میں نے شام اور روم اور حریمین کے علماء کو چھوڑ  
وجاز. وآثرتہم علی علماء الحریمین والشام والروم. لعلی أسرو بہم  
کرانہیں چنا کہ شاید انہی کی وجہ سے میرے فکر اور غم دور ہو جائیں اور دکھ درد کی آگ انہی سے  
غواشی الأفكار والہموم. ولأطفأ بہم ما بی من جمرة الأذی.  
بجھ جائے اور یہی لوگ نیکی اور تقویٰ پر میرے مددگار ہو جائیں۔ پھر جب صاحب منار کو میری  
ولیعینونی علی البرّ والتقوی. ثم لما بلغ کتابی صاحب المنار. وبلغہ  
کتاب پہنچی اور اس کے ساتھ اسے کچھ خط استفسار کے لئے ملے اس نے اس کلام کے پھلوں  
معہ بعض المکاتیب للاستفسار. ما اجتنی ثمرة من ثمار ذالک  
سے ایک پھل بھی نہ لیا اور اس کے عظیم الشان معارف میں سے کسی معرفت سے بھی نفع  
الکلام. وما انتفع بمعرفة من معارفه العظام. وما لالی الکلم والإیذاء  
حاصل نہ کیا اور جیسے کہ اگر باوجود حاسدوں کی عادت ہوا کرتی ہے قلم سے زخمی کرنے  
بالأقلام. کما هو عادة الحاسدین والمستکبرین من الأنام. وطفق یؤذی  
اور ایذا دینے کی طرف جھک پڑا اور تحقیر کرنے لگا اور ایذا دینے لگا اور اس تحقیر  
ویزری غیر وان فی الأرزاء والالتطام. ولا لالی الکرّم والإکرام.  
اور جوش دکھلانے میں ذرا بھی کوتاہی نہ کی اور جیسے کہ بزرگوں کی عادت ہے کرم واکرام

کما هو سيرة الكرام. وَعَمَدَ إِلَى أَنْ يُؤْلَمَنِي وَيَفْضَحَنِي فِي أَعْيُنِ  
 كِي طَرْفِ رِخْ نَهْ كِيَا اور قصد كيا كه عوام كى نگاه ميں مجھ رنج پہنچائے اور بدنام كرے۔ پس وہ بلند  
 العوام كالأنعام. فسقط من المنار المنيع وألقى وجوده فى الآلام.  
 منار سے گرا اور اپنے آپ كو دكھوں ميں ڈالا۔ اور مجھے سنگريزوں كى طرح پاؤں كے نيچے روندنا اور  
 ووطئنى كالحصى. واستوقد نار الفتن وحصى. وقال ما قال وما  
 فتنوں كى آگ كو بجھ جانے كے بعد پھر بھڑكايَا اور كہا جو كہا اور دانشمندوں كى طرح غور نہيں كى۔ اور  
 أمعن كأولى النهى. وأخلد إلى الأرض وما استشرف كأهل التقى.  
 زمين كى طرف جھك پڑا اور متقيوں كى طرح اوپر كو نہ چڑھا اور اونچا ہونے بعد گرا۔ اور گرنا تو  
 وخرّ بعد ما علا. وإن الخرور شىء عظيم فما بال الذى من المنار  
 خود بڑى خوفناك بات ہے۔ پھر اس شخص كا كيا حال جو منار سے گرا۔ اور گمراہى كو خريد اور ہدایت  
 هوى. واشترى الضلالة وما اهتدى. أم له فى البراعة يدٌ طولى؟  
 نہ پائى۔ آيا فصاحت و بلاغت ميں اسے بڑا كمال حاصل ہے؟ عنقریب وہ گريز كر جائے گا اور پھر  
 سيهزم فلا يرى. نبأ من الله الذى يعلم السرّ وأخفى. إنه مع قوم  
 نظر نہ آئے گا۔ يہ پيشگوئى ہے خدا كى طرف سے جو نہاں در نہاں كو جاننے والا ہے۔ وہ متقيوں  
 يتقونه ويحسنون الحسنى. ينصرهم فى مواطن فتكون كلمتهم هى  
 اور نيكو كاروں كا ساتھ ديتا ہے۔ وہ ميدانوں ميں ان كى مدد كرتا ہے پھر ان ہى كى بات غالب  
 العليا. وإن الألسنة كلها لله فيجعل حظًا منها لمن شاء وقضى. وإن  
 رہتى ہے۔ اور سارى بولياں خدا كى ہيں جسے چاہتا ہے ان سے كافى حصہ عطا كرتا ہے اور اس كے  
 عباده المنقطعين ينطقون بروحه ولا يعطى لغيرهم هذا الهدى. و كل  
 منقطع بندے اس كى روح كى مدد سے بولتے ہيں اور يہ راہ حق دوسروں كو نہيں دى جاتى۔ اور ہر ايك نور  
 نور ينزل من السماء فما بيدكم أيها النوكى؟ أتغترون  
 آسمان سے اترتا ہے پھر اے جاہلو تمہارے ہاتھ ميں كيا ہے۔ كيا تم اپنى بولى پر

﴿۱۰﴾

بلسانکم وقد هبت علیہ صراصر عظیمی؟ والیوم لستم إلا کعجمی فریفتہ ہو حال آنکہ اس پر تو بڑی بڑی آندھیاں چل چکی ہیں اور آج تم فلا تفخروا بما مضی. وبُدلت ألسنکم کل التبذیل فأنی التناوش من عجمیوں سے بڑھ کر نہیں۔ سو گذشتہ پر فخر نہ کرو۔ اور تمہاری بولیاں تو بالکل بدل مکان اقصی؟ أنتسون محاوراتکم أو تخدعون الحمقى؟ وإن رسول گئیں۔ اب تم اتنی دور سے کہاں ایک چیز کو پکڑ سکتے ہو۔ کیا تمہیں اپنی اللہ وسید الوری۔ ما سئمی أرضکم هذه ارض العرب فلا تفتروا بول چال یاد نہیں یا احمقوں کو دھوکا دیتے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اللہ ورسوله وقد خاب من افتری۔ فدعنی أیہا الفخور من هذا تمہارے ملک کو عرب میں شامل نہیں فرمایا۔ پھر خدا اور رسول پر افترا نہ کرو اور و امض علی وجہک والسلام علی من اتبع الہدی۔ مفتری ہمیشہ نامراد رہتا ہے۔ سوائے شیخی باز مجھے تجھ سے کیا کام چل اپنی راہ لے۔ و کنت رجوت أن أجد عندک نصرتی۔ فقامت لتندد بہوانی مجھے تو تجھ سے نصرت کی امید تھی تو الٹا میرے ہی خوار کرنے کو اٹھ کھڑا و ذلتی۔ وتوقعت أن یصلنی منک تکبیر التصدیق والتقدیس ہوا۔ اور مجھے تیری طرف سے تکبیر تصدیق اور تقدیس سننے کی توقع تھی تو نے مجھے فأسمعتنی أصوات النواقیس۔ وظننت أن أرضک للتحصن ناقوسوں کی آوازیں سنا دیں اور میں نے تیری زمین کو پناہ کے لئے بہت أحسن المراكز۔ فجرحتنی کاللاکز والواکز۔ وذکرتنی عمدہ جگہ سمجھا تھا مگر تو نے مجھے مشت زن یا لکد زن کی طرح زخمی کر دیا اور بالنوش والنهش والسبعیة۔ نبذاً من أيام الخصائل الفرعونیة۔ و تو نے اس درندہ طبعی سے فرعونی خصلتوں کا زمانہ مجھے یاد دلا دیا۔ اور

﴿۱۱﴾

لستُ فی هذا القول كالمتمتدّم. فإن الفضل للمتقدّم. و كنتُ أتوقع  
 میں اس بات میں پشیمان نہیں اس لئے کہ فضیلت پہل کرنے والے کو ہے۔ اور مجھے گمان  
 أن يتسرّى بمؤاخاتك همّی. و يرفض بجدك كتيبة غمّی.  
 تھا کہ تمہاری دوستی سے میرا غم دور ہو جائے گا اور تمہارے لشکر کی مدد سے میرے  
 فالأسف كل الأسف أن الفراسة أخطأت. و الرویة ما تحققت.  
 اندوہ و غم کا لشکر شکست کھا جائے گا مگر افسوس کہ فراست نے خطا کی اور دانش درست نہ اتری  
 و وجدتُ بالمعنى المنعكس ریاك. فهذه نموذج بعض مزایاك.  
 اور تمہارا سارا معاملہ بالکل الٹا نظر آیا۔ یہ تو آپ کی فضیلتوں کا تھوڑا سا نمونہ ہے۔ اس سے  
 و علمتُ به أن تلك الأرض ارض لا يُفارقها اللطی. و تفور منها إلى  
 مجھے پتہ مل گیا کہ مصر کی سر زمین سے آتش اشتعال کبھی الگ نہیں ہوتی۔ اور اب تک اُس  
 هذا الوقت نار الكبر و العلی. فعفی الله عن موسى. لم تركها و ما  
 سے کبر و تعلیٰ کی آگ جوش زن ہے۔ خدا موسیٰ پر رحم کرے کیوں اس نے اسے چھوڑ دیا اور  
 عَفّی. فحاصل الكلام إنك زعمتُ أن کتابی مملوٌ من السهو  
 اس کا نام و نشان نہ مٹا دیا۔ غرض تمہارا دعویٰ ہے کہ میری کتاب سہو و خطا  
 و الخطأ. و ما أتيتُ بدلیل من النحویین أو الأدباء. فأشكو إلى  
 سے بھری ہوئی ہے اور نحویوں اور ادیبوں سے کوئی دلیل تم اس پر نہیں لائے۔  
 اللّٰه من جورك هذا و الافتراء. فإنك شمسٌ لی من  
 اب میں تمہارے جور اور افترا سے خدا کے پاس فریاد کرتا ہوں اس لئے کہ تم نے  
 غیر سبب و من غیر أسباب البغض و الشحناء. أو جعلتُ معیار  
 بے سبب اور بے کسی پہلے بغض و عداوت کی وجہ کے یہ ظلم زیادتی کی۔ کیا تم اپنی  
 الصّحّة لسانك الذی تكلم به عشیرتك من البنات  
 اس بولی کو صحت کا معیار ٹھہراتے ہو جس سے تم اپنی بیٹیوں اور جوڑوں سے



والنساء . وما تصفحت کتابی وغلطت مفرداته و تراکیبہ . وخطأت کلام کرتے ہو اور تم نے میری کتاب کو اچھی طرح نہیں پڑھا اور نہ ہی اس کے أفانینہ و أسالیبہ . و أسخطت حسیبک و ما خشیت تعذیبہ . و کذبت مفردات اور ترکیبوں اور انداز کلام کو غلط ثابت کر کے دکھایا اور تم نے اپنے خدا کو ناراض و أغلطت الناس . و خبیت و اتبعت الخناس . و قلت کتاب مملو من کیا اور اس کی سزا سے نہیں ڈرے۔ اور جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکے میں ڈالا۔ الأغلط المنکرۃ . و فی سجعه تکلف و ضعف و لیس من الکلم اور شیطان کے پیچھے دوڑ پڑے۔ اور کہہ دیا کہ اعجاز المسیح سخت غلطیوں سے بھری ہوئی ہے المحبّرة . و المُلح المبتکرۃ . و یوجد فیہ رکاکة العُجمة . اور اس کے سجع میں بناوٹ ہے اور لطیف کلام نہیں ہے اور اس کا کلام عرب کے محاورہ و حسبتک حبیباً یریحنی کنسیم الصباح . فترا یت کعدو کے خلاف ہے۔ آہ میں نے تو تجھے ایسا دوست سمجھا تھا جو مجھے نسیم سحر کی طرح راحت پہنچاتا شاکی السلاح . و خلث أنک تهدر بصوت مبشر کالحمام . مگر تو سلاح پوش دشمن نظر آیا اور مجھے خیال تھا کہ تو کبوتر کی طرح پیاری مژدہ رسان فأریت و جھک المنکر کالحمام . و أعجبنی حدتک و شدتک آواز میں بولے گا مگر تو نے موت کا سا بھیا تک چہرہ دکھایا۔ مجھے تمہاری اس من غیر التحقیق . فأخذنی ما یأخذ الوحید الحائر بے تحقیق تیز زبانی پر تعجب آیا اس لئے میری وہ حالت ہوئی جو اکیلے سرگرداں مسافر عند فقد الطریق . لکنی أسررت الأمر و قلت فی نفسی لعلہ کی رستہ بھول کر ہوا کرتی ہے لیکن میں نے پھر بھی اس بات کو دل میں رکھا اور سمجھا تصحیف فی التحریر . و ما عمد إلی التوہین و التحقیق . کہ شاید تحریر میں کوئی تبدیلی واقع ہوگئی ہو اور توہین اور تحقیر کا کوئی ارادہ نہ ہو۔

و كيف قصد شرًا لا يزول سواده بالمعاذير . و كيف يمكن الجهر  
اور اس شخص نے کیونکر شر کا قصد کیا جس کا سیاہ داغ کسی عذرو بہانہ سے مٹ نہیں سکتا اور کیونکر  
بالسوء من مثل هذا الفاضل النحرير . ولما تحقق أنه منك تقلدت  
ممکن کہ ایسا عالم لائق آدمی کھلی کھلی بری باتیں منہ سے نکالے اور جب خوب ثابت ہوا کہ یہ  
أسلحتي للجهاد . و قلت مكانك يا ابن العناد . فدوني شرط الحداد  
سب تمہاری کرتوت ہے تو میں نے بھی جنگ کے لئے ساز و سامان درست کر لیا اور کہا کہ اپنی  
و خطر القتاد . و علمت أنك ما تكلمت بهذه الكلمات . إلا حسداً  
جگہ پر کھڑا رہ اے سفلیہ دشمن کہ میرے مقابل آنا تلواروں سے کٹ جانا اور کانٹوں میں پھنس  
من عند نفسك لا لإظهار الواقعات . فابتدرتُ قصدك . لئلا  
جانا ہے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ باتیں تم نے حسد سے کی تھیں واقعات کے اظہار کے لئے  
يُصدّق الناسُ حسدك . فإن علماء ديارنا هذه يستقرون حيلة  
نہیں کہیں اس لئے میں تمہاری طرف متوجہ ہوا کہ کہیں تمہاری ان شرارتوں سے لوگ دھوکا نہ کھا  
للإزراء . فيستفزهم ويُجرءهم علىّ كلما قلت للآزدرء . ولولا  
جائیں۔ اس لئے کہ ہمارے ملک کے علماء تو میری تحقیر کے لئے بہانہ ڈھونڈتے رہتے ہیں سو  
خوف فسادهم لسكث . وما تفوّهتُ في هذا الأمر وما  
جو کچھ تو نے میری تحقیر میں کہا ہے اس سے ان کی جرأت اور بھی بڑھ جائے گی۔ اور اگر فساد کا  
تجلدت . ولكن الآن أخاف على الناس . وأحشى  
خوف نہ ہوتا تو میں اس معاملہ میں بالکل خاموش رہتا۔ لیکن اب لوگوں کے بگڑ جانے اور  
وسوسة الخناس . وإن بعض الشهادات أبلغ في الضرب من  
شیطان کی وسوسہ اندازی کا ڈر ہے اور یہ پختہ بات ہے کہ بعض شہادتیں ضرب میں تلوار سے  
المرهفات . فأخاف أن يتجدد الاشتعال من كلمات المنار . و  
بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں۔ اب مجھے خوف ہے کہ ”منار“ کی باتوں سے اشتعال بڑھ جائے اور

يسقط ميمه ويبقى على صورة النار. وكنا هزمننا العدا. وفرغنا من اس كاميمم گر کر زری نار کی شکل رہ جائے۔ اور ہم تو مدت سے دشمنوں کو بھگا کر لڑائی جھگڑے الوغی۔ ونابلنا فکان لنا العلی۔ وبذل الجهد کل من رمی۔ حتی سے فارغ ہو بیٹھے تھے اور ہمیں ہر ایک جنگ میں غلبہ میسر آیا اور ہر ایک جنگ کرنے والا اپنی نثلت الکنائن۔ وفاءت السکائن۔ ورکدت الزعازع۔ وکف پوری طاقت ہمارے مقابلہ میں خرچ کر چکا تھا۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ ترکش خالی المتنازع۔ وجعل اللہ الهزيمة على کل من بارى۔ وأهلك من ہو گئے تھے اور بالکل آرام چین ہو گیا تھا۔ سب جھگڑے ٹھنڈے پڑ گئے اور جھگڑنے والے مارى۔ فالآن أحيى اللئام بعد الممات۔ وشد المنار عضدهم ہٹ ہٹا گئے تھے اور سب جھگڑنے والوں کو خدانے بھگا دیا اور مار ڈالا تھا۔ اب وہ سفلی پھر موت بالخز عبيلات۔ فأرى أنهم يتصلفون ويستأنفون القتال۔ ويغون کے بعد جلانے گئے اور منار نے اپنی نکمی باتوں سے انہیں دلیر اور پکا کر دیا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ النضال۔ ويخدعون الجهال۔ ورجعوا إلى شرهم و زادوا وہ پھر لاف گزاف مارنے لگے اور لڑائی کو تازہ کرنا چاہتے ہیں اور اب لڑائی چاہتے اور جاہلوں کو ضدا۔ بما جاء المنار شيئا إذا۔ و جاز عن القصد جدا۔ فأكبر دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ پھر اپنے شر کی طرف لوٹ چلے ہیں اور منار کی اس ناپاک بات اور کجروی کلمه حزب من العمين۔ وأين جهابذة الكلام كالسابقين۔ کی وجہ سے ضد میں بڑھ چلے ہیں۔ چنانچہ کچھ اندھوں کو منار کی باتیں بھلی لگیں ہیں اور پہلوں کی طرح بل يتبعون کل ما يسمعون من الحاسدين المفسدين۔ وليس فيهم کلام کے پرکھنے والے اور جاننے والے کہاں بلکہ یہ لوگ تو جو کچھ حاسدوں مفسدوں سے سن پاتے ذواق العبارات المهدبة۔ ولا الأعناق للوصول إلى ہیں اسی کے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ ان میں اعلیٰ درجہ عبارتوں کے سمجھنے کا ذوق کہاں۔ اور عمدہ

المراعى المستعذبة. لا يعلمون لطف الأساجيع المستملحة. ولا اور سرسبز مرغزاروں تک ان کی رسائی کہاں۔ یہ لوگ نمکین سبجوں کا لطف اور آراستہ کلموں کی لطافة الكلم الموشحة. يقولون نحن العلماء. ولا يشعرون ما العلم لطافت کو کیا جانیں۔ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم علماء ہیں مگر علم اور زیری ان کے نزدیک نہیں آئی۔ وما الدهاء. وما كان لى حاجة إلى ذكر هذه القصة. وإظهار اور اصل میں مجھے اس قصہ کے بیان کرنے اور اپنے رنج کے اظہار کی کوئی ضرورت نہ هذه الغصة. لَمَا لم يكن مدير المنار وحده بدعًا من تھی اس لئے کہ منار کا ایڈیٹر ہی تو کوئی اکیلا نیا بدگون نہیں بلکہ تمام دشمن ایسی ہی تو ہیں کے المزدريين والمحقرين. بل تعود العدا كلهم بالتوهين. عادى ہو رہے ہیں اور ان کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت یافتوں کی راہ سے روک کر ليصدوا الناس عن سبيل المهتدين. ويُلحقوهم بالمعتدين. حد سے نکل جانے والوں میں شامل کر دیں۔ اس قسم کے بہت سے لوگ ان جھگڑوں وترى كثيرا منهم يوجدون فى هذه البلاد. وتعرفهم بقتر میں ہیں اور اُن کا نشان یہ ہے کہ دشمنی کے مادہ کے جوش سے اُن کے منہ سیاہ اور مسخ رَهقت وجوههم من ثور مواد العناد. يذكروننى كمثل ما ہوئے ہوئے ہیں اس سے تم ان کو پہچان لو گے۔ وہ لوگ میری ایسی ہی تحقیر و تشنیع کرتے ذكرو. ويزدروننى كمثل ما احتقرو. فلا ألتفت إليهم ولا إلى ہیں جیسی منار نے کی۔ مگر میں ان کی باتوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا اور یہ کہتا ہوں کہ أقوالهم. وأعرض عنهم وأقول جهال يصرخون بما ضرب على جاہل ہیں۔ سر پر کاری ضرب لگی ہے چلائیں نہیں تو کیا کریں اور جب انہیں گرا ہی پراتا قذالهم. وأى خير يُرجى منهم مع إصرارهم على ضلالهم. اصرار ہے تو ان سے نیکی کی امید کیا کی جائے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ ان شریروں کی

ولكن رأيت أن صاحب المنار. عَظُمَ في أعين هذه الأشرار. و  
آنکھ میں منار کے ایڈیٹر کی بزرگی ہے۔ اور بعض آگ کے لادوٹوؤں نے تو اس کی شہادت کو  
أكبر شهادته بعض زاملة النار. و كانوا يذكرونها بالعشى و  
بڑی وقعت دی ہے اور رات دن اسی کا ذکر کرتے ہیں۔ سو مجھے بھی ان کی پوشیدہ باتیں پہنچ  
الأسحار. فبلغني ما يتخافتون. وعشرتُ علي ما يُسرّون و  
گئیں۔ اور ان کی سازشوں اور مشورتوں کی اطلاع ملی۔ اور معلوم ہوا کہ وہ مجھے ہنتے اور اس  
يأتُمرون. وأخبرتُ أنهم يضحكون عليّ وفي كل يوم يزيدون.  
میں ہر روز ترقی کر رہے ہیں۔ پس جب میں نے دیکھا کہ وہ جنگل کے سراب پر اور زمین کے  
فلما رأيتُ أنهم اغتروا بلامع القاع. ویرامع البقاع. و زادوا  
سفید سنگریزوں پر دھوکا کھا گئے ہیں اور دشمنی اور بگاڑ میں بڑھ گئے ہیں اور ڈر پیدا ہوا کہ ان کا  
في العناد والفساد. وخيف أن يعم فتنهم هذه البلاد. ورأيت  
فتنہ ان شہروں میں پھیل جائے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ میری طرف حقارت کی آنکھ سے  
أنهم يروني بشزر عينيهم. ويصفقون بيديهم. ويأخذونني  
دیکھتے ہیں اور تالیاں بجاتے ہیں اور مجھے ایک کھلونا سمجھتے ہیں۔ اور ہنسی کھیل کے لئے مجھے  
كالتلعابة. ويجمعون بي للدعابة. ويجعلون كلام المنار كحيلة  
مجبوس کرتے ہیں اور منار کے کلام کو حیلہ بناتے ہیں میرے جاہل بنانے اور خطا کار ٹھہرانے  
للتجهيل والتخطية والاحتقار. شمّرت تشمير من لا  
اور حقیر جاننے میں تو پھر میں نے بھی ایک پورے مجاہد کی طرح کمر کس لی جو کلہاڑا مارتا  
يألو جهادًا. ويضع فأسا في رأس من رمى الجندل عنادًا. و  
ہے اُس شخص کے سر میں جو دشمنی سے اس پر پتھر پھینکے۔ تم اُس کی جس کی رحمت  
بالذی سبقت رحمته غضبه. وفلّت رأفته غضبه. ما كنتُ  
اُس کے غضب پر بڑھ گئی ہے۔ اور جس کی مہربانی نے اُس کی تلوار گند

أظن في صاحب المنار إلا ظنّ الخير. وكنْتُ أخال أنه قال ما قال من  
 کردی ہے۔ مجھے صاحب منار کی نسبت نیک گمان تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ اس نے کسی  
 مصلحة لا من إرادة الضير. ولكن ظهر على بعد ذلك أنه ما كفّ  
 مصلحت سے ایسا کہانہ ضرور دینے کے ارادے سے۔ لیکن پیچھے پتا لگا کہ اس نے زبان کو نہیں  
 اللسان كما هو من سير الكرام والطبائع السعيدة. بل أصرّ  
 روکا جیسے کہ بزرگوں کی عادت اور سعید طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے بلکہ اس نے اپنے  
 على الازدراء في الجريدة. فأكل الحاسدون حصيدة  
 اخبار میں تحقیر پر اصرار کیا۔ پس حاسدوں نے اُس کے منہ کے اگلے ہوئے زہر کو لذیذ  
 لسانه كالعصيدة. وتلقفوا قوله وجدّوا الخصومة بعد ما  
 کھانے کی طرح کھایا اور اُس کی بات کو قبول کیا اور ختم ہو جانے کے بعد نئے سرے جھگڑا  
 قطعوها كما هو من شيم القرائح البليدة. وحسبوا كلمه كالأسلحة  
 شروع کر دیا جیسے کہ کودن اجڑ طبیعتوں کی عادت ہوتی ہے۔ اور انہوں نے منار کی باتوں  
 الحديدية. وأشاعوها في الأخبار والجوائب الهندية. وكتبوا  
 کو تیز ہتھیار سمجھا اور ہندوستان کے اخباروں میں انہیں شائع کیا۔ اور ایسی باتیں لکھیں  
 كل ما يشق سماعها على الهمم البريئة المبرّءة. واذوا قلبى كما  
 جن کا سننا پاک اور بری ہمتوں کو سخت ناگوار ہوتا ہے اور میرے دل کو دکھایا جیسے  
 هي عادة الرذل والسفهاء. وسيرة الأراذل من الأعداء. وكانوا  
 کہ عادت کمینوں اور نادانوں کی اور سیرت سفلہ دشمنوں کی ہوتی ہے۔ اور وہ بڑے گھمنڈ سے  
 يمشون مرحا بالخيلاء والامتطاء. كأنهم ألسوا من حلل الحبر  
 اتر کر اور اکڑ کر چلتے تھے گویا انہیں بڑے اعلیٰ درجہ کی خوبصورت پوشاکیں پہنائی  
 والوشاء. أو فُتحت عليهم مدائن أو رُدّ أحياء هم الميئون  
 گئی ہیں یا بڑے بڑے شہر ان کے قبضہ میں دیے گئے ہیں یا ان کے مرے ہوئے

إلى الأحياء. وَأَحْسَسْتُ أَنْ فَتْنَتَهُمْ هَذِهِ تَضُرُّ الْعَامَةَ كَالْأَغْلُوطَاتِ .  
دوست پھر اپنے اپنے قبیلہ میں واپس کئے گئے ہیں اور میں نے محسوس کیا کہ ان کا یہ فتنہ عام  
وَيُعَدُّونَ هَذِهِ الْأَقْوَالَ مِنَ الشَّهَادَاتِ الْقَاطِعَاتِ . وَكَفَى هَذَا الْقَدْرَ ﴿۱۹﴾  
لوگوں کو دھوکے میں ڈال کر سخت ضرر دے گا اور ان باتوں کو وہ بڑی پکی گواہی سمجھیں گے۔ اور  
لِخَدَعِ بَعْضِ الْجَهْلَاءِ . وَإِغْلَاطِ بَعْضِ الْبَلَهِ قَلِيلِ الدَّهَاءِ . فَرَأَيْتُ  
بعض جاہلوں کے فریب دینے کو اور بعض کم عقل سادہ لوگوں کے دھوکا دینے کو پس ہے۔ پس  
جوابہ علی نفسی حقاً واجباً لا یوضع وزرہ بدون القضاء . و دینا لازماً  
میں نے اس کا جواب دینا اپنے اُپر حق واجب سمجھا جس کا بوجھ ادا کئے بغیر اتر نہیں سکتا اور  
لَا یَسْقُطُ حِبَّةٌ مِنْهُ بِغَيْرِ الْأَدَاءِ . فإِنْ دَفَعِ أَوْهَامَ الْعَامَةِ مِنْ  
لازم قرض یقین کیا جس میں سے ایک حبة بھی ادا کرنے کے سوا ذمہ سے نہیں اتر سکتا۔  
وَاجِبَاتِ الْوَقْتِ وَفَرَائِضِ الْإِمَامَةِ . فَقَلَّبْتُ وَجْهِي فِي السَّمَاءِ .  
اس لئے کہ عام کے وہموں کو دور کرنا واجبات وقت اور امامت کے فرائض سے ہے۔ پھر میں  
وَطَلَبْتُ عَوْنَ اللَّهِ بِالْبُكَاءِ وَالدَّعَاءِ . لِيَهْدِيَنِي إِلَى طَرِيقِ إِتْمَامِ  
آسمان کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگا اور دعا اور زاری سے خدا سے مدد مانگنے لگا اس لئے کہ مجھے  
الْحَبَّةَ . وَإِحْقَاقِ الْحَقِّ وَإِبْطَالِ الْبَاطِلِ وَإِیْضَاحِ الْمَحْجَّةِ . فَأُلْقِيَ  
حجت کو پورا کرنے اور حق کو حق کر دکھانے اور باطل کو نابود کرنے اور رستہ کے واضح کرنے کی  
فِي رَوْعِي أَنْ أُؤَلِّفَ كِتَابًا لِهَذَا الْمَرَادِ . ثُمَّ أَطْلُبُ مِثْلَهُ مِنْ  
راہ بتائے۔ پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں اس غرض کے لئے ایک کتاب بناؤں پھر اُس  
هَذَا الْمَدِيرِ وَمَنْ كَلَّ مِنْ نَهْضِ بِالْعِنَادِ مِنْ تَلْكَ الْبِلَادِ . وَكُنْتُ  
کی مثل مانگوں اس ایڈیٹر سے اور ہر ایسے شخص سے جو ان شہروں سے دشمنی کی غرض سے  
أَقْبَلَ عَلَيَّ اللَّهُ كَلَّ الْإِقْبَالَ . وَأَسْعَى فِي مِيَادِينِ التَّضَرُّعِ  
اٹھے۔ اور میں خدا کی طرف پورا پورا متوجہ تھا اور زاری اور فریاد کے میدانوں میں دوڑ رہا تھا۔

﴿۲۰﴾ والابتھال. حتی بانث أمارۃ الاستجابة. وانجابت غشاوة الاسترابة. آخر کار قبول کے نشان ظاہر ہوئے اور شک شبہ کا پردہ پھٹ گیا وُوققتُ لتألیف ذالک الکتاب. فسأرسله إلیه بعد الطبع و اور مجھے اس کتاب کی تالیف کی توفیق بخشی گئی۔ سو میں بعد چھپ جانے اور اس کے بابوں کی تکمیل الأبو اب. فإن أتى بالجواب الحسن وأحسن الرد تکمیل کے اس کی طرف بھیجوں گا۔ پھر اگر منار نے اس کا جواب خوب دیا اور عمدہ رد کیا تو میں علیہ. فأحرق کتبی وأقبل قدمیه. وأعلق بذیله. وأکیل الناس اپنی کتابیں جلا دوں گا اور اس کے پاؤں چوم لوں گا اور اس کے دامن سے لٹک جاؤں گا اور پھر بکیله. وها أنا أقسم برب البریة. أو کد العهد لهذه الألیة. و لوگوں کو اس کے پیمانہ سے ناپوں گا۔ اور لو میں پروردگار جہان کی قسم کھاتا ہوں اور اس قسم سے إن کلم الأحرار بکلام أشد جرحاً من جرح سهام. بل هو عہد کو پختہ کرتا ہوں۔ اور شریفوں کا زخمی کرنا کلام سے زخم میں سخت تر ہوتا ہے تیروں کے زخم أشق علیهم من قتلهم بلهزم وحسام. و إن جراحات السنان سے۔ بلکہ نیزہ اور تلوار کے ساتھ قتل کرنے سے بڑھ کر ان پر گراں ہوتا ہے۔ اور یہ پختہ بات لها التیام. ولا یلتام ما جرح کلام. وأما ما ادعی ہے کہ نیزوں کے زخم تو مل جاتے ہیں پر کلام کے زخم نہیں ملتے۔ لیکن جو اس نے معارف اور من المعارف والفصاحة. کما یفهم من قوله بالبداهة. فہی فصاحت کا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ ظاہر اس کے کلام سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ اس کا نرا دعویٰ ہی مقالة هو قائلها ولا نقبله إلا بعد ثبوت النباهة. وما اتظنی دعویٰ ہے اور ہم اسے مان نہیں سکتے جب تک وہ اپنی بزرگی کا ثبوت نہ دے اور أن یکتب المنار من معارف کمعارف کتابی. ویبری میرے تو خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ منار میری کتاب جیسے معارف لکھ سکے۔ اور میری تلوار



﴿۲۱﴾

بَرِّيقًا كَبْرِيقًا مَا فِي قَرَابِي . ثُمَّ مَعَ ذَالِكَ تُتَاجِنِي نَفْسِي فِي بَعْضِ  
جَيْسِي چمک اور آب دکھا سکے۔ اور اس پر بھی میرے دل میں کبھی کبھی آتا ہے کہ ممکن ہے کہ  
الْأَوْقَاتِ . اِنْ مِنْ الْمُمْكِنِ اَنْ يَكُونَ مَدِيرَ الْمَنَارِ بَرِيئًا مِنْ هَذِهِ  
منار کا ایڈیٹر ان الزاموں سے بری ہو اور ممکن ہے کہ  
الْإِلْزَامَاتِ . وَيُمْكِنُ اَنْهُ مَا عَمِدَ اِلَى الْاِحْتِقَارِ وَالنَّطْحِ كَالْعَجْمَاوَاتِ .  
اس نے حقارت کا اور چارپایوں کی طرح سینگ سے مارنے کا ارادہ نہ کیا ہو بلکہ  
بَلْ اَرَادَ اَنْ يَعْصِمَ كَلَامَ اللّٰهِ مِنْ صَغَارِ الْمُضَاهَاتِ ☆ . وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ  
یہ چاہا ہو کہ خدا کی کلام کو مشابہت اور مماثلت کی ذلت سے بچائے اور اعمال موقوف ہیں  
بِالنِّيَّاتِ . فَاِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ فَلَا شَكَّ اَنْهُ اَدَّخَرَ لِنَفْسِهِ بَهْذِهِ  
نیٹوں پر۔ پس اگر یہ سچ ہے تو بے شک اس نے ان باتوں سے اپنے لئے بہت سے  
الْمَقَالَاتِ كَثِيْرًا مِنْ الدَّرَجَاتِ . فَاِنْ حُبَّ كَلَامِ اللّٰهِ يُدْخِلُ فِي الْجَنَّةِ .  
درجے اکٹھے کر لئے اس لئے کہ کلام اللہ کی محبت جنت میں لے جاتی ہے اور ڈھال کی طرح  
وَيَكُوْنُ عَاصِمًا كَالْجُنَّةِ . وَاَيُّ ذَنْبٍ عَلٰى الَّذِي سَبَّبَنِي لِحِمَايَةِ الْفَرَقَانَ .  
بچانے والی ہوتی ہے۔ اور اس شخص کا گناہ ہی کیا جس نے مجھے گالی دی فرقان کی حمایت کے لئے

☆ الحاشية: واطن انه استشاط من منع الجهاد. ووضع الحرب والسيوف

الحداد. وان الوقت وقت اراءة الايات. لازمان سل المرهفات. ولا سيف الاسيف  
الحجج والبيئات. فلاشك ان الحرب لاعلاء الدين في هذه الاوقات. من اشنع  
الجهالات. ولا اكراه في الدين كما لا يخفى على ذوى الحصات. منه.

ترجمہ حاشیہ: مجھے تو یقین ہے کہ وہ غضب میں آیا ہے جہاد کے روکنے اور تیز تلواروں اور لڑائی  
کے دور کردینے سے۔ اور اب نشانوں کے دکھانے کا وقت ہے، تلواروں کے کھینچنے کا وقت نہیں اور حجّتوں  
اور بین دلیلوں کی تلوار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان دنوں میں دین کے لئے لڑائی  
کرنا سخت نادانی ہے اور دین میں کوئی اکراہ نہیں جیسا کہ یہ بات دانشمندیوں پر پوشیدہ نہیں۔ منہ

لا للاحْتِقَارِ وَكسْر الشَّانِ. وَنَحَابَهُ مَنْحَى نُصْرَةِ الدِّينِ. لَا لظِي  
 نَه حَقَارَتٍ أَوْ كسْرِ شَانٍ كَمَا ارَادَهُ سَعِ اسْ سَعِ اسْ كَمَا قَصَدَ دِينَ كِي نُصْرَتِ  
 التَّحْقِيرِ وَالتَّوْهِينِ. وَهَلْ هُوَ فِي ذَالِكِ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ حُمَاةِ  
 التَّحْقِيرِ أَوْ تَوْهِينِ كَمَا اشْتَعَالَ نَه هُوَ. اَيْ شَخْصٌ تَوَّاسَلًا كَمَا حَامِي أَوْ كَلَامِ اللّٰهِ كِي  
 الْإِسْلَامِ. وَالدَّاعِينَ إِلَى عِزَّةِ كَلَامِ اللّٰهِ الْعَلَامِ. الَّذِي  
 عِزَّتِ كِي طَرْفِ جَوْ سَبِّ كَلَامِ كَا بَادِشَاهِ هِي بَلَانِي وَاللّٰهُ هِي أَوْ خَدَا هِي شَخْصٌ  
 هُوَ مَلِكُ الْكَلَامِ؟ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَمَا أَخْفَى. وَلِكُلِّ امْرِءٍ ﴿۲۲﴾  
 كِي بَاطِنِ أَوْ رَازِ كُو جَانْتَا هِي أَوْ جَسْ كِي جَوْنِيَّتِ هُوَ كِي وَهِي پَهْلِ اسِي مَلِي گَا۔ لِيكِنِ  
 مَا نَوِي. وَلَكِنِّي مُعْتَذِرٌ كَمَا اشْتَعَلَ ارَادَهُ. فَإِنَّ الْفِتْنَ قَدْ انْتَشَرَتْ  
 فِي سَبَبِ هِي وَبِهَا هِي عِذْرٌ كَرْتَا هُوَ جَيْسَا اسِي نِي كَمَا اسِي لِي كِي اسِي كِي اَقْوَالِ أَوْ اَخْبَارِ سَعِ فِتْنِي  
 مِنْ اَقْوَالِهِ وَاَخْبَارِهِ. فَوَجِبَ أَنْ اَشْمَرَ عَنِ ذِرَاعِي لِشَارِهِ. وَلَمْ  
 يَهْلِكْ كِي هِي۔ سَوْضُرُورٌ هُوَا كِي عِوَضِ لِي كِي اَسْتِيْنِيْسِ چَرْ هَالُوں۔ اَوْ رَابِ مُجْهِ اسِي كِي سَوَا چَارِهِ  
 يَكُنْ لِي بَدْمَنْ أَنْ اَفْضَى خْتَمِ سِرِّهِ. وَاللّٰهُ يَعْلَمُ حَقِيْقَةَ نِيَّتِهِ وَكِيْفِيَّةَ  
 نِيَّتِهِ كِي اسِي كِي رَازِ كِي مُهْرِ تُوْذُوْدِ اَوْ خَدَا جَانْتَا هِي اسِي كِي نِيَّتِ كِي حَقِيْقَتِ كُو اَوْ اسِي كِي  
 بَرِيْتِيْتِهِ وَبَرِّهِ. فَانْ كَانِ نَوِي الْخَيْرِ فَيَمَا قَالَ فَسِيْعْتَذِرُ وَلَا يَبْتَغِي  
 نِيْكِي اَوْ بَرِيَّتِ كِي كِيْفِيَّتِ كُو۔ پَسِ اِگْرَا پِي بَا تُوں فِي سِي اُسِي نِي كِي نِيَّتِ كِي هُوَ كِي تَوْضُرُورِ  
 النَّضَالِ. وَإِنْ كَانِ قَصْدُ التَّوْهِينِ وَالِاحْتِقَارِ. فَسِيَقْضِي اللّٰهُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ  
 عِذْرًا خَوَابِي كَرِي گَا اَوْ جَنْغِ وَمَقَابَلُهُ نَه چَا هِي گَا۔ اَوْ اِگْرَا تَوْهِينِ وَتَحْقِيرِ كَا ارَادَهُ كِيَا هِي  
 وَمَنْ ظَلَمَ فَقَدْ بَارَ. وَإِنِّي سَأَرْسِلُ كِتَابًا إِلَى مَدِيرِ الْمَنَارِ. لِيُفَكِّرَ فِيهِ  
 تُوْخَدَا اسِي فِي اَوْ مَجْهِ فِي جِلْدِ فَيَصِلُهُ كَرِي گَا اَوْ رَاطِمِ هَلَاكِ هُوَا۔ اَوْ مَنَارِ كِي اِيْڈِيْٹُرُ كُو  
 حَقِّ الْاِفْكَارِ. فَيَا مَا اَكْفَهْرَارِ بَعْدَ اِمَامَا عِتْدَارِ. وَإِنَّمَا هُوَ  
 كِتَابٌ يَهْجُوْ كَا يَا تُوْهُ پَهْرِطِيْشِ اَوْ اَشْتَعَالَ فِي اَيَا يَا عِذْرًا مَعْذَرَتِ كَرْدِي اَوْ اظْهَارِ حَقِّ

لإظهار الحق معيار. فإن تنصّل المنار من هفوته. وتندّم على فوهته. کے لئے وہ معیار ہوگی۔ پس اگر منار اپنی بکواس سے باز آگیا اور اپنی باتوں پر

﴿۳۳﴾ فما لنا أن نأخذہ علی عشرتہ. وإن لم يتوسم قرن نضالہ. ولم پشیمان ہوا تو ہمیں کیا ضرور ہے کہ اس کی لغزش پر گرفت کریں اور اگر اس نے اپنے مقابلہ کے

يطلع علی حلالی وعلی أسمالہ. فعليه أن يکتب کتابا کمثل حریف کو فراست سے نہ پہچانا اور میرے خوبصورت لباسوں پر اور اپنی پھٹی پرانی گدڑیوں پر

کتابی وعلی منوالہ. لیحکم اللہ بیننا بعد بث الأسرار. آگاہ نہ ہوا تو اس پر فرض ہے کہ میرے طرز و طریق کی کتاب لکھے تو کہ خدا ہم میں خبروں اور

ونث الأخبار. وأرجو من اللہ أن یبعث بعض أولى الأبصار رازوں کے ظاہر ہونے کے بعد فیصلہ کرے۔ اور مجھے خدا سے امید ہے کہ وہ ایسے بینا اور

وفضلاء الدیار. لیفتحو بالحق بینی و بین من یرقص علی المنار. فاضل شخص پیدا کرے گا جو میرے اور منار کے معاملہ میں سچا فیصلہ کریں گے

ولیتدبروا کلامی و کلامہ بالغور التام. ولیستشفوا جوهر الکلام. اور میری اور اُس کی کلام کو پورے غور سے سوچیں گے اور کلام کے موتیوں کو خوب پرکھیں گے

ویمیزوا النور من الظلام. وأعترف أن بعض أهل الجرائد أعطوا اور اندھیرے اور روشنی میں فرق کریں گے۔ اور میں مانتا ہوں کہ بعض اخبار نویسوں کو

نُبذًا من الفصاحة. ورزقوا طُرزًا من الملاحاة. ولكن لا لإعلاء کسی قدر فصاحت اور ملاحت دی گئی ہے۔ مگر وہ خدا کی باتوں کے اونچا کرنے کے لئے

کلمة اللہ بل للاستماعة. لیحرزوا العین ولو بالكذب نہیں بلکہ دنیا کا مال اور سود حاصل کرنے کے لئے خرچ ہوتی ہے اس لئے کہ جھوٹ اور

والمواقاة. فلاننکر حذقهم بزرقهم وتمحل رزقهم طوراً بے حیائی سے روپیہ پیدا کریں۔ پس ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ وہ فریب میں بڑے

بالاطراء . والأخرى بالازدراء . لينثالوا على أنفسهم الدراهم  
 دانشمند ہیں اور کبھی جھوٹی تعریفوں سے روزی کما کھاتے ہیں اور کبھی کسی کی ہجو اور ذم سے۔ اس  
 و ليتخلصوا من اللأواء . فلا شك أن لسنهم من الولاية ﴿۲۳﴾  
 لئے کہ اپنے لئے روپیہ جمع کر لیں اور مصیبتوں سے چھوٹ جائیں۔ سو اس میں شک نہیں کہ  
 الشيطانية . لا من الكرامة الربانية . ومن حيل الاقتناء والاحتياز .  
 ان کی زبانیں شیطانی ولایت سے ہیں اور ربانی کرامت سے نہیں اور مال اور روپیہ جمع کرنے  
 لا من بدائع الإعجاز . وإن بلاغتي شيء يُجلى به صداء  
 کے حیلے بہانے ہیں عجیب اعجاز کی قسم سے نہیں۔ اور میری بلاغت وہ شے ہے کہ ذہنوں کے  
 الأذهان . ويجلى مطلع الحق بنور البرهان . وما أنطق إلا  
 زنگ اس سے دور ہوئے ہیں اور حق کے مطلع کو نور برہان سے روشن کرتی ہے اور میں رحمان  
 بإنطاق الرحمان . فكيف يقوم حذتي من قيد لحظه بالدنيا و  
 کے بلائے بولتا ہوں۔ پس کیونکر میرے مقابل کھڑا ہو سکتا ہے جس کی نگہ دنیا تک محدود ہے اور  
 مال إليها كل الميلان . ورضى بزینتها كالنسون . أم يزعمون  
 بالمقابل اس کی طرف جھک پڑا ہے اور عورتوں کی طرح اس کی زینت پر راضی ہو گیا ہے۔ کیا وہ دعویٰ کرتے  
 أنهم من أهل اللسان سيهزمون ويولون الدبر عن الميدان .  
 ہیں کہ وہ اہل زبان ہیں۔ عنقریب شکست کھائیں گے اور میدان سے ذم دبا کر بھاگیں گے۔ ان کی مثال  
 ومثلهم كمثل ظالع يريد ليدرک شأو الضليع فلا يمشى  
 اس لنگڑی اونٹنی کی سی ہے جو پورے مضبوط گھوڑے کی غایت کو پالینا چاہتی ہے سوا ایک ہی قدم چل کر گردن  
 إلا قدمًا ويسقط على الدسيع . أو كرجل راجل وحيد يسرى  
 کے بل گر پڑتی ہے یا اس تنہا پیادہ کی سی ہے جو چلتا ہے ایسی رات میں جس کے گیسو سفید ہو  
 فى ليلة شابت ذوائبها . وانتابت شوائبها . واشتد ظلامها .  
 رہے ہیں اور اس کی آفتیں پے در پے آرہی ہیں اور اس کا اندھیرا سخت ہو رہا ہے۔

﴿۲۵﴾

و کثر هو امہا۔ وهو ينقل تائها من واد إلى واد۔ وليس معه سراج ولا اور اس کے کیڑے مکوڑے بہت ہو گئے ہیں۔ اور وہ ایک وادی سے دوسری میں مارا مارا پھرتا یسمع صوت ہاد۔ ومارا فقه من رفیق وما تزود من زاد۔ ولا ہے اور نہ اس کے پاس چراغ ہے اور نہ کسی رہنما کی آواز سنتا ہے اور نہ اس کا کوئی ساتھی ہے یجد خفیرا۔ ولا یرى بشیرا۔ ولا مصباحا منیرا۔ ورجل آخر اور نہ سفر خرچ ہی پاس ہے۔ اور نہ کوئی بدرقہ ملتا اور نہ کوئی مژدہ رسان نظر آتا ہے اور نہ روشن اراد سفرًا بالخیل والرجالة۔ فتدثر فرسا كالغزالة۔ وخرج چراغ۔ اور ایک اور شخص ہے جس نے سفر کرنا چاہا ہے سواروں اور پیادوں کے ساتھ۔ پس وہ من البلدة إذا ذر قرن الغزالة۔ مع رفقة كالهالة۔ عاصمین آہوش گھوڑے پر سوار ہوا اور آفتاب کے چڑھتے ہی شہر سے نکل کھڑا ہوا اپنے چند رفیقوں کے ساتھ من الضلالة۔ هل يستوی ذالک وهذا عند أولى النهی۔ جو ہالہ کی طرح تھے اور بھٹکنے سے بچانے والے تھے۔ کیا دانشمندوں کے نزدیک یہ دونوں شخص برابر و إن فی ذالک لعبرة لمن یخشى۔ فالحق والحق أقول إن أهل اللہ ہیں۔ اس مثال میں ڈرنے والے کے لئے عبرت ہے۔ سو سچ یہی ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ یُرزقون من ربّ العباد۔ ویهدون إلى طریق السداد۔ ویھیأ لهم جمیع کے لوگوں کو بندوں کے پروردگار سے روزی ملتی ہے اور درستی کی راہ کی طرف انہیں چلایا جاتا ہے۔ اور لوازم الرشاد۔ ویعطی لهم کل قوۃ وجبت للعتاد۔ وکفت للارتقاء کامیابی کے سارے لوازم ان کے لئے بہم پہنچائے جاتے ہیں اور انہیں ساز و سامان کے لئے جتنی قوت علی المصاد۔ فما کان لأهل الدنیا أن یسابقوہم ویأتوا درکار ہوتی ہے اور صید گاہ پر چڑھنے کے لئے کافی ہوتی ہے بخشی جاتی ہے۔ سو دنیا داروں کے برتے میں بأکباد مثل تلک الأكباد۔ ولو استنوا استنوا الجیاد۔ وکیف نہیں ہوتا کہ ان سے آگے نکل جائیں اور ان کا سادل گردہ لائیں۔ خواہ گھوڑوں کی طرح دوڑیں۔ اور

﴿۲۶﴾

وإن قلوبہم منتشرة كانتشار الجراد. وإن السنہم علی النجاد. یہ ہو کیونکر سکتا ہے اس لئے کہ اہل دنیا کے دل ٹڈیوں کی طرح پراگندہ ہوتے ہیں۔ ان کی وأرواحہم فی الوہاد. یقولون إنا نحن من العرب. وغدینا من أمہاتینا زبائین تو بیشک اونچی زمین پر ہوتی ہیں پر وحیں گڑھوں میں۔ کہتے ہیں ہم عرب ہیں اور ہمیں درّ الأدب. وإنّ فی مُلکِ النطق کاقیال. وأبناء أقوال. فقد ہماری ماؤں نے ادب کا دودھ پلایا ہے اور ہم گویائی کے ملک کے سردار ہیں اور پیران استکبروا بنفوسہم الأبیّة. وألسنتہم العربیّة. وأوطنوا أنفسہم امنع گفتار ہیں۔ سو یہ لوگ سرکش نفسوں سے گردنیں اکڑا رہے ہیں۔ اور اپنے تئیں بڑی مضبوط جناب. وزعموا أنہم یفلّون حدّ کل ناب. وما عرفوا من غباوة بارگاہ میں جگہ دیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہر ایک عظیم الشان آدمی کو ہر اسکے ہیں اور نادانی الجنان أن أولیاء الرحمان یعطون ما لا یعطی لأهل اللسان من کی وجہ سے نہیں سمجھ سکتے کہ خدا کے دوستوں کو وہ حسن بیان اور معارف دیئے جاتے ہیں جو المعارف و حسن البیان. ولا یدرک براعتہم غیرہم مع جہدٍ مُعنّتِ اہل زبان کو نہیں ملتے۔ اور دوسرے لوگ خواہ کتنی ہی زحمت اٹھائیں اور وقت خرچ کریں ان و صرف الزمان. وأنّی لہم نصیب من هذا الشان. ولو أوتوا کے کمال کو پانہیں سکتے اور سبحان کی بلاغت بھی انہیں مل جائے جب بھی انہیں اس شان سے بلاغۃ سبحان. فإنہم ما صقلوا مرآة الإیمان. وما ذاقوا طعم کہاں حصہ مل سکتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے ایمان کے آئینہ کو تو کبھی جلا دی ہی نہیں۔ اور العرفان. ثم جمعوا بین الحمق والحرمان. وما عرفان کا مزا کبھی چکھا ہی نہیں۔ پھر اس کے علاوہ حماقت اور محرومی دو باتیں استطاعوا أن یرجعوا إلی الرحمن. بل صار شغل جرائدہم ان کے حصہ میں آئی ہیں اور وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کر سکتے بلکہ اخبار نویسی کا شغل ان کی

فی سُبُلہم کالصلّات. فہم یحافظون علیہ کفریضۃ الصلاۃ۔  
 راہ میں بڑی بھاری چٹان بن گیا ہے۔ سو وہ اس شغل میں فریضہ نماز کی طرح لگے رہتے ہیں۔  
 یشیعون الجرائد لقبض الصّلات. واستنضاض الإحالات. إلا  
 اور اخباروں کو انعامات اور صلوات کے حاصل کرنے اور روپیہ پیسہ کمانے کے لئے شائع  
 قلیل من اهل التقات. وأكثرہم لا یطیرون إلا فی الأھواء۔  
 کرتے ہیں۔ بجز قدرے قلیل متقیوں کے۔ اور اکثر تو نفسانی خواہشوں کی ہواؤں میں اڑتے  
 وقصّ جناحہم من الطیران إلی السماء. یمشون فی  
 ہیں اور آسمان کی طرف پرواز کرنے سے ان کے پروبال کاٹے گئے ہیں۔ گھٹا ٹوپ اندھیرے  
 الظلام المسبل. وتراہم لدنیامہم فی التملل. وتصرخ أقلامہم  
 میں چلتے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ دنیا کی خاطر بے چین رہتے ہیں اور ان کی قلمیں اسی فانی دنیا  
 للقری المعجل. یطلبون لِقوًا غزیرة الدرّ. قليلة الضرّ. یستقرون  
 کی ضیافتوں کے لئے چیخنی چلاتی ہیں۔ وہ ڈھونڈتے ہیں بہت دودھ دینے والی کم ضرر اور ٹہنی  
 الصید إلی السواحل. والأحبولة علی الكاهل. ویقترون کل  
 کو۔ ڈھونڈتے ہیں شکار کو ساحل پر اور جال اور رسیوں کو کاندھے پر۔ ہر باد رخت اور  
 شجرعاء. ومرداء. ویجوبون لها البیداء والصحراء. وما  
 بے درخت جنگل میں خاک چھانٹتے پھرتے ہیں اور اس کی خاطر دشت و بیابان طے کرتے  
 تراى أحدا منهم قریر العین. إلا بإحراز العین. وتمضی لیلتہم جمعاء  
 ہیں۔ تم ایک کو بھی ان سے نہ دیکھو گے خنک چشم سوار روپیہ پیسہ کے حاصل کرنے کے۔ اور ان  
 فی ہذہ الخیالات. والنہار أجمع فی نحت العبارات. فما لہم  
 کی ساری رات گزرتی ہے ان ہی خیالوں میں۔ اور دن سارا کٹتا ہے عبارتوں کی تراش خراش  
 وللروحانیین. والعباد الربانیین. الذین یعطون عذوبة  
 میں۔ سو انہیں روحانیوں اور ربّانی بندوں سے کیا نسبت۔ جنہیں دی جاتی ہے زبان کی شیرینی اور

اللسان وطلاقة كالعين. ويُرزقون بصيرة القلب مع نور العين  
روانی چشمہ کی طرح اور انہیں دل کی بینائی اور نور دیدہ دونوں بخشی جاتی ہیں اور وہ پاتے ہیں  
ويفوزون من ربهم بالسهمين. ويرجعون بالغنمين وإنهم قوم  
اپنے رب سے دو حصے اور لوٹتے ہیں دوہری لوٹ لے کر۔ اور وہ وہ لوگ ہیں جو اتر پڑے ہیں  
نزلوا عن متن ركوبة الأهواء. وحلوا فناء الفناء. جلت نيتهم. و  
ہوئے نفس کی سواری کی پیٹھ پر سے اور اترے ہیں فنا کے آگن میں۔ ان کی نیتیں اور مقاصد بڑے  
قلت غفلتهم. لا يرون في سبيل الله أثرا إلا يقفونه. ولا جدارا  
ہیں اور غفلت ان میں نہیں۔ اللہ کی راہ میں کوئی ایسا نشان نہیں دیکھتے جس کی پیروی نہ کریں اور  
إلا يعلونه. ولا واديا إلا يجزعونه. ولا هاديا إلا يستطلعونه.  
کوئی ایسی دیوار نہیں دیکھتے جس پر چڑھ نہ جائیں اور نہ کوئی ایسی وادی جسے طے نہ کریں اور نہ کوئی  
عشاق الرحمان. وفي سبيله كالنشوان. من ذا الذی  
ایسا ہادی جس سے راہ کی خبر نہ پوچھ لیں۔ وہ رحمان کے عاشق اور اس کی راہ میں سرمست اور  
يقرع صفاتهم. أو يضاہی صفاتهم. ومن جاء هم كدبير. فقد  
متوالے ہوتے ہیں۔ وہ ہے کون جو ان کی توہین و تحقیر کرے یا ان جیسی صفات پیدا کر دکھائے جو  
لُفح ولا كلفح هجير. إنهم يسعون إلى الحضرة عند المشكلات.  
شخص ان کے مقابل مخالف بن کر آیا وہ روسیاء ہوا۔ وہ لوگ مشکلات کے وقت خدا کی طرف  
بدمع أحرر من دمع المقلات. وإن مثلهم كمثل سرحة  
دوڑتے ہیں ایسے آنسوؤں کے ساتھ جو گرم دیکھی سے بھی زیادہ گرم ہوتے ہیں۔ وہ اس درخت کی  
كثيفة الأغصان. وريقة الأفنان. مثمرة بشمار الجنان. و  
مانند ہوتے ہیں جس کی شاخیں گھنی ہوں اور اس کی ٹہنیوں پر خوب پیتاں ہوں اور بہشتی پھل اُسے  
من أتاه تأسا قط عليه رطبا جنيا فطوبى للجوعان.  
لگے ہوں اور جو اس کے پاس آوے تڑپڑیوے اُس پر گرائے سو بھوکے کو خوشخبری ہو۔ وہ وہ



انہم قوم زگوا دثارہم وشعارہم. وخرجوا من انفسہم. وزایلوا  
 لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اندر باہر دونوں کو پاک کیا ہوتا ہے اور اپنے نفس سے نکل چکے اور  
 وجارہم. ورحموا من جار علیہم وجارہم. وأطفأوا نار  
 اپنے دشمن کو چھوڑ چکے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے بیدار اور ہمسائے سے پیار کرتے ہیں اور انہوں  
 النفس وکملوا أنوارہم. وأما نفوس أهل الدنيا فتشابه  
 نے نفسوں کی آگ بجھادی ہوئی ہوتی اور اپنے نوروں کو کامل کیا ہوا ہوتا ہے۔ مگر دنیا داروں  
 يوماً جوہ مزمہر. ودجنہ مکفہر. وتراہم عاری الجلدۃ  
 کے نفس اس دن کی مانند ہوتے ہیں جس کی فضا میں خطرناک سردی اور اس کے بادل سخت گھنے  
 من حُل الاتقاء. وبادی الجردۃ من غلبۃ الفحشاء. قد  
 اور تاریک ہوں۔ یہ لوگ تقویٰ کے لباسوں سے برہنہ اور بدکاریوں کے غلبہ کے سبب سے  
 اعتموا بریطة الاستکبار. واستشفروا بفویطة الخیلاء  
 محض ننگے ہوتے ہیں۔ انہوں نے گھمنڈ اور خود بینی کے کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ سوا ایسے حال  
 والفسخار. فكيف يؤیدون من رب العالمین بل وراء ہم  
 میں خدا کی طرف سے انہیں کیونکر تائید ملے۔ ان کے پیچھے ان کے بال بچے اور عیال پڑے  
 ضفف وكرش يدعونہم إلی الشیاطین. یسكون أنہم أهلكوا  
 رہتے ہیں جو انہیں شیطان کی طرف بلاتے ہیں۔ وہ روتے ہیں کہ فقر فاقہ اور افلاس سے  
 من الشظف و صفر الراحة. وحصہم جنف وقشف فما بقی  
 ہلاک ہو گئے اور لاغری اور تنگ گذرانی نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ذرہ بھر بھی آرام اور  
 معهم ذرۃ من الراحة. ثم یقولون نحن سُراة أندية الأدب.  
 چین انہیں نہیں۔ پھر بھی کہتے جاتے ہیں کہ ہم ادب کی انجمنوں کے سردار اور زبان عرب کے  
 و حُماة لسن العرب. کلاً بل رکدت ریحہم. وخبّت مصابیحہم.  
 حامی کار ہیں۔ جھوٹے ہیں بلکہ ان کی ہوا ٹھہر گئی ہوئی ہے اور ان کے چراغ گل ہو چکے ہیں

وَأَجْدَبَتْ بَقَعَتَهُمْ. وَتَخَلَّى بَعْدَ الْإِخْلَاءِ مُنْتَجِعَهُمْ وَنَجَعَتَهُمْ. وَلَنْ  
اور ان کی زمین خشک سالی کی ماری ہوئی ہے اور خیر و برکت ان سے بالکل جاتی رہی ہے۔  
يُرَدُّ إِلَيْهِمْ جَلَالَةُ شَأْنِهِمْ حَتَّى يَرُدُّوا أَنْفُسَهُمْ إِلَى الْحَضْرَةِ. وَلَنْ  
اُن کی خوشحالی اور بزرگی کبھی واپس نہ آئے گی جب تک خدا کی طرف رجوع  
يُغَيِّرُ مَا بِهِمْ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا فِي الطَّوْيَةِ. وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ  
نہیں لائیں گے اور ان کا برا حال نہیں بدلے گا جب تک اپنی نیتوں کو پاک  
أَنْصَارًا لَهُمْ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يُعْجِزُوا الْمُرْسَلِينَ. وَلَوْ أَتَوْا  
صاف نہیں کریں گے۔ اور اگر تمام روئے زمین کے باشندے اُن کے مددگار بن جائیں  
بِالْأَوْلِيَيْنِ وَالْآخِرِينَ مِنْ دُونِ الْمُتَّقِينَ. أَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الَّذِينَ  
خدا کے مرسلوں پر کبھی غالب نہ آسکیں گے۔ خواہ متقیوں کے سوا اگلے پچھلے لوگوں  
خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ هَلْ هُمْ غَلَبُوا وَأَعْجِزُوا رَسُلَ اللَّهِ أَوْ كَانُوا  
کو بھی لیتے آئیں۔ وہ گذرے ہوئے لوگوں کے حال میں غور نہیں کرتے۔ کیا  
مِنَ الْمَغْلُوبِينَ. أَلَا إِنَّ الْأَقْلَامَ كُلَّهَا لِلَّهِ وَهِيَ مَعْجِزَةٌ مِنْ  
وہ خدا کے رسولوں پر غالب آگئے تھے یا مغلوب ہوئے تھے۔ سنو ساری قلمیں خدا کے قبضے میں  
مَعْجِزَاتٍ كِتَابٍ مَبِينٍ. ثُمَّ يَتَلَقَّهَا الْمُقَرَّبُونَ عَلَى قَدَرِ  
اور وہ کتاب مبین کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں۔ پھر وہی قلمیں  
اتَّبَاعِ خَيْرِ الْمُرْسَلِينَ. فَإِنَّ الْمَعْجِزَاتِ تَقْتَضِي الْكِرَامَاتِ  
آنحضرت (ﷺ) کی پیروی کی قدر پر مقربوں کو عطا ہوتی ہیں اس لئے کہ معجزات چاہتے ہیں  
لِيَقْبَى أَثَرُهَا إِلَى يَوْمِ الدِّينِ. وَإِنَّ الَّذِينَ وَرَثُوا نَبِيَّهُمْ يُعْطَوْنَ  
کرامات کو تو کہ اُن کا نشان قیامت تک باقی رہے اور اپنے نبی علیہ السلام کے وارثوں کو بطور ظلیت  
مِنْ نِعْمَةِ عَلَى الطَّرِيقَةِ الظَّلِيَّةِ. وَلَوْلَا ذَلِكَ لَبَطَلَتْ فَيُوضُ النُّبُوءِ.  
کے آپ کی نعمتیں مرجھت ہوئی ہیں۔ اور اگر یہ قاعدہ جاری نہ رہتا تو نبوت کے فیض بالکل باطل

فإنهم كأثر لعين انقضى. و كعكس لصورة في المرأة يُرى. وإنهم  
ہو جاتے۔ اس لئے کہ یہ وارث نقش ہوتے ہیں اُس اصل کے جو گزر چکی ہوتی ہے اور گویا عکس  
اكتحلوا بمروءد الفناء. و ارتحلوا من فناء الرياء. فما بقي  
ہوتے ہیں ایک صورت کے جو شیشہ میں نظر آتا ہے۔ ان لوگوں نے فنا کی سلائیوں سے سرمہ  
شیء من أنفسهم وظهرت صورة خاتم الأنبياء. فكل ما ترون  
آنکھ میں ڈالا ہوتا اور ریا کاری کے آنگن سے کوچ کر چکے ہوتے ہیں۔ اس طرح پران کا اپنا تو  
منہم من أفعال خارقة للعادة. أو أقوال مشابهة بالصحف  
کچھ بھی رہا نہیں ہوتا اور خاتم الانبیاء کی صورت ہی نمودار ہو جاتی ہے۔ سوان لوگوں سے جو کچھ  
المطهرة. فليست هي منهم بل من سيدنا خير البرية. لكن في  
خارق عادت افعال یا اقوال پاک نوشتوں سے مشابہ تم دیکھتے ہو وہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ  
الحلل الظلية. وإن كنتم في ريب من هذا الشأن. لأولياء  
وہ حضرت سید المرسلین (ﷺ) کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ہاں وہ ظلیت کے لباسوں میں  
الرحمان. فاقراءوا آية ”صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“  
ہوتے ہیں۔ اور تمہیں اولیاء الرحمان کی نسبت ایسی بزرگی اور شان میں شک ہے تو پڑھ لو آیت  
بالإمعان. أتعجبون ولا تشكرون وترون صوركم في  
صراط الذين انعمت عليهم کو غور اور فکر سے۔ کیا تم تعجب کرتے ہو اور شکر گزار نہیں  
المرايا ثم لا تُفكِّرون. ألا إن لعنة الله على الذين يقولون إنا  
ہوتے۔ اور تم آئینوں میں اپنی صورتیں دیکھتے ہو پھر بھی نہیں سوچتے۔ سنو خدا کی لعنت ان پر  
نأتى بمثل القرآن. إنه معجزة لا يأتى بمثله أحد من الإنس والجان.  
جو دعویٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لاسکتے ہیں۔ قرآن کریم معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انس و جن  
وإنه جمع معارف ومحاسن لا يجمعها علم الإنسان.  
نہیں لاسکتا اور اس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کر سکتا۔

بل إنه وحیٌ لیس کمثلہ غیرہ وإن کان بعدہ وحیا آخر  
بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس  
من الرحمان. فإن للہ تجلیات فی إیحائه. وإنہ ما تجلّی  
کے بعد اور کوئی وحی بھی ہو۔ اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور  
من قبل ولا یتجلّی من بعد کمثل تجلیہ لخاتم أنبیاءہ.  
یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے  
ولیس شأن وحی الأولیاء کمثل شأن وحی الفرقان. ﴿۳۳﴾  
ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہوگی۔ اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی  
وإن أوحی إلیہم کلمة کمثل کلمات القرآن. فإن دائرة  
کی شان نہیں۔ اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے۔ اس لئے کہ قرآن  
معارف القرآن أكبر الدوائر. وإنها أحاطت العلوم کلها  
کے معارف کا دائرہ سب دائروں سے بڑا ہے۔ اور اس میں سارے علوم اور  
وجمعت فی نفسہا أنواع السرائر. وبلغت دقائقها إلی المقام  
ہر طرح کی عجیب اور پوشیدہ باتیں جمع ہیں اور اس کی دقیق باتیں بڑے اعلیٰ  
العمیق الغائر. وسبق الكل بیانا وبرہانا وزاد عرفانا. و  
درجہ کے گہرے مقام تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اور وہ بیان اور برہان میں سب سے بڑھ کر اور اس  
إنہ کلام اللہ المعجز ما قرع مثله آذانا. ولا یبلغه قول  
میں سب سے زیادہ عرفان ہے اور وہ خدا کا معجز کلام ہے جس کی مثل کانوں نے نہیں سنا اور اس  
الجنّ والإنس شأننا. فمثل القرآن وغیر القرآن کمثل  
کی شان کو جنّ و انس کا کلام نہیں پہنچ سکتا۔ سو قرآن اور دوسرے کلام کی مثال اس روایا کی ہے  
رؤیا رآہا ملک عادل رفیع الہمة کامل الفہم والقیاس.  
جو دیکھی ایک بادشاہ عادل بلند ہمت اور پورے دانائے۔

ورأى هذه الرؤيا بعينها رجل آخر قليل الفهم قليل الهمة  
اور وہی رویا دیکھی ایک دوسرے عامی کم فہم  
ومن عامة الناس. فلا شك أن رؤيا الملك ورؤيا هذا  
﴿۳۳﴾ پست ہمت نے۔ سو اس میں شک نہیں کہ بادشاہ کا  
الرجل وإن كانت واحدة غير مميّزة في ظاهر الحالات.  
خواب اور اس عامی کا گو ظاہر میں ایک ہی ہیں۔ لیکن  
ولكن ليست بواحدة عند عارف تعبیر الرؤيا وذی  
دانشمند اور تعبیر جاننے والے کے نزدیک ایک نہیں۔ بلکہ  
الخصات. بل لرؤيا الملك العادل تعبیر أعلى  
عادل بادشاہ کی تعبیر بہت بلند اور عام  
وأرفع وأعمّ وأنفع. وهي للناس كلهم خير ومع ذلك  
اور نفع رسان اور سب لوگوں کے حق میں خیر و  
أصح وألمع. وأما رؤيا رجل هو من أدنى الناس. فلا  
برکت اور بہت ہی درست اور صاف ہے۔ مگر عامی کی  
يتخلّص في أكثر صورها من الالتباس، بل من الأدناس.  
رویا اکثر صورتوں میں آمیزش اور میل کچیل سے پاک نہیں  
ثم مع ذلك لا تجاوز أثرها من الأبناء والآباء. أو شزيمة  
ہوتی۔ اس کے علاوہ اس کا اثر بیٹوں اور باپوں یا تھوڑے سے دوستوں سے آگے نہیں  
من الأحباء. وإن ركب هؤلاء الأغيار ينيخون بأدنى  
جاتا۔ اور اگر اغیار سوار بھی ہوں تو بھی بہت ہی نزدیک جگہ میں  
الأرض مطايا التسيار. وينتقلون من الأكوار إلى الأوكار.  
ڈیرے ڈال دیتے ہیں اور پالانوں سے اتر کر آشیانوں میں گھس جاتے ہیں۔

وَأَمَّا خَيْلَ الْفِرْقَانِ فَيَجُوبُونَ كُلَّ دَائِرَةِ الْعِمْرَانِ. وَهُوَ كِتَابٌ  
 مَكْرُورٌ قُرْآنِ كَرِيمٍ كَيْ سَوَارُونَ كَمَا يَهْدِي حَالُ هُوَ كَمَا هُوَ آبَادِي كَيْ هَرِّ دَائِرَهُ كَوَقُوعِ كَرْتِي  
 تَجْرِي تَحْتَهُ بِحَارِ الْعِرْفَانِ. وَلَا يَطِيرُ فَوْقَهُ طَيْرُ التَّيْبَانِ. وَ  
 هِيَ قُرْآنِ كَرِيمٍ كَيْ كِتَابٍ هُوَ جَسَّ كَيْ نَجِي عِرْفَانَ كَيْ دَرِيَا بَهْتِي هِيَ۔ اور کسی  
 مَا تَكَلَّمَ أَحَدٌ إِلَّا آدَانَ مِنْ خَزَائِنِهِ. وَأَخْرَجَ مِنْ بَعْضِ دَفَائِنِهِ. وَأَرَى  
 كَوَيْلِي كَمَا پَرْنَدَه اس سے فَوْقُ أُزْنِيهِ سَكْتَا۔ اور ہر پُوچْجِي والا اسی کے خَزَانُونَ اور  
 كَلَّ مَتَكَلَّمَ صَفَرَ الْيَدَيْنِ. مِنْ غَيْرِ التَّطَوُّقِ بِهَذَا الدِّينِ. وَ  
 دَيْنُونَ سِي كَجْه لِيْتَا هُوَ اور مِيرِي نَزْدِيكِ ہر مَتَكَلَّمَ اس قَرْضَه ميں بَتْلَا ہونے کے  
 كَلَّ غَرِيمٍ يَجِدُّ فِي التَّقَاضِي. وَيَلْجُ فِي الْاِقْتِيَادِ إِلَى الْقَاضِي.  
 بَغَيْرِ مَحْضِ تَهِي دَسْتِ هُوَ۔ اور قَرْضَادَرِ سِي سَخْتِ تَقَاضَا كَيَْا جَاتَا اور سَخْتِ كَوْشَشِ كِي  
 وَأَمَّا الْقُرْآنُ فَيُتَصَدَّقُ عَلَى أَهْلِ الْأَمَلِاقِ. وَيَنْزَعُ عَنْ  
 جَاتِي هُوَ كَيْ قَاضِي تَكِ پَهِنْجَا كَرِ اس سے رُوپِيهِ وَصُولِ كَيَْا جَائِي۔ مَكْرُورٌ قُرْآنِ كَرِيمٍ  
 الْاِرْهَاقِ. بَلْ يُعْطَى سَبَائِكُ الْخِلَاصِ لِأَهْلِ الْاِخْلَاصِ.  
 تَنُكِّ دَسْتُونَ كُو صَدَقَاتِ دِيْتَا اور سَارِي تَنُكِّيَاں دُور كَرْتَا بَلْ كِه اِخْلَاصِ وَالْوَلُونَ كُو سُونِي  
 وَلَا يَمْنُ عَلَى الْغَرْمَاءِ بِالْاِنْظَارِ. بَلْ يُرْغَبُهُمْ فِي اِحْتِجَانِ  
 كِي ڈَلِيَاں دِيْتَا هُوَ۔ اور اِپْنِي قَرْضَادَرُونَ كُو مَهْلَتِ دِيْنِي كَا اِحْسَانِ نِهِيں جِتَاتَا  
 النَّضَارِ. وَلَا يَأْخُذُ سَارِقًا. إِنْ كَانَ فَارِقًا☆. وَإِنَّا نَحْنُ  
 بَلْ كِه اِن كُو سُونَا اَكْطْهِي كَرْنِي كِي تَرْغِيْبِ دِيْتَا هُوَ اور كِسِي چُور كُو اَكْرُوهُ ڈَرْنِي وَالَا شَخْصِ  
 تَلَامِيذِ الْفِرْقَانِ. وَأَتْرَعْنَا مِنْ بَحْرِهِ بَعْدَ مَا صَرْنَا كَالْكِيْزَانِ.  
 هِي هُونِهِيں پَكْطَرْتَا۔ اور هَم تُو اَوَّلِ كُو زِي بِنِي پَهْرُ قُرْآنِ كَيْ دَرِيَا سِي لِبَالِبِ هُوِي۔

☆ الحاشية: اعني من اقتبس من القرآن آيةً بصحة النية. خائفان الحضرة فلا اثم

عليه عند عالم النيات ذى الجود والممنة منه

﴿۳۶﴾

فَإِنْ كَانَ مَدِيرَ الْمَنَارِ تَزَرَّى عَلَيَّ لِهَذَا الْإِعْتِذَارِ . فَنَدَعُو لَهُ لِغَيْرَتِهِ لِلَّهِ  
سواگر منار کا ایڈیٹر اس جہت سے مجھ سے بگڑا ہے تو میں اس کی غیرت کی وجہ سے اس کے لئے  
الغیور الغفار . ولو قمتُ على مقامه لقلتُ كمثل كلامه . ولعنة الله  
خدا سے دعا کرتا ہوں اور اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو میں بھی وہی کہتا جو اس نے کہا۔ میرے  
على من أنكر بآعجاز القرآن وجوهر حسامه . وتفرد ذرة كلمه  
نزدیک خدا کی لعنت اس پر جو قرآن کے اعجاز کا انکار کرتا اور اپنے کلام اور نظام کو بجائے خود  
ونظامه . ووالله إنا نشرب من عينه . وننزين بزينة . ولذلك يسعى  
کوئی مستقل شے سمجھتا ہے۔ اور خدا کی قسم ہم تو اسی چشمہ سے پیتے اور اسی کی زینت سے  
على كلامنا نور وصفاء . وفي نطقنا يبهر لمعانٌ وضياء . وبركة  
آراستہ ہوتے ہیں۔ اسی سبب سے تو ہمارے کلام میں نور اور صفا ہوتی اور ہماری گویائی میں  
شفاء ☆ . وطلاوة وبهاء . وليس على منة أحدٍ من غير الفرقان . وإنه  
روشنی اور شفا اور تازگی اور خوبصورتی چمکتی ہے۔ اور مجھ پر قرآن کے سوا اور کسی کا احسان نہیں  
ربّانى بتربية لا يضاهاؤها الأبوان . وسقانى الله به معيناً . ووجدناه  
اور اس نے میری ایسی پرورش کی ہے کہ ویسی ماں باپ بھی تو نہیں کرتے۔ اور خدا نے مجھے اُس  
منيراً ومعيناً . فلا نعرف التهاوبا ولا حرورا . وشربنا من كأس كان  
سے خوشگوار پانی پلایا۔ اور ہم نے اُس کو روشن کرنے والا اور مددگار پایا۔ پانی پلا دیا ہے کہ اب  
مزاجها كافورا . وإن كلامي هذا ليس من قلمي السقيم . بل كلم  
مجھے کوئی سوزش اور گرمی محسوس نہیں ہوتی اور ہم نے کافوری پیالہ پیا ہے۔ اور یہ میرا کلام میری  
أفصحت من لدن حكيم عليم بإفاضة النبي الرؤوف الرحيم . فلا  
ناتوان بیمار قلم کی طرف سے نہیں بلکہ یہ تو حکیم عظیم کی باتیں ہیں نبی کریم کے افاضہ کے وسیلہ سے۔  
تجعلوا رزقكم أن تكذبوها بل فگروا كالزكى الفهيم . أم  
سو تم تکذیب پر ہی کمر نہ باندھ لو بلکہ دانا اور زکی بن کر سوچو۔ کیا

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ بمطابق عربی عبارت و ترجمہ ”و شفاء“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

﴿۳۷﴾

ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ مَا تَعْلَمُونَ أَوْ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ مَا تَقْدِرُونَ .  
 تمہیں گمان ہے کہ جو تم جانتے ہو وہ خدا نہیں جانتا۔ کیا وہ قادر نہیں اُن پر جن پر تم قادر ہو۔ ایسا  
 کلا بل لا تعرفونہ حق المعرفة وتستکبرون . واللہ  
 نہیں بلکہ تم اُسے اچھی طرح نہیں پہچانتے اور تکبر کرتے ہو۔ اور خدا تعالیٰ جسے چاہے علم میں  
 يجعل لمن يشاء بسطة في العلم أفلا تفكرون . وقد  
 وسعت اور فراخی عطا فرمائے کیا تم سوچتے نہیں۔ اور تم سب گڑھے میں گرنے کے لئے  
 كنتم على شفا حفرة فرحمكم اللہ أفلا تشكرون .  
 طیار تھے۔ پس خدا نے تم پر رحم کیا کیا تم شکر نہیں کرتے۔

## مَا بَالُ الْمُسْلِمِينَ وَمَا الْعِلَاجُ

فِي هَذَا الْحِينِ .

اس وقت علاج کیا چاہیے

مسلمانوں کا کیا حال ہے اور

ظهر الفساد في المسلمين . وصارت ككبريت أحمر زمر الصالحين . ما  
 مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ اور نیک لوگ سرخ گندھک کی مانند ہو گئے ہیں۔ ان میں نہ تو اخلاق  
 ترى فيهم أخلاق الإسلام . ولا مواساة الكرام . لا ينتهون من التخليط  
 اسلام رہے ہیں اور نہ بزرگوں کی سی ہمدردی رہ گئی ہے۔ کسی سے برا آنے سے باز نہیں آتے خواہ کوئی  
 ولو بالخليط . ويُجرعون الناس من الحميم . ولو كان أحد كالوليّ  
 پیارا یا رکیوں نہ ہو۔ لوگوں کو کھولتا ہوا پانی پلاتے ہیں۔ خواہ کوئی خالص دوست ہی ہو۔ اور دسواں حصہ بھی  
 الحميم . ولا يُكافئون بالعيشير . ولو كان أخ أو من العشير . لا يضافون  
 بدلہ میں نہیں دیتے خواہ بھائی ہو یا باپ یا کوئی اور رشتہ دار ہو۔ اور کسی دوست اور حقیقی بھائی سے بھی سچی  
 شفيقا ولا شفيقا . ويستقلون جزيل المواسين . ولا يُحسنون إلى المحسنين .  
 محبت نہیں کرتے اور ہمدردوں کی بڑی بھاری ہمدردی کو بھی حقیر سمجھتے ہیں اور محسنوں سے نیکی نہیں کرتے۔

﴿۳۸﴾



وَيُخَيِّسُونَ النَّاسَ مِنْ عَوَارِفٍ. وَلَوْ كَانُوا مِنْ مَعَارِفٍ. وَيَبْخُلُونَ بِمَا  
 اور لوگوں پر مہربانی نہیں کرتے خواہ کیسے ہی جان پہچان کے آدمی ہوں اور اپنے رفیقوں کو بھی  
 عِنْدَهُمْ مَرَّافِقَهُمْ. وَلَوْ كَانَ مُرَّافِقَهُمْ. بَلْ إِذَا أَجَلَتْ فِيهِمْ بَصْرَكَ.  
 اپنی چیزیں دینے سے بخل کرتے ہیں بلکہ اگر تم دوڑاؤ اپنی آنکھ کو ان میں اور بار بار ان کے منہ کو  
 وَكَرَّرْتَ فِي وَجْهِهِمْ نَظْرَكَ. وَجَدْتَ أَكْثَرَ طَوَائِفِ هَذِهِ الْمَلَّةِ قَدْ  
 دیکھو تو تم اس قوم کی ہر جماعت کو پاؤ گے کہ فسق اور بددیانتی اور بے حیائی کا لباس پہنا ہوا ہے۔  
 لَبَسُوا ثِيَابَ الْفُسْقِ وَتَرَكَ الدِّيَانَةَ وَالْعِفَّةَ. وَإِنَّا نَذْكَرُ هَهُنَا نَبْذًا مِنْ  
 اور ہم اس جگہ تھوڑا سا حال اپنے زمانہ کے بادشاہوں اور دوسرے لوگوں کا لکھتے ہیں جو  
 حَالَاتٍ مَلُوكٍ زَمَانِنَا وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ. ثُمَّ نَكْتُبُ بَعْدَهُ مَا أَرَادَ  
 ہوا پرست لوگ ہیں اور پھر ہم اُس علاج کو لکھیں گے جو خدا نے ان فسادوں کے دور کرنے کے  
 اللَّهُ لِدَفْعِ تِلْكَ الْمَفَاسِدِ وَتَدَارِكِ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ مِنَ السَّمَاءِ.  
 لئے ارادہ کر رکھا ہے اور نیز اسلام اور مسلمانوں کے تدارک کے لئے جو مقدر کر رکھا ہے۔

## ﴿ فِي حَالَاتِ مَلُوكِ الْإِسْلَامِ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ ﴾

(بادشاہوں کے حالات)

اعلم رحمك الله أن أكثر طوائف الملوك وأولى الأمر والإمرة.  
 جان خدا تیرے پر رحم کرے کہ اکثر بادشاہ اس زمانہ کے اور امراء اس زمانہ کے جو بزرگان دین اور  
 الَّذِينَ يُعَدُّونَ مِنْ كِبَرَاءِ هَذِهِ الْمَلَّةِ. قَدْ مَالُوا إِلَى زِينَةِ الدُّنْيَا بِكُلِّ  
 حامیان شرع متین سمجھے جاتے ہیں وہ سب کے سب اپنی ساری ہمت کے ساتھ زینت دنیا کی  
 الْمَيْلِ وَالْهَمَّةِ. وَاسْتَأْنَسُوا بِأَنْوَاعِ النِّعَمِ وَاللَّهْنِيَةِ. وَمَا بَقِيَ لَهُمْ  
 طرف جھک گئے ہیں۔ اور شراب اور باج اور نفسانی خواہشوں کے سوا انہیں اور کوئی کام ہی نہیں۔

شغل من غیر الخمر و الزمر و الشهوات النفسانية. یبذلون خزائن  
وہ فانی لذتوں کے حاصل کرنے کے لئے خزانے خرچ کر ڈالتے  
لاستيفاء اللذات الفانية. ویشربون الصہباء جہرۃً علی شاطی  
ہیں۔ اور وہ شرابیں پیتے ہیں نہروں کے کناروں اور بہتے پانیوں اور بلند  
الأنهار المصردة والمياه الجارية. والأشجار الباسقة. والآثمار  
درختوں اور پھل دار درختوں اور شگوفوں کے پاس اعلیٰ درجہ کے فرشوں  
الیانعة. والأزهار المنورة. جالسین علی الأنماط المبسوطة. ولا  
پر بیٹھ کر اور کوئی خبر نہیں کہ رعیت اور ملت پر کیا بلائیں ٹوٹ رہی ہیں۔ انہیں  
یعلمون ما جرى علی الرعیة والملة. لیس لہم معرفۃ  
امور سیاسی اور لوگوں کے مصالح کا کوئی علم نہیں اور ضبط امور اور عقل  
بالقانون السياسي وتدير مصالح الناس. وما أُعطی لہم  
اور قیاس سے انہیں کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔ اور جو لوگ بچپن میں ان کے  
حظ من ضبط الأمور والعقل والقياس. والذین يُتخیرون لتأديبہم  
اتالیق بنائے جاتے ہیں وہی انہیں شراب اور باجوں اور پہاڑوں  
فی عهد الصبا. فہم یُرغبونہم فی الخمر و الزمر و علی منادمة  
پر نئے نوشی کی محفل آرائی کی ترغیب دیتے ہیں خصوصاً بارش اور نسیم صبا کے چلنے  
علی الرُبى. سیما فی أوقات المطر وعند هزین نسیم  
کے وقت۔ اسی طرح حرمت اللہ کے نزدیک جاتے ہیں اور ان  
الصبا. کذالک یقربون حرمت اللہ ولا یجتنبون. ولا یؤدّون  
سے بچتے نہیں۔ اور حکومت کے فرائض کو ادا نہیں کرتے اور  
فرائض الولاية ولا یتقون. ولذالک یرون ہزیمۃ علی ہزیمۃ.  
متقی نہیں بنتے۔ یہی وجہ ہے کہ شکست پر شکست دیکھتے ہیں۔

وتراهم كل يوم فى تنزل ومنقصة. فإنهم أسخطوا رب السماء .  
 اور ہر روز تنزل اور کمی میں ہیں اس لئے کہ انہوں نے آسمان کے پروردگار کو ناراض کیا اور  
 وفوض إليهم خدمة فما أدوها حق الأداء . أتزعمون أنهم  
 جو خدمت ان کے سپرد ہوئی تھی اس کا کوئی حق ادا نہیں کیا۔ کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ وہ اسلام  
 خلفاء الإسلام كلا. بل هم أدخلوا إلى الأرض وأنى لهم  
 کے خلیفے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ وہ زمین کی طرف جھک گئے ہیں اور پوری تقویٰ سے انہیں کہاں  
 حظ من التقوى التام. ولذلك ينهزمون من كل من نهض  
 حصہ ملا ہے۔ اس لئے ہر ایک سے جو ان کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑا ہو شکست کھاتے ہیں اور  
 للمخالفة. ويولون الدبر مع كثرة الجند والدولة والشوكة. وما هذا  
 باوجود کثرت لشکروں اور دولت اور شوکت کے بھاگ نکلتے ہیں۔ اور یہ سب اثر ہے  
 إلا أثر السخط الذى نزل عليهم من السماء . بما آثروا شهوات  
 اس لعنت کا جو آسمان سے ان پر برستی ہے اس لئے کہ انہوں نے نفس کی خواہشوں  
 النفس على حضرة الكبرياء . وبما قدّموا على الله مصالح الدنيا  
 کو خدا پر مقدم کر لیا۔ اور ناچیز دنیا کی مصلحتوں کو اللہ پر اختیار کر لیا۔ اور  
 الدنيّة. وكانوا عظيم النهمّة فى لذّاتها وملاهيها الفانية. ومع  
 دنیا کی فانی لہو و لعب اور لذتوں میں سخت حریص ہو گئے اور ساتھ اس کے  
 ذالك كانوا أسارى فى ذميمة النخوة والعجب والرياء . الكسالى  
 خود بینی اور گھمنڈ اور خود نمائی کے ناپاک عیب میں اسیر ہیں۔ دین میں سست اور  
 فى الدين والفاكين فى سبل الأهواء . فكيف يُعطى لسقط  
 ہار کھائے ہوئے اور گندی خواہشوں میں چست چالاک ہیں۔ سو ایک پست ہمت  
 جلى ومكرمة وكيف يوهب لفضلة فضيلة ومرتبة.  
 کو بزرگی کیونکر دی جائے اور ایک فضلہ کو فضیلت اور مرتبہ کیونکر مرحمت ہو۔

فإنهم بسأوا بالشهوات. ونسوا رعاياهم ودينهم وما أدوا حق  
اس لئے کہ انہوں نے خواہشوں سے اُس پکڑ لیا اور اپنی رعیت اور دین کو فراموش کر دیا۔  
التكفل والمراعات. يحسبون بيت المال كطارف أو تالد ورثوه من  
اور پوری خبر گیری نہیں کرتے۔ بیت المال کو باپ دادوں سے وراثت میں آیا ہوا مال سمجھتے  
الآباء. ولا ينفقون الأموال على مصارفها كما هو شرط الانقضاء.  
ہیں۔ اور رعایا پر اُسے خرچ نہیں کرتے جیسے کہ پرہیزگاری کی شرط ہے۔ اور گمان کرتے ہیں  
ويظنون كأنهم لا يُسألون. وإلى الله لا يرجعون. فيذهب وقت  
کہ ان سے پُرسش نہ ہوگی اور خدا کی طرف لوٹنا نہیں ہوگا سوان کی دولت کا وقت خواب  
دولتهم كأضغاث الأحلام. والفيء المنتسخ من الظلام. ولو اطلعت  
پریشان کی طرح گزر جاتا ہے یا اُس سایہ کی طرح جسے تاریکی دور کر دیتی ہے اگر تم ان کے  
على أفعالهم لا قشعرت منك الجلدة. واستولت عليك الحيرة.  
فعلوں پر اطلاع پاؤ تو تمہارے بدن پر روٹنے کھڑے ہو جائیں اور حیرت تم پر غالب آجائے۔  
ففكروا. أهؤلاء يشيّدون الدين ويقومون له كالناصرين؟ أهؤلاء  
سو غور کرو کیا یہ لوگ دین کو پختہ کرتے اور اس کے مددگار ہیں۔ کیا یہ لوگ گمراہوں کو راہ بتاتے  
يهدون الضالّين. ويعالجون العمين؟ كلابل لهم أغراض دون  
اور اندھوں کا علاج کرتے ہیں۔ نہیں نہیں بلکہ ان کے اغراض اور مقاصد اور  
ذالك فهم يعملون بها مصبحين وممسين. مالهم و  
ہی ہیں جنہیں صبح اور شام پورے کرتے ہیں۔ انہیں شریعت کے احکام سے نسبت  
لأحكام الشريعة. بل يريدون أن يخرجوا من ربقتها ويعيشوا  
ہی کیا بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ اس کی قید سے نکل کر پوری بے قیدی سے زندگی بسر کریں۔  
بالحرية. وأين لهم كالخلفاء الصادقين قوة العزيمة وكالاتقياء  
اور خلفائے صادقین کی سی قوت عزیمت ان میں کہاں اور صالح پرہیزگاروں کا سا

﴿۳۲﴾

الصالحین قلب متقلب مع الحق والمعدلة؟ بل اليوم سرُّ الخلافة  
دل کہاں جس کا شیوہ حق اور عدالت ہو۔ بلکہ آج خلافت کے تحت ان  
خالیۃ من هذه الصفات. وألقى عليها أجساد لا أرواح فيها بل ہی  
صفات سے خالی ہیں۔ اور ان پر جسم بلا روح بٹھائے گئے ہیں۔ بلکہ وہ مردوں  
أردء من الأموات. وإن وجودهم أعظم المصائب على الإسلام. وإن  
سے بھی زیادہ ردی ہیں۔ اور ان کا وجود اسلام کے حق میں بہت بڑی مصیبت ہے  
أيامهم للدين أنحس الأيام. يأكلون ويتمتعون. ولا ينظرون إلى  
اور دین کے لئے ان کے دن سخت ہی منحوس دن ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں اور خرابیوں کی طرف  
المفاسد ولا يحزنون. ولا يرون الملة كيف ركبت ربحها. وخبث  
نہیں دیکھتے اور نہ کڑھتے ہیں اور دھیان نہیں کرتے کہ ملت کی ہوا ٹھہر گئی ہے۔  
مصايبها. وكذب رسولها وغلط صحيحها. بل تجد أكثرهم  
اور اس کے چراغ بجھ گئے ہیں اور اس کے رسول کی تکذیب ہو رہی ہے اور اس کے صحیح کو غلط کہا  
مُصرين على المنهيات. المُجترئين على سوق الشهوات إلى سوق  
جا رہا ہے بلکہ ان میں سے بہتیرے خدا کی منع کی ہوئی چیزوں پر اڑ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور سخت  
المحرمات. المسارعين بنقل الخطوات إلى خطط الخطيات.  
دلیری سے خواہشوں کو محرّمات کے بازاروں میں لے جاتے ہیں۔ حرام کاریوں کی جگہوں میں  
المتمايلين على الغيد والأغاريد وأنواع الجهلات.  
جلد دوڑ کر جاتے ہیں۔ خوبصورت عورتوں اور راگ رنگ اور ہر قسم کی جہالتوں پر جھکے ہوئے  
المصبحين في خُضلة من العيش والممسين في أنواع اللذات.  
ہیں۔ صبح اور شام ان کی خوش زندگی ہر طرح کی لذات میں بسر ہوتی ہے۔ سو ایسے لوگوں کو  
كيفية يُؤيدون من الحضرة مع هذه الأعمال الشنيعة والمعصية.  
خدا سے کیونکر مدد ملے جبکہ ان کے ایسے پُر معصیت اور بُرے اعمال ہوں۔

بل من أول أسباب غضب الله على المسلمين وجود هذه السلاطين  
بلکہ ان عیش پسند غافل بادشاہوں کا وجود مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا  
الغافلین المترفين. الذين أخلدوا إلى الأرض كالحراطين. وما بذلوا  
بڑا بھاری غضب ہے۔ جو ناپاک کیڑوں کی طرح زمین سے لگ گئے ہیں  
لعباد الله جهد المستطيع. وصاروا كظالع وما عدوا كالطرف  
اور خدا کے بندوں کے لئے پوری طاقت خرچ نہیں کرتے اور لنگڑے اونٹ  
الضليع. ولأجل ذلك ما بقى معهم نصرة السماء. ولا  
کی طرح ہو گئے ہیں اور چست چالاک گھوڑے کی طرح نہیں دوڑتے۔ اسی سبب سے آسمان  
رعب في عيون الكفرة كما هو من خواص الملوك الأتقياء.  
کی نصرت ان کا ساتھ نہیں دیتی اور نہ ہی کافروں کی آنکھ میں ان کا ڈر خوف رہا ہے جیسے کہ  
بل هم يفرون من الكفرة. كالحُمُر من القسورة. وكفى لألف  
پر ہیزگار بادشاہوں کی خاصیت ہے بلکہ یہ کافروں سے یوں بھاگتے ہیں جیسے شیر سے  
منهم اثنان في موطن الملحمة. فما سبب هذا الجبن وهذا  
گدھے۔ اور لڑائی کے میدان میں ان کے دو ہزار کے لئے دو کافر کافی ہیں۔ سواس بزدلی اور  
الادبار. إلا عيشة التنعم والاطراف كالفجار. وكيف يُعضدون  
ادبار کا سبب بجز بدکاروں کی طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کے اور کچھ نہیں۔ اور ایسی  
بالنصرة والإعانة. مع هذه الغواية والخيانة فإن الله لا  
خیانت اور گمراہی کے ہوتے انہیں کیونکر خدا سے مدد ملے۔ اس لئے کہ  
يُبدل سنته المستمرة. ومن سنته أنه يؤيد الكفرة ولا  
خدا اپنی دائمی سنت کو تبدیل نہیں کرتا اور اس کی سنت ہے کہ کافر کو تو  
يؤيد الفجرة. ولذلك ترى ملوك النصارى يؤيدون  
مدد دیتا ہے پر فاجر کو ہرگز نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ نصرانی بادشاہوں کو مدد مل رہی ہے اور

وَيُنصِّرونَ. وَيَأْخُذُونَ ثُغُورَهُمْ وَيَتَمَلَّكُونَ. وَمَنْ كُلِّ حَدَبٍ  
وہ ان کی حدوں اور مملکتوں پر قابض ہو رہے ہیں اور ہر ایک ریاست کو دباتے چلے جاتے  
يَنْسَلُونَ. وَمَا نَصْرَهُمُ اللَّهُ لِرَحْمَتِهِ عَلَيْهِمْ بَلْ نَصْرَهُمْ  
ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس لئے نصرت نہیں دی کہ وہ ان پر رحیم ہے بلکہ اس لئے کہ  
لِغَضَبِهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. وَكَيْفَ أَظْهَرَ  
اس کا غضب مسلمانوں پر بھڑکا ہوا ہے کاش مسلمان جانتے۔ اور اگر یہ متقی ہوتے تو کیونکر ممکن  
عليهم أعداءهم إن كانوا يتقون بل لَمَّا تَرَ كُوفَةَ الدُّعَاءِ وَ  
تھا کہ ان کے دشمن ان پر غالب کئے جاتے۔ بلکہ جب انہوں نے دعا اور عبادت کو چھوڑ  
التَّعَبُّدِ. مَا عَبَّأَهُمْ رَبَّهُمْ فَهَمَّ بِمَا كَسَبُوا يُعَذِّبُونَ. وَإِنْ شَرَّ الدُّوَابِّ  
دیا تب خدا نے بھی ان کی کچھ پروا نہ کی۔ سو یہ اب اپنی کرتوتوں کے سبب سزا پا رہے ہیں اور  
قَوْمٍ فَسَقُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَيَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ وَلَا يَخَافُونَ. فَمَا  
یقیناً خدا کے نزدیک سب جانداروں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو ایمان کے بعد فاسق ہو جائیں  
نَكَثُوا عَهْدَ اللَّهِ وَنَقَضُوا حُدُودَ الْفُرْقَانِ. طَوَّحَتْ بِهِمْ طَوَائِحُ  
اور بدکاریاں کریں اور نہ ڈریں۔ خدا کا عہد توڑنے اور قرآن کی حدود کی بے عزتی کرنے کے  
الزَّمَانِ. وَخَرَجَ مِنْ أَيْدِيهِمْ كَثِيرٌ مِنَ الْبِلْدَانِ. وَأَنَاءَتِهِمْ  
سبب سے خطرناک حادثے ان پر نازل ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے شہر ان کے ہاتھوں سے نکل  
غَفَلْتَهُمْ عَنْ حَقُوقِهِمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمْ خِيَامُ أَهْلِ الصُّلْبَانِ.  
گئے ہیں۔ غفلت نے ان کو حقوق سے دور کر دیا ہے اور پرستار ان صلیب کے خیمے ان کے ملکوں  
نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَأَخَذًا مِنَ الدِّيَانِ. إِنَّهُمْ بَارِزُوا اللَّهَ  
میں آگے ہیں۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا اور گرفت ہے۔ از بسکہ انہوں نے بدکاریاں  
بِالْمَعْصِيَةِ. فَوَلَّوْا الدُّبْرَ مِنَ الْكُفْرَةِ. وَمَا أَخْزَاهُمْ عِدَاهُمْ وَلَكِنْ  
کر کے خدا کا مقابلہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار سے شکست کھا گئے۔ دشمنوں نے انہیں

اللّٰهُ أَحْزَاهُمْ. فَإِنَّهُمْ عَصَوْا أَمَامَ أَعْيُنِ اللّٰهِ فَأَرَاهُمْ مَا أَرَاهُمْ. وَتَرْكُهُمْ  
رسوا نہیں کیا بلکہ خدا نے کیا۔ اس لئے کہ خدا کی آنکھوں کے سامنے انہوں نے بے فرمانیاں  
فی آفات و ما نَجَّاهُمْ. وَوَزَّرَ أَوْهَمَ قَوْمَ مَغْشُوشُونَ. يَأْكُلُونَ  
کیس سو اس نے انہیں دکھایا جو دکھایا اور انہیں آفات میں چھوڑ دیا اور نہ بچایا اور ان کے وزیر  
أَمْوَالَهُمْ وَلَا يَخْلَصُونَ. لَا يَمْنَعُونَهُمْ مِنَ التَّعَامِي وَ  
بددیانت اور خائن ہیں۔ انکا مال کھاتے ہیں اور مخلص نہیں اور انہیں اندھا بن جانے اور غلطی کی  
التَّصَابِي. وَيُغْمِضُونَ لَهُمْ كَالْفُطْنِ الْمُتَغَابِي. وَيَنْصَحُونَ  
طرف میل کر جانے سے نہیں روکتے اور تغافل شعار زریک کی طرح چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور  
عَنْهُمْ كَالْمِدَاهِنِ الْمُحَابِي. وَإِنَّهُمْ قَسَمَانِ. قَسَمَ كَالْعُقَارِبِ  
مداہنہ کرنے والے بچ بچ کر چلنے والے کی طرح ان کی حمایت اور دفاع کرتے ہیں۔ اور ان  
وَقَسَمَ كَالنِّسْوَانِ. أَوْ نَقُولُ بِتَبْدِيلِ الْبَيَانِ. قَسَمَ كَغَمْرِ جَاهِلِ ﴿۲۵﴾  
لوگوں کی دو قسمیں ہیں کچھ تو بچھوؤں کی مانند ہیں اور کچھ عورتوں کی مانند یا دوسرے لفظوں میں  
مَا أَعْطَى لَهُمْ حِظَّ مِنَ الْعِرْفَانِ. وَقَسَمَ كَذِي غَمْرٍ مَتَجَاهِلٍ لَا يَرِيدُونَ  
ہم یوں کہتے ہیں کہ ایک حصہ تو وہ نادان جاہل ہیں جنہیں عرفان سے کچھ بھی بہرہ نہیں ملا۔ اور  
إِلَّا هَلَاكَ مَلُوكُهُمْ كَالشَّيْطَانِ. يَرُونَ سُلَاطِينَهُمْ يَقْرَبُونَ حَرَمَاتِ  
ایک حصہ وہ ہیں جو جان بوجھ کر جاہل بنے ہوئے ہیں اور شیطان کی طرح اپنے بادشاہوں کی  
اللّٰهُ وَمَنَاهِي الشَّرْعِ. ثُمَّ يَنْدَدُونَ بِأَنَّهُ مِنَ الْمَبَاحَاتِ وَلَيْسَ مِمَّا  
ہلاکت چاہتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ ان کے بادشاہ خدا اور شرع کی حرام کردہ چیزوں کے نزدیک  
يَخَالِفُ طَرِيقَ الْوَرَعِ. وَيُزَيِّنُونَ فِي أَعْيُنِهِمْ أَمْرًا هُوَ أَقْبَحُ السَّيِّئَاتِ.  
جاتے ہیں۔ پھر بھی کہتے ہیں کہ یہ مباح چیزیں ہیں اور پرہیزگاری کے طریق کے مخالف  
وَيَرِيدُونَ أَنْ يَجْعَلُوهُمْ كَالْعَجَمَاوَاتِ بِلِ الْجَمَادَاتِ.  
نہیں۔ اور بدکرداریوں کو ان کی آنکھوں میں سجاتے ہیں اور ان کو چارپائے یا پتھر بنانا چاہتے ہیں



ولا يخرج من أفواههم قول يقرب الصدق والصواب. ولا يبغون في  
اور کوئی حق اور سچ بات ان کے منہ سے نہیں نکلتی۔ اور اپنے دلوں میں بجز ہلاکت  
أنفسهم إلا الهلاك والتباب. لا يذاكرون ملوكم بما هو خير  
اور تباہی کے اور کچھ نہیں ڈھونڈتے۔ بادشاہوں سے ان باتوں کا تذکرہ نہیں کرتے جو  
لهم في هذه ويوم المكافات. بل يتركونهم كالسباع المفترسة  
اس دنیا میں اور آخرت میں ان کے کام آئیں بلکہ ان کو شکاری درندوں اور سانپوں کی طرح  
والحيوات. ويسعون في كل وقت من الأوقات أن ينبأ سمعهم  
رہنے دیتے ہیں۔ اور ہر گھڑی اس کوشش میں رہتے ہیں کہ ان کے کان  
عن أوامر الله وسنن خير الكائنات. ولا يخوفونهم  
خدا کے امر اور رسول خدا کی سنت کے سننے سے دور رہیں۔ اور غفلت کے بد انجام  
من عواقب الغفلة. ولا يؤثمونهم عند ارتكاب المعصية.  
سے انہیں نہیں ڈراتے۔ اور بدکاری کرتے وقت انہیں بدکار نہیں ٹھہراتے۔ سو ایسی  
فهل هم بهذه السيرة لهذه الملوک إلا كحفرة للرجلين  
خصلت اور چال چلن کے لوگ ان بادشاہوں کے حق میں ایسے ہیں جیسے گڑھا  
المتخاذلين أو كوقود لنار أو كغشاوة على العينين. لا يطفئون  
لڑکھڑانے والے پاؤں کے حق میں۔ یا جیسے ایندھن آگ کے لئے یا پردہ آنکھوں پر۔  
أوارهم. بل يحمدون عثارهم. ولذلك صارت ملوكم غرضاً  
ان کی پیاس کو نہیں بجھاتے۔ بلکہ ان کی غزشوں کی تعریف کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے  
لحصائد الألسنة. وسموا قومًا كسالي في الجرائد  
بادشاہ لوگوں کی زبانوں کے نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اور یورپ کے اخبار انہیں ست اور  
المغربية. بل أجمع أهل الرأي من النصرى نظراً على هذه  
نالائق لکھتے ہیں۔ بلکہ ان حالات کو دیکھ کر عیسائی اہل الرائے متفق ہو کر کہتے ہیں کہ

الحالات. علی أن أيامهم أيام معدودة وسيزول أمرهم وإمرتهم في ان کے دن اب تھوڑے رہ گئے ہیں اور بہت جلد ان کا تانا بانا أسرع الأوقات. وإذا هلک سلطان الروم مثلاً فلا سلطان بعده عند ادھرنے والا ہے۔ اور جب مثلاً سلطان روم ہلاک ہو گیا تو هؤلاء الذین رموا أحجار الآراء. واللہ یعلم ما کتمہ وما یفعلہ ان رائے زنون کے نزدیک اس کے بعد کوئی اور سلطان نہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے رأی فی الأرض ورأی فی السماء. فمن ذا الذی ینبہ هؤلاء. اسے جو مخفی رکھا ہے اور جو کچھ کرتا ہے۔ ایک رائے زمین میں ہے اور ایک رائے آسمان میں۔ ومن یوقظ النائمین ویخبرهم من هذا البلاء. ولا شک أن سواب کون ان کو جگائے اور کون سونے والوں کو بیدار کرے اور اس بلا کی خبر دے۔ أكثر هذه الملوک أسرفوا علی أنفسهم وجاوزوا الحد فی اس میں شک نہیں کہ اکثر بادشاہ سخت بے اعتدالی کرتے ہیں اور عیش و عشرت میں حد سے التنعیم واللہنیة. وجعلوا نفوسهم رهينة الفسق والکسل والمعصية. نکل گئے ہیں اور فسق اور کسل اور معصیت میں مبتلا ہیں۔ لا یزالون یبغون غانية من النساء. ویستقرون حيلة خوبصورت عورتوں کی تلاش میں رہتے اور ان کے وصال کے حیلے سوچتے لوصالها ولو بالفحشاء. ویبدلون بدرة لو نزل البدر من السماء. رہتے ہیں خواہ ناجائز حیلے کیوں نہ ہوں اور بدرہ خرچ کرتے ہیں اگر بدر تفانت قواهم من الفسق والفجور. وذہبت نصرتهم و آسمان سے اتر آوے۔ بدکاری سے ان کی قوتیں فنا ہو گئیں ہیں اور حور و قصور کی فکر میں نضارهم فی فکر النسوة والقصور. وترای کثیراً منهم خلت زور و زر سب جاتا رہا ہے۔ بہتوں کی تھیلیاں خالی ہو گئیں اور

صرتہم۔ وسرت مسرتہم۔ وبُدِّل بالخطر خطرہم۔ وضاعت لامرأة  
خوشی جاتی رہی اور عزت تباہ ہوگئی اور عورت کے پیچھے امیری خاک میں مل گئی۔  
إمرتہم۔ وظہر قتر الفقر بعد ما أودع سر الغنی أَسرتہم۔ وحسر  
اور دولت اور ثروت کے بعد اب نان شبینہ کے محتاج ہو گئے ہیں اور مارے  
بصرہم من الحزن ودامت حسرتہم۔ ومع ذالک لا یترکون  
غم کے آنکھیں خراب ہوگئی ہیں اور حسرت بڑھ گئی ہے۔ اس پر بھی وہ خود  
الشہوات۔ والشہوات تترکہم بالشیب والأمراض والآفات۔ ولا  
خواہشوں کو نہیں چھوڑتے ہاں خواہشیں انہیں بیماریوں اور آفتوں کے وقت چھوڑ جاتی ہیں۔  
یتقون شططا وغلوا فی استیفاء الحظوظ کالفجرة۔ حتی ینجر الأمر  
اور جب بدکاروں کی طرح حظ نفس کو پورا کرنے پر آتے ہیں تو کوئی حد بست رہنے نہیں دیتے۔  
إلی تلاشی الصحّة واختلال البنية۔ وتزهق أنفسهم وهم یتمنون أن  
آخر کار بدن کی طاقتوں اور صحت کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور یوں صحت و  
تعود أيام الصحّة والقوّة۔ کأنہم وقفوا أبدانہم وقواہم علی البغایا  
قوت کے دوبارہ ملنے کی آرزو میں جان نکل جاتی ہے۔ گویا ان لوگوں نے اپنے بدن اور  
وآثروا حبّہن علی عصمة النفس والعرض والمّلة۔ إن هؤلاء قوم  
قوت کو بدکار عورتوں پر وقف کر رکھا ہے اور ان کی محبت کو جان اور آبرو اور مال اور ملت  
صاروا للشیطان کفیء۔ ولیسوا من الخیر فی شیء۔ تری طبائعہم  
کے بچاؤ پر مقدم کر لیا ہے۔ یہ لوگ شیطان کے ظل ہیں۔ اور ان کے وجود میں کوئی خیر  
کأرض ذات کسور غیر المسحاء۔ متلوّنة فی الصباح  
نہیں۔ ان کی طبیعتوں کو تو دیکھتا ہے جیسی زمین نشیب فراز والی ناہموار صبح اور شام  
والمساء۔ وتری قلوبہم مظلمة من الکبر والخیلاء۔  
نئے نئے رنگ نکالتی ہیں اور گھمنڈ اور خود بینی سے ان کے دل سیاہ ہو گئے ہیں۔

كَانَهَا هَزِيعَ مِنَ اللَّيْلَةِ اللَّيْلَاءِ . يَفْرَحُونَ بِمِرَابِطٍ مَمْلُوءَةٍ مِنْ طَرَفِ  
 گویا وہ سخت کالی رات کے ٹکڑے ہیں۔ انہیں اس امر کی خوشی ہے کہ ان کے اصطلب اعلیٰ  
 وَبِغَالٍ وَبِقَرٍ وَجَمَالٍ . أَوْ نِسَاءٍ ذَاتِ بَهَاءٍ وَحَسَنِ وَجَمَالٍ .  
 درجہ کے گھوڑوں اور نچروں اور گایوں اور اونٹوں سے بھرپور ہوں یا خوبصورت عورتیں ان کے  
 وَلَا يَتَعَهَّدُونَ فِرَائِضَهُمْ وَلَا يَخَافُونَ يَوْمَ ارْتِحَالٍ . وَسَاعَةَ أَخْذِ  
 پاس ہوں۔ اپنے فرائض کا کچھ بھی دھیان نہیں رکھتے اور کوچ کے دن کا اور باز پرس اور گرفت  
 وَسُؤَالٍ . وَيَنْفَدُونَ يَوْمَهُمْ فِي الزَّيْنَةِ وَالْمَشْطِ وَالِاِكْتِحَالِ . وَمَا بَقِيَ  
 کی گھڑی کا کوئی ڈر نہیں۔ کنگھی پٹی اور سرمہ لگانے میں سارا دن خرچ کر دیتے ہیں اور  
 فِيهِمْ سِيرَةٌ مِنْ سِيرِ الرِّجَالِ . وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ بِذَاتِهِمْ وَحَسْبَتَهُمْ نِسَاءً  
 مردوں کی خوب ان میں رہی ہی نہیں۔ اگر تم انہیں دیکھو تو کراہت کرو اور  
 الْأَسْوَاقِ . أَوْ عِبِيدًا زَيْنُوا لِلْبَيْعِ بَعْدَ الْاِسْتِرْقَاقِ . لَا يُدَاوِمُونَ عَلٰى  
 بازاری عورتیں سمجھو یا وہ غلام جو غلام کرنے کے بعد فروخت کے لئے سجائے  
 الصَّلَاةِ . وَصَارَتْ أَهْوَاءَهُمْ فِي سَبْلِهِمْ كَالصَّلَاتِ . وَإِنْ صَلَّى  
 جاتے ہیں۔ نماز کی پابندی نہیں کرتے۔ اور خواہشیں ان کی راہ میں چٹان اور روک بن گئی  
 فَيُصَلُّونَ فِي الْبُيُوتِ كَالنِّسَاءِ . وَلَا يَحْضُرُونَ  
 ہیں۔ اور اگر نماز پڑھیں بھی تو عورتوں کی طرح گھر میں پڑھتے ہیں اور متقیوں  
 الْمَسَاجِدِ كَالْاِتْقِيَاءِ . وَكَيْفَ وَإِنَّهُمْ لَا يُفَارِقُونَ كَأْسَ الصُّهْبَاءِ .  
 کی طرح مسجدوں میں حاضر نہیں ہوتے۔ اور ہوں کیونکر جامِ نئے سے تو الگ نہیں ہوتے۔  
 وَلَا يَتْرَكُونَ أَدْنَسَ النِّدْمَاءِ . وَلَا يَطِيقُونَ أَنْ يَسْمَعُوا مِنَ الْوَعْظِ  
 اور ندیموں کی ناپاکیوں کو نہیں چھوڑتے۔ اور وعظ کی کوئی بات سن نہیں سکتے۔  
 كَلِمَةً . فَيَأْخُذُهُمْ عِزَّةٌ كَبِيرَةٌ أَوْ نَخْوَةٌ . وَيَتَوَعَّرُونَ غَضْبًا وَغَيْرَةً .  
 جھٹ کبر اور نخوت کی عزت انہیں جوش دلاتی ہے اور غضب اور غیرت میں نیلے پیلے

وَيَكُونُ أَكْرَمَ النَّاسِ عِنْدَهُمْ مِنْ زَيْنِ لَهُمْ حَالِهِمْ. وَحَمْدُهُمْ  
 ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک بڑا مکرم وہ ہوتا ہے جو ان کا حال انہیں خوبصورت کر کے  
 وَأَعْمَالِهِمْ. وَكَذَلِكَ فَسَدَتْ أَخْلَاقُهُمْ مِنْ مَدَاوِمَةِ الْمُدَامِ.  
 دکھائے اور ان کی اور ان کے اعمال کی تعریف کرے۔ غرض اس طرح شراب خواری سے ان  
 وَاسْتَأْصَلَتْهُمْ شَجَرَةُ الْكَرَمِ مَعَ كَوْنِهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الْكِرَامِ. مَا بَقِيَ  
 کے اخلاق بگڑ گئے ہیں اور انگور کے درخت نے ان کی بیخ کٹی کر دی ہے حالانکہ یہ لوگ بزرگوں  
 هَمَمُهُمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ لَهُمْ قَصْرٌ مَنِيْفٌ. وَغِذَاءٌ لَطِيْفٌ. وَشَرَابٌ  
 کی اولاد تھے ان کی غرض و مقصد اب یہی رہ گیا کہ بڑی بلند حویلیاں ہوں۔ لطیف غذا ہو  
 حَرِيْفٌ. وَمَا سُمِعَ مِنْهُمْ تَطْرِيفٌ. وَلِذَلِكَ لِحَقِّهِمْ وَبَالٌ وَخَسْرَانٌ.  
 اور زبان کو مارے تیزی کے کاٹنے والی شراب ہو۔ کبھی نہیں سنا گیا کہ انہوں نے دشمن پر  
 وَجُزَّوْا كَمَا يُجَزُّ ضَانٌ. وَقُضِّبُوا كَمَا تُقَضَّبُ اغْصَانٌ. وَأَخِذُوا كَمَا  
 چڑھائی کی ہو۔ اسی وجہ سے ان پر وبال پڑا اور بھیڑ بکری کی طرح ان کی پشمیں کاٹی گئیں اور  
 يُوْخَذُ دَابَّةٌ. وَقَطَعُوا كَمَا يَقْطَعُ قَضَابَةٌ. وَسَقَطُوا مِنْ ذَرَى دَوْلَةٍ  
 شاخوں کی طرح تراشے گئے اور چار پايوں کی طرح پکڑے گئے اور کڑی کی طرح کاٹے گئے  
 وَإِمَارَةٌ. كَمَا يَسْقُطُ ثَوْبٌ مِنْ كَارَةِ بَغْرَارَةٍ. وَلِمَا رَأَى اللَّهُ  
 اور امارت اور دولت کی بلندی سے گر گئے جس طرح ناگہاں گٹھ سے کوئی کپڑا گر  
 فَسَقَهُمْ وَفَجَّرَهُمْ. وَظَلَمَهُمْ وَزَوَّرَهُمْ. وَبَطَّرَهُمْ وَكَفَّرَهُمْ  
 جاتا ہے۔ اور جب خدا نے ان کا فسق و فجور اور ظلم اور جھوٹ اور اترانا  
 سَلَّطَ عَلَيْهِمْ قَوْمًا يَتَسَوَّرُونَ جِدْرَانَهُمْ وَكَلَّ مَا عِلا  
 اور ناشکر گزاری دیکھی ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کیا جو ان کی دیواروں کو پھاندتے اور  
 يَتَسَلَّقُونَ. وَمِمَّا مَلَكَهَ آبَاءُهُمْ يَتَمَلَّكُونَ. وَمَنْ كَلَّ  
 ہر بلند جگہ پر چڑھ جاتے ہیں اور ان کے باپ دادوں کی ملکیت پر قبضہ کرتے ہیں اور ہر

حَدَّبَ يَنْسَلُونَ . وَكَانَ ذَلِكَ أَمْرًا مَفْعُولًا وَأَنْتُمْ تَقْرءُ وَنَه فِي الْقُرْآنِ رِيَاةً كُو دْبَاتِي چلے جاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ہونے والا تھا اور تم قرآن میں وَلَكِنْ لَا تُفَكَّرُونَ . وَقَفَى عَلَى آثَارِهِمْ بِقَسُوسٍ فَهَمْ يُضَلُّونَ یہ باتیں پڑھتے ہو اور سوچتے نہیں۔ اور ان کے پیچھے پیچھے پادریوں کو بھیجا جو النَّاسِ وَيَخْدَعُونَ . وَيَرْغَبُونَ فِي دِينِهِمُ الْبَاطِلِ بِمَالٍ وَنِسَاءٍ لوگوں کو دھوکے دیتے اور گمراہ کرتے اور اپنے جھوٹے دین کی ترغیب دیتے ہیں۔ مَالٍ وَبِكُلِّ مَا يُزَيِّنُونَ . فَيُبِيعُ السَّفَهَاءُ دِينَ اللَّهِ بِرَغْفَانٍ وَنِسْوَانٍ اور عورتوں کا لالچ دے کر۔ سو نادان لوگ خدا کے دین کو روٹیوں اور وَأَمَانِي أُخْرَى كَمَا أَنْتُمْ تَنْظُرُونَ . وَالْإِثْمَ كَلَهُ عَلَى الْمَلُوكِ عورتوں اور دوسری خواہشوں کی عوض بیچ ڈالتے ہیں اور یہ سارا گناہ بادشاہوں کی بِمَالٍ يَصْلَحُوا أَمْرَ رَعَايَاهُمْ وَمَا رَأَوْا مَفَاسِدَهُمْ بِوَبْلَةٍ وَ گردن پر ہے۔ جنہوں نے رعایا کے حال کی اصلاح نہ کی اور ان کی برائیوں کو گناہ اور برا كَانُوا لَا يَبَالُونَ . فَقَلْبَتِ أُمُورَ دُنْيَاهُمْ بِمَا قَلَبُوا تَقْوَى الْقُلُوبِ . وَ نہ سمجھا اور کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ سو جبکہ انہوں نے دلوں کا تقویٰ بدل دیا خدا نے ان کے امور دنیا کو كَانُوا عَلَى الْمَعَاصِي يَجْتَرءُونَ . وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بَقِيَتْ حَتَّىٰ بدل دیا۔ اور اس لئے بھی کہ وہ گناہوں پر دلیر تھے۔ اور خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں يُغَيِّرُ مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ يُرْحَمُونَ . بَلِ اللَّهُ يَلْعَنُ بِيوتَا يَفْسُقِ بَدَلْتَجِبْ تَكْ وَهَ اِنِّي اِنْدَرُونِي حَالْتِ كُو اِنِّي نَه بِل لِيْنِ اَوْر نَه هِي اِن پْر حَرْمِ كِيَا جَاتَا هِي۔ بَلْكَ النَّاسِ فِيهَا وَبِلَادَا فِيهَا يَجْتَرْمُونَ . وَتَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ عَلَىٰ دَارِ خَدَا اُنْ كَهْرُوں پْر لعنت کرتا ہے اور ان شہروں پر جن میں لوگ بدکاری اور جرم کریں۔ اور بدکاری الْفَسْقِ وَالظُّلْمِ وَيَقُولُونَ مَا عَمَّرَكَ اللَّهُ يَا دَارَ . وَخَرَّبَكَ يَا جَدَارَ . كَهْرُوں پْر فرشتے اتر کر کہتے ہیں اے گھر خدا تجھے ویران کرے اور اے دیوار خدا تجھے ڈھا دے۔

﴿۵۱﴾

وینزل أمر اللہ فیہلکون. ویحدث اللہ سببا لہدم تلک الحیطان اور خدا کا امر اترتا ہے سو وہ ہلاک ہو جاتے ہیں اور خدا ان دیواروں اور شہروں کی بربادی کے و تخریب تلک البلدان. فیأتی قوم فیہدّونہا من أساسہا و کذا لک لئے سبب پیدا کرتا ہے۔ سو ایک قوم آتی ہے اور ان کو تباہ اور ویران کر دیتی ہے۔ سو بادشاہان یفعلون. فلا تسبوا ملوک النصارى ولا تذکروا ما مسکم من نصاریٰ کو مت کو سوا اور جو کچھ تمہیں ان کے ہاتھوں سے پہنچا ہے اسے مت یاد کرو اور بدکارو! خود ایدیہم ولا تلو موالا إلا أنفسکم أيہا المعتدون. اپنے آپ کو ملامت کرو۔ کیا تم میری باتیں سنتے ہو۔ نہیں نہیں تم تو منہ بناتے اور گالیاں دیتے اُتسمعون ما أقول لکم؟ کلا. بل تعبسون و تشتمون. وانی لکم ہو۔ اور تمہیں سننے والے کان اور سمجھنے والے دل تو ملے ہی نہیں اور تمہیں اتنی فرصت ہی کہاں آذان تسمع و قلوب تفہم و این لکم الفراغ أن تنقلوا من الأکل إلى کہ کھانے پینے سے عقل کی طرف آؤ اور تم نے سے الگ ہو کر خدا کی طرف دھیان کرو اور تم العقل. والی الدیان من الدنان. واین فیکم فتیان یتذکرون؟ اُتسبون میں سوچنے والے جو ان ہی کہاں ہیں۔ کیا تم دشمنوں کو کوستے ہو اور تمہیں جو کچھ پہنچا ہے اپنی اعداء کم و ما نالکم إلا جزاء ما کنتم تکسبون. واعلموا أنکم إن بد کرداریوں کی وجہ سے پہنچا ہے۔ سنو تم اگر نیکو کار ہوتے تو بادشاہ بھی تمہارے لئے صالح کنتم صالحین لأصلح الملوک لکم. و کذا لک جرت سنّة اللہ بنائے جاتے۔ اس لئے کہ متقیوں کے لئے خدا تعالیٰ کی ایسی ہی سنت ہے۔ اور لقوم یتقون. و انتہوا من اطراء ملوک الاسلام و استغفروا لہم أن مسلمان بادشاہوں کی مدح سرائی سے باز آؤ اور اگر ان کے خیر خواہ ہو تو ان کنتم تنصحون. ولا تتقدّموا إلیہم بموائد فیہا سمّ فیأکلون کے لئے استغفار پڑھو اور ان کے آگے ایسے کھانے نہ لے جاؤ جن میں زہر ہے

ویموتون۔ وأنتم تعیشون معهم فی رخاء وتغترفون من جنہیں کھا کر وہ ہلاک ہو جائیں۔ تم ان کے وجود کے طفیل بڑے مزے میں گزارا کرتے اور فضالتہم فان مسہم ضرر فکیف تُعصمون۔ وإنہم ملکوا ﴿۵۲﴾ ان کے بچے کھچے کھاتے ہو۔ سواگر انہیں ضرر پہنچا تو تمہارا ٹھکانہ کہاں۔ اور وہ تمہاری رقابکم وأعراضکم وأموالکم فانصحو للذین یملکون۔ وقد گردنوں اور عزتوں اور مالوں کے مالک ہیں سوائے مالکوں کی سچی خیر خواہی کرو۔ خدانے جعلہم اللہ لکم کمعدّات۔ وجعلکم لہم کآلاتٍ فتعاونوا انہیں تمہارے حق میں ساز و سامان اور تمہیں ان کے آلات بنایا ہے۔ سواگر مخلص ہو علی البر والتقوی ان کنتم تخلصون۔ ونبہوہم علی تو تقویٰ اور نیکی پر ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ۔ اور انہیں ان کی بدکرداریوں سیئاتہم واعثروہم علی ہفواتہم ان کنتم لا تنافقون۔ پر آگاہ کرو اور لغویات پر انہیں اطلاع دو اگر تم منافق نہیں۔ واللہ وہ اپنی رعیت کے حقوق ادا وواللہ انہم قوم لا یؤدّون حقوق عباد امرؤا علیہم ولا نہیں کرتے۔ اور فرائض کی پوری خبر گیری بجا نہیں لاتے۔ تم پہچان لو گے اس بات کو ان کا منہ یحافظون الفرائض ولا یتعہّدون۔ وتعرفونہ بوجہ أكسف دیکھ کر جو ان کے دل سے بھی زیادہ بھونڈا اور لباس سے جو ان کے حال سے زیادہ وحشت من بالہم وزیّ أوحش من حالہم کأنّ بواطنہم مسخت و انگیز ہے گویا ان کے باطن مسخ ہو گئے ہیں اور گویا انہوں نے کسی کأنہم أنشئوا فی ما لا یعلمون۔ وتاللہ إنا نری أن قلوبہم قاسیة او پرے عالم میں پرورش پائی ہے۔ قسم بخدا ان کے دل پہاڑوں کے پتھروں سے بھی زیادہ بل أشد قسوة من أحجار الجبال۔ وإن طبائعہم متوقدة ولا کالمنور سخت ہیں۔ اور ان کی طبیعتیں سانپوں اور چیتوں سے بھی زیادہ افروختہ ہیں



وَأَفَاعَى الدِّحَالِ. وَإِنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَتَضَرَّعُونَ. فثَبَّتْ مِنْ هَذِهِ  
اور وہ کبھی خدا کے حضور گرگڑاتے نہیں۔ ان نفلوں اور عملوں سے ثابت  
الْأَفْعَالِ وَالْأَعْمَالِ. أَنَّهُمْ أَسْخَطُوا رَبَّهُمْ وَاخْتَارُوا طَرِيقَ  
ہو گیا کہ انہوں نے خدا کو ناراض کر کے گمراہی کے طریق اختیار کئے ہیں  
الضَّلَالِ. وَأَكَلُوا سَمًّا زَعَفَاثِمَ أَشْرَكُوا فِيهِ رَعَايَاهُمْ فَلَهُمْ ﴿۵۳﴾  
اور خود قاتل زہر کھا کر رعیت کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے سو ان کے لئے وبال سے دو  
سہمان من الوبال. يَرِدُونَ جَهَنَّمَ وَيُورِدُونَ. وَكُلُّ مَا  
حصے ہیں۔ وہ جہنم میں خود بھی پڑیں گے اور دوسروں کو اپنے ساتھ ڈالیں گے۔ اسلام پر  
نَزَلَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَهُوَ نَزْلٌ مِنْ سُوءِ أَعْمَالِهِمْ وَفَسَادِ الْأَفْعَالِ.  
جو کچھ نازل ہوا ان کی بد عملیوں سے ہوا۔ سوائے متکلمو! تم میں کوئی ایسا ہے جو  
فَهَلْ فِيكُمْ رَجُلٌ يَفْهَمُ نَتَائِجَ هَذِهِ الْخِصَالِ أَيُّهَا الْمُتَكَلِّمُونَ.  
انہیں ان عادات کے نتیجوں پر آگاہ کرے۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے ناپاک  
فِي إِنَّهُمْ قَوْمٌ ضَيَّعُوا دِينَهُمْ لِلْأَهْوَاءِ وَالْأَعْمَالِ. وَصَارُوا كَأَحْوَالِ  
خواہشوں کے پیچھے اپنا دین کھو دیا ہے اور تمام احوال میں احوال بن  
جَمِيعِ الْأَحْوَالِ. بَلْ أَرَاهُمْ عَمِيلاً لَا يَبْصُرُونَ. وَلَا أَقُولُ  
گئے ہیں بلکہ میرے نزدیک تو وہ بالکل اندھے ہیں میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم ان کی  
لَكُمْ أَنْ تَخْرَجُوا مِنْ رَبِّقَتِهِمْ وَتَقْصِدُوا سَبِيلَ الْبِغَاوَةِ وَالْقِتَالِ.  
اطاعت کو چھوڑ کر ان سے جنگ و جدال کرو۔ بلکہ خدا سے ان کی  
بَلْ اطْلُبُوا صِلَاحَهُمْ مِنَ اللَّهِ ذِي الْجَلَالِ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ. وَلَا تَتَوَقَّعُوا  
بہتری مانگو تو کہ وہ باز آ جائیں۔ اور یہ تو ان سے امید  
مِنْهُمْ أَنْ يُصْلِحُوا مَا أَفْسَدَتْ أَيْدِي الدِّجَالِ. أَوْ يَقِيمُوا الْمَلَّةَ  
نہ رکھو کہ وہ اصلاح کر سکیں گے ان باتوں کی جنہیں دجال کے ہاتھوں نے بگاڑ دیا ہے یا وہ

بعد تہافتہا وبعء ما ظہر من الاختلال . ولكل موطن رجال كما  
 اس قدر تباہی اور پریشانی کے بعد ملت کی حالت کو درست کر لیں گے۔ اور تم جانتے ہو کہ ہر  
 تعلمون . وھل یُرَجی إحياء الناس من المیتة أو الهدایة من الضال .  
 میدان کے لئے خاص خاص مرد ہوا کرتے ہیں اور کیا ممکن ہے کہ مُردہ دوسروں کو زندہ کر سکے  
 أو المطر من الجھام أو الولوج فی سم الخیاط من الجمال .  
 یا گمراہ دوسروں کو ہدایت دے یا خشک بادل سے بارش اور اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل  
 فکیف منهم تتوقعون . وتاللہ إنا لا نتوقع صلاحهم حتی ﴿۵۳﴾  
 ہونا ممکن ہے تو پھر ان سے کیا اُمید رکھ سکتے ہو۔ ہمیں تو اُمید نہیں کہ وہ سنور جائیں جب تک  
 یوقظهم الاحتضار . ولكن ندب إلینا الاذکار . وإنا لا نحسبهم إلا  
 انہیں موت ہی آکر بیدار نہ کرے۔ ہاں وعظ وپند کرنے کا ہمیں حکم ہے اور ہم تو انہیں ان  
 کطیر محلّق لا یُصاد . أو کعمر لا یُستعاد . أو کخفافیش خربت  
 پرندوں کی طرح سمجھتے ہیں جو ہوا میں اڑتے اور پکڑے نہیں جاتے یا عمر کی طرح جو واپس نہیں  
 منها البلاد . أو کبلدة ما أصابها العھاد . أو کظل غیر ظلیل لا تأوی  
 آتی یا ان چمگا ڈٹوں کی طرح جن سے شہر ویران ہو گئے یا اس شہر کی طرح جس پر مینہ نہ برسا ہو  
 إلیہ العباد أو کسم قُطعت منه الأكباد . عظمت صدمة  
 یا اس بے برکت سایہ کی طرح جس کے نیچے لوگ آرام نہیں پاتے یا اس زہر کی طرح جس سے  
 عشرتهم . وما أری من یقلهم من صرعتهم . تراءوا  
 جگر پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی ٹھوکر کا صدمہ بڑا بھاری ہے اور کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو ان  
 کحطب لا کأشجار ذات الثمار . والحطب لا یلیق إلا  
 گرتوں کو سنبھالے۔ وہ خشک لکڑیاں ہیں پھلدار درخت نہیں۔ اور ایندھن تو آگ کیلئے موزوں  
 للنار . فقدوا قوّة الفراسة . وأصول السیاسة . وأرادوا أن يتعلموا  
 ہوتا ہے ان میں فراست کی قوت اور اصول مُلک داری کا علم نہیں۔ انہوں نے چاہا کہ اپنے عیسائی

مکائد جيرانهم من النصرى. فما بلغوهم فى دقائق الدساسة و حيل  
 پڑوسیوں کی مکاریوں کو سیکھیں لیکن باریک فریبوں اور بچاؤ کی تدبیروں میں ان تک  
 الحراسة. فمثلهم کمثل دیکِ أراد أن یضاهى النسر فى الطیران.  
 پہنچ نہ سکے۔ سو وہ اس مرغ کی مانند ہیں جس نے پرواز میں کرگس بنا چاہا۔  
 فزایل مرکزہ وما بلغ مقام النسر فخر لا غبا فلقفه صقر فى الميدان.  
 پس اپنی جگہ سے تو اٹھ گیا اور کرگس کے مقام کو پہنچ نہ سکا آخر تھک کر گرا۔ پھر ایک چرغ نے  
 هذا مثل ملوک الإسلام بمقابلة أهل الصلبان. أعرضوا عما علّموا ﴿۵۵﴾  
 میدان میں اسے آدبایا۔ یہ ہے مثال مسلمان بادشاہوں کی عیسائیوں کے  
 من وصایا الاتقاء. وما کملوا فى المكائد کالأعداء. فبقوا لا من  
 مقابل۔ جو کچھ انہیں تقوی اللہ کے متعلق تعلیم ملی تھی اس سے تو منہ پھیر لیا اور اپنے مخالفوں کی  
 هؤلاء ولا من هؤلاء. وقد کتب اللہ لملوک دینہ أن لا ینصرهم أبداً  
 طرح وہ چالاکیاں اور داؤ بھی پورے نہ سیکھے اور مسلمان بادشاہوں کی نسبت خدا تعالیٰ  
 إلا بعد تقواهم. وأراد للنصارى أن يجعلهم فائزین بمکرهم إذ  
 وعدہ کر چکا ہے کہ جب تک متقی نہ بنیں گے ان کی کبھی مدد نہ کرے گا اور اس نے ایسا ہی چاہا ہے کہ  
 أسخط المؤمنون مولاہم. ومن سوء القدر أنا لا نرى فى هذه الأيام  
 نصاریٰ کو ان کے مکر میں کامیاب کر دے جبکہ مومنوں نے اُسے ناراض کیا ہے اور بدبختی سے ہم  
 ملوک الإسلام قائمین على حدود اللہ العلام. لا فى أنفسهم ولا فى  
 اس وقت مسلمان بادشاہوں کو خدا کی حدود پر قائم نہیں دیکھتے  
 الأحکام. بل ما بقى فیہم إلا نهمۃ عشرين لونا من القلايا.  
 بلکہ عیش و عشرت کی حرص کے سوا ان کے پیش نظر اور کچھ بھی نہیں۔  
 وسبعین حسناء من المحصنات أو البغایا. ولا یعلمون ما  
 اور رعایا کے معاملات و مقدمات کے فیصلہ کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ کیا تم ان کے تحت کو امن کی

فصل القضايا. أتحسبون سريرهم حمى الأمن؟ وما بقى محفوظ جگہ خیال کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تو ایک ناپاک اور بیسود جگہ ہے۔  
هو إلا كالدمن. أظنون أنهم يحفظون ثغور الإسلام من الكفرة؟  
کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ اسلام کی حدوں کو کفار سے بچا سکیں گے۔  
كلا بل هم يدعونهم بأيدي الغفلة. لیتملکوا ما بقى من  
نہیں نہیں بلکہ وہ تو خود انہیں غفلت کے ہاتھوں سے بلاتے ہیں کہ ملت کے رہے سہے آثار پر  
أطلال الملة. أتزعمون أنهم كهف الإسلام. يا سبحان الله  
بھی قابض ہو جائیں۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ اسلام کی پناہ ہیں۔ سبحان الله  
ما أكبر هذا الغلط وإنما هم يجيحون ببدعاتهم دين خير  
بڑی بھاری غلطی ہے بلکہ وہ تو بدعتوں سے دین خیر الانام کی بیخ کنی کرتے ہیں۔  
الأنام. ولكم أن تحسنوا الظن فيهم وتنزهوهم عن السيئات.  
تمہارا اختیار ہے کہ تم ان کی نسبت نیک گمان کرو اور بد کرداریوں سے ان کی بریت ثابت کرو۔  
ولكن بأى العلامات؟ أتخالون أنهم يحفظون حرم الله و  
لیکن کن علامتوں سے تم ایسا دعویٰ کرو گے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ حریم شریفین کے خادم اور  
حرم رسوله كالخدا؟ كلا. بل الحرم يحفظهم لا دعاء  
محافظ ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ حرم انہیں بچا رہا ہے اس لئے کہ وہ اسلام اور رسول خدا کی  
الإسلام وادعاء محبة خير الأنام. وقد حقت العقوبة لو لم  
محبت کے مدعی ہیں۔ اور اگر وہ سچی توبہ نہ کریں تو سزا سر پر کھڑی ہے۔  
يتوبوا إلى الله المقتدر العلام. فمن فيكم يذکرهم بأيام الله  
سو تم میں کوئی ہے جو انہیں بُرے دنوں سے ڈرائے۔  
ويُخوفهم من سوء الأيام؟ ألا ترون أن الإسلام قد تكسر من دهر  
تم دیکھتے نہیں کہ اسلام بیدادگر زمانہ کے ہاتھوں سے

هاضٍ. وجور فاضٍ. وإن الفتن مطرت عليه ولا كمطر الوابل.  
 چُور ہو گیا ہے اور موسلا دھار مینہ کی طرح فتنے اس پر برس رہے ہیں۔  
 وقام لصيده أفواج العدا كالحابل. وما بقى شيء  
 اور دشمنوں کی فوجیں شکاری کی طرح اس کے پھانسنے کو آمادہ ہیں۔ اور اب  
 تسر القلوب. وتدرأ الكروب. وظهر المسلمون كعطاشي  
 ایسی کوئی بات نہیں جو دلوں کو خوش کرے اور دکھوں کو دور کرے۔ اور مسلمان جنگل کے  
 في فلوات. وكمثل مرضي عند سكرات. وما بقى  
 پیاسے یا اُس مریض کی طرح ہیں جو سانس توڑ رہا ہو۔ ذری سی  
 فيهم إلا رمق حياة. أو قطرة من فرات. أو قشرة من ثمرات.  
 جان اُن میں رہ گئی ہے۔ اور  
 وإنهم قد ابتلوا بأنواع أمراض. وأقسام أعراض. وفسد  
 طرح طرح کی بیماریوں میں گرفتار ہیں۔ اور  
 ما ظهر وما بطن. ووهن من جهل ومن فطن. وتعامى من  
 ظاہر اور باطن بگڑ گیا۔ اور نادان اور دانا بودے ہو گئے۔ اور مسافر  
 تغرب ومن قطن. وغابت الأيام الغرّ. ونابت الأحداث الغبر.  
 اور مقیم اندھے بن گئے اور اچھے دن دُور ہو گئے اور بُرے دن آ گئے  
 وغُيّر الدين وقرب إلى تلف. وصار بحره كجلف. وآثر الناس  
 اور دین تبدیل ہو کر تلف ہونے پر آ گیا اور اس کا دریا خالی مکے کی طرح ہو گیا اور  
 على الصدق الأراجيف. وعلى القصر المنيف من الحق  
 لوگوں نے صدق پر جھوٹی نکمی باتوں کو اور حق کی عالی شان عمارت پر ٹٹی کو  
 الكنيف. ولما ضلوا ما بقى معهم دنياهم وأنسوا التكليف.  
 اختیار کر لیا۔ اور گمراہ ہونے کے بعد دنیا بھی جاتی رہی اور مصیبتیں دیکھیں

وودّعوامع تودیع الصرف والعدل الذهب والصریف. وهذا اور عدل اور انصاف کو چھوڑ کر سونے چاندی کو بھی کھو بیٹھے اور أمر لا یخفی علی ابن الأیام. والمطلع علی نار تضرمت فی یہ باتیں پوشیدہ نہیں ایسے پر جو زمانہ سے واقف اور اُس آگ کو جانتا ہے جو الخواص والعوام. فالیوم لیالی المسلمین محاق. خاص اور عام کو جلا رہی ہے۔ سو آج مسلمانوں کی راتیں چاند کے ڈوبنے کی راتیں ہیں وعلیہا من النظارة أطواق. ومن الزحام أطباق. فقوم یمرون اور مختلف مذاق کے لوگ نظارہ کر رہے ہیں۔ بعض لوگ تو مسلمانوں پر ہنسی علی المسلمین ضاحکین. وآخرون ینظرون اُڑاتے گزر جاتے ہیں اور بعضے روتے ہوئے ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ إلیہم باکین. وترون أن القلوب قست. والذنوب کثرت. اور تم دیکھتے ہو کہ دل سخت ہو گئے ہیں اور گناہ بڑھ گئے ہیں۔ اور سینے تنگ والصدور ضاقت. والعقول تکدّرت. وعمّت الغفلة ہو گئے اور عقلیں تیرہ و تار ہو گئیں اور غفلت اور سُستی اور والکسل والعصیان. وغلبت الجهالة والضلالة و ﴿۵۸﴾ عصیان کی ترقی اور جہالت اور گمراہی اور فساد کا غلبہ ہو گیا ہے اور الطغیان. وما بقی التقوی وخطفه الشیطان. ولم یبق فی القلوب تقویٰ کانام و نشان نہیں رہا۔ اور دلوں میں وہ نور جس سے ایمان کو نور یقویٰ منہ الإیمان. ونجس الأبصار والألسن والآذان. قوت ہو نہیں رہا اور آنکھیں اور زبانیں اور کان پلید ہو گئے ہیں اور اعتقاد وفسدت الاعتقادات. وسلبت الدرایات. وظهرت الجهلات. و بگڑ گئے اور سمجھیں چھینی گئیں اور نادانیاں ظاہر ہو گئی ہیں اور

العمایات. ودخل الرياء فى العبادة. والخيلاء فى الزهادة. عبادت میں نمود اور زہد میں خود بینی داخل ہو گئی ہے۔ بدبختی نمودار ہو گئی وظهرت الشقاوة وانتفت آثار السعادة. ولم يبق التحابب و اور سعادت کے نشان مٹ گئے ہیں اور محبت اور اتفاق جاتا رہا اور بغض اور پھوٹ الا تفاق. وظهر التباغض والشقاق. وما بقى ذنب ولا جهالة پیدا ہو گئی ہے اور کوئی گناہ اور جہالت نہیں جو مسلمانوں میں نہیں اور کوئی ظلم اور گمراہی إلا وهو موجود فى المسلمين. ولا ضيم ولا ضلالة الا نہیں جو ان کی عورتوں اور مردوں اور بچوں میں نہیں۔ خصوصاً ان کے امیروں نے راہ وهو يوجد فى نسائهم والرجال والبنين. سيما أمراء هم حق کو چھوڑ دیا ہے یا بیٹھ گئے ہیں یا ایک لنگڑے کی طرح چلتے ہیں اور بعضے تو سب ترکوا الصراط أو قعدوا أو مشوا كالذى عرج. وترى مُردوں اور زندوں سے زیادہ ستم گر ہیں اور خدا کا امر ان کے آگے پیش کیا گیا اور وہ بعضهم أظلم ممن دبّ ودرج. وعرض عليهم أمر الله فسكتوا گوئوں کی طرح چپ ہو گئے اور سب سے پہلے حق کے منکر ہوئے۔ اسی سبب سے خدا كأخرس. وصاروا أول من كفر بالحق وتدلّس. ولذلك أخذ الناس نے انسانوں پر طاعون بھیجی اور جانوروں اور چارپایوں پر خشک سالی۔ اور نشان ظاہر بالطاعون والعجاوات بالموتان. وظهرت الآيات فما قبلوها فنزل ہوئے پر انہوں نے قبول نہ کیا۔ سو خدا کا غضب اُترا۔ اور جب انہوں نے عذاب سخط الرحمان. ولما رأوا العذاب قالوا إنا تطيرنا بكم وبكذبك دیکھا کہنے لگے کہ تیرے وجود کو ہم نحس سمجھتے ہیں اور یہ طاعون تیرے جھوٹ کی وجہ سے جاء الطاعون. قيل طائر كم معكم أنن ذكركم بل أنتم قوم مسرفون. پھیلی ہے۔ کہا گیا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اگر تم کو یاد دلایا جائے

وما أرسل اللہ من رسول إلا وأرسل معه عذاب من السماء والأرض بلکہ تم حد سے نکلنے والے لوگ ہو۔ اور خدا نے کوئی رسول نہیں بھیجا جس کے ساتھ آسمان اور زمین سے لعنہم یرجعون۔ وکذا لک کان النغف فی زمن المسیح عذابا موقتا عذاب نہ بھیجا گیا ہو اس لئے کہ وہ باز آئیں۔ اسی طرح حضرت مسیح کے زمانہ میں بھی پھوڑا نکلتا تھا وإن فی ذالک لآیة لقوم یتدبّرون۔ ألا ینظرون کیف حفظ اللہ هذه جو ایک موقت عذاب تھا اور اس میں غور کرنے والے کے لئے نشان ہے۔ دیکھتے نہیں کہ کیسی القریة وصدق وعده وجعلها أرضا آمنة۔ ویؤخذ الناس من حولها۔ حفاظت کی اللہ نے اس گاؤں کی اور اپنے وعدہ کو سچا کیا اور اس زمین کو امن والی کر دیا۔ اور اس کے إن فی ذالک لآیة لقوم یتفکرون۔ ألا ینظرون کیف اری الطواعین آس پاس کے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اس میں سوچنے والے کے لئے نشان ہے۔ کیا نہیں دیکھتے نواجذها فی قُریٰ آخریٰ۔ وأوی اللہ إلیہ هذه القریة لیتم کہ ہر ایک قسم کے طاعون نے دوسرے دیہات میں کیونکر اپنے دانت دکھلائے ہیں اور اس گاؤں کو وعدًا اُشیع من قبل فی الوریٰ۔ ومن أصدق من اللہ قیلا۔ خدا نے اپنے میں لے لیا تاکہ اس وعدہ کو پورا کرے جو اس سے پہلے شائع کیا گیا اور خدا سے زیادہ ففکر إن کنست بالتقوی تتحلّی۔ وواللہ إنها آیة عظمی لأناس راست گو اور کون ہے۔ پس فکر کرا کر تو پرہیزگار انسان ہے۔ اور بخدا یہ بڑا نشان ہے سو جا کھوں کے یبصرون۔ فاسئلوا الذین رأوها ویرونها إن کنتم لا تعلمون۔ ولا لئے۔ سو تم ان کو پوچھو جنہوں نے یہ نشان دیکھا ہے اور دیکھ رہے ہیں اگر تمہیں علم نہیں اور تم اپنے تبّعوا شیاطینکم وتوبوا إلی اللہ ایها المکذّبون۔ ألا تتنبّهون وقد شیطانوں کی پیروی مت کرو اے وے لوگو جو تکذیب کر رہے ہو۔ کیا تم خبردار نہیں ہوتے اور بہ تحقیق صبّت المصائب علیکم وعلی ملوککم ایها المعتدون۔ خدا کی طرف رجوع کرو۔ کیا تم متنبہ نہیں ہوتے اور تم پر اور تمہارے بادشاہوں



﴿۲۰﴾

و ظہر الادبار. وما بقى لهم العيش النصير ولا النصار. و اور امیروں پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں اور ادبار آ گیا اور پُر لطف زندگی اور زر نہیں رہا۔ اور تری اکثر ہم بادی المترتبة ☆ کماء یغور أو کر جل یغار. ثم بہتیرے سخت مفلس ہو گئے ہیں اُس پانی کی طرح جو خشک ہو جاتا یا اس آدمی کی طرح جس پر صالت علیہم طوائف القسوس فی الیوم المنحوس فدخل ڈاکہ پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ پادریوں کے گروہ نے منحوس دن میں اُن پر حملہ کیا اور بہت سے کثیر من الناس فی الملة النصرانية. و صاروا أعداء اللہ لوگ عیسائی ہو گئے اور خدا اور رسول کریم کے دشمن ہو گئے۔ سواب مجھے بتاؤ کہ تمہارے و أعداء رسوله خیر البریة. فأرونی اى ملک من ملو ککم صنع بادشاہوں سے کس بادشاہ نے اس طوفان کے وقت کشتی بنائی بلکہ وہ خود بھی ڈوبنے والوں کے فلکا عند هذه الطوفان. بل أغرقوا مع المغرقين. و قلم أظفارهم ساتھ ڈوب گئے اور زمانہ کی قینچی نے ان کے ناخن قلم کر ڈالے اور ان کے منہ کو گردوغبار نے مقراض الزمان. ورهق وجوهم القتر. وانتزف ماء هم الدهر. ڈھانک لیا اور زمانہ نے اُن کا پانی خشک کر دیا اور اقبال ان سے الگ ہو گیا۔ اور انہوں نے وفارقهم الاقبال. واحتملوا فما نفعهم الاحتيال. وظهرت فتن ما حیلے تو کئے پر اُن سے کچھ نفع نہ پایا اور ایسے فتنے آشکار ہوئے کہ وہ اپنی کمیٹیوں اور پارلیمنٹوں کانوا أن یصلحوها بالشورى والمنتداى. ولا بتجمیر البعوث علی کے ذریعہ اور دشمنوں کی سرحدوں پر فوجوں کی چھاؤنی ڈال دینے کے وسیلہ ان کی اصلاح نہ ثغور العدا. وربما تقلدوا أسلحة وبعثوا جنوداً مُجندة. فما كان کر سکے۔ بسا اوقات انہوں نے ہتھیار سجائے اور بڑے بڑے لشکر بھیجے مگر نتیجہ سوائے شکست مآلہم إلا الخزی والهزيمة. والهوان والذلة العظيمة. و ما اور بڑی ذلت کے کچھ نہ ہوا۔ ان کے وجود سے شریعت

نفع وجودہم الشریعة الغراء۔ بل تدثر الإسلام ظالعا ذا عدواء۔ فی روشن حقہ کو کچھ بھی نفع نہ پہنچا۔ بلکہ اسلام لتکڑے مریل متعدی مرض والے اونٹ پر سوار ہو کر ارض متعدیہ موات مرداء۔ بما کان الملوک فی سجن الأھواء۔ ایسی زمین میں چلا جس میں نہ سبزہ ہے اور نہ پانی ہے اور سخت ناہموار ہے اس لئے کہ بادشاہ کالمحبوس۔ وعبدة نار الشهوات کالمجوس۔ ومن کان راتعا فی خواہشوں کے جیل میں بند ہیں اور مجوسیوں کی طرح خواہشوں کی آگ کے پرستار ہیں۔ اور الأجمة الشیطانية۔ ما له وللریاض الرحمانية؟ فأری الدین فی زمنہم جو شخص شیطانی بیشوں میں چرتا چلتا ہو اسے رحمانی باغوں سے کیا سروکار۔ میرے نزدیک اُن کمثل جسم ثارت بہ من الداخل حصبة ودمامیل وأنواع البشرات۔ کے وقت میں دین کی مثال اس جسم کی طرح ہے جس پر اندر سے تو چچک اور پھوڑے اور وجرحه من الخارج کثیر من المدی والقنا والمرهفات۔ وأجبی پھنسیاں نکلے ہوں اور باہر سے چھریوں اور نیزوں اور تلواروں نے اُسے زخمی کیا ہو۔ اور اس زرعہ المخصب۔ وأحرق عذيقہ المرجب۔ وکان فی زمان کے سرسبز کھیتوں میں ردی نکی چیزیں اگتی ہوں۔ اور اس کے اعلیٰ درجہ کے کھجور کے درخت جلا کحدیقة ترتع النواظر فی نواضرہا۔ ویصقل الخواطر دیئے گئے ہوں۔ اور کبھی وہ ایسا باغ تھا کہ آنکھیں اس کے سرسبز نونہالوں کو دیکھ دیکھ خوش بشیم مواطرہا۔ وأما الیوم فهو کشجرة اتخذت الخفافیش ہوتیں۔ اور اس کے ابرو باراں کو دیکھ کر دلوں کو جلا اور تا زگی ملتی تھی۔ لیکن وہی آج اُس درخت کی مانند اوکارہا فی اظلالہا۔ وکعین ما بقیت قطرة من زلالہا۔ واشمعلت ہے جس کے سایہ میں چمگادڑوں نے گھونسلے بنائے ہیں اور اس چشمہ کی مانند ہے جس کے خوشگوار للرحل کل شوکة وبرکة کانت فی هذا الدین۔ وما بقی پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں رہا۔ اور اس دین کی ہر شوکت اور برکت کوچ پر آمادہ ہو رہی ہے۔

﴿۶۲﴾

إلا قصص من الآيات وقشرة من الكتاب المبين. وتراه كدار مات  
اور نشانوں کی نسبت کتھا کہانیاں رہ گئی ہیں اور کتاب مبین سے نرا پوست اور چھلکارہ گیا  
صاحبہا. وقامت نوادبہا. وهدم جدرانہا. وزلزل بنیانہا.  
ہے۔ اور وہ اس گھر کی مانند ہے جس کا مالک مر گیا ہے اور بین کرنے والیاں اس پر نوے  
فانظروا ماذا ترون طرق المداوات یا طوائف الأساءة؟ أتجدون  
کر رہی ہیں اور اس کی دیواریں ڈھ گئیں اور عمارتیں کپکپائی گئیں۔ اب بتاؤ اے طبیبوتہمارے  
هؤلاء الأمراء. يدفعون تلك البلاء. أتوقعون من هذه الملوك  
نزدیک علاج کا کیا طریق ہے۔ کیا تمہاری رائے میں یہ امراء اس بلا کو دفع کر سکتے ہیں۔ اور  
أنهم يطهرون حديقة الدين من تلك الشوك. أو تزعمون  
کیا تم امید کرتے ہو کہ یہ بادشاہ ان کانٹوں سے دین کے باغ کو پاک کر سکیں گے۔ یا تم خیال  
أن هذه الأمراض تبرأ من الدول الإسلامية وبجهدهم  
کرتے ہو کہ یہ بیماریاں اسلامی سلطنتوں اور ان کی معلوم کوشش سے اچھی ہو جائیں گی۔  
المعلوم. كلابل هو أمر أعسر من أن تتوقعوا الرطب الجنى  
نہیں نہیں یہ بات اس سے بھی زیادہ دشوار ہے کہ تم تھوہر سے تازہ کھجوروں کی امید رکھو  
من الزقوم. وكيف وهم في غشية الوجوم. وكيف يرفعون  
اور ان سے کیا توقع کی جائے اور وہ تو بڑے پتھروں کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور  
رأسهم وهم تحت ألوف من الهموم. والحق والحق أقول ان هذه  
وہ کیونکر سر اٹھائیں اور وہ ہزاروں غموں کے نیچے آئے ہوئے ہیں۔ میں  
آفات ليس دفعها في وسع الملوك والأمراء. أيهدى الأعمى أعمى  
سچ سچ کہتا ہوں کہ ان آفتوں کا دفع کرنا بادشاہوں اور امیروں کا مقدر نہیں۔  
آخر يا ذوى الدهاء؟ ثم إن هذه الملوك وإن  
کیا کبھی اندھا اندھے کو راہ بتا سکتا ہے۔ اے دانشمندو۔ علاوہ بریں اگرچہ یہ بادشاہ

كانوا من المسلمين أو من المخلصين المواسين. ولكن  
 مسلمان یا مخلص ہمدرد بھی ہوں۔ لیکن پھر بھی ان کے نفوس پاک کاملوں کے نفوس  
 لیست نفوسہم کنفوس الکاملین المطہرین. وما أُعْطِيَ  
 کی مانند نہیں ہیں۔ اور مقدسوں کی طرح انہیں نور اور جذب نہیں دیا جاتا۔ اس لئے کہ  
 لهم نورٌ وجذبٌ کاملقدّسین. فإنّ النور لا یُنزل قط من السماء  
 نور آسمان سے اسی دل پر اترتا ہے جو فنا کی آگ سے جلایا جاتا ہے۔  
 إِلَّا عَلَى قَلْبٍ أُحْرِقَ بِسِرِّانِ الْفَنَاءِ. ثم أُعْطِيَ مِنْ حُبِّ شَغْفِهِ وَ  
 پھر اُسے سچی محبت دی جاتی ہے اور رضا کے چشمہ سے اُسے غسل دیا جاتا اور  
 غُسِّلَ مِنْ عَيْنِ الرِّضَاءِ. وَكُحِّلَ بِكَحْلِ الْبَصِيرَةِ وَالصَّدَقِ وَالصَّفَاءِ.  
 بینائی اور سچائی اور صفائی کا سرمہ اس کی آنکھوں میں لگایا جاتا ہے۔ پھر اسے برگزیدگی  
 ثم كُوسَى مِنْ حُلِّ الْاجْتِبَاءِ وَالْإِصْطِفَاءِ. ثم وَهَبَ لَهُ مَقَامَ  
 کے لباس پہنائے جاتے ہیں۔ اور پھر اسے بقا کا مقام بخشا جاتا ہے۔ اور جو آپ ہی  
 الْبَقَاءِ. وَكَيْفَ يُزِيلُ الظُّلْمَةَ مِنْ هُوَ قَاعِدِ فِي الظُّلْمَاتِ؟ وَكَيْفَ  
 اندھیرے میں بیٹھا ہو وہ اندھیرے کو کیونکر دور کر سکتا ہے۔ اور جو آپ ہی لذات کے تختوں پر  
 يُوَقِّظُ مَنْ هُوَ نَائِمٌ عَلَى أَرَائِكِ اللَّذَاتِ. وَالْحَقُّ إِنْ مَلُوكَ  
 سوتا ہو وہ کسی کو کیا جگا سکتا ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ اس زمانہ  
 هَذَا الزَّمَانِ لَيْسَتْ لَهُمْ مَنَاسِبَةٌ بِالْأُمُورِ الرُّوحَانِيَّةِ. وَقَدْ صَرَفَ  
 کے بادشاہوں کو روحانی امور سے کوئی مناسبت نہیں۔ خدا نے  
 اللَّهُ هَمَمَهُمْ إِلَى السِّيَاسَاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ. وَنَصَبَهُمْ بِمَصْلِحَةِ  
 ان کی ساری توجہ جسمانی سیاستوں کی طرف پھیر دی ہے۔ اور کسی مصلحت سے  
 مِنْ عِنْدِهِ لِحِمَايَةِ قَشْرَةِ الْمَلَّةِ. وَقَيَّدَ لِحِظِهِمْ بِالْأُمُورِ السِّيَاسِيَّةِ.  
 انہیں اسلام کے پوست کی حمایت کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ سیاسی امور ہی ان کے پیش نظر

فما لهم لللبّ والحقيقة. وليست فرائضهم أزيد من أن  
 رہتے ہیں۔ پس انہیں مغز اور حقیقت سے کیا نسبت۔ اُن کا فرض اس سے زیادہ نہیں کہ اسلام  
 يُحسنوا الانتظام لحفظ ثغور الإسلام. ويتعهدوا ظواهر  
 کی سرحدوں کی نگہداشت کا اچھا انتظام کریں۔ اور ظاہر ملک کی خبر گیری کر کے دشمنوں کے  
 الملك ويعصموه من برائن الأعداء اللئام. وأمّا بواطن  
 بچوں سے اسے بچائیں۔ رہے لوگوں کے باطن اور ان کا پاک کرنا میل کچیل سے۔ اور بچانا  
 الناس. وتطهيرها من الأذناس. وتنجية الخلق من شر الوسواس  
 لوگوں کو شیطان سے۔ اور ان کی نگہبانی کرنا آفتوں سے دعاؤں کے ساتھ اور  
 الخناس. وحفظهم من الآفات بعقد الهمة والدعوات. فهذا أمر أرفع  
 عقد ہمت کے ساتھ سو یہ معاملہ بادشاہوں کی طاقت اور ہمت سے باہر اور  
 من طاقة الملوک وهمهم كما لا يخفى على ذوى الحصة. وما  
 بالاتر ہے اور دانشمندیوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ اور بادشاہوں کو ملک کی باگ  
 فَوْضَ زمام الملك إلى أيدي السلاطين. إلا لحفظ الصور الإسلامية  
 اس لئے سپرد کی جاتی ہے کہ وہ اسلامی صورتوں کو شیاطین کی دستبرد سے  
 من بطش الشياطين. لا لتزكية النفوس وتنوير العمين. فما كان  
 بچائیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ نفوس کو پاک صاف کریں اور آنکھوں کو نورانی بنائیں۔  
 مبلغ جهدهم إلا أن تدفع إليهم الخراج بالجبر أو التراضي.  
 اصل میں ان کی بڑی کوشش یہی ہے کہ ان کو طوعاً و کرہاً خراج دیا جاوے اور ان کے  
 ويرتب الديوان الذى تُحصى فيه مقادير الأراضي. وان  
 ہاں ایسے دفتر مرتب ہوں جن میں زمینوں کی مقادیر ضبط رہیں۔ اور دشمنوں  
 تهيئاً جنود بحذة عساكر الأعداء. وأن ينصب فوج للسياسات  
 کی فوجوں کے مقابل فوجیں آمادہ اور آراستہ رہیں۔ اور اندرونی سیاست اور امور انتظامیہ

الداخلية وفصل الأحكام والقضاء والإمضاء . فإن تطلبوا  
 کے لئے ایک فوج مقرر کی جائے۔ سو اگر تم ان سے نفسوں کی  
 منهم خدمة اصلاح النفوس . وتهذيب الأخلاق والتنجية  
 اصلاح کی اور اخلاق کے آراستہ کرنے کی اور پادریوں کے  
 من أوهام القسوس . فذالك أمر أرفع من همهم و  
 اوہام سے بچانے کی خدمت چاہو تو یہ کام ان کی ہمت اور دانش سے بالاتر ہے۔  
 دهائمهم . ومنارٌ أُنسى من بنائهم . بل هم قوم مشتغلون بالإصلاح  
 اور یہ ایسا منار ہے جو ان کی عمارت سے بہت رفیع الشان ہے۔ بلکہ وہ لوگ مادی اور سیاسی  
 المادى والسياسى . فما لهم وللإصلاح العلمى والعملى .  
 اصلاح میں مشغول ہیں انہیں علمی اور عملی اصلاح سے کیا مناسبت اور کیا تعلق۔  
 فحاصل الكلام أن الملوك والأمراء لا يقدرّون على ﴿٦٥﴾  
 بادشاہوں اور امیروں کو قدرت نہیں کہ بری خواہشوں کو دور کر سکیں۔ اور وہ کیونکر  
 أن يزيلوا الأهواء . وكيف يهدون غيرهم وهم يمشون كناقاة  
 دوسروں کو راہ دکھائیں جبکہ وہ آپ ہی اندھی اونٹنی کی طرح چلتے ہیں۔ ٹیڑھے دل سے کیا توقع  
 عشواء . وكيف يُتَوَقَّع من قلب زايغ أن يُقوم نفسًا ذات عدواء .  
 ہو سکے کہ وہ کسی بیمار جان کو سیدھا کرے گا اور بد بختوں کو نیک بخت کرے گا اور لڑکھڑانے والے  
 وأن يُسعد الأَشقياء؟ وأن يأخذ بيد المتخاذلين . ويقود الضعفاء .  
 کا ہاتھ پکڑے گا۔ اور کمزوروں کی رہبری کرے گا۔ اور اندھوں کی  
 وأن يفتح عيون العميين وأن يرفع حجب المحجوبين؟ بل ملوك  
 آنکھیں کھولے گا اور مجبوروں کے پردے دور کرے گا بلکہ اسلام کے  
 الإسلام في هذه الأيام كالسكاري أو الأسارى . أو القمر  
 بادشاہ آج کل متوالوں یا قیدیوں کی طرح ہیں یا گہنائے ہوئے چاند کی

المنخسف بين هالة النصارى. فكيف يصدر من عضدهم  
 طرح ہیں ہالہ میں۔ سو ان کے بازو سے جنگی بہادروں کا  
 فعل من بارز وباری؟ بل ہم قعدوا فی البيوت  
 کام کیونکر نکل سکے۔ بلکہ وہ تو بیٹھے ہوئے ہیں گھروں میں جیسا کہ عذاری۔  
 كالعذاری. ثم من معائب هذه الملوک أنهم لا  
 اس کے علاوہ ان میں یہ عیب بھی ہے کہ وہ عربی زبان کی اشاعت نہیں کرتے  
 يشيعون العربية. ويشيعون التركية أو الفارسية. وکان من  
 اور ترکی یا فارسی زبان کی اشاعت کرتے ہیں اور واجب تھا کہ اسلامی شہروں میں  
 الواجب أن يُشاع هذه اللسان فی البلاد الإسلامية. فإنه  
 عربی زبان پھیلائی جاتی۔ اس لئے کہ وہ زبان ہے اللہ کی اور اس کے  
 لسان اللہ ولسان رسوله ولسان الصحف المطهرة. و  
 رسول کی اور پاک نوشتوں کی۔ اور ہم تعظیم کی نگاہ سے ان مسلمانوں کو  
 لا ننظر بنظر التعظیم إلى قوم لا يُكرمون هذا اللسان. ولا  
 نہیں دیکھتے جو اس زبان کی تعظیم نہیں کرتے اور نہ ہی اسے اپنے شہر میں پھیلاتے ہیں اس لئے  
 يشيعونها فی بلادهم ليرجموا الشيطان. وهذا من أول أسباب  
 کہ شیطان کو پتھراؤ کریں اور یہ بڑا سبب ہے ان کی تباہی کا اور ان کے وبال کا  
 اختلالهم. وأمارات وبالهم. فإنهم تمايلوا على دمنة من حديقة  
 نشان ہے۔ اس لئے کہ وہ سترے باغ کو چھوڑ کر گوبر کے دمنہ پر جھک پڑے ہیں۔ اور  
 مطهرة. ونبذوا من أيديهم حريتهم ومزقوا عيبتهم. واستبدلوا  
 اپنے ہاتھوں سے اپنا مال پھینک دیا ہے۔ اور اپنا تھیلا (جس میں مال اسباب رکھا جاتا ہے)  
 الذی هو أدنى بالذی هو أرفع وأعلى. وشابها قوم موسى.  
 پارہ پارہ کر دیا ہے اور ادنیٰ کو اعلیٰ کے بدلہ لے لیا ہے اور یہودیوں کی مانند ہو گئے ہیں۔ اور اگر

ولو أرادوا جعلوا العربية لسان القوم. ولو سلکوا هذا المسلك  
چاہتے تو عربی کو قومی زبان بناتے۔ اس لئے کہ عربی زبان تمام  
لُعصموا من اللوم. فإن العربية أم الألسنة. وفيها أصناف العجائب و  
زبانوں کی ماں ہے اور اُس میں قسم قسم کے  
و دائع القدرة. فمثل رجل مسلم يترك العربية ويُفضل عليها ألسنة  
عجائبات اور قدرت کی امانتیں ہیں۔ سو مثال اس شخص کی جو عربی زبان کو چھوڑتا اور  
آخری کمثل دنیء یتمشش الخنزیر و یتربک طعاما هو أطيب  
دوسری زبانوں کو اس پر ترجیح دیتا ہے۔ اس پست ہمت کی مثال ہے جو اچھے سترے کھانے کو  
وأحلى. فلا شك أن التركيّة والفارسيّة تصدت لهم كطرار نقصت  
چھوڑ کر خنزیر کی ہڈیوں کا گودا کھاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ترکی اور فارسی نے  
دينهم وخلصت ما لهم. أو كذئب افترست عنقهم ومزقت  
ایک کیسہ بر کی طرح ان کے دین کو کم کر دیا اور مال اڑا لیا ہے۔ یا بھیڑیے کی  
اقبالهم. وأضرّت دنياهم ومآلهم. وجعلهم كالكلحل  
طرح ان کے ریسوں کو پھاڑ کھایا اور ان کے اقبال کو چاک کر دیا ہے اور ان کی دنیا اور آخرت کو  
سحقا. وكالطحن دقا. وما نقول إلا حقا. فقد كذب من  
نقصان پہنچایا ہے اور انہیں گُوٹ اور پیس کر سُرمہ اور آٹے کی طرح کر دیا  
ذکرهم بحمد وقّاه. وبنشرٍ ملاً به فاه. وحسبهم خلفاء  
ہے۔ سو جھوٹ بولا اس نے جس نے ان کا ذکر تعریف کے ساتھ کیا اور ان کو  
اللّه على الأرض وفسق من أنكر دعواه. إنه يرتاد جفنة الجواد. لا  
زمین پر خدا کے خلیفے سمجھا اور اپنے دعوے کے منکر کو فاسق ٹھہرایا۔ ایسا شخص تو  
خليفة البلاد. ويستقري أن يرشح له ويسح عليه  
نقدی اور بخشش کا طالب ہے اُسے خلیفہ خلافت سے کیا تعلق۔ وہ تو اس بات کا طالب ہے کہ



بکلمتیہ. و یحرز العین بغض عینیہ. فالحق أن نسبة الخلافة  
دو باتیں کہیں اور انعام خطاب لے لیا اور اس چشم پوشی سے اس کی غرض روپیہ کمانا ہے۔ سو سچی  
إلیہم خلاف. و کذب و اعتساف. هذا حال السلاطین☆  
بات یہ ہے کہ ان کو خلیفہ کہنا خلاف حق اور ظلم کی بات ہے۔ اے نوجوانو یہ ہے حال بادشاہوں  
أیہا الفتیان. و نذکر بعد ذالک علماء هذا الزمان الذین یُعزّی  
کا۔ اب ہم زمانہ کے علماء کا حال بیان کرتے ہیں۔ جن کی طرف  
إلیہم الفضل و العرفان. واللہ المستعان. و لا حاجة إلی  
بزرگی اور معرفت کو منسوب کیا جاتا ہے۔ اب اس سے آگے ترجمہ کی کوئی  
الترجمة و الترجمان. فإنہم یدعون علم اللسان.  
ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ وہ خود زبان دانی کے مدعی ہیں۔

## فی ذکر علماء هذا الزمان

لما ثبت مما سبق من البيان أن ملوك الإسلام في هذا الزمان لا  
يطيقون أن يصلحوا المفسد التي تضرمت كالنيران. بقى لك حق  
أن تقول ان هذه الفتن قد تولدت من جهل الجهلاء. و ستندم من  
تعليم العلماء. فإنهم ورثاء النبي و كرامة هذا الميدان. و إنهم مُنَوَّرُونَ  
بنور العلم فيرجى منهم أن يصلحوا ما لم يصلحه سلاطين البلدان.

☆ ليس مرادنا ههنا من ذكر ملوك الاسلام ان كلهم ظالمون. او كلهم  
مفسدون بل بعضهم صالحون. لا يظلمون الناس و يرحمون كما هو سلطان الروم  
و نشى عليه لبعض خليقة المعلوم. بيد ان امر الخلافة امر عسير و لا يعطى الا البصير  
لا لضربير. و ما اعطى هذا السهم لكل كنانة. و ان كانوا ذا مرتبة و مكانة. منه

فاعلم أنى طالما حضرت مجالس هذه العلماء. و خلوت بهم كالأحباء. وربما جئت بعضهم بزى نكرته كالغرباء. أو الجهلاء. و جرتهم عند محبتهم والشحناء. والبؤس والرخاء. و علمت دخلة أمرهم و مبلغ هممهم و ما عندهم من الاتقاء. فظهر على أن أكثرهم للإسلام كالداء لا كالدواء. وللسدين كالهجوم المظلم والهوجاء. لا كالسراج المنير والضياء. جمعوا كل عيب فى السيرة والمريرة. ولطخوا أنفسهم بالمعائب الكثيرة. يجلبون أموال الناس إلى أنفسهم من كل مكيدة. بأى طريق اتفق وبأية حيلة. يقولون ولا يفعلون. ويعظون ولا يتعظون. ويتمنون أن يحصدوا ولا يزرعون. قلوبهم قاسية وألسنتهم مفحشة. و صدورهم مظلمة وآرائهم ضعيفة. و قرائحهم جامدة. و عقولهم ناقصة. و هممهم سافلة و أعمالهم فاسدة. ما ترى نيتهم فيمن خالفوه من غير أن يفيضوا فيه بأى حيلة يكفرونه أو يؤذونه. وفى ماله الذى يرجى حصوله بأى طريق يأخذونه. و يتكبرون بعلم قليل يسير. وليسوا إلا كحمير ☆. يأمررون الناس بترك الدنيا و زخرفها ثم يطلبونها أزيد من العوام. ويسعون أن يتعاطوها ولو بطريق الحرام. ينتهزون مواضع صدقات الأمراء. فإذا أخبروا فوافوهم فى الطمرين كالغرباء. ويسألون إلحافاً ولو لكموا لكمة. أو ثنى عليهم بلطمة. يتبعون الجنائز ولكن لا للصلواة. بل للصدقات. لا يقبلون الحق ولا يفهمونه ولو كان بيان يُسمع الصم. ويُنزل العصم. الجبن من صفاتهم. و طير الأهواء فى وكناتهم. البخل فطرتهم و

☆ الحاشية: ليس كلامنا هذافى اخيارهم بل فى اشرارهم. منه

﴿ ۶۹ ﴾

الحسد ملّتهم. وتحريف الشريعة شرعتهم. هم عند الغضب ذياب. وفي وقت الأكل دواب. ليس سخطهم ولا رضاهم إلا لنفوسهم الأمارّة. وليس ذكرهم وتسييحهم إلا للنظارة. انظر إليهم في المجامع ولا تنظر إليهم في الخلوّة. لتري السبحة في أيديهم ولا تری فعلا آخر يفسد ظنك في هذه الفرقة. يُكرهون الناس ليدفعوا إليهم مما هو عندهم من الدرهم أو الكساء. وإن بلغهم المتربة إلى فناء الفناء. يحسبون أنفسهم مالک رقاب الناس. إن شاءوا يُسمّوهم ملائكة وإن شاءوا يسموهم إخوان الخناس. إن كانت عندهم شهادة فلا يصدقون. وإن يُستفتوا فلطمع قليل يكتمون الحق ويكذبون. يؤمّون الناس في صلواتهم كالمستأجرين. بل تری بعضهم يأكل أوقاف المساجد من غير حق ويُتلف حقوق المساكين. ويأبى أن يؤمّ غيره ويقول هذا مسجدى أو ممّ فيه من الستين. وإن كان غيره أفضل منه وأعلم ومن المتّقين. بل وإن كان الناس يكرهون إمامته ويعدّونه من الفاسقين. ويُرافع إلى الحكّام إن عُزل من إمامة المسجد طمعا فيما وُقف عليه من العسجد. وتراى بعضهم لو اطلعوا على مال كسبته أو كنز أصبته. جمعوا عليك كاذبة. وجاءوك كأحبة. ثم لا يسرحون فناء دارك. حتى يأكلوا من ثمارك. وتجد قلوب أكثرهم كالأرض التي أجذبت وكانت من أردء أقسام حرة. لا تنبت نباتا حسنا وما تری منها من غير مضرة. لا يوجد فيهم أثر حلم بل سبقوا السباع بحدّة الأسنان. وأسلّة اللسان. يأتونكم في جلود الضأن. وهم ذياب مفترسة بأنواع البهتان. بشرط أن لا يعرض عليهم ترس العقيان.

يخرجون على الناس بدنية تقلّسوها. وفوطة تطلّسوها. وعمامة تعمّموها. وجبة جمّلوها. وكتب حملوها. وزُغِب شملوها. هذا ما يُظهرون. وذلك ما يعملون. خرجوا في طلب الدنيا ونسوا الدار التي إليها يرجعون. وإذا قيل لهم أتأكلون رزقا فيه شبهة قالوا لا بأس علينا إنا لمضطرون. وليسوا بمضطرين وإن هم إلا يكذبون. تركوا دار الأمن من التقوى. وحلّوا بأرض فيها يُغتال الناس ويُخطفون. يؤتون نض الإيمان للرغفان. ويتمايلون على المجان. وتكتب أيديهم فتاوى الزور والبهتان. ويجح إيمانهم درهم أو درهمان. يمنعون الناس من الحق ويوسوسون كالشيطان. وإذا رأوا أوانى نظيفة فيها ألوان أطعمة. سقطوا عليها كأذبة. أو كأنسر على جيفة. يستوكفون الأكف بالوعظ المخلوط بالكاء. ويستقرون الصيد بتقمّص لباس الفقهاء. ما بقى شغلهم إلا المكائد. وكمثلهم أين الصائد. ولذلك نُحِتت كتب السمر لإراءة أعمالهم. وبيّن في القصص الفرضية حقيقة أحوالهم. فسماهم بعض السامر بأبي الفتح الاسكندري. والآخر بأبي زيد السروجي. وما هما إلا هذه العلماء. فاعتبروا يا أولى الدهاء. وإن الذين نحتوا كمثل هذه القصص من عند أنفسهم ما نحتوها إلا بعد ما ارتعدت قلوبهم من رؤية تلك العالمين. واقشعرت جلدتهم من مشاهدة مكائد هؤلاء المغارين. ورأوا أنهم قوم آمن ببيانهم. وكفر جنانهم. فأنشأوا مقامات تنبئها للغافلين. وعزوا نشأتها وروايتها إلى رجال آخرين. بما كانوا خائفين من الخبيثين. وكذلك أدوا شهادة كانت عندهم على العلماء. ولو كانوا في هذا الزمن لأقروا بمكائدهم ولكن ما عدّوهم من الأدباء. فإن العلماء الذين خلوا من

قبل كان كلامهم لطيفاً. وإن كان دينهم رغيماً. وأمّا المتصّلون الذين  
 تجدونهم في زماننا في كل بلدة كقطع الغنم. فهم ليسوا إلا عبدة الرغفان. لا  
 من الأدباء ولا من أهل القلم. وما غُذوا بلبان البيان. وما أُشربوا كأس الحجة  
 والبرهان. يسكتون ألفاً وينطقون خلفاً. ليسوا متوغلين في العلوم العربية. ولا  
 مُرتوين من العيون الأدبية. كثر تكبرهم. وقَلَّ تدبّرهم. لا يقدرّون على نطق  
 يفيد الناس. بل يزيدون بقولهم الشبهة والوسواس. إذا صمتوا فصمتهم ترك  
 للواجب وصقع. وإذا نطقوا فنطقهم ميت ليس له وقع. قصرت همّتهم. وفترت  
 عزمتهم. لا يعلمون إلا الأمانى كاليهود. وليس صلواتهم من دون القيام  
 والعود. ما بقي لهم مسٌّ بمعضلات الشريعة. ولا دخلٌ في دقائق الطريقة. ولو  
 انتقدتهم لوجدت أكثرهم سقطاً وكالأنعام. وأيقنت أن وجودهم إحدى  
 المصائب على الإسلام. تجدهم كزعم الناس في الإفحاش. وكالكلاب في  
 الهراش. يحسبون كأنهم يُتركون سُدى. وليس مع اليوم غدا. ما كان على  
 الحق الغشاء. ولكن تغلّب عليهم الشقاء. عندهم تكفير الناس أمرٌ هينٌ.  
 والاعتقاد بموت عيسى له وجه بيّنٌ. وتالله إنهم ما يقصدون فتح الإسلام. بل  
 يقصدون فتح القسوس كالأعداء اللئام. ويتركون الدين في الظلام. وينصرون  
 عقيدة النصرى بخز عبيلاتهم. وبهفوات آباءهم وجهلاتهم. وقد أمرُوا أن يتبعوا  
 الحَكَمَ الذى هو نازل من السماء. ولا يتصدّوا له بالمراء. فما أطاعوا أمر الله  
 الودود. بل إذا ظهر فيهم المسيح الموعود. فكفروا به كأنهم اليهود. وقد نزل  
 ذلك الموعود عند طوفان الصليب. وعند تقليب الإسلام كل التقلب. فهل

اتَّبِع العلماء هذا المسيح؟ كلا. بل اكفروه وأظهروا الكفر القبيح. وأصروا على الأباطيل وخدموا القسوس. فأخذهم القسوس وشجوا الرؤوس. وأذاقوهم ما يذيقون المحبوس. فرأوا اليوم المنحوس. سيقول السفهاء أن الدولة البريطانية أعانت القسيسين. ونصرتهم بحيلٍ تُشابه الجبل الركين. لئنصروا المسلمين فما جريمة العالمين. والأمر ليس كذلك والعلماء ليسوا بمعذورين. فإن الدولة ما نصر القسوس بأموالها ولا بجنود مقاتلين. وما أعطتهم حريةً أزيد منكم ليرتاب من كان من المرتابين. بل أشاعت قانوناً سواء بيننا وبينهم ولها حق عليكم لو كنتم شاكرين. أتريدون أن تُسيئوا إلى قوم هم أحسنوا إليكم والله لا يُحب الكفارين الغامطين. ومن إحسانهم أنكم تعيشون بالأمن والأمان. وقد كنتم تُخطفون من قبل هذه الدولة في هذه البلدان. وأما اليوم فلا يؤذيكم ذباب ولا بقّة ولا أحد من الجيران. وإن ليلكم أقرب إلى الأمن من نهار قوم خلت قبل هذا الزمان. ومن الدولة حفظة عليكم لتعضّموا من اللصوص وأهل العدوان. وهل جزاء الإحسان الا الإحسان. إننا رأينا من قبلها زمانا موجعا من دونه الحطمة. واليوم بجنتها عُرضت علينا الجنة نقطف من ثمارها. ونأوى إلى أشجارها. ولذلك قلتُ غير مرّة أن الجهاد ورفع السيف عليهم ذنب عظيم. وكيف يؤذى المحسن من هو كريم؟ ومن آذى محسنه فهو لئيم. وإن كُفران خيرٍ أصابك من الإنسان أو الحيوان. ما هو الا كُفران نعمة الرحمان. وإن أقسى القلوب عند الله الكريم. قلبٌ ينسى إحسان المحسن الرحيم. ويؤذى رجلا أو اه إليه كالمحبوب. ونجّاه من الكروب. ومن أساء إلى المحسن فهو قلب ملعون. أو كلب مجنون.

ولذلك ليس من شأن المؤمنين. أن يقتلوا القسيسين. فإنهم ما تقلدوا أسلحة. وما قتلوا للدين مسلماً أو مسلمة. فليس من البر أن تسلوا سيوفاً بحذائهم. أو تثقفوا أسنة لإيذائهم. بل أعدوا كمثل ما أعدوا. وذلك حكم القرآن فافهموا وجدوا. ولا تعتدوا إن الله لا يحب المعتدين. سيصول على شريير أو ضرير ويقول ويحك أتحرّم الجهاد. وأنا أنتظر المهدي الذي يسفك الدماء ويفتح البلاد. ويأسر كل من أرى الكفر والعناد. فالجواب أن هذه القصص ما ثبتت بالقرآن. بل ياتي المهدي بوقار وسكينة. لا كمجنون بالسيف والسنان. أيقبل عقل سليم وفهم مستقيم أن يخرج المهدي بسيف مسلول ويقتل الغافلين؟ وما كان الله أن يُعذب أمة قبل أن يفهم بالآيات والبراهين. وإن هذا أمر لا نجد نموذجه في سنن المرسلين. ولا يصدر كمثل هذا الفعل الا من المجانين. فعدّلوا ميزان العقل. ولا تميلوا كل الميل إلى سمر النقل. واتّقوا طعن العقلاء وانبذوا السيف الذرب. ولا تؤثروا الطعن والضرب. ولا تنسوا حديث "يضع الحرب". ما لكم لا تأخذون حظاً من المِقة. كإخوان الصدق والثقة؟ أليس عندكم الا المرهفات. واللهزم والقناة. أو برأتم من سبل الحصاة. وإن المهدي قد أتى وعرفه العارفون. وهو الذي يكلمكم أيها النائمون. فوجدتم ثم فقدتم كأنكم لا تعرفون. كفرنّي هذه العلماء من التزوير والتليس. وكيف لا والشيخ المفتي إبليس؟ وإن القسوس طربوا وشهقوا بوجود هذه العلماء. وآوهم إلى سررهم إعزازاً للرفقاء. فإنهم آثروا الكذب لإحياء عيسى وزينوا دقارير. ونسوا مضجع

ابن مريم بكشمير. فلما رأى القسوس بعد التمرّس والتجربة. أنهم  
حُماتهم فى جعل عيسى من الآلهة. قالوا لنا عند المسلمين شهادة فى  
عظمة ربنا المسيح. فإنهم يُقرّون بصفاته الربانية بالتصريح. وما كذبوا فى  
هذا البيان. وإن كانوا كاذبين عند الرحمان. فإنك تعلم أن هذه العلماء قد  
تفوّهوا بألفاظ فى شأن عيسى ليس معناها من غير أنهم جعلوه لله كالمُتبنّى.  
ولن تعود دولة الإسلام إلى الإسلام. من غير أن يتّقوا ويوحّدوا ويدوسوا  
هذه العقيدة تحت الأقدام. إنهم يُحطّون ويدعّون كل يوم إلى تحت الثرى.  
الا إذا اتّقوا وجعلوا عيسى من الموتى. والله إنى أرى حياة الإسلام فى  
موت ابن مريم. فطوبى للذى فهم هذا السرّ وفهم. ألا ترون القسيسين  
كيف يُصرون على حياته؟ ويثبتون ألوهيته من صفاته؟ فأين فيكم  
رجل يردّ عليهم لله ومرضاته؟ ويثبت أنه من الموتى ويسدد قوله  
من جميع جهاته. ويقوم سهمه مع موالاته. ويهزم العدوّ بصايبه ومصمياته؟  
كلا. بل أنتم تعاونونهم وتنصرون. وبأصوات النواقيس تفرحون.  
ولا تُسفرون عن أوجهكم. أنتم القسوس أم المسلمون؟ أتحولون  
حولهم لعلّكم تُرزقون؟ أو تُوقّرون بهم وتُعزّزون؟ والله العزّة جميعا  
وله خزائن السماوات والأرض وكل ما تطلبون. فما لكم لا تؤمنون  
بالله ولا تتوكلون. ليسوا سواء زمر العلماء. فريق اتقوا وفريق يفسقون.  
﴿٤٣﴾  
إن الذين اتّقوا لا نذكرهم الا بالخير وسيهديهم الله فإذا هم يُبصرون.  
وإذا قيل لهم كفّروا هذا الرجل الذى يقول إنى أنا المسيح قالوا  
مالنا أن نتكلّم بغير علم وإنّا خائفون. وقد أخطأ كل من استعجل فى



موسى وعيسى وفى نبينا المصطفى فلم تستعجلون؟ إن يك كاذبا فعليه كذبه وإن يك صادقا فنخاف أن نعصى الله والذين يُرسلون. وقوم آخرون منهم آمنوا بالحق وأوذوا فصبروا عليه وأخرجوا من دورهم ومساجدهم وحُقروا بعد ما كانوا يُعظَّمون. وإذا رأوا آية من الآيات. والأنوار النازلة من السماوات. زاد إيمانهم. وأشرق عرفانهم. ورضوا بكل مصيبة بما عرفوا من الحق. وماتوا من هذه الدنيا وكل يوم إلى الله يُجذبون. ترى أعينهم تفيض من الدمع ربنا إننا سمعنا مناديا ورأينا هاديا فآمنا به فاغفر لنا ربنا وكفر عنا سيئاتنا ولا تمتنا الا ونحن عليه ثابتون. أولئك الذين أرضوا ربهم وله تركوا صحبهم وصيل على بعضهم فقضوا نجبهم أولئك عليهم صلوات الله وبركاته وأولئك هم المهتدون. إن الذين بَلَّغْتُهُمْ بشارَةَ بعث المسيح فما قبلوها أولئك هم المحرومون. يضاهئون النصارى بعقائدهم ولا يشعرون. يقولون إن القسوس أقرب منكم إلى الحق أولئك الذين لعنهم الله والملائكة والصلحاء أجمعون. وإن الذين شقوا ما والاهم الا من ولى. وما صافاهم الا القلب الذى صار كالكلب ومن النور تخلّى. ونشأ فى الجهل وبالعلم ما تخلّى. فسيعلم إذا الله تجلّى. ألا يرون الطاعون؟ ألا يرون سهام أشرار. كأنها شواظ من نار؟ وقدنزل العدا بساحتهم وتشمروا لإجاحتهم فما بارزوا الأعداء وما أعدوا. وما فكروا فى حيل أجاحوا الدين بها وردوا. انظروا إلى هذه العلماء. إنهم ما دخلوا الدار من بابها البيضاء. بل تسوَّروا جدران الحق من الاجتراء. وإن المسيح قد وافاهم مع العلوم النخب. رُحْمًا من الله ذى العجب. وما

أنضوا إليه ركاب الطلب. بل اضطربت نار الفتن فاقتضت ماء السماء. فنزل مسيح الله بعد ما نزلت على الناس أنواع البلاء. وترون كيف صالت القسوس وشاعت الملة النصرانية. وقلّت الأنوار الإيمانية. ودقّت المباحث الدينية في هذا الزمان. وصارت معضلاتها شيء لا تفتح أبوابها من دون الرحمان. فالיום إن كان زمام الدين في أكف هذه العلماء. فلا شك في خاتمة الشريعة الغراء. فإنهم إذا بارزوا فولّوا الدبر كالمبهوت المستهام. وكانوا سببا لاستخفاف الإسلام. وكيف يتصدّى رجل للحرب. قبل أن يُمرّن على عمل الطعن والضرب؟ ووالله إنهم قوم لا توجد في كلامهم قوّة. ولا في أقلامهم سطوة. ثم مع ذلك يوجد في أقوالهم سمّ الرياء. ولا يتفوّهون من الإخلاص والاتّقاء. بل تشهد فيها أنواع العفونة. من الجهل والتعصّب والرعونة. ولا يُرى فيها صبغ من الروحانية. ولا يُؤنس شيء من النفحات الإيمانية. ولا يكون محصلها الا ذخيرة الشك والريب. ولا يُرشح على قلوبهم علم من الغيب. ولذلك لا يقدرّون على تسلية المرتابين. وتبكيّت المعترضين. بل هم في شك ومن المتذبذبين. وكثير منهم نجد منهم ربح الدهريين. وليس قولهم الا كالسرجين. أو كميّت قبر من غير التكفين. وليسوا الا عارا على الإسلام وتبارا للمسلمين. لاسيما في هذا الحين. فإن الناس يتطلّبون في هذا الأوان. من يُخرجهم من ظلمات الشك إلى نور الإيقان. ويحتاجون إلى نطق يُشفي النفس. وينفي اللبس. ويكشف عن الحقيقة الغمّي. و يوضح المعمّي. فأين في هؤلاء رجل توجد فيه هذه الصفات.

﴿٤٦﴾

وكيف من غير حديد تُكسر الصفات؟ وأين فيهم رجل بليغ يتمايل عليه  
الجلاس؟ وأين فصيح يتفوه بكلم يستملحها الناس؟ وأين فيهم مُزكى  
يُحيى القلوب. ويهب السكينة ويدراً الكروب؟ وأين كلام تحكى لآلى  
منضدة؟ وأين بيان يضاهى قطوفاً مذلة؟ بل أخلدوا إلى الأرض بحرص  
شديد. فأنى لهم التناوش من مكان بعيد؟ وما كان لأحد أن يكون قادراً على  
حُسن الجواب. وفصل الخطاب. ومستمكناً من قول هو أقرب إلى  
الصواب من غير أن ينفخ فيه من رب الأرباب. فانظروا أتجدون فيهم من  
يُبكت المخالف في كل مورد تورده. ويُسكت الزارى عند كل كلام  
أورده؟ أتجدون فيهم من كان سباق غايات في ملح الأدب وغرر البيان. ولا  
يأخذه خجالة في أساليب التبيان. ثم مع ذلك كان البيان في معارف  
الفرقان. مع التزام الحق والصدق والاجتناب من الهديان؟ أرايتم فيهم  
من يُخوف قرنه بالبلاغة الرائعة. ويذيب النفوس بالكلم الذائبة المائعة. أو  
يُرى الكلام في الصورة كالدُرر المنثورة؟ ولن ترى فيه صريعاً.  
ومن كان في العلوم يحكى بقيعاً. نعم ترى فيهم أمواج تكبر وخيلاء. من  
غير فطنة ودهاء. ثم مع هذا الجهل بلغت رؤوسهم إلى السماء. ولا  
يمشون على استحياء. ولا ينتهون من تصلف واستعلاء ورعونة ورياء.  
وتحقير وازدراء. وكأين من آية أنزلها الله ثم لا يُصغون. ويمرّون ضاحكين  
على الله ورسله ويستهزءون. ولا يعبدون الا أهواءهم ولا يتدبرون. و  
قالوا أرنا آية من الله. وقد ظهرت الآيات من السماوات والأرض  
لقوم يتقون. وقيل إن كنتم في شك من كلامي فأتوا بكلام من مثله

فما آتوا بمثله وما تركوا الظن الذى به أنفسهم يهلكون. وإن منصب العلماء خطب خطير. وأمر كبير. لا يليق لهذه الخدمة الا الذى فُتحت عليه أبواب الحجّة البالغة. ورُزق نظرًا مُنقَّحًا من حضرة الغيب. وعِلْمًا مُنزَّها عن الشك والريب. ومع ذلك أُعطى عذوبة البيان. والمُلح الأدبية والحلل المستحسنة لإراءة ما فى الجنان. وعُصِم من معرّة الحصر واللكن. وأُسبغ عليه عطاء اللسن. ولكن هؤلاء الذين يُسمّون أنفسهم علماء. ما أعطاهم قسمة الله الا الضوضاء. قرءوا القرآن. وما مس القرآن الا اللسان. وما رأى القرآن جنانهم وما رأى جنانهم الفرقان. وأروا أفعالًا خَجَلوا بها الشيطان. ترى عقدة على لسانهم. وقبضًا فى جنانهم. ودَجَلًا فى بيانهم. ما أيد نطقهم بالحجة. وما سلك قولهم فى سلك البلاغة. تراهم كغبيّ غمر ليس له معرفة. ولا يُدرى أَقْفِل على لسانه أو لكنة. كأنهم حُصروا فى مكان ضيق ولا يتراءى سبيل. وأكل تمرهم دودة النفس وما بقى الا فتيل. تمترس ألسنتهم فى الخصومات. ولا يُعدّون للعدا ما يُبغّتهم عند المباحثات. ولا يُظهرون جوهر الإسلام. بل يتكلمون كمدلّس متزلزلة الأقدام. فيجعلون الإسلام غرضًا للسهام. أولئك كالأنعام. وإن نطق الأنعام ليس به هين. وندامة الخرس أشد من الحين. يطلبون قنطارًا من العين. ولا يطلبون بصارة العين. يُظهرون جهامهم وابلًا. وسقطهم جوهرًا قابلا. ولا يضاؤون الا حابلا. ولا أقول حسدا من عند نفسى ولا من الابتدار والعجلة. وأعوذ بالله من الحسد والكذب والتهمة. بل قلتُ كل ما قلتُ بعد التمرّس والتجربة.

الا الذين طابت طينتهم وصلحت نيتهم. فأولئك مُنزهون عن هذه الملامة. ولا أُفْسَق الا الذين فسقوا ولا أُجْهَل الا الذين جهلوا. وتلك الحبوب هي الأكثر في هذه العرمة. وإن كنتم في شك فامعنوا النظر مراراً. وسرحوا الطرف أطواراً. وتدبّروا تؤدة ووقاراً. وانظروا. هل تجدونهم من حماسة الإسلام وخدام الملة؟ وهل تتوسّمون فيهم ميسم الأبرار وذوى الفطنة؟ بل هم يشابهون جهاما وخلباً. ويضاهئون متصلاً قلباً. لا تجد فيهم ريح الصادقين. ولا راح العارفين. ينقلبون في قوايب العلماء. ولا تجدهم الا كقالب من غير قلب الأتقياء. إن هم الا كالأنعام. ما أرضعوا ثدى العلم وما أشربوا كأس الكرام. يخدعون الناس بحلل العلماء. وسناعة المتاع وحسن الرواء. وإن هم الا قبور مبيضة عند العقلاء. وليس عندهم من غير لُحَى طُولت. وأنف شمخت. ووجوه عبست. وقلوب زاغت. وألسن سلّطت. وكلم تعفّنت. يرمون البريئين. ويكفّرون المسلمين. وكم من خصال فيهم تحكى خصائل سباع. وكم من أعمال تشابه عمل لكاع. وكم من لدغ سبق لمدغ حيوات الصحراء. وكم من طعن خجل قنا الهيجاء. يدعون أنهم على خلق إدريس. ثم يُظهرون خليقة إبليس. فالحاصل أنهم ليسوا رجال هذا الميدان. بل هم قوم استولى عليهم الوهن والكسل كالنسون. ورضوا بالدنيا الدنيّة واطمأنوا بها فيخلدون كل يوم إلى وهاد العصيان. يُأثّمون الناس ويُفسّقونهم بالألسنة المتطاولة. مع أن نفوسهم قد اتّسخت بدران المعصية. يبادرون إلى مواضع الشح والنهمة. ويتقاعسون

من میادین نصرۃ الملة. يتمايلون على عرض هذا الأدنى. وخذعهم متاع قليل أكدي. يعظون على المنابر. ويتراءون كالمتمقى الصابر. وإذا قضاوا الصلاة. وازمعو الانفلات. فنسوا ما وعظوا كرجل مات. فمن فيهم يوجد فيه مواساة الدين. ومقاساة الشدة للشرع المتين؟ ومن ذا الذي ذاب لدين المصطفى. والوجد نفي عنه الكرى. وبرى اعظمه لما انبرى؟ ثم مع ذلك كثر فيهم الكسل والغفلة. وقلت الفطنة. وأنى فيهم قوم يستقرون مجاهل. ويردون مناهل. ويستخرجون دُرر العرفان. من بحار اشتدت إليها الحاجة للزمان؟ بل تراهم من جذبات النفس كالسكارى. وفي أهوائها كالأسارى. مالهم أن يكشفوا عن وجه المعضلات النقاب. ويجددوا ما دُرس وغاب. ويُنقحوا الأمور ويجمعوا ما صلح وتاب. ☆ ويجتنبوا الاحتطاب. ويُنفدوا الأعمار لتعرف الحقائق. ويؤذّبوا الأبدان لأخذ الدقائق. وأن لا يبرحوا فناء تحصيلها. حتى يتيسر سلوك سبيلها. ويتضح معالم دليلها. ويرشح على صدورهم خفايا الدين. ويُلقى في قلوبهم علم اليقين. كلا بل ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون أنهم من المحسنين. وما ترى في كلمهم روحانية وتراهم كالمحتطبين. واشتدت حاجة الإسلام في زمننا إلى آراء صائبة. وأفكار مستنبطة. وطباع متوقّدة. وقلوب صافية. وهمم منعقدة. وأدعية مقبولة. وفيوض من الله متوالية. ومساعي لله جارية. وقد ضاق وقت إصلاح الأمة. وما بقى إلا كرمق المهجّة. وما يُجدى طلاب الآثار. بعد ما فُقد العين

من الابصار. انظروا إلى الأيام يا سراة الإسلام. وقد مضى خمس من رأس المائة ومن هذا الضيف البدر. فأرونا من جلس على هذا الصدر. وأرونا من قام لجبر سرير انكسر. ووجه منير استتر. واعلموا أن هذا الباب لن يفتح بأسلحة متقلّدة. بل يحتاج إلى دلائل قاطعة. وآيات ساطعة. وإلى العارفين الذين يتدبّرون بشرة الشريعة وخوافيها. ويخدمون ظواهر الملة وما فيها. لتطمئن بها القلوب. وتنكشف الغيوب. وينتفع المحجوب. أيها الكرام. وسراة الإسلام قد جلّ ما عراكم من الداهية. وعظم ما نزل من المصيبة. فأروني ما هيأتكم لدفاع هذه الجنود المجنّدة. أتعرضون علينا هذه العلماء. وهذه المشائخ والفقراء. فانا لله على وقت جاء. ومصيبة حلّت شريعتنا الغراء. الآن يحتاج الإسلام إلى رجل آتته يد الغيب مالم يُعطَ لغيره. وأراه الله ما لم يره أحد في سيره. وجعله الله من الموفقين المنصورين. وورثاء النبيين. ومنّ عليه بالامتياز بالعلم والبصيرة. والهمة والمعرفة. والإصابة والإجادة. وقوّة الإرادة. ووهب له دراية تُعد من خرق العادة. ومتّعه بكثير من الثمار. وما تركه كحرباء يتعلق بالأشجار. ليُلفى الطلابُ عنده حقائق نووها. ويجدوا نشر معارف طووها. وليأخذوا منه العجائب. ولينالوا الغرائب. وليُهرع الخلق إليه كذى مجاعة وبوسى. ويأووا إليه كبنى إسرائيل إلى موسى. وليذوقوا به طعم الأسرار. ويسرحوا في مسرح الأنوار. ومع ذلك من شرائط مصلح أهل الزمان. أن يفوق غيره في التفقه وقوّة البيان. وأن يقدر على إتمام الحجّة ولا كأهل

الصناعة. ويسرد الكلام على أسلوب البراعة. ويعصم نفسه من الخطأ في الآراء. ويرى الحق والباطل كالنهار والليله الليلاء. ليحوز الناس به عين الأمور المنقحة. وليجمعوا دُرر المعارف في صرّة قوّة الحافظة. ومن شرائط المصلح أن يُنقح الإنشاء. ويتصرّف فيه كيف شاء. ويحتنب ركافة البيان. ويؤكّد قوله بالبرهان. وأنت ترى ان هذه الشرائط مفقودة في هذه الفرقة. وما أعطى لهم الا قليل من الصور الإنسانية. بل لا يستيقظون بمواعظ ولا ينتهجون مهجة الحزم والفتنة. وما أراهم إلا كجمادات أو كفرخ الدجاجة. وما مرّ عليهم الا ليلة على الخروج من البيضة. فما ظنك أ يُبطل هؤلاء ما صنع القسوس من أسلحة للإهلاك والإبادة؟ لا والله بل هم كصرعى لا رجال الجلادة. وما بقى فيهم حركة ولا علامة من القصد والإرادة. قد استسنوا قيمة الدنيا ووزنها. واستغزروا ماءها ومزنها. غرّوا باجمال عشرتها. وتجميل قشرتها. وأحالت الأهواء صفاتهم الإنسانية. حتى جهلوا الحقوق الرحمانية. فكيف يُتوقّع منهم نصره الدين؟ وكيف يحيى الميّت بعد التجهيز والتكفين؟ وإن نصره الدين ليس بهين. وما تصل إليها الا بعد أن تصل إلى الحين. ولن يؤتى هذا الفتح لعرض الناس وعامتهم. ولن تهزم العدا بعضيهم وحربتهم. فمن الغباوة أن يفرح رجل بوجودهم. أو يتمنّى خيرا من دودهم. فتحسّسوا يوسف عند الامحال. ولو بالسفر البعيد وشدّ الرحال. ولا تنظروا إلى حُلل هذه العلماء. فإنه ليس فيها من دون البخل والرياء. وسير اخر لا تليق بالصلحاء. وإنى دعوتهم حق الدعاء. فما زادوا الا فى الإباء.



وكم من كتبٍ كتبتُ. ورسائل اقتضيتُ. وجرائد أشعتُ. وفرائد أضعْتُ.  
 فما نفعهم دُرِّي ودُرِّي. وتراهم أحرص الناس على ضيرى وضرى. فلما  
 رأى الله ألهوبهم. أزاغ قلوبهم. وغشى لبوبهم. قوم زايغون لا يتوبون من  
 أباطيلهم. ولا ينتهون من تسويلهم. يرون شرب الإسلام كيف غاض.  
 ويرمقون حصنه كيف انهاض. ثم لا يستمطرون سحب السماء. ولا  
 يريدون أن يُبعث رجل من حضرة الكبرياء. كأنهم بسورة النور لا يؤمنون.  
 وعند قراءة الفاتحة لا يُؤمنون. وطبع الله على قلوبهم فلا يهتدون. بل لا  
 ينظرون إلى ناصح بعين عاطف. ولا يخفضون له جناح ملاطف. وليس  
 فيهم أحد يريد أن يأسو جراحهم. ويريش جناحهم. ويُشفى قلوبهم. ويزيل  
 كربهم. وإذا قام فيهم رجل أرسل إليهم قالوا مفترى كذاب. وسيعلمون  
 من الكذاب. وتأتى أيام الله وسيرجعون إلى مقتدر شديد العقاب.  
 أيها العلماء! فكروا في وعد الله واتقوا المقتدر الذى إليه ترجعون. إنه جعل  
 النبوة والخلافة فى بنى إسرائيل ثم أهلكتهم بما كانوا يعتدون. وبعث نبينا  
 بعدهم وجعله مثل موسى فاقراءوا سورة المزمل إن كنتم ترتابون. ثم وعد  
 الذين آمنوا وعد الاستخلاف. فكروا فى سورة النور إن كنتم تشكّون.  
 هذان وعدان من الله فلا تُحرّفوا كلم الله إن كنتم  
 تتقون. ولذلك بدء سلسلة نبينا من مثل موسى. وختم على مثل عيسى.  
 ليتم وعد الله صدقا وحقًا. إن فى ذلك لآية لقوم يتفكّرون. و  
 كان من الواجب أن يتساوى السلسلتان. الأول كالأول والآخر كالأخر.

أَلَا تَقْرءون القرآن أو به تكفرون؟ فإن تمنيتم أن ينزل عيسى بنفسه فقد  
 كذبتهم القرآن وما اقتبستهم من سورة النور نورًا وبقيتهم مع النور كقوم لا  
 يُبصرون. أتبعون عوجًا بعد أن تساوى السلسلتان؟ اتقوا الله وعدلوا  
 الميزان. ما لكم لا تتفقّهون؟ وكان وعد الله أنه يستخلف منكم وما كان  
 وعده أن يستخلف من بنى إسرائيل. فلا تتبعوا فيجأ أعوج وتعالوا إلى حَكَمِ  
 ربكم إن كنتم تسترشدون. أتريدون أن تفضلوا على سلسلة نبيكم سلسلة  
 موسى؟ تلك إذا قسمة ضيزى! فليم لا تنتهون؟ ألا تقرءون سورة النور أو  
 على القلوب أفعالها أو إلى الله لا تُردّون؟ وإن القرآن عدل الميزان.  
 وأعطى نبينا كل ما أعطى مُهلِك فرعون وهامان. فما لكم لا تعدلون؟ وقد  
 بلغ القرآن أمره فمن كفر بعد ذلك فأولئك هم الفاسقون. أتختارون  
 أهواءكم على كتاب الله أو بلغكم علم يساوى القرآن فأخرجوه  
 لنا إن كنتم تصدقون. كلا بل وجدوا كبراءهم عليه فهم على  
 آثارهم يُهرعون. وقد سوى الله السلسلتين وهم يزيدون وينقصون.  
 فمن أظلم ممن اتخذ سبيلًا غير سبيل القرآن. ألا لعنة الله على  
 الذين يظلمون. يا حسرة عليهم ألا يتدبّرون القرآن أو هم قوم عمون؟  
 وإذا قيل لهم أتركوا كتاب الله قالوا وجدنا عليه آباءنا، ولو كان آباءهم  
 لا يعلمون شيئًا ولا يعقلون. أتركوا كلام ربكم لآبائكم؟ أف لكم  
 ولما تعملون. وقالوا أننا رأينا فى الأحاديث. وما فهموا قول رسول الله  
 وإن هم الا يعمهون. يريدون أن يُفرّقوا بين كتاب الله وبين قول رسوله  
 قوم مُفترون. وقد صرح الله حق التصريح فى الفرقان. فَبَيَّ

حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ<sup>١</sup> يُوَثِّرُونَ الشك على اليقين. وهذا هو من سير قوم يهلكون. أيها الناس! إن هذا كان وعدًا من الله فسوّى السلسلتين كما وعد فما لكم تُجَوِّزون الخُلف على الله ولا تخافون؟ أتعزّون إلى الله نكث العهد والوعد؟ سبحانه وتعالى عما ترعمون أظننتم أن سلسلة المصطفى لا تشابه سلسلة موسى؟ وإن هذا الا تكذيب القرآن إن كنتم تفهمون. ألا يُشابه أولها بأولها وآخرها بآخرها؟ ساء ما تحكمون. أرفعتم موسى ووضعتم المصطفى؟ أف لكم ولما تصنعون. أتخسرون القسطاس بعد تعديله ولا تعدلون كفتيه ولا تقسطون؟ وإن الله أرى فضل هذه السلسلة بختم الأمر عليها ثم تأتون بعيسى وأنتم تعلمون. ما لكم لا تُؤتون ذا فضل فضله وتظلمون؟ أتقطعون رجل هذه السلسلة وتُبِقون رأسها وما هذا الا فعل المجنون. أتُحرِّفون كلام الله كما حرّفتُم من قبل وقتلتم ما قاتلم في آية قَلَمًا تَوَفَّيْتَنِي<sup>٢</sup> وما خفتُم ربكم الذى إليه تُساقون. وما جزاء المحرّفين الا النار فما لكم لا تتوبون؟ إن الذين يُحرِّفون كَلم الله متعمّدين مأواهم جهنّم وهم فيها يُحرقون. الا الذين أخطأوا من قبل زمانى هذا ومن قبل أن يبلغهم أمر الله وأمر حَكَمِهِ أولئك قوم يُغفّر لهم بما كانوا لا يعلمون. والذين يُصرون عليه بعد ما نَبهوا أولئك الذين عصوا ربّهم وأولئك هم المعتدون. من حرّف كلام الله فقد سفك دماء العالمين فأولئك هم الملعونون. إن هؤلاء عُمّي ما أعطيت لهم أبصار. وبين الحق وبينهم جدار. وسقاهم شيطانهم شربة فيتحسّونها. وفيها سمّ فلا يرونها. فلا

﴿ ۸۳ ﴾

تحسبهم أحياءاً فإنهم أموات. وسيدكرون ما فعلوا بالأمس إذا رأوا يوماً له سطوات. جحدوا بالحق الذي حصص. وتراهم كخفّاش أبغض النور وتدلس. جاءهم داع إلى الله فما رحبوا. وتنفس لهم الصبح فما استيقظوا. وفتح لهم باب الرحمة فما دخلوا وتفاعسوا. يضحكون على رجل لا يرقاً دمه رُحماً على حالهم. وتحدّر عبراته حسرات على مآلهم. رأوا آيات فلا يؤمنون. وحلفنا بالله فلا يُصدّقون. وعرضنا القرآن عليهم فلا يلتفتون. فنشكو إلى الله ربّ البرايا. من اعضاء هذه القضايا. فإنها ما قُضيت لا بالشهود ولا بالألایا. وإنى دعوتهم مذ يفعث. وكم من وقت لهم أضعث. وكنث رجلا يتمطى في حُلل الشباب. ويحكى النشاب. والآن ترون ذالك الشاب قد شاب. وإن هذا مقام تدبّر للمتدبّرين. وهل مثلى يتقول ويُمهل إلى الستين؟ ليس على الحق غشاء أيها الطالبون. بل طبع على قلوبهم بما كانوا يكسبون. إن الشمس قد طلعت ولكن لا تُفتح الآ عين الذين هم يتقون. ويُجعل الرجس على الذين يفسقون. ينظرون إلى آى الله كيف أشرقت ثم لا يُبصرون. ويرون فتناً كيف أحاطت ثم لا يُبالون. وإذا قيل لهم إن الآيات قد ظهرت من الأرض والسموات قالوا إنّنا بكلّ كافرون. أفينتظرون عذاب الله وقد جاء الطاعون ألا ينظرون إلى رأس المائة وقد مضى قريبا من خمسها ومُلئت الأرض ظلما وجورا أفلا يعلمون. أنسوا ما قال ربهم إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ<sup>۱</sup>. أخلف الله هذا الوعد وقد رأى أن الناس من أيدي القسوس يهلكون. لهم عيون كليله. وقلوب عليله. وهمم

﴿ ۸۳ ﴾

مصروفة إلى فكر البطون. وإلى زغب محددة العيون. فلذالك أخلدوا إلى الأرض كل الإخلاد ويكذبون ويكذبون. ثم التعصب أحلهم محلة السباع. ومنعهم من القبول بل من السماع. فمن منهم أن يقول صدق فوك. ولله أنت وأبوك. بل هم على التكذيب يُصرون. ويسبون ويشتمون. وسيعلم الذين ظلموا أى منقلب ينقلبون. ليس دينهم الا الأهواء. والرغفان والدرهم البيضاء. أتزعمون أنهم يؤمنون. كلا بل ينافقون ويكذبون. وتركوا نبيهم واتخذوا أهل الدنيا صحبا. وحسبوا فناءهم رحبا. يرون أن العدا يصلون على المسلمين. كرثان متوالى إلى السنين. ولا رشاش منهم بحذائهم لغيرة الدين. وارتدّ فوج من الإسلام. وما أرى على وجههم أثرا من الاغتنام. ﴿٨٥﴾ اتخذوا إبليس وليجة فيتبعونه. وقاسموه التبعّد فما دونه. لا يعرفون ما الدين وما الإيمان. وكفاهم لحم طرى والرغفان. ينفدون العمر ببطالة وما أرى فيهم بطل هذا الميدان. بل لهم أفكار دون ذالك أحرصوا فيها من الأحزان. ترتعد فرائضهم برؤية الحگام. ولا يخافون الله ذا الجلال والإكرام. يمشون فى الليل البهيم. وبعدوا من النور القديم. وتهادى بعضهم بعضا غفلة. ولا ينتج اجتماعهم الا فتنة. وكم من كتب النصرارى فشا ضررها بين القوم. وصار الإسلام غرض الضحك واللوم. ولكنهم يعيشون كالمتهاهلين. أو كالعمين. ويسمعون كلم النصرارى ثم يقعدون كالمثاقسين. ونسوا الوصايا التى أگدّت لتأييد الإسلام. وقست قلوبهم واستبطأوا حين الحمام. لا يأخذهم خوف بشيوع الضلال. ويشاهدون ظهور

الفتن وحلول الأهوال. ويعلمون أن القسوس أمروا عيشنا بأكاذيب الكلام. وأرادوا أن يطمسوا آثار الإسلام. ومع ذلك أعرضوا عن شبهاتهم. كأنهم فرغوا من واجباتهم. وأدوا فرائض خدماتهم. ومنهم قوم لم يُواجهوا في مُدّة عمرهم تلقاء المخالفين. وأنفدوا أعمارهم في تكفير المؤمنين. وتكذيب الصادقين. وكنْتُ أتُحَفِّي بإكرام تلك العلماء. وأظن أنهم من الأتقياء. ولكن لما لحظت إلى خصائص أسرارهم. وخبّي ما في دارهم. علمتُ أنهم من الخائنين لا من الصالحين المتديّنين. وفي سبيل الله من المنافقين لا من المخلصين المخلصين. ورأيتُ أنهم كل ما يعلمون ويعملون فهو منصبغ بالرياء. وصدورهم مظلمة كالليلة الليلية. فرجعتُ مما ظننت مسترجعا. وبدلتُ رأبي متوجّعا. وأيقنتُ أن فراستي أخطأت. وان القضية انعكست. إنهم قوم آثروا الدنيا الدنيّة. وطلبوا الوجاهة والهنّيّة. يرون المفساد في الأمصار والموامى. ثم يعصّون الابصار كالمتعامى. وترامى الجرح إلى الفساد ولكن لا يرون الترامى. ما أجابوا داعى الله مع دعوى العينين. ولأجابوا الودعوا إلى مرماتين. لا يُفكّرون في أنفسهم أى شىء يفعلون للدين. أخلقوا لأكل المطائب والتزيين؟ ولقد فسدت الأرض بفسادهم. وشاع الطاعون في بلادهم. وإنه بلاء ما ترك غورا ولا نُشْزا. وإذا قصد بلدة فجعله صعيدا جُرْزا. والذين آووا إلى قريتي مخلصين وأطاعون. فأرجوا أن يعصمهم الله من الطاعون. إنّ هذا وعدٌ من ربّ العزّة والقدرة. وإن أنكرته العيون التى ما أعطى لها حظ من البصيرة. فالأسف كل الأسف على العلماء. لا يرون ما

اراهم الله من السماء. وأكلوا رأس المائة كراس الضان. وما فكروا في مواعيد الرحمان. وانجلى الشمس والقمر بعد كسوف رمضان. وما انجلى قلبهم من ظلمة حجّلت الشيطان. أما رأوا هاتين الآيتين من السماء؟ مرّة في أرضنا هذه ومرّة في أهل الصلبان من الأعداء؟ فما لهم لا ينتهون. وبآيات الله لا يؤمنون؟ أم أسألهم من أجرٍ فهم من مغرم مثقلون؟ فليفروا من آيات الله فسوف يعلمون. ألا يرون أن المفساد كثر. والفتن علت وغلبت. والفسق قطع الإيمان وجذّم. وأكلت الناس نار تضاهى جهنّم. فمن ذا الذى يصلح عند فساد غلب. وكَيِّادٍ خلب؟ وكيف يُظنّ أنّ هذه المفساد ما قرعت آذانهم. وما بلغت أخبارها رجالهم ونسوانهم؟ فإن هذه داهية مهيبة. ومصيبة مذيبة. وما من يوم يمضى ولا شهر ينقضى الا وتزداد هذه المحن. وتنتاب هذه الفتن. ثم مع ذلك اختار العلماء طوراً نكراً. وأبقوا لهم فى المخزيات ذكراً. وإن القسوس قد زرعوا زرعهم كسروة الجراد. وما تركوا أثراً من التقوى وجعلوا البلاد كألسنة الجماد. فانظروا هل تجدون من أرضٍ محفوظة. أو بلدة غير مدلوطة؟ أشاعوا أنواع الوسواس. وكادوا كيدا هو أرفع من القياس. وأضلوا صبيان المسلمين. والجهلاء المتعلّمين. وجذبوهم بأنواع الحيل والترغيب فى الأهواء. فارتدّوا وصاروا كحساسة أُخرجت من الماء. وكذلك احتلسوا نيتهم وأظهروا خضرتهم فى هذه البلاد. وكثروا فى كل طرف ولا كثرة الجراد. فاسأل هذه العلماء ما فعلوا عند هذه الآفات. أرادوا أن يؤمنوا خطط الإسلام ويؤدّوا حق المواسات. ويقوموا للمداوات. أو تستروا فى الحجرات. واكتسوا لفائف الأموات.

وتصدى للإسلام سنة حسوس . ويوم عبوس . وزمان منحوس . فمن ذا الذى يذوب قلبه لهذه الأحزان . وأى قلب يبكى لفساد أشاعها أهل الصلبان؟ كلا . بل الذين يقولون نحن علماء الأمة وورثاء دين الرحمان . هم أرضوا بأعمالهم ذرارى الشيطان . وما بقى لهم شغل من غير الفسق والتفسيق والتكفير . وإضلال الأمة بالدقارير . وأفتاهم خُبثهم بأن الفوز فى المكائد . وان الكيد منزل الموائد فيرصدون مواضعه كالصائد . ولو بوساطة الحكّام والعمائد . شابها اليهود فى جميع صفاتهم . وأتوا بجندل بحذاء صفاتهم . وزادوا جهلات على جهلاتهم . يُحِبُّونَ أَنْ يُحَمِّدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا . ويغضبون إذا لم يُعْظَمُوا . يستكبرون كالسلاطين . وما هم الا دود التراب كالخراطين . يريدون من الخلق الإطاعة . ولا عقل لهم ولا براعة . فمن خالفهم فكأنه خرّ من حلق . أو تُرِكَ كطالق . يحجرون على الناس نساء هم . إذا لم يُوقِّفُوا أهواء هم . وإنّ من كذبِ الا وهو يخرج من فيهم . وإنّ من شرِّ الا وهو يوجد فيهم . وفريق منهم أصبى قلوبهم هوى الجهاد . ويُغرون الجهلاء على ضرب العناق بالمرهفات الحداد . فيغتالون كل غريب وعابر سبيل . ولا يرحمون ضعيفا ولا يصغون إلى صراخ وعويل . ولا يتّقون . فويل لهم ولما يعملون . أيقتلون قوماً هم يُحسنون؟ أيقتلون الذين لا يقتلون للدين الإنسان . ويفشون الإحسان . وينشئون الاستحسان . ولا يستعملون للدين السيف والسنان؟ بل هم منتجع الراجى . والكهف عند البلاء المفاجى . تنهل لهاهم عند الطلب . ولا انهلال السحب . ينصرون من خاف ناب النُوب . ويُحاربون من تصدى للحرب . ويدفعون ما أسلمكم



للكرب. ويهيئون لكم أسباب الطرب. أتضربون أعناق هذه الحماة؟ ما أفهم سرّ هذه الغزاة. أهدا نصرة الدين أو الأهواء؟ وما هذا الجهاد الذي يأباه الحياء. ولا يقبله العقل السليم والدهاء؟ وما بال قوم أمهم هذه العلماء؟ كلا. بل مثلهم كمثل ذئب أو كتمر و كلاب. ووالله إنهم ليسوا إلا خطباء الدنيا الدنيّة. ولو تراءوا بالعمامة أو الدنية. وليس هذا الجهاد الا شَرَكُ الرّدا. فيضحكهم اليوم ويكي غدا. أيذبحون المحسنين بالمُدَى؟ فأين هذا الحكم وفي أيّ الهدى؟ أيجوز هذا الفعل العقل السليم؟ ويستحسنه الطبع المستقيم. بل لبسوا الصفاقة وخلعوا الصداقة. ونصروا الكفرة في زراية الإسلام. وأعانوهم على نحت الاعتراضات ورمى السهام؟ ولن يلقي الإسلام فلجًا بوجود هذه المجاهدين. بل وجودهم عار على الإسلام والمسلمين. فالخير كله في موتهم أو أن يكونوا من التائبين. أيقتلون الناس لإعراضهم عن حكم الرحمان؟ مع أن الإعراض موجود في أنفسهم لارتكاب الفحشاء والفسق والعصيان. فكيف يجوز أن يضربوا أعناق الكفار. وإنهم يستحقون أن يضرب أعناقهم بالسيف البتار. بما فسقوا واختاروا عيشة الفجار. فإن الجهاد لو كان من الضرورات الدينية. فما معنى ترك هذه الفجرة؟ ولم لا يُقطع رؤوسهم بالمرهفات المندربة؟ ولم لا يُمَزَّق لحمهم بالمُدَى المُشَرَّحة؟ فإنهم فسقوا بعد الإيمان. فليقت المفتون أيقتل هؤلاء بالسيف أو السنان؟ فإن أول غرض الجهاد قوم فسقوا بعد ما أسلموا وأظهروا آثار الارتداد. وخرجوا من حدود الأوامر الفرقانية. ونقضوا عهدا عاهدوه أمام الحضرة الربّانية. ولا حاجة لربّ العالمين.

﴿۸۹﴾

آن يتخذ عضدًا زمر المفسدين. وإنه قادر على أن ينزل عذابًا من السماء إن كان يريد أن يهلك الكافرين. وما للقدوس والفاجر. ولا حاجة له إلى جهاد الفاسقين. وقد جرت سنة الله أنه ينصر الكافر ولا ينصر الفاجر الظالم. وكذلك اقتضت غيرة رب العالمين. ووالله من يجرب هذه العلماء يجد أكثرهم كقوم يصنعون الدراهم المغشوشة. ويغطون على ظاهرها الفضة. ويراءون الناس كأنها حرش خشن جياذ حديثة السكة. وليس فيها غش بل هي من السبكية ❁ الخالصة. وكذلك تجد أكثر العالمين. يخافون الناس ولا يخافون ربهم وتجد أكثرهم كالعَمِين. ولو خافوا ربهم لفتحت عيونهم ولصاروا من المبصرين. أهلكتهم شح هالع. وجبن خالع. ما بقى العقل السليم ولا الطبع المستقيم وصاروا كالمجانين. يقولون ما نحن لك بمؤمنين. وقد افترقوا إلى فرق وليسوا بمتفقين. والله أرسل عبدًا ليحكموه فيما شجر بينهم وليجعلوه من الفاتحين. وليسلموا تسليمًا ولا يجدوا في أنفسهم حرجًا مما قضى. وذلك هو الحكم الذي أتى. فالذين اتبعوه في ساعة الأذى. وجاءوه بقلوب أتقى. وسمعوا لعنة الخلق وخافوا لعنة تنزل من السماوات العلى. أولئك هم الصالحون حقًا وأولئك من المغفورين.

أيها الناس. كنتم تنتظرون المسيح فأظهره الله كيف شاء. فأسلموا الوجوه لربكم ولا تتبعوا الأهواء. إنكم لا تحلون الصيد وأنتم حُرْم. فكيف تحلون آراءكم وعندكم حَكْم. ❁ وإن الحكم لرحمة نزلت للمؤمنين. ﴿۹۰﴾

☆ الحاشية: ان الآراء المتفرقة تشابه الطير الطائرة في الهواء. والحكم

يشابه الحرم الأمن الذي يؤمن من الخطأ. فكما ان الصيد حرام في الحرم

ولولا الحکم لما زالوا مختلفین. ظهر المهدی عند غلبة الضالین. وسمع دعاء "إِهْدِنَا" بعد مئین. وتم ما قال ربکم فی الفاتحة والفرقان المبین. وقد أخذ الله میثاق المسلمین فی هذه السورة. وما حذرهم الا من اليهود والنصارى إلى یوم القيامة. فأین ذکر الدجال وأین ذکر فتنته الصماء؟ أنسى الله ذكره عند تعلیم هذا الدعاء؟ ويعلم الراسخون فی العلم أن اسم الدجال ما جاء فی الفرقان. والقرآن مملو من ذکر فتنه أهل الصلبان. وهى الفتنه العظيمة عند الله وكاد أن يتفطرن منها السماوات. وقد عَمَّروا ألف سنة بعد القرون الثلاثة یا ذوی الحصة. وأحسّ خروجهم فی أول الأمر ككشكشة الأفعی. إذا تمدد وتمطى. ثم تزيّد الإحساس. حتى ظهر الخناس. وكان هو إلى ستة آلاف. كالجنین فی غلاف. فتولّد هذا الجنین بعد تسع مئین أعنى بعد القرون الثلاثة. فعّد الزمان إن كنت من المرتابین. إنهم قوم ينفقون جبال الذهب لإشاعة الضلالات. فهل رأیتهم مثلهم فی الاصرار على الجهالات؟ ولهم فی أرضكم مستقرّ مع صراصر السطوات. ويريدون أن ينزعوا عنكم لباس التقوى ويطّخوكم بالسوءات. فظهر ما كان ظاهرا من الله وتمت أنباء الفتن والآفان. فأيّ ظلمة بقيت بعد هذه الظلمات؟ وليس دجالكم الا فی رؤوسكم كالتخيّلات. ما أرى الزمان الا هذه الفتن

﴿٩٠﴾

اکراما لارض الله المقدسة فكذلك اتباع الأراء المتفرقة واخذها من اوکار القوى الدماغية. حرام مع وجود الحکم الذى هو معصوم وبمنزلة الحرم من حضرة العزة بل يقتضى مقام الادب ان تعرض كل امر عليه. ولا یؤخذ شیء الا من یدیه. منه

بیتہ الحکم

وبلاء هذه السيئات. وهى الفتنة العظيمة عند الله و كاد أن يتفطرن منه السماوات. وتهدّ الجبال الراسخات. وقد عُمرُوا ألف سنة بعد القرون الثلاثة. وأحسّ خروجهم فى أول الأمر كالكشكشة. أعنى ككشيش الأفعى. إذا تمدد وتمطى. ثم زاد الاحساس. حتى ظهر الخناس. وأشيعت الضلالة والوسواس. وكثرت الأوساخ والأدناس. وقد مضى عليه تسع مائة كتسعة أشهر وهو فى الرحم كالجنين. وما سُمعَ منه ركز ولا فحيح ولا صوت كالطين. ولا أثر من الرد على الإسلام والتأليف والتدوين. فتلك التسع هى أيام حمل الدجال. والتسع مخصوص بعدة الحمل كما هى العادة فى أكثر الأحوال. وإن شئت فعّد من ابتداء انقراض القرون الثلاثة. إلى زمان يكمل عدّة التسعة. ثم تولّد الدجال على رأس المائة العاشرة. أعنى على رأس المائة التى هى عاشرة بعد القرون الثلاثة. وكان قبل ذلك كجنين فى البطن ما تفوّه قط بكلمة. وما ردّ على الملة الإسلامية بلفظ ولا بفقرة. ثم خرج وصار كسيل يأتى من ماء الجبال. ويتوجّه إلى الغور والوهاد والدحال. وصار قويًا بيا. وهيج فتناً لا توجد مثلها من آدم إلى آخر الأيام. وقلّب كل التقلب أمور الإسلام. وأكل كثيرا من وُلدِ المِلة. كما أنتم تنظرون يا ذوى الفطنة. وعاث فى الأرض يمينا وشمالا. وأشاع فسادا وضلالا. وبلغ ديننا إلى التهلكة. ثم ظهر المسيح على رأس ألف البدر ونزل من الله بالحربة. فجعل يستقره ويطلبه كما يطلب الصيد فى الأجمة. وسيلقيه على باب اللد ويقطع كل لدد بواحد

من الضربة ☆ فلا تهنوا ولا تحزنوا وإن الله معكم إن كنتم معه بالصدق والطاعة. ولقد نصركم الله ببدر وأنتم أذلة. والآن أُعيد إليكم البدر في المرة الثانية. وإن الفتح قريب ولكن لا بالسيف والملحمة. بل بالتضرعات وعقد الهمة والأدعية. فلا تظنوا ظنّ السوء واسعوا إلى كالصحابة. ولا تموتوا الا وأنتم مسلمون. وصلّوا على محمد خير البرية. وإن هذه مائة كليلة البدر عدّة. وكليلة القدر مرتبة. فأبشروا ببدركم وانتظروا أيام النصر. ﴿٩٢﴾

### في ذكر أهل الجرائد والأخبار

لعلك تقول بعد ذلك أن أهل الجرائد والأخبار يستحقون أن يُصلحوا مفسد البلدان والديار. فأقول رحمك الله إنه خطأ في الأفكار. أتبرء من هؤلاء أمراض النفوس. ووساوس القسوس. نعم. لا شك أن هذه الصناعات تفيد قومنا لو رعوه حق المراعات. وتكون كهاد إلى مجاهل. وتقود إلى مناهل. وتكون كناصر للدينيات. وإن الجرائد تُرى الغائب كالمشهود. والغابر كالموجود. وتكون الوصلة إلى بعض الخفایا. بل قد تُعين على فصل القضايا. وتُرى

☆ الحاشية: أوّل بلدة بأيّ معنى الناس فيها اسمها لدهيانه. وهي أوّل ارض قامت الاشرار فيها للاهانة. فلما كانت بيعة المخلصين. حرباً لقتل الدجال اللعين. باشاعة الحق المبين. اشير في الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب اللد بالضربة الواحدة. فاللُد ملخص من لفظ لدهيانه كما لا يخفى على ذوى الفطنة. منه

الأمور القريبة والبعيدة كتقابل المرايا. وتُهيء كل عبرة لأولى الأبواب.  
 وتخبر من طرق النجاة والتباب. وتُنَبِّئكم كل يوم كيف تتغير الأيام. وكيف  
 تقوى المجامع وتغور منابع العظام. وكيف تخلو المرابط ويهوى الأمراء  
 من امرتهم. بعد ما أودعت سر الغنى أسرتهن. وتخبر من أخبار المحاربين  
 الغالبيين منهم والمنهزمين. والفائزين منهم والخائبين. ولولا الأخبار  
 لانقطعت الآثار. وجُهِل الدُّوْلُ وما عُلم الأبرار والأخيار. وتقطعت سلسلة  
 تلاحق الأفكار. وتكتميل الأنظار. ولضاعت كثير من آراء. وتجارب أهل  
 عقل ودهاء. وما بقى سبيل إلى تعرّف أهل السياسات. ومعرفة أهل العقول  
 والاجتهادات. ولولا التاريخ لصار الناس كالأنعام. ولضيّعوا سلسلة الأيام  
 والأعوام. وقد سُلمت ضرورته مذسّلت السيوف من أجفانها. وبُرى  
 الأقلام لجولانها. ولا نقدر على موازنة الأولين والآخريين إلا  
 بإمداد المؤرّخين. وهو الذى يحمل آثار بنات المجد. ويشيع أذكار  
 أرباب الجدّ. وهو زينة للدين. وسنة الله فى كتبه والفرقان المبين. والدين  
 الذى لم يُحصّله تحت أسره. ولم يصاحبه فى قصره. فليس هو الا كبيت  
 بُنى فى موضع يُخاف عليه من صدمات السيل. وربما يذهب السيل  
 بمتاعه ويغادره كغبار سنايبك الخيل. ومن فقد عصا التاريخ يمشى  
 كأقزل. ولا تتحرك رجله من غير أن تتخاذل. فينهب ذلك البيت من  
 صول الجهل وسيله. ومن تبوّأه يتلف دُررًا جمعها فى ذيله. وربما يُنسيه  
 الشيطان ما هو كعمود السملّة. ويغادر بيته أنقى من الراحة. فيكون

مآل هذا الدين أنه يُرْمَى بالكساد. ويتلَطَّح بأنواع الفساد. والدين الذى  
 يُؤَيِّدُ بصحف التاريخ والجرائد وضبط الأخبار. لا تُعْفَى آثاره بل يُؤْتَى  
 كعذيق أُكَله كل حين من أنواع الثمار. ويخرج كل وقت من معادن الصدق  
 سيئاتك الفضة والنصار. وأخباره تُسَكِّن القلوب عند مساورة الهموم  
 والكرب. وتقص قصص المصابين على القلب المكتئب. وتشدد الهمم  
 للاقتحام. فى الأمور العظام. وتُشَجِّع القلوب المزمرة بنموذج الفتیان  
 الكرام. فإن نموذج الفتیان والشجعان يُقَوِّى القلوب ويزيد جرأة الجنان.  
 فوجب شكر الذين يُعْثرون على سوانح زمن مضى أو على سوانح أهل  
 الزمان. ويخبرون عن ضعف الإسلام وقوة أهل الصلبان. وكم من جهالة  
 مسّت قومنا من قلة التوجّه إلى التواريخ وأخبار الأزمنة والديار. و  
 عَرَضَ عليهم النصارى بعض القصص محرّفين مبدلين كما هو  
 عادة الأشرار. وأهلكوهم وبلّغوا أمرهم إلى البوار والتبار. وطمعوا فى  
 إيمانهم بل جذبوا فوجاً منهم إلى صلبانهم. وهذا أمر يزيد بلبال  
 العقالين. ويُهَيِّج الأسف على عمل المفسدين. ثم مع هذه الفضائل مال  
 أكثر أهل الجرائد فى زمننا هذا إلى الرذائل. وجمعوا فى أنفسهم  
 عيوباً سفكت جميع ما هو من حسن الشماليل. ما بقى فيهم ديانة ولا صدق  
 وأمانة. يسيل من أقدامهم سيل الأكاذيب. ويسفكون دم الحق عند  
 الترغيب والترهيب. يحمدون لأغراض. ويسبّون لأغراض. وجعلوا أهواءهم  
 قِبَلْتهم فى كل توجّه وإعراض. وازدراء وإغماض. يتقاعسون

من مُبارز ويصولون على احراض . يكذبون كثيرا وقَلّما يصدقون . وفي كل  
واد يهيمون . ليس فيهم من غير خلاصة العارضة . والهدر عند المعارضة . لا  
يقدرّون على عذوبة الإيراد . من غير كذب وهزل وترك الاقتصاد . ولا  
يمسّون نفائس الكلمات . الا بمزج الأباطيل والجهلات . يبغون نزهة  
سوادهم بالهزليات . ويستميلونهم بالمضحكات والمبكيات . ويريدون  
اختلاب القلوب . ولو كان داعيا إلى الذنوب . ويقولون كل ما يقولون رياءاً  
و استمالة للأعوان . لينهلّ ندى أهل الثراء والثروة عليهم وليرجعوا بالهيل  
والهيلمان . ولتسنوا قيمتهم . ويستغزروا ديمتهم . ولذلك يرقبون  
ناديهم ونداهم . وإن حُيِّبوا فيلعنون مغداهم . وكثير منهم يعيشون  
كالدهريين والطبعيين . وينظرون الدين كالمستكفين . بل أعينهم في غطاء  
عند رؤية جمال المملّة . وقلوبهم في عيافة عند هذه الجلوة . لا يرون  
الكذب سبّة . ويجعلون لبنة قبة . ولن يُتركوا سدى . وإن مع اليوم غداً .  
وأرى أن أبخرة الكبر سدّت أنفاسهم . وهدمت أساسهم . وترى أكثرهم  
كصدف بلا دُرّ . وكسنبلة من غير بُرّ . يقومون لتحقير الشرفاء . لأدنى  
مخالفة في الآراء . وتجذ فيهم من اتخذ سيرته الجفاء . وإلى من أحسن إليه  
أساء . وإذا رأى في مصيبة الجار . فأذى وجفا وجر . وما رحم وما أجار .  
فكيف ينصر الدين قوم رضوا بهذه الخصائل . وكيف يُتوقّع فيهم خير  
بتلك الرزائل؟ الا الذين صلحوا ومالوا إلى الصالحات . فيرجى أن يأتي  
عليهم يوم يجعلهم من حفدة الدين . ومن الناصرين بالصدق والثبات .



## في ذكر الفلاسفة والمنطقيين

لعلك تقول بعد ذلك أن الفلاسفة والمنطقيين يقدرّون على أن يصلحوا مفاسد هذا الزمان. فإنهم يتكلمون بالحجة والبرهان. ويصلون إلى نتيجة صحيحة بعد ترتيب المقدمات. ولا يبقى الإشكال بعد شهادة الاشكال في المعضلات. فنقول إن هذه العلوم مفيدة بزعمك من غير شك في بعض الأوقات. وتثبتُ خيانة من خان ومان وتُنجى من الشبهات. ومن تعلّمها يصير بيانه موجهًا وحلو المداقة. ويتراءى يراعه مليح السياقة. وإن أهلها يزيد رعبًا على الكافرين. ويطلع على خيانة المفسدين. وبها يُزيّن الإنسان روايته. ويستشف كل أمر ويُنقّد درايته. ويُبكّت بالحجة كل من يعوى. ويشوّق الآذان إلى ما يروى. وينطق كدرر فرائد. ولا يُكابد فيها شدائد. ولا يخاف عند النطق رعب مانع. ولا يأتي بني غير يانع. ويقتحم سبل الاعتياص. ويسعى لارتياذ المناص. وربما يفكر ويعكف نفسه للاصطلاء. ليُنجى نفوسًا من جهد البلاء. هذا قولك وقول من يشابه قلبه قلبك. ولكن الحق أن هؤلاء من الفلاسفة والحكماء. وأهل العقل والدهاء. لا يقدرّون على دفع هذا البلاء. بل هم كبلاء عظيم لأبناء الإسلام والطلباء. وكل ما زقوا صبيان المسلمين. فهو ليس إلا كالسموم. وأخرجوهم من رياح طيبة وتركوهم في السموم. بتسما علّموا وبسما تعلّموا.

## في ذكر مشائخ هذا الزمان

﴿٩٦﴾ لعلك تقول أن مشايخ هذا الزمان. الذين عُذوا من أولياء الرحمان. هم قوم مصلحون. فليحفظ إليهم المسلمون. فإنهم فانون في حب حضرة الكبرياء. ولا يُضَيِّعون الوقت في الزهو والخيلاء. بل يريدون أن ينتهج الناس مهجة الاهتداء. وينقلوا من فناء الأهواء. إلى مقام الفناء. وقد آثروا تلاوة القرآن على اللهو بالأقران. تراهم جالسين في الحجرات. منقطعين إلى رب الكائنات. فاسمع مني. إنا نؤمن بوجود طائفة من الصلحاء في هذه الأمة. ولو كان الناس يُكفرونهم ويؤذونهم بأنواع الفرية والتهمة. ولكننا نجد أكثر مشايخ هذا الزمان. مُرائين متصّلفين مُتباعدين من سبيل الرحمان. يُظهرون أنفسهم في المجالس كالكبش المضطمر. وليسوا الا كالذئاب أو النممر. يحمدون أنفسهم متنافسين. ويقولون إنا أهل الله ما أطعنا مُذِيفعنا الا رب العالمين. وإن نفوسنا مُطهّرة. وكؤوسنا مترعة. ونحن من الفقراء. والتمتّلين إلى الله ذي العزّة والعلاء. ولم يبق فيهم كرامة من غير ذرف الغروب. مع عدم رقة القلوب. وما بقى بدعة الا ابتدعوها. ولا مكيدة الا تقمّموها. ولا يوجد في مجالسهم الا رقص يُمزق به الأردية. ويدمى الألفية. وبما وسعت الدنيا عليهم بُدلت عرائكهم. وصار مصلى الحجرات أرائكهم. فهذا هو سبب نقيصة رويتهم ودهائهم. وطرق إباحتهم وقلّة حياءهم. وإن الله إذا سلب من نفس التقوى الذي هو أشرف

النَّعْم. فجعل تلك النفس كالنَّعْم. وإذا ختم على قلب نزع منه نكات  
العرفان. وجعله كجبان وحيل بينه وبين شجاعة الإيمان. فيصبحون  
كالنسوان لا كالفتيان. ولا يبقى فيهم من غير حُلَى النسوة. مع شيء من  
الخيلاء والنخوة. وينزع عنهم لباس الحِكمِ البارعة. والكلمِ البليغة الرائعة.  
ولا يُعطى لهم حظ من مسك المعارف وريحه الفاتحة. تكدر سراج  
الإسلام من تكدر زيتهم. وما هم الا كراوية لبيتهم. انقض ظهرهم أثقال  
العيال. فيحسبون همومهم كالجبال الثقيل. ويحتالون لهم كل الاحتيال.  
فما لهم ولدين الله ذى الجلال. تعرف رويتهم برواء هم. وخيالهم  
بخيلا نهم. وقد وضح بصدق العلامات. وتوالى المشاهدات. أن أكثر هذه  
الفقراء ليس لهم حظ من الثقة. ولا رائحة من الحصاة. يرون انهتاك  
حرمة الدين. ولا يخرجون من الحجرات. ولا تتوجع قلوبهم كالحماة. بل  
سرهم مشاغلهم بالأغاني والمغنيات. والمزامير مع قراءة الأبيات. ولا  
يعلمون ما جرى على أمة خير الكائنات. وما قرءوا من مشايخهم سبق  
المواسات. يجمعون كل ما يُعطى ولو كان مال الزكاة والصدقات.  
تحسبهم أحياءاً وهم كالأموات. الا قليلا من عباد الله كذرة في الفلوات.  
وتجد أكثرهم غريق البدعات والسيئات. فيا أسفا عليهم! ما يجيئون الله  
بعد الممات؟ وكل ما كثر من اجترأ النصارى والمنتصرين. فلا شك أن  
اثمه على هؤلاء الغافلين. من المشايخ والعالمين. فإن الفتن كلها ما حدثت  
الا بتغافل العلماء والفقراء والأمراء. فيُسالون عنها يوم الجزاء.  
قالوا نحن معشر العلماء والفقراء. ثم عملوا عملا غير صالح

بالاجتراء. وطلبوا رزقهم بالمكائد والرياء. وترى بعض علماءهم تركوا شغل العلم وأخلدوا إلى الأرض وفكر الزراعة. وما حفظوا مقامهم وما طلبوا فضل الله بالضراعة. وحسبوا عزازة في الفلاحة. ونسوا حديث الذلة الذي ورد بالصراحة. فالحاصل أنهم اختاروا مشاغل أخرى كالحارثين. فكيف يقبلون الطرف إلى الدين وينصرون الدين؟ وكيف يجتمع في قلب واحد فكر العرمة وفكر الأمة؟ ومن خرّ على دويل لن يفتح عليه باب الدولة. يسألون الناس كالتائحات والنادبات. وأضاعوا القات في فكر الأقوات. وترى بعضهم يرهنون قبور آباءهم. عند غرماءهم. ليتصرفوا فيما وقف عليها وليأكلوا ما عرض على أجداد كبراءهم. وإن قلت يا عافاك الله أحسبت قبر أبيك شيئاً يباع ويشتري. يقول اسكت يا فضولي لا تعلم ما نعلم ونرى. ويعدون إلى ألف من كرامات أسلافهم. وما يخرج درّ من خلفهم من غير اخلافهم. يدورون بركوة اعتضدوها. وعصا اعتمدوها. وسبحة عدّوها. ولحى طوّلوها ومدّوها. وحلّ خضروها. وبشرة نصرّوها. كأنهم أبدال أو أقطاب. ثم يظهر بعد برهة أنهم كلاب أو ذئاب. وغاية هممهم جراب. تملأ فيه دراهم أو قسب وكناب. لا تجد فيهم علامة من فقرهم من غير الذوائب المرسلة إلى تحت الأذان. كمثل العلماء الذين لا يعلمون من غير رسم الإمامة والأذان. ولا تجد في حجراتهم أثرا من بركات. بل تجد كل أحد أبا ابى زيد فى كذب وهنات. يأكلون أموال الناس بادعاء القطبية والبديلية. ولا يعلمون من غير طواف القبور والبدعات الشيطانية.

وبعضہم فی المجمع يتغنّون. وکمثل ولیدة المجالس یرقصون. وعلی رأس کل سنة لتجدید البدعات یجتمعون. تجد فیہم مکیدة السنور والفأرة. وسمّ الحیّة والجرارة. لا یوجد فیہم من الدیانة الا اسمها. ولا من الشریعة الا رسمها. ترکوا احکام اللہ ذی الجلال. وخرقوا شریعة آخرای کالمحتال. ونحتوا من عند أنفسهم أنواع الأوراد والأشغال. لا یوجد أثرها فی کتاب اللہ ولا فی آثار سید النبیین وخیر الرجال. ثم یقولون إنا نؤمن بخاتم النبیین. وقد خرجوا من الدین کإخوانہم من المبتدعین. أنزل علیہم وحی من السماء فنسخ به القرآن وسنة سید الأنبیاء؟ کلا. بل اتبعوا الشیاطین. وآثروا الإباحة وأهواء النفس علی ما أنزل أرحم الراحمین. وجاءوا بمحدثات خارجة من الدین. وأحدثوا بدعات بعد نبینا المکین الأمین. وبدّلوا حُللاً غیر حلل المسلمین. وقلّبوا الأمور أكثرها کأنہم لیسوا من المؤمنین. المزمیر أحب إلیہم من تلاوة القرآن. و دقاقر الشعراء أملح فی أعینہم من آیات اللہ الرحمان. خرجوا من الدین کما یخرج السهم من القوس. وداسوا وأمر اللہ کل الدوس. ما ترى فیہم ذرّة من اتّباع السنّة. ولا کفتیل من السیر النبویة. وکثیر منہم فتحوا أبواب الإباحة. وأووا إلى عقيدة وحدة الوجود لیکونوا آلهة و لیستریحوا من تکالیف العبادة. یقولون أن کثیرا من الناس رأوا من دعاءنا وجه الاہواء لیظن ان الأمر کذلک وهم من الأولیاء. ولیسعی الناس إلیہم بدراهم کما یسعون إلى الصلحاء. وإذا قرء علیہم کتاب اللہ أو قول رسولہ لا یطربہم

شىء من ذلك. ثم إذا قرء بيت من الأبيات فإذا هم يرقصون. ومن لعنه الله فمن يفتح عينونه؟ فليعملوا ما يعملون.

## فى ذكر طوائف أخرى من المسلمين

قد سمعتم من قبل ذكر أعيان الإسلام. ورجالهم الكرام. فلعلكم تظنون أن عامتهم معصومون من السيئات. فاعلموا أنهم كمثل كبرائهم ما غادروا شيئاً من ارتكاب المعاصى والمنهيات. وتراهم مسلوب الهمة. كثير النهمة. هالكين من سم الغفلة. يأكل بعضهم بعضاً كدود العذرة. ويتركون أوامر الله من غير المعذرة. قد فشا الكذب بينهم والفسق والفحشاء. والبخل والغل والشحناء. يشربون كأساً دهاقا من الصهباء. ويصبحون فى القمر والزمر بترك الحياء. يقولون نحن المسلمون ثم لا يتوبون من نجاسة الدنان. كأنهم لا يؤمنون بالديان. يكذبون بأدنى طمع فى الشهادات. ويجاوزون حد العدل عند المعادات. نسوا شروط الثقة. وذهلوا حقوق المؤاخاة. ومرضوا بمرض لا ينفعه أسى ولا فلسفى. وما استعصم منه ألمعى ولا غبى. حتى عاد زمان الجاهلية بعد ذهابه. وفقد الماء وختل كل امرء بسرابه. وظهرت فى الأعين خيانتته. وفى الألسن خيانتته. وفى الزهادة خيانتته. وفى العبادة خيانتته. وما بقى جريمة الا وهى توجد فى المسلمين. وجمعوا فى أعمالهم إتلاف حقوق الله وحقوق المخلوقين. يوجد فيهم السارقون. والسفاكون والمزورون. والكاذبون والزانون. والأسارى فى عادات الفسق والفحشاء والخائنون

الجائرون. وعبدة القبور والمشركون. والعائشون في حلال الإباحة والدهريون. ولا يوجد جريمة الا ولهم سهم فيها كما أنتم تعلمون. وإن كنت تشك فاسأل حدّاد سجن من السجنون.

### فِي ذِكْرِ الْفِتَنِ الْخَارِجِيَّةِ

إن أكبر الفتن في هذه البلاد. فتنة الإلحاد والارتداد. وترون كثيرا من أهل الرذّة يمشون في بلادنا كالجراد المنتشرة. ديس المسلمون تحت أقدام القسوس. وقُلبت قلوبهم وجُعلت طبائعهم كالثوب المعكوس. وشُغفوا بمكائد أهل الصلبان. ومسائل العصمة والكفارة والقربان. وترون أنهم يُرغبونهم في دينهم بكل ذريعة وأداة. ولو بفتاة. ويجذبون كل ذى مجاعة وبوسى. إلى إله نُحت بعد موسى. فيجيئهم كل من ارتاد مُضيفًا. ليقْتاد رغيفًا. ويسوق الجهلاء حادى السغب. إلى البيع التي هي أصل البوار والشغب. ويُرغبونهم في خفض عيش خضل. وكانوا من قبل كابن سبيل مرمّل. وكان الطوى زاد جوى الحشا. فأثروا الرغفان على الدين كما ترى. وشربوا من كأسهم. وتلطّخوا من أدناسهم. وإنهم دخلوا ديارنا كطارق إذا عرى. فنوّموا الأشقياء ونفّوا عن السعداء الكرى. وضل كثير من تعليماتهم. ولُدغوا من حيواتهم. حتى صُبغوا بصبغتهم. ودخلوا فناء ملّتهم. وما كان فيهم رجل ينفى ما رابهم. ويستسلّ السهم الذى انتابهم. ووسّعا الحرية كل التوسيع. وفرّقوا بين الأمّ والرضيع. وارتدّ فوج من

المسلمين. وكذبوا وشتّموا سيد المرسلين. وترون الآخرين قد قاموا لتوديع الإسلام. وتكذيب خير الأنام. عُكمت الرحال. وأزف الترحال. وقد أظهروا شعار الملة النصرانية. ونضوا عنهم كل ما كان من الحلل الإيمانية. والذين تنصّروا ما تركوا دقيقة من التحقير والتوهين. وأصلّوا خلق الله كالشيطان اللعين. فالذين كانوا من أبناء المسلمين وحفدتهم. صاروا من جنودهم وحفدتهم. وأكملوا أفانين الكيد. ليتحاشوا لهم كل نوع الصيد. ولا شك أنهم أفسدوا إفسادًا عظيمًا. وجعلوا إلهًا عظيمًا رميمًا. وخذعوا جهلاء الهند بطلاوة العلانية. وخبثة النيّة. وضيّعوا دُرر الإسلام بروث مُفضّض. وكنف مُبيّض. وصرّفوا الناس من الهداية إلى الضلال. ومن اليمين إلى الشمال. يُصلّتون ألسنهم كالعضب الجراز. ويتركون متعمّدين طريق التعظيم والاعزاز. وبيّعهم مناخ للعيس. ومحطّ لتعريس. وما ترى بلدة من البلاد الا وتجد فيها فوجا من أهل الردة والارتداد. وقد تنصّروا بسهم من المال لا بالسهام. وكذلك أُغِيرَ على ثلث ملة الإسلام. وسُلبَ منّا أحبابنا وعادا من واخا. ومُطرنا حتّى صارت الأرض سُواخى. داخوا بلادنا. وأحرقوا أكبادنا. وأفسدوا أولادنا. وإنهم فرق ثلاث فى الفساد. وفى مراتب الارتداد. فرقة تركوا بالجهرة دين الأجداد. وقوم آخرون ترى صورهم كالمسلمين وقلوبهم مجذومة من الإلحاد. قرأوا العلوم الجديدة. وأكلوا تلك العصيدة. وصاروا كالملاحدين. لا يصومون ولا يُصلّون. بل تراهم على المتعبّدين الصائمين ضاحكين. فهم أقرب إلى الإلحاد



من الإيمان. وإلى الشيطان من الرحمان. لا يؤمنون بالحشر ولا بالجنة  
 والنار. ولا بالملائكة ولا بوحي الذي هو مدار شريعة نبينا سيد الأخيار.  
 دخلوا في بطن فلاسفة النصرانيين. فما خرجوا منه الا في حُلل الملحدين.  
 وثقوا بوميضهم وهو خُلب. واغترّوا بصدقهم وهو قُلب. اسودّت  
 صدورهم كأنها ليلة فتية الشباب. غدافية الإهاب. وما بقيت الآذان ولا  
 العيون. وغشيهم كبر الفلسفة كما يغشى الجنون. ويقولون إنا نشرب  
 النُقاخ. والعامّة لا يتجرّعون الا الأوساخ. وقوم دونهم لبسوا لباس  
 النصرانيين. ويقولون إنا نحن من المسلمين. ومع ذلك فرغوا من الصلاة  
 والصيام. وإن كانوا لا يضحكون على الإسلام. لا ترى شيئا معهم من حلل  
 أهل الإيمان. بل ترى شعارهم كشعار أهل الصلبان. لا يتزوّجون الا بناتهم.  
 ولا يحمدون إلا حصاتهم. شروا بالدنيا الشرع والورع. كرجل أجبا  
 الزرع. واذا أمعنّت النظر في وسمهم. وسرحت الطرف في ميسمهم. ما  
 ترى على وجوههم آثار نور المؤمنين. ولا سمت الصالحين. فهؤلاء  
 أحداث قومنا يُتّكأ عليهم في الأيام المستقبلية. ويذكرون بالثناء  
 والمحمدة. وترون الإسلام في زماننا هذا كأسير يُحبس. أو كدرية  
 تُدعّس. والذين يقرءون في مدارس القسوس من الصبيان. ترى أكثرهم  
 يُشابهون أهل الصلبان. تركوا التنظيف. وآثروا الجيف. وتقمّأوا روّث  
 الضلالة. كما كانوا يتقمّأون عظام العلوم المروّجة. وما خرجوا  
 من المدارس حتى خرجوا من الملة. وعلى الخُرع تداكثوا. وعلى  
 القدر تكأ كأوا. وإن الذين يدرّسون من النصارى شرهم أكبر وتأثيرهم

أعظم من قسوس آخرين. وإن أكثر صبيان ديننا يقرءون في مدارس هذه المضلّين. فإنّا لله على حالة المسلمين. وتأتى نساؤهم المحررات في بيوت أهل الإسلام. ويوسوسن في صدورهن بأنواع الحيل والاهتمام. وقد يرتد أحد منهن فيخرجونها كالسارقين. فيجرى ما يجرى على قلوب المتعلقين. وقد يحصل لهم كثير من يتامى هذا الدين. فينصرونهم وهم ألوّف عندهم ويزيدون كل يوم من قوم مجدبين. ومن الذين ماتت آباءهم من الطاعون أو حوادث أخرى فقمشهم القسوس من الأرضين. فلبثوا كرهنة لديهم حتى صاروا من المتنصرين. وعرض عليهم الخنزير فأكلوه. وقيل لسبب المصطفى فسبّوه وصاروا أوّل الكافرين.

### في علاج هذه الفتن

قد ثبت مما سبق أن هذه الفرق كلهم لا يقدرّون على إصلاح الناس. ولا على دفع الوسواس الخناس. ولا أخطيد بهم إلى هذا الحين صيد المراد. وما ارتقى الناس بهذه الذرائع إلى ذرى الصدق والسداد. وما رأيتم أحدًا منهم أصلح المفسدين. أو احتكأ قوله في قلوب المجرمين. أو كفأ وعظه من المنكرات. وجعل من التوابين والتوابات. وكيف يرجى منهم صلاح وإن قلوبهم فسدت. وصارت كقربة قضت. فهل يهدى الأعمى الأعمى؟ أو يُداوى الروعك من لا يقلع عنه الحمى؟ وهل يوجد فيهم رجل يُوصل إلى نور اليقين؟ وهل يرى سبيلًا من هو من العمين. وهل

من الممکن أن یلج فی سم الخیاط الہرجاب. أو یرعی الغنم الذئاب؟  
 سلّمنا أن العلماء یعظون. ولكن لا نسلّم أنهم یتعظون. وقبلنا أنهم یقولون.  
 ولكن لا نقبل أنهم یفعلون. وهل عیبٌ أفحش من القول من غیر العمل؟  
 وهل یُتوّقع أن یشاء خائبٌ مظهرًا للأمل؟ فاتركوا كل أحد من هذه الفرق  
 مع كیده وكذّہ. وتحسسوا لعلّ اللہ یأتی أمرًا من عنده. وواللہ إن هذه فتن  
 لن تصلح بهذه الذرائع ولا بشوری ومنتدی. ولا بتجمیر البعوث علی ثغور  
 العدا. ولا بأساة آخريں. وإن هم الا من المتصلّفين. وإن مثل جاهل یتصلّف  
 بعلمه وعرفانه. كمثل جرو صاصاً قبل أوانه. أو كذاب یشاقب البازی فی  
 طیرانه. فاعلموا یا مواسی المسلمین. وأساءة المتألّمین. أن علاج القوم فی  
 السماء. لا فی أیدی العقلاء. اقرأوا قصص السابقین فی الكتاب المبین. وما  
 بدّلت سنن اللہ فی الآخريں. أنطلبیون علاج المرضی من ملوككم  
 وعلمائكم ومشائخكم وعقلائكم؟ عفی اللہ عنكم لا أفهم غرض آرائكم.  
 یا سبحان اللہ ای طریق اخترتم؟ وإلی ای شعب مررتم؟ أو تظنون أن الوقت  
 لیس وقت الإمام. وهو یعیّد من هذه الأيام؟ وترون بأعینكم غلبة الضلالة.  
 وطوفان الجهالة. فما لكم لا تعرفون الأوقات. ولا تتألّمون علی ما فات؟  
 وإن قیل لكم إن فلانا قد بلغ العشرین وشابه البرزوخ. فتفهمون من غیر  
 توقف أنه ترعرع وناهمز البلوغ. فما لكم لا تفهمون مواقیت نصرۃ الدین.  
 ولا تتركون الشك مع رؤیة أنوار الیقین؟ وترون میسم الإسلام. کمیسم  
 مریض دیس تحت الآلام. وتشاهدون انكفاء كمال الملة.

إلى اكمال الذلّة. وقد نُسبت من المزايا إلى الخطايا. ثم لا يبرح لكم ما  
 نزلت من البلايا. ما نرى فيكم خدام الدين عند طوفان هذه الضلالة. ولو  
 طلبوا على الجعالة. بل كل نفس ذهبت إلى اهواءها. وزعمت أن الخير  
 في استيفاءها. نسوا وصايا الرحمان. التي لُفّنها في القرآن. وتبيّن أنهم  
 استضعفوا سفارة الرسول المقبول. واستشعروا تكذيب كتاب الله وردّوا  
 كل ما جاءهم من المنقول. واتخذوا الجدّ عبثاً. وحسبوا التبر خبثاً. وايم  
 الله لطالما فكّرتُ في أحوالهم. وولجتُ أجمة خيالهم. فما وجدْتُ  
 فيها من غير أوابد الشهوات. وسباع الظلم والظلمات. يجوبون ﴿١٠٥﴾  
 الموامى من غير مصاحبة خفير. ويُبارزون العدا من غير استصحاب  
 جفير. ولا ينفي كلمهم ما راب المرتابين. ولا يستسلّون سهم المعترضين.  
 بل يُوافقون النصارى فى كثير من الضلالات. ويرافقونهم  
 فى أكثر الحالات. بيد أن النصارى جهروا بذات صدورهم. وبرح خفاؤهم  
 وما فى خدورهم. وأما هؤلاء فلا يُقرّون بما لزمهم من العقائد. وإن هم الا  
 كشرِكٍ للصائد. يُقابلون القسوس بوجه طليق. كحبيب ورفيق.  
 لا بلسان ذليق. وقلب عتيق. وساء هم أن يُستدلّ من القرآن. وسرّهم أن  
 يُقال روى الفلان عن الفلان. يريدون الرطب بالخطب. ليُمثلوا  
 بطون الزغب. يؤثرون الثرائد على الفرائد. ولا يُبالون من عصى  
 دين الله بعد أكل العصائد. يبكون على عيشهم المكدر بالصبح والمساء.  
 ولا يقلعون عن البكاء. ولا ينزعون إلى الاستحياء. ولا ينتهجون

سُبُل الهدى. ولا يذكرون وشك الردى. وإذا دُعوا إلى القرى. يريدون أن يأكلوا القرى. يقولون بالسَّنة لا تتخذوني كلاً. ولا تصنعوا لأجلى أكلاً. والقلب يبغى الحلوى. واللوزنج وما هو أحلى. وكل ما هو أجرى في الحلوق. وأمضى في العروق. واللحم الطرى. والكباب الشامى. ومع ذلك ماءً يشعشع بالثلج ليقمع هذه الصارة. ويفثأ تلك اللقم الحارة. ثم مع ذلك يستشعرون أن لا يودّعوا الا بدينارين. أو يُدفع إليهم ما فى البيت بغض العينين. وإذا قُدّم إليهم طعامٌ فى مذاقه كلام. فيلعنون من دعا إلى القرى عشرة لعنة. ويذكرونه فى كل ساعة ويسبّون كبرا ونخوة. بما لم يحصل أمنيّتهم ولم يرض طويّتهم. وكذلك كثرت مضراتهم. وانتشرت معرّاتهم. فكيف يُرجى صلاح الدين من هذه الناس؟ وهل يُرجى سيرة الملائك من الخناس؟ بل هم أعداءٌ للدين فى بردة صدّيق. الوجه كموحد والقلب كزندق. يستقرون عيسى فى الأحياء ☆. ويُنزّلونه من السماء. ويعلمون أنه قدمات ولحق الأموات. وخبر موته موجود فى الفرقان. فبأى شهادة يؤمنون بعد القرآن. ويقولون إنه هو المعصوم من مسّ الشيطان. ونسوا ما قال ربنا إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ<sup>ل</sup> لا نعلم ما هذه الدناءة وهذه الغفلة. أليس سيد الرسل من المعصومين؟ بلى. وإن لعنة الله

☆ الحاشية: كذلك يقولون ان الطيرليست من خلق الله فقط بل بعضها من

خلق الله وبعضها من خلق عيسى. ففكروا اما الفرق بينهم وبين النصارى. منه

على الكاذبين. يا معشر الغافلين! إلامَ تنتظرون عيسى وقد قُربَ يوم الدين؟  
 أتزعمون أنه من الأحياء بل هو من الميِّتِينَ. وإنى عارف بقبره فلا تكونوا  
 من الجاهلين. اجتمعوا إليّ أهدكم إن كنتم طالبين. وليس ذنب تحت  
 السماء أكبر من القول بحياة عيسى وكادت السماوات أن يتفطرن به بل  
 هو من الهالكين. ووالله إنه هو الحق وإنى أُنبئتُ من القرآن ثم بوحي رب  
 العالمين. ومن قال إنه حيّ فقد افترى على الله وخالف قول الكتاب المبين.  
 وإنكم تنتظرون نزوله من مدّةٍ مديدة. فأين فيكم قريحة سعيدة؟  
 انظروا أيها المنتظرون الغالون هل وجدتم ما أردتم وما تطلبون؟ وهل أنتم  
 على ثقة من أمر تعتقدون؟ وهل اطمأنت عليه قلوبكم أيها المعتدون؟ بل  
 تنصرون النصرى وتؤيدون. وارتدّ كثير من الناس بأقوالكم فلا تتركون  
 هذه الكلم ولا تنتهون. ثم أنتم تقولون إنا نجهد كل الجهد للإسلام. فأى  
 إسلام تريدونه يا معشر الكرام؟ أتريدون إسلام الشيعة أو إسلام البياضية.  
 الذين لا نجاة عندهم من دون ورد اللعنة؟ أو تعنون من هذا اللفظ الفرقة  
 الوهابية. أو المقلّدين أو المعتزلة. أو تعنون إسلام المبتدعين من الفقراء.  
 والسالكين مسلك الاباحة والفحشاء أو إسلام الطبيعيين الجاحدين  
 بالملائكة والجنة والنار والبعث وخوارق الأنبياء. واستجابة الدعاء  
 والضاحكين على الصوم والصلاة والمؤثرين طرق الأهواء. أو إسلام آخر  
 فى قلبكم ما أعشرتم عليه أحدًا من الأحبّاء والأعداء. أيها الأعزّة فكّروا

فى أنفسكم ما حالة الزمان . وقد افترق الأمة إلى فِرَقٍ لا يُرجى اتحادهم الا  
 من يد الرحمن . يُكفّر بعضهم بعضًا . وربما انجر الأمر من الجدال إلى  
 القتال . ففكروا أتستطيعون أن تصلحوا ذات بينهم وتجمعوهم فى براز  
 واحد بعد إزالة هذه الجبال؟ كلا. بل هى أقوال لا تقتدرون عليها. أتقدرون  
 على فعل هو فعل الله ذى الجلال؟ ولن يجمع الله هؤلاء الا بعد نفخ الصور  
 من السماء. وإذا نفخ فى الصور فجمعوا جمعًا. فليسمع من يستطيع سمعًا.  
 ولا نعننى بالصور ههنا ما هو مركز فى متخيلة العامة. بل نعننى به المسيح  
 الموعود الذى قام لهذه الدعوة. وليس صور أعز وأعظم من قلوب  
 المرسلين من الحضرة. بل الصور الحقيقى قلوبهم تنفخ فيها ليجمعوا  
 الناس على كلمة واحدة من غير التفرقة. وكذلك جرت سنة الله أنه  
 يبعث أحدًا من الأمة لإصلاح الأمة. وليجذب الناس به إلى سبله المرضية  
 ولا يترك الحق كالأمر الغمّة. لكن مع ذلك آفة أخرى. وداهية عظمى.  
 وهو أن العلاج الذى أراه الله لإصلاح هذه الآفات. ودفع تلك البليات.  
 هو أمر لا يرضى به القوم وعلماء هم. وتنظر إليه بنظر الكراهة عوامهم  
 وكبراء هم. فإن الله بعث مسيحه الموعود عند هذه الفتن الصليبية. كما  
 بعث عيسى ابن مريم عند اختلال السلسلة الموسوية. وكان حقًا  
 عليه تطبيق السلسلتين. لئلا يكون فضل لسلسة أولى ولتتابقا  
 كتطابق النعلين. فبعث نبينا وسيّدنا محمدًا صلى الله عليه وسلم. و  
 جعله مثل موسى وكلمه وعلمه ما علم. ثم لما انقضت مدة على هجرة  
 هذا النبى الكريم. كمثل مدة كانت بين عيسى والكليم. وافترقت الأمة  
 إلى فِرَقٍ وصبت على الإسلام مصائب وبؤسى. كما افترقت

اليهود وضلّوا في زمن عيسى بعد موسى. بعث الله مثيل ابن مريم في هذا الزمان. ليتطابق السلسلتان. الأول كالأول والآخر كالآخر في جميع الصفات والألوان. فكان هذا مقام الشكر لا مقام الإنكار والكفران. وكان من الواجب أن يتلقى المسلمون هذا النبا بإقبال عظيم كالعطشان. ويحسبوه من أجلّ ممن الرحمن. ولكن القوم اتبعوا أقوال الناس وكفروا بالقرآن. وما آمنوا بمثيل عيسى كما لم تؤمن اليهود بعيسى من قبل بل كذبوا كما كذب في سابق الزمان. فاليوم هم على مكان واحد في العصيان فرقتان مكذبتان. وقريحتان متشابهتان. كذلك. ليتم ما قال فيهم خير الإنس والجان. ولا يسرّهم إلا أن ينزل عيسى ابن مريم من السماء الثانية. واضعاً كفيه على أجنحة الملائكة. وأن ينزل في المهرودتين. والبُردين المزغفرين. ويسوءهم أن يبعث الله مسيحه الموعود من هذه الأمة. كما وعد في سورة النور والتحريم والفاحة. ومن أصدق من الله قيلا يا ذوى الفطنة. يقولون إن الله يحطّ عيسى من مقامه. ويكدر صفو أيامه. ويُعيدهِ إلى دار المحن من غير اجترامه. وما هذا إلا بهتان. وما عندهم عليها من برهان. بل توقّاه الله وأدخله في الجنان. كما ذكره في القرآن. وقبره قريب من هذه البلدان. وإن طلبتم المزيد من البيان. فتعالوا أقص عليكم قصّته الثابتة عند المسلمين وأهل الصلبان. وليس هي من مُسلمات فرقة فقط دون الأخرى. بل أمرٌ اتفق عليه كل من كان من أولى النهى. وما كان حديثاً يُفتري. وإنا رأيناها بنظر أخصى. وما زاغ البصر وما طغى. وثبت بثبوت قطعيّ



أن عيسى هاجر إلى ملك كشمير. بعد ما نجاه الله من الصليب بفضل كبير. ☆ ولبث فيه إلى مدة طويلة حتى مات. و لحق الأموات. وقبره موجود إلى الآن في بلدة سِرِّي نَكْرُ التي هي من أعظم أمصار هذه الخطّة. و انعقد عليه إجماع سكان تلك الناحية. وتواتر على لسان أهلها أنه قبر نبي كان ابن ملكٍ وكان من بني إسرائيل. وكان اسمه يوز آسف فليسألهم من يطلب الدليل. واشتهر بين عامّتهم أن اسمه الأصلي عيسى صاحب وكان من الأنبياء. وهاجر إلى كشمير في زمان مضى عليه من نحو ۱۹۰۰ سنة. واتفقوا على هذه الأنباء بل عندهم كتب قديمة توجد فيها هذه القصص في العربية والفارسية. ومنها كتاب سُمّي إكمال الدين وكتب أخرى كثيرة الشهرة. وقد رأيت في كتب المسيحيين أنهم يزعمون أن يوز آسف كان تلميذا من تلامذة المسيح. وقد كتبوا هذا الأمر بالتصريح. ولا يوجد قوم من اقوامهم إلا وهم ترجموا هذه القصة في لسانهم وعمّروا بيعة على اسمه في بعض بلدانهم. ولا شك أن زعم كونه تلميذاً باطل بالبداهة. فإن أحداً من تلامذة عيسى ما كان

قَدْ رَئِينَا قَرِيبًا مِنْ الْفِ مَجْلَدَاتِ مِنَ الْكُتُبِ الطَّبِيبَةِ فَوَجَدْنَا فِيهَا نَسْخَةَ  
مِبَارَكَةً يُسَمَّى مَرَهُمَ عَيْسَى عِنْدَ هَذِهِ الْفِرْقَةِ. وَثَبِتَ بِشَهَادَاتِ اطِبَّاءِ الرُّومِيِّينَ  
وَالْيُونَانِيِّينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْحَاذِقِينَ أَنَّ هَذِهِ النِّسْخَةَ مِنْ تَرْكِيبِ  
الْحَوَارِيِّينَ. وَكُتِبَ كُلُّهُمْ فِي كُتُبِهِمْ أَنَّهَا صَنَعَتْ لَجِرَاحَاتِ عَيْسَى. وَكَذَلِكَ  
كُتِبَ فِي قَانُونِ الشَّيْخِ أَبِي عَلِيٍّ سِينَا. فَانظُرُوا يَا أَوْلَى النَّهْيِ. هَذَا هُوَ الَّذِي  
رُفِعَ إِلَى السَّمَوَاتِ الْعُلَى. مِنْهُ

☆

تبيينه

ابن ملك وما سمع منهم دعوى النبوة. ثم مع ذلك كان يوز آسف سَمَى كتابه الإنجيل. وما كان صاحب الإنجيل الا عيسى. فخذ ما حصص من الحق واترك الأقاويل. وإن كنتَ تطلب التفصيل. فاقراً كتابا سَمَى بياكمال الدين تجد فيه كل ما تسكن الغليل. ثم من مؤيدات هذا القول أن كثيرا من مدائن كشمير سَمَى بأسماء المدن القديمة. أعنى مُدْنَا كانت في أرض بعث المسيح وما لحقها من القرى القريبة. كحمص. وجلجات. واسكردو. وغيرها التي تركناها من خوف الإطالة. وهذا المقام ليس كمقام تسمّر عليه كغافلين. بل هو المنبع للحقيقة المخفية التي سُميت النصرى لها الصّالِبِينَ. ولقد سمّاهم الله بهذا الاسم في سورة الفاتحة. ليشير إلى هذه الضلالة. وليشير إلى ان عقيدة حياة المسيح أمّ ضلالا تهم كمثل أم الكتاب من الصحف المطهرة. فإنهم لو لم يرفعوه إلى السماء بجسمه العنصرى لما جعلوه من الآلهة. وما كان لهم أن يرجعوا الى التوحيد من غير أن يرجعوا من هذه العقيدة. فكشف الله هذه العقدة رُحْمًا على هذه الأمة. وأثبت بثبوت بين واضح أن عيسى ما صُلب. وما رُفِعَ إلى السماء. و ما كان رفعه أمرًا جديدًا مخصوصا به بل كان رفع الروح فقط كمثل رفع اخوانه من الأنبياء. وأما ذكر رفعه بالخصوصية في القرآن. فكان لذّب ما زعم اليهود وأهل الصلبان. فإنهم ظنوا أنه صُلب ولعن بحكم التوراة. واللعن يُنافى الرفع بل هو ضدّه كما لا يخفى على ذوى الحصاة. فردّ الله على هاتين الطائفتين بقوله بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ<sup>ل</sup> والمقصود

منه أنه ليس بملعون بل من الذين يُرفعون ويُكرمون أمام عينيه. وما كان انكار اليهود الا من الرفع الروحاني الذي لا يستحقّه المصلوب. وليس عندهم رفع الجسم مدار النجاة فالبحت عنه لغو لا يلزم منه اللعن والذنوب. فإن إبراهيم وإسحاق ويعقوب وموسى. ما رُفِعَ أحدٌ منهم إلى السماء بجسمه العنصرى كما لا يخفى. ولا شك أنهم بعدوا من اللعنة وجعلوا من المقربين. ونجوا بفضل الله بل كانوا سادة الناجين. فلو كان رفع الجسم إلى السماء من شرائط النجاة. لكان عقيدة اليهود فى أنبيائهم أنهم رُفِعوا مع الجسم إلى السماوات. فالحاصل أن رفع الجسم ما كان عند اليهود من علامات أهل الإيمان. وما كان إنكارهم الا من رفع روح عيسى وكذلك يقولون إلى هذا الزمان. فإن فرضنا أن قوله تعالى بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ<sup>۱</sup> كان لبيان رفع جسم عيسى إلى السماء. فأين ذكر رفع روحه الذى فيه تطهيره من اللعنة وشهادة الإبراء. مع أن ذكره كان واجبا لرد ما زعم اليهود والنصارى من الخطأ. وكفاك هذا إن كنت من أهل الرشد والهداء. أتظن أن الله ترك بيان رفع الروح الذى يُنَجِّى عيسى مما أُفْتِيَ عليه فى الشريعة الموسوية. وتصدى لذكر رفع الجسم الذى لا يتعلّق بأمر يستلزم اللعنة عند هذه الفرقة؟ بل امر لغو اشتهر بين زُعم النصارى والعامّة. وليس تحته شىء من الحقيقة. وما حمل النصارى على ذلك الا طعن اليهود بالإصرار. وقولهم أن عيسى ملعون بما صُلب كالأشرار. والمصلوب ملعون بحكم التوراة وليس ههنا سعة الفرار. فضاقت الأرض بهذا الطعن على النصارى. وصاروا

فى أيدى اليهود كالأسارى. ففتحوا من عند أنفسهم حيلة صعود عيسى إلى السماء. لعلهم يُظهِروه من اللعنة بهذا الافتراء. وما كان مفرّ من تلك الحادثة الشهيرة التى اشتهرت بين الخواص والعوام. فإن الصليب كان موجبا لللعنة باتفاق جميع فرق اليهود وعلمائهم العظام. فلذا لك نُحِتت قصة صعود المسيح مع الجسم حيلة للابراء. فما قُبِلت لعدم الشهداء. فرجعوا مضطربين إلى قبول إلزام اللعنة. وقالوا حملها المسيح تنجية للأمة. وما كانت هذه المعاذير الا كخبط عشواء. ثم بعد مدّة اتبعوا الأهواء. وجعلوا متعمّدين ابن مريم لله كشركاء. وصار صعود المسيح وحمله اللعنة عقيدة بعد ثلاث مائة سنة عند المسيحيين. ثم تبع بعض خيالاتهم بعد القرون الثلاثة الفيج الأعوج من المسلمين. واعلم أرشدك الله أن رسولنا صلعم ما رأى عيسى ليلة المعراج الا فى أرواح الأموات. وإن فى ذلك لآية لذوى الحصة. وكل مؤمن يُرفع روحه بعد الموت وتُفتح له أبواب السماوات. فكيف وصل المسيح إلى الموتى ومقاماتهم مع أنه كان فى ربة الحياة؟ فاعلم أنه زور لا صدق فيه. وقد نسج عند استهزاء اليهود ولعنهم بنص التوراة. لا يُقال أن عيسى لقي الموتى كما لقيهم نبينا ليلة المعراج. فإن المعراج على المذهب الصحيح كان كشفا لطيفا مع اليقظة الروحانية كما لا يخفى على العقل الوهاج. وما صعد إلى السماء الا روح سيدنا ونبينا مع جسم نورانى الذى هو غير الجسم العنصرى الذى ما خلق من التربة. وما كان لجسم أرضى أن يُرفع إلى السماء. وعد من الله ذى الجبروت والعزة وإن كنت فى ريب فاقرا

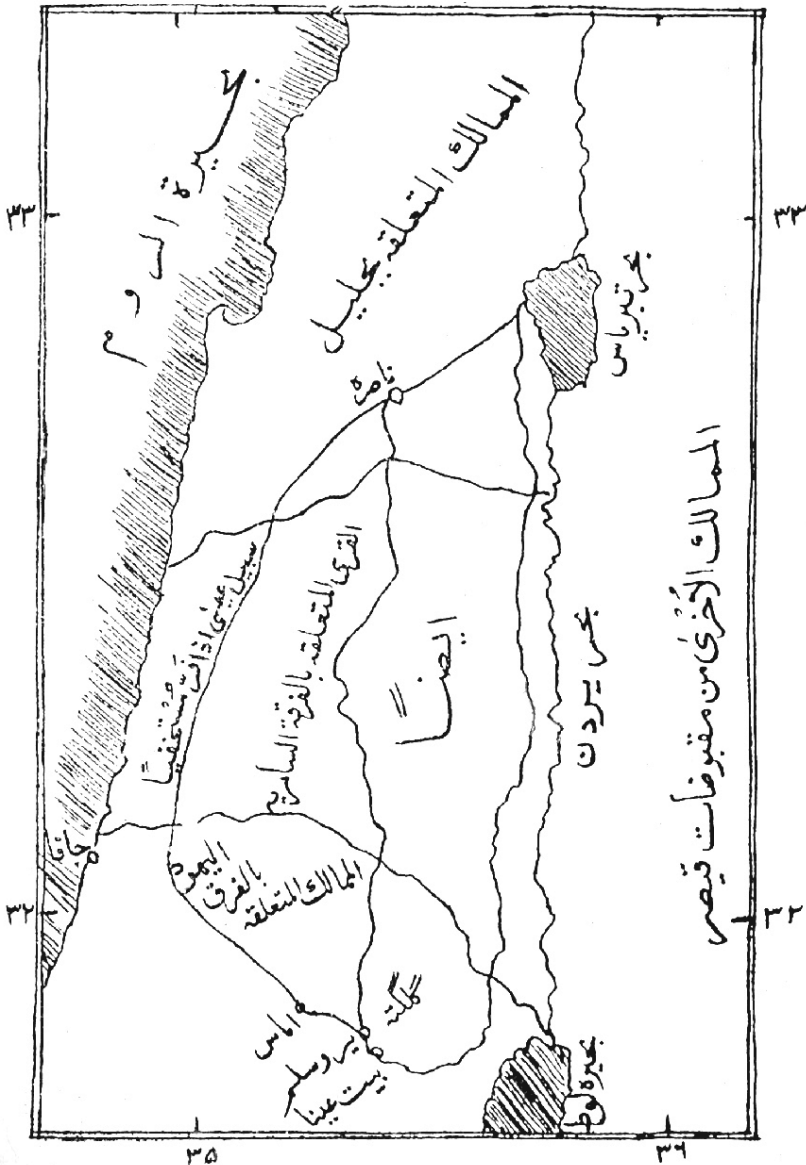
أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا أَحْيَاءً وَآمَوَاتًا ۗ فَانظُرْ أَتَكذِّبُ الْقُرْآنَ لِابْنِ مَرْيَمَ وَ

﴿۱۱۲﴾

اتَّقِ اللَّهَ تَقَاتًا. وانظر في قوله فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي. ولا تؤذ ربك كما آذيتني.  
وقد سأل المشركون سيدنا صلى الله عليه وسلم أن يرقى في السماء إن  
كان صادقاً مقبولاً. فقيل قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا<sup>١</sup>  
فما ظنك أليس ابن مريم بشراً كمثل خير المرسلين؟ أو تفتري على الله  
وتُقدِّمه على أفضل النبيين؟ ألا إنه ما صعد إلى السماء. ألا ان لعنة الله على  
الكاذبين. وشهد الله أنه قد مات ومن أصدق من الله رب العالمين؟ ألا  
تُفكِّر في قوله عز اسمه وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ<sup>٢</sup>  
أو على قلبك القُفْل؟ وقد انعقد الإجماع عليه قبل كل إجماع من  
الصحابة. ورجع الفاروق من قوله بعد سماع هذه الآية. فما لك لا ترجع  
من قولك وقد قرأنا عليك كثيراً من الآيات؟ أتكفر بالقرآن أو نسيت  
يوم المجازات؟ وقد قال الله فِيهَا تَخْيُونَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ<sup>٣</sup>. فكيف عاش  
عيسى إلى الألفين في السماء. ما لكم لا تُفكِّرون؟ فالحق والحق أقول. إن  
عيسى مات. وُرفِع روحه ولِحِقَ الأموات. وأمَّا المسيح الموعود فهو منكم  
كما وعد الله في سورة النور. وهو أمر واضح وليس كالمسرِّ المستور. وإنه  
”إمامكم منكم“ كما جاء في حديث البخارى والمسلم. ومن كفر بشهادة  
القرآن وشهادة الحديث فهو ليس بمسلم. وقد أخبرنا التاريخ الصحيح  
الثابت أن عيسى ما مات على الصليب. وهذا أمر قد وُجد مثله قبله  
وليس من الأعاجيب. وشهدت الأناجيل كلها أن الحواريين رأوه  
بعد ما خرج من القبر وقصد الوطن والإخوان. ومشوا معه إلى سبعين فرسخ  
وباتوا معه وأكلوا معه اللحم والرغفان. فيا حسرة عليك إن كنت  
بعد ذلك تطلب البرهان. أتظن أن سلّم السماء ما كان الا على

سبعين ميل☆ من مقام الصليب؟ فاضطر عيسى إلى أن يفرّ ويبلغ نفسه إلى سلمها العجيب؟ بل فرّ مهاجراً على سُنّة الأنبياء. خوفاً من الأعداء. وكان يخاف استقصاء خبره. واستبانة سرّه. فلذلك اختار طريقاً منكراً مجهولاً عسير المعرفة. الذى كان بين القرى السامرية. فإن اليهود كانوا يُعافونها ولا يمشون عليها من العيافة والنفرة. فانظر فى صورة سبل موامى اقتحمها على قدم الخيفة. وإنّا سنرسم صورتها ههنا لتزداد فى البصيرة. ولنعلم أن صعود عيسى إلى السماء تُهمة عليه ومن أشنع الفرية. أكان فى السماء قبيلة من بنى إسرائيل فدلّف إليهم لإتمام الحجّة؟ ولما لم يكن الأمر كذلك فأى ضرورة نقل أقدامه إلى السماء؟ وما العذر عنده إنه لم يلبّ لم يبلغ دعوته إلى قومه المنتشرين فى البلاد والمحتاجين إلى الاهتداء؟ والعجب كل العجب أن الناس يُسمّونه نبياً سيّاحاً وقالوا إنه سلك فى سيره مسالك لم يرضها السيرُ ولا اهتدت إليه الطيرُ. وطوى كل الأرض أو أكثرها ووطأ حمى الأمن وغير الأمن. ورأى كل ما كان موجوداً فى الزمن. ومع ذلك يقولون أنه رُفِع عند واقعة الصليب من غير توقّف إلى السماء. وما برح أرض وطنه حتى دُعِيَ إلى حضرة الكبرياء. فما هذه التناقض أتفهمون؟ وما هذه الاختلاف أتوقّفون؟ فالحق والحق أقول. إن القول الآخر صحيح. وأمّا القول بالرفع فهو مردود قبيح. فإن الصعود إلى السماء قبل تكميل الدعوة إلى القبائل كلهم كانت معصية صريحة. وجريمة قبيحة. ومن المعلوم أن بنى إسرائيل فى عهد عيسى عليه السلام كانوا متفرّقين منتشرين فى بلاد الهند وفارس وكشمير. فكان فرضه أن يُدرّكهم ويُلاقيهم ويهديهم إلى صراط الربّ القدير. وترك الفرض

معصية. والإعراض عن قوم منتظرين ضالين جريمة كبيرة. تعالى شأن الأنبياء المعصومين من هذه الجرائم. التي هي أشنع الذمائم. ثم بعد ذلك نكتب صورة سبيل اختارها المسيح عند هجرته وهي هذه.



﴿۱۱۵﴾

فَحَاصِلُ الْكَلَامِ إِنَّهُ لَا شَكَّ وَلَا شُبْهَةَ وَلَا رَيْبَ أَنَّ عَيْسَى لَمَّا مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِ بِتَخْلِيصِهِ مِنْ بَلِيَّةِ الصَّلِيبِ. هَاجَرَ مَعَ أُمَّهُ وَبَعْضِ صَحَابَتِهِ إِلَى كَشْمِيرٍ وَرَبْوَتِهِ الَّتِي كَانَتْ ذَاتَ قَرَارٍ وَمَعِينٍ وَمَجْمَعِ الْأَعْجَابِ. وَإِلَيْهِ أَشَارَ رَبِّنَا نَاصِرَ النَّبِيِّينَ. وَمَعِينِ الْمُسْتَضْعَفِينَ. فِي قَوْلِهِ: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَهُمَا إِلَى رُبُوعٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ<sup>١</sup>. وَلَا شَكَّ أَنَّ الْإِيوَاءَ لَا يَكُونُ إِلَّا بَعْدَ مُصِيبَةٍ. وَتَعَبٍ وَكُرْبَةٍ. وَلَا يُسْتَعْمَلُ هَذَا اللَّفْظُ إِلَّا بِهَذَا الْمَعْنَى. وَهَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ وَشُبْهَةٍ<sup>☆</sup>. وَلَا يَتَحَقَّقُ هَذِهِ الْحَالَةُ الْمُقْلِقِلَةُ فِي سَوَانِحِ الْمَسِيحِ إِلَّا عِنْدَ وَاقِعَةِ الصَّلِيبِ. وَلَيْسَتْ رُبُوعٌ فِي الْارْتِفَاعِ فِي جَمِيعِ الدُّنْيَا مِنَ الْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ. كَمَثَلِ ارْتِفَاعِ جِبَالِ كَشْمِيرٍ وَكَمَثَلِ مَا يَتَعَلَّقُ بِشَعْبِهَا عِنْدَ الْعَلِيمِ الْأَرِيبِ.

☆ اعلم ان لفظ الايواء باحد من مشتقاته قد جاء في كثير من مواضع القران. وكلها ذكر في محل العصم من البلاء بطريق الامتنان. كما قال الله تعالى  
 أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى<sup>٢</sup>. وما اراد منه الا الراحة بعد الاذى. وقال في مقام  
 اخر: إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَفَتَكُمْ النَّاسُ  
 فَأَوَّكِمْنَا<sup>٣</sup>. فانظروا كيف صرح حقيقة الايواء وبها داواكم. وقال حكاية عن ابن نوح:  
 سَأَوَّيْتُ إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ<sup>٤</sup>. فما كان قصده جبلا رفيعا الا بعد  
 رؤية البلاء. فبينوا لنا اى بلاء نزل على ابن مريم ومعه على امه اشد من بلاء  
 الصليب. ثم اى مكان اوهما الله اليه من دون ربوة كشمير بعد ذلك اليوم  
 العصيب. أ تكفرون بما اظهره الله وان يوم الحساب قريب. منه



﴿۱۱۲﴾

ولا يسع لك تخطئة هذا الكلام من غير التصويب. وأمّا لفظ "القرار" في الآية فيدل على الاستقرار في تلك الخطة بالأمن والعافية. من غير مزاحمة الكفرة الفجرة. ولا شك أن عيسى عليه السلام ما كان له قرار في أرض الشام. وكان يخرج من أرض إلى أرض اليهود الذين كانوا من الأشقياء واللئام. فما رأى قراراً الا في خطة كشمير. وإليه أشار في هذه الآية ربنا الخبير. وأمّا الماء المعين فهي إشارة إلى عيون صافية وينابيع منفجرة توجد في هذه الخطة. ولذلك شبه الناس تلك الأرض بالجنة. ولا يوجد لفظ صعود المسيح إلى السماء في إنجيل متى ولا في إنجيل يوحنا. ويوجد سفره إلى جليل بعد الصليب وهذا هو الحق وبه آمنا. وقد أخفى الحواريون هذا السفر خوفاً من تعاقب اليهود. وأظهروا أنه رُفِعَ إلى السماء ليكون جواباً لفتوى اللعنة وليصرف خيال العدو الحسود. ثم خلف من بعدهم خلف كثير الإطراء قليل الدهاء. وحسبوا هذه التورية حقيقة كما هي سيرة الجهلاء. وجعلوا ابن مريم إلهاً بل أجلسوه على عرش حضرة الكبرياء. وما كان الأمر الا من حيل الإخفاء. وما كان معه مقدار شبر من الارتقاء. وقد سمعت أنه مات في أرض كشمير. وقبره معروف عند صغير وكبير. فلا تجعلوا الموتى إلهاً واستغفروا لهم ووحّدوا ربكم الجليل القدير. تكاد السموات تتفطرن

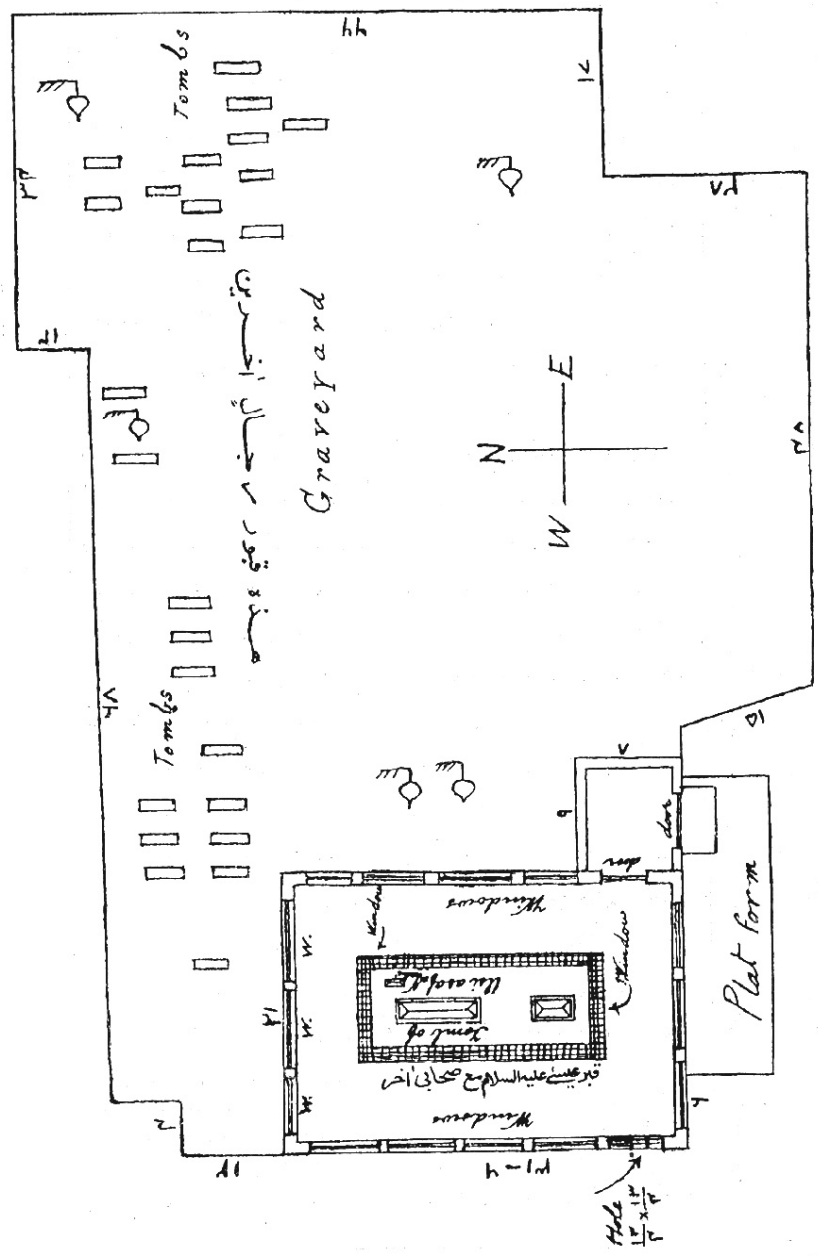
من هذا الزور. ووالله إنه ميت فاتّقوا الله ويوم النشور. وصلّوا على  
 محمّدٍ لذي جاءكم بالنور. وكان على النور ومن النور. وقد  
 ذكرنا أن المسلمين يقولون أن القبر المذكور قبر عيسى. وإن النصارى  
 يقولون إن هذا القبر قبر أحد من تلاميذه فالأمر محصور في الشقين كما  
 ترى. ولا سبيل إلى الشق الثاني. وليس هو الا كالأهواء والأمانى. فإن  
 الحواريين ما كانوا الا تلامذة المسيح ومن صحابته المخصوصين. ومن  
 أنصاره المنتخبين. وما سُمّي أحد منهم ابن ملك ولا نبياً وما كانوا الا  
 خدام المسيح. فتقرر أنه قبر نبي الله عيسى وأى دليل تطلب بعد  
 هذا الثبوت الصريح؟ فاسأل قومًا رفعوه إلى السماء ﴿١١٤﴾  
 وينتظرون رجوعه كالحمقى. والموت خير للفتى من جهالة هي أظهر  
 وأجلى. فاليوم ظهر صدق قول الله عزّ وجل فَلََمَّا تَوَفَّيْتَنِي<sup>١</sup>. وبطل ما  
 كانوا يفترون. فسبحان الذي أحق الحق وأبطل الباطل وأظهر ما كانوا  
 يكتُمون. توبوا إلى الله أيها المعتدون. وبأى حديث بعد ذلك  
 تتمسكون؟ ولست أريد أن أطول هذا البحث في هذه الرسالة الموجزة.  
 وقد كتبنا لك بقدر الكفاية. فإن شئت فاقراً كتبي المطوّلة في العربية.  
 ولكنى أرى أن أزيد علمك في معنى اسم يوز آسف الذي هو اسم ثانى  
 لصاحب القبر عند سكان هذه الخطة. وعند النصارى كلهم من غير  
 الاختلاف والتفرقة. فاعلم أنها كلمة عبرانية مركّبة من لفظ يسوع ولفظ

آسف. ومعنى يسوع النجاة ☆. ويستعمل فى الذى نجا من الحوادث والعواصف. وأما لفظ "آسف" فمعناه جامع الفرق المنتشرة. وهو اسم المسيح فى الإنجيل. كما لا يخفى على ذوى العلم والخبرة. وكذلك جاء فى بعض صحف أنبياء بنى إسرائيل. وهذا أمر مُسَلَّم عند النصارى فلا حاجة إلى أن نذكر الأقاويل. فثبت من هذا المقام أن عيسى لم يمت مصلوباً. بل نجّاه الله من الصليب وما تركه معتوباً. ثم هاجر عيسى ليستقرى ويجمع شتات قبائل من بنى إسرائيل وشعوباً. فبلغ كشمير وألقى عصا التسيار فى تلك الخطة. إلى أن مات ودُفن فى محلّة خان يار مع بعض الأحبة. وإن تُحقّق أن رسم الكتية لتعريف القبور كان فى زمن المسيح. ولا اخال الا كذلك بالعلم الصحيح. لافتى العقل أن قبره عليه السلام لا يخلو من هذه الآثار. وإن كُشِفَ لظهر كثير من الشواهد وبيّنات من الأسرار. فندعو الله أن يجعل كذلك ويقطع دابر الكفار. وإنا أخذنا عكس قبر المسيح فكان هكذا ومن رآه فكأنه رأى قبر عيسى.

كان من عادة اليهود انهم يسمون اطفالهم يسوع اعنى النجاة على سبيل التفاول وطلب العصمة. من امراض الجدري وخروج الاسنان والحصبة خوفاً من موت الاطفال بهذه الامراض المخوفة. فكذلك سمّت مريم ابنه يسوع اعنى عيسى. وتمنّت ان يعيش ولا يموت بالجدري وامراض أخرى. والذين يقولون ان معنى يسوع المنجى فهم كذابون دجالون. يكتمون الحق ويفترون. ويضلون الناس ويخدعون. فاسئل اهل اللسان ان كنت من الذين يرتابون. منه



# زیارت نبی - بمقام خانیار - سری نگر - کشمیر



﴿۱۱۹﴾

ثم بعد ذلك نكتب أسماء رجال ثقاة من سُكَّان تلك البلدة. الذين شهدوا أنه قبر نبي الله عيسى يوز آسف من غير الشك والشبهة. و هم هؤلاء☆

۱	مولوی واعظ رسول صاحب میر واعظ کشمیر ابن محمد یحیی صاحب مرحوم.	۱۶	میرزا محمد بیگ صاحب ٹھیکہ دار امامیہ ساکن محلہ مدینہ صاحب.
۲	مولوی أحمد اللہ واعظ برادر واعظ رسول میر واعظ کشمیر.	۱۷	أحمد کله. مندی بل ضلع نوشہرہ امامیہ.
۳	واعظ محمد سعد الدین عتیق عفی عنہ برادر میر واعظ.	۱۸	حکیم علی نقی صاحب امامیہ.
۴	عزیز اللہ شاہ محلہ کاج گری.	۱۹	حکیم عبد الرحیم صاحب امامیہ تحصیلدار.
۵	حاجی نور الدین وکیل عرف عید گاہی.	۲۰	مولوی حیدر علی صاحب ابن مصطفیٰ صاحب امامیہ. سند یافتہ کربلاء معلیٰ مجتہد فرقة امامیہ.
۶	عزیز میر نمبر دار قصبہ پانیپور. ذیلدار.	۲۱	مہر مفتی مولوی شریف الدین صاحب. ابن مولوی مفتی عزیز الدین مرحوم.
۷	مہر منشی عبد الصمد وکیل عدالت ساکن فتح کدل.	۲۲	مہر مفتی مولوی ضیاء الدین صاحب.
۸	مہر حاجی غلام رسول تاجر ساکن محلہ ملک پورہ ضلع زینہ کدل.	۲۳	مولوی صدر الدین مدرس مدرسہ ہمدانیہ امام مسجد وازہ پورہ.
۹	مہر عبد الجبار. خانیار.	۲۴	مہر عبد الغنی کلاشپوری امام مسجد.
۱۰	مہر أحمد خان تاجر. اسلام آباد.	۲۵	حبیب اللہ جلد ساز متصل جامع مسجد.
۱۱	مہر محمد سلطان میررجوری کدل.	۲۶	عبد الخالق کھانڈی پورہ تحصیل ہری پور.
۱۲	ممہ جیوصراف کدل.	۲۷	مہری عبد اللہ شیخ محلہ وڈی کدل اصل ترکہ وان گامی.
۱۳	حکیم مہدی صاحب امامیہ ساکن باغبان پورہ ضلع سنگین دروازہ.	۲۸	حبیب بیگ نمبر دار میوہ فروشان حبہ کدل سری نگر.
۱۴	حکیم جعفر صاحب امامیہ - ایضاً.		
۱۵	محمد عظیم صاحب امامیہ - ایضاً.		

☆ كانت هذه الشهداء الوفاؤ ولكنا قنعنا بهذا القدر و كلهم عمائد القوم و مشاهيرهم و صلحاءهم. منه

۲۹	آحمد جیو زینہ کدل - کشمیر.	۵۱	مہر مجید شاہ پیر اندرواری.
۳۰	مہری غلام محی الدین زرگر محلہ کچہ بل قلعہ خانیار.	۵۲	مہر پیر مجید بابا اندرواری.
۳۱	عبداللہ جیو تاجر میوہ جات باغات سرکاری سرینگر.	۵۳	اسمعال جیو ڈوبی ایضاً.
۳۲	محمد خضر ساکن عالی کدل. سرینگر.	۵۴	سیف اللہ شاہ خادم درگاہ اندرواری.
۳۳	عبد الغفار بن موسیٰ جیو ہنڈو - نرورہ.	۵۵	قادر ڈوبی ایضاً.
۳۴	مہر عبلی وانی ولد صدیق وانی - بوٹہ کدل.	۵۶	مہر مولوی غلام محی الدین کیموہ تحصیل ہری پور.
۳۵	مہر غلام نبی شاہ حسینی.	۵۷	محمد صدیق پاپوش فروش محلہ شمس واری.
۳۶	مہر عبد الرحیم امام مسجد کھنموہ تحصیل ترال.	۵۸	محمد اسکندر ایضاً.
۳۷	مہر آحمد شاہ سری نگر.	۵۹	محمد عمر ایضاً.
۳۸	یوسف شاہ نرورہ. سرینگر.	۶۰	لسہ بٹ ایضاً.
۳۹	مہر امیر بابا - گرگری محلہ سرینگر.	۶۱	مولوی عبد اللہ شاہ ایضاً.
۴۰	عبد العلی واعظ چمر دوری سرینگر.	۶۲	حاجی محمد - کلال دوری.
۴۱	میر راج محمد - کرناہ وزارت پہاڑ.	۶۳	محمد اسماعیل میر مسگر محلہ دری بل.
۴۲	لسہ جیو حافظ ٹینکی پورہ سرینگر.	۶۴	عبد القادر کیموہ - تحصیل ہری پور.
۴۳	خضر جیوتار فروش.	۶۵	آحمد جیو چیٹ گر - محلہ کلال دوری.
۴۴	مہر عبد اللہ جیو فرزند اکبر صاحب درویش خواجہ بازار.	۶۶	محمد جیو زرگر ولد رسول جیو - فتح کدل.
۴۵	محمد شاہ ولد عمر شاہ محلہ ڈیڈی کدل.	۶۷	عبد العزیز مسگر ولد عبد الغنی محلہ اندرواری.
۴۶	نبہ شاہ امام مسجد گاؤ کدل.	۶۸	احمد جیو مسگر ولد رمضان جیو - دری بل.
۴۷	مہدی خالق شاہ خادم درگاہ حضرت شیخ نور الدین نورانی چرار شریف.	۶۹	محمد جیو میر. محلہ دری بل.
۴۸	غلام محمد حکیم متصل ڈل حسن محلہ.	۷۰	اسد جیو - محلہ زینہ کدل.
۴۹	عبد الغنی ناید کدل.	۷۱	پیر نور الدین قریشی محلہ بٹہ مالو صاحب امام مسجد.
۵۰	مہر قمر الدین دوکاندار زینہ کدل.	۷۲	مہر غلام حسن بن نور الدین مرجان پوری صفا کدل.

## المؤلف میرزا غلام احمد القادیانی

﴿۱۲﴾

ولما ثبت موت عيسى و ثبت ضرورة مسيح يكسر الصليب في هذا الزمان . فما رأيكم يفتيان؟ أيهلك الله هذه الأمة في أيدي أهل الصليبان . أو يبعث رجلا يُجدد الدين ويحفظ الجدران؟ فوالله إني أنا ذلك المسيح الموعود فضلا من الله المنان الودود . وأنا صاحب الفصوص . والحارس عند غارات اللصوص . وترس الدين من الرحمان . عند طعن الأديان . ألا تفكرون في السلسلتين . سلسلة موسى وسلسلة سيد الكونين؟ وقد أقررتم أنه صلى الله عليه وسلم جعل في مبدأ السلسلة مثل موسى . فما لكم لا ترون في آخر السلسلة مثل عيسى؟ واعلموا أنكم تعلمون ضرورة مرسل من الله ثم تتجاهلون . وترون مفساد الزمان ثم تتعامون . وتشاهدون ما صُبَّ على الإسلام ثم تنامون . ودُعيتم لتكونوا أنصار الإسلام ثم أنتم للنصارى تحاجون . أتحاربون الله لتعجزونه؟ والله غالب على أمره ولكن لا تعلمون . وقد قرب أجلكم المقدر فما لكم لا تتقون؟ أتظنون أني افتريتُ على الله وتعلمون مآل قوم كانوا يفترون . ألا لعنة الله على الذين يفترون على الله وكذلك لعنة الله على الذين يكذبون الحق لَمَّا جاءهم ويُعرضون . ألا تنظرون إلى الزمان أو على القلوب أقفال من الطغيان؟ أطمعون أن تصلحوا بأيديكم ما فسد من العمل والإيمان؟ ولا يهدى الأعمى أعمى آخر وقد مضت سنة الرحمان . فاعلموا أن السكينة التي تُطهر من الذنوب . وتنزل في القلوب . وتنقل إلى ديار المحبوب . وتُخرج من الظلمات . وتُنجى من الجهلات . لا تتولد هذه السكينة الا بتوسيط قوم يُرسلون من السماء . ويُبعثون من حضرة الكبرياء . وكذلك جرت سنة الله لإصلاح أهل الأهواء . فيُكذَّب هؤلاء السادات في أول أمرهم والابتداء . ويؤذون من أيدي الأشقياء . ويُقال فيهم ما يؤذيهم من البهتان والتهمة والافتراء . ثم يرد الكرة لهم فيلقى في قلوبهم أن يرجعوا إلى ربهم بالتضرع والابتغال والدعاء . فيقبلون على الله ويستفتحون . وبيتهلون و يتضرعون . فينظر الله إليهم بنظر ينظر إلى أحبائه ويُنصرون . فيخيب

كَلَّ جَبَّارٌ عَنِيدٌ مَعْتَدٌ فِي الظُّنُونِ . وَيَجْعَلُ اللَّهُ خَاتِمَةَ الْأَمْرِ لِأَوْلِيَاءِهِ الَّذِينَ كَانُوا يُضَحِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُسْتَضْعَفُونَ . وَيَقْضِي الْأَمْرَ وَيُعَلِّي شَأْنَهُمْ وَيُهْلِكُ قَوْمَ كَانُوا يُفْسِدُونَ . كَذَلِكَ جَرَتْ سُنَنُ اللَّهِ لِقَوْمٍ يُطِيعُونَ أَمْرَهُ وَلَا يَفْتَرُونَ . وَلَا يَبْتَغُونَ إِلَّا عِزَّةَ اللَّهِ وَجَلَالَهُ وَهُمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَانُونَ . فَيَنْصِرُهُمُ اللَّهُ الَّذِي يَرَى مَا فِي صُدُورِهِمْ وَلَا يُتْرَكُونَ . وَإِنَّهُمْ أَمْنَاءُ اللَّهِ عَلَى الْأَرْضِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ مِنَ السَّمَاءِ وَغَيْثُ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ . لَا يَنْطِقُونَ إِلَّا بِأَنْطَاقِ الرُّوحِ وَلَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ . يَأْتُونَ بِتَرْيَاقٍ لَا يَتَيْسِرُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُنْطَقِ وَلَا مِنَ الْفَلَسَفَةِ . وَلَا بِكَلِمَاتِ عُلَمَاءِ الظَّاهِرِ الْمُحَرَّرِينَ مِنَ الرُّوحَانِيَّةِ . وَلَا بِحِيلَةٍ مِنَ الْحِيلِ الْعَقْلِيَّةِ بَلْ لَا يَحْيِي أَحَدٌ إِلَّا بِتَوْسِيطِ هَذِهِ الْأَحْيَاءِ مِنْ يَدِ الْحَضْرَةِ . وَكَذَلِكَ اقْتَضَتْ عَادَةُ اللَّهِ ذِي الْجَلَالِ وَالْعِزَّةِ . وَلَا يُفْتَحُ مَا قَفَّلَهُ اللَّهُ إِلَّا بِهَذِهِ الْمَقَالِيدِ . وَلَا يَنْزِلُ أَمْرُهُ إِلَّا بِتَوْسِيطِ هَذِهِ الصَّنَادِيدِ . وَإِنَّ الْأَرْضَ مَا صَلَحَتْ قَطُّ وَمَا أَنْبَتِ إِلَّا بِمَاءٍ مِنَ السَّمَاءِ . وَالْمَاءُ وَحَى اللَّهُ الَّذِي يَنْزِلُ فِي حُلُلِ سَحْبِ الْأَنْبِيَاءِ . وَكَفَاكَ هَذَا إِنْ كُنْتَ مِنْ ذَوِي الدِّهَاءِ . وَإِنْ كُنْتَ لَا تَقْبَلُ الْحَقَّ وَلَا تَطْلُبُهُ فَاطْلُبِ النُّورَ مِنَ الْخَفَافِيشِ . وَالثَّمَرَاتِ مِنَ الْحَشِيشِ . وَقَدْ نَبَّهْنَاكَ فِيمَا مَضَى . وَأَشْرْنَا إِلَى عَبْدٍ اخْتَارَهُ اللَّهُ لِهَذَا الْأَمْرِ وَاصْطَفَى . وَلَا يَرَاهُ إِلَّا مَنْ هَدَاهُ اللَّهُ وَأَرَى . فَادْعِ اللَّهَ لِيُفْتَحَ عَيْنَكَ لِتَوَاسَّسَ عَيْنَا جَرَتْ لِلرُّوحِيِّ . فَإِنَّ الْقَوْمَ قَدْ أَشْرَفُوا عَلَى الْهَلَاكِ فِي بَادِيَةِ الضَّلَالَةِ . كَمَا سَمِعَ عَيْلٌ مِنَ الْعَطَشِ فِي أَرْضِ الْغُرَبَةِ . فَرَحِمَهُمُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ هَذِهِ الْمَائَةِ . وَفَجَّرَ يَنْبُوعًا لِأَهْلِ التَّقَى . لِيَرَوْا أَكْبَادَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَيُنَجِّبَهُمْ مِنَ الرَّدَى . فَهَلْ فِيكُمْ مَنْ يَطْلُبُ مَاءً أَصْفَى ؟ وَهَذَا آخِرُ مَا قَلْنَا فِي هَذَا الْكِتَابِ لِمَنْ اتَّعَظَ وَوَعَى . وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى .

## تَمَّتْ

أَلَّفَ هَذِهِ الرِّسَالَةَ إِتْمَامًا لِلْحِجَّةِ . وَتَبْلِيغًا لِأَمْرِ حَضْرَةِ الْعِزَّةِ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ وَالْمَهْدِيِّ الْمَعْمُودِ . وَالْإِمَامِ الْمُنْتَظَرِ الْمُؤَيَّدِ مِنَ اللَّهِ الصَّمَدِ . . . مِيرْزَا غُلَامُ أَحْمَدُ الْقَادِيَانِيُّ الْهِنْدِيُّ الْفَنْجَابِيُّ نَصَرَهُ اللَّهُ وَأَيَّدَهُ . وَقَدْ تَمَّتْ فِي الشَّهْرِ الْمُبَارَكِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةِ ۱۳۲۰ مِنْ الْهَجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ . عَلَى صَاحِبِهَا السَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ . وَالصَّلَاةُ الْمَرْصُوبَةُ .

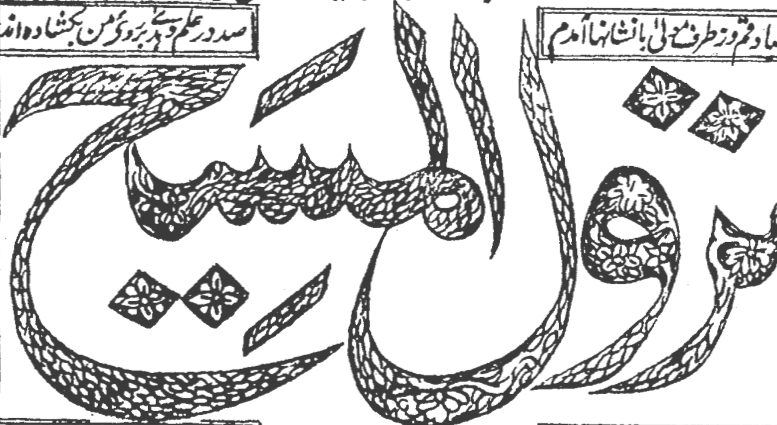


کیف انتم اذا نزل فی کتاب من یم واما مکرمکم

خدا تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل احسان ہے  
کہ کتاب تطاب منبع ایقان عرفان مسی بہ

صدر علم سید درویش بکشاہ اند

صادق و ز طرف علی باشا ہما ام



ایں دو شاہدانیہ تصدیقین است

فی آخر الزمان

آسمان روشن الوقت بیگوئین

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور

جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی پیشگوئیوں کے

مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوالباب اولوالبصا

نے برأی العین مشاہد کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کترین ہمدی حسین تمام کتب خانہ حضرت مسیح موعود  
علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی؛ ٹائٹل سچ مطبع میگزین قادیان میں چھپکر طیاروا

شعبان الحرام ۱۳۲۶ھ

۲۹۰۰ قیمت ۲۲

بار اول - تعداد اشاعت

۱۹ اگست ۱۹۰۶ء





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ  
☆

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۱  
وَ اللّٰهُ مَتِّمُّ نُوْرِهِ وَاَلُوْکِرَ الْکٰفِرُوْنَ ۲

یہ لوگ ارادہ کر رہے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے  
بجھادیں اور خدا تو باز نہیں رہے گا جب تک کہ اپنے

نور کو پورا نہ کرے اگرچہ کافر لوگ

کراہت ہی کریں

ہم نے طاعون کے بارے میں جو رسالہ دافعُ البلاء لکھا تھا اُس سے یہ غرض  
تھی کہ تا لوگ متنبہ ہوں اور اپنے سینوں کو پاک کریں اور اپنی زبانوں اور آنکھوں اور  
کانوں اور ہاتھوں کو ناگفتنی اور نا دیدنی اور ناشنیدنی اور نا کردنی سے روکیں اور خدا سے  
خوف کریں تا خدا تعالیٰ اُن پر رحم کرے اور وہ خوفناک و با جو اُن کے مُلک میں داخل  
ہو گئی ہے دُور فرماوے۔ مگر افسوس کہ شوخیاں اور بھی زیادہ ہو گئیں اور زبانیں اور بھی  
دراز ہو گئیں۔ اُنہوں نے ہمارے مقابل پر اپنے اشتہاروں میں کوئی بھی دقیقہ ایذا اور  
سب و شتم کا اٹھا نہیں رکھا اور کسی قسم کی ایذا سے دستکش نہیں ہوئے مگر اُسی سے جس تک  
ہاتھ نہیں پہنچ سکا۔ لعنت اور سب و شتم میں وہ ترقی کی کہ شیعہ مذہب کے لوگوں کو بھی پیچھے  
چھوڑ دیا کیونکہ شیعہ نے تو اپنے خیال میں لعنت بازی کے فن کو حرف الف سے

شروع کر کے حرف یا تک پہنچا دیا تھا یعنی ابوبکر سے یزید تک مگر یہ لوگ جو اہل حدیث اور خفی کہلاتے ہیں انہوں نے اس کارروائی کو ناقابل سمجھ کر لعنت بازی کے دائرے کو اس طرح پر پورا کیا کہ جس شخص کو خدا نے آدم سے لے کر یسوع مسیح تک مظہر جمع انبیاء قرار دیا تھا یعنی الف سے حرف یا تک اور پھر تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لے کر الف احمد تک صفت مظہریت کا خاتم بنایا تھا اسی پر لعنتوں کی مشق کی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۱

لیکن یاد رکھیں کہ یہ گالیاں جو ان کے منہ سے نکلتی ہیں اور یہ تحقیر اور یہ توہین کی باتیں جو ان کے ہونٹوں پر چڑھ رہی ہیں اور یہ گندے کاغذ جو حق کے مقابل پر وہ شائع کر رہے ہیں یہ ان کے لئے ایک روحانی عذاب کا سامان ہے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے طیار کیا ہے۔ دروغگوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرض التوا میں ڈال دیں گے جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اُس کے ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلت اور شکست اٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رسوائی درپیش ہے خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا۔ وہ فرماتا ہے:-

كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۱

یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء

﴿۳﴾

کا نام ☆ پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ

یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائے گا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اس کی طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پا چکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے پر لے گا اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مر کر بھی اسی کی قبر میں جائے گا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا۔ مگر ظلی طور پر اسی راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائے گا کیونکہ رنگِ دوئی اس میں نہیں آیا پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصور کیا جائے۔ دنیا اس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہل دنیا اس بات کو جانتے کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ اسْمُهُ كَمَا سَمِيْتُ وَيُذْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِیٰ تو وہ شوخیان نہ کرتے اور ایمان لاتے۔ اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نبی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا کیوں کہا گیا اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے خاتم الانبیاء

☆

﴿۳﴾

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اِس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

ٹھہرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدائے حکیمِ علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر با ایں ہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہیں ہوتا۔ لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہو گا تا یہ امت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام ہر اہن احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے اُن کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فرماتا ہے **لِهٰدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ** پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

﴿۵﴾

قریب بیعت کرنے والوں کا شمار پہنچ گیا ہے کہ جو نہ میری کوشش سے بلکہ اُس ہوا کی تحریک سے جو آسمان سے چلی ہے میری طرف دَوڑے ہیں۔ اب یہ لوگ خود سوچ لیں کہ اس سلسلہ کے برباد کرنے کے لئے کس قدر انہوں نے زور لگائے اور کیا کچھ ہزار جان کا ہی

آئندہ نسلوں کی گذشتہ لوگوں سے مشابہتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ چنانچہ بعینہم یہودیوں کی طرح یہودی پیدا ہو جائیں گے اور ایسا ہی نبیوں کا کامل نمونہ بھی ظاہر ہوگا۔ اسی کی طرف سورۃ الانبیاء جزو نمبر ۷ میں اشارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَرَّحُمْ عَلَىٰ قَدَائِبٍ اَهْلَكْتُمَا اَنْهُم لَا يَرْجِعُونَ حَتَّىٰ اِذَا قُبِحْتَ يَا جُوْجُ وَمَا جُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ<sup>۱</sup> ان آیات کا یہ منشاء ہے کہ جو لوگ ہلاک کئے گئے اور دنیا سے اٹھائے گئے اُن پر حرام ہے کہ پھر دنیا میں آویں بلکہ جو گئے سو گئے۔ ہاں یا جوج و ما جوج کے وقت میں ایک طور سے رجعت ہوگی یعنی گذشتہ لوگ جو مر چکے ہیں، اُن کے ساتھ اس زمانہ کے لوگ ایسی اتم اور اکمل مشابہت پیدا کر لیں گے کہ گویا وہی آ گئے۔ اسی بناء پر اس زمانہ کے علماء کا نام یہود رکھا گیا اور محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا گیا اور پھر اُسی خاتم الخلفاء کا نام باعتبار ظہور بین صفات محمدیہ کے محمد اور احمد رکھا گیا اور مستعار طور پر رسول اور نبی کہا گیا اور اُسی کو آدم سے لے کر اخیر تک تمام انبیاء کے نام دیئے گئے تا وعدۃ رجعت پورا ہو جائے۔ یہ ایک باریک و دقیقہ معرفت ہے اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ سورۃ فاتحہ سے بھی التزامی طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمانوں میں سے منع علیہم بھی انبیاء گذشتہ کی طرح ہوں گے اور نیز مغضوب علیہم بھی یعنی یہودی ہوں گے غرض تمام نبیوں کے نزدیک زمانہ یا جوج و ما جوج زمان الرجعت کہلاتا ہے یعنی رجعت بروزی نہ رجعت حقیقی۔ اگر رجعت حقیقی ہو تو پھر سب میں حقیقی چاہیے نہ صرف حضرت عیسیٰ میں۔ کیا وجہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعت تو بروزی طور پر مہدی کے لباس میں ہو اور عیسیٰ کی رجعت واقعی طور پر۔ شیعہ کو یہ دھوکا لگا ہے کہ انہوں نے اس زمانہ کو رجعت حقیقی کا زمانہ

﴿۵﴾

کے ساتھ ہر ایک قسم کے مکر کئے یہاں تک کہ حکام تک جھوٹی خبریاں بھی کیں خون کے جھوٹے مقدموں کے گواہ بن کر عدالتوں میں گئے اور تمام مسلمانوں کو میرے پر ایک عام جوش دلایا اور ہزار ہا اشتہار اور رسالے لکھے اور کفر اور قتل کے فتوے میری نسبت دئے۔ اور مخالفانہ منصوبوں کے لئے کمیٹیاں کیں مگر ان تمام کوششوں کا نتیجہ بجز نامرادی کے اور کیا ہوا۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو ضرور اُن کی جان توڑ کوششوں سے یہ تمام سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ کیا کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اس قدر کوششیں کسی جھوٹے کی نسبت کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہوا بلکہ پہلے سے ہزار چند ترقی کر گیا۔ پس کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحہ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شانیں دور دور چلی گئیں اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزار ہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔ اور اس نشان کے ساتھ ایک عظیم الشان نشان یہ ہے کہ آج سے تینیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ کو مٹادیں اور ہر ایک مکر کام میں لائیں گے مگر میں اس سلسلہ کو بڑھاؤں گا اور کامل

خیال کر لیا۔ مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ حدیثوں سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں ظاہر ہوں گے اور حضرت مسیح بھی مگر دونوں بروزی طور پر آئیں گے نہ حقیقی طور پر۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کے مقابل پر یہودی بھی جوش و خروش کریں گے مگر وہ یہودی بھی بروزی ہیں نہ حقیقی۔ قدیم سے حدیثوں میں یہ تشریح ہے کہ انہی مولویوں کا نام اُس وقت یہودی رکھا جائے گا اور درحقیقت سورہ فاتحہ نے بکمال صفائی یہ پیشگوئی کر دی ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں یہ دُعا سکھلائی گئی کہ ایسا نہ ہو کہ ہم وہ یہودی بن جائیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن تھے۔ پس مسلمان لوگ ایسے یہودی کیونکر بن سکتے ہیں جب تک اُن میں بروزی طور پر مسیح موعود پیدا نہ ہو اور اُس کی مخالفت نہ کریں۔ منہ





کروں گا اور وہ ایک فوج ہو جائے گی۔ اور قیامت تک اُن کا غلبہ رہے گا اور میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک شہرت دُوں گا اور جوق در جوق لوگ دُور سے آئیں گے اور ہر ایک طرف سے مالی مدد آئے گی۔ مکانوں کو وسیع کرو کہ یہ طیاری آسمان پر ہو رہی ہے۔ اب دیکھو کس زمانہ کی یہ پیشگوئی ہے جو آج پوری ہوئی۔ یہ خدا کے نشان ہیں جو آنکھوں والے ان کو دیکھ رہے ہیں مگر جو اندھے ہیں اُن کے نزدیک ابھی تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔

اس صدی میں سے بیسواں سال بھی شروع ہو گیا مگر اُن کا مجدّ داب تک نہ آیا۔ آسمان نے رمضان کے کسوف خسوف سے گواہی دی اور یہ گواہی نہ صرف سنوں کی کتاب دارقطنی میں درج ہے بلکہ شیعوں کی کتاب اکمال الدین نے بھی جو نہایت معتبر سمجھی جاتی ہے۔ یہی حدیث کسوف و خسوف کی مہدی موعود کی علامت لکھی ہے مگر پھر بھی ان لوگوں نے صریح بے ایمانی سے اس حدیث کو بھی رد کر دیا۔ کیا باوجود اتفاق و فرقوں کے پھر بھی یہ حدیث صحیح نہیں؟ ایسا ہی طاعون کی حدیث کتاب اکمال الدین میں بھی موجود ہے اور سنوں کی کتابوں میں بھی کہ مسیح کے زمانہ میں طاعون پھیلے گی۔ مگر افسوس کہ ان لوگوں کے نزدیک یہ نشان بھی کچھ نشان نہیں۔ صلیبی جوش کی حالت موجودہ نے بھی تقاضا کیا کہ آسمان سے کوئی ایسا پیدا ہو کہ جو اس فتنہ کو فرو کرے مگر اُن کے نزدیک ابھی کچھ حرج نہیں ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس اپنے بندہ کی تائید میں ڈیڑھ سو کے قریب نشانات دکھلائے جس کے مُلک میں لاکھوں انسان گواہ ہیں جو عنقریب ایک نقشہ کی صورت میں شائع کئے جائیں گے مگر ان لوگوں کے نزدیک اب تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا اب نہ معلوم یہ نشان کس کو کہتے ہیں؟ اس کا جواب خدائے قادر خود ہی دے گا کیونکہ اگر وہ ارادہ کرے تو بڑے سے بڑے کج طبع کو قائل کر سکتا ہے۔ چونکہ اس رسالہ میں اختصار منظور ہے اس لئے ہم اس سے زیادہ لکھنا نہیں چاہتے ہمارا اور ان لوگوں کا آسمان پر مقدمہ دائر ہے۔ وہ حقیقی بادشاہ جو آسمان اور زمین کا مالک ہے وہ ایک دن اس مقدمہ کو فیصلہ

﴿۸﴾  
 کر دے گا۔ یہ بات ہر ایک راستباز کے نزدیک مسلم ہے کہ دو گروہ خدا تعالیٰ کے نزدیک  
 ضرور لعنتی زندگی رکھتے ہیں۔ (۱) اوّل وہ شخص اور اُس کی جماعت جو خدا تعالیٰ پر افترا کرتے  
 ہیں اور جھوٹ اور دجالی طریق سے دنیا میں فساد اور پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ (۲) دوسرے  
 وہ گروہ جو ایک سچے منجانب اللہ کی تکذیب اور تحقیر کرتے ہیں۔ اس کا زمانہ پاتے ہیں اُس  
 کے نشان دیکھتے ہیں اور اُس کی حجت کو اپنے پر سے اٹھا نہیں سکتے مگر پھر بھی اُس کو ایذا دینے  
 کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اُس کو نابود  
 کر دیں۔ اب اس بات کا خدا سے بڑھ کر کس کو علم ہے کہ یہ دو گروہ جو اس وقت موجود ہیں  
 یعنی میں اور میرے وہ مخالف جو مجھے گالیاں دیتے اور ہر ایک طور سے دکھ پہنچاتے ہیں اور  
 میری موت چاہتے ہیں۔ ان دونوں گروہوں میں سے وہ گروہ کون ہے جس کی لعنتی زندگی  
 ہے اور وہ گروہ کون ہے جس کو بہت برکتیں دی جائیں گی۔ اس راز کو بجز خدا کوئی نجومی نہیں  
 جانتا نہ رمال اور نہ کوئی قیافہ سے کام لینے والا۔ یہ راز میرے خدائے قادر کا ایک سربستہ  
 راز ہے۔ اسی راز کے انکشاف پر سب فیصلے ہو جائیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے  
 اس کو قبول نہ کیا۔ پراگروہ خدا کی طرف سے ہے تو کیا خدا اس کو چھوڑ دے گا نہیں بلکہ وہ  
 دن نزدیک ہیں جو خدا اپنے زبردست حملوں سے اُس کی سچائی ثابت کر دے گا۔ جہنم کے  
 عذابوں میں سے کوئی عذاب حسرت جیسا نہیں۔ وہ حسرت جو سچے کے رد کرنے میں ہوتی  
 ہے اور وقت گذر جاتا ہے۔ لیکن اب جس امر کے لکھنے کے لئے ہم نے ارادہ کیا ہے وہ یہ  
 ہے کہ ہمارا رسالہ دافع البلاء جو طاعون کے بارے میں شائع ہوا تھا اس کے مقابل پر  
 ہمارے ظالم طبع مخالفوں نے طرح طرح کے افتراؤں سے کام لیا ہے اور اس قدر جھوٹ کی  
 نجاست کھائی ہے کہ کوئی نجاست خور جانور اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا ہمیں تعجب ہے کہ  
 کہاں تک ان لوگوں کی نوبت پہنچ گئی کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے

﴿۹﴾

نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ اُن میں سے جھوٹ بولنے کا سرغنہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ہے جو بارہا دروغ گوئی کی رسوائی اٹھا چکا ہے اور پھر باز نہیں آتا۔ وہ میری نسبت آپ ہی اقرار کرتا ہے کہ انہوں نے قادیان کے بارے میں صرف اس قدر الہام شائع کیا ہے کہ اس میں تباہی ڈالنے والی طاعون نہیں آئے گی ہاں اگر کچھ کیس ہو جائیں جو موجب افراتفری نہ ہوں تو یہ ہو سکتا ہے اور پھر اپنے دوسرے پرچوں میں فریاد پر فریاد کر رہا ہے کہ قادیان میں طاعون آگئی۔ اگر اس کی فطرت کو ایمانداری اور انصاف اور شرم میں سے کچھ حصہ ہوتا تو اس فضول بحث کا نام ہی نہ لیتا۔ کیونکہ اگر قادیان میں باعث عام بخار کے جو موسمی تھا دو تین آدمی مر بھی گئے تو کس ڈاکٹر نے تصدیق کی تھی کہ وہ طاعون ہے۔ کیا قادیان کے احمق اور جاہل اور کمینہ طبع بعض آریہ یا اور کوئی اُن کا ہم مادہ جو حق اور سچائی سے دلی کینہ رکھتے ہیں اور اُن کی کھوپری میں یہ عقل ہی نہیں جو طاعون کس کو کہتے ہیں اُن کی شرارت آمیز کسی تحریر سے یہ ثابت ہو گیا جو قادیان میں طاعون پھوٹ پڑی اُن کے ایمان اور دیانت پر خود طاعون کا پھوڑا نکلا ہوا ہے جس سے جان بری مشکل ہے۔ ماسوا اس کے اگر ایڈیٹر پیسہ اخبار کو دیانت اور سچائی سے کچھ غرض ہوتی تو اس کو ثابت کرنا چاہیے تھا کہ کس طرح اشتہار یا رسالہ میں ہم نے یہ بھی لکھا ہے کہ قادیان میں کبھی طاعون نہیں آئے گی اور کبھی ایک کیس بھی نہ ہوگا بلکہ رسالہ دافع البلاء جو پانچ ہزار شائع کیا گیا ہے اس کے صفحہ ۵ کے حاشیہ میں تصریح تمام یہ عبارتیں لکھی گئی ہیں اور وہ یہ ہیں:-

طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑودینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے (اور کم سے کم آبادی کا ایک عشر لیتی ہے ورنہ نصف تک یا تین حصے پانچ حصوں میں سے کھا جاتی ہے) پس اس کلام الہی میں یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہوگی۔ اسی کی تشریح دوسرا الہام کرتا ہے لولا الاکرام لہلک المقام یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں (۱) اول یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب

فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسرے یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں ان کے شہروں اور دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی (اگر تو بہ نہ کریں) اور یہاں تک ہوگا کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے۔ اور ہم دعویٰ سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہوں گی (اگر تو بہ نہ کریں) تمام دنیا میں ایک قادیان ہی ہے جس کے لئے ”اب یہ وعدہ ہوا گو پہلے سے حرم رسول کے لئے بھی ایک وعدہ ہے۔“ یہ عبارت ہے جو صفحہ مذکور میں درج ہے جس کو ہم نے لفظ بلفظ اس جگہ نقل کر دیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارا ہرگز یہ دعویٰ نہ تھا کہ قادیان طاعون سے بالکل محفوظ رہے گی۔ ہم نے عام لوگوں کے سامنے یہ عبارت جو دافع البلاء میں شائع ہو چکی ہے رکھ دی ہے تا خود لوگ پڑھ لیں اور پھر انصافاً بتلاویں کہ ہمارے پر یہ الزام کہ گویا ہم نے اس رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ قادیان کے نزدیک طاعون نہیں آئے گی اور ایک بھی کیس نہیں ہوگا۔ کیا یہ ایمان داری ہے یا بے ایمانی؟ ہم خود منتظر ہیں کہ اس وحی اللہ کے مطابق قادیان میں صاف اور صریح طور پر بعض کیس طاعون ہوں لیکن اب تک جو کچھ پیسہ اخبار اور بعض دوسرے جلد باز ایڈیٹروں نے لکھا ہے کہ قادیان میں سات کیس ہو چکے ہیں وہ تحریریں صرف تین قسم کے واقعات کا مجموعہ ہیں۔ (۱) اول ایسی تحریریں جو محض جھوٹ اور افترا ہیں یعنی ایسے لوگوں کی نسبت خواہ نخواہ جھوٹی خبریں موت کی شائع کی گئی ہیں جو اب تک زندہ موجود ہیں۔ نہ وہ بیمار ہوئے نہ ان کو طاعون ہوئی۔ یہ اول درجہ کا جھوٹ ہے جس کے ارتکاب سے پیسہ اخبار نے بے ایمانی کا بڑا حصہ لیا ہے اور ناحق شریف اور عزیز لوگوں کا دل دکھایا ہے۔ اُس کو سوچنا چاہیے کہ اگر یہ خلاف واقعہ خبر اُس کے عزیزوں تک پہنچائی جائے کہ محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار طاعون سے مر گیا تو کیا ان کو کچھ صدمہ پہنچے گا یا نہیں تو پھر وہ جواب دے کہ ایسا جھوٹ اُس نے کیوں بولا اور کس غرض سے بولا اور کیوں خلاف گوئی کی نجاست کھا کر شریف اور معزز لوگوں کو دکھ دیا۔ کیا یہ لعنتی زندگی نہیں کہ ناحق

﴿۱۱﴾

کینہ وری کی راہ سے جھوٹ بولا جائے؟ جن کو وہ کمال بے حیائی سے مُردوں میں داخل کرتا ہے وہ تو ایک دن کے لئے بھی بیمار نہ ہوئے اور نہ گاؤں سے باہر نکالے گئے۔ مثلاً جیسا کہ پیسہ اخبار نے انخویم مکرم مولوی حکیم نور دین صاحب کی نسبت شائع کیا کہ ان کی کوئی رشتہ دار عورت طاعون سے مر گئی اور بعض نے یہ مشہور کیا کہ وہ مولوی صاحب کی ساس تھی۔ اور بعض خبیثوں نے یہ شہرت دی کہ وہ آپ کی بیوی تھی حالانکہ نہ ساس نہ بیوی نہ کوئی اور رشتہ دار مولوی صاحب موصوف کا طاعون سے فوت ہوا اور نہ گاؤں سے باہر نکالا گیا۔ یہ کس قدر خباثت اور بے ایمانی ہے کہ ایسے صریح جھوٹ جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں ایسے اخبار میں درج کئے جائیں جس کے کئی ہزار پرچے ہفتہ وار شائع ہوتے ہیں۔ افسوس کہ اس شخص نے ناحق مولوی صاحب موصوف کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو رنج پہنچایا اور بے وجہ دلوں کو صدمہ پہنچا کر سخت دل آزاری کا موجب ہوا۔ اس کو کیا خبر نہیں تھی کہ قادیان میں اکثر آریہ وغیرہ مذہب اسلام سے اور بالخصوص اس جماعت سے سخت عداوت رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک جھوٹ بولنا شیر مادر ہے شیاطین ہیں نہ انسان۔ پھر کیوں اور کس وجہ سے ان کی ایسی جھوٹی خبروں کو اخبار میں درج کر کے شائع کیا گیا اب جواب کا کون ذمہ وار ہے کہ اس قدر گندے جھوٹ سے ایک جماعت کا دل دکھایا گیا۔ ایسا شخص جو ملک میں بے امنی پھیلا نا چاہتا اور زندوں کو مار رہا ہے اور اپنے اندرونی کینوں کی وجہ سے امن عامہ کا دشمن ہے۔ بے شک وہ اس لائق ہے کہ قانون کی حد تک اس سے مواخذہ ہو کہ اس نے ایسا گندہ اور دلازار جھوٹ ملک میں پھیلا یا۔ اور انخویم مولوی نور دین صاحب کے اقارب کی نسبت ایک بے اصل صدمہ پہنچانے والی بات کو شہرت دی اور بہت سے دلوں کو صدمہ پہنچایا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ پہلے فرضی طور پر زندہ کو مارا اور پھر اُس فرضی میت کی تذلیل کی۔

کیا اخبار کا یہی فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک روایت بغیر تفتیش اور تنقید کے شائع کر دی جائے۔ ہمیں تو کچھ انگریزی قانون کا حال معلوم نہیں اگر گورنمنٹ نے اپنے قانون میں اخبار نویسوں کو یہ اجازت دے رکھی ہے کہ ایسے بے اصل جھوٹ جن سے دلوں کو آزار اور صدمہ پہنچتا ہے بے دھڑک شائع کر دیا کریں تب تو کوئی چون و چرا کی جگہ نہیں ورنہ گورنمنٹ پبلک پر احسان کرے گی اگر ایسے گندے

اور ناپاک اور دلآزار جھوٹوں کے شائع کرنے کی وجہ سے پیسہ اخبار سے باز پرس کرے اور ایسی جھوٹی موتوں کا اُس سے ثبوت طلب کرے اور قانون کی حد تک اُس کو پوری سزا کا مزا چکھاوے۔

غور کا مقام ہے کہ ایک تو واقعی طور پر ملک میں طاعون نے تشویش پھیلا رکھی ہے اور دوسرے اس جھوٹی طاعون کے شائع کرنے کا پیسہ اخبار نے ٹھیکہ لے لیا ہے۔ پھر اگر ایسی صورت میں یہ گورنمنٹ جو رعایا کی ہمدرد ہے ایسے کھلے کھلے جھوٹ کے وقت میں جس کا نہایت دلیری سے ارتکاب کیا گیا ہے ایسے مُنہ پھٹے انسان سے مواخذہ نہ کرے تو نہ معلوم دروغگوئی میں کس حد تک اس شخص کا حال پہنچ جائے گا اور کن کن دلوں کو بے وجہ دکھائے گا۔ ہنوز ابتدائی حالت ہے تھوڑی سزا سے بھی متنبہ ہو سکتا ہے پس کم سے کم دروغگوئی کی یہ سزا ہے کہ بلا توقف اس کی یہ اخبار بند کر دی جاوے یا علاوہ اس کے اور کوئی مناسب سزا دی جاوے اور اگر گورنمنٹ کو اس ہماری تحریر میں شبہ ہو تو اپنے کسی افسر کو قادیان میں بھیج کر تحقیق اور تفتیش کر لیں کہ کیا یہ تحریر واقعی ہے یا غیر واقعی۔ بد قسمت اڈیٹر نے اس گندے جھوٹ سے خود اپنے تئیں پبلک کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے ایک دروغگو اور مُفتری ثابت کر دیا ہے اور افسوس تو یہ ہے کہ اس جھوٹ سے اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اصل مطلب اس دروغگوئی سے اُس کا یہ تھا کہ تا اس بات کو ثابت کرے کہ گویا ہم نے اپنے رسالہ **دافع البلاء** میں یہ لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون ہرگز نہیں آئے گی اور طاعون آگئی۔ کاش اگر وہ رسالہ **دافع البلاء** کو ذرہ غور سے پڑھ لیتا اور اس کے صفحہ پانچ کے حاشیہ کو دیکھ لیتا جس کو ہم نے اس رسالہ میں نقل کر دیا ہے تو اس دروغگوئی کی لعنت سے بچ جاتا۔ اس کا یہ عذر صحیح نہیں ہوگا کہ بد بخت شیروں اور جھوٹوں نے قادیان سے مجھے خبر دی اس لئے میں نے جھوٹ کو شائع کر دیا کیونکہ شائع کرنے کا ذمہ دار وہ ہے نہ کوئی اور شخص بلکہ اس نے تو ساتھ ہی دوسرے چند اخباروں کو بھی آلودہ کیا۔ اس کو خوب معلوم تھا کہ قادیان کے آریہ اُس وقت سے جبکہ **لیکھر ام** کے حق میں **پیشگوئی پوری** ہوئی دل سے اس سلسلہ کے ساتھ عنادر کھتے ہیں اور بعض دوسرے مذہب بھی ان کے ہمرنگ ہیں پھر وہ کیونکر ایسے امین ٹھہر سکتے ہیں کہ اُن کے بیان کی تفتیش ضروری نہیں اور باایں ہمہ پیسہ اخبار اس بات کو بھی مخفی نہیں رکھ سکتا کہ وہ آدم کے سانپ کی طرح

﴿۱۳﴾

اس سلسلہ کا پرانا دشمن اور معاند ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اسی عناد کی وجہ سے یہ انبار جھوٹ کا اُس نے اپنے اخبار میں درج کر دیا ہے۔

پھر اسی پرچہ میں وہ لکھتا ہے کہ مولا چوکیدار کی بیوی بھی طاعون سے فوت ہوگئی حالانکہ وہ اس وقت تک قادیان میں زندہ موجود ہے۔ ہر ایک شخص سوچ لے کہ اس شخص نے کیا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ زندوں کو مار رہا ہے۔ کیا ایک ایڈیٹر اخبار کی قلم سے ایسے خطرناک جھوٹ شائع ہونا اور دلوں کو آزار پہنچانا موجب نقض امن نہیں ہے جس شخص کے اخبار کے ہر ہفتہ میں ہزار ہا پرچے شائع ہوتے ہیں قیاس کرنے کی جگہ ہے کہ وہ کس قدر خلاف واقعہ ماتم کی خبروں سے بے گناہ دلوں کو دکھ دے رہا ہے اور دنیا میں بے امنی پھیلا رہا ہے۔ ایک تو آسمان سے انسانوں پر واقعی مصیبت ہے اب دوسری مصیبت یہ پیدا ہوگئی ہے جو پیسہ اخبار کے ذریعہ سے ملک میں پھیلتی جاتی ہے نہ معلوم اس ملک کے لوگ ایسے گندے اخبار سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں اور کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں گورنمنٹ عالیہ اس موزی اخبار کے بند کرنے میں توقف کر رہی ہے کیونکہ ایک گندے اخبار کا بند ہونا لاکھوں دلوں کو آزار پہنچنے سے بہتر ہے۔

(۲) دوسرا طریق افترا کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف فرضی نام لکھ کر ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ قادیان میں طاعون سے مرے ہیں حالانکہ ان ناموں کا کوئی انسان قادیان میں نہیں مرا۔ مثلاً وہ لکھتا ہے کہ مسٹی مولا کی لڑکی طاعون سے مری ہے حالانکہ مولا مذکور کے گھر میں کوئی لڑکی پیدا ہی نہیں ہوئی۔ ایسا ہی وہ لکھتا ہے کہ ایک صدر و باندہ طاعون سے مرا ہے حالانکہ اس گاؤں میں صدر و نام کوئی باندہ ہی نہیں جو کہ طاعون سے مر گیا ہو۔ نہ معلوم اس کو یہ کیا سوچھی کہ فرضی طور پر نام لکھ کر ان کو طاعونی اموات میں داخل کر دیا۔ شاید اس لئے ایسا کیا گیا کہ تا کچھ پتہ نہ چل سکے اور جاہل لوگ سمجھ لیں کہ ضرور ان ناموں کے کوئی لوگ ہوں گے جو مرے ہوں گے۔

(۳) تیسرا طریق افترا کا جو پیسہ اخبار نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض آدمی فی الحقیقت مرے تو ہیں مگر وہ کسی اور حادثہ سے مرے ہیں نہ طاعون سے اور اس نے محض چالاکی اور شرارت سے طاعون کی اموات میں داخل کر دیا ہے مثلاً وہ اپنے اخبار میں بڈھا تیلی کے لڑکے کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ طاعون سے مرا ہے

حالانکہ تمام گاؤں جانتا ہے کہ وہ دیوانہ کُتے کے کاٹنے سے مراد تھا اور جیسا کہ معمول ہے سرکاری طور پر اس کی موت کا نقشہ طیار کیا گیا اور کُتے کے کاٹنے کی تاریخ وغیرہ اُس میں لکھی گئی پھر یہ کیسی پیسہ اخبار کی ایمانداری ہے کہ ایسے جھوٹوں کو جن سے گورنمنٹ پر بھی حملہ ہے اپنے اخبار میں شائع کیا گیا گورنمنٹ نے اپنے ملازموں کے ذریعہ سے عمد اطاعون کے کیس کو چھپایا اور اپنے نقشبندوں میں دیوانہ کُتے سے مراد راج کیا۔ مگر پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کا یہ جھوٹ پکڑ لیا۔ پس جبکہ پیسہ اخبار کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ وہ بلا دھڑک گورنمنٹ کے تحقیق کردہ امور کے برخلاف جھوٹ بولتا ہے تو کس قدر وجود اس کا خطرناک ہے۔ اڈیٹروں کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ سچائی کو دنیا میں پھیلادیں نہ جھوٹ کو۔ اس لئے ہم بار بار کہتے ہیں کہ ایسے گندے اور ناپاک اخبار دنیا کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچاتے ہیں اور جھوٹ جو ایک نہایت پلید اور ناپاک چیز ہے اس کو دنیا میں رائج کرتے ہیں۔ ابھی ہمیں معلوم نہیں کہ ہماری مخالفت کے جوش میں کہاں تک یہ شخص جھوٹ سے کام لے گا اور کس قدر فرضی طور پر نامردہ لوگوں کو طاعون سے مارے گا۔ اسی افترا کی قسم میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تھو چوکیدار کی موت کو بھی طاعون سے لکھتا ہے حالانکہ ایک عرصہ ہوا کہ وہ غریب کچھ مدت تپ سے بیمار رہ کر بقتضائے الہی فوت ہوا ہے چنانچہ سرکاری کتاب میں اس کی موت اور مولو چوکیدار کی موت کا باعث بخار ہی لکھا ہے۔ پھر کیا ممکن ہے کہ سرکار میں جھوٹی خبر دی گئی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جیسا کہ ہمیشہ گرمی کی شدت کی وجہ سے بخار ہوتا ہے قادیان میں بھی بخار رہا ہے اور اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک سو سے زیادہ لوگوں کو بخار ہوا ہوگا اور خود ایک دو دن مجھے اور ہمارے بچوں کو بھی بخار ہوا۔ مدرسہ کے بعض لوگوں کو بھی بخار ہوا اور عام طور پر گاؤں میں بہتوں کو بخار ہوا۔ اسی کثرت بخار کے سلسلہ میں چند آدمی بخار سے فوت بھی ہو گئے جن میں سے بعض چند ماہ کے بیمار تھے اور بعض تپ محرقہ سے فوت ہوئے اور جہاں تک ہمیں علم ہے ایسے آدمی دو یا تین سے زیادہ نہیں جو قریباً آدمی میں سے جو بتلائے بخار تھے جانبر نہ ہو سکے۔ اب کیا اس کو طاعون کہنا چاہیے؟ جائے شرم ہے کیا گرمی کے موسم میں اس سے پہلے کبھی بخار نہیں ہوئے بلکہ بعض برسوں میں جبکہ طاعون کا دنیا میں نام و نشان نہ تھا اسی موسم میں اسی گاؤں قادیان میں بعض لوگ تپ محرقہ سے تیس تیس کے قریب مر گئے تھے اب تو خدا کا



﴿۱۵﴾

فصل ہے موت بہت کم ہے۔ غرض یہ معمولی وبائیں ہیں جو اس موسم میں آتی ہیں۔ اور جاہل لوگ جن کو فن طبابت کی کچھ بھی خبر نہیں ہر ایک بیماری کو ناحق طاعون بنا دیتے ہیں اور ایسے ایڈیٹر جو اجمل الجہلاء ہیں وہ جاہلوں کی باتوں کو ایسا قبول کر لیتے ہیں کہ گویا ایک بڑے اور تجربہ کار ڈاکٹر نے ان کو خبر دی ہے۔ حالانکہ طاعون کی مرض ایسی ہے کہ اس کی تشخیص کرنے میں بڑے بڑے ڈاکٹروں کی عقل بھی چکر کھا جاتی ہے۔ عجیب تر یہ ہے کہ بعض وقت بیماروں کو پھوڑے نکلتے ہیں پھر بھی وہ طاعون نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ امر بڑا مشکل امر ہے۔ گذشتہ دنوں میں مشہور ہوا تھا کہ دہلی میں طاعون پھوٹ پڑی لیکن تحقیقات کے بعد یہی ثابت ہوا کہ وہ ایک قسم کے محرقہ تپ ہیں نہ طاعون۔ اور خود طاعونیں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وبائی اور ایک غیر وبائی۔ وبائی وہ ہوتی ہیں جو جلد جلد پھیلتی ہیں اور متعدی ہوتی ہیں اور موتیں تیز قدم کے ساتھ بڑھتی جاتی ہیں اور غیر وبائی طاعونیں خوفناک طور پر نہیں پھیلتیں وہ زہرناک پھنسیاں ہیں جو کبھی کان میں نکلتی ہیں اور کبھی ہتھیلی میں اور کبھی چھاتی پر اور کبھی ناک پر اور کبھی کان کے پیچھے اور کبھی لب پر اور کبھی کسی انگلی پر اور کبھی کسی اور حصہ بدن پر۔ یہ سب طاعونیں ہیں اگر یہ انسانوں میں زور کے ساتھ نہ پھیلیں اور کثرت موت کا موجب نہ ہوں تو اُس وقت تک یہ وبائی طاعون نہیں کہلاتیں غرض اس مرض کی تشخیص بہت مشکل ہے اور خود بڑے بڑے طبیب اس میں غلطیاں کھا سکتے ہیں چہ جائیکہ جاہل بازاری جو اس کو چہ سے محض ناواقف اور انسانیت سے بہت ہی تھوڑا حصہ رکھتے ہیں۔ اس مرض میں ایک اور خاصیت ہے کہ تیزی کے زمانہ میں جبکہ موتوں کا گرم بازار ہوتا ہے ہولناک حملے اس کے ہوتے ہیں اور پھر جب موسم کی تبدیلی سے اور یا اندرونی اسباب سے جن کا انسانوں کو پورا علم نہیں اس کی تیزی کم ہوتی جاتی ہے تو بعض انسانوں پر اس کا ایسا اثر خفیف ہوتا ہے کہ اس کا پھوڑا ایک معمولی پھوڑا اور اس کا تپ ایک معمولی تپ ہوتا ہے اور درحقیقت اس حالت کا نام طاعون نہیں بلکہ وہ زہریلی مرض ایک معمولی مرض کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

اب ہم نصیحتا کہتے ہیں کہ آئندہ پیسہ اخبار ایسے افتراؤں اور قابلِ شرم جھوٹوں سے باز آ جائے ورنہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ جھوٹ ہمیشہ اس کو ہضم ہو سکیں اور افسوس کہ بعض امرتسر کے سفلیہ طبع بھی اپنے

اشتبہاروں میں پیسہ اخبار کے نقش قدم پر چلے ہیں۔ بعض نے یہاں تک جھوٹ بولا ہے کہ گویا ہماری جماعت میں ہی طاعون پھوٹ پڑی ہے اور گویا قادیان میں وہ طاعون پیدا ہو گئی ہے جو طاعون جارف کہلاتی ہے۔ ان کے جواب میں بجز اس کے ہم کیا کہیں کہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی یہی قدیم سنت ہے کہ جس گاؤں یا شہر میں خدا کی طرف سے کوئی مرسل آتا ہے وہ جگہ نسبتی طور پر دارالامن ہو جاتی ہے اور اس میں وہ بے حواس اور دیوانہ کرنے والی تباہی نہیں پڑتی جس میں لوگ پروانوں کی طرح مرتے ہیں ہاں موت کا درازہ بھی بند نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دارالامان ہونے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور قرآن کریم نے بھی اس کی تصدیق کی ہے مگر پھر بھی بعض اوقات انسانی برداشت تک مکہ معظمہ میں ہیضہ پھوٹ پڑتا ہے اور ایسا ہی مدینہ منورہ میں بھی کئی وارداتیں ہو جاتی ہیں مگر ان وارداتوں سے ان دونوں حریم شریفین کے دارالامن ہونے میں فرق نہیں آتا۔ اسی طرح ہمیں اس سے انکار نہیں کہ قادیان میں بھی کبھی وبا پڑے یا کسی معمولی حد تک طاعون سے جانوں کا نقصان ہو لیکن یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ جیسا کہ قادیان کے اردگرد تباہی ہوئی یہاں تک کہ بعض گاؤں موت کی وجہ سے خالی ہو گئے یہی حالت قادیان پر بھی آوے۔ کیونکہ وہ خدا جو قادر خدا ہے اپنے پاک کلام میں وعدہ کر چکا ہے جو قادیان میں تباہ کرنے والی طاعون نہیں پڑے گی۔ جیسا کہ اُس نے فرمایا لَوْلَا الْاِكْرَامُ لَهْلَاكَ الْمَقَامُ۔ یعنی اگر مجھے تمہاری عزت ظاہر کرنا ملحوظ نہ ہوتا تو میں اس مقام کو یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا یعنی اس گاؤں میں بھی بڑے بڑے خبیث اور شریر اور ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہیں اور وہ اس لائق تھے کہ تہر الہی سب کو ہلاک کر دیوے مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ درمیان میں تمہارا وجود بطور شفیع کے ہے اور تمہارا اکرام مجھے منظور ہے اس لئے میں اس مرتبہ سزا سے درگزر کرتا ہوں کہ ایک خوفناک تباہی اور موت ان لوگوں پر ڈال دوں تاہم بلکھی بے سزا نہیں چھوڑوں گا اور کسی حد تک وہ بھی عذاب طاعون میں سے حصہ لیں گے تاشریروں کی آنکھیں کھلیں۔ ماسوا اس کے اگر قادیان میں ایسی طاعون آوے جیسا کہ گردونواح میں بعض جگہ یہ صورتیں پیدا ہوئیں کہ دیہات میں صد ہا لوگ مرے اور کئی دیہات تباہ ہو گئے اور بہت سے گھرایسے ہو گئے کہ بجز شیرخوار بچوں کے ان میں کوئی بھی نہ رہا۔

﴿۱۷﴾

تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ جماعت جو قادیان میں بیٹھی ہے وہ سب مع ان کے امام کے تباہ ہوں گے اور سب طاعون سے مریں گے اور یہ خدا کو منظور نہیں کیونکہ یہ اس کی قوم ہے جو اس نے طیار کی ہے۔ اور یہ جو بھیجا گیا ہے یہ اس کے ہاتھ کا پودہ لگایا ہوا ہے۔ پس کیونکہ وہ اپنے باغ کو خود کاٹ دیوے جو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ پس اس لئے اور اسی غرض سے تمام گاؤں کو تخفیف عذاب کی رعایت دی گئی ہے یہ ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً ایک جہاز میں ایک خدا کا برگزیدہ سوار ہو۔ تا وہ کسی ملک میں جا کر تبلیغ کرے اور اس حالت میں سمندر میں طوفان آوے۔ پس سنت اللہ کے موافق یہ ضروری امر ہے کہ اس جہاز میں بہت سے ایسے لوگ سوار ہوں کہ جو غرق کرنے کے لائق ہوں مگر وہ اس شخص کے لئے غرق نہیں کئے جائیں گے کیونکہ ان کے غرق ہونے سے اس برگزیدہ پر بھی صدمہ آتا ہے اور یہ خدا کو منظور نہیں۔ یاد رہے کہ معمولی حد تک موتیں ایک محفوظ جہاز میں بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر وہ جہاز کے مسافروں کی بے امنی کو اس حد تک نہیں پہنچاتیں کہ وہ بے حواس ہو کر جہاز پر سے کود پڑیں اور سب ایک زبان سے ہائے وائے کے نعرے نکالیں۔ مگر یہ خوفناک موتیں جو جہاز کسی ٹھوکر سے یکدفعہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اس میں بیٹھنے والے بیکبارگی پانی میں بہ جائیں اور سمندر کی لہریں ان کو ڈھانک لیں یہ عظیم حادثہ ہے اور ایسا مہلک حادثہ کبھی اس حالت میں نہیں ہوتا جبکہ ایسے جہاز میں خدا کا کوئی نبی اور رسول اور برگزیدہ بیٹھا ہو بلکہ اس کے طفیل اور اس کی شفاعت سے دوسرے لوگ بھی کنارہ پر سلامت پہنچائے جاتے ہیں تا خدا کا ایک کامل بندہ جو خدا کے جلال کے لئے سفر کر رہا ہے اس تشویش اور تباہی میں شریک نہ ہو اور تا وہ کام معطل نہ رہ جائے جس کام کے لئے اس نے سفر کیا ہے۔ اسی سنت اللہ کے موافق قادیان کے لئے انہ او ای القریۃ کا الہام صادر ہوا تا خدا کے کاموں میں حرج نہ ہو ورنہ قادیان سب سے پہلے فنا کرنے کے لائق تھی کیونکہ یہ لوگ نزدیک ہو کر پھر دور ہیں اور بہتوں کا خدا پر ایمان نہیں اور نہ چاہتے ہیں کہ اپنا ناپاک چولہا اتار کر حق کو قبول کریں۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ جس گاؤں یا شہر میں خدا کا کوئی فرستادہ نازل ہو تو وہ گاؤں یا شہر نہ تو طاعون سے تباہ اور ہلاک ہوتا ہے اور نہ کسی اور وبا سے اور نہ کسی آتش فشاں پہاڑ سے ہلاک کیا جاتا ہے۔ ہاں معمولی موتیں خواہ طاعون سے ہوں خواہ ہیضہ

سے خواہ کسی اور سبب سے وہ سب انسانی برداشت کی حد تک اُس میں ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ اس مامور کی کارروائی کی حارج نہیں ہیں۔ پس جس الہام کو ہم نے قادیان کے بارے میں شائع کیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اس سے زیادہ نہیں۔

بعض آدمی یہ اعتراض پیش کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں امن اور آسائش کا زمانہ ہونا چاہیے تھا نہ کہ طاعون ملک میں پھیلے اور قحط پڑے اور طرح طرح کے اسباب سے کثرت موت ہو۔ ان ادہام باطلہ کا یہ جواب ہے کہ انسان کا اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے حکم چلاوے کہ یوں ہونا چاہیے تھا اور اس طرح ہونا چاہیے تھا۔ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں بہت تصریح سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑے گی اور اس مری کا انجیل میں بھی ذکر ہے اور قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنْ مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَوْ مُعَذِّبُوَهَا عَذَابًا لِّعَنِي كَوْنِي بَسْتِي اِیسی نہیں ہوگی جس کو ہم کچھ مدت پہلے قیامت سے یعنی آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہے ہلاک نہ کر دیں یا عذاب میں مبتلا نہ کریں۔

یاد رہے کہ اہل سنت کی صحیح مسلم اور دوسری کتابوں اور شیعہ کی کتاب اکمال الدین میں بتصریح لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی بلکہ اکمال الدین جو شیعہ کی بہت معتبر کتاب ہے اُس کے صفحہ ۳۴۸ میں اوّل چار حدیثیں کسوف خسوف کے بارہ میں لایا ہے اور امام باقر سے روایت کرتا ہے کہ مہدی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ قبل اس کے کہ وہ قائم ہو یعنی عام طور قبول کیا جاوے رمضان میں کسوف خسوف ہوگا۔

☆ حاشیہ: حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے تھے جب وہ چند گھنٹہ کیوں کی تکلیف اٹھا کر بیہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو یکدفعہ سخت آندھی اٹھی اور اس سے سورج اور چاند دونوں کی روشنی جاتی رہی اور تاریکی ہو گئی۔ وہ دسویں محرم تھی اور اُس دن یہود کو روزہ تھا اور دوسرے دن ان کی عید فصح تھی اُن بزرگوں نے عین روزہ کی حالت میں اپنی دانست میں یہ ثواب کا کام کیا مطلب یہ تھا کہ حضرت مسیح کو کسی طرح لعنتی ثابت کریں۔ ایسا ہی مسیح موعود پر جب کفر اور قتل کا فتویٰ لگایا گیا تو اس کے بعد رمضان میں کسوف خسوف ہوا تا دونوں واقعات میں مشابہت ہو کیونکہ جس طرح عیسیٰ مسیح استعارہ کے رنگ میں مُردوں میں سے جی اُٹھا اسی طرح اس مسیح کو تکفیر کی دونوں مہر سے اپنی دانست میں ہلاک کر دیا گیا تھا مگر پھر وہ جی اُٹھا اور کھڑا ہو گیا۔ اس لئے امام قائم کہلایا۔ منہ

﴿۱۹﴾

اور پھر بعد اس کے لکھا ہے کہ یہ بھی اس کے ظہور کی ایک نشانی ہے کہ قبل اس کے کہ قائم ہو یعنی عام طور پر قبول کیا جائے دنیا میں سخت طاعون پڑے گی یہاں تک کہ ایک گھر میں جو سات آدمی ہوں گے ان میں سے صرف دو رہ جائیں گے اور پانچ مرجائیں گے۔ پس اس کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں نشان اُس وقت ظہور میں آئیں گے جبکہ اس کی دنیا میں تکذیب ہوگی۔ کیونکہ مسیح کے بھی یہ دونوں نشان تھے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب ہو کر ان کے لئے صلیب تیار کیا گیا تھا تب آفتاب و ماہتاب دونوں تاریک ہو گئے تھے اور طاعون بھی پڑی تھی۔ غرض اس کتاب میں لکھا ہے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہونا اور ملک میں طاعون پھیلنا مہدی معبود کا ایک معجزہ ہوگا۔ پس بلاشبہ یہ امر تو اتر کے درجہ پر پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے وقت میں اور اس کی توجہ اور دُعا سے ملک میں طاعون پھیلے گی آسمان اس کے لئے چاند اور سورج کو رمضان میں تاریک کرے گا اور زمین اُس کے لئے طاعون کی تاریکی اور مصیبت پھیلانے کی کیونکہ وہ ابتدا میں قبول نہیں کیا جائے گا اس لئے اندازی نشان اُس کے لئے ظاہر ہوں گے اور اُس کے نفس سے یعنی توجہ اور دعا اور اتمام حجت سے کافر میں گے۔ اور وہ مرنا دو قسم کا ہوگا (۱) ایک تو روحانی طور پر کہ اس کے وقت میں تمام مذاہب بجز اسلام مُردہ ہو جائیں گے (۲) دوسرے جسمانی طور پر۔ چونکہ وہ ستایا جائے گا اور دکھ دیا جائے گا اس لئے خدا کا غضب مخلوق پر بھڑکے گا۔ تب وہ ایسی موتوں کا سلسلہ جاری کر دے گا کہ نمونہ قیامت ہو جائیں گی۔ تب انجام کار لوگ سوچیں گے کہ کیوں یہ آفتیں ہم پر پڑ گئیں اور سعیدوں کا راہ دکھلایا جائے گا۔ غرض عام موتوں کا پڑنا مسیح موعود کی علامات خاصہ میں سے ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام گواہی دیتے آئے ہیں۔

☆ حاشیہ : یہ عجیب مشابہت ہے کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں بھی باعث سخت آندھی کے سورج اور چاند کی روشنی روزہ کے دن میں یکدم دفعہ جاتی رہی تھی اور پھر زمین پر طاعون بھی پڑی یہ دونوں باتیں اب بھی ظہور میں آئیں گی۔ یعنی بذریعہ خسوف کسوف رمضان میں تاریکی بھی ہوگی جیسا کہ یہود کے روزہ کے دن تاریکی ہوگی تھی اور پھر طاعون سے بھی دنیا تباہ ہوگی۔ منہ

اور اگر کہو کہ اگر تم ہی مسیح موعود ہو اور تمہارے لئے ہی یہ طاعون بطور نشان ظاہر کی گئی ہے تو چاہیے تھا کہ قبل اس سے جو ملک میں طاعون پھیلتی پہلے ہی خدا تعالیٰ تمہیں خبر دے دیتا کہ طاعون آئے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت خدا نے طاعون کی پہلے ہی سے مجھے خبر دی ہے اور یہ ایسی یقینی خبر ہے جس سے کسی کو مسلمانوں عیسائیوں ہندوؤں میں سے انکار نہیں ہو سکتا بلکہ اُس نے نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ خبر دی ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) اول خدائے عزو وجلّ نے آج سے تینیس برس پہلے عام موت کے نشان کی براہین احمدیہ میں مجھے خبر دی جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانچ سو اٹھارہ میں یہ خدائے عزو وجلّ کا کلام بطور پیشگوئی ہے وقالوا انّی لک هذا ان هذا الا سحر یؤثر . لن نؤمن لک حتی نرى الله جهره . لا یصدق السفیہ الا سیفہ الہلاک . عدولی و عدولک . قل اتّی امر الله فلا تستعجلوه . اذا جاء نصر الله الست بربکم قالوا بلی - ترجمہ - اور کہیں گے کہ یہ مرتبہ تجھے کیسے مل سکتا ہے یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا جاتا ہے۔ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو آشکارا طور پر نہ دیکھ لیں۔ سفیہ آدمی بجز موت کے نشان کے کسی نشان کو نہ مانیں گے کیونکہ وہ میرے دشمن اور تمہارے بھی دشمن ہیں انہیں کہہ کہ موت کا نشان بھی آنے والا ہے یعنی طاعون مگر کچھ دیر سے سو تم جلدی مت کرو۔ پھر اس کے ساتھ ہی صفحہ ۵۱۹ میں یہ الہام درج ہے امراض الناس و برکاتہ یعنی لوگوں میں مرض پھیلے گی اور اس کے ساتھ ہی خدا کی برکتیں نازل ہوں گی اور وہ اس طرح پر کہ وہ بعض کو نشان کے طور پر اس بلا سے محفوظ رکھے گا اور دوسرے یہ کہ یہ بیماریاں جو آئیں گی یہ دینی برکات کا موجب ہو جائیں گی اور بہترے لوگ اُن خوفناک دنوں میں دینی برکات سے حصہ لیں گے اور سلسلہ حقہ میں داخل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور طاعون کا خوفناک نظارہ دیکھ کر بڑے بڑے متعصب اس سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس وقت تک بذریعہ طاعون دو ہزار سے

﴿۲۱﴾

تجلی زیادہ مخالف ہمارے سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے سو یہی وہ برکتیں ہیں جن سے بموجب پیشگوئی کے بذریعہ طاعون لوگوں نے حصہ لیا ہے۔

اور پھر صفحہ ۵۵ میں خدائے عزوجل کا یہ کلام ہے جو ایک عام عذاب کے نازل ہونے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے۔ میں اپنی چکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں

گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ دیکھو صفحہ ۷۷ پر ابن احمد یہ۔ اس وحی مقدس

میں خدائے ذوالجلال نے میرا نام نذیر رکھا جو اصطلاح قرآنی میں اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ عذاب بھی آوے اور فرمایا کہ میں اپنی چکار دکھلاؤں گا۔ یعنی ایک خاص تہری تجلی ظاہر کروں گا۔

خدا کی کتابوں میں چکار دکھلانے سے مراد ہمیشہ عذاب ہوا کرتا ہے اور پھر فرمایا کہ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ اس فقرے کے معنی کی نسبت واضح ہو کہ یوں تو خدا تعالیٰ کی قدرتیں ہمیشہ

ظاہر ہوتی رہتی ہیں کون سا وقت ہے کہ کوئی قدرت ظاہر نہیں ہوتی مگر اس جگہ قدرت نمائی سے وہ قدرتیں مراد ہیں جو خارق عادت ہیں یعنی عام طور پر وقوع اُن کا نہیں خاص خاص وقتوں میں نشان

کے طور پر اُن کا ظہور ہوتا ہے۔ اس سے بھی یہی اشارہ نکلتا ہے کہ وہ ایک تہری قدرت ہوگی۔ اور یہ جو فرمایا کہ تجھ کو اٹھاؤں گا اس سے یہ مراد نہیں کہ زندہ جسم عنصری آسمان پر اٹھالوں گا۔ یہ گذشتہ

لوگوں کی غلطیاں ہیں کہ بعض انسانوں کی نسبت ایسے لفظوں سے یہ معنی نکالتے رہے خدا ان کے قصور معاف کرے بلکہ مراد یہ ہے کہ تیرے مخالف بہت شور ہوگا اور چاہیں گے کہ تحت الثریٰ میں

تیری جگہ ہو مگر میں آخر کار ثابت کر دوں گا کہ تیرا مقام بلند ہے اور تو آسمانی لوگوں میں سے ہے نہ زمینی کیڑوں میں سے۔ اور پھر فرمایا کہ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا یعنی رد کر دیا اور کافر اور دجال

اس کا نام رکھا اور جو چاہا اس کے حق میں کہا مگر میں اُن کے مخالف ہو جاؤں گا۔ وہ تیری ذلت تلاش کریں گے اور میں عزت دوں گا اور وہ تجھے گناہ کرنا چاہیں گے اور میں زمین کے کناروں

تک تیری شہرت پھیلا دوں گا اور وہ تجھے جاہل کہیں گے اور میں تیرا علم ثابت کروں گا اور وہ

تجھ پر لعنت کریں گے اور میں تجھ پر برکتیں نازل کروں گا اور وہ تجھ پر باب معیشت تنگ کرنا چاہیں گے اور میں تیرے پر تمام نعمتوں کے دروازے کھول دوں گا اور پھر فرمایا کہ بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ سو خدا کے زور آور حملوں میں سے یہ طاعون ہے جو ملک میں پھیل گئی اور نہ معلوم کہ کب تک اس کا دور ہے۔ غرض براہین احمدیہ میں آج سے تینیس برس پہلے اس عذاب کی خبر دی گئی ہے بلکہ صفحہ ۵۱۰ براہین احمدیہ میں یہ بھی وحی الہی ہے ولا تخاطبونی فی الذین ظلموا انہم مغرورون۔ یعنی جب عذاب کا وقت آوے تو ظالموں کی میری جناب میں شفاعت مت کر کہ میں اُن کو غرق کروں گا۔ اس الہام کا دوسرا حصہ یہ ہے واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ یعنی ہمارے حکم اور ہماری آنکھوں کے سامنے کشتی تیار کر۔ کشتی سے مراد سلسلہ بیعت ہے جو خاص وحی الہی اور امر الہی سے قائم کیا گیا۔ اور پھر صفحہ ۵۰۶ براہین احمدیہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہے۔ لم یکن الذین کفروا من اهل الكتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیہم البینة وکان کیدہم عظیمًا اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اس وحی الہی سے بھی ثابت ہے کہ دنیا کو شرک اور کفر اور مخلوق پرستی کی عادت ہو گئی تھی اور وہ کسی آسمانی گوشمالی کی محتاج تھی اور اسی وحی کے ساتھ صفحہ ۵۰۷ میں یہ خدا کا کلام ہے تلتطف بالناس و ترحم علیہم انت فیہم بمنزلة موسیٰ و اصبر علی ما یقولون یعنی لوگوں کے ساتھ رفق اور نرمی کر اور اُن پر رحم کر۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور اُن کی باتوں پر صبر کر۔ پس اگرچہ حضرت موسیٰ بردباری اور حلم اور تہذیب اخلاق میں تمام بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے اوّل درجہ پر تھے اور توریت خود اُن کے اخلاق فاضلہ کی تعریف کرتی ہے اور ان کو اسرائیلی نبیوں میں سے بے نظیر ٹھہراتی ہے لیکن اُن کے کمالِ حلم کا آخری نتیجہ ہوا کہ جب قوم اسرائیل کے مفسد کسی طرح درست نہ ہوئے تو آخر خدا نے موسیٰ اپنے بندہ کی حیات میں ہی اُن کو طاعون سے ہلاک کیا جیسا کہ توریت میں یہ قصہ موجود ہے سو اسی کی طرف یہ اشارہ ہے کہ تو موسیٰ کی طرح صبر کر اور آخر ہماری طرف سے



تنبیہ نازل ہوگی۔

اور پھر براہین احمدیہ میں یہ الہام الم نجعل لك سهولة في كل امر☆ بیت الفکر و بیت الذکر و من دخله كان امناً یعنی ہم نے تیرے لئے بیت الفکر اور بیت الذکر بنایا ہے اور جوان میں داخل ہوگا وہ امن میں آجائے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ملک میں عام طاعون پڑے گی اور کسی کم مقدار کی حد تک قادیان بھی اس سے محفوظ نہیں رہے گی اس لئے اس نے آج کے دنوں سے تینیس<sup>۲</sup> برس پہلے فرمادیا کہ جو شخص اس مسجد اور اس گھر میں داخل ہوگا یعنی اخلاص اور اعتقاد سے وہ طاعون سے بچایا جائے گا۔ اسی کے مطابق ان دنوں میں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا انسی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا من استکبار۔ و احافظک خاصة سلام قولاً من رب رحیم یعنی میں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اونچا کریں اور میں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔

جاننا چاہیے کہ خدا کی وحی نے اس ارادہ کو جو قادیان کے متعلق ہے دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ (۱) ایک وہ ارادہ جو عام طور پر گاؤں کے متعلق ہے اور وہ ارادہ یہ ہے کہ یہ گاؤں اس شدت طاعون سے جو افراتفری اور تباہی ڈالنے والی اور ویران کرنے والی اور تمام گاؤں کو

در حقیقت ہمارے اس زمانہ نے دنیا کے ہر ایک پہلو میں سہولت کا ایک نیا رنگ ظاہر کر دیا ہے ہر ایک کام کے لئے مشینیں تیار ہو گئی ہیں جس قدر جلدی سے اب ہم کتابیں چھاپ سکتے ہیں اور پھر ہم ان کو دور دور مقامات تک شائع کر سکتے ہیں اور شائع شدہ کتابوں کو دیکھ سکتے ہیں اور ہزار ہا اغراض دینی میں صنائع جدیدہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور تمام دنیا کا سیر کر سکتے ہیں۔ یہ سہولت کامل پہلے کسی نبی یا رسول کو ہرگز نہیں ہوئی مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے باہر ہیں کیونکہ جو کچھ مجھے دیا گیا وہ انہیں کا ہے۔ منہ

☆  
﴿۲۳﴾

منتشر کرنے والی ہو محفوظ رہے گا۔ (۲) دوسرے یہ ارادہ کہ خدائے کریم خاص طور پر اس گھر کی حفاظت کرے گا اور اس تمام عذاب سے بچائے گا جو گاؤں کے دوسرے لوگوں کو پہنچے گا اور اس وحی اللہ کا خیر فقرہ ان لوگوں کے لئے مندر ہے جن کے دلوں میں بے جا تکبر ہے۔

اس لئے میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اُس کو دیوانہ کر دے اور اُس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اُس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدانے ہی اُس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اُس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزا سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اُس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی حقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے

دعا مانگنے میں سست ہے وہ متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سنا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہوتا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکنا اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اُس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شرتا تم پر رحم ہو۔

اب ہم پھر اپنے پہلے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ طاعون کے بارے میں پیشگوئی صرف براہین احمدیہ میں ہی نہیں بلکہ براہین کے زمانہ سے جس کو بیس برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ اس زمانہ تک جس قدر کتابیں تالیف ہوئی ہیں یا اشتہار شائع ہوئے ہیں اکثر میں یہ پیشگوئی موجود ہے چنانچہ آج سے آٹھ برس پہلے یہی پیشگوئی رسالہ نور الحق میں جو عربی رسالہ ہے اس کے صفحہ ۳۵-۳۶-۳۷-۳۸ میں کی گئی ہے اور پھر آج سے پانچ برس پہلے یہی پیشگوئی رسالہ سراج منیر کے صفحہ ۵۹ و ۶۰ میں

کی گئی۔ اور پھر آج سے چار برس چھ ماہ پہلے اشتہار طاعون مورخہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں یہ پیشگوئی کی گئی جس کے یہ الفاظ تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ خدائے تعالیٰ کے ملائک ملک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بد شکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ بعض درخت لگانے والوں سے میں نے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ دیکھو اشتہار طاعون مورخہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء اور یہ رسائل اور یہ اشتہار لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس قدر عظیم الشان پیشگوئی کہ ایک مدت دراز طاعون کے وجود سے پہلے کی گئی یہ انسان کا کام نہیں اور اس سے یہ ثابت ہے کہ یہ طاعون محض اس لئے ملک پنجاب میں سب ملکوں سے زیادہ حملہ آور ہے کہ اسی ملک نے سب سے زیادہ خدا کی باتوں پر حملہ کیا اور اسی ملک نے خدا کے مامور اور مرسل کے مقابل پر طریقہ رہنمی اختیار کیا۔ نہ آپ سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے نہ ہندوستان کے لوگوں کو داخل ہونے دیا۔ پس چونکہ خدائے تعالیٰ کی نظر میں اول درجہ کا مخالف یہی ملک تھا اس لئے اول درجہ کے طاعون سے اسی ملک نے حصہ لیا اور اسی ملک کے لئے وہ دُعائی جو طاعون کے لئے آج سے ایک مدت دراز پہلے میں نے مانگی تھی جو قبول کی گئی جس کے صدہا پرچے ملک میں شائع کئے گئے تھے مگر افسوس کہ اس ملک کے لوگوں نے بڑی سنگدلی ظاہر کی۔ خدا کے کھلے کھلے نشان دیکھے اور انکار کیا۔ وہ نشان جو ملک میں ظاہر ہوئے جن کے ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان گواہ ہیں جن میں سے کسی قدر بطور نمونہ اسی کتاب میں لکھے جائیں گے وہ ڈیڑھ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن اس ملک کے لوگ ابھی تک کہے جاتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ تو اب بتلاؤ کہ کیا اب بھی طاعون ملک میں ظاہر نہ ہو۔ نشانوں کو دیکھنا اور پھر تکذیب کرنا

کیا اس سے زیادہ کوئی اور شرارت ہوگی۔ کیا خسوف کسوف رمضان میں نہیں ہوا؟ کیا شیعہ اور سنی دونوں فریق کی کتابوں میں یہ حدیثیں موجود نہیں! کیا بجز میرے کسی اور مدعی کے وقت ہوا؟ اور کون ہے جس نے کہا کہ یہ میرے لئے ہوا؟ اور یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں یہ دوسرا ظلم ہے۔ اے نادانوں جبکہ یہ حدیث سنیوں اور شیعوں دونوں فریق کی کتابوں میں موجود ہے اور پھر علاوہ اس کے خدا نے حدیث کے مضمون کو واقع کر کے اس کی صحت ثابت کر دی تو یہ حدیث تو اور تمام حدیثوں کی نسبت اول درجہ کی قوی ہوگئی کیونکہ نہ صرف یہ کہ دو فریق اس کے محافظ چلے آئے ہیں بلکہ خدا نے اس حدیث کی پیشگوئی کو پورا کر کے اس کی سچائی پر مہر کر دی اور اس سے علاوہ یہ کہ پہلی کتابوں میں بھی مسیح موعود کی علامت خسوف و کسوف لکھا ہے اور یہ حدیث کتاب دارقطنی اور اکمال الدین میں ہے جس پر انہوں نے کوئی جرح نہیں کی۔ اور یہ امر کہ خسوف کسوف مہدی موعود کی علامت کیوں ٹھہرایا گیا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا انکار جو زمین پر ہو رہا ہے یہ موجب غضب الہی ہے چنانچہ بعد اس کے زمین پر وہ غضب بذر یحہ طاعون ظاہر ہو گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ لوگوں کی تنبیہ اور یاد دہانی کے لئے یہ نمونہ آسمان پر قائم کرے اور نمونہ کے لئے کسوف خسوف دونوں کو اختیار کیا گیا ہے کیونکہ آفتاب کی سلطنت دن پر ہے اور ماہتاب کی سلطنت رات پر اسی طرح یہ امام موعود دونوں سلطنتوں کا مالک کیا گیا ہے۔ یعنی دین اسلام جو بطور دن کے ہے اور دوسرے ادیان جو بطور رات کے ہیں۔ ان سب پر حکمرانی کرنے کے لئے یہ موعود آیا ہے پس ایسے وقت میں کہ اس کے دن کی سلطنت میں بھی روکیں اور حجاب ہیں اور نیز رات کی سلطنت میں بھی روکیں ہیں حکمت الہی نے چاہا کہ آسمان پر کسوف خسوف کا اندازی

نمونہ پیش کرے اور اس نشان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ جیسا کہ کسوف خسوف کچھ تھوڑی مدت کے بعد رفع اور دور ہو جاتا ہے اور یہ دونوں نیز اپنی اپنی سلطنت پر قائم ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی اس جگہ بھی ہوگا۔ سنی اور شیعہ دونوں گروہ اس کسوف خسوف کے تیرہ سو برس سے منتظر تھے مگر جب وہ ظاہر ہوا تو اُس کی تکذیب کی۔ کیا یہودیت کے کچھ اور بھی معنی ہیں۔ پھر دیکھو کہ قرآن اور حدیث دونوں بتلا رہے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے یعنی اُن کے قائم مقام کوئی اور سواری پیدا ہو جائے گی یہ حدیث مُسلم میں موجود ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ویتسرکن القلاص فلا یسعی علیہا اور قرآن کے الفاظ یہ ہیں وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ<sup>۱</sup> شیعوں کی کتابوں میں بھی یہ حدیث موجود ہے مگر کیا کسی نے اس نشان کی کچھ بھی پروا کی۔ ابھی عنقریب اس پیشگوئی کا دلکش نظارہ مملہ اور مدینہ کے درمیان نمایاں ہونے والا ہے جبکہ اونٹوں کی ایک لمبی قطار کی جگہ ریل کی گاڑیاں نظر آئیں گی اور تیرہ سو برس کی سواریوں میں انقلاب ہو کر ایک نئی سواری پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت ان مسافروں کے سر پر جب یہ آیت وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور یہ حدیث ویتسرکن القلاص فلا یسعی علیہا پڑھی جائے گی تو کیسے انشراح صدر سے ان کو ماننا پڑے گا کہ یہ درحقیقت آج کے دن کے لئے ایک نشان تھا اور ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جو ہمارے نبی کریم کے مبارک لبوں سے نکلی اور آج پوری ہوئی مگر افسوس اے تکذیب کرنے والو تم کب باز آؤ گے وہ کب دن آئے گا جو تمہاری بھی آنکھیں کھلیں گی۔ خدا کے نشان یوں برسے جیسے برسات میں مینہ برستا ہے مگر تمہاری خشکی دور نہ ہوئی۔ دیکھتے دیکھتے صدی کا پانچواں حصہ بھی گذر گیا مگر تمہارا کوئی مجدد ظاہر نہ ہوا۔ خدا نے نشانوں کے دکھلانے میں کمی نہ رکھی۔ کسوف خسوف رمضان میں بھی ہوا اور بموجب حدیث کے ستارہ ذوالسنین بھی مدت ہوئی

کہ نکل چکا۔ اور قرآن اور پہلی کتابوں اور سنتوں اور شیعوں کی حدیثوں کے موافق طاعون بھی ملک میں ظاہر ہوگئی اور حج بھی روکا گیا۔ اور بجائے اونٹوں کے نئی سواریاں بھی پیدا ہو گئیں اور کسر صلیب کی ضرورت بھی سخت محسوس ہونے لگی کیونکہ انتیس لاکھ نومرتد عیسائی پنجاب اور ہندوستان میں ظاہر ہو گیا اور آدم سے چھ ہزار برس بھی گزر گیا مگر اب تک تمہارا مسیح نہ آیا۔ کیا خدا نے نشان نمائی میں کچھ کسر رکھی۔ کیا اُس نے پیشگوئی کی شرطوں کے موافق آتھم کی زندگی کا خاتمہ نہ کیا۔ کیا اُس نے قطعی مدت اور میعاد کے موافق لیکھرام کے فتنہ سے زمین کو پاک نہ کیا۔ کیا اُس وقت جبکہ اعتراض کیا گیا کہ انخویم مولوی نور دین صاحب کا لڑکا فوت ہو گیا ہے خدا نے یہ خبر نہ دی کہ ایک اور لڑکا اُن کے گھر میں پیدا ہوگا اور دیکھو نشان یہ ہے کہ اُس کے بدن پر خوفناک پھوڑے ہوں گے۔ پس کس قدر گھلا گھلا نشان تھا کہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبدالحی ہے اور اُس کے بدن پر خوفناک پھوڑے تھے جن کے نشان اب تک موجود ہیں۔ اور یہ پیشگوئی صدہا اشتہاروں کے ذریعہ سے ملک میں شائع کی گئی۔ اور نیز یہ پیشگوئی کہ اس عاجز کے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوں گے اور عبدالحق غزنوی ابھی زندہ ہوگا کہ چوتھا لڑکا پیدا ہو جائے گا کس زور سے بذریعہ اشتہارات شائع کی گئی تھی اور کیسی صفائی سے پوری ہوئی مگر کون اس پر ایمان لایا اور یہ سب نشان صرف دو چار نہیں بلکہ ڈیڑھ سو سے بھی زیادہ نشان ہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ جنہوں نے یہ نشان دیکھے جواب تک زندہ موجود ہیں صف باندھ کر کھڑے کئے جائیں تو ایک بھاری گورنمنٹ کے لشکر کے موافق اُن کی تعداد ہوگی۔ اب کس قدر ظلم ہے کہ اس قدر نشانوں کو دیکھ کر پھر کہتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا اور مولویوں کے لئے تو خود اُن کی بے علمی کا نشان اُن کے لئے کافی تھا کیونکہ

ہزار ہا روپے کے انعامی اشتہار دئے گئے کہ اگر وہ بالمقابل بیٹھ کر کسی سورۃ قرآنی کی تفسیر عربی فصیح بلغ میں میرے مقابل پر لکھ سکیں تو وہ انعام پائیں۔ مگر وہ مقابلہ نہ کر سکے تو کیا یہ نشان نہیں تھا کہ خدا نے اُن کی ساری علمی طاقت سلب کر دی۔ باوجود اس کے کہ وہ ہزاروں تھے تب بھی کسی کو حوصلہ نہ پڑا کہ سیدھی نیت سے میرے مقابل پر آوے اور دیکھے کہ خدا تعالیٰ اس مقابلہ میں کس کی تائید کرتا ہے۔ پھر ایک اور نشان اُن کے لئے تھا کہ انہوں نے میرے تباہ کرنے کے لئے جان توڑ کر کوششیں کیں اور کوئی مکر اور فریب اُٹھانہ رکھا جو اس کو استعمال نہ کیا اور مخالفت کے اظہار میں تمام زور اپنا انواع اقسام کے وسائل سے خرچ کر دیا اور ناخنوں تک زور لگایا اور جائز ناجائز طریق سب اختیار کئے اور سب دشتم اور تحقیر اور توہین سے پورا کام لیا۔ حکام تک مقدمات پہنچائے خون کے الزام لگائے لیکن آخر نتیجہ یہ ہوا کہ جو جماعت پہلے دنوں میں چالیس آدمیوں سے بھی کم تھی آج ستر ہزار کے قریب پہنچ گئی۔ اور باوجود سخت مخالفانہ مزاحمتوں کے براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آج سے بیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ لوگ مزاحمتیں کریں گے اور اس سلسلہ کو نابود کرنا چاہیں گے لیکن خدا ان کے ارادوں کے مخالف کرے گا اور اس سلسلہ کو ایک بڑی جماعت بنا دے گا یہاں تک کہ یہ سلسلہ بہت ہی جلد دنیا میں پھیل جائے گا اور اُن لوگوں کے ارادوں پر لعنت کا داغ ظاہر ہو جائے گا جنہوں نے روکنا چاہا تھا اب بتلاؤ کہ کیا اب تک خدا کی معجزانہ تائید ثابت نہ ہوئی۔ اگر یہ کاروبار کسی مکار کا ہوتا تو کیا اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہیے تھا۔ اُٹھو اور دنیا میں اس بات کی تلاش کرو کہ کون مکار تاریخ کے صفحے سے تم بتلا سکتے ہو جس کے ہلاک کرنے کے لئے یہ کوششیں کی گئیں اور پھر وہ تباہ نہ ہوا۔ اے سخت دل قوم تمہیں کس نے چاند پر تھوکنا سکھلایا۔ کیا تم اُس سے لڑو گے جس نے زمین و آسمان کو



پیدا کیا۔ اپنے دلوں میں غور کرو کہ کبھی خدا نے کسی جھوٹے کے ساتھ ایسی رفاقت کی کہ قوموں کے ارادوں اور کوششوں کو اس کے مقابل پر ہر ایک میدان میں نابود کر دیا۔ اور اُن کو ہر ایک کو اس کے حملہ میں نامراد رکھا۔ باز آ جاؤ اور اُس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مہر لگا چکے۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی۔ تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی۔ مگر تم میں سے کسی کی دُعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی۔ بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا کہ دن بدن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ تم نے میرا نام مسیلمہ کذاب رکھا۔ لیکن مسیلمہ تو وہ تھا جس کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ ہو گیا مگر تم تو بیس برس تک جنگ کئے گئے اور ہر جنگ میں نامراد رہے کیا سچوں اور مومنوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ کس نے تم میں سے مبالغہ کیا کہ آخر اُس نے ذلت یا موت کا مزہ نہ چکھا۔

اول تم میں سے مولوی اسماعیل علیگڑھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے گا۔ سو تم جانتے ہو کہ شاید دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مر گیا۔ اور اب خاک میں اُس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں۔ پھر پنجاب میں مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اپنے تئیں کچھ سمجھا اور اُس نے اپنی کتاب میں میرے مقابلہ میں یہ لکھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے گا سو کئی سال ہو گئے کہ غلام دستگیر بھی مر گیا۔ وہ کتاب چھپی ہوئی موجود ہے۔ اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی اُٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہو گیا۔ دیکھو اور عبرت پکڑو۔ پھر بعد اس کے مولوی غلام محی الدین لکھو کے والا اُٹھا۔ اُس نے بھی ایسے ہی الہام

شائع کئے آخر وہ بھی جلد دنیا سے رخصت ہو گیا۔ پھر عبدالحق غزنوی اٹھا اور بالمتقابل مبالغہ کر کے دُعائیں کیں کہ جو جھوٹا ہے خدا کی اُس پر لعنت ہو برکتوں سے محروم ہو دنیا میں اُس کی قبولیت کا نام و نشان نہ رہے۔ سو تم خود دیکھ لو کہ ان دُعائوں کا کیا انجام ہوا اور اب وہ کس حالت میں اور ہم کس حالت میں ہیں۔ دیکھو اس مبالغہ کے بعد ہر ایک بات میں خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے آسمان سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور جب مبالغہ ہوا تو شاید چالیس<sup>۴</sup> آدمی میرے دوست تھے ☆ اور آج ستر ہزار کے قریب اُن کی تعداد ہے اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ اور ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادت مند کر دیا اور زمین کے کناروں تک مجھے شہرت دے دی۔ لطف تب ہو کہ اول قادیان میں آؤ اور دیکھو کہ ارادت مندوں کا لشکر کس قدر اس جگہ خیمہ زن ہے اور پھر امرتسر میں عبدالحق غزنوی کو کسی دوکان پر یا بازار میں چلتا ہوا دیکھو کہ کس حالت میں چل رہا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ خدا کی طاقت کھلے کھلے طور پر میری تائید میں آسمان سے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ شناخت نہیں کرتے۔ ٹرنسوال اور دولت برطانیہ کی صلح ہو گئی۔ مگر ان لوگوں کا اب تک جنگ باقی ہے ٹرنسوال نے عقلمندی کر کے

﴿۳۳﴾

☆ حاشیہ: عبدالحق کا یہ مبالغہ بھی اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ اس کو خدا اور رسول کی کچھ بھی پروا نہیں کیونکہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ عیسیٰ فوت ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دے دی کہ میں اُس کو مردہ رحوں میں دیکھ آیا ہوں اور صحابہ نے اجماع کر لیا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں اور ابن عباس نے بخاری میں توقفی کے معنی بھی موت کر دیئے تو اس صورت میں مبالغہ کے معنی بجز اس کے کیا تھے کہ میں خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ منہ

انگریزی گورنمنٹ کو طاقتور پایا اور اطاعت قبول کر لی مگر یہ لوگ اب تک آسمانی گورنمنٹ کے باغی ہیں۔ خدا کے نشانوں کو نہیں دیکھتے۔ اُمتِ ضعیفہ کی ضرورت پر نظر نہیں ڈالتے۔ صلیبی غلبہ کا مشاہدہ نہیں کرتے اور ہر روزہ ارتداد کا گرم بازار دیکھ کر اُن کے دل نہیں کانپتے۔ اور جب اُن کو کہا جائے کہ عینِ ضرورت کے وقت میں عینِ صدی کے سر پر عینِ غلبہ صلیب کے ایام میں یہ مجبّد آیا جس کا نام ان معنوں سے مسیح موعود ہے کہ جو اسی صلیبی فتنہ کے وقت میں ظاہر ہوا تو کہتے ہیں کہ حدیثوں میں ہے کہ اس اُمت میں تین دجال آویں گے کہ تا اُمت کا اچھی طرح خاتمہ کر دیں۔ کیا خوب عقیدہ ہے!!! اے نادانوں کیا اس اُمت کی ایسی ہی پھوٹی ہوئی قسمت اور ایسے ہی بدطالع ہیں کہ اُن کے حصہ میں تیس دجال ہی رہ گئے۔ دجال تو تیس مگر طوفانِ صلیب کے فرو کرنے کے لئے ایک بھی مجدد نہ آسکا زہے قسمت۔ خدا نے پہلی اُمتوں کے لئے تو پے در پے نبی اور رسول بھیجے لیکن جب اس اُمت کی نوبت آئی تو اس کو تین دجال کی خوشخبری سنائی گئی اور پھر یہ بھی ثابت شدہ پیشگوئی ہے کہ آخر کار اس اُمت کے علماء بھی یہودی بن جائیں گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اب تک لاکھوں آدمی مُرتد ہو چکے جنہوں نے دینِ اسلام کو ترک کر دیا پس کیا اس درجہ کی ضلالت تک ابھی خدا خوش نہ ہوا اور اس کے دل کو سیری نہ ہوئی جب تک اُس نے خود اسی اُمت میں سے صدی کے سر پر ایک دجال بھیج نہ دیا۔ خوب اُمتِ مرحومہ ہے جس کے حق میں یہ عنایات ہیں اور پھر یہ کہ باوجودیکہ اس دجال کے مارنے کے لئے مومنوں کے سجدات میں ناک گھس گئے۔ لاکھوں دعائیں اور تہبیریں اُس کی ہلاکت اور تباہی کے لئے کی گئیں مگر خدا نہیں سنتا نہ پھیر لیتا ہے بلکہ برعکس اس کے یہ دجال برابر تیس برس سے ترقی کر رہا ہے اور دنیا میں آسمان کے نور کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ اُمت نہایت ہی

بدقسمت ہے اور خدا کا پختہ ارادہ ہے کہ اس کو ہلاک کر دے یہ کیسی موردِ غضبِ الہی ہے کہ ایک تو دجال کے قبضہ میں دی گئی اور اب تک سچے مسیح اور مہدی کا نہ آسمان پر کچھ پتہ ملتا ہے نہ زمین پر۔ ہزار چینیوں بھی مارو وہ دونوں گمشدہ جو اب بھی نہیں دیتے کہ زندہ ہیں یا مُردہ اور کدھر ہیں اور کہاں ہیں۔ نبیوں کے مقرر کردہ وقت بھی گزر گئے اور اُمت کو عیسائی مذہب نے کھالیا مگر نہ خدا کو رحم آیا اور نہ مہدی اور مسیح کے دل نرم ہوئے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ بے شک قرآن سے مسیح ابن مریم کی وفات ثابت ہوتی ہے اور سورۃ نور اور سورۃ فاتحہ وغیرہ سورتوں پر نظر غائر کر کے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس اُمت کے کل خلفاء اسی اُمت میں سے ہوں گے اور ہم مانتے ہیں کہ صلیبی مذہب نے بھی بہت کچھ فتنہ پیدا کیا ہے اور یہ وہ مصیبت ہے کہ اسلام پر اس سے پہلے کبھی نہیں آئی۔ وقت اور زمانہ بے شک ایسے مصلح کو چاہتا ہے جو صلیبی طوفان کا مقابلہ کرے اور صدی کا سر بھی اسی کو چاہتا تھا اور صدی میں سے بھی قریباً پانچواں حصہ گذر گیا۔ سب کچھ سچ لیکن ہم کیونکر مان لیں کیونکہ اس شخص کے عقائد ہمارے علماء کے عقائد سے مختلف ہیں اگر یہ اُن کا ہمزبان ہوتا تو ہم قبول کر سکتے۔ اب دیکھو کہ یہ خیالات اُن کے کس قدر دیوانگی کے ہیں۔ جب آپ ہی قائل ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم کی حیات اور نزول میں علماء غلطی پر ہیں تو پھر خدا کا مُرسل کیونکر اس غلطی کو مان لے ماسوا اس کے جبکہ مسیح موعود کا نام حکم ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے بہتر فرقوں میں فیصلہ کرے اور بعض خیالات رد کرے اور بعض کی تصدیق کرے۔ یہ کیونکر ہو سکے کہ جو حکم کہلاتا ہے وہ تمہارا سب رطب یا بس کا ذخیرہ مان لے اور پھر اس کے وجود سے فائدہ کیا ہوا اور کس وجہ سے اس کا نام حکم رکھا گیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ رطب یا بس کے ذخیرہ میں سے بعض رد کرے اور بعض قبول کرے۔ اور اگر سب کچھ قبول کرتا جائے تو پھر حکم کس بات کا ہوا۔ مثلاً دیکھو تم میں ایک فرقہ

تو اس بات کا قائل ہے کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ آسمان سے واپس آئے گا مگر اس کے مقابل پر معتزلہ اور بعض صوفیہ کا یہ فرقہ ہے کہ دوبارہ آنا غلط ہے بلکہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور آنے والا اسی اُمت میں سے ہوگا۔ اب بتلاؤ کہ میں نے کونسی زیادتی اور مخالفتِ اسلام کی۔ صرف یہ کیا کہ خدا سے وحی پا کر مسلمانوں کے دو عقیدوں میں سے ایک عقیدے کو رد کر دیا اور اس کو مخالف قرآن اور مخالف اجماع صحابہ بتلایا اور دوسرے عقیدہ کی تصدیق کی اور اس کے موافق اپنے تئیں ظاہر کیا۔ کیا حکم کے لئے ضروری تھا کہ تمہارے کئی فرقوں میں سے صرف اہلحدیث کی بات ماننا یا صرف حنفیوں کی بات قبول کرنا اور باقی تمام فرقوں کے تمام اجتہادی عقائد کو رد کر دیتا تو اس صورت میں تو تم ہی حکم ٹھہرے نہ وہ۔ ہاں سچ ہے کہ ہر ایک عقیدہ جب عادت میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جو مدت کے فوت ہو چکے آپ لوگوں کے خیال میں وہ اب تک بجسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ آسمان پر نہیں بلکہ آپ لوگوں کے دل پر بیٹھے ہیں اور پُرانے عقیدوں کی وجہ سے ہر دم زبان پر نزول کر رہے ہیں۔ تم سے پہلے یہودیوں کو بھی یہی بلا پیش آئی تھی کہ اُن کے نزدیک صحیح عقیدہ یہی تھا کہ الیاس آسمان سے نازل ہوگا تب مسیح آئے گا لیکن جب حضرت مسیح آئے اور الیاس آسمان سے نازل نہ ہوا تو یہودیوں نے تکذیب کا وہ شور مچایا کہ آپ لوگوں کے شور اور اُن کے شور میں فرق کرنا مشکل ہے اور بڑے جوش سے حضرت عیسیٰ سے یہودیوں نے سوال کیا کہ ابھی الیاس تو دوبارہ دنیا میں آیا نہیں تو تم کیونکر مسیح ٹھہر سکتے ہو۔ تب انہوں نے جواب دیا کہ الیاس تم میں موجود ہے جو یوحنا نبی ہے یعنی یحییٰ مگر کسی نے یہ جواب پسند نہ کیا اور آج تک حضرت عیسیٰ کو

﴿۳۶﴾

☆ حاشیہ۔ یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں پر باعث اُن کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلا آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے رہے اُن راہوں سے وہ نبی نہیں آئے بلکہ چور کی طرح کسی اور راہ سے آگئے۔ منہ

اسی وجہ سے کافر کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یہودیوں کے اجماعی عقیدہ کے برخلاف رائے ظاہر کی۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ ہمارے مخالف قطع نظر اس سے جو ہماری دعوت کو مان لیں وہ اپنا ذخیرہ ظنون شکوک کا ہمیں منوانا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اس خدا سے بالکل بے خبر ہیں جس سے نجات ملتی ہے۔ جس حالت میں خدا نے ہم پر فضل کر کے ہمیں اپنی طرف سے نور بخشا جس نور سے ہم نے اُس کو پہچانا اور ہمیں نشان عطا فرمائے جن نشانوں سے ہم نے اُس کی ہستی اور صفات کاملہ پر یقین کر لیا تو کیونکر ہم اس نور اور معرفت اور یقین کو اپنے آپ سے دُور کر دیں۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں اور خدا ہمارے اس قول پر گواہ ہے کہ اگرچہ خدائے تعالیٰ کی ہستی اور اسلام کی سچائی کا یقین قرآن کے ذریعہ سے ہمارے پاس آیا مگر خدا نے اپنی وحی تازہ کے ذریعہ سے ہمیں اپنی خاص چکاریں دکھلائیں یہاں تک کہ ہم نے اُس خدا کو دیکھ لیا جس سے ایک دنیا غافل ہے۔ اس کے دکش نشانوں نے جو میرے علم میں ہزاروں تک پہنچ گئے گو دنیا کو ابھی صرف ڈیڑھ سو نشان سے اطلاع ہوئی مجھ میں وہ یقین اور بصیرت اور معرفت کا نور پیدا کیا جو مجھے اس تاریک دنیا سے ہزاروں کوس دُور تر کھینچ کر لے گیا اب اگرچہ میں دنیا میں ہوں مگر دنیا میں سے نہیں ہوں۔ اگر دنیا مجھے نہیں پہچانتی تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ ہر ایک چیز جو بہت دور اور بہت بلند ہے اس کا پہچانا مشکل ہے۔ میں کبھی امید نہیں کرتا کہ دنیا مجھ سے محبت کرے کیونکہ دنیا نے کبھی کسی راستباز سے محبت نہیں کی۔ مجھے اس سے خوشی ہے کہ مجھے گالیاں دی گئیں وجمال کہا گیا کافر ٹھہرایا گیا کیونکہ سورۃ فاتحہ میں ایک مخفی پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ کہ جس طرح یہودی لوگ حضرت عیسیٰ کو کافر اور دجال کہہ کر مغضوب علیہم بن گئے بعض مسلمان بھی ایسے ہی بنیں گے۔ اسی لئے نیک لوگوں کو یہ دُعا سکھلائی گئی کہ وہ منعم علیہم میں سے حصہ لیں اور مغضوب علیہم نہ بنیں۔ سورۃ فاتحہ کا اعلیٰ مقصود مسیح موعود اور اس کی جماعت اور اسلامی یہودی اور اُن کی

جماعت اور ضالین یعنی عیسائیوں کے زمانہ ترقی کی خبر ہے۔ سو کس قدر خوشی کی بات ہے کہ وہ باتیں آج پوری ہوئیں۔

بالآخر میں ایک اور رویا لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ یہ کہ میں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر منہ آدمی کے منہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ یوں ہی قدرت کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بن ہیں جن میں بیل گدھے گھوڑے کتے سور بھیڑیے اونٹ وغیرہ ہر ایک قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بد عملوں سے ان صورتوں میں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض قدرت سے زمین میں سے پیدا ہو گیا ہے وہ میرے پاس آ بیٹھا ہے اور قطب کی طرف اُس کا منہ ہے خاموش صورت ہے آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد اُن بنوں میں سے کسی بن کی طرف دوڑتا ہے اور جب بن میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور قیامت اُٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چابنے کی آواز آتی ہے۔ تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بن کی طرف جاتا ہے اور وہی صورت پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی اور پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے۔ آنکھیں اُس کی بہت لمبی ہیں اور میں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے خوب نظر لگا کر دیکھتا ہوں اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس میں کیا قصور ہے میں مامور ہوں اور نہایت شریف اور پرہیزگار جانور معلوم ہوتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہے جو اس کو حکم ہوتا ہے۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون

ہے اور یہی وہ دابۃ الارض ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۗ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَآيُقِئُونَ ۗ<sup>۱</sup> اور جب مسیح موعود کے بھیجنے سے خدا کی حجت اُن پر پوری ہو جائے گی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کر کھڑا کریں گے وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کرے گا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لائے تھے۔ دیکھو سورۃ النمل الجز و نمبر ۲۰۔

اور پھر آگے فرمایا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۗ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ وَقَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تَحِطُوا بِهَا عِلْمًا ۗ أَمْ أَذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۗ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ۗ<sup>۲</sup> ترجمہ۔ اُس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے تھے اور اُن کو ہم جدا جدا جماعتیں بنا دیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ عدالت میں حاضر کئے جائیں گے تو خدائے عز و جل اُن کو کہے گا کہ کیا تم نے میرے نشانوں کی بغیر تحقیق کے تکذیب کی یہ تم نے کیا کیا اور ان پر بوجہ اُن کے ظالم ہونے کے حجت پوری ہو جائے گی اور وہ بول نہ سکیں گے۔ سورۃ النمل الجز و نمبر ۲۰۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابۃ الارض جو ان آیات میں مذکور ہے جس کا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدا سے مقرر ہے۔ یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابۃ الارض رکھا کیونکہ زمین کے کیڑوں میں سے ہی یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اسی لئے پہلے چوہوں پر اس کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صورتوں



میں ظاہر ہوتی ہے اور جیسا کہ انسان کو ایسا ہی ہر ایک جانور کو یہ بیماری ہو سکتی ہے اسی لئے کشفی عالم میں اس کی مختلف شکلیں نظر آئیں۔ اور اس بیان پر کہ دَابَّةُ الْاَرْضِ درحقیقت مادہ طاعون کا نام ہے جس سے طاعون پیدا ہوتی ہے مفصلہ ذیل قرآن اور دلائل ہیں۔

(۱) اول یہ کہ دَابَّةُ الْاَرْضِ کے ساتھ عذاب کا ذکر کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ ۚ يَعْنِي جَبَّ اُنْ پَرَّ آسْمَانِي نَشَانُونِ  
اور عقلی دلائل کے ساتھ حجت پوری ہو جائے گی تب دَابَّةُ الْاَرْضِ زمین میں سے نکالا جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ دَابَّةُ الْاَرْضِ عذاب کے موقع پر زمین سے نکالا جائے گا نہ یہ کہ یوں ہی بیہودہ طور پر ظاہر ہوگا جس کا نہ کچھ نفع نہ نقصان۔ اور اگر کہو کہ طاعون تو ایک مرض ہے مگر دَابَّةُ الْاَرْضِ لغوی معنوں کے رُو سے ایک کیڑا ہونا چاہیے جو زمین میں سے نکلے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حال کی تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ طاعون کو پیدا کرنے والا وہی ایک کیڑا ہے جو زمین میں سے نکلتا ہے بلکہ ٹیکا لگانے کے لئے وہی کیڑے جمع کئے جاتے ہیں اور اُن کا عرق نکالا جاتا ہے اور خوردبین سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن کی شکل یوں ہے (۰۰) یعنی بہ شکل دو نقطہ۔ گویا آسمان پر بھی نشان کسوف خسوف دو کے رنگ میں ظاہر ہوا اور ایسا ہی زمین میں۔

(۲) دوسرا قرینہ یہ ہے کہ قرآن شریف کے بعض مقامات بعض کی تفسیر ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں جہاں کہیں یہ مرکب لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد کیڑا لیا گیا ہے مثلاً یہ آیت  
فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۗ  
یعنی ہم نے سلیمان پر جب موت کا حکم جاری کیا تو جنات کو کسی نے اُن کے مرنے کا پتہ نہ دیا مگر گھن کے کیڑے نے کہ جو سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا۔ سورۃ السبا الجزو نمبر ۲۲۔ اب دیکھو اس جگہ بھی ایک کیڑے کا نام دَابَّةُ الْاَرْضِ رکھا گیا بس اس سے زیادہ دَابَّةُ الْاَرْضِ کے اصلی معنوں کی دریافت کے لئے اور کیا شہادت ہوگی

کہ خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابۃ الارض کے معنی کیڑا کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف اس کے اور معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔

(۳) تیسرا قسریٰ یہ ہے کہ آیت میں صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نشانوں کی تکذیب کے وقت میں کوئی امام الوقت موجود ہونا چاہیے کیونکہ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ كَافِرِهِ یہی چاہتا ہے کہ اتمام حجت کے بعد یہ عذاب ہو اور یہ تو متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خروج دابۃ الارض آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ مسیح موعود ظاہر ہوگا تاکہ خدا کی حجت دنیا پر پوری کرے۔ پس ایک منصف کو یہ بات جلد تر سمجھ آ سکتی ہے کہ جبکہ ایک شخص موجود ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور آسمان اور زمین میں بہت سے نشان اس کے ظاہر ہو چکے ہیں تو اب بلاشبہ دابۃ الارض یہی طاعون ہے جس کا مسیح کے زمانہ میں ظاہر ہونا ضروری تھا اور چونکہ یا جوج ماجوج موجود ہے اور مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يُّنْسَلُونَ<sup>۱</sup> کی پیشگوئی تمام دنیا میں پوری ہو رہی ہے اور دجالی فتنے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہیں اور پیشگوئی یترکن القلاص فلا یُسعی علیہا بھی بخوبی ظاہر ہو چکی ہے اور شراب اور زنا اور جھوٹ کی بھی کثرت ہو گئی ہے اور مسلمانوں میں یہودیت کی فطرت بھی جوش مار رہی ہے تو صرف ایک بات باقی تھی جو دابۃ الارض زمین میں سے نکلے سو وہ بھی نکل آیا۔ اس بات پر جھگڑنا جہالت ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ پھٹے گی اور دابۃ الارض وہاں سے سر نکالے گا پھر تمام دنیا میں چکر مارے گا کیونکہ اکثر پیشگوئیوں پر استعارات کا رنگ غالب ہوتا ہے جب ایک بات کی حقیقت کھل جائے تو ایسے اوہام باطلہ کے ساتھ حقیقت کو چھوڑنا کمال جہالت ہے اسی عادت سے بد بخت یہودی قبول حق سے محروم رہ گئے۔

(۴) قرینہ چہارم دابۃ الارض کے طاعون ہونے پر یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کسی وقت بعض مسلمان بھی وہ یہودی بن جائیں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے وقت میں تھے جو آخر کار طاعون وغیرہ بلاؤں سے ہلاک کئے گئے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ عادت ہے کہ جب ایک قوم کو کسی فعل سے منع کرتا ہے تو ضرور اس کی تقدیر میں یہ ہوتا ہے کہ بعض ان میں سے اس فعل کے ضرور مرتکب ہوں گے جیسا کہ اُس نے توریت میں یہودیوں کو منع کیا تھا کہ تم نے توریت اور دوسری خدا کی کتابوں کی تحریف نہ کرنا۔ سو آخر ان میں سے بعض نے تحریف کی مگر قرآن میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم نے قرآن کی تحریف نہ کرنا بلکہ یہ کہا گیا اِنَّا نَحْنُ نُزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۱؎ سو سورۃ فاتحہ میں خدا نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۲؎ اس جگہ احادیث صحیحہ کے رو سے بکمال تواتر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ المغضوب علیہم سے مراد بدکار اور فاسق یہودی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کو کافر قرار دیا اور قتل کے درپے رہے اور اُس کی سخت توہین و تحقیر کی اور جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت بھیجی جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے اور الضَّالِّيْنَ سے مراد عیسائیوں کا وہ گمراہ فرقہ ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا سمجھ لیا اور تثلیث کے قائل ہوئے اور خون مسیح پر نجات کا حصر رکھا اور ان کو زندہ خدا کے عرش پر بٹھا دیا۔ اب اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ خدا یا ایسا فضل کر کہ ہم نہ تو وہ یہودی بن جائیں جنہوں نے مسیح کو کافر قرار دیا تھا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے تھے اور نہ ہم مسیح کو خدا قرار دیں اور تثلیث کے قائل ہوں چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں اسی اُمت میں سے مسیح موعود آئے گا اور بعض یہودی صفت مسلمانوں میں سے اس کو کافر قرار دیں گے اور قتل کے درپے ہوں گے اور اس کی سخت توہین و تحقیر کریں گے اور نیز جانتا تھا کہ اس زمانہ میں تثلیث کا مذہب ترقی پر ہوگا اور بہت سے بدقسمت انسان عیسائی ہو جائیں گے اس لئے اُس نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی اور اس دعا میں مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کا جو لفظ ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ جو اسلامی مسیح کی مخالفت کریں گے وہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مغضوب علیہم ہوں گے جیسا کہ اسرائیلی مسیح کے مخالف مغضوب علیہم تھے اور حضرت مسیح خود انجیل میں اشارہ کرتے ہیں کہ میرے منکروں پر مریٰ

یعنی طاعون پڑے گی☆ اور بعد اس کے دوسرے عذاب بھی نازل ہوں گے۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسیح اسلامی کی تائید میں بھی یہ باتیں ظہور میں آئیں۔ اور بھی دلائل اس بات پر بہت ہیں کہ یہی دابۃ الارض جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے طاعون ہے اور بلاشبہ یہ زمینی بیماری ہے اور زمین میں سے ہی نکلتی ہے اس سے محفوظ رہنے کے لئے بعد اس کے جو ایک شخص اس جماعت میں داخل ہو اور تقویٰ اختیار کرے تکمر سورۃ فاتحہ کا حضور دل سے اور اس کے معنوں پر قائم ہونے سے بہت مؤثر ہے جو شخص طاعون کی ناگہانی آفات سے بچنا چاہتا ہے اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں جو خدائے قادر ذوالجلال پر سچا ایمان لائے اور اپنے تمام اعضا کو معاصی سے بچاوے اور دین کو اور دینی خدمات کو دنیا پر مقدم رکھ لے اور اس سلسلہ حقہ میں صدق اور اخلاص کے ساتھ داخل ہو جائے اور دلی جوش کے ساتھ دعا میں لگا رہے اور اپنی عورتوں کو جن کے شر کے بد اثر میں وہ بھی شریک ہو سکتا ہے غافلانہ زندگی سے بچاوے اور کوشش کرے کہ اُس کے گھر میں ذکر الہی ہو پھر اس کے ساتھ قرآن شریف کے جمیع احکام کا پابند ہو کر ظاہری پلیدیوں اور ناپاکیوں سے بھی اپنے گھر کو صاف رکھے جو شخص ظاہری پلیدیوں سے نفرت نہیں رکھتا اور اس کا گھر اور اس کے گھر کا صحن ناپاک رہتے ہیں وہ اندرونی پاکیزگی میں بھی سُست ہو سکتا ہے سو تم کوشش کرو کہ تمہارے گھر کا کوئی بھی حصہ ناپاک نہ ہو اور نہ ناپاک پانی اور کچھڑ بدرروں میں کھڑا رہے اور نہ کپڑے میلے کچیلے رہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے جو قرآن شریف میں آچکا ہے۔ ایسے احکام جو خدا تعالیٰ کی کتاب میں آئے ہیں وہ اس لئے آئے ہیں تا تم سمجھو کہ جسمانی سلسلہ

☆ ذکر یا ۴۱ باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑے گی۔ اس زمانہ میں تمام فرقتے دنیا کے متفق ہوں گے کہ یروشلم کو تباہ کر دیں۔ تب انہی دنوں میں طاعون پھولے گی اور اسی دن یوں ہوگا کہ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لئے الہی تعلیم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیاں ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دارالامان ہے۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس اُمت کے خاتم الخلفاء کا نام مسیح رکھا ایسا ہی اس کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم رکھ دیا اور اُس کے مخالفوں کا نام یہود رکھ دیا۔ منہ

کو روحانی سلسلہ سے ایک تعلق ہے سو تم نہ تو ظاہری طور پر زمین کے جنس حصوں کی طرف جھکو اور نہ روحانی طور پر بلکہ اگر ممکن ہو تو اوپر کے مکانون میں رہو اور ہو ادار اور روشن مکان اختیار کرو اور نہ تم باطنی طور پر زمین کی طرف جھکو بلکہ آسمان میں سے حصہ لو۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ وہ دابۃ الارض یعنی طاعون کا کیڑا زمین میں سے نکلے گا اس میں یہی بھید ہے کہ تا وہ اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ وہ اُس وقت نکلے گا کہ جب مسلمان اور ان کے علماء زمین کی طرف جھک کر خود دابۃ الارض بن جائیں گے۔ ہم اپنی بعض کتابوں میں یہ لکھ آئے ہیں کہ اس زمانہ کے ایسے مولوی اور سجادہ نشین جو متقی نہیں ہیں اور زمین کی طرف جھکے ہوئے ہیں یہ دابۃ الارض ہیں اور اب ہم نے اس رسالہ میں یہ لکھا ہے کہ دابۃ الارض طاعون کا کیڑا ہے۔ ان دونوں بیانون میں کوئی شخص تناقض نہ سمجھے۔ قرآن شریف ذوالمعارف ہے اور کئی وجہ سے اس کے معنی ہوتے ہیں☆ جو ایک دوسرے کی ضد نہیں اور جس طرح قرآن شریف یک دفعہ نہیں اُتر اسی طرح اس کے معارف بھی دلوں پر یک دفعہ نہیں اُترتے۔ اسی بنا پر محققین کا یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معارف بھی یک دفعہ آپ کو نہیں ملے بلکہ تدریجی طور پر آپ نے علمی ترقیات کا دائرہ پورا کیا ہے۔ ایسا ہی میں ہوں جو بروزی طور پر آپ کی ذات کا مظہر ہوں۔ آنحضرت کی تدریجی ترقی میں سر یہ تھا کہ آپ کی ترقی کا ذریعہ محض قرآن تھا پس جبکہ قرآن شریف کا نزول تدریجی تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکمیل معارف بھی تدریجی تھی اور اسی قدم پر مسیح موعود ہے جو اس وقت تم میں ظاہر ہوا۔ علم غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے جس قدر وہ دیتا ہے اُسی قدر ہم لیتے ہیں۔ پہلے اُسی نے غیب سے مجھے یہ فہم عطا کیا کہ ایسے سُست زندگی والے جو خدا اور اُس کے رسول پر ایمان تو لاتے ہیں مگر عملی حالت میں بہت کمزور ہیں یہ لوگ دابۃ الارض ہیں یعنی زمین کے کیڑے ہیں آسمان سے ان کو کچھ حصہ نہیں۔ اور مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں یہ لوگ بہت ہو جائیں گے اور اپنے ہونٹوں سے اسلام کی شہادت دیں گے مگر ان کے دل تاریکی میں ہوں گے۔ یہ تو وہ معنی ہیں جو پہلے ہم نے

☆ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نباتات وغیرہ میں کئی قسم کے خواص رکھے ہیں مثلاً ایک بوٹی دماغ کو قوت دیتی ہے اور

ساتھ ہی جگر کو بھی مفید ہے اسی طرح قرآن شریف کی ہر ایک آیت مختلف قسم کے معارف پر دلالت کرتی ہے۔ منہ

شائع کئے اور یہ معنی بجائے خود صحیح اور درست ہیں۔ اب ایک اور معنی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس آیت کے متعلق کھلے جن کو ابھی ہم نے بیان کر دیا ہے یعنی یہ کہ دابۃ الارض سے مراد وہ کیڑا بھی ہے جو مقدر تھا جو مسیح موعود کے وقت میں زمین میں سے نکلے اور دنیا کو ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے تباہ کرے۔ یہ خوب یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسے یہ آیت دو معنوں پر مشتمل ہے ایسے ہی صد ہا نمونے اسی قسم کے کلام الہی میں پائے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اُس کو معجزانہ کلام کہا جاتا ہے جو ایک ایک آیت دس دس پہلو پر مشتمل ہوتی ہے اور وہ تمام پہلو صحیح ہوتے ہیں بلکہ قرآن شریف کے حروف اور ان کے اعداد بھی معارف مخفیہ سے خالی نہیں ہوتے مثلاً سورۃ و العصر کی طرف دیکھو کہ ظاہری معنوں کی رو سے یہ بتلاتی ہے کہ یہ دُنویو زندگی جس کو انسان اس قدر غفلت سے گزار رہا ہے آخر یہی زندگی ابدی خسران اور وبال کا موجب ہو جاتی ہے اور اس خسران سے وہی بچتے ہیں جو خدائے واحد پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں کہ وہ موجود ہے اور پھر ایمان کے بعد کوشش کرتے ہیں کہ اچھے اچھے عملوں سے اس کو راضی کریں اور پھر اسی پر کفایت نہیں کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ اس راہ میں ہمارے جیسے اور بھی ہوں جو سچائی کو زمین پر پھیلاویں اور خدا کے حقوق پر کار بند ہوں اور بنی نوع پر بھی رحم کریں۔ لیکن اس سورۃ کے ساتھ یہ ایک عجیب معجزہ ہے کہ اس میں آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرتؐ کے زمانہ تک دنیا کی تاریخ اَبَجَدُ کے حساب سے یعنی حساب جمل سے بتلائی گئی ہے۔ غرض قرآن شریف میں ہزار ہا معارف و حقائق ہیں اور درحقیقت شمار سے باہر ہیں۔ اسی بناء پر قرآن شریف فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں دو قسم کے دابۃ الارض پیدا ہو جائیں گے (۱) ایک تو علماء بے عمل جن کے دل زمین کے ساتھ چسپاں ہوں گے زمین کی شہرت چاہیں گے۔ (۲) دوسرے طاعون کا کیڑا جو بطور سزا دہی ظاہر ہوگا۔ سو اس زمانہ میں دونوں باتیں ظہور میں آگئیں اور دراصل حدیثوں میں ان دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے صحیح مسلم کی ایک حدیث میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ملک میں طاعون پھوٹے گی اور شیعہ کی کتابوں کی حدیثوں میں بھی طاعون کا ذکر ہے اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ذکر ہے کہ اس وقت اکثر علماء یہودی صفت ہو جائیں گے یعنی محض زمین کے

کیڑے بن جائیں گے۔ دیکھو یہ دونوں پہلو جو قرآن شریف میں سے نکلتے ہیں حدیث سے ثابت ہوئے۔ بعض نادان شیعہ نے جنہوں نے حسین کی پرستش کو اسلام کا مغز سمجھ لیا ہے ہمارے رسالہ دافع البلاء کے دیکھنے سے بہت زہرا گلا ہے اور گالیاں دے کر یہ اعتراض کیا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ شخص امام حسین سے افضل ہو اور جوش میں آ کر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ امام حسین کی وہ شان ہے کہ تمام نبی اپنی مصیبتوں کے وقت میں اسی امام کو اپنا شفیع ٹھہراتے تھے اور اس کی طفیل اُن کی مصیبتیں دُور ہوتی تھیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مصیبت کے وقت میں امام حسین ☆ کے ہی دستِ نگر تھے اور آپ کی مصیبتیں بھی امام حسین کی شفاعت سے ہی دور ہوتی تھیں۔ افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں اُن سے تو

ہم اس حاشیہ میں ایک شیعہ صاحب کا اشتہار مطبوعہ مطبع شریفی پشاور درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ علی حارّی صاحب نے امام حسین کی نسبت جو خیال ظاہر کیا ہے وہ خود اُن کے ہم مذہب لوگوں کی رائے میں صحیح نہیں ہے اور اس سے ان کی غلطی کا اور کیا زیادہ ثبوت ہوگا کہ اُن کا ہم مذہب ہی مضبوط دلیلوں سے اپنے اشتہار مندرجہ ذیل میں اُن کے خیال کو رد کرتا ہے اور یہ ایک نصرت الہی ہے کہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ہمیں یہ اشتہار مل گیا ہے جو علی حارّی صاحب کی تحریر کی حقیقت کھولنے کے لئے کافی ہے اور وہ یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آج یہ رسالہ وسیلۃ المبتلا میری نظر سے گذرا ہر چند میں نے اپنے تئیں ضبط کیا اور دل کو سمجھایا کہ ایسے معاملات میں کیوں دخل دیتے ہو مگر دل قابو سے نکل گیا اور یہ خیال کیا کہ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے علماء امامیہ کیسے بودے خیال کے ہیں وہ عقل خداداد سے کام نہیں لیتے۔ اپنے علم اور شرافت کا کوئی کرشمہ نہیں دکھاتے۔ کیا ایک ایسے مدعی امامت کے مقابلہ میں اس قسم کے جوابات بے دلیل کفایت کر سکتے ہیں اور اس قسم کی روایات موضوعہ مسکتہ للخصم ہو سکتی ہیں۔ بخدا میں امامیہ ہو کر انصافاً کہتا ہوں کہ ہرگز یہ روایات اور استدلال من غیر کلام اللہ ایک ایسے زبردست مدعی کے بالمقابل ملکنفی نہیں ہو سکتے۔ گالیاں نکالنا اور کسی کو نجس اور خبیث

زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے جیسا کہ آیہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ<sup>۱</sup> سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے عورتوں میں سے تو نہیں تھے حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر و دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے تو پھر اس قدر ان کو آسمان پر چڑھانا کہ وہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں۔ یہ قرآن شریف پر بھی تقدم ہے ہر ایک کو فضیلت وہ دینی چاہیے کہ قرآن سے ثابت ہے قرآن تو ان کی اہلیت کی بھی نفی کرتا ہے مگر یہاں حضرات شیعہ تمام انبیاء کا انہیں کو شفیع ٹھہراتے ہیں یہ کیسی فضولی ہے یہ قول کس قدر حیا سے دُور ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام امام حسین کے ہی طفیلی ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو تمام نبیوں کا نجات پانا مشکل بلکہ غیر ممکن تھا۔ ہائے افسوس کہاں ہے اسلام ان لوگوں کا جو عیسائیوں کی طرح حسین کی خاطر اس رسول پر بھی زبان دراز کر رہے ہیں جو

﴿۳۶﴾

اور ضال لکھنا اور جس قدر الفاظ ناشائستہ لغت کی کتابوں میں درج ہیں اپنی تحریر کو ان سے مزین کرنا علم اور شرافت کو ہٹا لگانا ہے۔

﴿۳۶﴾

علماء ربانی کا کام یہ ہے کہ دلیل اور بُرہان سے اپنے عندیات کو قوت دیں۔ پھر انصاف پسند طبائع پر ان کی معقولیت ظاہر کریں۔ ناظرین حق اور باطل میں خود تمیز رکھیں گے۔

اب میں جناب مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جناب من آپ کا مخاطب ایک مدعی امامت ہے اگرچہ آپ اُس کو کاذب اور مفتری جانتے ہیں۔ پس اُس کے مسلمات سے اُسے ساکت کرنا لازم ہے۔ تفسیر برغانی اور طبرانی ابو نعیم وغیرہ کا حوالہ دینا یا ان کی روایات غیر صحیحہ پیش کرنا ایک مدعی امامت کے بالمقابل جس کا دعویٰ ہو کہ میں حکم ہو کر قرآن مجید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنے کے لئے دنیا میں آیا ہوں اپنے اوپر جہالت کا الزام قائم کرنے سے زیادہ نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ وہ نہ حنفی ہے نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی اور نہ جعفری نہ مقلد نہ اہل حدیث۔ پھر آپ حنیفوں یا شافعیوں یا مالکیوں وغیرہ کے علماء یا مفسرین کے اقوال پیش کر کے اس کو ملزم کیونکر کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ان اقوال کا پابند ہو تو منصب امامت درحقیقت اس کے لئے سزاوار نہیں ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس وقت کا حکم ہوں برغانی ہو یا طبرانی ان میں مفسروں کے اپنے عندیات



﴿۴۷﴾

تمام انبیاء سے افضل ہے۔ کیا تعجب نہیں کہ قرآن ابوبکر کی تعریف کرے اور اس کی خلافت کی صریح لفظوں میں بشارت دے مگر حسین جو تمام انبیاء کا شفیع ہے اس کا سارے قرآن میں ذکر ندارد۔ پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہیں ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا مگر ابوبکر و عمر جن کو حضرات شیعہ کافر کہتے ہیں بلکہ تمام کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے اگر وہ کافر تھے تو خدا نے ایسا کیوں کیا۔ کافر سے بدتر دنیا میں کوئی نہیں ہوتا۔ کیا کوئی شیعہ راضی ہو سکتا ہے کہ اُس کی پاکدامن ماں ایک زانیہ کنجری کے ساتھ دفن کر دی جائے اور کافر تو زنا کار سے بدتر ہے پھر خدا نے کیوں ایسا کیا کوئی عقلمند اور خدا سے ڈرنے والا اس کا جواب دے۔ غرض حسین کو نبیوں پر فضیلت دینا بیہودہ خیال ہے ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا

کا ذخیرہ ہو گیا کچھ اور۔ اگر آپ کہیں کہ تفسیر قرآن ہے تو ہم کہیں گے کہ پھر اس قدر مختلف الاقوال تفسیر جن کی تعداد ہزار ہا سے بڑھ گئی کیوں شائع ہوئی ہیں اور ان میں اختلاف ہی کیوں واقع ہوا۔ اور حضرت مہدیؑ آخر الزمان کی نسبت کیا آپ کے مسلمات میں درج نہیں کہ وہ اختلاف رفع کرنے کو آویں گے اور سب ادیان کو ایک دین بنا دیں گے۔ کیا جب امام مہدی تشریف لاویں گے بلا وعظ اور بلا نصیحت اور بلا تغیر و تبدل دین خود بخود ایک ہو جاوے گا آیا کچھ ترمیم و تنسیخ بھی کریں گے یا نہیں۔ کیا وہ ظاہر ہو کر مجتہدین کر بلا کے فتوے پر چلیں گے یا مجتہدین نجف و ایران یا مجتہدین لکھنؤ و لاہور۔ فرماویں وہ کس مجتہد کے مقلد ہوں گے اور کس کے فتوے پر عمل کریں گے نہیں میں بھول گیا وہ ضرور آپ کے فتوے پر چلیں گے۔ مگر افسوس کہ آپ یہ بھی نہ مانیں گے۔ پس جو امام ہوتا ہے وہ کسی کا مقلد نہیں ہوتا بلکہ وہ خود حکم ہوتا ہے اس کے بالمقابل تفسیر برغانی اور دلائل النبوت کا حوالہ دینا کوئی عقلمند طبیعت اس کو جائز رکھ سکتی ہے؟ ہاں اس کے مسلمات قرآن مجید اور سنت صحیحہ ہیں۔ میں بہت خوش ہوتا کہ جب آپ نے سورہ انعام\* کی آیت یا ایہا الذین آمنوا الخ۔ پیش کی تھی اس کی تفسیر میں قرآن مسجد ہی سے ثابت کیا ہوتا کہ لفظ وسیلہ سے جو آیت مرقومہ بالا میں ہے حسین اور اُس کے آباء کرام مراد ہیں اور اپنے دعوے کو مؤکد کرنے کے لئے بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث پیش کی ہوتی جو مدعی امامت کی مسلمہ کتب سے ہیں یا ذرا غصہ کو ٹال کر اپنی ہی تفسیروں

﴿۴۸﴾

مولوی صاحب کی تحریر کے مطابق ہم نے سورۃ الانعام لکھا ہے ورنہ آیت مذکورہ سورۃ مائدہ میں ہے۔ ۱۲ منہ

☆

کے راستباز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گذر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔ پس بلا وجہ ان کو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اُس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہرؐ ٹھہرایا ہے۔

کئی طرف رجوع کیا ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہیں جہاں تک میں اپنی تفسیروں کو دیکھتا ہوں ان میں بھی اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں ایک شخص بیہوشی اور حاکم اور ابو نعیم کا حوالہ دیتا ہے اور ایک روایت یا واقعہ بیان کرتا ہے۔ دوسرا اس کے بالمقابل قرآن مجید سے نکال کر خدا کا کلام پیش کرتا ہے اور اپنے دعویٰ کے واسطے سنت صحیحہ اور حدیث پیش کرتا ہے ہم کس کو مائیں اور کس کو جانیں کہ وہ عالم اور عامل بالقرآن ہے۔ اس کے آگے آپ فرماتے ہیں ثابت ہے کہ حسینؑ اور اس کے آباء اطہار کو انبیاء و اوصیاء نے سخت تکلیف کے وقت خدا اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے جس کی وجہ سے ان کی حاجتیں پوری ہوئیں۔ آپ اپنے زعم کی بنیاد مجاہد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ کا قول قرار دیتے ہیں اور آیت فَتَلَقَىٰ اُدْمَرَ هِنَ رَبِّهِمْ كَلِمَاتٍ کو اپنے زعم کی تفسیر قرار دیتے ہیں گویا آپ کا قول جمل تھا جو پہلے سے کسی کتاب آسمانی میں درج چلا آتا تھا قرآن نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ بریں علم و دانش بیاہر گریست۔ اسی فہم لطیف کے بھروسہ پر اپنے مخالف پر طعن کرتے ہیں ذرا انصاف کریں اور اپنی ہی کتابوں کو دیکھیں کہ کیا علماء اور مفسرین امامیہ نے کلمات کی تفسیر میں صرف انہی نامہائے مبارک پر حصر تفسیر رکھا ہے۔ میرے پاس اس وقت تین تفسیریں امامیہ کی موجود ہیں۔ تفسیر عمدة البیان، خلاصة المنہج، مجمع البیان ان میں بہت سے مختلف اقوال درج ہیں پھر حیات القلوب نکال کر جلد اول صفحہ ۵۶ و ۵۷ میں روایات مختلفہ کا حال

☆ علی عاری صاحب نے اپنے رسالہ تبصرة العقلاء میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ اہل بیت کے برابر غیر اہل بیت نہیں ہو سکتا اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں۔ سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں ان کے گھنوں۔ ماسوا اس کے یہ مرتبہ فضیلت جو ہمارے خاندان کو حاصل ہے صرف انسانی روایتوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے اس کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ وہ عزوجل ایک اپنی وحی میں جو حکایتا عن الرسول ہے میرا نام مسلمان رکھتا ہے اور فرماتا ہے مسلمان منّا اهل البيت علی مشرب الحسن یعنی اللہ تعالیٰ خردیتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان جو دو مسلم کا موجب ہوگا۔ یعنی دو صلح کا موجب ہوگا۔ یہی شخص ہے اور یہ اہل بیت میں سے ہے حسن کے مشرب پر۔ اور پھر ایک اور وحی میں فرماتا ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر و النسب اُس خدا کو تعریف ہے جس نے ہمیں سادات کا داماد بنایا اور نیز نسب عالی بھی عطا کی جس میں خون فاطمی ملا ہوا ہے اور پھر ایک کشف میں جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے میرے پر پٹا ہر کیا گیا کہ میرا سر بیٹوں کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہے علاوہ اس کے جس شخص کو خدا نے مسیح موعود بنایا صد ہا نشان دیئے اور اس کو رسول اللہ صلعم نے امرا اہل بیت میں سے قرار دیا اور اس کو مظہر صفات جمع انبیاءؐ ٹھہرایا اس کی نسبت یہ زبان درازیاں کرنا خدا اور رسول پر حملہ کرنا ہے۔ منہ

اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے یہ اور بات ہے کہ سنی یا شیعہ مجھ کو گالیاں دیں یا میرا نام کذاب دجال بے ایمان رکھیں لیکن جس شخص کو خدا تعالیٰ بصیرت عطا کرے گا وہ مجھے پہچان لے گا کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے اور اس کو سلام کہا ہے۔ اور اپنا دوسرا بازو اس کو قرار دیا ہے اور خاتم الخلفاء ٹھہرایا ہے وہ مجھے اسی طرح افضل سمجھے گا جس طرح خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی

﴿۲۹﴾

﴿۲۹﴾

دیکھیں کہ کس قدر اقوال نقل کئے گئے ہیں اور ہر ایک کو علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ بسند صحیح از امام محمد باقر منقول است و در حدیث معتبر دیگر منقول است و بسند صحیح از حضرت صادق منقول است و غیرہ وغیرہ کر کے لکھا ہے۔ پھر مولانا صاحب جب آپ کے گھر میں ہی روایات متعددہ مختلفہ ہیں تو مہربان من آپ نے کلمات کی تفسیر میں جرم کس طرح کر لیا کہ ان سے مراد اسماء پنجتن پاک ہیں اور پھر اس پر متفق علیہ کا جملہ جڑ دیا۔ اس میں تو علماء اور مفسرین امامیہ ہی متفق نہیں اوروں کا تو کیا ذکر۔ اس کے آگے آپ ارقام فرماتے ہیں کہ بہتر مذہب کی متفق علیہ حدیثوں سے یہی ثابت ہے کہ حضرت نوحؑ نے طوفان کے وقت اور حضرت ابراہیمؑ نے الی آخرہ۔ ذرا مہربانی فرما کر بہتر مذہب کے اتفاق کا جو آئینہ بناب نے دعویٰ کیا ہے ہر ایک مذہب والے کی ایک ایک حدیث اس مضمون کے متعلق درج فرمادیں اور ہم آپ کی ان احادیث پیش کردہ میں مطابق اصول احادیث جرح بھی نہ کریں گے خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہوں۔ صرف مذہب والے کا نام اور حدیث کے وہ عربی الفاظ جو بقیہ روایات درج کئے گئے ہوں معحوالہ کتب جس میں وہ حدیث نقل کی گئی ہے مرحمت فرمائیں۔ پھر میں اصل مطلب کی طرف عود کر کے آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ رسالہ کے سر پر یہ عبارت درج فرماتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں (اس کے رد میں اور امام حسین کی فضیلت بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء پر)۔ (۱) ان الفاظ کے ثبوت میں آپ نے کونسا قول خدا کا ذکر کیا ہے جہاں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہو کہ امام حسین افضل ہیں تمام انبیاء پر اجمالی طور یا تفصیلی طور جہاں انبیاء علیہم السلام کے نام ذکر کر کے۔ (۲) کسی حدیث صحیح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ حسین افضل ہیں تمام انبیاء سے۔ (۳) امام حسین نے خود فرمایا ہو کہ میں افضل ہوں تمام انبیاء سے سوائے آنحضرت کے (۴) باقی ائمہ اہل بیت میں سے کسی امام نے فرمایا ہو کہ امام حسین افضل ہیں تمام انبیاء سابقہ سے سوائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اب ہم آپ کا منطقی ثبوت دیکھتے ہیں کہ کہاں آپ نے منطقی کا صغریٰ اور کبریٰ قائم کر کے اس کا ثبوت دیا ہے۔ ہاں (الاشارة تکفی للعاقل) چونکہ تمام انبیاء نے حضرت حسین علیہ السلام اور ان کے آباء کرام کو وسیلہ اپنی دعاؤں

بقرہ  
۱۸۰

شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے پھر اگر درحقیقت میں وہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صد ہا نشان کیوں دکھائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔

﴿۵۰﴾

میں گردانا ہے نوٹ - (اس کا ثبوت ابھی آپ کے ذمہ باقی ہے) اور اسی کے ذریعہ سے ان کی دعائیں قبول ہوئیں۔ اس لئے جس کا وسیلہ ڈالا جاتا ہے اور اس کے طفیل انبیاء علیہم السلام کی دعائیں قبول ہوتی ہیں وہ وسیلہ ضرور خدا کے نزدیک افضل ہوتا ہے ورنہ انبیاء علیہم السلام اس کو وسیلہ نہ گردانتے۔ یہ ہے آپ کی انوکھی منطق اور بوسیدہ علم کلام مثلاً۔ کیا اگر کوئی حکیم کسی مریض کو ایک نسخہ بتلا دے کہ اگر تم یہ نسخہ استعمال کرو تو تم اچھے ہو جاؤ گے اور تمہارا مرض سلب ہو جائے گا اور ایسا اتفاق بھی ہو جاوے کہ وہ مریض اچھا ہو جاوے تو کوئی عاقل اس سے یہ نتیجہ نکالے گا کہ وہ نسخہ افضل ہے بیمار سے۔ تعجب کا مقام ہے کہ جس الزام پر آپ نے اپنے مخالف کو کوسا کہ حسین سے اپنے کو افضل بتلاتے ہیں خود اس میں بتلا ہو گئے کہ خود حسین کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت کرنے لگے۔ پھر دعوے تو اس قدر مگر دلیل ندرد۔ آپ کو چاہیے تھا کہ فضیلت کے وہ مدارج تحریر کرتے کہ ان ان باتوں سے حسین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ علماء امامیہ نے حضرت علی کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے بالمقابل باقی صحابہ کے مدارج فضیلت قائم کئے ہیں۔ آپ کو چاہیے تھا کہ (مثلاً) تحریر کرتے کہ حضرت امام مظلوم حسین عابد تھے اور اس کے بالمقابل حضرت آدم یا حضرت نوح کی عبادت ان سے بہت کم تھی یا حضرت حسین صابر اور شاکر تھے اور اس کے بالمقابل دیگر فلاں فلاں انبیاء میں صبر اور شکر کم تھا اور اس کی کو اس ترازو میں بھی وزن کرتے جو آپ کے پاس ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب اس قسم یا اس جیسے جو خیال آپ کے وجہ فضیلت قرار پا سکتے ہوں تمام مدارج اور اصول فضیلت بالمقابل باقی انبیاء علیہم السلام کے آپ بیان فرماتے اور ان کو نص یا حدیث صحیح اور تواتر اور تعامل قومی سے بھی مؤکد کرتے تب اہل حق پر ظاہر ہو جاتا کہ واقعی امام حسین افضل ہیں دیگر انبیاء پر۔ یہ خشک منطق کہ چونکہ انبیاء گذشتہ نے حسین کو وسیلہ اپنی دعاؤں میں خدا کے پاس گردانا ہے اس لئے وہ افضل ہیں ہمارے کس کام۔ اول تو آپ قرآن سے ثابت کریں کہ واقعی حضرت آدم نے حسین کا نام لے کر ان کو وسیلہ گردانا تھا۔ اس وقت حسین کہاں تھا نام لکھا ہو ادیکھا کہاں ذکر ہے قرآن میں کہ حضرت آدم نے ساق عرش پر اسماء پنجتن لکھے ہوئے دیکھے کہاں ذکر ہے کہ آدم نے

﴿۵۰﴾

تذکرہ

## کتاب سیف چشتیائی

یہ کتاب مجھ کو یکم جولائی ۱۹۰۲ء کو بذریعہ ڈاک ملی ہے، جس کو پیر مہر علی شاہ گلوڑوی نے شاید اس غرض سے بھیجا ہے کہ تا وہ اس بات سے اطلاع دیں کہ انہوں نے میری کتاب اعجاز المسیح اور نیز ٹیمس ہاؤس کا جواب

دیکھ کر سمجھ بھی لیا کہ یہ حسین یا پختن پاک میرے سے چھ ہزار سال بعد پیدا ہوں گے کس نے اُن کے دل میں القاء کیا اور القاء کرنے کا ذکر قرآن میں کہاں ہے قرآن مجید میں تو صاف ہے اور ایک لطیف بیان اپنے اندر رکھتا ہے۔ دیکھو جہاں اسماء کی تعلیم کا ذکر ہے۔ وہاں اللہ جل شانہ نے صاف فرمایا ہے کہ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ۱ فَقَالَ أُنَبِّئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ ۲ قَالَ يَا أَدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَاءِ إِبْرَاهِيمَ ۳ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۴ مگر اس جگہ تو فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ ۵ صاف ہے۔ دوسرے موقع پر یعنی حضرت آدم کے قصہ میں قرآن شریف نے کلمات کی تفسیر کر دی ہے۔ سورۃ اعراف رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا السَّخِ ۵ اب جس کی تصریح خود قرآن کریم نے کر دی ہو نہ کنایہ اور اشارہ سے بلکہ صاف الفاظ میں، اور کچھ ابہام اور شک بھی باقی نہ رہتا ہو، پھر ایسے معقول استدلال قرآنی کو چھوڑ کر آپ کے یا برغانی کے زعم کی پیروی کون عقلمند کر سکتا ہے۔

(میاں) سید علی ہمدانی اور طبرانی نے لکھا ہے اپنی اپنی کتابوں میں۔ اے مدعی علم و تحقیق کیا یہ لوگ معصوم تھے کہ جو کچھ انہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے واجب الاخذ ہے یا اُن پر وحی نازل ہوتی تھی یا حضرت آدم خواب میں آ کر ان کو بتلا گئے تھے کہ ابتلا کے وقت میں نے یہ نام لئے تھے۔ (أَ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِم عَلٰی اللّٰہ تَفْتَرُونَ) وہ سینکڑوں سالوں کے بعد زمانہ میں ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ایسا فرمایا ہے اور منقولی روایت جس کی صحت کا کوئی معیار اُن کے پاس نہیں اپنی اپنی کتابوں میں درج کر دی۔

لکھ دیا ہے اور اس کتاب کے پہنچنے سے پہلے ہی مجھ کو یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ اعجاز المسیح کے مقابل پر وہ ایک کتاب لکھ رہے ہیں مگر مجھ کو یہ امید نہ تھی کہ وہ میری عربی کتاب کا جواب اُردو میں لکھیں گے بلکہ مجھے یہ خیال تھا کہ چونکہ اکثر باسمجھ لوگوں نے پیر صاحب کی اس مکارانہ کارروائی کو پسند نہیں کیا

﴿۵۲﴾

سینے رسولِ خدا نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد بہت کذاب پیدا ہوں گے اور جھوٹی حدیثیں میرے نام سے روایت کریں گے پس تم کو لازم ہے کہ اس وقت حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کرو اگر موافق ہو تو لے لو ورنہ ترک کرو۔ پھر ہم بغیر اس معیار کے کسی حدیث کو کیوں صحیح سمجھ سکتے ہیں جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معیار تصحیح حدیث بتلا دیا ہے۔ اور مولانا صاحب نے بھی اس حدیث کو اپنے کسی رسالہ میں ذکر کیا ہوا ہے۔ پس یہ بات کہ جو حدیث کسی کتاب میں لکھی ہو وہ درحقیقت حدیث رسول ہوگی امر مسلم نہ رہا بلکہ جو حدیث مطابق کتاب اللہ ہوگی وہ حدیث رسول ہوگی۔ دیکھیں اصول کافی کتاب العلم امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ فما وافق کتاب اللہ فخذہ و ما خالف فدعہ، کمال حدیث لا یوافق کتاب اللہ فهو زخرف۔ اصول کافی کے دیباچہ ہی میں نظر کریں کہ ہمارے شیخ الحدیث اپنے شیعوں کی احادیث کی نسبت کیا تحریر فرماتے ہیں۔

طرفہ بریں یہ کہ آپ تو ان علماء پر جن کی روایات آپ نے پیش کی ہیں تبسراً بھیجتے ہیں۔ پھر اُن سے حجت پکڑنا چہ معنی دارد۔ دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو آپ میرزا صاحب کے اصول سے بگلی ناواقف ہیں یا عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اب آخری فیصلہ بھی ذرہ سُن لیں۔

غایۃ المقصود حصہ اول صفحہ ۱۰۹ سطر ۹ ملاحظہ ہو۔ جناب مولانا صاحب نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ (نبوت افضل از امامت است قطعاً) اس جگہ امام حسین خود واقعی امام تھے ان کی نسبت کوئی استثناء ذکر نہیں فرمایا گیا پھر کس طرح یہ بات کہی جاتی ہے کہ امام حسین افضل ہیں سب انبیاء سے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

﴿۵۲﴾

پندرہ

خاکسار

نذر علی از پشاور ۱۹۰۲ء

جو انہوں نے لاہور میں کی تھی ☆ اس لئے ندامت مذکورہ بالا کا داغ دھونے کے لئے ضرور انہوں نے یہ ارادہ کیا ہوگا کہ میرے مقابل تفسیر نویسی کے لئے کچھ طبع آزمائی کریں اور میری کتاب اعجاز المسیح کی مانند سورۃ فاتحہ کی تفسیر عربی فصیح بلغ میں شائع کر دیں تا لوگ یقین کر لیں کہ پیر جی عربی بھی جانتے ہیں اور تفسیر بھی لکھ سکتے ہیں لیکن افسوس کہ میرا یہ خیال صحیح نہ نکلا جب ان کی کتاب سیف چشتیائی مجھے ملی تو پہلے تو اُس کتاب کو ہاتھ میں لے کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اب ہم ان کی عربی تفسیر دیکھیں گے اور بمقابلہ اُس کے ہماری تفسیر کی قدر و منزلت لوگوں پر اور بھی کھل جائے گی مگر جب کتاب کو دیکھا گیا اور اُس کو اردو زبان میں لکھا ہوا پایا اور تفسیر کا نام و نشان نہ تھا تب تو بے اختیار اُن کی حالت پر رونا آیا

☆ لاہور میں جو ایک قابل شرم کارروائی پیر مہر علی شاہ صاحب سے ہوئی وہ یہ تھی کہ انہوں نے بذریعہ ایک پُر فریب حیلہ جوئی کے اُس مقابلہ سے انکار کر دیا جس کو وہ پہلے منظور کر چکے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب میری طرف سے متواتر دنیا میں اشتہارات شائع ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانوں میں سے ایک یہ نشان بھی مجھے دیا گیا ہے کہ میں فصیح بلغ عربی میں قرآن شریف کی کسی سورۃ کی تفسیر لکھ سکتا ہوں اور مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے بالمقابل اور بالموافق بیٹھ کر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا کوئی فقیر گدی نشین ایسی تفسیر ہرگز لکھ نہیں سکے گا اور اس مقابلہ کے لئے پیر جی موصوف کو بھی بلایا گیا تا وہ اگر حق پر ہیں تو ایسی تفسیر بالمقابل بیٹھ کر لکھنے سے اپنی کرامت دکھلاویں یا ہمارے دعویٰ کو قبول کریں۔ تو اوّل تو پیر جی نے دُور بیٹھے یہ لاف ماری کہ اس نشان کا مقابلہ میں کروں گا لیکن بعد اس کے اُن کو میری نسبت بکثرت روایتیں پہنچ گئیں کہ اس شخص کی قلم عربی نویسی میں دریا کی طرح چل رہی ہے اور پنجاب و ہندوستان کے تمام مولوی ڈر کر مقابلہ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں تب اُس وقت پیر جی کو سوچھی کہ ہم بے موقعہ پھنس گئے۔ آخر حسبِ مثل مشہور کہ مرتا کیا نہ کرتا انکار کے لئے یہ منصوبہ تراشا کہ ایک اشتہار شائع کر دیا کہ ہم بالمقابل بیٹھ کر تفسیر لکھنے کے لئے تیار تو ہیں مگر ہماری طرف سے یہ شرط ضروری ہے کہ تفسیر لکھنے سے پہلے عقائد میں بحث ہو جائے کہ کس کے عقائد صحیح اور مسلم اور مدلل ہیں اور مولوی

﴿۵۳﴾

یہ کتاب اگرچہ اس لائق نہ تھی کہ ایک نظر بھی اس کو دیکھ سکیں کیونکہ مؤلف کتاب نے جیسا کہ اُس کو چاہیے تھا بالمقابل عربی تفسیر لکھ کر اپنی معجزانہ طاقت کا کچھ ثبوت نہیں دیا اور جس فرض کو ادا کرنا تھا اور اس قدر لمبی مدت میں بھی اس کو ادا نہیں کر سکا بلکہ مقابلہ سے منہ پھیر کر اپنی در ماندگی کی نسبت اپنے ہاتھ سے مہر لگا دی☆ اور آپ گواہی دے دی کہ درحقیقت اعجاز المسیح خدا کی طرف سے ایک نشان ہے جس کی نظیر پر وہ قادر نہ ہو سکا۔ تاہم میں نے اس اردو کتاب کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بجز بیہودہ نکتہ چینیوں کے کوئی امر بھی اس میں قابل التفات نہیں اور نکتہ چینی بھی ایسی کمینہ پن اور جہالت کی کہ اگر اس کو ایک جائز اعتراض سمجھا جائے تو نہ اس سے قرآن شریف باہر رہ سکتا ہے اور نہ احادیث نبویہ اور نہ اہل ادب کی کتابوں میں سے کوئی کتاب۔

اب نکتہ چینی کو غور سے سنو کہ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کتاب اعجاز المسیح میں جو دو سو صفحہ کی کتاب ہے چند فقرے جو اکٹھا کرنے کی حالت میں چار سطر سے زیادہ نہیں ہیں ان میں سے بعض مقامات حریری اور بعض قرآن شریف سے اور بعض کسی اور کتاب سے مسروقہ ہیں اور بعض کسی قدر تغیر تبدیل کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور بعض عرب کی مشہور مثالوں میں سے ہیں یہ ہماری چوری ہوئی جو پیر صاحب نے پکڑی کہ بیس ہزار فقرہ میں سے دس بار ان فقرے جن میں سے کوئی آیت قرآن شریف کی اور کوئی عرب کی مثال اور کوئی بقول اُن کے

﴿۵۳﴾

محمد حسین بنا لوی کہ جو نزول مسیح میں انہیں کے ہم عقیدہ ہیں اس تصفیہ کے لئے منصف مقرر کئے جائیں پھر اگر مولوی صاحب موصوف یہ کہہ دیں کہ پیر جی کے عقائد صحیح ہیں اور مسیح ابن مریم کے متعلق جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے تو فی الفور اسی جلسہ میں یہ راقم ان کی بیعت کرے اور اُن کے خادموں اور مریدوں میں داخل ہو جائے اور پھر تفسیر نوہی میں بھی مقابلہ کیا جائے۔ یہ اشتہار ایسا نہ تھا کہ اُس کا کمر اور فریب لوگوں پر کھل نہ سکے آخر عقلمند لوگوں نے تاڑ لیا کہ اس شخص نے ایک قابل شرم منصوبہ کے ذریعہ سے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد بہت سے لوگوں نے میری بیعت کی اور خود اُن کے بعض مرید بھی اُن سے بیزار ہو کر بیعت میں داخل ہوئے۔ یہاں تک کہ ستر ہزار کے قریب بیعت کرنے والوں کی تعداد پہنچ گئی اور مولویوں اور پیر زادوں اور گدی نشینوں کی حقیقت لوگوں پر کھل گئی کہ وہ ایسی کارروائیوں سے حق کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ منہ

۵۳

☆ گویا ان کا نام مہر علی نہیں ہے بلکہ مہر علی ہے کیونکہ وہ اپنے عاجز اور ساکت رہنے سے کتاب اعجاز المسیح کے اعجاز پر مہر لگاتے ہیں۔ منہ



﴿۵۵﴾

حریری یا ہمدانی کے کسی فقرہ سے تو ارد تھا۔ افسوس کہ اُن کو اس اعتراض کے کرتے ہوئے ذرہ شرم نہیں آئی اور ذرہ خیال نہیں کیا کہ اگر ان قلیل اور دو چار فقروں کو تو ارد نہ سمجھا جائے جیسا کہ ادیبوں کے کلام میں ہوا کرتا ہے اور یہ خیال کیا جائے کہ یہ چند فقرے بطور اقتباس کے لکھے گئے تو اس میں کون سا اعتراض پیدا ہو سکتا ہے خود حریری کی کتاب میں بعض آیات قرآنی بطور اقتباس موجود ہیں ایسا ہی چند عبارات اور اشعار دوسروں کے بغیر تغیر تبدیل کے اس میں پائے جاتے ہیں اور بعض عبارتیں ابوالفضل بدیع الزمان کی اس میں بیحد ملتی ہیں تو کیا اب یہ رائے ظاہر کی جائے کہ مقامات حریری سب کی سب مسروقہ ہے بلکہ بعض نے تو ابوالقاسم حریری پر یہاں تک بذہنی کی ہے کہ اس کی ساری کتاب ہی کسی غیر کی تالیف ٹھہرائی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ انشاء میں کامل سمجھ کر ایک امیر کے پاس پیش کیا گیا اور امتحاناً حکم ہوا کہ ایک اظہار کو عربی فصیح بلغ میں لکھے مگر وہ لکھ نہ سکا اور یہ امر اُس کے لئے بڑی شرمندگی کا موجب ہوا مگر تاہم وہ اُدباء میں بڑی عظمت کے ساتھ شمار کیا گیا اور اُس کی مقامات حریری بڑی عزت کے ساتھ دیکھی جاتی ہے حالانکہ وہ کسی دینی یا علمی خدمت کے لئے کام نہیں آسکتی کیونکہ حریری اس بات پر قادر نہیں ہو سکا کہ کسی سچے اور واقعی قصہ یا معارف اور حقائق کے اسرار کو بلغ فصیح عبارت میں قلمبند کر کے یہ ثابت کرتا کہ وہ الفاظ کو معانی کا تابع کر سکتا ہے۔ بلکہ اُس نے اوّل سے آخر تک معانی کو الفاظ کا تابع کیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ وہ ہرگز اس بات پر قادر نہ تھا کہ واقعہ صحیحہ کا نقشہ عربی فصیح بلغ میں لکھ سکے لہذا ایسا شخص جس کو معانی سے غرض ہے اور معارف حقائق کا بیان کرنا اُس کا مقصد ہے وہ حریری کی جمع کردہ ہڈیوں سے کوئی مغز حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی کے کلام کا اتفاقاً خدا تعالیٰ کی طرف سے بعض فقرات میں کسی سے تو ارد ہو جائے کیونکہ بعض محاورات ادبیہ کا کوچہ ایسا تنگ ہے کہ یا تو اُس میں بعض اُدباء کو بعض سے تو ارد ہوگا اور یا ایک شخص ایک ایسے محاورہ کو ترک کرے گا جو واجب الاستعمال ہے ظاہر ہے کہ جس مقام پر خصوصیات بلاغت کے لحاظ سے ایک جگہ پر مثلاً اقتحہم کا لفظ اختیار کرنا ہے نہ اور کوئی لفظ تو اس لفظ پر تمام اُدباء کا بالضرور تو ارد ہو جائے گا اور ہر ایک کے منہ سے یہی لفظ نکلے گا۔ ہاں ایک جاہل نجی جو اسالیب بلاغت سے بے خبر اور فروق مفردات سے ناواقف ہے وہ اس کی جگہ پر کوئی اور لفظ بول جائے گا اور اُدباء کے نزدیک

قابل اعتراض ٹھہرے گا۔ ایسا ہی اُدباء کو یہ اتفاق بھی پیش آ جاتا ہے کہ گو بیس شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو بیس ہی ادیب اور بلیغ ہوں مگر بعض صورتوں کے ادائے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب کے فقرہ پر اُن کا توارد ہو جائے گا اور یہ باتیں ادباء کے نزدیک مسلمات میں سے ہیں جن میں کسی کو کلام نہیں اور اگر غور کر کے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے اگر اُردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہے اور اُس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دوسرا فصیح بھی اُسی رنگ میں کہہ دیتا ہے اور ہر ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرقہ ہے انسان تو انسان خدا کے کلام میں بھی یہی پایا جاتا ہے۔ اگر بعض پُر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لٹری فہرست طیار ہوگی اور ان امور کو محققین نے جائے اعتراض نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ راشدین نے جاہلیت کے ہزار ہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے ان کو بطور سند لاتے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر کو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔ (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر اُن مضامین کو میں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔

(۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت

☆ جیسا کہ بارہا بعض امراض کے علاج کے لئے مجھے بعض ادویہ بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ پہلے مجھ سے جائینوس کی کتاب میں لکھی گئی ہیں یا بقراط کی کتاب میں۔ ایسا ہی میری انشاء پر دازی کا حال ہے۔ جو عبارتیں تائید کے طور پر مجھے خدائے تعالیٰ سے معلوم ہوتی ہیں مجھے اُن میں کچھ بھی پروا نہیں کہ وہ کسی اور کتاب میں ہوں گی بلکہ وہ میرے لئے اور ہر ایک کے لئے جو میرے حال سے واقف ہو مجزہ ہے اور اگر کسی کے نزدیک مجزہ نہ ہو تو اس پر پانی پینا حرام ہے جب تک بالموافق بیٹھ کر پابندی شرائط مشتملہ مقابلہ نہ کرے۔ منہ

﴿۵۷﴾

لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح روح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت میں اپنی حس سے غائب ہوتا ہوں۔ مثلاً عربی عبارت کے سلسلہ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک بسیاری عیال کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلہ عبارت اُس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلو کی طرح لفظ ضفف ڈالا گیا جس کے معنی ہیں بسیاری عیال۔ یا مثلاً سلسلہ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہوئی جس کے معنی ہیں غم و غصہ سے چپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دل پر وحی ہوئی کہ وجوم۔ ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صد ہا بنے ہوئے فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا اُن کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرف سے۔ اور بعض اوقات کچھ مدت کے بعد پتہ لگتا ہے کہ فلاں عربی فقرہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے برنگ وحی متلو القا ہوا تھا وہ فلاں کتاب میں موجود ہے چونکہ ہر ایک چیز کا خدا مالک ہے اس لئے وہ یہ بھی اختیار رکھتا ہے کہ کوئی عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی میرے دل پر نازل کرے۔ یہ تو زبان عربی کے متعلق بیان ہے مگر اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے اُن زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ جیسا کہ سراہین احمدیہ میں کچھ نمونہ اُن کا لکھا گیا ہے اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کی قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے جو مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ میرے پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور میرے خدا کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ کوئی کلمہ جو میرے پر بطور وحی القا ہو وہ کسی عربی یا انگریزی یا سنسکرت کی کتاب میں درج ہو کیونکہ میرے لئے وہ غیب محض ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت سے توریث کے قصے بیان کر کے ان کو علم غیب میں داخل کیا ہے کیونکہ وہ قصے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب تھا گو یہودیوں کے لئے وہ غیب نہ تھا۔ پس یہی راز ہے جس کی وجہ سے میں ایک دنیا کو

معجزہ عربی بلیغ کی تفسیر نویسی میں بالمقابل بلاتا ہوں ورنہ انسان کیا چیز اور ابن آدم کیا حقیقت کہ غرور اور تکبر کی راہ سے ایک دنیا کو اپنے مقابل پر بلاوے یہ عجیب بات ہے کہ بعض اوقات بعض فقروں میں خدا تعالیٰ کی وحی انسانوں کے بنائے ہوئے صر فی نحوی قواعد کی بظاہر اتباع نہیں کرتی مگر ادنیٰ توجہ سے تطبیق ہو سکتی ہے اسی وجہ سے بعض نادانوں نے قرآن شریف پر بھی اپنی مصنوعی نحو کو پیش نظر رکھ کر اعتراض کئے ہیں مگر یہ تمام اعتراض بیہودہ ہیں۔ زبان کا علم وسیع خدا کو ہے نہ کسی اور کو۔ اور زبان جیسا کہ تغیر مکانی سے کسی قدر بدلتی ہے ایسا ہی تغیر زمانی سے بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آج کل کی عربی زبان کا اگر محاورہ دیکھا جائے جو مصر اور مکہ اور مدینہ اور دیارِ شام وغیرہ میں بولی جاتی ہے تو گویا وہ محاورہ صرف ونحو کے تمام قواعد کی بیخ کنی کر رہا ہے اور ممکن ہے کہ اسی قسم کا محاورہ کسی زمانہ میں پہلے بھی گذر چکا ہو۔ پس خدا تعالیٰ کی وحی کو اس بات سے کوئی روک نہیں ہے کہ بعض فقرات سے گذشتہ محاورہ یا موجودہ محاورہ کے موافق بیان کرے اسی وجہ سے قرآن میں بعض خصوصیات ہیں۔ علاوہ اس کے اس ملک میں صر فی نحوی قواعد سے بھی لوگوں کو اچھی طرح واقفیت نہیں اصل بات یہ ہے کہ جب تک زبان عرب میں پورا پورا توغل نہ ہو اور جاہلیت کے تمام اشعار نظر سے نہ گذر جائیں اور کتب قدیمہ مبسوط لغت جو محاورات عرب پر مشتمل ہیں غور سے نہ پڑھے جائیں اور وسعت علمی کا دائرہ کمال تک نہ پہنچ جائے تب تک عربی محاورات کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا اور نہ ان کی صرف اور نحو کا باستیفاء علم ہو سکتا ہے۔ ایک نادان نکتہ چینی کرتا ہے کہ فلاں صلہ درست نہیں یا ترکیب غلط ہے اور اسی قسم کا صلہ اور اسی قسم کی ترکیب اور اسی قسم کا صیغہ قدیم جاہلیت کے کسی شعر میں نکل آتا ہے اور اس ملک میں جو لوگ علماء کہلاتے ہیں بڑی دوڑ ان کی قاموس تک ہے حالانکہ قاموس کی تحقیق پر بہت جرح ہوئی ہیں اور کئی مقامات میں اُس نے دھوکہ کھایا ہے۔ یہ بیچارے جو علماء یا مولوی کہلاتے ہیں ان کو تو قدیم معتبر کتابوں کے نام بھی یاد نہیں اور نہ ان کو تحقیق اور توغل زبان عربی سے کچھ دلچسپی ہے۔ مشکوٰۃ یا ہدایہ پڑھ لیا تو مولوی کہلائے اور پھر دہ بدہ پیٹ کے لئے وعظ کرنا شروع کر دیا۔ اگر وعظ سے کوئی عورت دام میں پھنس گئی تو اُس سے نکاح کر لیا۔ یا کسی گدی پر بیٹھ کر تعویذ گنڈوں سے اپنا معاش چلایا۔ پس اغراض نفسانیہ کے ساتھ زبان پر کیونکر احاطہ ہو سکے

﴿۵۹﴾

اور معارف قرآنیہ کیونکر حاصل ہو سکیں اور لغت عرب جو صرف نحو کی اصل کنجی ہے وہ ایک ایسا ناپیدا کنار دریا ہے جو اس کی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے کہ لا یعلمہ الا نسیٰ یعنی اس زبان کو اور اس کے انواع اقسام کے محاورات کو بجز نبی کے اور کوئی شخص کامل طور پر معلوم ہی نہیں کر سکتا۔ اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ اس زبان پر ہریک پہلو سے قدرت حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ اس پر پورا احاطہ کرنا معجزات انبیاء علیہم السلام سے ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ نکتہ چینی مذکورہ بالا ایک مُلہم کے مقابل پر کہ جو عربی نویسی میں بہت سے فقرے خدائے تعالیٰ کی طرف سے بطور الہام کے پاتا ہے بالکل بے محل ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو اس طرح پر بھی مدد دے کہ کبھی ایک مسلسل تقریر میں کسی کتاب کا کوئی عمدہ فقرہ بطور وحی اُس کے دل پر القا کر دے تو ایسا القاء اس عبارت کو اعجازی طاقت سے باہر نہیں کر سکتا۔ باہر تب ہو کہ جب دوسرا شخص اس کی مثل پر قادر ہو سکے مگر اب تک کون قادر ہوا؟ اور کس نے مقابلہ کیا۔ اور خود اُدباء کے نزدیک اس قدر قلیل تو اورد نہ جائے اعتراض ہے اور نہ جائے شک۔ بلکہ مستحسن ہے کیونکہ طریق اقتباس بھی ادبیہ طاقت میں شمار کیا گیا ہے اور ایک جُز بلاغت کی سمجھی گئی ہے۔ جو لوگ اس فن کے رجال ہیں وہی اقتباس پر بھی قدرت رکھتے ہیں ہریک جاہل اور غبی کا یہ کام نہیں ہے۔ ماسوا اس کے ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور پر خدا تعالیٰ کی تائید سے اس انشاء پر دازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تا معارف حقائق قرآنی کو اس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔ اور وہ بلاغت جو ایک بیہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہو گئی تھی اس کو کلام الہی کا خادم بنایا جائے اور جبکہ ایسا دعویٰ ہے تو محض انکار سے کیا ہو سکتا ہے جب تک کہ اس کی مثل پیش نہ کریں یوں تو بعض شریرا اور بدذات انسانوں نے قرآن شریف پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ اس کے مضامین توریت اور انجیل میں سے مسروقہ ہیں اور اس کی امثلہ قدیم عرب کی امثلہ ہیں جو بالفاظہا سرقہ کے طور پر قرآن شریف میں داخل کی گئی ہیں۔ ایسا ہی یہودی بھی کہتے ہیں کہ انجیل کی عبارتیں طالمود میں سے لفظ بلفظ چرائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک یہودی نے حال میں ایک کتاب بنائی ہے جو اس وقت میرے پاس موجود ہے اور بہت سی

﴿۶۰﴾

عبارتیں ظالمود کی پیش کی ہیں جو بحسنہ بغیر کسی تغیر تبدل کے انجیل میں موجود ہیں اور یہ عبارتیں صرف ایک دو فقرے نہیں ہیں بلکہ ایک بڑا حصہ انجیل کا ہے اور وہی فقرات اور وہی عبارتیں ہیں جو انجیل میں موجود ہیں اور اس کثرت سے وہ عبارتیں ہیں جن کے دیکھنے سے ایک محتاط آدمی بھی شک میں پڑے گا کہ یہ کیا معاملہ ہے اور دل میں ضرور کہے گا کہ کہاں تک اس کو تو ارد پر حمل کرتا جاؤں اور اس یہودی فاضل نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ باقی حصہ انجیل کی نسبت اُس نے ثابت کیا ہے کہ یہ عبارتیں دوسرے نبیوں کی کتابوں میں سے لی گئی ہیں اور بعینہ وہ عبارتیں بائبل میں سے نکال کر پیش کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ انجیل سب کی سب مسروقہ ہے اور یہ شخص خدا کا نبی نہیں ہے بلکہ ادھر ادھر سے فقرے چُرا کر ایک کتاب بنالی اور اس کا نام انجیل رکھ لیا۔ اور اس فاضل یہودی کی طرف سے یہ اس قدر سخت حملہ کیا گیا ہے کہ اب تک کوئی پادری اس کا جواب نہیں دے سکا۔ یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے جو ابھی ملی ہے۔ اب چونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت مسیح نے ایک یہودی استاد سے سبقاً سبقاً توریت پڑھی تھی اور ظالمود کو بھی پڑھا تھا اس لئے ایک شکی مزاج کے انسان کو اس شبہ سے نکلنا مشکل ہے کہ کیوں اس قدر عبارتیں پہلی کتابوں کی انجیل میں بلفظہا داخل ہو گئیں اور نہ صرف وہی عبارتیں جو خدا کی کلام میں تھیں بلکہ وہ عبارتیں بھی جو انسانوں کے کلام میں تھیں مگر اس سنت اللہ پر نظر کرنے سے جس کو ابھی ہم لکھ چکے ہیں یہ شبہ ہیچ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ باعث اپنی مالکیّت کے اختیار رکھتا ہے کہ دوسری کتابوں کی بعض عبارتیں اپنی جدید وحی میں داخل کرے اس پر کوئی اعتراض نہیں چنانچہ براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ہر ایک پر ظاہر ہو گا کہ اکثر قرآنی آیتیں اور بعض انجیل کی آیتیں اور بعض اشعار کسی غیر ملہم کے اس وحی میں داخل کئے گئے ہیں جو زبردست پیشگوئیوں سے بھری ہوئی ہے جس کے منجانب اللہ ہونے پر یہ قوی شہادت ہے کہ تمام پیشگوئیاں اُس کی آج پوری ہو گئیں اور پوری ہو رہی ہیں۔ غرض خدائے تعالیٰ کی یہ قدیم سے عادت ہے کہ وہ اپنی وحی کی عبارتوں اور مضمونوں کو دوسرے مقام سے بھی لے لیتا ہے اور پھر جاہلوں کو اعتراض پیدا ہوتے ہیں چنانچہ ان دنوں میں ایک اور شخص نے تالیف کی ہے جس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ توریت کی کتاب پیدائش جو گویا

توریت کے فلسفہ کی ایک جڑھ مانی گئی ہے ایک اور کتاب میں سے چرائی گئی ہے جو موسیٰ کے وقت میں موجود تھی تو گویا ان لوگوں کے خیال میں موسیٰ اور عیسیٰ سب چور ہی تھے۔ یہ تو انبیاء علیہم السلام پر شک کئے گئے ہیں مگر دوسرے ادیبوں اور شاعروں پر نہایت قابلِ شرم الزام لگائے گئے ہیں۔ متنتی جو ایک مشہور شاعر ہے اس کے دیوان کے ہر ایک شعر کی نسبت ایک شخص نے ثابت کیا ہے کہ وہ دوسرے شاعروں کے شعروں کا سرقہ ہے۔ غرض سرقہ کے الزام سے کوئی بچا نہیں نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ کیا درحقیقت ان لوگوں کے الزامات صحیح ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے مہموں اور وحی یا بوں کی نسبت ایسے شبہات دل میں لانا تو بدیہی طور پر بے ایمانی ہے اور لعنتیوں کا کام۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی عار کی جگہ نہیں کہ بعض کتابوں کی بعض عبارتیں یا بعض فقرات اپنے مہموں کے دل پر نازل کرے بلکہ ہمیشہ سے سنت اللہ اسی پر جاری ہے۔

رہی یہ بات کہ دوسرے شاعروں اور ادیبوں کی کتابوں پر بھی یہی اعتراض آتا ہے کہ بعض کی عبارتیں یا اشعار بلفظہایا بتغییر ما بعض کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں تو اس کا جواب جو ایک کامل تجربہ کی روشنی سے ملتا ہے یہی ہے کہ ایسی صورتوں کو بجز توارد کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ جن لوگوں نے ہزار ہا جزیں اپنی بلیغ عبارت کی پیش کر دیں ان کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ اگر پانچ سات یا دس بیس فقرات ان کی کتابوں میں ایسے پائے جائیں کہ وہ یا ان کے مشابہ کسی دوسری کتاب میں بھی ملتے ہیں تو ان کی ثابت شدہ لیاقتوں سے انکار کر دیا جائے اسی طرح ان لوگوں کو انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ اب تک ہماری طرف سے بائبل کتابیں عربی فصیح بلیغ میں بطلب مقابلہ تصنیف و شائع ہو چکی ہیں اور عربی کے اشتہارات اس کے علاوہ ہیں اور کتابوں کے نام یہ ہیں۔ تبلیغ، نور الحق حصہ اول، نور الحق حصہ ثانی، اتمام الحج، خطبہ البامیہ، الہدی، اعجاز المسیح، کرامات الصادقین، سر الخلافہ، انجام آتھم، نجم الہدی، من الرحمن، حمامۃ البشری، تحفہ بغداد، البلاغ، ترغیب المؤمنین، لجة السور☆

☆ رسالہ عربیہ حقیقہ المہدی، رسالۃ الطاعون، القصائد، قصیدہ رسالہ ہذا، ایک رسالہ عربی بطور

خط ہمارا نظم اردو ممانعت جہاد مورخہ ۷ جون ۱۹۰۰ء

اس قدر تصانیف عربیہ جو مضامین دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہیں بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکہ انسان ان کو انجام دے سکتا ہے۔ کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے طیار ہو گئیں اور ہزار ہا معارف اور حقائق دینی و قرآنی جو ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں ہیں۔ اس قدر بے ثمری سے منہ کھولنا کیا انسانیت ہے۔ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی سے جیتے ہی مرجائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علم عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اس قدر کتابیں فصیح بلیغ عربی میں تالیف کر دیں مگر خود ان کی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل ان کتابوں کے تالیف کر کے دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے صرف مکہ کے کفار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْنَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا کہ اگر ہم چاہیں تو اس کی مانند کہہ دیں لیکن جس حالت میں ان کو گالیاں دینے کے لئے تو خوب فرصت ہے تو پھر کیا وجہ کہ ایک عربی رسالہ کی تالیف کے لئے فرصت نہیں ہے اور جس حالت میں ہزاروں اشتہار گالیوں کے چھاپ کر شائع کر رہے ہیں تو پھر کیا وجہ کہ عربی کتاب کے چھاپنے کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں خیال نہیں کرتا کہ کوئی عاقل ایسے عذرات ان کے کو قبول کر سکے اور صرف چند فقرے بیس ہزار فقروں میں سے پیش کر کے یہ کہنا کہ یہ مسروقہ ہیں یہ اس درجہ کی بے حیائی ہے جو بجز پیر مہر علی شاہ کے کون ایسا کمال دکھلا سکتا ہے۔

اے نادان! اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزار ہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی افسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہو سکتی ہیں تو اس وقت تک کس نے آپ لوگوں کا منہ بند کر رکھا ہے کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کر سکو۔ اُن لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے ہضم کیا جو درحالت سکوت ہماری طرف سے آپ کے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورۃ کی بھی تفسیر عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے شائع نہ کر سکے تا دنیا دیکھتی کہ کس قدر آپ عربی دان ہیں۔ اگر آپ کی نیت بخیر ہوتی تو میرے مقابل تفسیر لکھنے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ خیر تمام دنیا اندھی نہیں ہے آخر سوچنے والے بھی موجود ہیں۔ ہم نے کئی مرتبہ یہ بھی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکھو پھر عربی زبان جاننے والے اُس کے منصف



﴿ ۶۳ ﴾

تھہرائے جائیں گے پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح بلغ ثابت ہو تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائے گا اور میں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معنماً اعلیٰ ثابت ہوئی تو اُس وقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دوں گا۔ غرض یہودہ نکتہ چینی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرو کیونکہ جس فن میں کوئی شخص دخل نہیں رکھتا اُس فن میں اُس کی نکتہ چینی قبول کے لائق نہیں ہوتی۔ معمار معمار کی نکتہ چینی کر سکتا ہے اور حدّ احدہ ادکی مگر ایک خاکروب کو حق نہیں پہنچتا کہ ایک دانا معمار کی نکتہ چینی کرے۔ آپ کی ذاتی لیاقت تو یہ ہے کہ ایک سطر بھی عربی نہیں لکھ سکتے۔ چنانچہ سیف چشتیائی میں بھی آپ نے چوری کے مال کو اپنا مال قرار دیا تو پھر اس لیاقت کے ساتھ کیوں آپ کے نزدیک شرم نہیں آتی۔ اے بھلے آدمی پہلے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر میری کتاب کی غلطیاں نکال اور فی غلطی ہم سے پانچ روپیہ لے اور بالمقابل عربی رسالہ لکھ کر میرے اس کلامی معجزہ کا باطل ہونا دکھلا۔ افسوس کہ دس برس کا عرصہ گزر گیا کسی نے شریفانہ طریق سے میرا مقابلہ نہیں کیا۔ غایت کارا اگر کیا تو یہ کیا کہ تمہارے فلاں لفظ میں فلاں غلطی ہے اور فلاں فقرہ فلاں کتاب کا مسروقہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جب تک خود انسان کا صاحب علم ہونا ثابت نہ ہو کیونکر اُس کی نکتہ چینی صحیح مان لی جائے کیا ممکن نہیں کہ وہ خود غلطی کرتا ہو اور جو شخص بالمقابل لکھنے پر قادر نہیں وہ کیوں کہتا ہے کہ کتاب میں بعض فقرے بطور سرقہ ہیں اگر سرقہ سے یہ امر ممکن ہے تو کیوں وہ مقابل پر نہیں آتا اور لومبڑی کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ اے نادان اوّل کسی تفسیر کو عربی فصیح میں لکھنے سے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر تیری نکتہ چینی بھی قابل توجہ ہو جاوے گی ورنہ بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقہ کا الزام دینا اور کبھی صرف نحوی غلطی کا۔ یہ صرف گوہ کھانا ہے۔ اے جاہل بے حیا اوّل عربی بلغ فصیح میں کسی سورۃ کی تفسیر شائع کر پھر تجھے ہر ایک کے نزدیک حق حاصل ہوگا کہ میری کتاب کی غلطیاں نکالے یا مسروقہ قرار دے۔ جو شخص ہزار ہا جو عربی بلغ فصیح کی لکھ چکا ہے نہ صرف یہودہ طور پر بلکہ معارف حقیقی کے بیان میں، تو کیا صرف انکار سے اس کا جواب ہو سکتا ہے یا جب تک کام کے مقابل پر کام نہ دکھلایا جاوے۔ صرف زبان کی بک بک حجت ہو سکتی ہے اور اس بات سے کوئی لیاقت ثابت

ہو سکتی ہے کہ صرف مُنہ سے یہ کہہ دیں کہ یہ کتاب غلط ہے یا فلاں کتاب سے بعض فقرے اس کے چُرائے گئے ہیں۔ بھلا اس سے اپنا کمال کیا ثابت ہو اور اگر کمال ثابت نہیں تو کیونکر قبول کیا جائے کہ نکتہ چینی صحیح ہوگی۔ بلکہ جو شخص ایسے لائق اور کامل انسانوں پر اعتراض کرتا ہے کہ جو لوگ اپنے کمال کا کچھ نمونہ دکھا دیتے ہیں اُس سے زیادہ کوئی دیوانہ اور پاگل نہیں ہوتا۔ اگر انسان ایسا سلطان القلم ہو جائے کہ امور علمیہ اور حکمیہ کو انواع اقسام کی رنگین عبارتوں اور بلیغ فصیح استعارات میں ادا کر سکے اور اُس کو موہبت الہیہ سے نظم اور نثر میں ایک ملکہ ہو جائے اور تکلف اور عجز باقی نہ رہے تو پھر ایسے کمال تام کی حالت میں اگر اُس کی عبارتوں میں مناسب مقاموں اور محلوں میں بعض آیات قرآنی آجائیں یا متقدمین کے بعض امثال یا فقرات آجائیں تو جائے اعتراض نہ ہوگا کیونکہ اس کی طلاقت لسانی کا کمال ایک ثابت شدہ امر ہے جو دریا کی طرح بہتا اور ہوا کی طرح چلتا ہے۔ وہ لعنتی کیڑا ہے نہ آدمی جو خود بے ہنر ہو کر ایسے شخص کی بلاغت اور فصاحت پر اعتراض کرے جس نے بہت سی عربی کتابیں تالیف کر کے بلیغ فصیح عبارت کا معجزہ ثابت کر دکھایا اور ظاہر کر دیا کہ اس کو بلیغ عبارت کی آمد کا معجزہ بحرِ ذخار کی طرح دیا گیا ہے۔ اس قسم کے خبیث طبع ہمیشہ ہوتے رہے ہیں جو خدا کی کلام پر بھی اعتراض کرتے ہوئے نہیں ڈرے اور باوجود تہی مغز ہونے کے نکتہ چینی سے باز نہ آئے۔ مثلاً جن خبیث لوگوں نے اعتراض کیا کہ قرآن شریف کی سورۃ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ کے بعض فقرات دیوان امرء القیس کے ایک قصیدہ کا اقتباس ہے یعنی وہ فقرات اس سے لئے گئے ہیں ان کو یہ خیال آنا چاہیے تھا کہ قرآن شریف کے وہ تمام قصے پہلی کتابوں کے جو نہایت رنگین عبارت میں بیان کئے گئے ہیں اور وہ الہیات کے معارف حقائق جو اس میں معجزانہ عبارت میں بیان کئے گئے ہیں وہ عرب کے کس شاعر کی کلام کا اقتباس ہے۔ پس ایسے شخص اندھے ہیں نہ سوجا کھے جو اس کمال کو نہیں دیکھتے جو ایک دریا کی طرح بہتا ہے اور ایک دفترہ میں تو ارد پا کر بدظنی پیدا کرتے ہیں یہ لوگ اسی ماڈہ کے آدمی ہیں جیسا کہ وہ شخص تھا جس کے منہ سے فَتَبَّرَكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخُلُقَيْنِ ۲ نکلا تھا اور اتفاقاً وہی آیت نازل ہوگئی تب وہ مرتد ہو گیا کہ میرا ہی فقرہ قرآن میں داخل کیا گیا۔ اب پیر مہر علی شاہ صاحب کی کر توت کو دیکھنا چاہیے کہ خود

﴿ ۶۵ ﴾

تو بمقابلہ ساڑھے باراں جُز کی کتاب کے ایک جُز بھی نہ لکھ سکے اور اتنی ضخیم کتاب میں سے دو چار فقرے پیش کر دئے کہ یہ فلاں کتاب میں موجود ہیں۔ اب سوچو کہ یہ کس قدر کمینگی ہے۔ کیا کوئی اہل ادب اس کو پسند کرے گا۔ ادیب جانتے ہیں کہ ہزار ہا فقرات میں سے اگر دو چار فقرات بطور اقتباس ہوں تو اُن سے بلاغت کی طاقت میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ اس طرح کے تصرفات بھی ایک طاقت ہے۔ دیکھو سببہ مُعلقہ کے دو شاعروں کا ایک مصرعہ پر توار ہے اور وہ یہ ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے      یقولون لا تھلک اسی و تجمّل

اوردو شاعر کہتا ہے      یقولون لا تھلک اسی و تجلّد

اب بتلاؤ کہ ان دونوں میں سے چور کون قرار دیا جائے۔ نادان انسان کو اگر یہ بھی اجازت دی جاوے کہ وہ پُر کر ہی کچھ لکھتے تب بھی وہ لکھنے پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ اصلی طاقت اُس کے اندر نہیں مگر وہ شخص جو مسلسل اور بے روک آمد پر قادر ہے اس کا تو بہر حال یہ معجزہ ہے کہ اُمور علمیہ اور حکمیہ اور معارف حقائق کو بلا توقف رنگین اور بلیغ فصیح عبارتوں میں بیان کر دے گوگل پر چسپاں ہو کر دس ہزار فقرات بھی کسی غیر کی عبارتوں کا اُس کی تحریر میں آجائے کیا ہر ایک نادان غبی بلید ایسا کر سکتا ہے اور اگر کر سکتا ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اتنی مدت مدید گزرنے کے پیر مہر علی شاہ صاحب کتاب اعجاز المسیح کی مثل بنانے پر قادر نہ ہو سکے اور نہایت کار کام یہ کیا کہ دو سو صفحہ کی کتاب میں سے کہ جو چار ہزار سطر اور ساڑھے باراں جُز ہے ایسے دو چار فقرے پیش کر دئے کہ وہ ☆ بعض امثلہ مشہورہ سے یا مقامات وغیرہ کے بعض فقرات سے توار در رکھتے ہیں یا مشابہ ہیں بھلا بتلاؤ کہ اس میں انہوں نے اپنا کمال کیا دکھلایا۔ ایک منصف انسان سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص نے اتنی مدت تک موقعہ پا کر اپنے گوشہ خلوت میں دو چار ورق تک بھی اعجاز المسیح کا نمونہ پیش نہیں کیا تو وہ لاہور کے مقابلہ پر اگر اتفاق ہوتا کیا لکھ سکتا تھا۔ وہ پیر فرقت

☆ یہ چند فقرے بھی بطور نکتہ چینی آپ پیش نہیں کر سکا بلکہ بد قسمت محمد حسن کے نوٹوں کو چرا کر لکھ دیا جو مباہلہ کر کے ایسی نکتہ چینی کی حالت میں مر گیا چنانچہ مفصل ذکر اس کا عنقریب آئے گا۔ منہ

جو اس قدر سہارے کے ساتھ بھی اُٹھ نہ سکا وہ بے سہارے کیونکر اُٹھ سکتا یقیناً سمجھو کہ پیر مہر علی شاہ صاحب محض جھوٹ کے سہارے سے اپنی کوڑ مغزی پر پردہ ڈال رہے ہیں اور وہ نہ صرف دروغلو ہیں بلکہ سخت دروغلو ہیں اُن کا یہ آخری جھوٹ بھی ہمیں کبھی نہ بھولے گا جس پر انہوں نے دوبارہ اس کتاب میں بھی اصرار کیا کہ میں لاہور میں وعدہ کے موافق آیا مگر تم قادیان سے باہر نہ نکلے لیکن جن لوگوں نے اُن کا اشتہار دیکھا ہوگا وہ اگر چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ انہوں نے کمال رو بہ بازی سے مقابلہ سے گریز اختیار کی تھی کیا یہ دیانت کا طریق تھا کہ پیر مہر علی صاحب نے اپنے اشتہار میں لکھا کہ میں بالمقابل تفسیر عربی فصیح میں لکھنے کے لئے لاہور میں پہنچ گیا ہوں مگر میری طرف سے یہ شرط ہے کہ اوّل اختلافی عقائد میں زبانی گفتگو ہو اور مولوی محمد حسین منصف ہوں۔ پھر اگر منصف مذکور یہ بات کہہ دے کہ عقائد پیر مہر علی شاہ کے درست اور صحیح ہیں اور انہوں نے اپنے عقائد کا خوب ثبوت دے دیا ہے تو فریق مخالف یعنی مجھ پر لازم ہوگا کہ بلا توقف پیر مہر علی شاہ سے بیعت کروں پھر بعد اس کے تفسیر نویسی کا بھی مقابلہ ہو جائے گا۔ اب دیکھو یہ کس قدر مکاری ہے جبکہ مولوی محمد حسین اور پیر مہر علی شاہ صاحب نزول مسیح اور صعود مسیح کے عقیدہ میں اتفاق رکھتے ہیں تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ مولوی محمد حسین کے منہ سے یہ نکلتا کہ مہر علی کے عقائد صحیح نہیں ہیں یا اُس کے دلائل باطل ہیں جبکہ دونوں کے عقائد ایک ہیں تو پھر وہ پیر مہر علی کی تکذیب کیونکر کر سکتا تھا۔ ہاں بلاغت فصاحت کے امور میں جس کو اہل اسلام وغیر اہل اسلام جانچ سکتے ہیں کسی دشمن سے بھی دلیری نہیں ہو سکتی کہ ایسے فریق کو اعلیٰ درجہ کا سارٹیفکیٹ عطا کرے جس کی عبارت گندی اور بودی اور اغلاط نحوی صرنی سے بھری ہوئی ہو۔ سو کتاب اعجاز المسیح کی اشاعت سے پیر مہر علی صاحب کو دوبارہ موقعہ دیا گیا تھا کہ وہ اگر ممکن ہو تو اب بھی اپنی علمی لیاقت سے میری اس شان کو کالعدم کر دیں جس سے صد ہا آدمی سلسلہ بیعت میں داخل ہو رہے ہیں مگر وہ بالکل اُس گنگے کی طرح رہ گئے جس پر اشارہ سے بات

کرنا بھی مشکل ہوتا ہے اور اگر کیا تو یہ کیا کہ دو چار فقرے دو صفحہ کی کتاب میں سے پیش کر دیئے کہ یہ مقامات حریری وغیرہ کے چند فقرات کا سرقہ ہے اور صرف ایک یا دو سہو کاتب کو صرف نحوی غلطی قرار دے دیا اور اپنی جہالت سے بعض بلیغ اور صحیح ترکیبوں کو یونہی غیر فصیح اور غلط سمجھ لیا ہے۔ یہ ہیں گدی نشین اس ملک کے جنہوں نے خواہ مخواہ مولویت کا دم بھر کر ہمیشہ کے لئے ایک سیاہ داغ اپنے چہرے پر لگا لیا ☆ مگر چونکہ پیر مہر علی صاحب نے مجھے مفتری

☆ حاشیہ:- میں نے ابھی اسی قدر مضمون لکھا تھا کہ مجھے آج ۲۶ جولائی ۱۹۰۲ء کو موضوع بھینس سے

میاں شہاب الدین دوست مولوی محمد حسن بھینس کا خط ملا جس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ میں پیر مہر علی شاہ کی کتاب دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اتفاقاً ایک آدمی مجھ کو ملا جس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور وہ مولوی محمد حسن کے گھر کا پتہ پوچھتا تھا اور استفسار پر اُس نے بیان کیا کہ محمد حسن کی کتابیں پیر صاحب نے منگوائی تھیں اور اب واپس دینے آیا ہوں میں نے وہ کتابیں جب دیکھیں تو ایک اُن میں اعجاز المسیح تھی جس پر محمد حسن متوفی نے اپنے ہاتھ سے نوٹ لکھے ہوئے تھے۔ اور ایک کتاب نثرس بازغہ تھی اور اُس پر بھی محمد حسن مذکور کے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور اتفاقاً اُس وقت کتاب سیف چشتیائی میرے پاس موجود تھی جب میں نے ان نوٹوں کا اس کتاب سے مقابلہ کیا تو جو کچھ محمد حسن نے لکھا تھا بلفظہا بغیر کسی تصرف کے پیر مہر علی نے بطور سرقہ اپنی کتاب میں اس کو نقل کر لیا تھا بلکہ بہ تبدیل الفاظ یوں کہنا چاہیے کہ پیر مہر علی شاہ کی کتاب وہی مسروقہ نوٹ ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ پس مجھ کو اس خیانت اور سرقہ سے سخت حیرت ہوئی کہ کس طرح اُس نے اُن تمام نوٹوں کو اپنی طرف منسوب کر دیا۔ یہ ایسی کارروائی تھی کہ اگر مہر علی کو کچھ شرم ہوتی تو اس قسم کے سرقہ کا راز کھلنے سے مر جاتا نہ کہ شوخی اور ترک حیا سے اب تک دوسرے شخص کی تالیف کو جس میں اُس کی جان گئی اپنی طرف منسوب کرتا اور اس بد قسمت مُردہ کی تحریر کی طرف ایک ذرہ بھی اشارہ نہ کرتا اور پھر بعد اس کے میاں شہاب الدین

تھہرایا ہے اور چور قرار دیا ہے اور بار بار بطور مبالغہ میرے پر لعنت بھیجی ہے اس لئے میں اپنی بریت سپلک پر ظاہر کرنے کے لئے تیسری دفعہ پیر مہر علی شاہ صاحب کو موقعہ دیتا ہوں اور وہ یہ کہ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اس رسالہ کے آخر میں اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند عربی اشعار لکھیں گے اور پیر مہر علی صاحب سے اور نیز ایک اور شخص سے جو شیعہ ہے اور علی حارّی کے نام سے موسوم ہے ان اشعار کی مثل کا مطالبہ کریں گے۔ اور

لکھتا ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو مہر علی کی اس خیانت کو دیکھنا چاہے اُس کی یہ قابل شرم چوری دکھا سکتا ہوں بلکہ اُس نے خود پیر مہر علی شاہ کا دستخطی ایک کارڈ بھیج دیا ہے جس میں وہ اس چوری کا اقرار کرتا ہے لیکن بعد اس کے یہ یہودہ جواب دیتا ہے کہ اُس نے اپنی زندگی میں مجھے اجازت دے دی تھی کہ اپنے نام پر اس کتاب کو چھاپ دیں لیکن یہ عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ اگر اس کی طرف سے یہ اجازت تھی کہ اُس کے مرنے کے بعد مہر علی اپنے تئیں اس کتاب کا مؤلف ظاہر کرے تو کیوں مہر علی نے اس کتاب میں اس اجازت کا ذکر نہیں کیا اور کیوں دعویٰ کر دیا کہ میں نے ہی اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ تو بے ایمانی کا طریق ہے کہ ایک شخص وفات یافتہ کی کل کتاب کو اپنی طرف منسوب کر لیا اور اُس کا نام تک نہ لیا۔ جس حالت میں محمد حسن نے خدا تعالیٰ کا مقابلہ کر کے اپنے تئیں اعجاز المسیح کے ٹائٹل پیج کی مندرجہ پیشگوئی اِنَّہ تَنْدَم و تَذَمَّر کے موافق ایسا نامراد بنایا کہ جان ہی دے دی اور پھر اعجاز المسیح صفحہ ۱۹۹ کی مبالغانہ دعا کا مصداق بن کر اپنے تئیں ہلاکت میں ڈال لیا تو ایسے کشتہ مقابلہ کے احسان کا ذکر کرنا بہت ضروری تھا اور دیانت کا یہ تقاضا تھا کہ پیر مہر علی شاہ صاف لفظوں میں لکھ دیتا کہ یہ کتاب میری تالیف نہیں ہے بلکہ محمد حسن کی تالیف ہے اور میں صرف چور ہوں نہ یہ کہ دروغگوئی کی راہ سے خطبہ کتاب میں اس تالیف کو اپنی طرف منسوب کرتا بلکہ چاہیے تھا کہ اُس بد قسمت وفات یافتہ کی بیوہ کے

۶۹  
۶۸

﴿۶۹﴾

درخواست یہ ہے کہ ان اشعار کی برعایت تعداد و پابندی مضمون نظیر پیش کر کے پیر صاحب اپنی کرامت دکھلاویں۔ اور علی حائری صاحب امام حسین کی کرامت۔ اگر ایسا کر دکھائیں اور جس قدر تعداد میں ہم نے یہ شعر لکھے ہیں اور جن مضامین کے متعلق یہ اشعار ہیں۔ اگر ان دونوں شرطوں کو بلاغت فصاحت کے پیرایہ میں یہ دونوں بزرگ یا کوئی اُن میں سے پورا کر دکھائیں گے تو ہم قبول کر لیں گے کہ اس بارے میں ہمارا معجزہ کا دعویٰ باطل ہے۔

گذارہ کے لئے اُس کتاب میں سے حصہ رکھ دیتا جس حالت میں محض لاف زنی کے طور پر اُس نے یہ مشہور کیا ہے کہ میں نے یہ کتاب مفت تقسیم کی ہے تو کس قدر ضروری تھا کہ وہ کتاب کے ابتدا میں لکھ دیتا کہ میں اپنا حق تو اس کتاب کے متعلق چھوڑتا ہوں لیکن چونکہ دراصل یہ کتاب محمد حسن کی تالیف ہے جس کو میں نے بطور سرقہ اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اس لئے میں اُس کی بیوہ کے گذارہ کے لئے ۴۲ فی جلد خریداروں سے مانگتا ہوں۔ تا وہ چکی پسنے کی مصیبت سے بچے۔ اور اگر وہ ایسا طریق اختیار کرتا اور فی جلد ۴۲ وصول کر کے مصیبت زدہ بیوہ کو دیتا تو اس رُوسیاہی سے کسی قدر بچ جاتا مگر ضرور تھا کہ وہ اس قابل شرم چوری کا ارتکاب کرتا خدا تعالیٰ کا وہ کلام پورا ہو جاتا کہ جو آج سے کئی برس پہلے میرے پرنازل ہوا اور وہ یہ ہے انسی مہین من اراد اہانتک یعنی میں اُس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ اس شخص نے کتاب سیف چشتیائی میں میرے پر الزام سرقہ کا لگایا تھا اور سرقہ یہ کہ کتاب اعجاز المسیح کے تقریباً بیس ہزار فقرہ میں سے دو چار فقرے ایسے ہیں جو عرب کی بعض مشہور مثالیں یا مقامات حریری وغیرہ کے چند جملے ہیں جو الہامی تو ارد سے لکھے گئے۔

اور اپنی کروت اس کی اب یہ ثابت ہوئی جو محمد حسن مردہ کا سارا مسودہ اپنے نام منسوب کر لیا اور اُس بد بخت کا ذکر تک نہ کیا۔ اب دیکھو یہ خدا تعالیٰ کا نشان ہے یا نہیں کہ دو چار

﴿۶۹﴾

﴿۷۰﴾

مگر شرط یہ ہے کہ اُس تاریخ سے کہ یہ رسالہ شائع ہو ٹھیک ٹھیک عرصہ بیس یوم تک اسی مقدار اور اسی بلاغت فصاحت کے لحاظ سے اور انہیں مضامین کے مقابل پر اشعار بنا کر اور طبع کرا کر ملک میں شائع کر دیں ورنہ اخبار کے ذریعہ سے اُن کا عجز شائع کر دیا جائے گا۔ اور ہم دوبارہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر ان اشعار میں تاریخ معینہ کے اندر وہ ہمارا مقابلہ کر سکیں گے۔ اور اہل علم کی شہادت سے اُن کے اشعار ہمارے اشعار کے ہم مرتبہ ہوں گے اور تعداد میں بھی برابر

فقروں کا سرقہ میری طرف منسوب کرنے کے ساتھ ہی خود ایک پوری کتاب کا سارق ثابت ہو گیا۔ اگر اُس کا اعتراض صحیح تھا تو کیوں خدا تعالیٰ نے اُس کو رسوا کیا اور جب لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ مہر علی نے ایک مردہ کا مضمون چرا کر کفن دُزدوں کی طرح قابل شرم چوری کی ہے اور بعض اُس کے دوستوں نے اُس کی طرف خط لکھے کہ ایسا کرنا مناسب نہ تھا تو یہ جواب دیا کہ میں نے محمد حسن مردہ سے اجازت لے لی تھی صاف ظاہر ہے کہ اگر محمد حسن مردہ اجازت دیتا تو اپنی زندگی میں ہی دیتا مسودہ اس کے پاس بھیجتا نہ یہ کہ اُس کے مرنے کے بعد اُس کی بیوہ کے پاس سے منگوا یا جاتا اور پھر بہر حال یہ ذکر تو کرنا چاہیے تھا کہ میں بذات خود عربیت اور علم ادب سے بے نصیب ہوں اور یہ مسودات محمد حسن مردہ کے مجھے ملے ہیں مگر کہاں ذکر کیا بلکہ بڑے فخر سے دعویٰ کیا کہ یہ کتاب میں نے آپ بنائی ہے۔ دیکھو اہل حق پر حملہ کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام وکمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا اور نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا اور کتاب میں لکھ مارا کہ یہ میری تالیف ہے حالانکہ یہ اُس کی تالیف نہیں۔ کیوں پیر جی اب اجازت ہے کہ اس وقت ہم بھی کہہ دیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ رہا محمد حسن پس چونکہ وہ مر چکا ہے اس لئے اُس کی نسبت لمبی بحث کی ضرورت نہیں وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اُس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی۔ میں نے کتاب اعجاز المسیح کے سر پر بطور پیشگوئی بیان کر دیا تھا کہ جو شخص اس

۷۰



﴿۷۱﴾

ہونگے تو پھر بلاشبہ ہمارا یہ دعویٰ باطل ہو جائے گا کہ اعجازی طاقت جو انشاء پر دازی اور نظم اور نثر میں ہے یہ بھی خدا کا ایک نشان ہے جو ہمارے مسیح موعود ہونے پر ایک گواہ ہے بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر حلفی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس عرصہ میں اسی تعداد کے لحاظ سے انہیں مضامین کی پابندی سے ان کے اشعار مقرر کردہ منصفوں کی شہادت سے جو اہل علم ہوں گے ہمارے اشعار سے فصاحت بلاغت کے رُو سے بہتر ثابت ہوں تو دونوں مخاطبین کو ایک

کتاب کے جواب کا ارادہ کرے گا وہی نامراد رہے گا۔ سو اس سے زیادہ کیا نامرادی ہے کہ وہ اپنی لغو کتاب کو چھاپ ہی نہ سکا اور مر گیا اور پھر اس کے مردار کو چڑا کر پیر مہر علی نے اپنی کتاب میں لکھایا اور وہ بھی نامراد رہا کیونکہ مہر علی کی غرض یہ تھی کہ اس کتاب کے لکھنے سے اپنی مشیخت ظاہر کرے کہ میں بھی عربی خوان ہوں اور ادیب ہوں مگر بجائے ناموری کے اس کا چور ہونا ثابت ہوا۔ کون اس سے تعجب نہیں کرے گا کہ چور بھی ایسا دلیر چور نکلا کہ مردہ کی ساری کتاب کو نگل گیا اور ڈکار نہ لیا اور محمد حسن بد قسمت کا ایک دفعہ بھی ذکر نہ کیا۔ اور ایک دوسرا نشان یہ ہے کہ اسی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ ۱۹۹ میں میں نے یہ دُعا کی تھی رَبِّ ان کنت تعلم ان اعدائی ہم الصادقون المخلصون فاهلکنی کما تُهلک الکذّابون۔ وان کنت تعلم انی منک و من حضرتک فقم لِنصرتی۔ ترجمہ۔ یعنی اے میرے خدا اگر تو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے ہیں اور مخلص ہیں پس تو مجھے ہلاک کر جیسا کہ تو جوٹوں کو ہلاک کرتا ہے اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں تو دشمن کے مقابل پر میری مدد کرنے کے لئے تو کھڑا ہو جا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اس کتاب اعجاز المسیح کے شائع ہونے کے بعد محمد حسن بھیں مقابلہ کے لئے میدان میں نکلا۔ اس لئے بموجب اس مباہلہ کی دعا کے مارا گیا۔

۴۴۹

ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا ان کا اختیار ہے کہ یہ انعام کسی بینک میں پہلے جمع کرادیں۔ اب بالخصوص میاں مہر علی صاحب کو اس مقابلہ سے بالکل نہیں ڈرنا چاہیے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا ہے کہ سرقہ کے ذریعہ سے نظم اور نظریا رہو سکتی ہے تو گویا اب ان کو اس کام کی کل ہاتھ آگئی ہے سواب یقین ہے کہ اس کل کی وجہ سے ان کی تمام بزدلی دور ہو جائے گی بلکہ وہ اس لائق بھی ہو جائیں گے کہ بالمقابل حوصلہ کر کے کسی سورۃ کی تفسیر بھی لکھ سکیں کیونکہ اب تو بات

اب ہم اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ درحقیقت پیر مہر علی صاحب نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں جس کو درحقیقت طنز چشتیائی کہنا چاہیے اپنی طرف سے اور اپنے دماغ سے کام لے کر کچھ نہیں لکھا بلکہ اس میں تمام وکمال چوری کا سرمایہ جمع کر دیا اور چوری بھی مردہ کے مال کی جو ہر طرح قابل رحم تھا مفصلہ ذیل ثبوت پیش کرتے ہیں۔

پیر  
مہر علی

### نقل خط میاں شہاب الدین ساکن بھینس

پہلے ہم صفائی بیان کے لئے لکھنا چاہتے ہیں کہ میاں شہاب الدین جن کا نام عنوان میں درج ہے۔ یہ محمد حسن متوفی کے دوست ہیں اور علاوہ اس کے یہ اس بد قسمت وفات یافتہ کے ہمسایہ بھی ہیں اور اس کے اسرار سے واقف اور انہیں کی کوشش سے پیر مہر علی شاہ کے سرقہ کا مقدمہ برآمد ہوا اور بڑی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ اس کی کتاب سیف چشتیائی مال مسروقہ ہے اور اس میں مہر علی کی عقل اور علم کا کچھ بھی دخل نہیں اور بجز اس کے کہ وہ اس کارروائی سے نہ صرف جرم سرقہ کا مرتکب ہوا بلکہ اُس نے اس شیخی کو حاصل کرنے کے لئے بہت قابل شرم جھوٹ بولا اور اپنی کتاب سیف چشتیائی میں اُس مُردہ بد قسمت کا نام تک نہیں لیا اور بڑے زور اور دعویٰ سے کہا کہ اس کتاب کا میں مؤلف ہوں چنانچہ نقل خطوط یہ ہے۔

### پہلے خط کی نقل

مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت اقدس جناب مرزا جی صاحب دام برکاتکم و فیوضکم

﴿۷۳﴾

بہت سہل ہوگئی دوسرے لوگوں کی عبارتیں چرائیں اور تفسیر کو لکھ مارا لیکن اوّل ہم اُن اشعار کے مقابل پر ان بزرگوں کی علمی طاقت کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر اس نمونہ میں پیر مہر علی صاحب نے اپنی کرامت دکھلا دی تو پھر یقین ہے کہ وہ تفسیر نویسی میں بھی گذشتہ بزدلی کو دور کر کے سیدھی نیت سے میرے مقابل پر آجائیں گے لیکن کل کے دن جبکہ ہمیں موضع بھینس سے پیر مہر علی کی اس کروت پر اطلاع ہوئی۔ جس کی تفصیل حاشیہ میں درج ہے تب سے ہم ایسا

السّلام علیکم ورحمة اللّٰہ و برکاتہ۔ امابعد۔ آپ کا خطر جسڑی شدہ آیا۔ دل غمناک کو تازہ کیا۔ رونداد معلوم ہوئی۔ حال یہ ہے کہ محمد حسن کا مسودہ علیحدہ تو خاکسار کو نہیں دکھایا گیا کیونکہ اُس کے مرنے کے بعد اس کی کتابیں اور سب کاغذات جمع کر کے منقل کئے گئے ہیں۔ شمس بازغہ اور اعجاز المسیح پر جو مذکور نے نوٹ کئے تھے وہ دیکھے ہیں اور وہی نوٹ گوٹڑی ظالم نے کتابیں منگوا کر درج کر دیئے ہیں اپنی لیاقت سے کچھ نہیں لکھا۔ اب محمد حسن کا والد وغیرہ میرے تو جانی دشمن بن گئے ہیں۔ کتابیں تو بجائے خود ایک ورقہ تک نہیں دکھاتے۔ پہلے بھی دیکھنے کا ذریعہ یہ ہوا تھا کہ جب گوٹڑی نے کتابیں یعنی شمس بازغہ اور اعجاز المسیح محمد حسن کے والد سے منگوائیں اور فارغ ہو کر واپس روانہ کیں تو چونکہ وہ حامل کتب اجنبی تھا اس لئے بھول کر میرے پاس مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ مولوی محمد حسن کا گھر کدھر ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا کام۔ کہنے لگا کہ مہر علیشاہ نے مجھ کو کتابیں دے کر روانہ کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے والد کو یہ کتابیں شمس بازغہ اور اعجاز المسیح دے آ۔ پھر میں نے کتابیں لے کر دیکھیں تو ہر صفحہ ہر سطر پر نوٹ ہوئے ہوئے دیکھے۔ میرے پاس سیف چشتیائی بھی موجود تھی عبارت کو ملایا تو بعینہ وہ عبارت تھی۔ آپ کا حکم منظور لاکن محمد حسن کا والد کتابیں نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میرے روبرو بے شک دیکھ لو مگر مہلت کے واسطے نہیں دیتا۔ خاکسار معذور ہے کیا کرے ☆ دوسری مجھ سے

☆ پھر بعد اس کے محمد حسن کے بیٹے نے جو اصل وارث ہے مبلغ سٹے روپے لے کر وہ دونوں کتابیں جن پر محمد حسن متوفی کے نوٹ درج ہیں میرے معتبر کو دے دیں اور اب وہ میرے پاس موجود ہیں جن سے پیر مہر علی کی چوری ایسی کھلتی ہے جیسا کہ کوئی چور عین نقب لگاتے وقت پکڑا جائے۔ فالحمد للّٰہ علی ذالک۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انی مہین من اراد اہانتک۔ ۱۲ من المؤلف

﴿۷۴﴾

سمجھتے ہیں کہ گویا پیر صاحب فوت ہو گئے اور اب اُن کو مخاطب کرنا بھی اُن کو وہ عزت دینا ہے جس کے وہ ہرگز لائق نہیں ہیں لیکن ہم نے مناسب دیکھا کہ ایک شروع کئے ہوئے مضمون کو انجام دے دیں اور حاشیہ کے پڑھنے سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ جس قدر پیر مہر علی نے اعجاز المسیح پر نکتہ چینی کی ہے یا جو شمس بازغہ پر نکتہ چینی ہے یہ اُس کی طرف سے نکتہ چینی نہیں ہے بلکہ اصل نکتہ چینی کرنے والا محمد حسن بھیس ہے اور جب وہ دونوں کتابوں پر نکتہ چینی کر چکا

ایک غلطی ہو گئی کہ ایک خط گولڑی کو بھی لکھا کہ تم نے خاک لکھا کہ جو کچھ محمد حسن کے نوٹ تھے وہی درج کر دئے۔ اس واسطے گولڑی نے محمد حسن کے والد کو لکھا ہے کہ ان کو کتابیں مت دکھاؤ کیونکہ یہ شخص ہمارا مخالف ہے اب مشکل بنی کہ محمد حسن کا والد گولڑی کا مرید ہے اور اُس کے کہنے پر چلتا ہے۔ مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ میں نے گولڑی کو کیوں خط لکھا جس کے سبب سے سب میرے دشمن بن گئے۔ براہ عنایت خاکسار کو معاف فرماویں۔ کیونکہ خالی میرا آنا مفت کا خرچ ہے اور کتابیں وہ نہیں دیتے۔ فقط۔

خاکسار شہاب الدین از مقام بھیس تحصیل چکوال

### دوسرے خط کی نقل

مکرمی و معظمی و مولائی جناب مولوی عبدالکریم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ابا بعد خاکسار خیریت سے ہے آپ کی خیریت مطلوب۔ میں آنے سے کچھ انکار نہ کرتا لکن کتابیں نہیں دیتے جن پر نوٹ ہیں۔ یعنی شمس بازغہ اور اعجاز المسیح چشتیائی میں جتنی سخت زبانی ہے اکثر محمد حسن کی ہے۔ اسی وجہ سے اُس کی موت کا..... نمونہ ہوا..... اب میرے خط لکھنے سے گولڑی خود اقراری ہے چنانچہ یہ کارڈ گولڑی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جو اس نے مولوی

﴿۷۵﴾

تو اُس نے میری کتاب کے حاشیہ پر مباہلہ کی دعا لکھی یعنی یہ کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے اُس کے لئے خدا تعالیٰ کی لعنت ☆ اور اُس کا قہر مانگا اور اب تک وہ دعاءِ مباہلہ کتاب کے حاشیہ پر خاص اُس کی قلم سے درج ہے چنانچہ فی الفور دعا قبول ہوگئی اور بعد اس کے وہ ایک سخت بیماری اور سرسام میں مبتلا ہو کر چند روز میں ہی قبر میں جا پڑا اور کتاب کے چھپنے کی نوبت نہ آئی۔ وہی مضمون اُس کا پیر مہر علی نے اپنے نام سے چھپوایا اور جس پر حسب درخواست اُس کی جو مباہلہ کے رنگ میں تھی خدا کا قہر گرا یعنی اپنی عزیز

کرم الدین صاحب کو لکھا ہے۔ غرض گولڑی نے محمد حسن کے والد کو بہت تاکید کی ہے ان کو کتابیں مت دکھاؤ یعنی اس راقم خاکسار کو۔ گولڑی کارڈ میں لکھتا ہے کہ محمد حسن کی اجازت سے لکھا گیا مگر یہ اعتراف راستبازی کے تقاضا سے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ بھید ہم پر کھل گیا اس لئے ناچار شرمندہ ہو کر اقراری ہوا۔ دوسرے خط میں گولڑی کا کارڈ ہے جو اُس نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر روانہ کیا ہے

ملاحظہ ہو۔ خاکسار شہاب الدین از مقام بھییں

پتہ

### مولوی کرم الدین کے خط کی نقل

مکرنا حضرت اقدس مرزا صاحب جی مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے ایک عرصہ سے آپ کی کتابیں دیکھا کرتا ہوں مجھے آپ کے کلام سے تعشق ہے۔ میں نے کئی دفعہ عالم رویا میں بھی آپ کی نسبت اچھے واقعات دیکھے ہیں اکثر آپ کے مخالفین سے بھی جھگڑا کرتا ہوں۔ اگرچہ مجھے ابھی تک جناب سے سلسلہ پیری مریدی نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں میرے خیال میں بہت احتیاط درکار ہے جب تک بالمشافہ اطمینان نہ کیا جاوے بیعت کرنا مناسب نہیں ہوتا لیکن تاہم مجھے جناب سے غائبانہ محبت ہے میں نے چار پانچ یوم کا عرصہ ہوا ہے کہ جناب کو خواب میں دیکھا ہے آپ نے مجھے مبارکباد فرمائی

☆ اسلام میں لعنت اللہ علی اکاذبین کہنا ایک بددعا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کاذب ہے وہ خدا کی رحمت سے نومید ہو اور اُس کے قہر کے نیچے آجائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ایسے مردوں یا ایسی عورتوں کے لئے جن پر مجرم ہونے کا شبہ ہو اور اُن پر اور کوئی گواہ نہ ہو جس کی گواہی سے سزا دی جائے۔ ایسی قسم رکھی ہے جو مؤکدہ لعنت ہوتا اس کا نتیجہ وہ ہو جو گواہ کے بیان کا نتیجہ ہوتا ہے یعنی سزا اور قہر الہی۔ منہ

﴿۷۶﴾

زندگی سے خلاف خواہش اپنی فوت ہو گیا اُسی کے مضمون کی چوری کی۔ افسوس کہ اس قدر عظیم الشان معجزہ کے ظاہر ہونے کے بعد بھی پیر مہر علی اپنی شوخی سے باز نہ آیا اور وہ شخص جو اپنے مبالغہ کے اثر سے مر گیا اُسی کے پلید مال کی چوری کی۔

اب ہم بعض دوسرے اعتراضات اور شبہات پیر مہر علی شاہ صاحب کے جو درحقیقت محمد حسن متوفی کے ہیں مع جواب ذیل میں درج کرتے ہیں اور ناظرین سے امیدوار ہیں کہ وہ انصافاً گواہی دیں کہ کیا

ہے اور کچھ شیرینی بھی عنایت کی ہے اور اُس وقت میرے دل میں دو باتیں تھیں جن کو آپ نے بیان کر دیا ہے اور اُسی خواب کے عالم میں میں یہ کہتا تھا کہ آپ کے کشف کا تو میں قائل ہو گیا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بعض باتوں کی سمجھ بھی نہیں آتی ہے اس واسطے میرا خیال ابھی تک جناب کی نسبت یک رُخہ نہیں ہے گو آپ کے صلاح و توریح کا میں قائل ہوں۔ میں نے اگلے روز آپ کی کتاب سرمہ چشم آریہ کی ابتدا میں چند اشعار فارسی اور چند اُردو پڑھے ہیں اور وہ پڑھ کر مجھے رونا آتا تھا اور کہتا تھا کہ کد ابوں کی کلام میں کبھی بھی ایسا درد نہیں ہوتا۔

کل میرے عزیز دوست میاں شہاب الدین طالب علم کے ذریعہ سے مجھے ایک خط رجسٹری شدہ جناب مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے ملا جس میں پیر صاحب گولڑی کی سیف چشتیائی کی نسبت ذکر تھا۔ یہاں شہاب الدین کو خاکسار نے بھی اس امر کی اطلاع دی تھی کہ پیر صاحب کی کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے اُن نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھ سے منگوائی تھیں اور اب واپس آگئی ہیں۔ مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ با صلہ درج کتاب پائے گئے یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھ کر اپنی طرف منسوب کر لئے اور اس کا نام تک نہ لیا۔ اور طرفہ یہ کہ بعض وہ عیوب جو آپ کی کلام کی نسبت وہ پکڑتے ہیں۔ پیر صاحب کی کتاب میں خود اس کی نظیریں موجود ہیں۔ وہ دونوں کتابیں چونکہ مولوی محمد حسن صاحب

﴿۷۷﴾

یہ اعتراضات دیانت اور تقویٰ اور حق پرستی کی راہ سے کئے گئے ہیں یا بددیانتی اور ترک تقویٰ اور دھوکہ دہی اور ظلم اور تعصب کے طریق سے لکھے گئے ہیں اور ہم اُن کے تمام اعتراضات اس جگہ مجنبہ اُن کی عبارت میں ہی نقل کر دیتے ہیں تا خلاصہ کرنے کی حالت میں شبہات پیدا نہ ہوں اور وہ یہ ہیں:-

نقل مطابق اصل از کتاب سیف چشتیائی صفحہ ۶ و ۷ و ۸

”نبوت اصلییہ کے مدعی ہونے کا ثبوت اور اُس کی تردید“

کے باپ کی تحویل میں ہیں اس واسطے جناب کی خدمت میں وہ کتابیں بھیجنا مشکل ہے۔ کیونکہ اُن کا خیال آپ کے خلاف میں ہے اور وہ کبھی بھی اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہاں یہ ہو سکے گا کہ اُن نوٹوں کو مجنبہ نقل کر کے آپ کے پاس روانہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص آدمی جناب کی جماعت سے یہاں آ کر خود دیکھ جائے۔ لیکن جلدی آنے پر دیکھا جاسکے گا۔ پیر صاحب کا ایک کارڈ جو مجھے پرسوں ہی پہنچا ہے باصلاہا جناب کے ملاحظہ کے لئے روانہ کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ انہوں نے چرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے لیکن ان سب باتوں کو میری طرف سے ظاہر فرمایا جانا خلاف مصلحت☆ ہے۔ ہاں اگر میاں شہاب الدین کا نام ظاہر بھی کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہ ہوگا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ پیر صاحب کی جماعت مجھ پر سخت ناراض ہو۔ آپ دعا فرمادیں کہ آپ کی نسبت میرا اعتقاد بالکل صاف ہو جاوے اور مجھے سمجھ آ جاوے کہ واقعی آپ ملہم اور مامور من اللہ ہیں۔ جناب مولوی عبدالکریم صاحب و مولانا مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں دست بستہ السلام علیکم عرض ہے۔ زیادہ لکھنے میں ضیق وقت مانع ہے۔ میاں شہاب الدین کی طرف سے بعد سلام علیکم مضمون واحد ہے۔ والسلام

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ از بھینس تحصیل چکوال

مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء

☆ مولوی کرم الدین صاحب کو سہواً اس طرف خیال نہیں آیا کہ شہادت کا پوشیدہ کرنا سخت گناہ ہے جس کی نسبت اثم قلبیہ کا قرآن شریف میں وعید موجود ہے۔ لہذا تقویٰ یہی ہے کہ کسی کو لام کی پروانہ کریں اور شہادت جو اپنے پاس ہو ادا کر دیں۔ سو ہم اس بات سے معذور ہیں جو جرم اہتفاء کے عمد و معاون نہیں۔ اور مولوی کرم الدین صاحب کا یہ اہتفاء خدا کے حکم سے نہیں ہے صرف دلی کمزوری ہے۔ خدا ان کو قوت دے۔ ۱۲ من المؤلف

”دیکھو! اشتہار مذکور“ (۵ نومبر ۱۹۰۱ء جس کا عنوان ہے ایک غلطی کا ازالہ) صفحہ (۱) سطر (۱۳) چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ہو اللہی ارسلا رسوٰلہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اِس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔

دوسرا خط مولوی کرم الدین صاحب بنام حکیم فضل دین صاحب معتبر این عاجز مکرم معظم بندہ جناب حکیم صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۳۱ جولائی کو لڑکا گھر پہنچ گیا۔ اُسی وقت سے کار معلومہ کی نسبت اس سے کوشش شروع کی گئی پہلے تو کتابیں دینے سے اُس نے سخت انکار کیا اور کہا کہ کتابیں جعفر زٹلی کی ہیں اور وہ مولوی محمد حسن مرحوم کا خط شناخت کرتا ہے اور اُس نے بتا کید مجھے کہا ہے کہ فوراً کتابیں لاہور زٹلی کے پاس پہنچا دوں لیکن بہت سی حکمت عملیوں اور طبع دینے کے بعد اُس کو تسلیم کرایا گیا مبلغ چھ روپیہ معاوضہ پر آخر راضی ہوا اور کتاب اعجاز مسیح کے نوٹوں کی نقل دوسرے نسخہ پر کر کے اصل کتاب جس پر مولوی مرحوم کی اپنی قلم کے نوٹ ہیں ہمدست حامل عریضہ ابلاغ خدمت ہے کتاب وصول کر کے اس کی رسید حامل عریضہ کو مرحمت فرمادیں اور نیز اگر موجود ہوں تو چھ روپے بھی حامل کو دے دیجئے گا تاکہ لڑکے کو دے دئے جاویں اور تاکہ دوسری کتاب شمس بازغہ کے حاصل کرنے میں وقت نہ ہو۔ کتاب شمس بازغہ کا جس وقت بے جلد نسخہ آپ روانہ فرمائیں گے فوراً اصل نسخہ جس پر نوٹ ہیں اسی طرح روانہ خدمت ہوگا آپ بالکل تسلی فرمادیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہ ہوگی۔ اس لڑکے نے کہا ہے کہ اور بھی مولوی مرحوم کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کئی ایک نوٹ ہیں جو تلاش پر مل سکتے ہیں۔ جس وقت ہاتھ لگے تو اُن کا معاوضہ علیحدہ اُس سے مقرر کر کے نوٹ قلمی فیضی مرحوم بشرط ضرورت لے کر ارسال خدمت ہوں گے آپ شمس بازغہ کا نسخہ

☆ لڑکے سے مراد محمد حسن متوفی کا لڑکا ہے جو اس کا وارث ہے اُسی نے بقول مولوی کرم دین صاحب چھ روپے نقد لے کر دونوں کتابیں یعنی اعجاز مسیح اور شمس بازغہ جن پر محمد حسن مذکور کے دستخطی نوٹ تھے ہم کو دے دیں اور مہر علی کی پردہ دری کا یہی موجب ہوا۔ من الموائف



﴿۷۹﴾

”اتول۔ یہ آیت سورہ فتح کے رکوع اخیر میں موجود ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آپ کے دین پاک کے غالب کر دینے کا ذکر ہے کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اگر کسی شخص کو خواب میں یا بیداری میں آیت مذکورہ سنائی دے جیسا کہ اکثر حفاظ اور شاعریں کو کثرت استعمال و خیال کے سبب سے ایسا ہوا کرتا ہے۔ فرض کیا بذریعہ الہام ہی سہی۔ تو کیا وہ شخص بشہادت اس آیت کے رسول کہلوانے کا مجاز

بہت جلدی منگا کر روانہ فرماویں کیونکہ لڑکا صرف ایک ماہ کی رخصت پر گھر میں آیا ہے۔ اس عرصہ کے انقضاء پر اس نے کتاب لاہور لے جانی ہے اور پھر کتاب کا منامنا معذور ہو جائے گا۔ پکوال سے تلاش کریں شاید نسخہ مل جائے تو حامل عریضہ کے ہاتھ روانہ فرماویں اور اپنا آدمی بھی ساتھ بھیج دیں تاکہ کتاب لے جاوے۔ امید ہے کہ میری یہ ناچیز خدمت حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت قبول فرما کر میرے لئے دعاء خیر فرمائیں گے لیکن میرا التماس ہے کہ میرا نام بالفعل ہرگز ظاہر نہ کیا جاوے تاکہ پھر بھی مجھ سے ایسی مدلل سکے۔ مولوی شہاب الدین کی جانب سے السلام علیکم۔ والسلام

خاکسار محمد کرم الدین عفی عنہ ازبھیں تحصیل چکوال ۱۳ اگست ۱۹۰۲ء

پیر مہر علی شاہ کے کارڈ کی نقل جس میں وہ اقرار کرتا ہے کہ کتاب سیف چشتیائی

در حقیقت محمد حسن کا مضمون ہے

کارڈ۔ محی و مخلصی مولوی کرم الدین صاحب سلامت باشند و علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اما بعد یک نسخہ بذریعہ ڈاک یا کے آدم معتبر فرستادہ خواہد شد۔ آپ کو واضح ہو کہ اس کتاب (سیف چشتیائی) میں تردید متعلق تفسیر فاتحہ (یعنی اعجاز المسیح) جو فیضی صاحب مرحوم و مغفور کی ہے باجازت ☆ اُن کے مندرج ہے۔ چنانچہ فیما بین تحریراً و نیز مشافہۃً جہلم میں قرار پا چکا تھا بلکہ فیضی صاحب مرحوم کی درخواست پر میں نے تحریر جواب شمس بازغہ پر مضامین ضروریہ لاہور میں اُن کے پاس بھیج دئے تھے اور ان کو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے نام پر طبع کرادویں۔ افسوس کہ حیات نے وفانہ کی اور نہ وہ میرے مضامین مرسلہ لاہور میں مجھے ملے۔ آخر الامر مجھ کو ہی یہ کام کرنا پڑا۔ لہذا آپ سے ان کی کتابیں مستعملہ منگوا کر تفسیر کی تردید

☆ اگر اجازت سے یہ کام تھا چوری سے نہیں تھا تو کیوں کتاب میں محمد حسن کا ذکر نہیں کیا گیا کہ اس کی اجازت سے میں نے اس کے مضمون لکھے ہیں اور کیوں جھوٹ بولا گیا کہ یہ میں نے تالیف کی ہے اور کیوں اپنی کتاب میں اس کی کوئی تحریر طبع نہیں کی جس میں ایسی اجازت تھی اور کیوں اُس وقت تک خاموش رہا جب تک کہ خدا نے پردہ دردی کردی اور چوری پکڑی گئی۔ من المؤلف

ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ورنہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشْدَّاءُ عَلٰى الْكُفَّارِ رُحَمَاءٌ بَيْنَهُمْ<sup>۱</sup> کے سننے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اور اصحاب کبار بھی، ہر ایک سننے والا کیوں نہ ہو جبکہ (رسولہ) کے سننے سے رسول بن گیا تو (محمد رسول اللہ) کے سننے سے محمد رسول اللہ اور (والذین معہ) کے سننے سے اصحاب کبار اور (الکفار) کے سننے سے کفار کیوں نہیں بن سکتا۔ ایسا ہی

مندرجہ حسب اجازت سابقہ بتعیر ماکی گئی۔ آئندہ شاید آپ کو یا مولوی غلام محمد صاحب کو تکلیف اٹھانی ہوگی۔ والسلام

نقل اُن نوٹوں کی جو محمد حسن نے  
اعجاز مسیح اور شمس بازغہ پر لکھے تھے

یہ تمام نقل بعینہ ہمارے پاس آگئی ہے جس کو محمد حسن متوفی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور چونکہ یہ تمام نوٹ وہی ہیں جو کتاب سیف چشتیائی میں لکھے گئے ہیں اس لئے اُن کا اس جگہ نقل کرنا طوالت سے خالی نہیں مگر اس بات کے گواہ کہ یہی وہ نوٹ ہیں جو محمد حسن نے کتاب اعجاز مسیح اور شمس بازغہ پر لکھے تھے پانچ آدمی ہیں (۱) پہلے میاں شہاب الدین بھیس جیسا کہ ان کے دونوں خطوط ہم نقل کر چکے ہیں۔ (۲) دوسرے مولوی کرم الدین صاحب دوست پیر مہر علی صاحب جن کا ہم سے کچھ بھی تعلق نہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ سے اعجاز مسیح اور شمس بازغہ کے حاشیہ پر سے یہ نوٹ نقل کئے ہیں جن کا خط ہم ابھی نقل کر چکے ہیں (۳) مہر علی شاہ کا اپنے ہاتھ کا کارڈ بنام مولوی کرم الدین صاحب جو ابھی نقل ہو چکا ہے (۴) محمد حسن متوفی کا باپ جس نے وہ دونوں کتابیں میاں شہاب الدین اور مولوی کرم الدین صاحب کے حوالہ کیں جن پر محمد حسن متوفی کے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور نیز اپنے روبرو یہ نوٹ نقل کرائے۔ (۵) محمد حسن متوفی کا لڑکا جس نے اپنے گھر سے اس کام کے لئے کتابیں نکالیں کہ اپنے خسر کو دیوے تا وہ فروخت کر دیوے اور جو اب مفصل حاشیہ میں آ گیا ہے ان نوٹوں میں اس نے اپنی جہالت اور تعصب اور شتاب کاری کی وجہ سے بہت سی قابل شرم غلطیاں کی ہیں لیکن اب مردہ کو ملامت کرنا بے فائدہ ہے۔ اس قدر اس کے نوٹوں میں فحش غلطیاں ہیں کہ اگر اس کو جلدی سے موت نہ پکڑ لیتی تو وہ ضرور نظر کر کے

﴿۸۱﴾

(أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ) ۱ کے سننے سے کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نبی و رسول ہوں اور نبی نماز و زکوٰۃ کا حکم میرے پر نازل ہوا ہے ہرگز نہیں۔ اگر یہ نہیں کر سکتا تو پھر آیت اَرْسَل رَسُوْلًا بِالْحَقِّ ۲ کے الہام ہونے سے بروزی رسالت کو (رسولہ) کے لفظ سے کس طرح مراد لے سکتا ہے۔ بیسوا وانصفوا۔ الغرض بر تقدیر تسلیم الہام بآیۃ مذکورہ کا دیا نبی کو استحقاق (رسول) کہلوانے کا ہرگز نہیں پہنچتا۔ بفرض محال اگر آیت مذکورہ کے سننے سے (رسول) کہلوانے کے مستحق نہیں تو اسی معنی سے رسول ہوں گے جو معنی آیت مذکورہ میں مراد ہے یعنی رسول اصلی ورنہ دلیل دعویٰ پر منطبق نہ ہوگی کیونکہ دعویٰ میں رسول ظلی اور دلیل یعنی (ارسل رسولہ) میں رسول اصلی مع

ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا ☆

اور نیز (رسولہ) سے رسول ظلی مراد لینے کی تقدیر پر تحریف معنوی کلام الہی میں لازم آوے گی۔ لہذا استدلال بآیت مسطورہ بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ کا دیا نبی رسول اصلی ہونے کا مدعی ہے۔ چنانچہ اس کا لکار کر کہلوانا بھی اس پر شاہد ہے۔ کیونکہ صرف فنا فی الرسول ہونا اس کا مقتضی نہیں۔ پھر اسی اشتہار میں متصل عبارت منقولہ بالا کے لکھتے ہیں۔ ”پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ جبری اللہ فی حلال الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴۔“

## الجواب

اول یہ وسوسہ پیر جی کا کہ کیوں یہ تمہاری وحی از قبیل اضغاث احلام اور حدیث النفس نہیں ہے۔

اپنی غلطیوں کی حتی المقدور اصلاح کرتا مگر یہ سوال کہ اس قدر جلد تر کیوں موت آگئی اس کا جواب یہی ہے کہ اس موت کی تین وجہ ہیں۔ اول تو یہی کہ اُس نے ان لوگوں میں اپنے منہ سے موت مانگی اور اپنے ہاتھ سے کتاب پر لکھا کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ چنانچہ جن لوگوں میں اُس نے فریق کاذب

☆ خدا کی وحی پر یہ دلیل پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ وہ اپنی کلام میں ہر ایک اختیار رکھتا ہے۔ اُس نے رسول کا لفظ اُن رسولوں کے لئے بھی استعمال کیا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کمتر تھے اور آپ کے لئے بھی جو سب سے افضل بلکہ سب کے لئے بطور افعال کے ہیں وہی رسول کا لفظ استعمال ہوا اور آیات کے معنوں میں تحریف وہ ہے جو انسان کرے نہ کہ جو خود خدا ایک آیت کے دوسرے معنی کرے وہ بھی تحریف ہے۔ من المؤلف

اس کا یہی جواب ہے کہ جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک از قبیل اعضا غایبہ وحیث النفس نہیں ہے۔ ایسا ہی یہ وحی بھی اُن شہادت سے پاک اور منزہ ہے۔ اور اگر کہو کہ اُس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں اور نیز ان کی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں مگر یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہزار ہا لوگوں کے لئے واقعات چشم دید ہیں اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھ کر متصوّر نہیں یعنی دنیا میں ہزار ہا انسان

﴿۸۲﴾

پر ہم دونوں فریق میں سے لعنت کی ہے وہ اس وقت ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ جو پانچ گواہوں کی شہادت سے وہی نوٹ ہیں جو اس نے اپنی قلم سے کتاب اعجاز مسیح اور شمس باغ پر لکھے تھے اور خود اصل نوٹ جن کی یہ نقل اس کے باپ نے ان گواہوں کے حوالہ کی اُس کے گھر میں موجود ہے جو اُس کے مہابلہ کی ایک پختہ نشانی ہے جو باوانا تک کے چولہ کی طرح زمانہ دراز تک یادگار رہے گی اور یہ مہابلہ جس کے بعد وہ دو ہفتہ بھی زندہ نہ رہ سکا۔ اُن لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ہے جو کہا کرتے ہیں کہ ہم اس مہابلہ کو مانیں گے جس کے آخری نتیجہ پر دو تین ہفتہ سے زیادہ طول نہ کھچے۔ سواب ہم منتظر ہیں کہ وہ اس نشان کو مانتے ہیں یا نہیں اور عجیب تر کہ محمد حسن مہابلہ کے بعد مر۔ اسی طرح غلام دستگیر قصوری کا حال ہوا تھا کہ اس نے بھی محمد حسن کی طرح میری رد میں ایک کتاب بنائی اور اس کا نام فتح رحمانی رکھا اور اس کے صفحہ ۲۷ میں جوش میں آ کر دعا کر دی جس کا یہ خلاصہ ہے کہ یا الہی جو شخص کاذب ہے اور جھوٹ بول رہا ہے اور سچ کو چھوڑ رہا ہے اس کو ہلاک کر۔ آمین۔ تب ایک مہینہ بھی اس کتاب کے لکھنے

﴿۸۲﴾

☆ بعد اس کے وہ کتابیں محمد حسن کے بیٹے سے ہم کو مل گئیں جن پر اصل نوٹ ہیں یعنی محمد حسن کے

خود دستخطی وہ نوٹ ہیں۔ منہ

﴿۸۳﴾

اُن کے گواہ ہیں مگر گذشتہ نبیوں کے معجزات اور پیشگوئیوں کا ایک بھی زندہ گواہ پیدا نہیں ہو سکتا باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کے معجزات اور پیشگوئیوں کا میں زندہ گواہ موجود ہوں اور قرآن شریف زندہ گواہ موجود ہے اور میں وہ ہوں جس کے بعض معجزات اور پیشگوئیوں کے کروڑ ہا انسان گواہ ہیں۔ پھر اگر درمیان میں تعصب نہ ہو تو کون ایماندار ہے جو واقعات پر اطلاع پانے کے بعد اس بات کی گواہی نہ دے کہ درحقیقت

﴿۸۳﴾

پر نہ گذرنے پایا تھا کہ آپ ہلاک ہو گیا اس کی یہ کتاب یعنی فتحِ رحمانی چھپی ہوئی موجود ہے دیکھو صفحہ ۲۶ و ۲۷ اور خدا سے ڈرو۔ یہ دونوں پنجاب کے آدمی ہیں جو اپنے منہ سے مباہلہ کر کے آپ ہی مر گئے اگر یہ نشان نہیں تو معلوم نہیں ہمارے مخالفوں کے نزدیک نشان کس چیز کا نام ہے۔ دوسری محمد حسن کی موت کا موجب وہ پیشگوئی ہے جو اعجازِ مسیح کے ناسٹل پیچ پر لکھی گئی اور وہ یہ ہے۔ من قام للجواب و تنمّر۔ فسوف یری انہ تتدم وتدمر یعنی جو شخص اس کتاب کے جواب پر آمادہ ہوگا اور پلنگی دکھلائے گا وہ عنقریب دیکھے گا کہ اس کام سے نامراد رہا اور اپنے نفس کا ملامت گرہوا اور اس سے بڑھ کر کیا نامرادی ہو سکتی ہے کہ محمد حسن حسرت کو ساتھ ہی لے گیا اور مر گیا۔ اور اس ارادہ کو جو کہ وہ عربی کتاب کا عربی میں جواب لکھے پورا نہ کر سکا اور نہ کچھ شائع کر سکا۔ تیسری محمد حسن کی موت کا موجب وہ دعائے مباہلہ ہے جو اعجازِ مسیح کے صفحہ ۱۹۹ میں کی گئی تھی۔ چوتھے محمد حسن کی موت کا موجب وہ وحی الہی ہے جو مدت ہوئی جو دنیا میں شائع ہو چکی یعنی یہ کہ انی مہین من اراد اهان تک یعنی میں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت چاہتا ہے۔ پس چونکہ اس نے اعجازِ مسیح پر قلم اٹھا کر میری ذلت کا ارادہ کیا اس لئے خدا نے اُس کو ذلیل کر دیا اور اپنے منہ سے موت مانگ کر چند روز میں ہی مر گیا اور اپنی موت کو ہمارے لئے ایک نشان چھوڑ گیا۔ فالحمد لله علی ذالک۔ منہ

﴿۸۳﴾

☆ اسی طرح محی الدین لکھو کے والے کا حال ہوا جب اس نے یہ الہام چھپوایا کہ ”مرزا صاحب فرعون“ تب اس کی وفات سے پہلے میں نے اس کو بذریعہ ایک خط کے جو اگست ۱۸۹۴ء کو لکھا گیا تھا اطلاع دی کہ اب وہ فرعون کی طرح اس موسیٰ کے سامنے اپنی سزا کو پہنچے گا۔ چنانچہ انہیں دنوں اور اس کی زندگی میں وہ خط الحق سیالکوٹ میں چھپا اور پھر اُس کے مرنے کے بعد اس نشان کے اظہار کے لئے وہی خط مع اس کی تاریخ وفات کے اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء میں چھپا گیا۔ دیکھو الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۵۵ کا لم ۳۰۲۔ منہ

اکثر گزشتہ نبیوں کے معجزات کی نسبت یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہر ایک پہلو سے بہت قوی اور بہت زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی اندھا انکار کرے تو ہم موجود ہیں اور ہمارے گواہ موجود ہیں و لیس الخبر کالمعاینۃ۔ پھر جس حالت میں صد ہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سبقت لے گئی ہیں تو اب خود سوچ لو کہ اس وحی الہی کو اضغاث احلام اور حدیث النفس کہنا درحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار کرنا ہے اور اگر شک ہو تو خدا تعالیٰ کا خوف کر کے ایک جلسہ کرو اور ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سنو اور ہمارے گواہوں کی شہادت رویت جو حلفی شہادت ہوگی قلمبند کرتے جاؤ اور پھر اگر آپ لوگوں کے لئے ممکن ہو تو باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں کسی نبی یا ولی کے معجزات کو ان کے مقابل پیش کرو لیکن نہ قصوں کے رنگ میں بلکہ رویت کے گواہ پیش کرو۔ کیونکہ قصے تو ہندوں کے پاس بھی کچھ کم نہیں۔ قصوں کو پیش کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک گوبر کا انبار مشک اور عنبر کے مقابل پر۔ مگر یاد رکھو کہ ان معجزات اور پیشگوئیوں کی نظیر جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں کمیت اور کیفیت اور ثبوت کے لحاظ سے ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ خواہ تلاش کرتے کرتے مر بھی جاؤ۔ پھر اگر یہ وحی جس کی تائید میں یہ نشان ظاہر ہوئے خدا کا کلام نہیں ہے تو پھر تو تمہیں لازم ہے کہ دہریہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں سے انکار کر دو کیونکہ نبوت کی عمارت کی شکست ریخت جس قدر ہو چکی ہے اب خدا تعالیٰ ان تازہ معجزات اور پیشگوئیوں سے سب کی مرمت کر رہا ہے اور اب وہ گزشتہ قصوں کو واقعات کے رنگ میں دکھلا رہا ہے۔ اور منقولات کو مشہودات کا پیرایہ پہنارہا ہے تا جو لوگ شکوک کے گڑھے میں گر گئے ہیں دوبارہ ان کو یقین کا لباس پہناوے لہذا جو شخص مجھے قبول کرتا ہے وہ تمام انبیاء اور ان کے معجزات کو بھی منئے سرے قبول کرتا ہے اور جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا اس کا پہلا ایمان بھی کبھی قائم نہیں رہے گا کیونکہ اس کے پاس نرے قصے ہیں نہ مشاہدات۔ خدا نمائی کا آئینہ میں ہوں جو شخص میرے

﴿۸۵﴾

پاس آئے گا اور مجھے قبول کرے گا وہ نئے سرے اُس خدا کو دیکھ لے گا جس کی نسبت دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں صرف قصے باقی ہیں۔ میں اُس خدا پر ایمان لایا ہوں جس کو میرے منکر نہیں پہچانتے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس پر وہ ایمان لاتے ہیں اُن کے وہ خیالی بت ہیں نہ خدا۔ اسی وجہ سے وہ بت ان کی کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ ان کو کچھ قوت نہیں دے سکتے۔ ان میں کوئی پاک تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے کوئی تائیدی نشان نہیں دکھلا سکتے۔ اور یاد رہے کہ یہ اندھوں کے بیہودہ شکوک اور شبہات ہیں جو اس وحی الہی کی نسبت ان کے دلوں کو پکڑتے ہیں جو میرے پر نازل ہو رہی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ خدا کا کلام نہ ہو بلکہ انسان کے اپنے دل کے ہی اوہام ہوں مگر ان کو یاد رہے کہ خدا اپنی قدرتوں میں کمزور نہیں وہ یقین دلانے کے لئے ایسے خارق عادت طریقے اختیار کر لیتا ہے کہ انسان جیسے آفتاب کو دیکھ کر پہچان لیتا ہے کہ یہ آفتاب ہے ایسا ہی خدا کے کلام کو پہچان لیتا ہے۔ کیا ان کا یہ خیال ہے کہ آدم سے لے کر آنحضرت تک خدا تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ اپنی پاک وحی کے ذریعہ سے حق کے طالبوں کو سرچشمہ یقین تک پہنچا دے مگر پھر بعد اس کے اُس فیضان پر قادر نہ رہا یا قادر تو تھا مگر دانستہ اس امت غیر مرحومہ کے ساتھ بخل کیا اور اس دعا کو بھول گیا جو آپ ہی سکھلائی تھی۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ<sup>۱</sup>

اگر مجھ سے سوال کیا جاوے کہ تم نے کیوں نہ پہچانا اور یقین کیا کہ وہ کلمات جو تمہاری زبان پر جاری کئے جاتے ہیں وہ خدا کا کلام ہے حدیث النفس یا شیطانی القاء نہیں تو میری روح اس سوال کا مندرجہ ذیل جواب دیتی ہے:-

(۱) اوّل جو کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک شوکت اور لذت اور تاثیر ہے۔ وہ ایک فولادی میخ کی طرح میرے دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور تاریکی کو دور کرتا ہے اور اس کے ورود سے مجھے ایک نہایت لطیف لذت آتی ہے۔ کاش اگر میں قادر ہو سکتا تو میں اس کو بیان کرتا۔ مگر روحانی لذتیں ہوں خواہ جسمانی ان کی کیفیات کا پورا نقشہ کھینچ کر

دکھلانا انسانی طاقت سے بڑھ کر ہے۔ ایک شخص ایک محبوب کو دیکھتا ہے اور اس کی ملاحظت حُسن سے لذت اٹھاتا ہے مگر وہ بیان نہیں کر سکتا کہ وہ لذت کیا چیز ہے اسی طرح وہ خدا جو تمام ہستیوں کا علت العلل ہے۔ جیسا کہ اس کا دیدار اعلیٰ درجہ کی لذت کا سرچشمہ ہے ایسا ہی اس کی گفتار بھی لذت کا سرچشمہ ہے۔ اگر ایک کلام انسان سنے یعنی ایک آواز اس کے دل پر پہنچے اور اس کی زبان پر جاری ہو اور اس کو شبہ باقی رہ جاوے کہ شاید یہ شیطانی آواز ہے یا حدیث النفس ہے تو درحقیقت وہ شیطانی آواز ہوگی یا حدیث النفس ہوگی کیونکہ خدا کا کلام جس قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدائی طاقت اور چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے خود یقین دلا دیتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور ہرگز مردہ آوازوں سے مشابہت نہیں رکھتا بلکہ اس کے اندر ایک جان ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک طاقت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک کشش ہوتی ہے اور اس کے اندر یقین بخشنے کی ایک خاصیت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک لذت ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک روشنی ہوتی ہے اور اس کے اندر ایک خارق عادت تجلی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ذرہ ذرہ وجود پر تصرف کرنے والے ملائک ہوتے ہیں اور علاوہ اس کے اس کے ساتھ خدائی صفات کے اور بہت سے خوارق ہوتے ہیں اس لئے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ ایسی وحی کے مورد کے دل میں شبہ پیدا ہو سکے بلکہ وہ شبہ کو کفر سمجھتا ہے اور اگر اس کو کوئی اور معجزہ نہ دیا جاوے تو وہ اس وحی کو جو ان صفات پر مشتمل ہے بجائے خود ایک معجزہ قرار دیتا ہے۔ ایسی وحی جس شخص پر نازل ہوتی ہے اس شخص کو خدا کی راہ میں اور خدا کی محبت میں ایسے عاشق زار کی طرح بنا دیتی ہے جو اپنے تئیں صدق و ثبات کے کمال کی وجہ سے دیوانہ کی طرح بنا دیتا ہے اس کا یقین اس کے دل کو شہنشاہ کر دیتا ہے وہ میدان کا بہادر اور استغناء کے تحت کا مالک بن جاتا ہے۔ یہی میرا حال ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ قبل اس کے جو میں معجزات دیکھوں اور آسمانی تائیدوں کا مشاہدہ کروں میں اس کی کلام سے ہی اس کی طرف ایسا کھینچا گیا کہ کچھ اٹکل نہیں آتی کہ مجھے کیا ہو گیا تیرے تلواریں میرے



﴿۸۷﴾

اُس بیوند کو چھڑا نہیں سکتیں۔ کوئی آگ مجھے ڈرا نہیں سکتی۔ وہ کشش جس نے میرے دل پر کام کیا وہ دلائل سے باہر ہے اور بیان سے بلند تر اور براہین سے بالاتر۔ ابتدا میں کلام تھا اُس کلام نے جو کچھ کیا سو کیا۔ وہ خدا جو نہاں در نہاں ہے اس نے میری روح پر ابتدا میں محض کلام کے ساتھ تجلی کی اور اپنے مکالمات کا دروازہ میرے پر کھولا۔ پس وہی ایک بات تھی جو بالخصوص میرے لئے کافی کشش ہوئی اور حضرت احدیت کی طرف مجھے کھینچ کر لے گئی۔ اور یہ کہ کلام کی طاقت نے میرے دل پر کیا کیا اثر ڈالے اور مجھے کہاں تک پہنچا دیا اور کیا کیا تبدیلیاں کیں اور کیا میرے دل میں سے لے لیا اور کیا دے دیا۔ ان باتوں کو میں کن لفظوں میں ادا کروں اور کس پیرایہ میں دلوں پر بٹھا دوں۔ جن خارق عادت عنایات کے ساتھ وہ مجھ سے نزدیک ہوا کوئی نہیں جانتا مگر میں۔ اور جس محبت کے مقام پر میرا قدم ہے کوئی نہیں جانتا مگر وہ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ابتدا اس ترقی اور تعلق کا خدا کا کلام ہے جس کی ناگہانی کشش نے مجھے ایسا اٹھالیا جیسا کہ ایک زبردست بگولہ ایک تینکے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینک دیتا ہے۔ پس میرے پاس یہ ذکر کرنا کہ کیوں وہ کلام جو تم پر نازل ہوا حدیث النفس نہیں۔ یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ کیوں ممکن نہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اور زبان سے بولتے ہو اور کانوں سے سنتے ہو یہ غلط خیال ہو۔ پس عزیزو! تم سوچو اور سمجھ لو کہ کیا وہ شخص جس کو معلوم ہے کہ میں آنکھ بند کرنے سے پھر کچھ دیکھ نہیں سکتا اور کانوں کے بند کرنے سے پھر کچھ سن نہیں سکتا اور زبان کے کاٹے جانے سے پھر کچھ بول نہیں سکتا وہ ایسے منکرانہ جرح کو کچھ حقیقت نہیں سمجھے گا یا شک میں پڑے گا کہ شاید میں آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کان سے نہیں سنتا اور زبان سے نہیں بولتا۔ سو اسی طرح میرا حال ہے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اور ہوتا ہے وہ میری روحانی والدہ ہے جس سے میں پیدا ہوا۔ اس نے مجھے ایک وجود بخشا ہے جو پہلے نہ تھا اور ایک روح عطا کی ہے جو پہلے نہ تھی۔ میں نے ایک بچہ کی طرح اس کی گود میں پرورش پائی اور اس نے

مجھے ہر ایک ٹھوکر سے سنبھالا اور ہر ایک گرنے کی جگہ سے بچالیا۔ وہ کلام ایک شمع کی طرح میرے آگے آگے چلا یہاں تک کہ میں منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اس سے زیادہ کوئی بد ذاتی نہیں ہوگی کہ میں یہ کہوں کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔ میں اسی طرح اس کو خدا کا کلام جانتا ہوں جس طرح میں یقین رکھتا ہوں کہ میں زبان سے بولتا ہوں اور کانوں سے سنتا ہوں اور میں کیونکر اس سے انکار کروں اس نے تو مجھے خدا دکھلایا اور چشمہ شیریں کی طرح معارف کا پانی مجھے پلاتا رہا۔ اور ایک ٹھنڈی ہوا کی طرح ہر ایک جس کے وقت میں مجھے راحت بخش ہوا۔ وہ ان زبانوں میں بھی مجھ پر نازل ہوا جن زبانوں کو میں نہیں جانتا تھا جیسا کہ زبان انگریزی اور سنسکرت اور عبرانی۔ اس نے بڑی بڑی پیشگوئیوں اور عظیم الشان نشانوں سے ثابت کر دیا کہ وہ خدا کا کلام ہے اور اس نے حقائق و معارف کا ایک خزانہ میرے پر کھول دیا جس سے میں اور میری تمام قوم بے خبر تھی۔ وہ کبھی کبھی زبان عربی یا انگریزی یا کسی دوسری زبان کے ان دقیق اور نامعلوم الفاظ میں میرے پر نازل ہوا جن سے میں بے خبر تھا۔ تو کیا باوجود ان روشن ثبوتوں کے کوئی شک کا مقام ہو سکتا ہے کیا یہ باتیں پھینک دینے کے لائق ہیں کہ ایک کلام جس نے معجزہ کی طاقت دکھلای اور اپنی قوی کشش<sup>\*</sup> ثابت کی اور غیب کے بیان کرنے میں وہ پختل نہیں نکلا بلکہ ہزار ہا مورغیبیہ اس نے ظاہر کیے۔ اور ایک باطنی کمند سے مجھے اپنی طرف کھینچا اور ایک کمند دنیا کے سعید دلوں پر ڈالا اور میری طرف ان کو لایا اور ان کو آنکھیں دیں جن سے وہ دیکھنے لگے اور کان دیئے جن سے وہ سننے لگے اور صدق و ثبات بخشا جس سے وہ اس راہ میں قربانی ہونے کے لئے موجود ہو گئے تو کیا یہ تمام کاروبار شیطانی یا وسوسہ نفسانی ہے۔ کیا شیطان خدا کے برابر ہو سکتا ہے تو پھر کیوں وہ تمہاری مدد نہیں کرتا۔ سنو وہ جس نے یہ کلام نازل کیا وہ کیا کہتا ہے اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی چکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور

☆ بعض میرے معجزات کے ظہور کا باعث خود میرے دشمن ہو گئے کہ انہوں نے مجھ کو مقابل پر رکھ کر خود دعا کر دی کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل علی گڑھی اور جیسا کہ جھوٹے پر لعنت کی دعا محمد حسن متونی نے کی اور پھر بعد اس کے وہ سب کے سب مر گئے اور یقیناً سمجھو کہ اگر ان میں سے ہزار مولوی بھی مجھے مقابل رکھ کر ایسی دعا کرتا کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے تو ضرور وہ تمام گروہ علماء مر جاتا جیسا کہ یہ لوگ مر گئے کیا کسی مغرور مولوی کو اس معجزہ میں بھی شک ہے۔ منہ

﴿ ۸۹ ﴾

حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ سو ضرور ہے کہ یہ زمانہ گزر نہ جائے اور ہم اس دنیا سے کوچ نہ کریں جب تک خدا کے وہ تمام وعدے پورے نہ ہوں۔ جو شخص تاریکی میں پڑا ہوا ہے اور اس سے بے خبر ہے کہ خدا کا یقینی اور قطعی کلام بھی اس کے بندوں پر نازل ہوا کرتا ہے وہ خدا کے وجود سے ہی بے خبر ہے لہذا وہ اپنی طرح تمام دنیا کو وساوس کے نیچے پامال دیکھتا ہے اور اس کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ بجز وساوس اور اضغاث احلام اور حدیث انفس کے اور کچھ نہیں اور غایت کاروہ ظنی طور پر نہ یقینی اور قطعی طور پر الہام الہی کا خیال دل میں لاتا ہے مگر ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ جس دل پر درحقیقت آفتاب وحی الہی تجلی فرماتا ہے اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔ کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت رہ سکتی ہے۔ پھر جس حالت میں موسیٰ کی ماں کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر پورا یقین رکھ کر اس نے اپنے بچہ کو معرض ہلاکت میں ڈال دیا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بجرم اقدام قتل مجرم نہ ہوئی تو کیا یہ امت اسرائیل کے خاندان کی عورتوں سے بھی گئی گذری ہے اور پھر اسی طرح مریم کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر بھروسہ کر کے اس نے قوم کی کچھ پرواہ نہیں کی تو حیف ہے اس امت مخذول پر جو ان عورتوں سے بھی کم تر ہے۔ پس اس صورت میں یہ امت خیر الامم کا ہے کوہوئی بلکہ شر الامم اور اجہل الامم ہوئی۔ اسی طرح خضر جو نبی نہیں تھا اور اس کو علم لُدنیٰ دیا گیا تو کیا اگر اس کا الہام ظنی تھا یقینی نہیں تھا تو کیوں اس نے ایک ناحق بچہ کو قتل کر دیا۔ اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ الہام کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہیے یقینی اور قطعی نہ تھا تو کیوں انہوں نے اس پر عمل کیا۔ پس اگر ایک شخص اپنی نابینائی سے میری وحی سے منکر ہے تاہم اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور پوشیدہ دہریہ نہیں تو اس کے ایمان میں یہ بات داخل ہونی چاہیے کہ یقینی قطعی مکالمہ الہیہ ہو سکتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کی وحی یقینی پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو ہوتی رہی ہے اور وہ نبی بھی نہ تھے اس امت میں بھی اس یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری ہے تاہم امت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہر جائے۔ سو خدا نے آخری زمانہ

میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا ان واقعات سے تعجب نہیں کرنا چاہئے بلکہ درحقیقت انسان کی نجات اسی پر موقوف ہے کہ یا تو وہ خود ایسا شخص ہو جو براہ راست خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبت رکھتا ہو مگر ایسا مکالمہ مخاطبہ نہ ہو کہ جس میں قطعی فیصلہ نہ ہو کہ وہ رحمانی ہے یا شیطانی ہے اور یا وہ شخص نجات پاسکتا ہے جو ایسے شخص کا ہم صحبت اور اس کے دامن سے وابستہ ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ جس قدر دنیا میں گناہ پیدا ہوئے ہیں ان کی یہی وجہ ہے کہ جس قدر انسان کو دنیا کی لذات اور دنیا کی عزت اور دنیا کے مال و متاع پر یقین ہے یہ یقین آخرت پر نہیں ہے اور جیسا کہ وہ ایک ایسے صندوق پر توکل کر سکتا ہے جو قیمتی جوہرات اور خالص سونے سے بھرا ہوا ہے اور اس کے قبضے میں ہے ایسا وہ خدا پر توکل نہیں کر سکتا۔ اور جیسا کہ دنیا کی گورنمنٹ اور دنیا کے حکام سے لوگ ڈرتے ہیں اور مدانہ سے زندگی بسر کرتے ہیں ایسا خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ یہی سبب ہے کہ دنیا کے پیش افتادہ اسباب اور وسائل ان کی نظر میں ایسے یقینی ہیں کہ دینی عقائد ان کے آگے کچھ بھی چیز نہیں۔ اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ نجات بجز حق الیقین کے ممکن نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۗ یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ اس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اس سے بھی بدتر۔ تو بغیر یقین کامل کے کیونکر نجات ہو اور اگر ایک مذہب کی پابندی سے نجات نہیں تو اس مذہب سے حاصل کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تو یقین کے چشمے جاری تھے اور وہ خدائی نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور انہیں نشانوں کے ذریعہ سے خدا کی کلام پر انہیں یقین ہو گیا تھا اس لئے ان کی زندگی نہایت پاک ہو گئی تھی لیکن بعد میں جب وہ زمانہ جاتا رہا اور اس زمانہ پر صد ہا سال گذر گئے تو پھر ذریعہ یقین کا کون سا تھا۔ سچ ہے کہ قرآن شریف ان کے پاس تھا اور قرآن شریف اس ذوالفقار تلوار کی مانند ہے جس کے دو طرف دھاریں ہیں ایک طرف کی دھار مومنوں کی اندرونی غلاظت کو کاٹی ہے اور دوسری طرف کی دھار دشمنوں کا کام تمام کرتی ہے مگر پھر بھی وہ تلوار اس کام کے لئے ایک

﴿۹۱﴾

بہادر کے دست و بازو کی محتاج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **يَسْتَلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُرَكِّبُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ**۔<sup>۱</sup> پس قرآن سے جو تزکیہ حاصل ہوتا ہے اس کو اکیلا بیان نہیں کیا بلکہ وہ نبی کی صفت میں داخل کر کے بیان کیا یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام یوں ہی آسمان پر سے کبھی نازل نہیں ہوا بلکہ اس تلوار کو چلانے والا بہادر ہمیشہ ساتھ آیا ہے جو اس تلوار کا اصل جوہر شناس ہے لہذا قرآن شریف پر سچا اور تازہ یقین دلانے کے لئے اور اس کے جوہر دکھلانے کے لئے اور اس کے ذریعہ سے اتمام حجت کرنے کے لئے ایک بہادر کے دست و بازو کی ہمیشہ حاجت ہوتی رہی ہے اور آخری زمانہ میں یہ حاجت سب سے زیادہ پیش آئی کیونکہ دجالی زمانہ ہے اور زمین و آسمان کی باہمی لڑائی ہے۔ غرض جب خدا تعالیٰ نے فرما دیا کہ جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا تو ہر ایک طالب حق کے لئے ضروری ہوا کہ اسی جہاں میں آنکھوں کا نور تلاش کرے اور اس زندہ مذہب کا طالب ہو جس میں زندہ خدا کے انوار نمایاں ہوں۔ وہ مذہب مردار ہے جس میں ہمیشہ کے لئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہیں کیونکہ وہ انسانوں پر یقین کی راہ بند کرتا ہے اور ان کو قصوں کہانیوں پر چھوڑتا ہے اور ان کو خدا سے نومید کرتا اور تاریکی میں ڈالتا ہے اور کیونکر کوئی مذہب خدا نما ہو سکتا اور کیونکر گناہوں سے چھڑا سکتا ہے جب تک کوئی یقین کا ذریعہ اپنے پاس نہیں رکھتا اور جب تک سورج نہ چڑھے کیونکر دن چڑھ سکتا ہے۔ پس دنیا میں سچا مذہب وہی ہے جو بذریعہ زندہ نشانوں کے یقین کی راہ دکھلاتا ہے باقی لوگ اسی زندگی میں دوزخ میں گرے ہوئے ہیں بھلا بتاؤ کہ ظن بھی کوئی چیز ہے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہیں کہ شائد یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ یاد رکھو کہ گناہ سے پاک ہونا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ فرشتوں کی سی زندگی بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ دنیا کی بے جا عیاشیوں کو ترک کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لینا اور خدا کی طرف ایک خارق عادت کشش سے کھینچے جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ زمین کو چھوڑنا اور آسمان

پر چڑھ جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریا کاری کی ملوٹی سے پاک کر دینا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اس کی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پرواہ ہو جانا اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین کے ہرگز ممکن نہیں۔ اب بتلاؤ اے مسلمان کہلانے والو کہ ظلمات شک سے نور یقین کی طرف تم کیونکر پہنچ سکتے ہو۔ یقین کا ذریعہ تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ لے کا مصداق ہے۔ سو چونکہ عہد نبوت پر تیرہ سو برس گذر گئے اور تم نے وہ زمانہ نہیں پایا جب کہ صدہا نشانوں اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ قرآن اترتا تھا اور وہ زمانہ پایا جس میں خدا کی کتاب اور اس کے رسول اور اس کے دین پر ہزار ہا اعتراض عیسائی اور دہریہ اور آریہ وغیرہ کر رہے ہیں اور تمہارے پاس بجز لکھے ہوئے چند ورقوں کے جن کی اعجازی طاقت سے تمہیں خبر نہیں اور کوئی ثبوت نہیں اور جو معجزات پیش کرتے ہو وہ محض قصوں کے رنگ میں ہیں تو اب بتلاؤ کہ تم کس راہ سے اپنے تئیں یقین کے بلند مینار تک پہنچا سکتے ہو اور کس طریق سے دشمن کو بتلا سکتے ہو کہ تمہارے پاس خدا پر یقین لانے کے لئے اور گناہ سے بچنے کے لئے ایک ایسی چیز ہے جو دشمن کے پاس نہیں تا وہ انصاف کر کے تمہارے مذہب کا طالب ہو جائے اس حرکت سے ایک عقلمند کو کیا فائدہ کہ ایک گوبر کو چھوڑ دے اور دوسرے گوبر کو کھالے۔ سچائی کو ہر ایک سعید دل لینے کو طیار ہے بشرطیکہ سچائی اپنے نور کو ثابت کر کے دکھلا دے جس اسلام کو آج یہ مخالف مولوی اور ان کا گروہ غیر مذہب کے لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ صرف پوست ہے نہ مغز اور محض افسانہ ہے نہ حقیقت۔ پھر کوئی کیونکر اس کو قبول کرے اور جس بیماری سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک شخص مذہب کو تبدیل کرنا چاہتا ہے اگر وہی بیماری اس دوسرے مذہب میں بھی ہے تو اس تبدیلی سے بھی کیا فائدہ۔ یوں تو ہر مہو بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایک خدا کے قائل ہیں مگر خدا کا قائل وہی ہے جس کی یقین کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور وہی گناہ سے بچ سکتا ہے۔

﴿۹۳﴾

کہ جو یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھتا ہے باقی سب قصے جھوٹ ہیں اور سب کفارے باطل ہیں سو وہی زندہ خدا اس آخری زمانہ میں اپنے تئیں پیش کرتا ہے تا لوگ ایمان لائیں اور ہلاک نہ ہوں۔ قرآن شریف خدا کا کلام تو ہے بلکہ سب سے بڑا کلام مگر وہ تم سے بہت دور ہے تمہاری آنکھیں اس کو دیکھ نہیں سکتیں اب وہ تمہارے ہاتھ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ توریت یہودیوں کے ہاتھ میں۔ اسی وجہ سے اگر تم انصاف کرو تو گو، ہی دے سکتے ہو کہ باعث اس کے کہ اس پاک کلام کے یقینی انوار تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں تم اس سے باطنی تقدس کا کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے اور اگر واقعات خارجیہ کی شہادت کچھ چیز ہے تو تم انصافاً آپ ہی شہادت دے سکتے ہو کہ اس موجودہ زمانہ میں تمہاری کیا حالتیں ہیں سچ کہو کہ کیا تم گناہوں سے اور تمام ان حرکات سے جو تقویٰ کے برخلاف ہیں ایسے ڈرتے ہو جیسا کہ ایک زہر بلائیل کے استعمال سے انسان ڈرتا ہے۔ سچ کہو کہ کیا تم اس تقویٰ پر قائم ہو جس تقویٰ کے لئے قرآن شریف میں ہدایت کی گئی تھی۔ سچ کہو کہ وہ آثار جو سچے یقین کے بعد ظاہر ہوتے ہیں وہ تم میں ظاہر ہیں۔ تم اس وقت جھوٹ نہ بولو اور بالکل سچ کہو کہ کیا وہ محبت جو خدا سے کرنی چاہئے اور وہ صدق و ثبات جو اس کی راہ میں دکھلانا چاہیے وہ تم میں موجود ہے۔ تم خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہو کہ اس مردار دنیا کو جس صفائی سے ترک کرنا چاہئے کیا تم اُسی صفائی سے ترک کر چکے ہو اور جس اخلاص اور توحید اور تفرید سے خدائے واحد لا شریک کی طرف دوڑنا چاہیے کیا تم اُسی اخلاص سے اُس کی راہ میں دوڑ رہے ہو۔ ریا کاری سے بات مت کرو اور لاف زنی سے لوگوں کو خوش کرنا مت چاہو کہ وہ خدا درحقیقت موجود ہے جو تمہارے ہر ایک قول اور فعل کو دیکھ رہا ہے۔ تم بات کرتے وقت اس قادر کا خیال کر لو جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے وہ جھوٹی شیخیوں کو ایک دم جہنم کا ہی زم کر سکتا ہے۔ سو تم سچ سچ کہو کہ تمہارے قدم دنیا کی خواہشوں یا دنیا کی آبروؤں یا دنیا کے مال و متاع میں پھنسے ہوئے ہیں یا نہیں۔ پس اگر تمہیں خدا پر یقین حاصل ہوتا تو تم اس زہر کو ہرگز نہ کھاتے اور قریب تھا کہ دنیا اس زہر سے مر جاتی اگر خدایہ آسمانی سلسلہ اپنے ہاتھ سے

قائم نہ کرتا اور اگر تم چالاکی سے کہو کہ ہم ایسے ہی ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا اور ہم میں گناہ کی کوئی تار کی نہیں اور پورے یقین کے انجن سے ہم کھنچے جا رہے ہیں تو تم نے جھوٹ بولا ہے اور آسمان اور زمین کے بنانے والے پر تہمت لگائی ہے اس لئے قبل اس کے جو تم مرو خدا کی لعنت تمہاری پردہ دری کرے گی۔ یقین اپنے نوروں کے سمیت آتا ہے۔ کوئی آسمان تک نہیں پہنچا سکتا ہے مگر وہی جو آسمان سے آتا ہے۔ اگر تم جانتے کہ خدا کا تازہ بتازہ اور یقینی اور قطعی کلام تمہاری بیماریوں کا علاج ہے تو تم اس سے انکار نہ کرتے جو عین صدی کے سر پر تمہارے لئے آیا۔ اے غافل یقین کے بغیر کوئی عمل آسمان پر جا نہیں سکتا اور اندرونی کدورتیں اور دل کی مہلک بیماریاں بغیر یقین کے دور نہیں ہو سکتیں۔ جس اسلام پر تم فخر کرتے ہو یہ رسم اسلام ہے نہ حقیقت اسلام۔ حقیقی اسلام سے شکل بدل جاتی ہے اور دل میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے اور سفلی زندگی مرجاتی ہے اور ایک اور زندگی پیدا ہوتی ہے جس کو تم نہیں جانتے یہ سب کچھ یقین کے بعد آتا ہے اور یقین اس یقینی کلام کے بعد جو آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ خدا، خدا کے ذریعہ سے ہی پہچانا جاتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے۔ تم میں سے کون ہے جو اپنے ہم کلام کو شناخت نہیں کر سکتا۔ پس اسی طرح مکالمات کی حالت میں معرفت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ بندہ کا دعا کرنا اور خدا تعالیٰ کا لطف اور رحم سے اس دعا کا جواب دینا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ بعض موقعہ پر بیس بیس دفعہ یا تیس تیس دفعہ یا پچاس پچاس دفعہ یا قریباً تمام رات یا قریباً تمام دن اسی طرح ہر ایک دعا کا جواب پانا اور جواب بھی فصیح تقریر میں۔ اور بعض دفعہ مختلف زبانوں میں اور بعض دفعہ ایسی زبانوں میں جن کا علم بھی نہیں اور پھر اس کے ساتھ ایسے نشانوں کی بارش اور معجزات اور تائیدوں کا سلسلہ۔ کیا یہ ایسا عمل ہے کہ اس قدر مسلسل مکالمات اور مخاطبات اور آیات بینات کے بعد پھر خدا کے کلام میں شک رہے۔ نہیں نہیں بلکہ یہ ایسا امر ہے کہ اس کے ذریعہ سے بندہ اسی عالم میں اپنے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور دونوں عالم اس کے لئے بلا تفاوت یکساں ہو جاتے ہیں اور جس طرح نورہ کے استعمال سے یک دفعہ بال گر جاتے ہیں ایسا ہی اس نور کے نزول کے جلال سے



﴿۹۵﴾

وحشیانہ زندگی کے بال جو جرائم اور معاصی سے مراد ہے کالعدم ہو جاتے ہیں اور انسان مُردوں سے بیزار ہو کر اس دلآرام زندہ کا عاشق ہو جاتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی اور جیسا کہ تم دنیا کی چیزوں سے بے صبر ہو ویسا ہی وہ خدا کی دوری پر صبر نہیں کر سکتا غرض تمام برکات اور یقین کی کنجی وہ کلام قطعی اور یقینی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر نازل ہوتا ہے۔ جب خدائے ذوالجلال کسی اپنے بندہ کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے تو اپنا کلام اس پر نازل کرتا ہے اور اپنے مکالمات کا اس کو شرف بخشتا ہے اور اپنے خارق عادت نشانوں سے اُس کو تسلی دیتا ہے اور ہر ایک پہلو سے اس پر ثابت کر دیتا ہے کہ وہ اس کا کلام ہے تب وہ کلام قائم مقام دیدار کا ہو جاتا ہے اس روز انسان سمجھتا ہے کہ خدا ہے کیونکہ انسا الموجود کی آواز سننا ہے۔ خدا تعالیٰ کی کلام سے پہلے اگر انسان کا خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان ہوتا ہے تو بس اسی قدر کہ وہ مصنوعات پر نظر کر کے یہ خیال کر لیتا ہے کہ اس ترکیب محکم ابلیخ کا کوئی صانع ہونا چاہئے لیکن یہ کہ درحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے یہ مرتبہ ہرگز بجز مکالمات الہیہ کے حاصل نہیں ہو سکتا اور گندی زندگی جو تحت الثریٰ کی طرف ہر لمحہ کھینچ رہی ہے وہ ہرگز دور نہیں ہوتی۔ اسی جگہ سے عیسائیوں کے خیالات کا بھی باطل ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ ابن مریم کی خودکشی نے ان کو نجات دے دی ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ تنگ و تاریک دوزخ میں پڑے ہوئے ہیں جو مجوبیت اور شکوک اور شبہات اور گناہ کا دوزخ ہے۔ پھر نجات کہاں ہے۔ نجات کا سرچشمہ یقین سے شروع ہو جاتا ہے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انسان کو اس بات کا یقین دیا جائے کہ اس کا خدا درحقیقت موجود ہے جو مجرم اور سرکش کو بے گناہ <sup>☆</sup> نہیں چھوڑتا اور رجوع کرنے والے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہی یقین تمام گناہوں کا علاج ہے بجز اس کے دنیا میں نہ کوئی کفارہ ہے نہ کوئی خون ہے جو گناہ سے بچاوے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ ہر ایک جگہ تمہیں یقین ہی نا کردنی باتوں سے روک دیتا ہے تم آگ میں ہاتھ نہیں ڈال سکتے کہ وہ مجھے

جلاد دے گی۔ تم شیر کے آگے اپنے تئیں کھڑا نہیں کرتے کیونکہ تم یقین رکھتے ہو کہ وہ مجھے کھا لے گا۔ تم کوئی زہر نہیں کھاتے کیونکہ تم یقین رکھتے ہو کہ وہ مجھے ہلاک کر دے گی۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ بے شمار تجارب سے تم پر ثابت ہو چکا ہے کہ جس جگہ تمہیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فعل یا یہ حرکت بلاشبہ مجھے ہلاکت تک پہنچائے گی تم فی الفور اس سے رک جاتے ہو اور پھر وہ گناہ تم سے سرزد نہیں ہوتا۔ پھر خدا تعالیٰ کے مقابل پر تم کیوں اس ثابت شدہ فلسفہ سے کام نہیں لیتے کیا تجربہ نے اب تک گواہی نہیں دی کہ بجز یقین کے انسان گناہ سے رک نہیں سکتا۔ ایک بکری یقین کی حالت میں اس مرغزار میں چرنے نہیں سکتی جس میں شیر سامنے کھڑا ہے پس جب کہ یقین لایعقل حیوانات پر بھی اثر ڈالتا ہے اور تم تو انسان ہو۔ اگر کسی دل میں خدا کی ہستی اور اس کی ہیبت اور عظمت اور جبروت کا یقین ہے تو وہ یقین ضرور اسے گناہ سے بچالے گا اور اگر وہ نہیں بچ سکا تو اسے یقین نہیں کیا خدا پر یقین لانا اس یقین سے کم تر ہے کہ جو شیر اور سانپ اور زہر کے وجود کا یقین ہوتا ہے۔ سو وہ گناہ جو خدا سے دور ڈالتا ہے اور جہنمی زندگی پیدا کرتا ہے اس کا اصل سبب عدم یقین ہے۔ کاش میں کس دف کے ساتھ اس کی منادی کروں کہ گناہ سے چھڑانا یقین کا کام ہے۔ جھوٹی فقیری اور مشیخت سے توبہ کرانا یقین کا کام ہے۔ خدا کو دکھانا یقین کا کام ہے۔ وہ مذہب کچھ بھی نہیں اور گندہ ہے اور مردار ہے اور ناپاک ہے اور جہنمی ہے اور خود جہنم ہے جو یقین کے چشمہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ زندگی کا چشمہ یقین سے ہی نکلتا ہے اور وہ پر جو آسمان کی طرف اڑاتے ہیں وہ یقین ہی ہے۔ کوشش کرو کہ اس خدا کو تم دیکھ لو جس کی طرف تم نے جانا ہے۔ اور وہ مرکب یقین ہے جو تمہیں خدا تک پہنچائے گا۔ کس قدر اس کی تیز رفتار ہے کہ وہ روشنی جو سورج سے آتی ہے اور زمین پر پھیلتی ہے وہ بھی اس کی سرعت رفتار کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو۔ اور اگر تمہیں اس منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو

﴿۹۷﴾

دیکھ لیا ہے اور یہ کہ کیونکر یقین کی آنکھ سے خدا کو دیکھا جاوے اس کا جواب کوئی مجھ سے سنے یا نہ سنے مگر میں یہی کہوں گا کہ اس یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے جو زندہ نشان اپنے اندر اور ساتھ رکھتا ہے جب وہ آسمان پر سے اترتا ہے تو نئے سرے مردوں کو قبروں میں سے نکالتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ باوجود آنکھوں کے پینا ہونے کے تم آسمانی آفتاب کے محتاج ہو اسی طرح خدا شناسی کی بینائی محض اپنی آنکھوں سے حاصل نہیں ہو سکتی وہ بھی ایک آفتاب کی محتاج ہے۔ اور وہ آفتاب بھی آسمان پر سے اپنی روشنی زمین پر نازل کرتا ہے یعنی خدا کا کلام۔ کوئی معرفت خدا کے کلام کے بغیر کامل نہیں ہو سکتی۔ خدا کا کلام بندہ اور خدا میں ایک دلالہ ہے وہ اترتا ہے اور خدا کا نور اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جس پر وہ اپنے پورے کرشمہ اور پوری تجلی اور پوری خدائی عظمت اور قدرت اور برہنہ کرشمہ کے ساتھ اترتا ہے اس کو وہ آسمان پر لے جاتا ہے۔ غرض خدا تک پہنچنے کے لئے بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے اور کوئی سبیل نہیں۔

## نظم

کے شوی عاشق رخ یارے	تاناہ بردل رخس کند کارے	ہم چنین زان لے دو گفتارے	آن کند کار باکہ دیدارے
لاجرم عشق دلبر خوش خو	خیزد از گفتگو چو دیدن رو	گفتگو را کشش بود بسیار	بے سخن کم اثر کند دیدار
ہر کہ ذوق کلام یافتہ است	رازا این رہ تمام یافتہ است	زیر لب گفتگوئے جانانے	زندگی محضت بیک آنے
دورخی کز عذاب پُ چون خُم	اصل آن ہست لایکلمہم	دل نہ گرد صفائے خیزد بیم	تا چو موسیٰ نمیشوی تو کلیم
ہست داروئے دل کلام خدا	کے شوی مست جز بجام خدا	تاناہ او گفت خود انا الموجود	عقدہ ہستیش کسے نہ کشود
تا نقد مشعلے ز غیب پدید	از شب تاریک کس نہ زہید	تاناہ خود را نمود خود دادار	کس ندانت کوئے آن دلدار
تاناہ خود از سخن یقین بخشید	کس ز زندان ریب و تنگ نہ زہید	ہر چہ باشد ز ہدو صدق و سداد	بے یقین سست باشدش بنیاد
گر یقین نیست بر خدائے یگان	از محالات قوت ایمان	بے یقین دین و کیش بیہودہ است	بے یقین بیچ دل نیا سودہ است
بے یقین و تجلیات یقین	کس نہ رستہ ز دام دیو لعین	بے یقین از گنہ نہ رستہ کسے	دانم احوال شیخ و مشاب بے

آن خدائے کذات اوست نہان دور تر از دو چشم عالمیان بر وجودش یقین چسان آید گر نظر نیست گفتگو باید  
 زین سبب هست حاجت گفتار گر میسر نمی شود دیدار بے کلام و شہادت آیات کے یقین می شود کہ هست آن ذات  
 بے یقین کے ہمین شود دل پاک مُردہ چون سر بر آرد از تہ خاک گر یقین نیست نیز ایمان نیست زہد و صدق و ثبات و عرفان نیست  
 جز یقین مشکلات صدق و ثبات سخت دشوار ترک منہیات زین سبب خلق شد چومردارے سر تہی گشت از سر یارے  
 روز شب کار و بار فسق و فجور حاصل عمر کفر و کبر و غرور دین و مذہب برائے آن باشد کز یقین سوئے حق کشان باشد  
 این چہ دینے کہ می کشد ہر آن سوئے شیطان و سیرت شیطان از ربا عیب خویش مے پوشند ہر دم از حرص و آز می جوشند  
 چون یقین نیست بر خدائے وحید لا جرم نفس شد خبیث و پلید نفس دون تانہ بیند آن انوار کے شود سرد خواہش مُردار  
 بہت واللہ کلام ربّانی از خدا آله خدا دانی اژدہائے دمان کہ نفسش نام بے کلام خدا نہ گردد رام  
 این فسون است بہر این مارے کزلپ یار یک دو گفتارے وہ چہ دارد اثر کلام خدا دیو بگریزد از پیام خدا  
 دُزد را کار بہت باشب تار چون سحر شد گریزد آن غدار بچو قول خدا کدام سحر کہ رود تیرگی ازو بیکسر  
 ہر کہ این در برو خدا بکشاد بے توقف خدائش آمدیاد آچنان دور شد ز خبت و فساد کہ نماندہ اثر ز استعداد  
 وان کہ در عمر خود ندید آن نور کورماند و ز نور حق مجبور کس نیابد از ان یگان اسرار جز سعیدے کہ یابد آن گفتار  
 ہر کہ این مہر بر سر او تافت ذوق مہر خدا ہمان کس یافت پیچ دانی کلام رحمان چہست وان کہ آن خور بیانت آن مہ کیت  
 آن کلامش کہ نوبہا دارد شک و ریب از قلوب بردارد نوردر ذات خویش و نور دہد رگ ہر شک و ہر گمان بہر د  
 دل کہ باشد گرفتہ اوہام یابد از وے سکینت و آرام بچو منجے کہ بہت فولادی در دل آید فزادنت شادی  
 زور ہد عادت فساد و شقاق چارہ زہر نفس چون تریاق کارہا میکند بانسانی بچو باد صبا بہ بستانی  
 مے کشاید دو چشم انسان را مے نماید جمال رحمان را در وحی خدا چو گردد باز بستہ گردد بر آدمی در آرز  
 یک کشش کار میکند بدرون در دل آید فروخ بیچون زان کشش دل ہی شود بیدار منتقر ز غیر و طالب یار  
 روز ہر حرص و آرز تا بندہ سوئے یار ازل شتابندہ میوہ از روضہ فنا خوردہ و از خود و آرزوے خود مُردہ  
 سبیل عشقش ز جائے خود مُردہ رخت در جائے دیگر آورده پاک و طیب بچشم بیچونی پیش کوران خبیث و ملعونی  
 از یقین پُر چو شیشہ عطار لا اُبالی ز لعنتِ اغیار دست غیبی کشیدہ دامن دل بر کشیدہ دو دست یار ز گل  
 پاک دل پاک جان و پاک ضمیر دور تر از مکاند و تزویر

آچنان عشق تیز مرکب راند کہ ازان مشق خاک بیچ نماند کشید دلبر و دلآراے رستہ یکسر زنگ و از نامے  
 پُرِ عشق و تہی ز ہر آرزے قصہ کوتاہ کرد آوازے آن ندائے یقین کہ گوش شنید کرد کار و ز غیر حق بہرید  
 رفتہ بیرون ز حلقہ اغیار دل بریدہ ز غیر آن دلدار پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش رستہ از بند خود پرستی خویش  
 آچنان یار در کمند انداخت کہ نہاند بدیگرے پرداخت قدم خود زہد براہ عدم گم بیادش ز فرق تا بقدم  
 ذکر دلبر غدائے او گشتہ ہمہ دلبر برائے او گشتہ سوختہ ہر غرض بجز دلدار دوختہ چشم دل ز غیر نگار  
 دل و جان بر رُئے فدا کردہ وصل او اصل مدعا کردہ مردہ و خویشین فنا کردہ عشق جو شید و کارہا کردہ  
 از خودی ہائے خود فدا جُدا سیل پُر زور بود بُرد از جا تن چو فرسود دستان آمد دل چو از دست رفت جان آمد  
 عشق دلبر بروئے او بارید ابر رحمت بکوائے او بارید از یقینے کہ شد ز گفتارے در دل او برست گلزارے  
 ہر ظہورے یکے سبب دارد داند آن کو بدل طلب دارد پس چنین شورش محبت یار کہ بشنود ہم از خودی آثار  
 این میسر نئے شود ز نہار جز سخن ہائے دلبر و دلدار عشق کور و نماند از دیدار نیز گہ کہ بہ خیزد از گفتار  
 بالخصوص آن سخن کہ از دلدار خاصیت دارد اندر این اسرار کشتہ او نہ یک نہ دو نہ ہزار این قتیلان او برون ز شمار  
 ہر زمانے قتیل تازہ بخواست غازہ روئے اودم شہد است این سعادت چو بود قسمت ما رفتہ رفتہ رسید نوبت ما  
 کہ بلایے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم آدم نیز احمد مختار در برم جامے ہمہ ابرار  
 کار ہائے کہ کرد با من یار برتر آن دفتر است از اظہار آنچہ داد است ہر نبی را جام داد آن جام را مرا بہ تمام  
 دل من بردو اَلفِتِ خود دار خود مرا شد بوی خود اُستاد وحی او را عجب اثر دیدم روئے آن مہر زان قمر دیدم  
 دیدم از خلق رنج و مکروہات و آنچہ چیز است پیش این لذات دیدم از جگر خلق جلوہ یار کار دیگر برآمد از یک کار  
 آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دائمش ز خطا بچو قرآن منزہ اش دانم از خطا ہا ہمین است ایمانم  
 من خدا را بدو شناختہ ام دل بدین آتشش گداختہ ام بخدا ہست این کلام مجید از دہان خدائے پاک و وحید  
 آنچہ بر من عیان شد از دادار آفتابے است باد و صد انوار این خدائیت رب اربابم بکہ رو آرم ار ازو تا بجم  
 انبیاء گرچہ بودہ اند بے من بحر فان نہ کمترم ز کسے وارث مصطفی شدم بہ یقین شدہ رنگین برگ یار حسین  
 آن یقینے کہ بود عیسیٰ را بر کلامے کہ شد برو القاء وان یقین کلیم بر تورات وان یقین ہائے سید السادات

تم نیم زان ہم بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین  
 ہر چہ آن یار بردل من ریخت نہ شیاطین بدو نہ نفس آجنت  
 ہست آن وحی تیرہ سوختی کہ نبود است بر یقین مبنی  
 آمد آن زمان کہ باختران کردیکسر ریاض دین ویران  
 عاشق ز رشدند دولت و جاہ دل تہی از محبت آن شاہ  
 پس مرا از جہانیاں بگریہ دردم روح پاک خویش دمید  
 کرد دیوانہ و خرد ہا داد بست یک در ہزار در بکشاد  
 من نیم کور تا چو کورانی بگریم چہ ز بستانی  
 گر جہانے بد شنی خیزد تیغ گیرد کہ خون من ریزد  
 رخت ہرگز ز کوچہ اش نبرم بزدلان دیگر اند و من دگرم  
 شورش عشق ہست ہر آنے تا یکے خیر این گریبانے  
 آمد چون سحر بلچہ نور تا شود تیرگی ز نورم دور  
 غافلان من ز یار آمدہ ام ہچو باد بہار آمدہ ام  
 آمد تا نگار باز آید بے دلان را قرار باز آید  
 نور الہام ہچو باد صبا نزد آمد ز غیب خوشبو ہا  
 پُرشدا ز نور من زمان وزمین سر ہنوزت بر آسمان از کین  
 از تو زع برون نہادی پا ہوش کن اے بریدہ زان کینا  
 رو بدو کن کہ رورخ یا راست ہمہ رو ہا فدائے دلدار است  
 تانہ کار دلالت بجان برسد چون پیامت ز دلستان برسد  
 تانیائی ز نفس خود بیرون تانہ گردی بروئے او مجنون  
 تانہ خونت چکد برائے کسے تانہ جانت شود فدائے کسے  
 از پئے صورت مہ مدنی لیک آئینہ ام زرب غنی  
 زین سبب شد ولم پُر از انوار خالص آمد کلام آن دادار  
 ہمہ کارم از ان یقین شدہ راست لیکن این وحی بالیقین ز خداست  
 عالمان ہم نشستہ ہم چو ضریب در مشائخ نماند جز تزویر  
 قوم را دید حق بحالت زار اندرین روز ہائے چون شب تار  
 خود مر اشد گسست ہر پیوند در دل من ز عشق شور افگند  
 تا بہرم ز یار خود پیوند خلق و مردم نصیحتم بکنند  
 چون ز دست افگم پئے مُردار آن بر تازہ کان عطیہ یار  
 جان من ہست یار مہ روئم من نہ آنم کہ ترک او گوئم  
 از غم حملہ ہائے این اغیار فارغم کرد عشق صورت یار  
 گذرے سوئے آن ز لالم نیست ناصحان را خبر ز عالم نیست  
 خلق گرد ز خواب خود بیدار شورا افگندہ ام کہ تا زین کار  
 موسم لالہ زار و وقت بہار این زمانم زمانہ گلزار  
 کرد و حیث بمن ظہور اتم دست غنیم پرورد ہر دم  
 ہر رسولے نہان بہ پیر ہنم زندہ شد ہر نبی بآمدنم  
 این چہ جور و جفا کنی ہیہات با خدا بگہا کنی ہیہات  
 تانقی رو ز حضرت قیوم از پئے خلق و تک و نام و رسوم  
 این مگو ما نیا فقیم چرا وحی حق را چو بشوئی از ما  
 تانہ قربان آشنا گردی تانہ از خود روی جدا گردی  
 تانہ گرد غبار تو خونبار تانہ خاکت شود بسان غبار  
 چون ندا آیدت از ان درگاہ چون دہنت بکوی جانان راہ

﴿۱۰۱﴾

تو حریص دراہم و دینار روز و شب چون سگان بران مردار با چنین حرص و آرزو کبر و غرور چون نمائی زکوائے جانان دور  
گر بجوئی سوار این رہ راست اندر آنجا بجو کہ گرد بخاست اندر آنجا بجو کہ زور نما ند خود نمائی و کبر و شور نما ند  
اندر آنجا بجو کہ مرگ آمد چون خزان رفت بار و برگ آمد فانیان را جہانیان نرسند جانیان را زبانیا نرسند  
لاف ہائے زبان بود مردار جز سگان کس نجویدش ز نہار درد لے چون بروند آن گلزار بلبش اہل دل شونہ ہزار  
این قبولیت از خدا آید نہ بتزویر و افترا آید چادرے کاندرو خدا باشد صد عزیزے برو فدا باشد  
ور بود زیر جامہ شیطانے زود بنی تباہ و ویرانے میخوری زہر گر تو بخل و حسد میکنی با عباد رب احد  
تا نہ میری بتز مردارے دور از فضل حضرت بارے تا نہ گردد سرت گون ز نیاز پردہ از نفس تو نہ گردد باز  
تا نہ ریزد ترا ہمہ پرو بال اندر این جا پریدن است محال پردہ نیست بر رخ دلدار تو ز خود پردہ خودی بردار  
ہر کہ را دوست ازل شد یار کار او شد تذلل اندر کار آن سعیدان لقائے او دیدند کہ بلا ہا برائے او دیدند  
آبرو ریختہ پئے آن شاہ دل ز کف و از سرو قنادہ کلاہ گر نیابند سوئے یار گذر از غمش جان کنند زید و زبر  
کردہ بنیاد خود ہمہ ویران ہم ملایک ز صدق شان حیران چون دلے سوئے دل رہے دارد یار چون یا رخویش بگذارد  
لا جرم این چنین وفادارے جام عزت خورد از ان یارے بچو دیوانہ یک جہان خیزد تا بیک لحظہ خون او ریزد  
لیکن آن یار خود فرود آید تا عدو را دو دست بنماید نچنین صادقان نشان دارند قدسیان بہر شان بہ پیکار اند  
این نہان جنگ گر بشر دیدے راہ مردان راہ بگزیدے ہر عدوے کہ خیزد از سر کین خود بکو بد سرش خدائے معین  
چون شود بندہ یار آن جانان بر کابش دوند سلطانان ہر کہ جان بہر یار باختہ است یار ما قدر او شناختہ است  
از سگان کمتر است دشمن او بد گہر کوفتہ ز ہاون او ہست از عادت خدائے علیم میکند فرق در سعید و لئیم  
بیچ دانی لئیم را چہ نشان آنکہ او دشمن امام زمان آنکہ او آمد از خدائے یگان پیش چشمش زخیل مفتریان  
گر نبودے شقی و کرم زمین تو بہ کردی ز گفتگوئے چنین آنچہ با من کند عنایت یار کے بغیرے شنیدی اے مردار  
گر شعار تو اتقا بودے مشعل غیب رہنما بودے اتفاقا را بود ز صدق آثار اے سید دل ترا صدق چہ کار  
نمیتی از خدا تو را ز شناس ہمہ بر ظن و وہم ہست اساس آنچہ گوئی ز راہ کہ وجہ خود پیش ازین گفتہ اند تو مہ بود  
نفس تو فر بہ روح تو خستہ ہمہ ابواب آسمان بستہ این چہ غفلت کہ خوش بدین کیشے و از خدا بیچ گہ نیندیشے

﴿۱۰۲﴾

اے بسا راز ہا کہ عین صواب پیش کوران مقام استعجاب راہ طلب کن بگریہ وزاری تا بچو شد ترحم باری  
یک شب از صدق نعرہ ہا بردار پیش آن عالم حقیقت کار از ادب نے براہ استکبار زو مددخواہ اندر این اسرار  
ترکن از اشک خویش بستر خویش بازلب راکشائے بادل ریش کائی خدائے علیم راز نہان کے بعلمت رسد دل انسان  
چوں ملائک ندیدہ اند آن نور کان در آدم تو داشتی مستور ما چه چیزیم و علم ما است چه چیز بے تو در صد خطر قیاس و تمیز  
ما خطا کارو کار ما است خطا شدتہ کار ما ز عجلت ہا گرزشت این کہ سوئے تو خواند وز تو بہتر کدام کس داند  
کبر ما بہ بخش و چشم کشا تانہ میریم از خلاف و ابا ورنہ این ابتلا ز ما بردار کہ رحیمی و قادر و غفار  
اہل اخلاص چون کنند دعا از سر صدق و اہتجال و بکا شور افتد از ان در اہل سما زان رسد حکم نصرت و ایوا  
پس کجائی چرا نے آئی اندر این بارگاہ یکتائی تو دعا کن بصدق و سوز و گداز تا شود بر دلت در حق باز  
از خودی حال خود خراب کن شب پری کار آفتاب مکن چون رسد عجز کس بحد تمام نصرۃ یار را رسد ہنگام  
پس چرا اُصرتش نے خواہی دور رفتی بکام گمراہی نہ زمان بینی و نہ حالت قوم دل چوکوران زبان کشادہ بلوم  
ایکہ چشمت ز کبر پوشیدہ چه کنم تا کشاید دیدہ گرترا در دست صدق و طلب خود روی با مکن ز ترک ادب  
راز راہ خدا بچو ز خدا تونہ چون خدا بجائے خود آ ہوش داراے بشر کہ عقل بشر دارد اندر نظر ہزار خطر  
سر کشیدن طریق شیطانی است برخلاف سرشت انسانی است تانہ فضلش در تو بکشاند صد فضولی یکن چه کار آید  
آن خدائے کہ وعدہ شککے داد از راہ رحم و لطف ہے اودانست از ازل کہ انام راہ خود گم کنند از اوبہام  
ورنہ کار حکم چه خواہد بود رہ نمائی بمراد راہ چه سود راہ گم کردہ را حکم باید تاہد و راہ راست نہماید  
این گلو ما خودیم عالم دین توبہ کن از مکالمات چہین کور را کور کے نماید راہ ہر کہ آگاہ از خدا آگاہ  
دین نیاید بغیر دیندارے سگ نداند بغیر مردارے سخن یارو سینہ افسردہ جامہ زندہ است بر مردہ  
گر ببری ریگ راریغ و بلند جنبش بادِ خواہش افگند خانہ آنت کان زمعمارے ورنہ افتد ز سیل دیوارے  
این زمان ہزار طوفان است خانہ از پائے بست ویران است این عجب قوم ہست نا بنجار با چہین خانہ فارغ از معمار  
آنچہ بادین نمود قوم پلید با اما نہ کردہ است یزید باز گوئی کہ من نے بینم حاجت دیگرے پے دینم  
ایکہ راضی شدی بقص و زیان این نہ دین است بلکہ دشمن آن دین بیاموزد خدائے قدیر ورنہ سے است خام دشت و حقیر  
مسلمت\* مسلمی نہ کرداے دون واز بخاری بخار سرافزون این ہمہ استخوان بد امانت نیست یک ذرہ مغز در جانت

☆ اے ، صحیح مسلم نے تجھے مسلمان نہ کیا۔ ۱۲



﴿۱۰۳﴾

کورتی و باز دولت ہو سے کہ بخواند ترا بصیر کے زین خیال تو مُردنت بہتر زین غذا از ہر خوردنت بہتر  
 اے نشستہ بصد سر سجادہ این چه سودات در سر افتادہ ناید اندر قیاس و فہم کسے کہ شود کار پیل از مگسے  
 از خدا چون رسید پیغامت چون متزی زحبت انجامت بس ہمین است طاعت اے غول کہ دلت حکم حق نہ کرد قبول  
 حجت لغو در میان آری خبت نفس است اصل بیزاری ہر چه ثابت شد است از قرآن تو از سر بہ چچی اے نادان  
 صد نشان شد عیان چو مہر منیر نزدست این دروغ یا تزویر دیدہ آخر برائے آن باشد کہ بدو مرد راہ دان باشد  
 وہ چہ این چشم ہست و این دیدہ کہ برو آفتاب پوشیدہ گر بدل باشدت خیال خدا این چنین ناید از تو استغنا  
 از دل و جان طریق او جوئی و از سر صدق سوئے او پوئی ہر کردل بود بدلدارے خورش پُرسد از خبردارے  
 گر نباشد لقای محبوبے جوئد از نزد یار مکتوبے بے دلآرام نایدش آرام گہ بروئش نظر گہی بکلام  
 آنکہ داری بدل محبت او نایدت صبر جز بصحبت او فرقت او گر اتفاق افتد در تن و جان تو فراق افتد  
 دست از ہجر او کباب شود چشمت از رفتش پُر آب شود باز چون آن جمال و آن روئے شد نصیب دو چشم در کوئے  
 دست درد امش زنی بجنون کہ ز نادیدنت ولم شد خون این محبت بذرۂ امکان و از دل آگندۂ خدائے جہان  
 این دفا با بذرۂ ناچیز فارغ افتادۂ ز یار عزیز او فرستاد بندۂ از جود تار ہاند ترا ز ریب و جحود  
 آن قدر بار ہا نشان بنمود کہ ز صد معرفت درے بکشود باز سر میزنی بانکارے سہل پنداشتی چنین کارے  
 لا ابالی قتادۂ زان یار فارغی زان جمال و زان گفتار مردگان را ہمین کشی بکنار و از دلآرام زندۂ بیزار  
 کش شنیدی کہ قانع از یار است عشق و صبر این دو کار دوار است این بود قدر دلبر اے مُردار  
 عاشقان را بود صدق آثار اے سید دل ترا بہ عشق چہ کار نزد تر چون رسید زان کوئے بیک آن دلستان خوش روئے  
 عرتش این کہ کا فرش خوانی و از سر زبر از درش رانی صد ہزاران نشان ہے بینی باز مگر شوی ز بے دینی  
 خویشتن را تو عالم انگاری زین فضولی کنی بحداری تا ز تو ہستی است بدر نرود این رگ شرک از تو بر نرود  
 پائے سعیت بلند تر نرود تا ترا دود دل بسر نرود یار پیدا شود دران ہنگام کہ تو گردی نہان ز خود بہتام  
 تانہ سوزی ز سوز و غم نہی تانہ میری ز موت ہم نہی چست آن ہرزہ جان و تن کہ سوخت آتش اندر دلی بز ن کہ سوخت  
 کلبۂ جسم خود بکن برباد چون نمی گردد از خدا آباد پائے خود را جدا کن از تن خویش چون نگیرد رہ صداقت پیش

آخرین خدا بران جانے کہ زخود شد برائے جانانے منزل یار خویش کرد بدل و از ہوا ہا رسید صد منزل  
 از خودی دور شد و خدا ریاافت گمشد و دوست رہنما ریاافت ایکہ دیوانہ، پئے اموال وہ کہ در کار دین چنین اہمال  
 وقت عیش ست و موسم شادی توچہ درسوگ و ماتم افتادی از خدایت رسید رہبر دین مرد دین باش و چون زنان منہین  
 خیر و از بہر یار کارے کن یک نظر سوئے این بہارے کن ورنہ مرگ است از دہائے دمان زود میگیردت مشو نادان  
 آن صبا نگہتی ز یار آورد در دے موسم بہار آورد تو خزان بہر خود پسندیدے من نہ دنام چہ در خزان دیدے  
 از پئے زندہ کردن آمد یار تو ہم از دست خود شدی مُردار قصہ ہا پیش میکئی ز ضلال کاین کرامات ہائے اہل کمال  
 گر درین قصہ ہا اثر بودے دلت از رجس و دورتر بودے قصہ ہا گر بیان کنی تو ہزار کے رمد از تو بحث دل ز نہار  
 زین قصص ہیچ راہ نکشاید صد ہزاران بگو چہ کار آید ہنشین مدتے ہا بل یقین تا دہندت و دودیدہ حق بین  
 اندرون تو ہست دیو خصال بر زبان قصہ ہائے از ابدال روز چون روشن است از دادار چشم بکشاو شب پری بگدار  
 درخور و مہ شکے نہ گیرد راہ تو ز دادار خویش دیدہ بخواہ نیستی طالب حقیقت راز پس ہمین مشکلت اے ناساز  
 این گو من محافظ دینم خود شفا بخش دین مسکینم در دلت صد ہزار بیماری چہ ازین دل توقعی داری  
 تند باد بخواہ از دادار تا خس و خار تو برد یکبار جز خدا راہ چارہ سازی نیست باز کن دیدہ جائے بازی نیست  
 خبری نیستت ز جانانہ مے زنی ہرزہ کام کورانہ ہچو کر مے بجز کلام خدا مُردہ ہستی بغیر جام خدا  
 آن یقینے کہ بخشدت دادار چون خیال خودت نہد بکنار آن یکے از دہان دلدارے نکتہ ہائے شنیدہ اسرارے  
 وان دگر از خیال خود بگمان پس کجا باشد این دو کس یکسان ذوق این مے چو تو نمیدانی ہرزہ عو عو کنی بنادانی  
 آن خدادان کہ خود بہد آواز نہ کہ از وہم کس نماند باز واجب آمد ازین بہر دوران کہ تکلم کند خدائے یگان  
 ورنہ دین ست محض افسانہ این چنین دین ز صدق بیگانہ آن ز شیطان بودنہ از حق دین کہ نہ دارد دوام وحی یقین  
 دین ہمان دین بود کہ وحی خدا نشود زو بہ ہیچ وقت جدا وحی و دین خداست چون توام یک چوگم شد دگر شود گم ہم  
 بے یقین چون نجات یابد خلق بیگمان رُو ز حق بتابد خلق بے خدا چو یقین بدل آید گفتگو یا لقا ہے باید  
 ایکہ مغرور راہ مظنونے تو نہ عاقل کہ سخت مجنونے نفس اماراہ بندہ صد آرز جز یقین کے بگردا زوے باز  
 چون بہ بینی بہ پیشہ شیرے نہ کنی در گریختن دیرے ہم چنین پیش تو چو گرگ آید دل تپد پست سترگ آید

﴿۱۰۵﴾

پس بدین دعویٰ یقین کہ ترا ہست بر کردگار و روز جزا باز چون میکنی گناہ بزرگ  
 بر خدا نیستت یقین ز نہار زین چو گرگان خوشایدت مردار آن یقینے کہ مانعے ز خطاست  
 آن کلام خدا بقطع و یقین پاک و برتر ز دخل دیو لعین پس همان چارہ خطا کار نیست  
 کس شنیدی کہ بالیقین ہلاک باز در بیشہ رود پیہاک پس چہ ممکن کہ بالیقین خدا  
 شک و ظن را یقین نہادی نام زین شدی با جرائم بدنام اند کہ سوعے خود نظر انداز  
 تا بدانی کہ کور و مجوبی سخت محروم مانده زین خوبی ذرہ نیست در تو از انوار  
 این خدائے عجیب در دل تست کہ از و صدفات ظلمت رست شب تارست و دشت و دیم دو ان  
 خیزد بر حال خود نگاہ بکن خطر رہ بہ بین و آہ بکن خیزد از نفس خود پسر نشان  
 چہ یقین نزد اوست ز آنجیات یا پسندید و رطہ شبہات گردلت می تپد برائے یقین  
 ہر چہ در فطرت تو ریختہ است باز از ان عزم چون گرینتہ است زین عیان شد کہ آن کریم در جہم  
 باز انسان ز قصر ہمت او گشت غافل ز نور فطرت او گر یقین نیست خواهش انسان  
 آنچہ در فطرت بشر مکتوم چون بماند بشر از و محروم بحر فیض است چون روان ہر دم  
 پس اگر قانہی بمظنونے تونہ عاقل کہ سخت مجنونے دل تپد از برائے رفع حجاب  
 افلا تبصرون گفت خدا خیزد در نفس جو تعطش با ہمت دون مدار چون دونان  
 ہر کہ جو یائے اوست یافتہ است تافت آن رو کہ سر نافتہ است آفرین خدا بر ان مردے  
 از پئے وصل آن نمین پاک اوقادہ سر نیاز بخاک ہر زمان با خدائے یکتائے  
 ذرہ ذرہ جدا شدہ ز زمین دل پریدہ بسوعے عرش برین بر رُخ او تجلیات خدا  
 این ہمہ حالت از خدا آید چون یقین از کلامش افزاید تو نصیبی ہنوز این تخم  
 اے در یفا کہ دل ز درد گداخت درد ما را مخاطبے شناخت اے خور و روعے یار زود بر آ  
 عمر ما ہم رسید تا بکنار بکنارم در آئی اے دلدار ایکہ تو طالب خدا هستی  
 آن یقین جو کہ سیل تو گردد ہمہ در یار میل تو گردد آن یقین جو کہ آتش افروزد  
 ہر چہ غیر خدا ہمہ سوزد

از یقین ست زہد و عرفان ہم      گفتمت آشکار و پنهان ہم  
 بے یقین نفس گرو دت چو سگے      جہدش نزد ہر فساد رگے  
 گرترا آرزوئے دیدار است      پاک دل شونہ مشکل این کار است  
 این خرد جملہ خلق میدارند      ناز کم کن کہ چون تو بسیارند  
 زہر فرقت چشی و ناکامی      باز منکر ز وحی و الہامی  
 داروئے ہر شکے کہ درد دل ہاست      آن بدار الشفاء وحی خداست  
 آن گمان بردو این نمود فرماز      آن نہان گفت و این کشود آراز  
 آنکد بشکست ہر بت دل ما      ہست وحی خدائے بے ہمتا  
 آنکد داد از یقین دل جاے      ہست گفتار آن دلآراے  
 اے بریدہ امید ہا ز خدا      تو بہ کن از فساد خود باز آ  
 ترک کن کین و کبر و ناز و دلال      تانہ کارت کشد بسوئے ضلال  
 اے ز دین بے خبر، بخور غم دین      کہ نجات معلق است بدین  
 دل ازین درد غم نگار کن      دل چہ جان نیز ہم شاکن  
 بخت گرو دت چو ز و بگردی باز      دولت آید ز آمدن بہ نیاز  
 دولت عمر دمہم بزوال      تو پریشان بنگر دولت و مال  
 این ہمہ را بکشنت آہنگ      گہ بصلحت کشند و گاہ بچنگ  
 ہر کہ دارد کیے دلآراے      جز بوصلش نیاید آراے  
 در دل عاشقان قرار کجا      تو بہ کردن ز روئے یار کجا  
 کامیابان وزین جہان ناکام      زیر کان دور تر پردیہ ز دام  
 در خداوند خویش دل بستہ      باطن از غیر یار بگسستہ  
 ریزہ ریزہ شد آگینہ شان      بوئے دلبر دم ز سیدہ شان  
 سر پد از کبر و دل ریا کارے      جز یقین دین تو چو مردارے  
 نفس دون را شکار خواہد ماند      ہر کہ دور از نگار خواہد ماند  
 وحی حق شوید از سیہ روئی      این مراد از خرد چہ می جوئی  
 ہر چہ غیرش کنند بیکار است      چارہ دل کلام دلدار است  
 باز از آب زندگی روتاب      جان تو برب از خوردن آب  
 کہ از و پخت ہر تصور خام      ہست بر عقل منت الہام  
 آن طمع داد و این بجا آورد      آن فروریخت این بکف بسپرد  
 ہست الہام آن خدائے و دود      آنکد ما را رخ نگار نمود  
 ہمہ حاصل شدہ ز الہامش      وصل دلدار و مستی از جامش  
 آخرش کار با خدا وند است      عیش دینائے دون دے چند است  
 باز نائی درین بلاد و دیار      چون ازین دام گہ بندی بار  
 کہ ترا کار مشکلت بہ پیش      ہاں تغافل کن ازین غم خویش  
 چون صوری کنی ازو بہیہات      ہست کارت ہمہ بان یک ذات  
 زین ہوس ہا چرا نیائی باز      اے رسن ہائے آزر کردہ درواز  
 تو بریدہ برائے شان ز خدا      خویش و قوم و قبیلہ پُر ز دعا  
 نہ تو یار کسے نہ کس یارت      ہست آخر بان خدا کارت  
 ہر دمش میل عشق بر باید      تا نہ بیند صورتش ناند  
 گفت رازے کہ گفتش نتوان      حُسن جانان بگوش خاطر شان  
 مہبط فیض نور خاص شدہ      از خود و نفس خود خلاص شدہ  
 یار کردہ بجان و دل منزل      پاک از دُخ غیر منزل دل  
 سر زد آخر ز جیب دل دلدار      نقش ہستی بشت جلوه یار

﴿۱۰۷﴾

فانیان و پر از خدائے وحید پاک و رنگین برنگ رب مجید آن خدا دیگر و دگر انسان لیکن اینان درو شدند نہان  
 نے ز سر ہوش نے ز پاخبرے در سر دلستان بخاک سرے ہر کسے را بخود سرو کارے کار دلدادگان بدلدارے  
 عالم دیگر است عالم شان دور از غیر حق معالم شان خفتند اند و بچشم تو بیدار جز خدا کس نہ محرم اسرار  
 فارغان از خدمت و تحسین نے ز مدے خبر نہ از نفرین ہر کہ با ذات او سرے دارد پشت بر روئے دیگرے دارد  
 ہر کہ گیرد درش بصدق و حضور از در و بام او بہار د نور نور تابان چومہ ز پیشانی پر ہمہ روز عشق ربانی  
 عشق آن یار مدعا گشتہ دل ز غیر خدا جدا گشتہ لطف او ترک طالبان نکند کس بکار ریش زبان نکند  
 ہر کہ آن در گرفت کارش شد صدامیدے بروز گارش شد مثل آن دلستان کجا دیدی پس چرا بجز او پسندیدی  
 بہ کہ تو زود تر ریش گیری این نہ باشد کہ پیش از ان میری عمر اول بہین کجا رفت است رفت و بنگر ز تو چہارفت است  
 پارہ عمر رفت در خردی پارہ را بسر کشی بردی تازہ رفت و بماند پس خوردہ دشمنان شاد و یار آزرده  
 بشنو از وضع عالم گذران چون کند از زبان حال بیان کین جہان با کسے وفا نکند نکند صبر تا جدا نہ کند  
 گر بود گوش بشنوی صد آہ از دل مردہ درون تباہ کہ چرا رو بتاقتم ز خدا دل نہادم در آنچه گشت جدا  
 بچشمین ساعتے ترا در پیش گور آواز باد ہد چون خویش یاد کن وقت کوچ و ترک جہان جان بلب خانہ پُر ز شور و فغان  
 زن بنالد بدیدہ خونبار پسرے گرد از پس دیوار دخترے سر بر ہنہ اشک روان ہمہ خویشان شدہ تن بیجان  
 ناگہان بانگ آمد از سردرد کہ فلان زین سرائے رحلت کرد چند فرزند را گذاشت یتیم بیوہ بیچارہ ماندہ با صد نیم  
 این مال سست عیش دنیا را گر ندانی پرس دانا را بر سر گور پائے ٹست اے خام ہوش کن تانہ بد شود انجام  
 این جہان است مثل مُردارے ہر طرف چون گنگے طلبگارے رُست آگس کہ رُست زین مُردار خاک شد تا گمر شود خوش یار  
 لطف او ترک طالبان نہ کنند کس بکار ریش زبان نہ کنند ہر کہ از خود شد از دس خواند نکتہء ہست گر کسے داند

ماحصل اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ انسان اس دارالظلمات میں آکر کبھی نجات نہیں پاسکتا بجز اس کے کہ خود خدا تعالیٰ کے مکالمات سے مشرف ہو کر یا کسی اہل مکالمہ یقینیز اور اہل آیات بینہ کی صحبت میں رہ کر اس ضروری اور قطعی علم تک پہنچ جائے کہ اس کا ایک خدا ہے جو قادر اور کریم اور رحیم ہے اور یہ دین یعنی اسلام جس پر یہ قائم ہے درحقیقت یہ سچا ہے۔

☆ کاتب نے سہواً لکھ لکھا ہے جبکہ درست کلمہ ہے۔ اس کی تائید اوپر کے بارہویں شعر سے بھی ہوتی ہے (ناشر)

اور روز جزا اور بہشت اور دوزخ سب سچ ہے کیونکہ اگرچہ قصہ اور نقل کے طور پر تمام اہل اسلام اس بات کو مانتے ہیں کہ خدا موجود ہے اور اس کا رسول برحق مگر یہ ایمان کوئی یقینی بنیاد نہیں رکھتا اس لئے ایسے ضعیف ایمان کے ذریعہ سے یقینی رنگ کے آثار ظاہر ہونا اور گناہ سے سچی نفرت کرنا غیر ممکن ہے اور بوجہ اس کے کہ اسلام پر تیرہ سو برس گذر گئے تمام معجزات گزشتہ برنگ نقول اور قصص ہو گئے ہیں اور قرآن شریف اگرچہ عظیم الشان معجزہ ہے مگر ایک کامل کے وجود کو چاہتا ہے کہ جو قرآن کے اعجازی جواہر پر مطلع ہو اور وہ اس تلوار کی طرح ہے جو درحقیقت بے نظیر ہے لیکن اپنا جوہر دکھلانے میں ایک خاص دست و بازو کی محتاج ہے۔ اس پر دلیل شاہد یہ آیت ہے کہ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْأَمْطَهُرُونَ ۱۔ پس وہ ناپاکوں کے دلوں پر معجزہ کے طور پر اثر نہیں کر سکتا بجز اس کے کہ اس کا اثر دکھلانے والا بھی قوم میں ایک موجود ہو اور وہ وہی ہوگا جس کو یقینی طور پر نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ نصیب ہوگا۔ غرض تمام برکات اور یقین کے حصول کا ذریعہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے اور انسان کی یہ زندگی جو شکوک اور شبہات سے بھری ہوئی ہے بجز مکالمات الہیہ کے سرچشمہ صافیہ کے یقین تک ہرگز نہیں پہنچ سکتی مگر خدا تعالیٰ کا وہ مکالمہ یقین تک پہنچاتا ہے جو یقینی اور قطعی ہو جس پر ایک مہم قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ وہ اسی رنگ کا مکالمہ ہے جس رنگ کا مکالمہ آدم سے ہوا اور پھر شیث سے ہوا اور پھر نوح سے ہوا اور پھر ابراہیم سے اور پھر اسحاق سے اور پھر اسماعیل سے اور پھر یعقوب سے ہوا اور پھر یوسف سے اور پھر چار سو برس کے بعد موسیٰ سے اور پھر یسوع بن نون سے ہوا اور پھر داؤد سے ہوا اور سلیمان سے اور الیسع نبی سے اور دانیال سے اور اسرائیلی سلسلہ کے آخر میں عیسیٰ بن مریم سے ہوا اور سب سے اتم اور اکمل طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کمتر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے اور اپنی کرنیں زمین پر چھوڑتا ہے تو اس کی روشنی ایسی صاف دنیا پر پڑتی ہے کہ کسی دیکھنے والے کو اس کے نکلنے میں شک

﴿۱۰۹﴾

باقی نہیں رہتا اور نہ وہ کہہ سکتا ہے کہ کل کا سورج تو یقینی تھا مگر آج کا شکی۔ پس کیا تم اس الہام میں شک کر سکتے ہو کہ خدائی چہرہ کا نور اپنے اندر رکھتا ہے کیا خدا کی کلام کا طلوع سورج کے طلوع سے کچھ کمتر ہے کوئی چیز اپنی صفات ذاتیہ سے الگ نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا کا کلام جو زندہ کلام ہے کیونکر الگ ہو سکے۔ پس کیا تم کہہ سکتے ہو کہ آفتاب وحی الہی اگرچہ پہلے زمانوں میں یقینی رنگ میں طلوع کرتا رہا ہے مگر اب وہ صفائی اس کو نصیب نہیں۔ گویا یقینی معرفت تک پہنچنے کا کوئی سامان آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے اور گویا خدا کی سلطنت اور حکومت اور فیض رسانی کچھ تھوڑی مدت تک رہ کر ختم ہو چکی ہے لیکن خدا کا کلام اس کے برخلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ وہ یہ دعا سکھاتا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۗ اس دعا میں اُس انعام کی امید دلائی گئی ہے جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اُن تمام انعامات میں سے بزرگ تر انعام وحی یقینی کا انعام ہے کیونکہ گفتار الہی قائم مقام دیدار الہی ہے کیونکہ اسی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس اگر کسی کو اس اُمت میں سے وحی یقینی نصیب ہی نہیں اور وہ اس بات پر جرات ہی نہیں کر سکتا کہ اپنی وحی کو قطعی طور پر مثل انبیاء علیہم السلام کے یقینی سمجھے اور نہ اس کی ایسی وحی ہو کہ انبیاء کی طرح اس کے ترک متابعت اور ترک عمل پر یقینی طور پر دنیا کا ضرر متصور ہو سکے، تو ایسی دعا سکھانا محض دھوکا ہوگا کیونکہ اگر خدا کو یہ منظور ہی نہیں کہ بموجب دعا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ انبیاء علیہم السلام کے انعامات میں اس اُمت کو بھی شریک کرے تو اس نے کیوں یہ دعا سکھائی اور ایک ناشدنی امر کیلئے دعا کرنے کی ترغیب کیوں دی۔ پس اگر یہ دعا سکھانا یقین اور معرفت کا انعام دینے کی نیت سے نہیں بلکہ محض لفظوں سے خوش کرنا ہے پس اسی سے فیصلہ ہو گیا کہ یہ اُمت اپنے نصیبوں میں سب اُمتوں سے گری ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے کہ اس اُمت کو یقینی چشمہ کا پانی پلا کر نجات دے بلکہ وہ ان کو شلوک اور شبہات کے ورطہ میں چھوڑ کر ہلاک کرنا چاہتا ہے لیکن یاد

رہے کہ ضرور ان انعامات میں جو نبیوں کو دیئے گئے اس امت کے لئے حصہ رکھا گیا ہے کیونکہ اگر مسلمانوں کے کامل افراد کی فطرتوں میں یہ حصہ نہ ہوتا تو ان کے دلوں میں یہ خواہش نہ پائی جاتی کہ وہ خدا شناسی کے درجہ میں حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جائیں اور ان انعامات سے سب سے بڑھ کر یقینی مخاطبات اور مکالمات کا انعام ہے جس سے انسان اپنی خدا شناسی میں پوری ترقی کرتا ہے گویا ایک طور سے خدا تعالیٰ کو دکھ لیتا ہے اور اس کی ہستی پر رویت کے رنگ میں ایمان لاتا ہے تب الہی ہیبت پورے طور پر اس کے دل پر کام کرتی ہے اور جیسا کہ ہر ایک جگہ رویت اور یقین کا خاصہ ہے وہ خاصہ اس کے اندر اپنا کام کرنے لگتا ہے اور شکوک اور شبہات کی تاریکی اس طرح دور ہو جاتی ہے جیسا کہ آفتاب سے ظلمت۔ تب روئے زمین پر اس جیسا کوئی اتقہ نہیں ہوتا اور اس جیسا کوئی گناہ سے بیزار نہیں ہوتا اور اس جیسا اس خالق یگانہ سے کوئی محبت کرنے والا نہیں ہوتا اور اس جیسا اس یار کا کوئی وفادار نہیں ہوتا۔ اور اس جیسا کوئی ڈرنے والا نہیں ہوتا اور اس جیسا کوئی توکل کرنے والا نہیں ہوتا۔ اور اس جیسا پیوند میں کوئی صادق نہیں ہوتا۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام سے ظاہر ہے یقینی اور قطعی وحی کا قیامت کے دن تک اس امت کو وعدہ کیا گیا ہے ایسا ہی عقل بھی نوع انسان کے لئے اس کو ضروری سمجھتی ہے کیونکہ گناہ اور فسق و فجور کا علاج اور چارہ بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ خدا کا جمال اور جلال یقینی طور پر انسان پر مکشوف ہو۔ وجہ یہ کہ تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ یا تو سچی محبت گناہ اور مخالفت سے روکتی ہے یا سچی ہیبت نافرمانیوں سے باز رکھتی ہے اور سچی محبت میں بھی ایک خوف ہوتا ہے اور وہ یہی کہ یار مہربان سے تعلق نہ ٹوٹ جائے اور جس پر سچی محبت اور سچی ہیبت کی کیفیت یقینی طور پر وارد ہو اور یا وہ شخص کہ جو کامل طور پر اس شخص کا شناسندہ اور محبت کنندہ اور اس کا زیر اثر ہو وہ بلاشبہ گناہ سے روک لیا جاتا ہے اور دوسرے لوگ دنیا میں جس قدر ہیں ان میں سے کوئی بھی گناہ کے زہر سے خالی نہیں۔ ہاں مکاری سے بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بے گناہ ہیں اور ہمارے دلوں میں کوئی ناپاکی نہیں مگر وہ جھوٹے ہیں اور خدا اور مخلوق کو دھوکا



﴿۱۱۱﴾

دینا چاہتے ہیں گناہ سے پاک ہونا بجز اس کے ممکن ہی نہیں کہ ہیبت اللہ کی موت یقین کی تیز شعاعوں کی وجہ سے انسان کے دل پر وارد ہو جائے اور سچی محبت اور سچی ہیبت دل میں بس جائے اور دل خدا کے جمال اور جلال سے رنگین ہو جائے اور یہ دونوں کیفیتیں کبھی اور ہرگز دل میں آ ہی نہیں سکتیں جب تک کہ خدا کی ہستی اور اس کی ان دونوں قسم کے صفات پر یقین پیدا نہ ہو۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نجات کی جڑ اور نجات کا ذریعہ صرف یقین ہے۔ وہ یقین ہی ہے کہ باوجود بلاؤں کے سامنے کے اطاعت کے لئے گردن جھکا دیتا اور آگ میں داخل ہونے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے وہ یقینی نظارہ ہی ہے جو عاشق بنا دیتا ہے اور مرنے کے لئے تیار کر دیتا ہے۔ وہ یقینی نظارہ ہی ہے کہ جس سے انسان خدا کے لئے آرام کا پہلو چھوڑتا اور مخلوق کی تعریف اور تحسین سے لاپرواہ ہو جاتا اور ایک کے لیے تمام دنیا کو اپنا خطرناک دشمن بنا لیتا ہے۔ انسان یقینی ہیبت کی وجہ سے مباح چیزوں کو بھی ڈرتا ڈرتا ہی استعمال کرتا ہے اور زبان کو ناگفتنی باتوں سے روکتا ہے گویا اس کے منہ میں سنگریزے ہیں اور یہ یقین یا تودیدار سے میسر آتا ہے اور یا اس گفتار سے جو خدا کا یقینی کلام ہے جو اپنی طاقت اور شوکت اور دلکش خاصیت اور خوارق سے ثابت کر دیتا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے بجز اس صورت کے نہ خدا کی ہستی پر یقین آسکتا ہے اور نہ اس کی صفات پر۔ اب جس حالت میں یہ مانا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ یقینی کلام کسی بندہ پر نازل فرماوے اور اس کا وعدہ انعمت علیہم اس امکان کو ضروری ٹھہراتا ہے اور نجات بھی اسی کلام الہی پر موقوف ہے جو یقینی ہو اور انسانی فطرت بھی اس کی پیاسی پائی جاتی ہے تو کیوں اور کیا وجہ کہ خدا اس فیض سے امت کو محروم رکھے۔ کیا انسان کی فطرت میں یہ جوش نہیں ڈالا گیا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا کرے اور کوئی ایسا ذریعہ اس کو حاصل ہو جس سے وہ سمجھ لے کہ وہ اپنی تمام پاک صفات کے ساتھ درحقیقت موجود ہے مگر کیا وہ ذریعہ صرف آسمان اور زمین کی صنعتیں ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں کیونکہ غایت درجہ ان سے صرف ضرورت خالق محسوس ہوتی ہے نہ کہ یہ کہ خالق درحقیقت موجود بھی ہے اور ضرورت خالق پر دلیل

قائم ہونا اس خالق کی واقعی ہستی پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی اسی لئے انبیاء اور آسمانی نشانوں کی حاجت پڑی کیونکہ دلائل عقلیہ صرف اس حد تک خدا تعالیٰ کی نسبت علم بخشتے ہیں کہ ان مصنوعات پر نظر کر کے جن میں ایک ابلیس اور محکم ترکیب پائی جاتی ہے یہ ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ان کا ایک صانع ہونا چاہئے لیکن یہ دلائل یہ ثابت نہیں کرتیں کہ وہ صانع فی الواقع ہے بھی۔ اور ہے اور ہونا چاہئے میں ایک فرق ہے جو اس کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ پہلی کتابیں اور پہلے معجزات خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک قطعی دلیل ہے کیونکہ اس وقت نہ وہ معجزات بدیہی طور پر مشاہدات میں سے ہیں اور نہ اس وقت وہ کلام نازل ہو رہا ہے۔ ہاں قرآن شریف معجزہ ہے مگر وہ اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک ایسا شخص ہو کہ اس معجزہ کے جو ہر ظاہر کرے اور وہ وہی ہوگا جو بذریعہ الہامی کلام کے پاک کیا جائے گا۔ اب جب کہ انسانی فطرت اور انسانی کائنات اور انسانی روح شکوک و شبہات کی موت سے مرنا پسند نہیں کرتی اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک کھلے کھلے یقین کی پیاسی ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ جس قادر اور حکیم نے انسان کو یقین حاصل کرنے کی پیاس لگا دی ہے اس نے پہلے سے اس بات کا انتظام بھی کر لیا ہے کہ انسان یقین کے مرتبہ تک پہنچ جائے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا انتظام ہے جو یقین تک پہنچاتا ہے سو مجھے چھوڑ دتا میں صاف صاف کہہ دوں کہ وہ انتظام ابتدا دنیا سے آج تک ایک ہی چلا آیا ہے یعنی خدا کا قول جس کی تائید اور تصدیق اس کا خارق عادت فعل کرتا ہے اور یہ دھوکا مت کھاؤ کہ خدا کا کلام ایک مرتبہ یا چند مرتبہ جو گزشتہ زمانہ میں نازل ہو چکا ہے وہ یقین عطا کرنے کے لئے کافی ہے بار بار کی کیا ضرورت ہے اسی شبہ میں آریہ سماج والے گرفتار ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک وید خدا کا کلام ہے اور وہ ایک دفعہ اس موجودہ دور دنیا کے لئے نازل ہو چکا ہے پھر بار بار کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن وہ اور ایسا ہی ان کے سب ہم خیال دھوکا کھاتے ہیں اور اس دھوکا میں عیسائی بھی شریک ہیں جو کہتے ہیں کہ توریت نے تعلیم کے حق کو پورا کر دیا تھا پھر قرآن کی کیا ضرورت تھی۔ ان تمام توہمات کا جواب یہی ہے

﴿۱۱۳﴾

کہ خدا کی غرض کتابوں کے نازل کرنے سے افادہ یقین ہے کہ تا اس کی ذات اور صفات اور اس کی پسندیدہ اور ناپسند راہوں پر لوگوں کو یقین آ جاوے اور پھر یقین کی برکت سے وہ اپنے خدا پر پورا ایمان لاویں اور بدی سے پورے طور پر پرہیز کریں اور نیکی کو پورے طور پر حاصل کریں سو جب نبوت کا زمانہ گذر جاتا ہے اور خدا کا کلام قصوں کے رنگ میں پڑھا جاتا ہے تب یہ غرض مفقود ہو جاتی ہے اور دلوں میں اس کلام پر یقین نہیں رہتا جیسا کہ تم یہودیوں کا حال دیکھتے ہو کہ توریت ان کے ہاتھ میں ہے اور کھوٹ ان کے دلوں میں۔ اور کیا تم عیسائیوں میں بتا سکتے ہو کہ ایسے لوگ ان میں کتنے ہیں کہ ایک طرف مارکھا کر دوسری طرف بھی پھیر دیتے ہیں اور چادر لینے والے کو کرتہ دینے کے لئے تیار ہیں اور آنکھوں کو بدنظری سے روکتے ہیں اور لوگوں پر عیب نہیں لگاتے اور ان کے دل ٹیڑھے اور مگڑا اور منصوبہ باز نہیں مگر شاذ و نادر جس نے نہ انجیل سے بلکہ اپنی فطرت کی ہدایت سے بدی سے پرہیز کی ہو۔ غرض جس طرح ہر یک صبح تازہ کھانے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح جب مرور زمانہ سے نور ایمان جو یقین ہے کم ہو جاتا ہے تو وہ خدا کی کلام کو پڑھتے تو ہیں مگر وہ پڑھنا ان کے حلق کے نیچے نہیں اترتا۔ تب خدا کا کلام جو ان سے دور ہو جاتا ہے اور انہیں چھوٹا نہیں کوئی نیک اثر ان پر ڈال نہیں سکتا گویا وہ کلام ان کو چھوڑ کر آسمان پر اٹھ جاتا ہے تب ایک جو ہر قابل پیدا کیا جاتا ہے جس کو کلام اپنی طرف کھینچتا ہے اور خدا کی کلام کی طاقت اس کو یقین کے کامل مرتبہ تک پہنچاتی ہے تب وہ علم جو آسمان پر اٹھ گیا تھا پھر اس کے ذریعہ سے زمین پر واپس آ جاتا ہے اسی طرح ہمیشہ یقین خدا کے تازہ مکالمہ سے تازہ پیدا ہوتا رہتا ہے اور جس شریعت کو خدا تعالیٰ منسوخ کر دیتا ہے اس شریعت کی پیروی کرنے والوں کے دل مسموخ ہو جاتے ہیں اور ان میں کوئی باقی نہیں رہتا جس پر تازہ کلام وارد ہو۔ تب وہ کتاب ایک متعفن پانی کی طرح ہو جاتی ہے جس کے ساتھ بہت کیچڑ اور گندل گیا ہے اور ایسی شریعت سے انسانوں کو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے ہاتھ میں صرف قصے

رہ جاتے ہیں اور آسمان کا تازہ پانی یعنی تازہ کلام الہی ان کے پاس نہیں آتا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ مردود مذہب کی یہ نشانی ہے کہ تازہ کلام کا نور اس میں پایا نہیں جاتا اور وہ لوگ ہمیشہ اسی کلام پر بھروسہ رکھتے ہیں جس کو تازہ الہی کلام تصدیق نہیں کرتا اور نہ تازہ نشان تصدیق کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے دل مردہ رہتے ہیں اور نور یقین جو گناہوں کو جلاتا ہے ان کے نزدیک نہیں آتا۔ اس تمام بیان کا خلاصہ در خلاصہ یہ ہے کہ تازہ کلام الہی خدا کی شریعت کا پشتبان ہے اور اس کشتی کو جو گناہوں کے سبب سے غرق ہونے لگتی ہے جلد تر کنارا من تک پہنچانے والا ہے مگر شائد کوئی بھول نہ جائے اس لئے بار بار کہا جاتا ہے کہ کلام الہی سے مراد وہی کلام ہے کہ جو زمانہ کے لئے تازہ طور پر اترتا ہے اور اپنی طبعی خاصیت سے ملہم اور اس کے ہم نشینوں پر ثابت کرتا ہے کہ میں یقینی طور پر خدا کا کلام ہوں۔ اور ایسا ملہم طبعاً اس میں اور خدا کے دوسرے کلمات میں جو پہلے نبیوں پر نازل ہوئے من حیث الوحی کچھ فرق نہیں سمجھتا گو دوسری وجوہ سے کچھ فرق ہو۔ لیکن یاد رہے کہ عوام الناس کے ایسے شکلی وہی الہام ہماری اس بحث سے خارج ہیں جن کے ساتھ نہ تو خدائی نشان اور آسمانی متواتر تائیدیں ہوتی ہیں کہ تا اس قول کو فعل کی شہادت کے ساتھ قوت دیں اور نہ خود ملہم کو ان کی نسبت یقین کامل ہوتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ دُبد ہا میں رہتا ہے کہ آیا یہ شیطانی ہیں یا رحمانی۔ اس جگہ یہ نقطہ خوب توجہ سے یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو الہامات ایسے کمزور اور ضعیف الاثر ہوں جو ملہم پر مشتبہ رہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے۔ وہ درحقیقت شیطان کی طرف سے ہی ہوتے ہیں یا شیطان کی آمیزش سے۔ اور گمراہ ہے وہ شخص جو ان پر بھروسہ کرتا ہے اور بد بخت ہے وہ شخص جو اس خطرناک ابتلا میں ماخوذ ہے کیونکہ شیطان اس سے بازی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو ہلاک کرے۔ اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ پھر رحمانی الہام کی نشانی کیا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ اس کی کئی نشانیاں ہیں۔ (۱) اول یہ کہ الہی طاقت اور برکت اس کے ساتھ ایسی ہوتی ہے کہ اگرچہ اور دلائل ابھی ظاہر


﴿۱۱۵﴾

نہ ہوں وہ طاقت بڑے جوش اور زور سے بتلاتی ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور ملہم کے دل کو ایسا اپنا مسخر بنا لیتی ہے کہ اگر اس کو آگ میں کھڑا کر دیا جاوے یا ایک بجلی اس پر پڑنے لگے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ الہام شیطانی ہے یا حدیث النفس ہے یا شکی ہے یا ظنی ہے بلکہ ہر دم اس کی روح بولتی ہے کہ یہ یقینی ہے اور خدا کا کلام ہے۔ (۲) دوسرے خدا کے الہام میں ایک خارق عادت شوکت ہوتی ہے (۳) تیسری وہ پُر زور آواز اور قوت سے نازل ہوتا ہے (۴) چوتھی اس میں ایک لذت ہوتی ہے (۵) اکثر اس میں سلسلہ سوال و جواب پیدا ہو جاتا ہے۔ بندہ سوال کرتا ہے خدا جواب دیتا ہے اور پھر بندہ سوال کرتا خدا جواب دیتا ہے۔ خدا کا جواب پانے کے وقت بندہ پر ایک غنودگی طاری ہوتی ہے لیکن صرف غنودگی کی حالت میں کوئی کلام زبان پر جاری ہونا وحی الہی کی قطعی دلیل نہیں کیونکہ اس طرح پر شیطانی الہام بھی ہو سکتا ہے (۶) چھٹی وہ الہام کبھی ایسی زبانوں میں بھی ہو جاتا ہے جن کا ملہم کو کچھ بھی علم نہیں۔ (۷) خدائی الہام میں ایک خدائی کشش ہوتی ہے۔ اول وہ کشش ملہم کو عالم تفرید اور انقطاع کی طرف کھینچ لے جاتی ہے اور آخر اس کا اثر بڑھتا بڑھتا طابع سلیمہ مبائعین پر جا پڑتا ہے تب ایک دنیا اس کی طرف کھینچی جاتی ہے اور بہت سی روہیں اس کے رنگ میں بقدر استعداد آ جاتی ہیں (۸) آٹھویں سچا الہام غلطیوں سے نجات دیتا اور بطور حکم کے کام کرتا ہے اور قرآن شریف سے کسی بیان میں مخالف نہیں ہوتا۔ (۹) سچے الہام کی پیشگوئی فی حد ذاتہ سچی ہوتی ہے۔ گو اس کے سمجھنے میں لوگوں کو دھوکا ہو۔ (۱۰) دسویں سچا الہام تقویٰ کو بڑھاتا اور اخلاقی قوتوں کو زیادہ کرتا اور دنیا سے دل برداشتہ کرتا اور معاصی سے متنفر کر دیتا ہے (۱۱) سچا الہام چونکہ خدا کا قول ہے اس لئے وہ اپنی تائید کے لئے خدا کے فعل کو ساتھ لاتا ہے اور اکثر بزرگ پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو سچی نکلتی ہیں اور قول اور فعل دونوں کی آمیزش سے یقین کے دریا جاری ہو جاتے ہیں اور انسان سفلی زندگی سے منقطع ہو کر ملکوتی صفات بن جاتا ہے۔ یقینی الہام میں سے جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے وہ حصہ جو خوارق اور پیشگوئیوں پر مشتمل ہے ہم کسی قدر اس میں سے بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں۔

یعنی ہم نمونہ کے طور پر چند وہ نشان لکھتے ہیں جو اس وحی کے ساتھ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوئے جو میرے پرنازل ہوئی اور وہ یہ ہیں:-

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے یہ خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں اور ہزار ہا ان کے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے۔	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
--------------------------	---	--------------------------	-----------

☆ ۱۸۷۴ء	<p><b>پہلی پیشگوئی معہ تفصیل واقعہ۔</b> میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضیٰ مرحوم اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے گورنمنٹ انگریزی میں وہ پنشن پاتے تھے اور اس کے علاوہ چار سو روپیہ انعام ملتا تھا اور چار گاؤں زمینداری آج کے تھے پنشن اور انعام ان کی ذات تک وابستہ تھے اور زمینداری کے دیہات کے متعلق شرکاء کے مقدمات شروع ہونے کو تھے اتنے میں وہ قریباً ۱۵ برس کی عمر میں بیمار ہو گئے اور پھر بیماری سے شفا بھی ہو گئی۔ ہورہی</p> <p>کچھ خفیف سی زحیر باقی تھی۔ ہفتہ کا روز تھا اور دو پہر کا وقت تھا کہ ہے مجھے کچھ غنودگی ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ جس کے معنی مجھے یہ سمجھائے گئے کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثہ کی کہ غروب آفتاب کے بعد پڑیگا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ پیشگوئی میرے والد کے متعلق ہے اور وہ آج ہی غروب آفتاب کے بعد وفات پائیں گے اور یہ قول خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ماتم پرسی کے ہے۔ اس وحی الہی کے ساتھ ہی میرے دل میں بمقتضائے بشریت</p>	پہلی پیشگوئی
------------	---	--------------

اس وحی الہی کی گواہ رویت ایک بڑی جماعت ہے۔ اگر میں تفصیل سے لکھوں تو ایک ہزار سے بھی زیادہ ہوگا مگر چونکہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ہی جس کو آج اٹھائیس برس گذر چکے ہیں اس الہام کو ایک نگینہ پر کھدوا کر ایک مہربنوائی گئی تھی جو اب تک موجود ہے جس کا یہ نشان ہے  اس لئے زیادہ ثبوت کی

زندہ گواہ رویت کے

نمبر شمار	تاریخ بیان	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں ہزار ہا اُن کے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱		<p>یہ گذرا کہ ان کی وفات سے مجھے بڑا اہتلا پیش آئے گا کیونکہ جو وجوہ آمدنی ان کی ذات سے وابستہ ہیں وہ سب ضبط ہو جائیں گی اور زمینداری کا حصہ کثیرہ شرکاء لے جائیں گے اور پھر نامعلوم ہمارے لئے کیا کیا مقدر ہے میں اس خیال میں ہی تھا کہ پھر یکدفعہ غنودگی آئی اور یہ الہام ہوا ایس اللہ بکاف عبدہ۔ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ پھر اس کے بعد میرے دل میں سکینت نازل کی گئی اور نماز ظہر کے بعد میں نیچے اترا اور جون کا مہینہ اور سخت گرمی کے دن تھے اور میں نے جا کر دیکھا کہ میرے والد صاحب تندرست کی طرح بیٹھے تھے اور نشست برخواست اور حرکت میں کسی سہارے کے محتاج نہ تھے اور حیرت تھی کہ آج واقعہ وفات کیونکر پیش آئے گا۔ لیکن جب غروب آفتاب کے قریب وہ پاخانہ میں جا کر واپس آئے تو آفتاب غروب ہو چکا تھا اور پلنگ پر بیٹھے کے ساتھ ہی غرغہ نزع شروع ہو گیا۔ شروع غرغہ میں مجھے انہوں نے کہا دیکھایہ کیا حالت ہے اور پھر آپ ہی لیٹ گئے اور بعد اس کے کوئی کلام نہ کی اور چند منٹ میں ہی اس ناپائیدار دنیا سے گذر گئے۔ آج تک جو دن اگست ۱۹۰۲ء ہے مرزا صاحب مرحوم</p>	
زندہ گواہ رویت کے		<p>کچھ ضرورت نہیں کیونکہ یہ مہر ایک آریہ کی معرفت بنوائی گئی تھی جو اب تک زندہ موجود ہے جس کا نام ملاو ایل ہے اور اس کا دوسرا ہم قوم بھائی شرمپت نام بھی اس بات کا گواہ ہے اور وہ آریہ میرے اس الہام کو بذریعہ میرے ایک خط کے امرتسر میں حکیم محمد شریف کلانوری مرحوم کے پاس لے گیا تھا اور وہاں ایک مہر کن سے یہ مہر بنوائی</p>	

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں ہزار ہا اُن کے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے</p> <p>کے انتقال کو اٹھائیس برس ہو چکے ہیں بعد اس کے میں نے مرزا صاحب کی تجہیز تکفین سے فراغت کر کے وہ وحی الہی جو تکفل الہی کے بارہ میں ہوئی تھی یعنی الیس اللہ بکاف عبدہ اس کو ایک نگینہ پر کھدوا کر وہ مہر اپنے پاس رکھی اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ خارق عادت طور پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور نہ صرف میں بلکہ ہر ایک شخص جو میرے اس زمانہ کا واقف ہے جب کہ میں اپنے والد صاحب کے زیر سایہ زندگی بسر کرتا تھا وہ گواہی دے سکتا ہے کہ مرزا صاحب مرحوم کے وقت میں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہیں تھا اُن کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے اس طور سے میری دستگیری کی اور ایسا میرا متکفل ہوا کہ کسی شخص کے وہم اور خیال میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہونا ممکن ہے ہر ایک پہلو سے وہ میرا ناصرا اور معاون ہوا مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی مگر اب تک اس نے کئی لاکھ آدمی کو میرے دسترخوان پر روٹی کھلائی۔ ڈاکخانہ والوں کو خود پوچھ لو کہ کس قدر اس نے روپیہ بھیجا۔ میری دانست میں دس لاکھ سے کم نہیں اب ایماناً کہو کہ یہ معجزہ ہے یا نہیں۔</p>	
	<p>گئی تھی حکیم صاحب مرحوم کے دوستوں اور اولاد کو بھی یہ واقعہ معلوم ہے اب جو شخص ذرا حیا کو کام میں لا کر یہ سوچے اور تحقیق کرے کہ آج سے ۲۸ برس پہلے یعنی حضرت والد صاحب کے زمانہ میں میں کیا چیز تھا پھر خدا کی اس وحی الیس اللہ بکاف عبدہ کے بعد خدا نے میری کیسی پرورش کی تو میں یقین نہیں رکھتا کہ اس معجزہ سے بجز اس شخص کے کہ سخت درجہ کا بے حیا ہوا انکار کر سکے۔</p>	<p>زندہ گواہ رویت کے</p>
<p>☆ باہر کے لوگوں میں سے بجز دو چار آدمیوں کے کون کہہ سکتا ہے کہ میں جانتا تھا۔</p>		



نمبر شمار	تاریخ بیان	تاریخ ظہور پیشگوئی
۲	۱۸۸۰ء ۱۸۸۲ء	<p>جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں ہزار ہا اُن کے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے</p> <p>لا نیئس من روح اللہ الا ان روح اللہ قریب. الا ان نصر اللہ قریب. یاتیک من کل فج عمیق. یأتون من کل فج عمیق. ینصرک اللہ من عنده. ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء. لا مبدل لکلمات اللہ.</p> <p>دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۰ء و ۱۸۸۲ء سفیر ہند پریس امرتسر۔ ترجمہ۔ خدا کے فضل سے نوا امید مت ہو یعنی یہ خیال مت کر کہ کوئی میری طرف التفات نہیں کرتا اور نہ کوئی میری نصرت کرتا ہے یہ بات سن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک ایسی راہ سے تجھے پہنچے گی کہ کبھی بند نہیں ہوگا اور لوگ ہر ایک راہ سے آتے رہیں گے جو بند نہیں ہوگا بلکہ لوگوں کے چلنے سے عمیق ہوتا رہے گا یعنی لوگ ہر ایک راہ سے بکثرت تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ راہیں عمیق ہو جائیں گی۔ یہ استعارہ اس منشاء کے ادا کرنے کے لئے ہے کہ سلسلہ رجوع خلاق کا کبھی بند نہیں ہوگا اور یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا مگر شاذ و نادر جو صرف چند ابتدائی زمانہ کے تعارف والے تھے اور نہ گورنمنٹ کو میری طرف کچھ</p>
زندہ گواہ رویت کے	اس پیشگوئی کا بیان کرنا اور پھر پورا ہونا براہین احمدیہ کی شہادت سے ثابت ہے کیونکہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ پیشگوئی مندرج ہے اور براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جو قریباً بائیس برس سے ملک میں شائع ہو گئی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب میں گوشہء تنہائی میں پڑا ہوا تھا نہ مہمان تھے اور نہ کوئی مہمان خانہ تھا۔ اس واقعہ کو تمام یہ قصبہ جانتا ہے۔	اس پیشگوئی سے بیس سال بعد ہر ایک پہلو سے نصرت الہی اور نیز رجوع خلاق ظہور میں آیا۔

- نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دُنیا پر ظاہر ہو چکیں ہزار ہا اُن کے گواہ ہیں جن میں سے بعض اس جگہ لکھے گئے ہیں تاریخ ظہور پیشگوئی
بیتہ پیشگوئی نمبر ۲		<p>خیال تھا کہ اس کا اتنا بڑا سلسلہ قائم ہوگا اور نہ اس ملک کے لوگوں میں سے کوئی پیشگوئی کر سکتا تھا کہ یہ غیر معمولی ترقی ایک دن ضرور ہوگی مگر یہ خدا کا فعل ہے جو باوجود ہزار ہا روکوں کے جو قوم کی طرف سے اور مولویوں کی طرف سے ہوئیں خدا نے میری اس دعا کو قبول کر کے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۲ میں ہے یعنی یہ کہ رَبِّ لَا تَسْذُرْنِي فَرْدًا۔ اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دیا۔ جب میں نے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے اکیلا مت چھوڑ تو جواب دیا کہ میں اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ اور جب میں نے کہا کہ میں نادار ہوں مجھے مالی مدد دے تو اس نے کہا کہ ہر ایک راہ سے تجھے مدد آئے گی اور وہ راہیں عمیق ہو جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یوں کی کثرت سے قادیان کی سڑک کئی دفعہ ٹوٹ گئی اُس میں گڑھے پڑ گئے اور کئی دفعہ سرکار انگریزی کو وہ سڑک مٹی ڈال کر درست کرانی پڑی اور پہلے اس سے قادیان کی سڑک کا یہ حال تھا کہ ایک یکہ بھی اُس پر چلنا شاذ و نادر کے حکم میں تھا اب ہر ایک سال راہ یوں کے باعث سے عمیق ہو جاتا ہے اور نیز خدا نے اسی سال میں قریب ستر ہزار کے اس جماعت کو پہنچا دیا۔ کون مخالف ہے جو اس بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ جب ابتدا میں یہ وحی الہی نازل ہوئی</p>
زندہ گواہ رویت کے		<p>کون ایسا بے ایمان ہے جو اس سے انکار کرے گا اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہ صد ہا انسان جواب آتے جاتے اور موجود رہتے ہیں یہ اس وقت بھی موجود تھے ڈاکخانوں کی کتابوں کو دیکھو کہ کیا یہ مالی آمدن پہلے بھی کبھی تھی اور کیا پہلے بھی اس کثرت سے لوگ آتے تھے۔</p>

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بیتہ مضمون پیشگوئی نمبر ۲		<p>تو اس وقت سات آدمی بھی میرے ساتھ تھے مگر اس کے بعد ان دنوں میں ہزار ہا انسانوں نے بیعت کی خاص کر طاعون کے دنوں میں جس قدر جوق در جوق بیعت میں داخل ہوئے اس کا تصور خدا کی قدرت کا ایک نظارہ ہے۔ گویا طاعون دوسروں کو کھانے کے لئے اور ہمارے بڑھانے کے لئے آئی۔ ابھی معلوم نہیں کہ طاعون کی برکت سے کیا کچھ ترقی ہوگی۔ اسی برس میں تمام بیعت کرنے والوں نے اپنے ذمہ لے لیا کہ کچھ نہ کچھ ماہانہ اس سلسلہ کی مدد میں نذر کیا کریں سو اس ایک ہی برس میں ہزار ہا روپیہ کی آمدن ہوئی اور ہزار ہا لوگ بیعت میں داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہیں اور وہ الہام کہ یأتیک من کل فج عمیق و یأتون من کل فج عمیق۔ عین طاعون کے دنوں میں پورا ہوا۔ اگر کوئی شخص براہین احمدیہ کو ہاتھ میں پکڑے اور میری پہلی حالت غربت اور تنہائی کو جو براہین احمدیہ کے زمانہ میں تھی قادیان میں آ کر تمام ہندو مسلمانوں سے دریافت کرے یا گورنمنٹ انگریزی کے کاغذات میں دیکھے کہ کب سے گورنمنٹ نے میرے سلسلہ کو ایک جماعت عظیم قرار دیا ہے تو بلاشبہ وہ یقینی اور قطعی طور پر سمجھ لے گا کہ اس قدر خدا کی طرف سے حسبِ منشاء پیشگوئی کے نصرت ہونا اور ستر ہزار سے بھی زیادہ لوگوں کا بیعت میں داخل ہونا باوجود تمام مولویوں کے شور</p>	
زندہ گوارا رویت کے		<p>اور وہ معزز احباب جو پیشتم خود دیکھ رہے ہیں کہ کیونکر اس پرانے زمانہ کی پیشگوئی بڑے زور و شور سے ان دنوں میں پوری ہو رہی ہے ان احباب کے بطور گواہان رویت ذیل میں چند نام لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی</p>	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	— نمبر شمار
	<p>و فریاد کرنے کے بے شک ایک معجزہ ہے ورنہ خدا قادر تھا کہ اس سلسلہ کو ترقی سے روک دیتا اور مولویوں کے منصوبوں کو پورا کر دیتا یا مجھے ہلاک کر دیتا اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یسائیک من کل فجح عمیق و یأتون من کل فجح عمیق۔ اس طرح پر بھی ہر ایک پر ثابت ہو سکتا ہے کہ بیس برس کے بعد ان دنوں میں پنجاب اور ہندوستان کے شہروں میں سے کوئی شہر خالی نہیں رہا جس کے باشندوں میں سے کوئی نہ کوئی قادیان میں نہیں آیا اور نہ کوئی ایسی طرف ہے جس سے مالی مدد نہ آئی۔ اب سوچ لو کہ کیا اس قدر دور دراز عرصہ کے بعد غیب کی باتیں پورا ہونا کیا بجز خدا کی وحی کے کسی اور کے کلام میں یہ طاقت ہے اور اگر انسان ایسا کر سکتا ہے تو نظیر کے طور پر پیش کرو کہ کس نے میری طرح گمنامی کی حیثیت میں ہو کر ظہور پیشگوئی کے دنوں سے بیس برس پہلے بذریعہ تحریر تمام دنیا میں شائع کیا کہ ایک دن وہ آنے والا ہے کہ میری یہ حالت گمنامی جاتی رہے گی اور ہزار ہا تحائف میرے پاس آئیں گے اور ہزار ہا لوگ دور دراز ملکوں کا سفر کر کے میرے ملنے کے لئے آئیں گے میں جانتا ہوں کہ ایسی نظیر پیش کرنے پر ہرگز انسان قادر نہیں۔</p>		
	<p>مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ مولوی محمد علی ایم اے۔ نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر۔ میر ناصر نواب صاحب دہلوی۔ مولوی محمد احسن صاحب امر وہی۔ مرزا خدا بخش صاحب جھنگ۔ سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس۔ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹ چھاؤنی۔ شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بہمنی ہوٹس لاہور۔ خلیفہ نور الدین صاحب جموں وغیرہ گواہان جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔</p>		<p>زندہ گواہ روایت کے</p>

- نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	تاریخ ظہور پیشگوئی
جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	<p>لا تُصَعِّرْ لِحَلْقِ اللَّهِ وَلَا تَسْتَمِّ مِنَ النَّاسِ - دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۲۔ ترجمہ: خلق اللہ تیری طرف رجوع کرے گی سو تجھے چاہئے کہ تو ان سے منہ نہ پھیرے اور نہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک جائے۔ اس الہام میں یہ بشارت دی گئی تھی کہ لوگ فوج در فوج تیرے پاس آئیں گے اور اس قدر آئیں گے کہ انسان بمقتضائے بشریت ان کی متواتر ملاقاتوں سے ملول ہو سکتا ہے اور ان کے ہجوم سے تھک سکتا ہے کیونکہ بہت کثرت ہوگی۔ سو تو ایسا مت کرنا اور کثرت مخلوقات سے گھبرانا مت۔ اب جس حد تک کوئی انسان چاہے ثابت کر لے کہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جس کو بیس بائیس برس گذر گئے لوگوں کا میری طرف رجوع نہ تھا بلکہ میں ان لوگوں میں سے نہیں تھا جن کا دنیا میں کچھ ذکر کیا جاتا۔ پس خدا کا یہ فرمانا کہ تم نے کثرت خلق اللہ کو دیکھ کر تھکنا مت۔ یہ خبر پورے بیس برس بعد اس پیشگوئی کے ظہور میں آئی یعنی حال میں جب کہ ہزار ہا لوگ قادیان میں آنے لگے اور آرہے ہیں۔</p>	<p>اصحاب الصُّفَّةِ وَمَا ادْرَاكَ مَا اصْحَابِ الصُّفَّةِ. تَرَى اَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ. يَصَلُّونَ عَلَيْكَ. رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا</p>
زندہ گواہ رویت کے	<p>ان تمام پیشگوئیوں کا گواہ ناطق براہین احمدیہ ہے اور اس قصہ کو تمام لوگ اس گاؤں اور گرد و نواح کے جانتے ہیں کہ جس زمانہ کی یہ پیشگوئیاں ہیں اس زمانہ میں میری شہرت کا نام و نشان نہ تھا اور پنجاب کے لوگ باسانی</p>	<p>۸۷۱ھ ۱۴۶۷ء</p>

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	- نمبر شمار
بعداظہار اس کے کے ظہور میں آگئی	منادیا ینادی للایمان . وداعیاً الی اللہ و سراجا منیرا . املوا . دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲- ترجمہ:- صفحہ کے دوست اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفحہ کے دوست تو ان کی آنکھوں کو دیکھے گا کہ ان سے آنسو جاری ہیں۔ تیرے پر درود بھیجیں گے۔ یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز کو سنا جو کہتا تھا کہ اپنے ایمان کو درست کرو اور قوی کرو اور وہ خدا کی طرف بلاتا تھا اور شرک سے دور کرتا تھا اور وہ ایک چراغ تھا زمین پر روشنی پھیلانے والا (لکھ لو) یہ پیشگوئی جس زمانہ میں براہین احمدیہ میں شائع کی گئی اُس وقت نہ کوئی صفحہ تھانہ اصحاب الصفہ۔ پھر بعد اس کے جو مخلصین قادیان میں ہجرت کر کے آئے ان کے لئے صفحہ اور مہمان خانے طیار کئے گئے۔ دیکھو یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ اس زمانہ میں یہ باتیں بتلائی گئیں جب کہ کسی کو اس طرف خیال بھی نہیں آسکتا تھا کہ ایسا وقت بھی آئے گا کہ قادیان میں ایسے مخلص جمع ہوں گے اور ان کے لئے صفحہ تیار کئے جاویں گے۔		بیتہ مضمون پیشگوئی نمبر ۴
اس کا اظہار ۱۸۸۸ء سے شروع ہوگا	سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع الباء ک و یبدأ منک دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۰- ترجمہ:- پاک ہے خدا ہر ایک تہمت سے جو بہت برکت والا اور بہت بلند ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادے کا	۱۸۸۰ء	پیشگوئی نمبر ۵
	سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں نہ خود کبھی قادیان آئے اور نہ لوگوں کو قادیان آتے دیکھا اور نہ سنا اور نیز بڑا ثبوت اس کا کاغذات گورنمنٹ ہیں اور پیشگوئی نمبر پنجم کا ثبوت خود ظاہر ہے کہ بعد اس پیشگوئی کے خدا نے چارٹر کے مجھے دئے اور وہ عزت اور شہرت مجھے دی کہ میرے خاندان میں کسی کو نہیں دی گئی۔		زندہ گواہ رویت کے

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	ذکر منقطع ہو جائے گا۔ اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی بنیاد تجھ سے ڈالے گا۔ اب بتلاؤ کیا یہ سچ نہیں کہ میری شہرت میرے خاندان کی شہرت سے بہت زیادہ بڑھ گئی اور ہزار ہا مخلوقات کو خدا نے ربقہ اطاعت میں داخل کر دیا اور آج کے دن سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس سلسلہ کی اس قدر ترقی ہو جائے گی خاص کر براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ نہ کوئی سلسلہ تھا نہ دعوت تھی نہ جماعت تھی نہ شہرت تھی۔ پس افسوس ان پر جو نہیں سمجھتے اور خدا کی عجائب قدرتوں پر غور نہیں کرتے۔		۵ پتہ مضمون پیشگوئی نمبر ۵
آج سے آٹھ سال پہلے	اردت ان استخلف فخلقت ادم۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۲۔ یہ پیشگوئی باعتبار مفہوم لفظ آدم کے ہے کیونکہ فرشتوں نے آدم کی خلافت کو منظور نہ کیا۔ مگر آخر وہی جس کو رد کیا گیا تھا خلیفہ ٹھہرایا گیا اور نام منظور کرنے والوں کی کچھ پیش نہ گئی بلکہ سخت منکران میں سے شیطان کہلایا۔ پس لفظ آدم میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور خدا اس خلافت کو اپنے ہاتھوں سے زمین پر جمائے گا۔ اور اس پیشگوئی کا ایک حصہ از الہ اوہام میں ایک الہام ہے اور وہ یہ ہے۔ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ ان تمام الہامات کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ زمین پر پیدا کروں۔	۱۷۷۱ء	۶ پیشگوئی نمبر ۶
	پیشگوئی نمبر ۵ کا ثبوت گذر چکا اور پیشگوئی نمبر ۶ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آدم کے رنگ پر میرے پر بھی اعتراض ہوں گے اور میری معائب شماری ہو گی اور آخر خدا میری عزت ظاہر کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور عیب شمار لوگوں کو خائب و خاسر ہونا پڑا اور خدا نے میری تائید کی اور اگرچہ تائید الہی بجائے خود		زندہ گواہ رویت کے

- نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بیتہ پیشگوئی نمبر ۲		<p>سو میں نے آدم کو یعنی اس عاجز کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ میں اسی آدم کو زمین پر اپنی خلافت کے لئے مامور کرنے والا ہوں اور لوگ کہیں گے کہ کیوں ایسا خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے کہ مفسد ہے اور خونریز ہے یعنی خونریزی کی تہمت لگائیں گے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق آخر کار نادان لوگوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ لیکھرام کے معاملہ کے بارے میں اور ڈاکٹر کلارک کے بارے میں اور آسٹھم کے بارے میں۔ پھر فرماتا ہے کہ خدا کہے گا کہ تم غلطی کرتے ہو اس شخص کی نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ یہ پیشگوئی صاف طور پر دلالت کرتی ہے کہ لوگ انکار کریں گے اور جھوٹے الزام لگائیں گے اور منظور نہیں کریں گے سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے میرا نام آدم رکھتا تا آخر کو اول سے نسبت ہو اور نیز یہ بھی مشابہت درمیان تھی کہ آدم توام کے طور پر پیدا کیا گیا پہلے نر اور پیچھے مادہ ہوا۔ تا ترقی کرنے والے انسانی سلسلہ کی طرف اشارہ کرے اور میں بھی آدم کی طرح توام پیدا کیا گیا مگر پہلے لڑکی پیدا ہوئی اور بعد اس کے میں۔ تا یہ وضع پیدائش انسانی سلسلہ کے ختم ہونے پر اشارہ کرے۔ سو میں اس طور سے آخر ہوں جیسا کہ آدم اول تھا اور عیسیٰ بن مریم کو آدم سے صرف ایک مناسبت تھی کہ بغیر باپ کے پیدا ہوا اور وہ مناسبت بھی ناقص</p>	
زندہ گواہ رویت کے		<p>ایک نشان ہوتا ہے لیکن جب قبل از وقت پیشگوئی کے رنگ میں اس کو بیان کیا جاوے تو وہ نشان نور علی نور ہو جاتا ہے کیونکہ پیشگوئی کا پورا ہونا اس بات پر مہر کر دیتا ہے کہ وہ تائید جو ظہور میں آئی ہے وہ درحقیقت منجانب اللہ ہے۔</p>	



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دُنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲		<p>کیونکہ ماں موجود تھی مگر میں روحانی طور پر بغیر باپ اور ماں دونوں کے ہوں کیونکہ نہ کوئی مرشد رکھتا ہوں جو بجائے باپ کے ہو اور نہ خاندان نبوت جو بجائے ماں کے ہو اور میں آدم کی طرح تو ام ہوں اور حضرت عیسیٰ تو ام نہیں تھا اور آدم کی طرح خوزریزی کی میرے پر تہمت لگائی گئی اور حضرت عیسیٰ پر یہ تہمت نہیں لگائی گئی۔ اور آدم کی طرح میں جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں مگر حضرت عیسیٰ محض جمالی رنگ تھا۔ اس لئے میں آدم کے لئے مظہر اتم ہوں مگر حضرت عیسیٰ مظہر اتم نہیں تھا چونکہ نوع انسان جس نقطہ سے شروع ہوئی اسی نقطہ پر اس کو بلحاظ وضع دوری ختم ہونا چاہئے اس لئے آخر سلسلہ نوع انسان میں آدم کا مظہر اتم پیدا کیا گیا تا اس طرح پر دائرہ خلقت انسان پورا ہو جائے اور چونکہ آدم ز اور مادہ پیدا کیا گیا تھا اسلئے خدا نے مجھے ز اور مادہ یعنی بطور تو ام پیدا کیا تا آخر کو اول سے مشابہت ہو اور نیز مجھے اس نے نہ خاندان نبوت سے پیدا کیا جو بطور ماں کے ہے اور نہ مرشد جو روحانی تعلیم دیتا مجھے عطا کیا تا بطور روحانی باپ کے ٹھہرتا اور یہ ضرور نہ تھا کہ میں عیسیٰ کی طرح بغیر باپ کے پیدا ہوتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضرور نہ تھا کہ عصا کا سانپ بناتے بلکہ قرآن شریف کے معجزہ کو قائم مقام عصا ٹھہرایا گیا کیونکہ خدا نہیں چاہتا کہ گذشتہ نشانوں کو دوبارہ ظاہر کرے مگر برنگ دیگر</p>	
زندہ گواہ روایت کے		<p>نہ کہ اتفاقی طور پر۔ غرض ایک مرسل اور مامور کے لئے خلافت اور نبوت کا منصب ثابت کرنا کسی ایسی تائید الہی کو چاہتا ہے جس کے ساتھ پیشگوئی ہو اور اس پیشگوئی کی ضرورت سمجھتا ہے جس کے ساتھ تائید ہو اور اثبات مدعا کے لئے بجز اس کے اور کوئی ضرورت نہیں</p>	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	- نمبر شمار
۳۱ بجی	وان یروا اية یعرضوا و یقولوا سحر مستمر. واستیقنتها انفسهم وقالوا لات حین مناص۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔ ترجمہ۔ جب دیکھیں گے کوئی نشان تو منہ پھیر لیں گے اور کہیں گے کہ یہ ایک مکر ہے اور یہ تو ابتدا سے چلا آتا ہے کوئی انوکھی بات نہیں کوئی خارق عادت امر نہیں اور ان کے دل یقین کر گئے اور کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ یہ آیت یعنی <b>وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ</b> ۔ یہ سورۃ قمر کی آیت ہے شق القمر کے معجزہ کے بیان میں اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا تھا کہ اس میں کیا		ساتویں پیشگوئی
	براہین احمدیہ کا الہام صفحہ ۴۹۸۔ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی بارہ برس پہلے خسوف سے کی گئی تھی اور باوجود اسکے کہ یہ پیشگوئی کتاب دارقطنی میں قریباً ہزار برس پہلے اور کتاب اکمال الدین میں جو شیخہ کی نہایت معتبر کتاب ہے اسی قدر مدت پہلے کی گئی تھی مگر تب بھی لوگوں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ خسوف قمر مہینہ کی پہلی رات میں یعنی ہلال کو ہونا چاہئے تھا اور کسوف شمس ٹھیک ٹھیک مہینہ کے وسط میں ہونا چاہئے تھا یعنی پندرہویں تاریخ مگر جس طرح پر یہ ہوا یہ تو ایک مستمر امر ہے یعنی قدیم سے اسی طرح چلا آتا ہے حالانکہ حدیث میں خارق عادت کا کوئی لفظ نہیں صرف اپنی نادانی سے فقرہ اول شب اور فقرہ درمیانی روز سے یہ غلط معنی نکالتے ہیں اور حدیث کا مطلب ظاہر ہے اور وہ یہ کہ خسوف قمر اس کی مقررہ راتوں میں سے جو قانون قدرت میں مقرر ہیں اول رات میں ہوگا اور کسوف شمس اس کے مقررہ دنوں میں سے درمیان کے دن میں یعنی اٹھائیس تاریخ ہوگا اور اسی طرح وقوع میں آیا یہ ایک سچے مہدی موعود کیلئے ایک علامت مقرر کی گئی تھی کہ اس کے دعویٰ کے دنوں میں جب اس کی تکذیب ہوگی اور وہ نشان کا محتاج ہوگا تب ماہ رمضان میں ان تاریخوں میں خسوف		زندہ گواہ رویت کے

﴿۱۲۹﴾

- نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۷		انوکھی بات ہے قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کوئی خارق عادت امر نہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے اس الہام میں وہی آیت پیش کر کے یہ اشارہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو بھی خسوف کا نشان دکھلایا جاوے گا اور منکر لوگ وہی کہیں گے جو ابو جہل وغیرہ نے کہا تھا یعنی ”اس طرح پر قدیم سے خسوف کسوف ہوتا آیا ہے“ خارق عادت ہونا چاہئے تھا تا ہم مانتے۔ پس دیکھو یہ پیشگوئی کیسی عظیم الشان ہے جو خسوف کسوف سے بارہ برس پہلے لکھی گئی۔	
بقیہ زندہ گواہ روایت متعلق نمبر ۷		کسوف ہو جائیگا۔ اب ظاہر ہے کہ ہمیشہ رمضان میں خسوف کسوف نہیں ہوتا اگر ہوتا ہوگا تو صد ہا برس کے بعد اور پھر یہ کہ خسوف بھی انہیں تاریخوں میں ہو یہ خصوصیت بھی صد ہا سال کو ہی چاہتی ہے۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تک مہدی معہود ظاہر نہ ہو یہ خصوصیتیں کسی زمانہ میں کسی کاذب مدعی کے وقت میں جمع نہیں ہوں گی صرف مہدی کے وقت میں جمع ہوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تو اب ظاہر ہے کہ مہدی معہود کی علامت کے لئے اسی قدر کافی تھا کہ اس کے ابتدائی زمانہ میں رمضان میں ان تاریخوں میں خسوف کسوف ہوگا قانون قدرت کو توڑنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ رہا یہ امر کہ دارقطنی کی حدیث ضعیف ہے۔ اگر ہم فرض کر لیں تو پھر کتاب اکمال الدین میں بھی تو یہی حدیث ہے ماسوا اس کے اصل بات تو یہ ہے کہ محدثین کی نہ تو تصدیق یقینی ہے اور نہ تکذیب۔ اس لئے خدا نے اس حدیث کی تصدیق خود کر دی اب کس محدث کی مجال ہے کہ اس کی تکذیب کرے۔ پیشگوئی تو انجیل اور تورات کی بھی ماننی پڑے گی اگر وہ صفائی سے پوری ہو جاوے گو وہ کتابیں محرف مبدل ہیں بلکہ اگر سکھوں کے گرنہ میں بھی کوئی پیشگوئی ہو جو بے حد رطب و یابس کا ذخیرہ ہے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تب بھی ماننی پڑے گی۔ کیا انسان کی تنقید خدا کی تنقید سے بہتر ہے۔	

- نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸	۱۷۷۰ء ۱۸۰۷ء	<p>یا عبد القادر انی معک اسمع واری غرست لک بیدی رحمتی و قدرتی. والقیث علیک محبة منی. ولتصنع علی عینی. کزرع اخراج شطأه فاستغلط فاستوی علی سوقه - دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۴۔ ترجمہ۔ اے قادر کے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں۔ میں نے اپنی محبت تیرے پر ڈال دی تاکہ تو میری آنکھوں کے روبرو پرورش کیا جائے۔ تو ایک بیج کی طرح ہے یعنی اکیلا ہے جس کی ابھی کوئی شاخ نہیں نکلی۔ صرف ایک سبزہ نکلنا بعد اس کے ایسا ہوگا کہ وہ سبزہ موٹا ہو جاوے گا اور اس کی شاخیں تنا پر قائم ہوں گی اور وہ ایک بڑا درخت بن جائے گا اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کس قدر صفائی سے پوری ہوئی اور باوجود سخت مخالفتوں کی سخت مزاحمتوں کے یہ سلسلہ ایک عظیم بزرگی کے ساتھ قائم ہو گیا اور جیسا کہ پیشگوئی کا منشاء تھا اس تخم کی بہت سی شاخیں نکل آئیں اور پنجاب اور ہندوستان میں پھیل گئیں اور پھیلی جاتی ہیں۔ براہین احمدیہ میں بار بار یہ ذکر آچکا ہے کہ تو اس وقت اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں جیسا کہ ایک جگہ میری دعا کا خود خدا تعالیٰ ذکر فرماتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہترین ورثاء ہے پس اس جگہ خدا گواہی دیتا ہے کہ اس الہام کے وقت میں اکیلا تھا سو خدا نے وعدہ دیا کہ تو اکیلا نہیں رہے گا اور ایک جہان تیری شاخوں میں داخل ہو جائے گا۔</p>	یہ پیشگوئی میں برس بعد طالعون کے زمانہ میں پوری ہوئی
زندہ گواہ رویت کے		<p>براہین احمدیہ ان تمام پیشگوئیوں کی گواہ ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ اس زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں کہ جبکہ اس اقبال اور عزت اور کامیابی کے کچھ بھی آثار نہ تھے کہ جو اب ۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء میں ظہور میں آئے۔</p>	

نمبر شمار	تاریخ بیان	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور
پیشگوئی نمبر ۹	۱۸۷۰ء	<p>أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا - دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶۔ ترجمہ۔ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں۔ پس وہ اس کو ان تمام الزاموں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جائیں گے اور وہ خدا کے نزدیک وجاہت رکھتا ہے۔ یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر کے وقت میں میرے پر خون کا الزام لگایا گیا خدا نے اس سے مجھے بری کر دیا اور پھر مسٹر ڈوٹی ڈپٹی کمشنر کے وقت میں مجھ پر الزام لگایا گیا اس سے بھی خدا نے مجھے بری کر دیا۔ اور پھر مجھ پر جاہل ہونے کا الزام لگایا سو مخالف مولویوں کی خود جہالت ثابت ہوئی اور پھر مہر علی نے مجھ پر سارق ہونے کا الزام لگایا سو اس کا خود سارق ہونا ثابت ہوا۔ ایسا ہی یہ دن کبھی نہیں گذریں گے جب تک خدا کج دل انسانوں کو نہ دکھلا دے کہ یہ میرا بندہ میری طرف سے تھا۔ تب بہتوں کی آنکھیں کھلیں گی مگر کیا فائدہ۔ انوں ہزار عذر بیماری گناہ را۔ مرثوی کردہ را بنود زیب دخترے</p>	یہ پیشگوئی اس زمانہ سے پوری ہوئی شروع ہوئی جبکہ میرے قتل و شہرہ کے چھوٹے مقدمے کئے گئے
پیشگوئی نمبر ۱۰	۱۸۷۰ء	<p>إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ لِيَعْنِي هَمَّ تَجْتَهِي بِهِت سَ ارَادَتِنْدَ عَطَا كِرِيں گے اور ایک کثیر جماعت تجھے دی جاوے گی۔ دیکھو اس پیشگوئی کو بیس برس گذر گئے۔ اور اب وہ کثیر جماعت ہوئی اور نہ صرف ستر ہزار بلکہ اب تو یہ جماعت لاکھ کے قریب ہو گئی اور ان دنوں میں ایک بھی نہ تھا۔</p>	طاہون کے دنوں میں کمال ظہور ہوا
زندہ گواہ رویت کے		<p>جن مقدمات میں خدا نے مجھے بری کیا جو بڑے افترا اور اتفاق سے پیدا کئے گئے تھے ان کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں سرکاری کاغذات موجود ہیں اور جن صد ہا نشانوں کے ساتھ تہمت اور کذب اور افترا اور جہل سے خدا نے مجھے بری کیا ان نشانوں میں سے بطور نمونہ اسی فہرست میں موجود ہیں اور منصف کے لئے کافی ہو سکتے ہیں۔</p>	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	- نمبر شمار
جس وقت سے عربی کتابیں تالیف ہوئیں	یا احمد فاضلہ الرحمٰت علی شفیتیک۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۷۔ ترجمہ۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی جاوے گی۔ بلاغت اور فصاحت اور حقائق اور معارف تجھے عطا کئے جاویں گے سو ظاہر ہے کہ میری کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ اس الہام کے بعد میں سے زیادہ کتابیں اور رسائل میں نے عربی بلغہ فصیح میں شائع کئے مگر کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔ خدا نے ان سے زبان اور دل دونوں چھین لئے اور مجھے دے دئے۔	۲۷۰۷۰۸۷ء	پیشگوئی نمبر ۱۱
طاعون کے دنوں میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی	وقالوا انى لك هذا ان هذا الا سحر يؤثر. لن نؤمن لك حتى نرى الله جهرة لا يصدق السفية الاسبغة الهلاك عدوؤسى وعدوؤ لك. قل انى امر الله فلا تستعجلوه۔ دیکھو صفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹ براہین احمدیہ۔ ترجمہ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ مقام تجھے کہاں سے ملا یہ تو ایک فریب ہے۔ ہم تیرے پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو نہ دیکھ لیں یہ لوگ تو بجز موت کے نشان کے کبھی مانیں گے نہیں۔ ان کو کہہ دے کہ مری یعنی طاعون بھی چلی آتی ہے سو تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ یہ پیشگوئی بیس برس پہلے طاعون کے کی گئی تھی۔	۲۷۰۷۰۸۷ء	پیشگوئی نمبر ۱۲
طاعون کے دنوں میں	امراض الناس و بركاته. لوگوں کی مرضیں اور خدا کی برکتیں۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک	"	پیشگوئی نمبر ۱۳
	جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ یہ تمام پیشگوئیاں براہین احمدیہ میں درج ہیں اور وہ گواہ بھی درج ہیں جن کے روبرو بعض پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور طاعون پھیلنے کی خبر جو براہین احمدیہ میں تھی وہ اب ملک میں پھیل رہی ہے اس وقت بھی جو ۲۰ اگست ۱۹۰۲ء ہے بعض حصوں پنجاب میں	زندہ گواہ روایت کے	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۳		سخت و باکا زمانہ آئے گا اور آخر یہ ہوگا کہ جو لوگ خدا اور اس کے مامور کی طرف سچے دل سے اور پورے اخلاص سے توجہ کریں گے وہ بچائے جائیں گے اور بہر حال نسبتاً عافیت سے حصہ لینے والے سب سے زیادہ وہی ہوں گے سو یہ طاعون کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے اور جو لوگ انجام تک جیتے رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ بواء طاعون کے دنوں میں خدا کی خاص برکات اس سلسلہ کے مخلصوں کے شامل حال رہیں گی اور وہ نسبتاً جلتی ہوئی آگ سے بہت دور رہیں گے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۴	۱۸۷۰ء تا ۱۸۷۲ء	بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمد یان برمنار بلندتر محکم افتاد۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲۔ یعنی اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی براہین احمدیہ میں ایک انگریزی الہام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ دن آ رہے ہیں کہ جب خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان۔ یہ ان دنوں کی پیشگوئی ہے جب کہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہ تھا کیا یہ انسان کی قدرت میں سے ہے۔	بئس برس بعد طاعون کے دنوں میں
زندہ واہ رویت کے		طاعون زور پر ہے اور معلوم نہیں کہ موسم سرما میں کیا صورت پیش آئے گی اب سوچ لو کہ کیا یہ امور غیبیہ انسان کے ہاتھ میں ہیں کیا آج سے بیس برس پہلے کسی کو خبر بھی تھی کہ اس ملک میں اس زور سے طاعون آئے گی ایسا ہی ان پیشگوئیوں میں ترقی کے زمانہ کی اس وقت خبر دی گئی ہے جب کہ یہ عاجز گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ اب سوچ لو کہ کیا انسان بھی یہ قدرت رکھتا ہے۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	- نمبر شمار
اسی دن جس دن پیشگوئی کی گئی	ایک دفعہ مجھے قطعی طور پر الہام ہوا کہ آج لعنۃ آئیں گے آنہ کم نہ زیادہ۔ چنانچہ قادیان کے آریوں کو ملزم کرنے کے لئے اس روپیہ کے آنے کی اطلاع دی گئی تب تفتیش کے لئے ایک آریہ گیا اور ہنستا ہوا آیا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں پھر الہام ہوا کہ اکیس روپیہ آئے ہیں۔ ایک اور آریہ پھر ڈاکخانہ میں گیا اور وہ خبر لایا کہ دراصل عنۃ روپیہ آئے ہیں ڈاکخانہ والے نے غلطی سے پانچ روپیہ کہے تھے اور اسی موقع پر ایک شخص وزیر سنگھ نامی نے علاج کرانے کی غرض سے ایک روپیہ دے دیا۔ اس طرح پر پورے اکیس روپیہ ہو گئے۔ یہ بیس روپیہ منشی الہی بخش صاحب کونٹھ نے مجھے بھیجے تھے اور جب ایسی صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور آریہ اس کے گواہ ہو گئے تب میں نے ایک روپیہ کی شیرینی آریوں کو کھلا دی تا ہمیشہ اس پیشگوئی کو یاد رکھیں۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۴۔	۱۸۸۰ء ۱۸۸۱ء	پیشگوئی نمبر ۱۵
بیان پیشگوئی سے گیارہویں دن	براہین احمدیہ چھپ رہی تھی اور روپیہ نہیں تھا چھاپنے والے کا تقاضا تھا۔ تب دعا کی گئی اور یہ الہام ہوا۔ ”دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں“ ساتھ اس کے یہ بھی الہام ہوا۔ ”دن ول یوگوٹو امرت سر“ یعنی اس دن تم امرت سر بھی جاؤ گے۔ یہ الہام آریوں کو سنایا گیا خوب کان کھولے گئے چنانچہ دس دن تک ایک پیسہ نہ آیا جب گیارہواں دن ہوا تو ایک سو بیس روپیہ محمد افضل خان صاحب ایک شخص نے راولپنڈی سے بھیجے اسی دن عنۃ ایک اور شخص نے بھیج دیئے اسی دن سرکاری سمن آیا اور ایک گواہی کے لئے امرت سر جانا پڑا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۶۹۔	۱۸۸۰ء ۱۸۸۱ء	پیشگوئی نمبر ۱۶
پیشگوئی نمبر ۱۵ میں جس قدر خدا کی قدرت اور غیب کی خبر پائی جاتی ہے اس کو غور سے پڑھو اور پیشگوئی نمبر ۱۶ خود ظاہر ہے۔ کیا ایسی صاف غیب گوئی کہ دس دن تک کوئی روپیہ نہیں آئے گا اور دس کے بعد گیارہویں	زندہ گواہ رویت کے		



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۸۷	۱۸۷۰ء تا ۱۸۷۶ء	<p>ایک شخص نور احمد نام مولوی غلام علی صاحب امرتسری کے شاگردوں میں سے قادیان میں آیا اور اس سے منکر تھا کہ اس امت کے بعض افراد خدا تعالیٰ سے سچی اور یقینی وحی پاسکتے ہیں۔ اس کو یہ کہہ کر ٹھہرایا گیا کہ ہم دعا کرتے ہیں شائد اللہ تعالیٰ کوئی ایسا الہام کرے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہو۔ سو دعا منظور ہو کر یہ الہام حکایتاً عن الغیر انگریزی میں ہوا آئی ایم گوزلر یعنی میں مقدمہ کرنے والا ہوں اور جھگڑنے والا ہوں اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا ہذا شاہد نزاغ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۲۔ یعنی یہ گواہ تباہی ڈالنے والا ہے اور تفہیم کی گئی ہے کہ کسی کا مقدمہ ہے اور وہ مجھے گواہ بنانا چاہتا ہے یہ تمام مراتب میں نور احمد کو قبل از ظہور پیشگوئی سنائے گئے اس دن حافظ نور احمد امرتسر جانے کو تیار تھا بارش ہوئی اور وہ روک لیا گیا۔ شام کو اس کے روبرو رجب علی نام اڈیٹر مطبع سفیر ہند کا امرتسر سے خط آیا اور ساتھ ہی ایک سمن شہادت میرے نام آیا جس سے معلوم ہوا کہ پادری رجب علی نے مجھے اپنا گواہ لکھوایا ہے۔ اور دعویٰ صحیح تھا اور میری شہادت موجب تباہی مدعا علیہ تھی یہی معنی</p>	یہ پیشگوئی شکر کو بیان کی گئی اور تیسرے پہر پوری ہو گئی
زندہ گواہ رویت کے		<p>دن روپیہ ضرور آئیگا اور اس دن کسی مجبوری سے امرتسر بھی جانا پڑے گا کیا ایسی پیشگوئیوں پر انسان بھی قادر ہو سکتا ہے اور اس سے زبردست اور کیا ثبوت ہوگا کہ آریہ جو دین کے پکے دشمن ہیں اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔ منجملہ ان کے لالہ شرمپت اور لالہ ملا وال ساکنان قادیان جو اب تک زندہ موجود ہیں اس نشان سے خوب واقف ہیں ان کے لئے بڑی مصیبت ہے کہ اسلام کی گواہی دیں لیکن اگر یہ مقام براہین احمدیہ کا ان کو دکھلایا جاوے اور ان کی اولاد کی ان کو قسم دی جاوے کیونکہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں تو ممکن نہیں کہ جھوٹ بولیں کیا دعا قبول ہو کر پھر خدا کا پیشگوئی کرنا اور اپنی تائید دکھلانا اور امرتسر جانے کا نشان ساتھ رکھنا یہ معجزہ نہیں۔ اور پیشگوئی نمبر ۱۸۷ کا حافظ نور احمد اور حافظ حامد علی وغیرہ گواہ ہیں۔</p>	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار ۱۳۶
	<p>اس الہام کے تھے کہ ہذا شاہد نزاغ۔ سواس طرح پر حافظ نور احمد امرتسری نے جو ہمارے مخالف تھا پیشگوئی کو سن بھی لیا اور پھر اس کو پورے ہوتے دیکھ بھی لیا۔ مذکورہ بالا آریہ جو میرے پاس ہر روز آتے تھے وہ بھی اس بات کے گواہ ہیں میرے ملازم اور متعلقین بھی گواہ ہیں اب دیکھو کہ علم غیب تو خاصہ خدا ہے اگر یہ الہامات خدا کی طرف سے نہیں تو کیا نعوذ باللہ شیطان ایسے صاف اور صریح غیب پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ۗ یعنی صاف اور صریح غیب محض برگزیدہ رسولوں کو دیا جاتا ہے اگر کوئی ان بیانات کو جھوٹا سمجھتا ہے تو اُسے سمجھنا چاہئے کہ ۲۰ برس کے یہ الہامات شائع ہیں اور کتاب میں گواہوں کے نام درج ہیں مگر کسی نے تکذیب شائع نہ کی اور انسان جھوٹ پر صبر نہیں کر سکتا اور اب بھی اکثر گواہ زندہ ہیں اور اگر اب بھی تسلی نہیں تو ایسے کذب کو اختیار ہے کہ لعنة الله على الكاذبين سے ہی فیصلہ کر لے۔</p>		یقینہ پیشگوئی نمبر ۱۱
	<p>ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قریبی کاروبار آتا ہے چنانچہ میں نے شرمپت اور ملاواہل مذکور بالا آریوں کو یہ پیشگوئی بتلائی مگر ان آریوں نے اس بات پر ضد کی کہ انہیں میں سے</p>	۱۸/۷/۱۸۸۲ء ۱۸/۷/۱۸۸۱ء	پیشگوئی نمبر ۱۸
	<p>براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۷۵ و ۴۷۶ میں یہ ہر دو پیشگوئیاں الفاظ مذکورہ بالا کی موجود ہیں وہ ہر دو آریہ مخالف دین اور ہندو ہیں اب تک زندہ موجود ہیں دشمن دین ہیں قسم کے ساتھ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ پس دیکھو خوارق اور معجزات اس کو کہتے ہیں جس کے دشمن گواہ ہوں۔ ایسا ہی</p>		زندہ گواہ روایت کے

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگویاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۸		کوئی ڈاکخانہ میں جائے تا معلوم کرے کہ اسی دن کسی ایسے شخص کی طرف سے کوئی روپیہ آیا ہے یا نہیں چنانچہ ملاوٹ آریہ اس کام کے لئے گیا اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ مبلغ دس روپیہ ارباب سرور خان نے بھیجے ہیں مگر آریوں نے اس بات سے انکار کیا کہ سرور خان کو محمد لشکر خان کا کوئی قرابتی سمجھا جائے۔ ناچار منشی الہی بخش اکونٹٹ مصنف عصائے موسیٰ جو ہوتی مردان میں تھے ان کو خط لکھنا پڑا کہ اس جگہ یہ بحث درپیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خان کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے یا نہیں۔ ہوتی مردان سے منشی الہی بخش صاحب نے لکھا کہ سرور خان ارباب لشکر خان کا بیٹا ہے اور آریہ لاجواب ہو گئے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۷۲ و صفحہ ۴۷۵۔	
پیشگوئی نمبر ۱۹	۱۸۷۲ء	جس زمانہ میں براہین چھپ رہی تھی روپیہ کی آمدن میں قدم قدم پر تنگی تھی۔ کوئی جماعت نہ تھی جن سے چندہ لیا جائے اس لئے مدت تک مسودہ کتاب کا معطل پڑا رہا اور الہامات تسلی دیتے	اسی زمانہ میں عصائے موسیٰ کے
بقیہ گواہان رویت نمبر ۱۸		منشی الہی بخش صاحب مصنف عصائے موسیٰ دشمنوں میں سے ہیں مگر ان کو بھی قسم سے سچ بولنا پڑے گا۔ علاوہ اس کے یہ پیشگوئی بیس برس کی ہے اگر اس میں کوئی امر خلاف واقعہ ہوتا تو آریہ باوجود اس قدر مذہبی عداوت کے اس پر صبر نہیں کر سکتے تھے ضرور اس کا رد قسم کے ساتھ شائع کرتے کہ یہ امور خلاف واقعہ ہیں۔ اور پیشگوئی نمبر ۱۹ کے گواہ اول تو براہین احمدیہ ہے جس میں یہ پیشگوئی لکھی گئی پھر اس زمانہ	۱

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>تھے کہ یہ تمام کام ہو جائیں گے اور ایک جماعت بھی ہو جائے گی چنانچہ مجملہ ان کے بعض انگریزی الہامات ہیں اور میں انگریزی نہیں جانتا۔ اس کو چہ سے بالکل ناواقف ہوں ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں مگر خارق عادت طور پر مندرجہ ذیل الہامات ہوئے۔</p> <p>آئی لو یو۔ آئی ایم وڈ یو۔ آئی شیل ہیپ یو۔ آئی کین ویٹ آئی ول ڈو۔ وی کین ویٹ وی ول ڈو۔ صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔ صفحہ ۲۸۲۔ ہی از وڈ یو ٹو کل اینٹی صفحہ ۲۸۳۔ دی ڈیزشل کم دین گاڈ شیل ہیپ یو گوری بی ٹو دس لارڈ۔ گارڈ میکس اوف ارتھ اینڈ ہون۔ صفحہ ۵۲۲۔ دوہ آل مین شڈ بی اینگری بٹ گاڈ از وڈ یو ہی شیل ہیپ یو۔ وارڈس آف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج صفحہ ۵۵۴۔ آئی لو یو۔ آئی شیل گو یو لارج پارٹی آف اسلام صفحہ ۵۵۶۔ دیکھو صفحات مذکورہ براہین احمدیہ۔ ترجمہ۔ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا ایک لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہے تا تمہارے دشمن کو ہلاک کرے۔ یعنی اس کو مغلوب و مخذول کرے</p>		بیتہ پیشگوئی نمبر ۱۹
	<p>اور براہین کے زمانہ کو پیش نظر رکھ کر ہر ایک عاقل سوچ سکتا ہے کہ براہین کے وقت میں کیا حالت تھی اور بعد میں کیا حالت ہوئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں یہ پیشگوئیاں جن میں یہ ذکر ہے کہ میں اس سلسلہ کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ ان کا ۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء میں پورا ہو جانا اظہر من الشمس ہے اول یہ بات ظاہر ہے کہ جس زمانہ میں براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کہ یہ ایک بڑی جماعت بنائی جائیگی۔ اس</p>		بیتہ گواہان رویت نمبر ۱۹

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۹		<p>وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان۔ اگر تمام آدمی تم سے ناراض ہو جائیں گے مگر خدا تمہارے ساتھ رہے گا۔ وہ انجام کار تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ میں ایک بھاری جماعت اسلام کی تمہیں دوں گا اور میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔</p> <p>اب دیکھو جس زمانہ میں یہ انگریزی الہام ہوئے تھے کیسی گمنامی اور کس پیرس کا زمانہ تھا اور آج وہ تمام وعدے پورے ہو گئے اور اس زمانہ میں جماعت کا وعدہ ہوا جب کہ میرے ساتھ ایک بھی نہ تھا اور اب یہ جماعت ستر ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہے اور انگریزی الہام میں یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تمام آدمی تم سے ناراض ہو جائیں گے مگر خدا تمہارے ساتھ رہے گا اور وہ انجام کار تمہارا مددگار ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا کا ایک خاص فضل تمہارے شامل حال ہے جو محبین اور محبوبین کے شامل حال ہوا کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا میں تین قسم کے کام کیا کرتا ہے (۱) خدائی کی حیثیت سے (۲) دوسری دوست کی حیثیت سے (۳) تیسرے دشمن کی حیثیت سے۔ جو کام عام مخلوقات سے ہوتے ہیں وہ محض خدائی حیثیت سے ہوتے ہیں۔ اور جو کام محبین اور محبوبین سے ہوتے ہیں وہ نہ صرف خدائی حیثیت سے</p>	
بقیہ گواہان روایت نمبر ۱۹		<p>وقت جماعت کا نام و نشان نہ تھا جیسا کہ خود براہین احمدیہ میں بار بار اس کا ذکر ہے۔ اور یہ دعا بھی ہے رَبِّ لَا تَنْدِرْنِي قَرْدًا وَاَنْتَ حَيُّ الْوَرِثِيْنَ۔ یعنی اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑو اور تو بہتر وارث ہے۔ ماسوا اس کے کون پنجاب یا ہندوستان سے دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ براہین احمدیہ کے</p>	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
۱۹۰۲ء و ۱۹۰۳ء ۱۹۰۴ء میں کمال طور پر پیشگوئی پوری ہوئی	<p>بلکہ دوستی کی حیثیت کا رنگ ان پر غالب ہوتا ہے اور صریح دنیا کو محسوس ہوتا ہے کہ خدا اس شخص کی دوستانہ طور پر حمایت کر رہا ہے۔ اور جو کام دشمنوں کی حیثیت سے ہوتے ہیں ان کے ساتھ ایک موذی عذاب ہوتا ہے اور ایسے نشان ظاہر ہوتے ہیں جن سے صریح دکھائی دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس قوم یا اس شخص سے دشمنی کر رہا ہے اور خدا جو اپنے دوست کے ساتھ کبھی یہ معاملہ کرتا ہے جو تمام دنیا کو اس کا دشمن بنا دیتا ہے اور کچھ مدت کے لئے ان کی زبانوں یا ان کے ہاتھوں کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ یہ اس لئے خدائے غیور نہیں کرتا کہ اس اپنے دوست کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا بے عزت اور ذلیل کرنا چاہتا ہے بلکہ اس لئے کرتا ہے کہ تا دنیا کو اپنے نشان دکھاوے اور تا شوخ دیدہ مخالفوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے دشمنی میں ناخنوں تک زور لگا کر نقصان کیا پہنچایا۔</p>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۹
	<p>ثلة من الاولين وثلة من الاخرين صفحه ۵۵۶۔ ترجمہ دو گروہ یعنی دو جماعتیں تمہیں عطا کی جاویں گی ایک وہ جماعت ہے جو نزول آفات</p>	۱۸۷۷ء ۱۸۷۲ء	پیشگوئی نمبر ۲۰
	<p>زمانہ میں مریدانہ طور پر مجھ سے کوئی تعلق رکھتا تھا بلکہ میرے روشناس بھی صرف چند آدمی ہی نکلیں گے اور خود گورنمنٹ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ قادیان میں میرے لئے کسی کی آمدورفت نہ تھی۔ اور پیشگوئی نمبر بیس<sup>۲</sup> کا ثبوت بھی براہین احمدیہ پر غور کرنے سے کھلتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ جس میں یہ پیشگوئی ہے بتلا رہی ہے کہ براہین کا زمانہ تنہائی کا زمانہ تھا اور اب ہمارے سلسلہ میں ہزار ہا آدمی شامل ہیں۔</p>		بقیہ روایت گواہ نمبر ۱۹

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۰		سے پہلے قبول کر لے گی اور دوسری وہ جماعت ہے جو نشانوں کو دیکھ کر بکثرت جوق جوق سلسلہ بیعت میں داخل ہوگی۔ اب بتلاؤ کہ کیا حسب اس پیشگوئی کے وقوع میں آگیا یا نہیں ایسی آنکھیں تو بند نہیں کرنی چاہئیں جیسا کہ اندھوں کی آنکھیں ہوتی ہیں ذرہ دریافت کرو خواہ سرکاری کاغذات دیکھ لو کہ کیا براہین احمدیہ کے وقت سات آدمی بھی تھے اور کیا اب ستر ہزار آدمی میرے ساتھ داخل بیعت ہیں یا نہیں یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ تائید اور رحمت سے ملی ہوئی پیشگوئی ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۲۱	۱۸۷۴ء	قریباً پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کی تالیف سے مجھے بذریعہ زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں اطلاع دی گئی کہ میں ایک کتاب تالیف کروں گا اور اس کتاب کو مسلمانوں میں عام قبولیت کا مرتبہ حاصل ہوگا اور مخالف اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ چنانچہ پندرہ برس کے بعد براہین احمدیہ تالیف کی گئی اور اس میں یہ تمام تذکرہ موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹	پندرہ سال بعد ۱۸۸۰ء میں
پیشگوئی نمبر ۲۲	۱۸۷۴ء	شرمیت آریہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس کا بھائی بشمیر داس نامی اور ایک دوسرا شخص خوشحال نامی ایک مقدمہ میں دونوں قید ہو گئے تھے جب	چھ ماہ بعد
زندہ گواہ رویت کے		پیشگوئی نمبر ۲۰ کا ثبوت ہم لکھ چکے ہیں۔ اور پیشگوئی نمبر ۲۱ کا ثبوت وہ گواہ ہیں جن کے پاس یہ خواب بیان کی گئی تھی اور اب تک ان میں سے بعض زندہ ہیں اور نیز خود براہین احمدیہ بھی گواہ ہے کیونکہ جس قبولیت کی یہ روایا بشارت دیتی تھی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۲۸ اور ۲۲۹ میں چھپ گئی۔ چھپنے کے وقت اس قبولیت کا کوئی نشان ظاہر نہ تھا بلکہ مالی مشکلات پیش آئی تھی مگر ایک مدت کے بعد براہین احمدیہ کے لوگوں میں شہرت اور قبولیت پھیل گئی اور پیشگوئی نمبر ۲۲ اس تمام گاؤں میں ایک مشہور واقعہ ہے اور کئی مسلمان اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتے ہیں مگر	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>اپیل گزار شرمپت نے جیسا کہ اضطرار کے وقت ہندوؤں کا حال ہوا کرتا ہے مجھ سے دعا کی درخواست کی اور انجام دریافت کیا۔ تب دعا کرنے کے بعدرات کے وقت خدا تعالیٰ نے رویا میں کل حقیقت مقدمہ کی مجھ پر کھول دی اور ظاہر کیا کہ دعا اس طور پر قبول ہوگی کہ بشمبہ داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائے گی اور یوں ہوگا کہ اس مقدمہ کی مثل عدالت چیف کورٹ سے پھر ماتحت عدالت میں واپس آئے گی اور اس عدالت سے بشمبہ داس کی قید صرف آدھی رہ جائے گی اور آدھی معاف کر دی جائے گی اور اس کا دوسرا رفیق خوشحال نامی پوری قید بھگت کر خلاصی پائے گا اور ایک دن بھی کم نہیں ہوگا اور وہ بھی بری نہیں ہوگا۔ اسی وقت اس رویا سے بہت سے آدمیوں کو اطلاع دی گئی اور شرمپت کو بھی بلا کر اطلاع دی گئی اور آخر اسی طرح وقوع میں آیا جس طرح پیشگوئی کی گئی تھی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۱۔</p>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۲
دوماہ بعد پوری ہوئی	<p>مقدمہ مذکورہ بالا جس میں بشمبہ داس قید ہوا تھا بصورت اپیل چیف کورٹ میں دائر کیا گیا تو بشمبہ داس کے بھائی مستی دھنپت نے گاؤں میں آکر مشہور کر دیا کہ ہماری اپیل منظور ہوگئی اور بشمبہ داس بری ہو گیا۔ یہ خبر عشاء کے وقت مشہور</p>	۱۸۷۶ء	پیشگوئی نمبر ۲۳
	<p>پیشگوئی نمبر ۲۲، پیشگوئی نمبر ۲۳ کی نسبت بشمبہ داس کے حقیقی بھائی شرمپت کی گواہی کافی ہے جس نے مجھ سے دعا کرائی تھی اور جس کا نتیجہ نصف قید کی تخفیف ہوئی تھی شرمپت کو قبل از وقت خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر مقدمہ کا انجام میں نے بتلادیا تھا کہ مثل واپس آگئی اور بشمبہ داس کی نصف قید تخفیف کی جائے گی بری نہیں ہوگا۔ اس قدر تخفیف دعا کا نتیجہ ہے۔ مگر خوشحال اس کا رفیق بالکل بری نہیں ہوگا ایک دن بھی اس کا کم نہیں ہوگا۔</p>		بقیہ گواہان روایت نمبر ۲۲



﴿۱۴۳﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بیتہ پیشگوئی نمبر ۲۳		ہوئی اور اس وقت میں مسجد میں تھا اور چونکہ یہ صورت میری پیشگوئی کے مخالف تھی اس لئے سخت گھبراہٹ کا موجب ہوئی میں اس بیقراری میں تھا کہ عین سجدہ کے وقت میں مجھے الہام ہوا لا تخف انک انت الاعلیٰ یعنی کچھ خوف نہ کرو تو ہی غالب ہے۔ آخر وہ خبر غلط ثابت ہوئی اور بشمر داس کی قید تو تخفیف ہوئی مگر وہ بری نہ ہوا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۰۔	
پیشگوئی نمبر ۲۴	۱۹۷۱ء	ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ میں موروثی اسامیوں پر بابت درود درختوں کے تھا مجھے معلوم کرایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگی مگر حکم سنانے کے وقت فریق ثانی تو عدالت میں موجود تھا اور ہماری طرف سے اتفاقاً کوئی حاضر نہ تھا۔ شام کو فریق ثانی اور اس کے گواہوں نے جو قریب پندرہ آدمی کے تھے بازار میں آکر بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہو گیا۔ شرمیت اور دیگر آریہ لوگوں کو جو میں نے یہ پیشگوئی سنائی تھی وہ بہت خوش ہوئے کہ آج ہمارا ہاتھ پڑ گیا اور مجھے سخت اضطراب ہوا اس لئے کہ بیان کرنے والے پندرہ آدمی ہیں۔ عصر کا وقت تھا اور میں مسجد میں اکیلا تھا اور کوئی نہ تھا اتنے میں ایک آواز گونج کر آئی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ باہر سے آواز ہے آواز کے یہ لفظ تھے کہ ڈگری ہوگئی مسلمان ہے یعنی ٹو کیوں باور نہیں کرتا	
زندہ گواہ رویت کے		پیشگوئی نمبر ۲۴ کے متعلق مثل دفتر سرکاری میں موجود ہے اور شرمیت وغیرہ آریہ گواہ ہیں۔ حاکم مجوز نے جس کا نام حافظ ہدایت علی تھا صرف مدعا علیہ کے بیان پر کہ ہمیں حسب فیصلہ صاحب کمشنر درخت کاٹ لینے کا حق حاصل ہے، مقدمہ کو خارج کر دیا اور مدعا علیہ کو حکم سنا کر معہ اس کے گواہوں کے رخصت کر دیا۔ اس پر انہوں نے گاؤں میں آکر مشہور کر دیا کہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے لیکن جب وہ عدالت کے کمرہ سے نکل گئے تو اس وقت مثل خوان نے جو اتفاقاً باہر گیا ہوا تھا حاکم کو کہا کہ آپ نے اس مقدمہ میں دھوکا کھایا ہے اور جو فریق ثانی نے نقل رو بکار صاحب کمشنر پیش	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آچکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	کیا خدا سے کوئی زیادہ معتبر ہے آخر یہی سچ نکلا کہ ڈگری ہو گئی تھی اور اُس فریق کو دھوکا لگا تھا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۲		پیشگوئی نمبر ۲۳
پندرہ برس کے بعد	<p>میں اپنی چکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا الفتنۃ ہھنا فاصبر کما صبر اولو العزم (یعنی انہیں ایام میں ایک فتنہ ہو گا پس تو اولو العزم رسولوں کی طرح صبر کر) یہ پیشگوئی لیکھرام کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ میں تجھے قدرت نمائی سے اٹھاؤں گا چنانچہ آتھم کی نسبت شور و ہنگامہ کے بعد لیکھرام والی پیشگوئی ایسے شوکت اور ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی کہ تمام دشمنوں کے منہ کالے ہو گئے اور مجھ کو انہوں نے گرانا چاہا تھا خدا نے اپنے ہاتھ سے مجھے اٹھایا اور ایک چمکتا ہوا نشان دکھلا دیا اور لیکھرام کے متعلق جو پیشگوئی ظہور میں آئی وہ درحقیقت خدا کی ایک چکار تھی گویا خدا اپنے رسول کے لئے خود اتر کر لڑا۔ اور اس پیشگوئی کے بعد بدقسمت آریوں کی دشمنی بڑھ گئی یہاں تک کہ انہوں نے اس نادان برہمن کے مرنے کے بعد ہمارے گھر کی تلاشی بھی کرائی۔ اسی کی طرف پیشگوئی میں بھی اشارہ ہے کہ فرمایا</p>	۱۷۰۷ء	پیشگوئی نمبر ۲۵
	کی ہے وہ حکم تو فنانشل صاحب کے حکم سے منسوخ ہو چکا ہے اور اس نے رو بکار دکھلا دی۔ تب ہدایت علی کی عقل نے چکر کھایا اور اسی وقت اپنی رو بکار پھاڑ دی اور ڈگری کی۔ یہ خدا کی قدرت کے نظارے ہیں۔ پیشگوئی نمبر ۲۵ کا پورا ثبوت لیکھرام والی پیشگوئی میں بھی آئے گا۔		پندرہویں گواہ نمبر ۲۳

﴿۱۳۵﴾

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>الفتنۃ ہلھنا فاصبر کما صبر اولو العزم۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۔ اور خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں دو امر کی خبر دی ہے (۱) اول یہ کہ دنیا سخت مقابلہ کرے گی اور کسی طرح قبول نہیں کرے گی اور وہ اپنی طرف سے زمین پر گرا دے گی اور جھوٹا ہونے کا الزام دے گی جیسا کہ آتھم کے شرعی میعاد کے بعد نادان مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ مل کر شور برپا کیا اور اپنے خیال میں گرا دیا اور خدا نے لیکھرام کو قتل کر کے گرنے کے بعد پھراٹھایا (۲) دوسری یہ کہ خدا اس پیشگوئی میں وعدہ کرتا ہے کہ میں زور آور حملوں سے اس مرسل کی سچائی ظاہر کروں گا۔ سو وہی زور آور حملے ہیں کہ کھلے کھلے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن خود بخود مدمر رہے ہیں۔ قوم کے دشمنوں نے اس نور کو بھگانے کے لئے ناخنوں تک زور لگائے مگر یہ جماعت جو اول صرف دو تین آدمی تھے اب ستر ہزار تک پہنچ گئی اور خدا کے قہر کے ہاتھ نے سرغنہ مخالفوں کے پانچ حصوں میں سے تین حصے دنیا پر سے اٹھالئے۔ اسمعیل مولوی علیگڑھ جس نے کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے (یعنی وہ اور میں) جو شخص جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ چنانچہ خود وہ پہلے مر گیا اور غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب فتح رحمانی میں مجھے جھوٹا قرار دے کر خدا تعالیٰ سے جھوٹے کی موت چاہی سو وہ اس مہابہ کو شائع کر کے پھر زندہ نہ رہ سکا اور چند ہی روز میں فوت ہو گیا۔ دیکھو کتاب فتح رحمانی صفحہ ۲۶ و ۲۷</p>	۱۸۷۷ء	بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۵
	<p>اس پیشگوئی کا ثبوت ظاہر ہے کیونکہ خدا نے لیکھرام کو مار کر ثابت کر دیا کہ اس کا یہ بندہ اس کی طرف سے ہے۔</p>		زندہ گواہ رویت نمبر ۲۵

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>اور محی الدین لکھو کے والے نے بھی اسی مضمون کا الہام شائع کیا یعنی یہ الہام شائع کیا کہ مرزا صاحب فرعون مگر جیسا کہ الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۵ دوسرے کالم میں شائع ہو چکا ہے میری پیشگوئی کے مطابق وہ فوت ہو گیا۔ ایسا ہی رشید احمد گنگوہی اپنے اشتہار کے بعد اندھا ہو گیا۔ شاہدین مخالف لدھانوی دیوانہ ہو گیا اور محمد حسن بھیں میرے مقابلہ اعجاز مسیح پر یہ کلمہ لکھتے ہی کہ لعنت اللہ علی الکاذبین اپنے منہ کی لعنت سے ہی پکڑا گیا اور مر گیا۔ ایسا ہی لدھانہ کے تین مولوی بھی یعنی عبداللہ۔ عبدالعزیز۔ محمد وہ تینوں میرے مقابل پر گندے اشتہار لکھنے کے بعد مر گئے۔ یہ خدا کے زور آور حملے ہیں جن سے سچائی ظاہر ہے اور انہی پر ختم نہیں ابھی اور حملے بھی ہیں آسمان نہیں تھکے گا جب تک زمین اپنی شوخیاں نہیں چھوڑتی۔</p>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۵
ایک برس بعد	<p>اشکر نعمتی رئیت خدیجتی - براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸۔ ترجمہ۔ میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ یہ ایک بشارت کئی سال پہلے اس نکاح کی طرف تھی جو سادات کے گھر میں دہلی میں ہوا جس سے بفضلہ تعالیٰ چار لڑکے پیدا ہوئے اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل</p>	۱۸۷۱ء تا ۱۸۷۲ء	پیشگوئی نمبر ۲۶
	<p>پیشگوئی نمبر ۲۵ پر تو ایک دنیا گواہ ہے کہ پہلے کیا تھا اور پھر کیا ہو گیا۔ اور پیشگوئی نمبر ۲۶ یعنی شادی کے معاملے میں جو آج سے اٹھارہ برس ہوئے دہلی میں ہوئی تھی آریہ شرمپت اور ملاوئل اور اکثر دوست گواہ ہیں کہ ان کو اس پیشگوئی کی پہلے خبر دی گئی تھی۔ اس شادی کے متعلق تین الہام تھے۔ ایک یہی کہ جو براہین احمدیہ میں صفحہ ۵۵۸ میں درج ہو گیا۔ دوسرا الہام تھا</p>		زندہ گواہ رویت نمبر ۲۶

﴿۱۳۷﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۶		کی ماں ہے جیسا کہ اس جگہ بھی مبارک نسل کا وعدہ تھا اور نیز یہ اس طرف اشارہ تھا کہ وہ بیوی سادات کی قوم میں سے ہوگی اسی کے مطابق دوسرا الہام ہے اور وہ یہ ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصّہر والنسب یعنی وہ خدا جس نے باعتبار رشتہ دامادی اور باعتبار نسب تمہیں عزت بخشی۔	
پیشگوئی نمبر ۲۷	۱۸۷۰ء تا ۱۸۷۶ء	مبارک و مبارک و کل امر مبارک يجعل فیہ۔ ومن دخله کان امناً۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۹۔ ترجمہ۔ یہ مسجد برکت دی گئی ہے اور برکت دینے والی ہے اور ہر ایک کام جو برکت دیا گیا ہے وہ اس میں کیا جائے گا۔ اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجائے گا۔ اس الہام میں تین قسم کے نشان ہیں (۱) اوّل یہ کہ اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مادہ تاریخ بنائے مسجد ہے (۲) دوم یہ کہ یہ پیشگوئی بتلا رہی ہے کہ ایک بڑے سلسلہ کے کاروبار اسی مسجد میں ہوں گے چنانچہ اب تک اسی مسجد میں بیٹھ کر ہزار ہا آدمی بیعت تو بہ کر چکے ہیں اسی میں بیٹھ کر صد ہا معارف بیان کیے جاتے ہیں اور اسی میں بیٹھ کر کتب جدیدہ کی تالیف کی بنیاد پڑتی ہے اور اسی میں ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا پنج وقت نماز پڑھتا ہے اور وعظ سنتے ہیں اور دلی سوز سے دعائیں کی جاتی ہیں اور بنائے مسجد کے وقت	طاعون کے زمانہ کے نزدیک
بقیہ زلزلہ گوارہ رویت نمبر ۲۶		الحمد للہ الذی جعل لکم الصّہر والنسب۔ تیسرا الہام تھا بسکرو ثیب یعنی تمہارے لئے مقدر ایک بکر ہے اور ایک بیوہ۔ یہ الہام بخوبی یاد ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کو میں نے بمقام بٹالہ انہی کے مکان پر سنایا تھا اتفاقاً انہوں نے دریافت کیا تھا کہ کوئی تازہ الہام ہے تب میں نے سنا دیا تھا۔ اور پیشگوئی نمبر ۲۷ کے مطابق پچاس ہزار سے بھی زیادہ اب تک اس مسجد میں نماز پڑھ چکے ہیں اور ان کو خدا نے طاعون اور ہریک وبا سے بچایا ہے۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>میں ان باتوں میں سے کسی بات کی علامت موجود نہ تھی (۳) سوم یہ کہ یہ الہام دلالت کر رہا ہے کہ آئندہ زمانہ میں کوئی آفت آنے والی ہے۔ اور جو شخص اخلاص کے ساتھ اس میں داخل ہوگا وہ اس آفت سے بچ جاوے گا اور براہین احمدیہ کے دوسرے مقامات سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ آفت طاعون ہے سو یہ پیشگوئی بھی اس سے نکلتی ہے کہ جو شخص پوری ارادت اور اخلاص سے جس کو خدا پسند کر ليوے اس مسجد میں داخل ہو گا وہ طاعون سے بھی بچایا جائے گا یعنی طاعونی موت سے۔</p>		<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۷</p>
چار برس ہوئے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی	<p>يُرِيدُونَ اَنْ يُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ. دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۰۔ ترجمہ۔ مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھائیں۔ یعنی بہت سے مکرم میں لاویں گے۔ مگر خدا اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا اگرچہ کافر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے کہ جب کہ اس سلسلہ کے مقابل پر مخالفوں کو کچھ جوش اور اشتعال نہ تھا اور پھر اس پیشگوئی سے دل برس بعد وہ جوش دکھلایا کہ انتہا تک پہنچ گیا یعنی تکفیر نامہ لکھا گیا قتل کے فتوے لکھے گئے اور صد ہا کتابیں اور رسالے چھاپ دئے گئے</p>	۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۲ء	<p>پیشگوئی نمبر ۲۸</p>
	<p>پیشگوئی نمبر ۲۷ کا ثبوت بیان ہو چکا اور پیشگوئی نمبر ۲۸ کا ثبوت خود ظاہر ہے کہ مخالف مولویوں نے اس سلسلہ کی بیخ کنی کے لئے ناخنوں تک زور لگایا مگر یہ سلسلہ آخر ترقی کر گیا۔</p>		<p>زندہ گواہ رویت نمبر ۲۸</p>

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
۲۸ پیشگوئی نمبر ۲۸		اور قریباً تمام مولوی مخالف ہو گئے اور کوئی ذلیل سے ذلیل منصوبہ نہ چھوڑا جو میرے تباہ کرنے کے لئے نہ کیا گیا مگر نتیجہ برعکس ہوا اور یہ سلسلہ فوق العادت ترقی کر گیا۔	
۲۹ پیشگوئی نمبر ۲۹	۱۸۸۰ء	<p>وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ وَخَرَفُوا لَهُ بَيْنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ . وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ . الْفِتْنَةُ هَهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ . دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۱۔</p> <p>ترجمہ۔ یعنی پادری صفت عیسائی جو اپنے زعم میں عیسائیت کے ناصر ہیں اور یہودی صفت مسلمان جو اپنے زعم میں یہودیوں کی طرح عامل بالحدیث ہیں ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تو ان کے مذہب میں داخل نہ ہو۔ کہہ وہ خدا ایک ہے۔ اور بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ کوئی اس کا بیٹا اور یہ لوگ باہم مل کر کچھ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔ اور اس وقت تیرے لئے ایک فتنہ برپا ہوگا سو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا ہے۔ یہ پیشگوئی اس فتنہ کے متعلق ہے کہ جو عیسائیوں اور مسلمانوں نے اول آتھم کے وقت کیا۔ اور پھر کلارک کے دعویٰ اقدام قتل کے وقت کیا اور</p>	
زندہ گواہ رویت نمبر ۲۹		<p>براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں مجھے مخاطب کر کے یہ پیشگوئی موجود ہے کہ پادری اور یہودی صفت مسلمان مل کر کوئی مکر کریں گے اور تم پر ایک فتنہ برپا کریں گے مگر خدا اصلیت ظاہر کر دے گا سو اول آتھم کے مقدمہ میں ایسا ہی ہوا کہ ان لوگوں نے مل کر پیشگوئی کو جھوٹی قرار دینا چاہا مگر خدا نے اس کی سچائی ظاہر کر دی۔ آتھم نے پیشگوئی کی شرط کے موافق دجال کہنے سے عین مجمع میں رجوع کیا اور بہت سا ہراساں اور خائف ہوا۔</p>	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	کلارک کے مقدمہ میں سب نے اتفاق کر لیا اور ممکن ہے کہ کوئی اور فتنہ بھی ان لوگوں کے ہاتھ سے مقدر ہو کیونکہ ان کا جوش ابھی کم نہیں ہے۔		پیشگوئی نمبر ۲۹
۱۸۷۱ء کے بعد	ان لم يعصمك الناس في عصمك الله من عنده. يعصمك الله من عنده و ان لم يعصمك الناس - دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰۔ ترجمہ۔ اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں یعنی تباہ کرنے میں کوشش کریں مگر خدا اپنے پاس سے اسباب پیدا کر کے تجھے بچائے گا۔ خدا تجھے ضرور بچالے گا اگرچہ لوگ بچانا نہ چاہیں۔ اب دیکھو کہ یہ کس قوت اور شان کی پیشگوئی ہے اور بچانے کے لئے مکر وعدہ کیا گیا ہے اور اس میں صاف وعدہ کیا گیا ہے کہ لوگ تیرے تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور طرح طرح کے منصوبے تراشیں گے مگر خدا تیرے ساتھ ہوگا اور وہ ان منصوبوں کو توڑ دے گا اور تجھے بچائے گا۔ اب سوچو کہ کونسا منصوبہ ہے جو نہیں کیا گیا بلکہ میرے تباہ کرنے اور ہلاک کرنے کے لئے طرح طرح کے مکر کئے گئے چنانچہ خون کے مقدمے بنائے گئے بے آبرو کرنے کے لئے بہت جوڑ توڑ عمل میں لائے گئے اور ٹکس لگانے کے لئے منصوبے کئے گئے کفر کے فتوے لکھے گئے، قتل کے فتوے لکھے گئے لیکن خدا نے سب کو نادر رکھا۔ وہ اپنے کسی فریب میں کامیاب نہ ہوئے۔ پس اس قدر زور کا طوفان جو بعد میں آیا	۱۸۷۱ء	پیشگوئی نمبر ۳۰
	جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور پھر باوجود وعدہ چار ہزار روپیہ کے انعام کے جو قسم کھانے پر ہماری طرف سے تھا قسم نہیں کھائی اور پھر پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق میری زندگی میں ہی مر گیا اور پیشگوئی کا خلاصہ یہی تھا کہ فریقین میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا سو مدت ہوئی کہ وہ اس جہان سے گزر گیا اور اس بات پر مہر لگا گیا کہ وہ مباحثہ میں جھوٹا تھا (۲) دوسرا مکر پارٹیوں اور مسلمانوں کا یہ تھا کہ ڈاکٹر کلارک نے ایک جھوٹا مقدمہ میرے اقدام		بقیہ زندہ گواہ رویت نمبر ۲۹



﴿۱۵۱﴾

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ جان پیشگوئی	نمبر شمار
جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں		
<p>مدت دراز پہلے خدا نے اس کی خبر دے دی تھی خدا سے ڈرو اور سچ بولو کہ کیا یہ علم غیب اور تائید الہی ہے یا نہیں اور اگر کہو کہ عصمت کا وعدہ چاہتا تھا کہ وہ لوگ کسی قسم کی تکلیف نہ دیں مگر انہوں نے جھوٹے مقدمات کر کے عدالت میں جانے کی تکلیف دی بہت سی گالیاں دیں مقدمات کے خرچ سے نقصان کرایا اس کا جواب یہ ہے کہ عصمت سے مراد یہ ہے کہ بڑی آفتوں سے جو دشمنوں کا اصل مقصود تھا بچایا جاوے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا حالانکہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا تھا اِذْ كَفُفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ! یعنی یاد کرو وہ زمانہ کہ جب بنی اسرائیل کو جوقتل کا ارادہ رکھتے تھے میں نے تجھ سے روک دیا حالانکہ تو اتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا لیکن خدا نے آخر جان بچا دی۔ پس یہی معنی اِذْ كَفُفْتُ كے ہیں جیسا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ كے ہیں</p>		یقینہ پیشگوئی نمبر ۳۰
قتل کی نسبت دائر کیا اور تمام مخالف مسلمان اس کے حامی ہو گئے اور بعض مولویوں نے عدالت میں اس کی طرف سے میرے برخلاف گواہی دی مگر آخر وہ مقدمہ جھوٹا ثابت ہوا اور خارج ہو گیا سو تم اس پیشگوئی کی شان دیکھو کہ ان مقدمات سے کئی سال پہلے خبر دی گئی کہ اس طرح پر پادری اور مسلمان باہم مل کر تیرے پر مقدمات کریں گے اور خدا ان کے مکر کو پاش پاش کر دے گا ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور پیشگوئی نمبر ۳۰ جو اوپر بیان ہو چکی ہے اس کا ثبوت بھی اسی سے ملتا ہے کہ دشمنوں نے خون کے مقدمات بھی کئے مگر خدا نے مجھے ان سے بھی بچایا۔		یقینہ زندہ گوارا رویت نمبر ۲۹

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے فتویٰ تفسیر میری نسبت شائع کیا اور نذیر حسین دہلوی نے فتویٰ دیا۔	<p>وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِي كَفَرَ أَوْ قَدْ لَبَّىٰ يَا هَامَانَ لَعَلِّيَ أَطَّلِعُ عَلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَا أَظُنُّهُ مِنَ الْكَادِبِينَ. تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا كَانَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِيهَا إِلَّا خَائِفًا. وَمَا أَصَابَكَ فَمِنَ اللَّهِ. الْفِتْنَةُ هَهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أَوْلُو الْعَرْمِ إِلَّا أَنَّهَا فِتْنَةٌ مِّنَ اللَّهِ. لِيُحِبَّ حُبًّا جَمًّا. حُبًّا مِّنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْكَرِيمِ عَطَاءً غَيْرِ مُجْدُودٍ. شَاتَانِ تَذْبِحَانِ وَكُلَّ مَنَ عَلَيْهِمَا فَانَ. ترجمہ۔ اور یاد کرو وہ زمانہ جب کہ ایک ایسا شخص تجھ سے مکر کرے گا کہ جو تیری تکفیر کا بانی ہوگا اور اقرار کے بعد منکر ہو جائے گا (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) اور وہ اپنے رفیق کو کہے گا (یعنی مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کو) کہ اے ہامان میرے لئے آگ بھڑکا یعنی کافر بنانے کے لئے فتویٰ دے میں چاہتا ہوں کہ موسیٰ کے خدا کی تفتیش کروں اور میں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ اس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام موسیٰ رکھا تا اس بات کی طرف اشارہ کرے کہ جس نظر سے یعنی نہایت تحقیر اور استخفاف سے فرعون نے موسیٰ کو دیکھا تھا اور کہتا تھا کہ یہ میرا ہی پرورش یافتہ ہے اور میں ہی اس کو ہلاک کروں گا یہی طریق محمد حسین نے اختیار کیا اور نیز اس فتح کی طرف اشارہ ہے جو مقدر تھا کہ مجھے موسیٰ کی مانند فرعون پر حاصل ہوگی اور پھر مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرا کر تبت یدایابی لہب وتب فرمادیا یعنی</p>	۱۸۷۰ء و ۱۸۷۲ء	پیشگوئی نمبر ۳۱
	<p>پیشگوئی نمبر ۳۱ کا ثبوت خود مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے ہاتھ سے دیا کہ میرے لئے کفر نامہ لکھا اور کافر ٹھہرایا۔ پھر بعد اس کے بحکم حاکم تکذیب اور تکفیر سے روکا گیا۔ جیسا کہ پیشگوئی میں بیان تھا۔</p>		زنگہ گاہ روایت کے نمبر ۳۱

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۱		ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے یعنی بے کار ہو گئے اور وہ بھی ہلاک ہو گیا یعنی ضلالت کے گڑھے میں گرا اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو کچھ تجھے دکھ پہنچے گا وہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ تیرے لئے ایک فتنہ ہوگا۔ پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا وہ خدا کی طرف سے اس لئے فتنہ ہے تا وہ بہت ہی تجھ سے پیار کرے اس خدا کا پیار جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو کبھی نہیں چھینی جائے گی۔ اس جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی ہر ایک جاندار آخر مرنے کو ہے۔ دیکھو اب اس پیشگوئی پر انصاف سے غور کرو کہ اس زمانہ سے پہلے کی یہ پیشگوئی ہے کہ جب مولوی محمد حسین نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا تھا اور یہ پیشگوئی بھی پڑھی تھی کیا بغیر خدا کے کسی کا کام ہے کہ اس پوشیدہ غیب کی خبر دیدے جس کی کسی کو بھی اطلاع نہیں تھی۔ براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۰۔	
پیشگوئی نمبر ۳۲	۶ فروری ۱۸۹۸ء	خدا نے عالم رویا میں اپنی وحی خاص سے میرے پر ظاہر کیا کہ پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے جا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بد شکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں انہوں نے جواب	
زنگہ گاہ روایت نمبر ۳۲		پیشگوئی نمبر ۳۱ کا ثبوت گذر چکا ہے اور پیشگوئی نمبر ۳۲ کو ہم نے اپنے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء اور ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء میں شائع کیا تھا جو بہت صفائی سے پوری ہو گئی۔ جب یہ پیشگوئی ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تب پنجاب میں صرف دو ضلع آلودہ تھے۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وقت سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وقت نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں میری تائید میں بیان فرمائیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے اور الہام ہوا کہ الامراض تشاع والنفوس تضاع ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بأنفسهم انه اوی القرية یعنی یہ طاعون جو ملک میں شروع ہوگی ہے یہ کبھی دور نہیں ہوگی اور یہ مرض پھیل جائے گی اور بہت موتیں ہوں گی اور کم نہیں ہوں گی جب تک لوگ اپنے اعمال کی اصلاح نہ کریں مگر اس قادر خدا نے قادیان کو متفرق اور منتشر ہونے سے بچا لیا ہے یعنی قادیان پر ایسی تباہی نہیں آئے گی کہ اس قصبہ کو بکلی برباد کر دے اور فنا کر دے اور منتشر کر دے اور قادیان بکلی طاعون سے محفوظ بھی رہ سکتی ہے مگر بشرط تو بہ یعنی اس شرط سے کہ تمام لوگ اپنی بدزبانیوں اور بد اعمالیوں اور خباثوں سے توبہ کر لیں۔ دیکھو اشتہار طاعون شائع کردہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء و ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء۔ یہ رویا اور الہام تھا کہ مجھے دکھایا گیا اور بتایا گیا اور پھر اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء سے اور ۴ برس کے بعد عام طور پر پنجاب میں طاعون پھیل گئی چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء سے ۱۹ جولائی ۱۹۰۲ء تک عرصہ پونے دس ماہ میں اس قدر پھیل گئی کہ کل ۲۳ اضلاع پنجاب کے اس سے آلودہ ہو گئے۔ دیکھو سرکاری نقشبات متعلقہ طاعون پنجاب۔ پس یہ پیشگوئی ایسے وقت میں کی گئی تھی یعنی فروری ۱۸۹۸ء میں جبکہ تمام پنجاب میں صرف دو ضلع طاعون سے آلودہ تھے۔ دیکھو اخبار عام ۲ اگست ۱۹۰۲ء جس میں یہ سرکاری شہادت درج ہے۔</p>		<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۲</p>
	<p>مگر بعد اس کے پنجاب کے ۲۳ ضلع اس مرض سے آلودہ ہو گئے اور پونے دس ماہ میں تین لاکھ سولہ ہزار کیس ہوئے اور دو لاکھ اٹھارہ ہزار سات سو ننانوے فوتیاں ہوئیں۔ دیکھو سرکاری نقشبات۔</p>		<p>رہیت نمبر ۳۲ بقیہ زندگیاں</p>

تاریخ نامور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
چند سال کے بعد اول یعنی میں میں طاعون پھوٹ پڑی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگویاں میری تائید میں بیان فرمائیں اسی طرح اس زمانہ میں جب کہ بمبئی میں بھی طاعون کا نام و نشان نہ تھا طاعون کے آنے کے لئے دعا کی گئی اور وہ دعا منظور ہوگئی چنانچہ ۱۳۱۱ ہجری میں جس کو نو برس ہو گئے یہ دعائیہ شعر حمامۃ البشریٰ میں موجود ہے۔ فَلَمَّا طَغَى الْفَيْسُ الْمَيْدُ بِسَيْلِهِ تَمَنَيْتُ لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَوَبِّرُ دیکھو صفحہ اول قصیدہ حمامۃ البشریٰ یعنی جب فسق کا طوفان برپا ہوا تو میں نے خدا سے چاہا کہ طاعون آوے۔	پیشگوئی نمبر ۳۳ آج سے نو برس پہلے
اس پیشگوئی سے چند سال بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی	ایسا ہی طاعون کے بارے میں رسالہ سراج منیر صفحہ ۵۹ میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کو قبول نہیں کیا تھا ان پر بھی طاعون کی بلا نازل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيِّئًا لَّهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا یعنی جنہوں نے گوسالہ کو عزت دی اور اس کی پرستش کی ان پر غضب آئے گا اور ذلت کی مار ان پر پڑے گی سو دنیا میں غضب نازل ہونے سے مراد طاعون ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۰ میں طاعون کی نسبت یہ الہام بھی لکھا تھا یا مسیح الخلق عدو انا یعنی طاعون کے غلبہ کے وقت لوگ کہیں گے کہ اے مسیح ہماری شفاعت کر۔ اور اس کتاب کے شائع کرنے پر آج سے جو ۱۸ جولائی ۱۹۰۲ء ہے پانچ برس گذر گئے	پیشگوئی نمبر ۳۲ ۱۸۹۷ء
ان دونوں پیشگوئیوں نمبر ۳۳ و ۳۴ کے ثبوت میں سرکاری نقشبجات کافی ہیں جن کا ہم صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ میں ذکر کر آئے ہیں۔	ان دونوں پیشگوئیوں نمبر ۳۳ و ۳۴ کے ثبوت میں سرکاری نقشبجات کافی ہیں جن کا ہم صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ میں ذکر کر آئے ہیں۔	نزدہ گاہ روایت نمبر ۳۳ و ۳۴

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	اور اس زمانہ میں طاعون کے پھیلنے کی کچھ بھی امید نہ تھی پس دیکھو یہ کس قدر عظیم الشان غیب کی خبریں ہیں جو برابر بائیس برس سے مسلسل طور پر شائع ہو رہی ہیں اور متواتر خبر دی گئی کہ ملک میں طاعون آنے والی ہے۔		یقیناً پیشگوئی نمبر ۳۲
طاعون کے دنوں میں	<p>عرصہ نو برس کا جاتا ہے کہ کتاب سر الخلافۃ کے صفحہ ۶۲ میں مخالفوں پر تباہی پڑنے اور نیز طاعون نازل ہونے کے لئے دعا کی گئی تھی سوا ب تک ہزار ہا مخالف طاعون اور دوسری آفات سے ہلاک اور تباہ ہو چکے ہیں اور وہ دعا یہ ہے۔</p> <p>وخذ رب من عادی الضلّاح و مُفسدًا و نزل علیہ الرّجز حفًا و ذمّر و فَرَجَ کُرُوبی یا کَرِیمی و نَجّنی و مَرّقَ حصیمی یا الہی و عَفّر ترجمہ: یعنی اے میرے خدا ہر ایک پر جو مفسد ہے طاعون نازل کر یا کسی دوسری موت سے ہلاک کر یا کوئی اور مواخذہ کر اور مجھے غموں سے نجات بخش اور میرے دشمن کو پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا دے اور خاک سے آلودہ کر اور خاک میں غطاں پیچاں کر۔ سو ملک میں طاعون نازل ہو کر ہزار ہا بخیل جو ہمارے سلسلہ کے دشمن تھے طاعون سے فوت ہو گئے۔ ابھی آئندہ کی خبر نہیں ماسوا اس کے جو منتخب مولوی تھے بعض ان میں اندھے ہو گئے اور بعض کانے ہو گئے اور بعض دیوانے اور بہت سے ان میں سے مر گئے چنانچہ بر طبق اس دعا کے مولوی شاہ دین دیوانہ ہو گیا۔ رشید احمد اندھا ہو گیا۔</p>	حرم ۱۳۱۲ ہجری	پیشگوئی نمبر ۳۵
	سر الخلافہ میں موجود ہے۔		پیشگوئی نمبر ۳۵ کے ثبوت کے لئے بھی سرکاری نقشبات کافی ہیں اور یہ پیشگوئی کتاب زکوٰۃ اور دیت کے

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگویاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۵		<p>محمد بخش<sup>۳</sup> طاعون سے مرا۔ تینوں مولوی لدھیانہ کے ہلاک کئے گئے۔ محمد حسن<sup>۷</sup> بھیں ہلاک کیا گیا۔ غلام<sup>۸</sup> دستگیر قصوری ہلاک کیا گیا۔ محی الدین<sup>۹</sup> لکھو کے والا ہلاک کیا گیا۔ اور اصغر علی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور مولوی محمد حسین عفر کی دعا کے نیچے آ گیا کیونکہ عفر لغت عرب میں خاک آلودہ کرنے کو کہتے ہیں۔ سو وہ تکفیر کی جمعداری سے بحکم حاکم روکا گیا اور زمینداری کی گردوغبار میں آلودہ کیا گیا کیونکہ خاک میں غلطاں پیچاں ہونا لوازم زمینداری میں سے ہے۔ وجہ یہ کہ ہر وقت خاک سے ہی کام پڑتا ہے۔ اس قدر وقوع میں آ گیا ابھی معلوم نہیں کہ اس کا حصہ اور کس قدر باقی ہے۔</p>	
پیشگوئی نمبر ۳۶	۱۱۱۱ھ	<p>کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک بذریعہ الہام الہی طاعون کی خبر دی گئی ہے جو چھ برس بعد ظہور میں آئی۔ صفحہ ۳۵ میں یہ عبارت ہے۔ اَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ نَفَثَ فِي رَوْعِي اِنَّ هَذَا الْخَسُوفَ وَالْكَسُوفَ فِي رَمَضَانَ اَيَّتَانِ مَخَوْفَتَانِ لِقَوْمٍ اتَّبَعُوا الشَّيْطَانَ ..... وَلَئِنْ اَبَوْا فَاِنَّ الْعَذَابَ قَدْحَانَ. ترجمہ۔ خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دل میں پھونکا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے۔</p>	طاعون کے دنوں میں
زندہ گواہ روایت کے		پیشگوئی نمبر ۳۵ کا ثبوت گذر چکا ہے وہی ثبوت پیشگوئی نمبر ۳۶ کا ہے۔	

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۷	۱۸۷۶ء	<p>پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کی وفات کی خبر تین ماہ اس کے مرنے سے پہلے دی گئی اور لالہ شرمپت وغیرہ آریوں ساکنان قادیان کو وہ پیشگوئی سنائی گئی۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۵۔ یہ لوگ اگر حلف دی جاوے تو سچ سچ کہہ دیں گے۔ پنڈت دیانند کے مرنے پر ہمیں بہت افسوس ہوا اس لئے کہ وہ ہمارے چند سوالات کے جواب دینے سے پہلے ہی گزر گیا۔ ایک یہ سوال تھا کہ او اگون یعنی شامت اعمال سے جون بدلنا یہاں تک کہ کیڑے مکوڑے کتے بلے بن جانا۔ یہ تو بقول آریہ صاحبان کروڑ ہا برسوں سے ان کے گلے پڑا ہوا ہے لیکن باوجودیکہ وہ معدودے چند تھے غیر محدود نہ تھے اب تک نجات نہیں ہوئی۔ یا تو پر میشر نجات دینا نہیں چاہتا یا کوئی قاعدہ نجات کا وید میں مقرر نہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر یقین کے انسان گناہ سے رک نہیں سکتا سو وید نے کوئی ذریعہ پر میشر پر یقین لانے کا پیش نہیں کیا اس لئے آریوں کے پاس خدا شناسی کا کوئی یقینی طریق نہیں پس شائد اسی وجہ سے کیڑوں مکوڑوں کی اب تک خلاصی نہیں ہوتی ایک تو یہی سوال تھا۔ دوسرا یہ کہ آریہ کی عورت ایک ہی وقت میں ایک خاوند اور ایک اور شخص بطور یارانہ رکھ سکتی ہے۔ کیا یہ دیوثی نہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر پر میشر روجوں کا پیدا کرنے والا نہیں اور روجیں کسی وقت گناہ سے نجات پاسکتی ہیں تو جیسا کہ وید کا اصول ہے دنیا کا سلسلہ ہمیشہ</p>	۲۰ اکتوبر ۱۸۷۳ء بیان پیشگوئی سے فریبا تین ماہ بعد
زندہ گواہ رویت نمبر ۳۷	اس پیشگوئی کا گواہ لالہ شرمپت آریہ اور چند مسلمان ہیں لیکن شرمپت کی گواہی مضبوط ہے صرف قسم کی حاجت ہے۔		



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں میری تائید میں بیان فرمائیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۷		<p>کے لئے چل نہیں سکتا اور پر میشر خالی ہاتھ رہ جاتا ہے کیونکہ جو شخص گناہ سے نجات پا گیا وہ تو پر میشر کے ہاتھ سے گیا اس لئے کہ اس کا کوئی گناہ نہیں رہا۔ لہذا وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا اور اس سے وید کا یہ اصول جھوٹا ہوتا ہے کہ روہیں بار بار دنیا میں آتی ہیں۔ ان باتوں میں سے کسی بات کا جواب دیا نہ دینے نہ دیا اور اجیر میں جا کر نامرادی کی حالت میں مر گیا۔</p>	
پیشگوئی نمبر ۳۸	۱۸۷۰ء تا ۱۸۷۱ء	<p>ایک دفعہ یہ وحی الہی میری زبان پر جاری ہوئی کہ عبد اللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان۔ وہ صبح کا وقت تھا اور اتفاقاً چند ہندو اس وقت موجود تھے۔ ان میں سے ایک ہندو کا نام بشند اس تھا میں نے سب کو اطلاع دی کہ خدا نے مجھے یہ سمجھایا ہے کہ آج اس نام کے ایک شخص کی طرف سے کچھ روپیہ آئے گا۔ بشند اس بول اٹھا کہ میں اس بات کا امتحان کروں گا اور میں ڈاکخانہ میں جاؤں گا۔ چونکہ قادیان میں ڈاک ان دنوں میں دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور جواب لایا کہ ڈاک منشی کی زبانی معلوم ہوا کہ درحقیقت ڈیرہ اسماعیل خان سے ایک شخص عبد اللہ خان نے جو اسٹرا اسٹنٹ ہے روپیہ بھیجا ہے۔ اور پھر اس نے بہت متعجب اور حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ یہ کیونکر معلوم ہو گیا</p>	
زندہ گواہ رویت نمبر ۳۸	ہے۔	اس پیشگوئی نمبر ۳۸ کا وہی بشند اس گواہ ہے جو ساکن قادیان ہے اور اب تک زندہ موجود ہے۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	میں نے جواب دیا کہ وہ خدا جس کو تم لوگ نہیں پہچانتے اس نے یہ خبر دی ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶۔		
ایک ہفتہ کے اندر	ایک دفعہ قادیان کا ایک آریہ جو سرگرم آریہ ہے ملا وائل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور تپ پیچھا نہیں چھوڑتا تھا اور آثار نو میدی ظاہر ہوتے جاتے تھے چنانچہ وہ ایک دن میرے پاس آ کر علاج کا طلبگار ہوا اور پھر اپنی زندگی سے نو مید ہو کر بیقراری سے رویا اور میں نے اس کے حق میں دعا کی خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا۔ یعنی ہم نے کہا کہ اے تپ کی آگ سرد اور سلامتی ہو جا چنانچہ بعد اس کے اسی ہفتہ میں وہ ہندوا چھا ہو گیا اور اب تک زندہ موجود ہے۔ براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۷۔	۱۷۷۰ء ۱۷۷۱ء ۱۷۷۲ء	پیشگوئی نمبر ۳۹
میں برس تک کتاب کے چھپنے میں توقف رہا۔	جب کتاب براہین احمدیہ کے بعض حصے طیار ہو گئے تو مجھے خیال آیا کہ ان کو چھاپ دیا جاوے مگر میرے پاس کچھ سرمایہ نہیں تھا تب میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ لوگ مدد کی طرف متوجہ ہوں اسی وقت تھوڑی سی غنودگی ہو کر جواب ملا (بالفعل نہیں) تب باوجود بہت سی کوشش کے کسی نے ایک پیسہ بھی نہیں بھیجا اور ایک مدت گزر گئی۔ دیکھو براہین صفحہ ۲۲۵۔	۱۷۷۰ء ۱۷۷۱ء ۱۷۷۲ء	پیشگوئی نمبر ۴۰
پیشگوئی نمبر ۳۹ کا گواہ خود ملا وائل آریہ ہے اس کو خوب یاد ہوگا کہ کیسی نو میدی کے وقت میں یہ الہام اس کو بتلایا گیا اور پھر ایک ہفتہ تک اچھا ہو گیا۔ اور پیشگوئی نمبر ۴۰ کے تو بہت گواہ ہیں اور بعض اسی جگہ موجود ہیں۔	زندہ گواہ رویت نمبر ۳۹ و ۴۰		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۴۱	۱۸۷۰ء ۱۸۷۱ء ۱۸۷۲ء	<p>جب مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ بالفعل تمہاری کچھ مدد نہیں کی جاوے گی تو ایک مدت تک کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا اور لوگ لاپرواہی سے پیش آئے اور کتاب کا چھپنا معرض التوا میں رہا۔ تب ایک دن قریب مغرب کے پھر دعا کے لئے دل میں جوش پیدا ہوا تو خدائے عزوجل کی طرف سے یہ وحی میری زبان پر جاری ہوئی۔ هُزِرَ إِلَيْكَ بِجَذَعِ النَّخْلَةِ تَسَاقُطِ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا. دیکھو براہین صفحہ ۲۲۶۔ یعنی کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ تازہ کھجوریں گریں گی۔ تب میں نے چند مشہور لوگوں کی طرف خط لکھے تو اس قدر روپیہ آ گیا کہ میں پہلا اور دوسرا حصہ براہین احمدیہ کا اس روپیہ کے ذریعہ سے چھاپ سکا۔ مگر ابھی میری حالت معمولی تھی اور صرف ایک پرانے خاندان کی کسی قدر شہرت بعض دلوں کو متوجہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے اذن اور حکم سے محرک ہو گئی تھی۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ایک ذاتی وجاہت کے لحاظ سے مجھے دنیا میں قبولیت بخشے تب اس کے بعد یہ تمام الہام ہوئے جو کہ براہین احمدیہ میں درج ہیں یعنی القیت علیک محبۃ مینی ولتصنع علی عینی سینصرک رجال نوحی الیہم من السماء یأتون من کل فج عمیق. یأتیک من کل فج عمیق. ولا تصعّر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔</p> <p>براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۱، ۲۳۲۔ ترجمہ یعنی میں نے اپنی طرف سے تیری</p>
نمبر ۴۱ زندہ گواہ روایت		<p>ڈاکٹرانوں کے رجسٹراس بات کے گواہ ہیں کہ اس کے بعد کس قدر روپیہ آیا اور سرکاری تحریریں گواہ ہیں کہ کس قدر مہمان آئے۔</p>

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>محبت مستعد دلوں میں ڈال دی تاکہ میری آنکھوں کے سامنے تو پرورش پاوے عنقریب تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کی طرف میں وحی بھیجوں گا وہ ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس آئیں گے اور انواع اقسام کے تحائف از قسم نقد و جنس ہر ایک راہ سے تیرے پاس لائیں گے۔ سو اس کے بعد یہ پیشگوئی ایک تخم کی طرح بڑھتی گئی یہاں تک کہ ان دنوں میں جو ۱۳۲۰ ہجری ہے بمقابلہ اس زمانہ کے کہ جب دو تین آدمی مجھ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ بھی بعد میں اب ایک لاکھ سے کچھ زیادہ اس جماعت کا عدد پہنچ گیا ہے اور ہر ایک طرف سے جب کوئی انسان آتا ہے یا کسی نئے شخص کی طرف سے کوئی تحفہ آتا ہے تو وہ ایک نشان ظاہر ہوتا ہے اور چونکہ اس جگہ آ کر بیعت کرنے والے پچاس ہزار سے کم نہیں ہوں گے اور جو روپیہ اور تحائف متفرق وقتوں میں آئے وہ دن لاکھ سے کم نہیں ہوں گے اس لئے یہ بات بالکل صحیح اور سچ ہے کہ علاوہ ان نشانوں کے جو اس نقشہ میں لکھے گئے ہیں کم سے کم دن لاکھ اور ایسے نشان ہیں جو الہام یا تون من کل فح عمیق اور یاتیک من کل فح عمیق سے ثابت ہوتے ہیں اور ایک سلسلہ ان نشانوں کا وہ ہے جو الہام اِنِّیْ مُہِیْنٌ مِّنْ اَزَادِ اِهَانَتِكَ کے ذریعہ سے ظہور میں آئے ہیں۔ اس جگہ ایک اور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ وحی</p>		<p>تاریخ بیان پیشگوئی</p> <p>نمبر شمار</p> <p>تاریخ بیان پیشگوئی</p> <p>نمبر شمار</p>

☆ حاشیہ۔ میں خیال کرتا تھا کہ احاطہ بہمینی میں مجھ سے بیعت کرنے والے چھ سات سے زیادہ نہیں۔ اب سرکاری چٹھی سے معلوم ہوا کہ احاطہ مذکورہ میں بیعت کرنے والے ۱۱۰۸۷ آدمی ہیں سرکاری تحریر ہے میونسبر ۱۹۱۳ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۰۲ء از پونا بجواب چٹھی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۲ء مرقومہ (مفتی محمد صادق صاحب) اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اشاعت اسلام۔ التماس ہے کہ فرقہ احمدیہ کی تعداد کچھلی مردم شماری میں ۱۱۰۸۷ تھی۔ دستخط ہیڈ کپائلر۔ بجائے پرووٹنل سپرنٹنڈنٹ مردم شماری۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	تاریخ ظہور پیشگوئی
	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	
	یعنی ہزری الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطباً جنیبا۔ یہ حضرت مریم کو اس وقت وحی ہوئی تھی کہ جب ان کا لڑکا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوا تھا اور وہ کمزور ہوئی تھیں اور خدا تعالیٰ نے اسی کتاب براہین احمدیہ میں میرا نام بھی مریم رکھا اور مریم صدیقہ کی طرح مجھے بھی حکم دیا کہ وکن من الصالحین الصدّیقین۔ دیکھو ص ۲۴۲ براہین احمدیہ۔ پس یہ میری وحی یعنی ہزری الیک اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صدیقیت کا جو حمل تھا اس سے بچہ پیدا ہوا جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا اور جب تک وہ کمزور رہا صفات مریمیہ اس کی پرورش کرتی رہیں اور جب وہ اپنی طاقت میں آیا تو اس کو پکارا گیا یساعیسیٰ اِیْسٰی مُتَسَوِّفٰیْکَ وَرَاْفِعٰکَ اِلٰی دیکھو صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ یہ وہی وعدہ تھا جو سورہ تحریم میں کیا گیا اور ضرور تھا کہ اس وعدہ کے موافق اس امت میں سے کسی کا نام مریم ہوتا اور پھر اس طرح پرترتی کر کے اس سے عیسیٰ پیدا ہوتا اور وہ ابن مریم کہلاتا سو وہ میں ہوں۔ وحی ہزری الیک مریم کو بھی ہوئی اور مجھے بھی مگر باہم فرق یہ ہے کہ اس وقت مریم ضعف بدنی میں مبتلا تھی اور میں ضعف مالی میں مبتلا تھا۔	
پیشگوئی نمبر ۲۲	منجملہ اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشانوں کے وہ نشان ہے جو اس خدائے قادر نے ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی نسبت ظاہر فرمایا اور اس کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ مئی اور جون ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کی تحریک سے اسلام اور عیسائیت میں ایک مباحثہ قرار پایا اس مباحثہ میں	
زندہ گواہ رویت نمبر ۲۲	پیشگوئی نمبر ۲۲ یعنی عبداللہ آتھم کے متعلق جو میں نے پیشگوئی کی تھی اس کا ثبوت اس رسالہ مباحثہ میں موجود ہے جس کا نام جنگ مقدس ہے اور اسی سے ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی کیوں کی گئی یعنی آتھم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا اور پھر پیشگوئی کو سن کر قریباً	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وقت سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وقت نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>عیسائیوں کی طرف سے ڈپٹی عبداللہ آہتمم انتخاب کیا گیا اور مسلمانوں کی طرف سے میں پیش ہوا اور عبداللہ آہتمم نے مباحثہ سے کچھ دن پہلے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دجال کا لفظ لکھا تھا جیسا کہ کتاب جنگ مقدس کے آخری صفحہ میں اس کا ذکر ہے وہ شرارت اور شوخی اس کی مجھے تمام ایام بحث میں یاد رہی اور میں دل و جان سے چاہتا تھا کہ اس کی سرزنش کی نسبت کوئی پیشگوئی خدا تعالیٰ سے پاؤں۔ چنانچہ میں نے آہتمم سے ایک دستخطی تحریر بھی اسی غرض سے لے لی تھی تا وہ پیشگوئی کے وقت عام عیسائیوں کی طرح میری آزار دہی کے لئے کسی عدالت کی طرف نہ دوڑے۔ سو میں پندرہ دن تک بحث میں مشغول رہا اور پوشیدہ طور پر آہتمم کی سرزنش کے لئے دعا مانگتا رہا۔ جب بحث کے دن ختم ہو گئے تو میں نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پائی کہ اگر آہتمم اس شوخی اور گستاخی سے توبہ اور رجوع نہیں کرے گا جو اس نے دجال کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اپنی کتاب میں لکھا تو وہ ہاویہ میں پندرہ مہینہ کے اندر گر آیا جائے گا۔ سو یہ امر الہی پا کر بحث کے خاتمہ کے دن ایک جماعت کثیر کے روبرو جس میں عیسائیوں کی طرف سے ڈاکٹر مارٹن کلارک اور تیس کے قریب اور عیسائی تھے اور میری جماعت کے لوگ بھی تیس یا چالیس کے قریب تھے جن میں سے اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم اور اخویم</p>		<p>یقینہ پیشگوئی نمبر ۴۲</p>
	<p>ستر آدمیوں کے روبرو رجوع کیا۔ جن میں اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب اور اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہوں لاہور</p>		<p>رویت نمبر ۴۲ یقینہ نمبر ۱۰۷</p>

تاریخ طبع پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
<p>جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں</p>	<p>شیخ رحمت اللہ صاحب اور اخویم منشی تاج الدین صاحب اکوئٹٹ دفتر ریلوے لاہور اور اخویم عبدالعزیز خان صاحب کلارک دفتر اگزیمینز ریلوے لاہور اور اخویم خلیفہ نور دین صاحب وغیرہ احباب موجود تھے۔ میں نے ڈپٹی عبداللہ آسٹم کو کہا کہ آج یہ مباحثہ منقولی اور معقولی رنگ میں تو ختم ہو گیا مگر ایک اور رنگ کا مقابلہ باقی رہا جو خدا کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کے نام سے پکارا ہے اور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور سچا رسول جانتا ہوں اور دین اسلام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔ پس یہ وہ مقابلہ ہے کہ آسمانی فیصلہ اس کا تصفیہ کرے گا اور وہ آسمانی فیصلہ یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے قول میں جھوٹا ہے اور ناحق رسول صادق کو کاذب اور دجال کہتا ہے اور حق کا دشمن ہے وہ آج کے دن سے پندرہ مہینہ تک اس شخص کی زندگی میں ہی جو حق پر ہے ہاویہ میں گرے گا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے یعنی راستباز اور صادق نبی کو دجال کہنے سے باز نہ آوے اور پیمبر کی اور بدزبانی نہ چھوڑے۔ یہ اس لئے کہا گیا کہ صرف کسی مذہب کا انکار کرنا دنیا میں مستوجب سزا نہیں ٹھہرتا بلکہ بے باکی اور شوخی اور بدزبانی مستوجب سزا ٹھہرتی ہے۔ غرض جب آسٹم کو ایسی مجلس میں جس میں ستر سے زیادہ آدمی ہوں گے یہ پیشگوئی سنائی گئی تو اس کا رنگ فق اور چہرہ زرد ہو گیا اور ہاتھ کا پینے لگے تب اس نے</p>	<p>یقینہ پیشگوئی نمبر ۴۲</p>

اور اخویم خلیفہ نور الدین صاحب تاجر جموں اور اخویم منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلہ اور اخویم خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور اور خلیفہ رجب الدین صاحب لاہور

ادیت نمبر ۴۲  
یقینہ زندہ گاہ

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خالق عبادت پیشگویاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو گئیں	نمبر شمار
	<p>بلا توقف اپنی زبان منہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر دھر لئے اور ہاتھوں کو معہ سر کے بلانا شروع کیا جیسا کہ ایک ملزم خائف ایک الزام سے سخت انکار کر کے توبہ اور انکسار کے رنگ میں اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور بار بار لرزتے ہوئے زبان سے کہتا تھا کہ توبہ توبہ میں نے بے ادبی اور گستاخی نہیں کی اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز ہرگز دجال نہیں کہا اور کانپ رہا تھا اس نظارہ کو نہ صرف مسلمانوں نے دیکھا بلکہ ایک جماعت کثیر عیسائیوں کی بھی اس وقت موجود تھی جو اس عجز و نیاز کو بھی دیکھ رہی تھی۔ اس انکار سے اس کا یہ مطلب معلوم ہوتا تھا کہ میری اس عبارت کے جو میں نے اندرونہ بائبل میں لکھی ہے اور معنی ہیں بہر حال اس نے اس مجلس میں قریباً ستر آدمی کے رو برو دجال کہنے کے کلمہ سے رجوع کر لیا اور یہی وہ کلمہ تھا جو اصل موجب اس پیشگوئی کا تھا اس لئے وہ پندرہ مہینہ کے اندر مرنے سے بچ رہا کیونکہ جس گستاخی کے کلمہ پر پیشگوئی کا مدار تھا وہ کلمہ اس نے چھوڑ دیا اور ممکن نہ تھا کہ خدا اپنی شرط کو یاد نہ کرے اور اگر چہ رجوع کی شرط سے فائدہ اٹھانے کے لئے اسی قدر کافی تھا مگر آئٹم نے صرف یہی نہیں کیا کہ اپنے قول دجال کہنے سے باز آیا بلکہ اسی دن سے جو اس نے پیشگوئی کو سنا اسلام پر حملہ کرنا اس نے بالکل چھوڑ دیا اور پیشگوئی کا خوف اس کے دل پر روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ مارے ڈر کے سراسیمہ ہو گیا اور اس کا آرام اور قرار جاتا رہا اور یہاں تک اس نے اپنی حالت میں تبدیلی</p>	<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۲</p>
<p>میاں محمد چٹو صاحب لاہور اور منشی تاج الدین صاحب لاہور اور مولوی الہ دیا صاحب از لودیانہ اور منشی محمد اروڑا صاحب از کپورتھلہ اور میاں محمد خان صاحب از کپورتھلہ</p>		<p>بقیہ روایت گواہ نمبر ۴۲</p>



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں ہیں جو دنیا پر ظاہر ہوئیں گی	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۲		<p>کی کہ اپنے پہلے طریق کو جو ہمیشہ مسلمانوں سے مذہبی بحث کرتا تھا اور اسلام کے رد میں کتابیں لکھتا تھا بالکل چھوڑ دیا اور ہر ایک کلمہ تو بین اور استخفاف سے اپنا منہ بند کر لیا بلکہ اس کے منہ پر مہر لگ گئی اور خاموش اور غمگین رہنے لگا اور اس کا غم اس درجہ تک پہنچ گیا کہ آخر وہ زندگی سے نومید ہو کر بے قراری کے ساتھ اپنے عزیزوں کی آخری ملاقات کے لئے شہر بشہر دیوانہ پن کی حالت میں پھرتا رہا اور اسی مسافرانہ حالت میں انجام کار فیروز پور میں فوت ہو گیا۔ اور یہ سوال کہ باوجود اس کے کہ اس نے اپنی بے باکی کے لفظ سے عام مجلس میں رجوع کر لیا اور بار بار عجز و نیاز سے دجال کہنے کے کلمہ سے بیزاری ظاہر کی تو پھر کیوں وہ پکڑا گیا اور کیوں جلد انہیں دنوں میں فوت ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ مبالغہ کا نشانہ ہو چکا تھا لہذا ان پیشگوئیوں کے موافق جو کتاب انجام آتھم کے پہلے صفحہ میں موجود ہیں جو آتھم کی زندگی میں ہی پندرہ مہینے گزرنے کے بعد کی گئی تھیں اس کا مرنا ضروری تھا کیونکہ ان پیشگوئیوں میں صاف لفظوں میں لکھا گیا تھا کہ آتھم انکار قسم اور انخفاء شہادت اور اعادہ بے باکی کے بعد جلد تر فوت ہو جائے گا۔ پس جب کہ اس نے ارتکاب ان جرائم کا کیا تو ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے بعد فوت ہو گیا اور نیز اس لئے اس کا مرنا بہر حال ضروری تھا کہ پیشگوئی کے مضمون میں یہ بات داخل تھی کہ جو جھوٹا ہے وہ صادق سے پہلے مرے گا لہذا رجوع کا فائدہ اس نے صرف اس قدر اٹھایا کہ پندرہ میں نہ مرا لیکن بعد میں جب کہ وہ پندرہ مہینے</p>	
		رویت نمبر ۲۲ بقیہ کتاب	اور شیخ نور احمد صاحب اڈیٹر اخبار ریاض ہند امرتسر اور میاں نبی بخش صاحب تاجر پشمینہ امرتسر اور میاں قطب الدین مسگر امرتسر

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>کے گزرنے کے پیچھے اپنے رجوع پر بھی قائم نہ رہ سکا اور اس کے دل میں وہ خوف نہ رہا جو پندرہ مہینہ کی میعاد کے اندر تھا اور جھوٹ بولا اور کہا کہ میں پیشگوئی سے ہرگز نہیں ڈرا اور جب چار ہزار روپیہ نقد دینے کے وعدہ سے قسم کے لئے بلایا گیا تو قسم بھی نہ کھائی۔ لہذا خدا نے انکار اور اخفاء شہادت اور بے باکی کے بعد ہمارے آخری اشتہار سے سات ماہ کے اندر یعنی پندرہ مہینہ کے اندر ہی مار دیا اور ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس صورت میں جو پندرہ مہینہ پیشگوئی کے لئے مقرر ہوئے تھے آخر آتھم اس دائرہ کے اندر ہی مرا اور پندرہ مہینہ کی میعاد بہر صورت قائم رہی۔ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے جمالی رنگ میں تھی یعنی رفیق اور نرمی کے لباس میں۔ چونکہ آتھم نے اپنی روش میں نرمی اختیار کی اور اس سخت گندہ زبانی کو اختیار نہ کیا جس کو لیکھرام نے اختیار کیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی اس سے نرمی کا ہی برتاؤ کیا اور اس کو مہلت دینے اور آخر مارنے سے جمالی رنگ کا نشان دکھلایا لیکن لیکھرام نہایت دریدہ دہن اور بد زبان تھا اس لئے خدا نے جلالی رنگ کا نشان اس میں دکھلایا اور جب نادانوں اور اندھوں نے اس جمالی نشان کا قدر نہ کیا کہ جو بذریعہ آتھم ظاہر ہوا تو خدا نے اس کے بعد لیکھرام کی موت کا نشان جو ہیبت ناک اور جلالی تھا ظاہر کر دیا۔</p>		<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۲</p>
مولوی	مفتی محمد صادق صاحب - صاحبزادہ سراج الحق صاحب - قاضی ضیاء الدین صاحب -	عبداللہ سنوری صاحب - شیخ چراغ علی صاحب وغیرہ اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔	<p>ردیہت نمبر ۳۲ زندہ گواہ</p>

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل عاقل عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہوئیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۴۳	۲۰ فروری ۱۸۸۱ء و ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء	<p>جب عیسائیوں نے آتھم کے نشان کو جو صاف اور روشن تھا اپنے ظلم اور افترا سے پوشیدہ کرنا چاہا اور نادان مسلمان بھی ان کے ساتھ مل گئے اور خدا کے بزرگ نشان کو قبول نہ کیا بلکہ بڑا فتنہ برپا کیا اور اس بات کو کسی نے نہ سوچا کہ پیشگوئی کا اصل مدعا تو یہ تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہی مرے گا اور وہ وقوع میں آگیا اور نہ یہ سوچا کہ آتھم نے تو ایک بھری مجلس میں دجال کہنے سے رجوع کر لیا جو اس پیشگوئی کا اصل موجب تھا تو پھر وہ شرط سے کیوں فائدہ نہ اٹھاتا۔ غرض جب خدا کی پیشگوئی کو لوگوں نے مشتبہ کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے گواہی کے طور پر ایک دوسری پیشگوئی کو ظاہر فرمایا یعنی لیکھرام کی نسبت پیشگوئی جو بہت قوت اور شوکت سے جلالی رنگ میں ظاہر ہوئی۔ پس واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام کی موت کا نشان ہے جس کی بنیاد پیشگوئی میری کتابیں برکات الدعاء اور کرامات الصادقین اور آئینہ کمالات اسلام ہیں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی کہ لیکھرام قتل کے ذریعہ سے چھ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کرے گا اور وہ عید سے دوسرا دن ہوگا تا یہ صورت اس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں عید ہوگی اس سے دوسرے دن ہندوؤں کے گھر میں ماتم ہوگا اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہوگئی بلکہ لیکھرام نے خود اپنی کتاب میں نقل کر کے</p>	<p>ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ بعد پیشگوئی پوری ہوئی۔</p> <p>۲ مارچ ۱۸۹۳ء کو یہ پیشگوئی چار سال کے بعد پوری ہوئی۔</p>
رہبت نمبر ۴۳	زندہ گواہ	پیشگوئی نمبر ۴۳ کے گواہ لاکھوں ہیں کیونکہ بذریعہ اشتہارات و کتب جن کا حوالہ متن میں آیا ہے۔ اس کو کثرت سے شائع کیا گیا تھا اور لیکھرام نے خود بھی اس کو اپنی کتاب میں	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دے دی اور جس قدر اس پیشگوئی کے وقوع کی شہرت ہوئی اس کے بیان کی اس سے کم شہرت نہ تھی البتہ وقوع کے وقت آریوں میں سخت ماتم ہوا اور ماتم کے ذریعہ سے انہوں نے اور بھی شہرت دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش انڈیا کے تمام ہندو مسلمان اور عیسائی بلکہ ہماری گورنمنٹ خود اس نشان کی گواہ بن گئی۔ اللہ اللہ یہ کیسا ہیبت ناک اور وہشت ناک نشان ظاہر ہوا جس نے آنکھوں والوں کو خدا کا چہرہ دکھا دیا۔ واضح ہو کہ لیکھرام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور بد زبان تھا وہ آریوں کا ایک بڑا ایڈوکیٹ اور لیکچرار تھا اور جا بجا تقریریں کرتا پھرتا تھا اور کئی ایک کتابیں بھی اسلام کے برخلاف لکھی تھیں لیکن زرا گو سالہ تھا فہم اور علم اس کے نزدیک نہیں آیا تھا اور اس کے پاس بجز بدزبانی اور فحش گوئی اور نہایت قابل شرم گالیوں کے اور کچھ نہ تھا اور یہاں قادیان میں بھی مباحثہ کے لئے آیا اور پھر نشان کا طلب گار ہوا۔ اور جب اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ لکھا گیا کہ لیکھرام پشاور میں اور بعض دیگر آریوں کے قضاء قدر کے متعلق کچھ تحریر ہوگا۔ اگر کسی صاحب پر ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ اطلاع دیں تا اس کی نسبت کوئی پیشگوئی شائع نہ کی جائے تو اس پر پنڈت لیکھرام کا کارڈ پہنچا کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ میری موت کی نسبت پیشگوئی کی جائے مگر معیاد مقرر ہونی چاہئے۔</p> <p>پھر رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری میں یہ پیشگوئی درج</p>		پیشگوئی نمبر ۳۳
رہبت نمبر ۳۳	شائع کیا تھا اور کئی اخباروں میں یہ پیشگوئی بھی شائع ہوئی تھی اور اس کے پورا ہونے پر کئی سو آدمیوں نے جو ہماری جماعت میں سے نہ تھے اور جن میں سے بہت سے ہندو		تقریباً ۱۷۰

﴿۱۷۱﴾

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہوئیں		
کی گئی جس کے الفاظ یہ ہیں وعدنی ربی و استجاب دعائی فی رجل مفسد عدو اللہ و رسوله المسمی لیکھرام الفساوری و اخبرنی انه من الهالکین۔ انه کان یسب نسی اللہ و یتکلم فی شانہ بکلمات خبیثہ۔ فدعوت علیہ فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنین ان فی ذلک لآیة لسطالین۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ایک اللہ اور رسول کے دشمن کے بارے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھرام ہے مجھے وعدہ دیا اور میری دعا سنی اور جب میں نے اس پر بددعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ ان کے لئے ایک نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں پھر ایشہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء مضمونہ کتاب آئینہ کمالات اسلام میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی تھی کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے ایشہار پر لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ ہمارے نام لکھا تھا کہ جو موت کی پیشگوئی میری نسبت چاہو شائع کرو سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا عجل جسد له خوار۔ لہ نصب و عذاب یعنی یہ ایک گوسالہ سامری ہے جو مردہ ہو کر پھر آواز نکالتا ہے یعنی روحانیت سے بے بہرہ اور بے جان ہے اور اس گوسالہ سامری کی طرح اس کا انجام عذاب ہے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ جیسا گوسالہ سامری شنبہ کے	یقتیر پیشگوئی نمبر ۳۳	

بھی تھے۔ یہ شہادت دی کہ واقعی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ ان میں سے چند ایک کے  
نام کتاب تریاق القلوب میں (قریباتین سوکے) ہم نے لکھے ہیں

یقتیر نمبر ۳۳  
یقتیر نمبر ۳۳

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ویسا ہی یہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور پھر آگ میں جلایا جائے گا۔ غرض یہ اس کے قتل کی طرف اشارہ تھا یعنی یہ کہ وہ گوسالہ سامری کی طرح نہایت سختی سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکھر ام نہایت سختی سے کاٹا گیا اور اس کے کاٹے جانے کا دن شنبہ تھا اور شنبہ سے پہلے مسلمانوں کی عید تھی اور گوسالہ سامری کے کاٹے جانے کی بھی یہی تاریخ تھی یعنی شنبہ کا دن تھا اور یہودیوں کی عید بھی تھی اور گوسالہ سامری ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا۔ ایسا ہی سارا معاملہ لیکھر ام کے ساتھ ہوا کیونکہ اول قاتل نے اس کی انٹرویوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر ڈاکٹر نے اس کے زخم کو چھری کے ساتھ زیادہ کھولا۔ پھر لاش پر ڈاکٹری امتحان کی چھری چلی پھر وہ آگ میں جلایا گیا اور بالآخر گوسالہ سامری کی طرح دریا میں ڈالا گیا۔ اور جیسا کہ گوسالہ سامری کے بعد قوم اسرائیل میں سخت طاعون پڑی تھی کہ انہوں نے اس بت کو خدا کے مقابل عظمت دی ایسا ہی جب قوم نے لیکھر ام کو بہت عظمت دی تو پھر بعد اس کے طاعون پڑی کیونکہ انہوں نے خدائے ذوالجلال کی پیشگوئی کو تحقیر کی نظر سے دیکھا اور اس شخص کو جس کا نام خدا نے گوسالہ سامری رکھا تھا بہت بزرگی کے ساتھ یاد کیا اور اشتہار میں اس الہام کے بعد یہ لکھا گیا تھا کہ آج ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو جب لیکھر ام کے عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج سے چھ برس</p>		<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۳</p>
<p>اس جگہ بطور نمونہ چند ایک کے نام درج کرتے ہیں ورنہ اصل میں ہندوؤں مسلمانوں یا عیسائیوں کا اور دیگر مذاہب کا کوئی گھر ہو گا جس میں اس</p>		<p>روایت نمبر ۳۳</p>	<p>بقیہ زمرہ گواہ</p>

﴿۱۷۳﴾

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے خارق عادت پیشگوئیاں مجھے بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں		
کے عرصہ تک اس شخص پر ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں ایک ایسا عذاب نازل ہوگا جو معمولی تکالیف سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہوگا اور تاکیداً اس اشتہار میں لکھا گیا تھا کہ اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے طیار ہوں اور میں اس عذاب پر راضی ہوں گا کہ میرے گلے میں رسہ ڈال کر مجھے پھانسی دیا جاوے اور اس پیشگوئی کے ساتھ آہتم کی پیشگوئی کی طرح کوئی شرط نہ تھی بلکہ قطعی اور اٹل طور پر در صورت تخلف سخت سے سخت سزا اپنے لئے قبول کر کے پیشگوئی شائع کی گئی تھی اور اسی اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کے سرے پر ایک نظم بھی لکھی گئی تھی جو لیکچر ام کی صورت موت پر بلند آواز سے دلالت کرتی ہے اور اسی نظم میں اس مقام پر جہاں بطور پیشگوئی تیغ بڑاں کا فقرہ لکھا گیا ہے ایک ہاتھ بنایا گیا تھا جو لیکچر ام کی طرف اشارہ کرتا تھا اور ظاہر کرتا تھا کہ یہ شخص قتل کی موت سے مرے گا۔ اب ہم اس نظم کو جو ہماری کتاب آئینہ کمالات اسلام میں مع نشان ہاتھ نو برس سے شائع ہو چکی ہے اس جگہ دوبارہ لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہیں اور وہ اس طرح پر ہے۔		بیعت پیشگوئی نمبر ۲۳
عجب نور ریت در جانِ محمد عجب لعلیست در کانِ محمد ز ظلمت ہادلے آنگہ شود صاف کہ گردد از محبانِ محمد عجب دارم دلِ آن ناکسان را کہ روتا بند از خوانِ محمد		
پیشگوئی کی خبر نہ پہنچی ہو۔ اور وہ نام یہ ہیں۔ خان بہادر سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار ضلع شاہ پور۔ حکیم علاؤ الدین صاحب ساکن شیخوپور تحصیل بھیرہ۔		پیشگوئی نمبر ۲۳

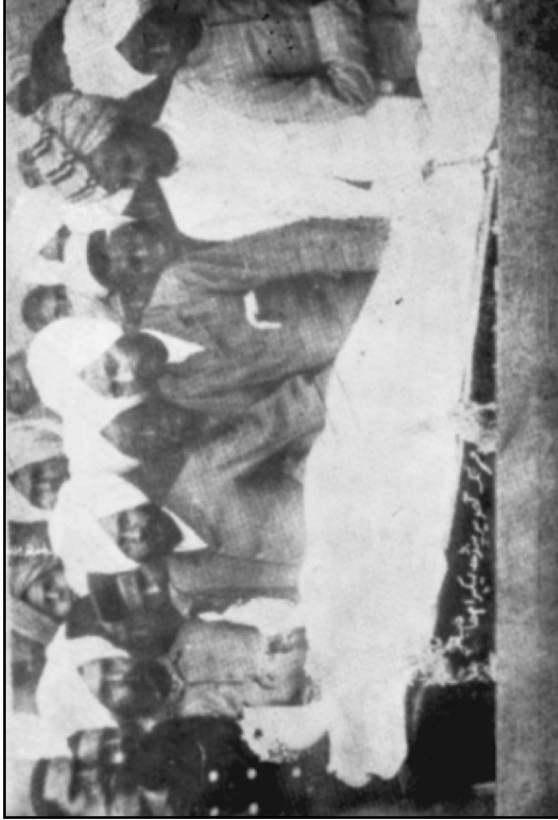
تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>ندانم ہیچ نفسے در دو عالم خدا زان سینہ پیزارست صد بار خدا خود سوزد آن کرم دنی را اگر خواهی نجات از مستی نفس اگر خواهی کہ حق گوید ثنایت اگر خواهی دلیلی عاشقش باش سرے دارم فدائے خاک احمد بکیسوئے رسول اللہ کہ ہستم درین رہ گر کشندم و در بسوزند بکار دین مترسم از جہانے بسے سہل است از دنیا بریدن فدا شد در رہش ہر ذرّہ من دگر استاد رانامے ندانم بدیگر دلبرے کارے ندارم مرا آن گوشہ چشمے بباید دل زارم بہ پہلو یم مجونید من آن خوش مرغ از مرغان قدسم تو جان مامنور کردی از عشق درینا گرد ہم صد جان دریں راہ چہ ہیبت بابدادند این جوان را رہ مولے کہ گم کردند مردم</p>		
	<p>کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ کہ هست از کینہ دارانِ محمدؐ کہ باشد از عدوانِ محمدؐ بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ محمدؐ هست برہانِ محمدؐ دلہم ہر وقت قربانِ محمدؐ نثارِ روئے تابانِ محمدؐ نتاہم روز ایوانِ محمدؐ کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ کہ دیدم حسن پنہانِ محمدؐ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ کہ ہستم کشتہٗ آنِ محمدؐ نخواہم جز گلستانِ محمدؐ کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ فدایت جانم اے جانِ محمدؐ نہاشد نیز شایانِ محمدؐ کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ بجو در آل و اعوانِ محمدؐ</p>		



تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	اللاے دشمن نادان و بے راہ اللاے منکر از شان محمدؐ کرامت گرچہ بے نام و نشان است		
	بترس از تیغ بُرانِ محمدؐ ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ بیا بنگر ز غلامانِ محمدؐ		



لیکھرام پشاور کی لاش کی وہ تصویر جس کو آریوں نے اپنے ہاتھ سے شائع کیا ہے



یہ جس کی لاش اس تصویر میں دکھ رہی ہے ہو یہ ایک ہندو متعصب آریہ دشمن اسلام تھا جس نے میری نسبت

← اپنی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مر جائے گا اور میں نے بھی اس کی نسبت موت کی پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا۔ اب دیکھ لو کہ مسلمانوں کا خدا ہندوؤں کے مصنوعی پر میشر پر غالب آ گیا۔ میں زندہ موجود ہوں اور یہ مر گیا اور اس کی شیطانی پیشگوئی جھوٹی نکلی اس شخص کی لاش اسلام کی سچائی کا کھلا کھلا ثبوت دے رہی ہے۔ پس خدا سے ڈرو۔ اے آریو۔ اور کمزور پر میشر کو چھوڑو۔

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وہی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وہی نے مجھے خارق عادت پیشگویاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>یاد رہے کہ یہ وہی اشعار اور وہی آخر پر نشان ہاتھ کا ہے جو لیکھرام کی موت کی طرف پیشگوئی کرتا ہے جس کو ہم نے لیکھرام کی موت اور اس کے مجروح ہونے سے پانچ برس پہلے آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے اور اس نقل میں کوئی تصرف نہیں بجز اس کے کہ آئینہ کمالات اسلام میں لیکھرام کا لفظ موٹے قلم سے لکھ کر تصویر کی طرح لٹا دیا گیا ہے اور اس جگہ وہ لاش کی تصویر ہی لکھ دی ہے جس کو خود آریوں نے نظارہ کے لئے شائع کیا ہے۔ اب ان تمام اشعار سے ظاہر ہے کہ لیکھرام کی موت کے لئے ایک تیغ بران کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر اس پیشگوئی کو نہایت وضاحت کے ساتھ ٹائٹل تیج برکات الدعاء میں اخبار انیس ہند میرٹھ کے بعض اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا گیا ہے چنانچہ ہم اس جگہ بجنسہ وہ عبارت جو لیکھرام کی موت سے کئی برس پہلے شائع ہو چکی ہے ٹائٹل تیج برکات الدعاء سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔</p> <p>نمونہ دعائے مستجاب</p> <p>انیس ہند میرٹھ اور ہماری پیشگوئی پر اعتراض اس اخبار کا پرچہ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء جس میں میری اس پیشگوئی کی نسبت جو لیکھرام پشاور کے بارے میں میں نے شائع کی تھی کچھ نقطہ چینی ہے مجھ کو ملا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض اور اخباروں پر بھی یہ کلمہ الحق شاق گذرا ہے اور حقیقت میں میرے لئے خوشی کا مقام ہے کہ یوں خود مخالفوں کے ہاتھوں اس کی شہرت اور اشاعت ہو رہی ہے۔ سو میں اس وقت اس نکتہ چینی کے جواب</p>		<p>یقینہ پیشگوئی نمبر ۲۳</p>
<p>شیخ فضل الہی آزریری مجسٹریٹ بھیرہ۔ جیون سنگھ نمبردار بھائانوالہ۔ ملاوئل۔ شرمپت آریہ قادیان۔ ملاوئل لاہوری۔ جوالا سنگھ نمبردار کوٹلومان تحصیل رعیہ</p>			<p>ردیہ نمبر ۲۳ یقینہ نمبر ۱۷</p>

﴿۱۷۷﴾

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>میں صرف اس قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس طور اور طریق سے خدا تعالیٰ نے چاہا اسی طور سے کیا میرا اس میں دخل نہیں ہاں یہ سوال کہ ایسی پیشگوئی مفید نہیں ہوگی اور اس میں شبہات باقی رہ جائیں گے اس اعتراض کی نسبت میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہے میں اس بات کا خود اقراری ہوں اور اب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا ما حاصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں پس اس صورت میں بلاشبہ میں اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور ہیبت دنوں اور وقتوں کے مقرر کرنے کی محتاج نہیں۔ اس بارے میں تو زمانہ نزول عذاب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کے ساتھ اپنی رایوں</p>		<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۳</p>

﴿۱۷۸﴾

حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔  
خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر پشاور۔ مولوی

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>سے رجوع کرتے ہیں ماسوا اس کے یہ عاجز بھی تو قانون قدرت کے تحت میں ہے اگر میری طرف سے بنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسی قدر ہے کہ میں نے صرف یا وہ گوئی کے طور پر چند احتمال بیماریوں کو ذہن میں رکھ کر اور اٹکل سے کام لے کر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہی اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے۔ لیکھرام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اس کے مقابلے میں خود معلوم ہو جائے گا کہ کون سی بات انسان کی طرف سے ہے اور کون سی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے جو اکثر لوگ منہ سے بول دیا کرتے ہیں۔ میری دانست میں تو مضبوط اور کامل صداقتوں کے قبول کرنے کے لئے یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ شائد اس کی نظیر پہلے زمانوں میں کوئی بھی مل نہ سکے۔ ہاں اس زمانہ سے کوئی فریب اور مکر خفی نہیں رہ سکتا مگر یہ تو راستبازوں کے لئے اور بھی خوشی کا مقام ہے کیونکہ جو شخص فریب اور سچ میں فرق کرنا جانتا ہے وہی سچائی کی دل سے عزت کرتا ہے اور بخوشی اور دوڑ کر سچائی کو قبول کر لیتا ہے</p>		<p>بقیمہ پیشگوئی نمبر ۳۳</p>
<p>محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی پلیڈر قادیان۔ مولوی غلام قادر صاحب سب رجسٹرار پشاور۔ میر ناصر نواب صاحب دہلوی۔ مفتی محمد صادق صاحب</p>			<p>زندہ گواہ رویت</p>

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>اور سچائی میں کچھ ایسی کشش ہوتی ہے کہ وہ آپ قبول کرالیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانہ صدہا ایسی نئی باتوں کو قبول کرتا جاتا ہے جو لوگوں کے باپ دادوں نے قبول نہیں کی تھیں اگر زمانہ صداتوں کا پیا سنا نہیں تو پھر کیوں ایک عظیم الشان انقلاب اس میں شروع ہے زمانہ بے شک حقیقی صداتوں کا دوست ہے نہ دشمن اور یہ کہنا کہ زمانہ عقلمند ہے اور سیدھے سادھے لوگوں کا وقت گذر گیا ہے۔ یہ دوسرے لفظوں میں زمانہ کی مذمت ہے گویا یہ زمانہ ایک ایسا بد زمانہ ہے کہ سچائی کو واقعی طور پر سچائی پا کر پھر اس کو قبول نہیں کرتا لیکن میں ہرگز قبول نہیں کروں گا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ زیادہ تر میری طرف رجوع کرنے والے اور مجھ سے فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جو نو تعلیم یافتہ ہیں جو بعض ان میں سے بی اے اور ایم اے تک پہنچے ہوئے ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ یہ نو تعلیم یافتہ لوگوں کا گروہ صداتوں کو بڑے شوق سے قبول کرتا جاتا ہے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ ایک نو مسلم اور تعلیم یافتہ یوریشین انگریزوں کا گروہ جن کی سکونت مدراس کے احاطہ میں ہے ہماری جماعت میں شامل اور تمام صداتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ اب میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ تمام باتیں لکھ دی ہیں جو ایک خدا ترس آدمی کے سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔ آریوں کا اختیار ہے کہ میرے اس مضمون پر بھی اپنی طرف سے جس طرح چاہیں حاشیے چڑھاویں مجھے اس بات پر کچھ بھی نظر نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس وقت اس پیشگوئی کی تعریف کرنا یا مذمت کرنا دونوں برابر ہیں اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اسی کی طرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک</p>		<p>یقیناً پیشگوئی نمبر ۲۳</p>
	<p>خلیفہ نور الدین صاحب تاجر کتب جموں۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب بمبئی ہوس لاہور۔ منشی تاج دین صاحب لاہور۔</p>		<p>زندہ گواریت</p>

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>نشان کے ساتھ اس کا وقوعہ ہوگا اور دلوں کو ہلا دے گا اور اگر اس کی طرف سے نہیں تو پھر میری ذلت ظاہر ہوگی اور اگر میں اس وقت رکیک تا وہیلیں کروں گا تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا وہ ہستی قدیم اور وہ پاک و قدوس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کا ذب کو کبھی عزت نہیں دیتا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ لیکھرام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا تو ہیں سے یاد کیا اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی دنیا میں عزت ظاہر کرے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ پھر اسی کتاب برکات الدعاء کے حاشیہ پر وہ کشف درج ہے جو ۲۱ اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرے پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملا یک شدا دغلاظ سے ہے وہ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا جو یاد نہیں رہا اور کہا کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے کی سزا دہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو نائٹل پیج برکات الدعاء مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء اس کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام بذریعہ قتل فوت ہو گیا اور اس وقت کہ جب یقینی اور قطعی طور پر مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ میری دعا کے قبول ہونے پر آسمان پر یہ قرار پا چکا ہے کہ لیکھرام ایک دردناک عذاب سے قتل کیا جائے گا میں نے اسی کتاب برکات الدعاء میں سید احمد خان کو جو اپنے باطل عقیدہ کے</p>		<p>یقینہ پیشگوئی نمبر ۲۳</p>
	<p>میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرت سر۔ ڈاکٹر قاضی کرم الہی صاحب امرت سر۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسٹنٹ سرجن رٹکی۔ سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ</p>		<p>زندہ گواہ رویت</p>

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں		
رو سے دعاؤں کے قبول ہونے سے منکر تھا اس طرف توجہ دلائی اور اس کے سامنے اپنی دعا سے لیکھرام کے مارے جانے کی نظیر پیش کی حالانکہ لیکھرام ابھی زندہ پھرتا تھا اور میں نے سید احمد خان کو مخاطب کر کے کتاب برکات الدعا میں لکھا کہ لیکھرام کی موت کے لئے میں نے دعا کی ہے اور وہ دعا قبول ہوگئی سو آپ کے لئے نمونہ کے طور پر یہ دعائے مستجاب کافی ہے مگر اس تحریر پر ہنسی کی گئی کیونکہ لیکھرام ابھی زندہ اور ہر طرح سے تندرست اور تو بہین اسلام میں سخت سرگرم تھا اور میں نے اس مراد سے کہ لوگ پیشگوئی کو یاد کر لیں اشعار میں سید احمد خان کو مخاطب کیا اور وہ اشعار یہ ہیں جو برکات الدعا میں درج ہیں۔		بقیہ پیشگوئی نمبر ۴۳
روئے دلہ از طلبگار ان نمیدارد حجاب لیکن این روئے حسین از غافلان مانند زبان دامن پاکش ز نخوت ہائے آید بدست بس خطرناک است راہ کوچہ یار قدیم تا کلامش عقل و فہم نامزایان کم رسد مشکل قرآن نہ از ابنائے دُنیا حل شود اتے کہ آگاہی نداندت ز انوار درون از سر وعظ و نصیحت این سخن ہاگفتہ ایم از دعا کن چارہ آزار انکار دعا ایکے گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست ہاں مکن انکار زیں اسرار قدر تہائے حق	میدرخشد در خور و مے تا بد اندر ماہتاب عاشقے باید کہ بردارند از بہر ش نغاب نیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب جان سلامت بایت از خود روی ہا سر کتاب ہر کہ از خود گم شود او یا بد آن راہ صواب ذوق آن میدان آن مستی کہ نوشد آن شراب در حق ماہر چہ گوئی نیستی جائے عتاب تا مگر زیں مرہے بہ گرد آن زخم خراب چوئے علاجے زئے وقت نمار و التہاب سوئے من بشتاب بنامم ترا چوئے آفتاب قصہ کوتاہ کن بہ بین از ما دعائے مستجاب	
شیخ محمد خان صاحب وزیر آباد۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گوجرات۔ میاں معراج الدین صاحب لاہور		زندہ گواہ رویت

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>پھر اس پیشگوئی کی وضاحت صرف اس حد تک نہیں کہ تیغ بران کے ذریعہ سے ایک ہیبت ناک موت کی خبر دی گئی ہو بلکہ کتاب کرامات الصادقین کے ایک عربی شعر میں جو واقعہ قتل پنڈت لیکھرام سے چار سال پہلے تمام قوموں میں شائع ہو چکا تھا اس کی موت کا دن اور تاریخ بھی بتلائی گئی تھی چنانچہ اس شعر پر ہندو اخبار نے لیکھرام کے قتل کے وقت بڑا شور مچایا تھا اور وہ شعر یہ ہے:-</p> <p>وَبشَرنی رَبی و قال مبشرا ستعرف یوم العید و العید اقرب</p> <p>یعنی میرے خدا نے ایک پیشگوئی کے پورا ہونے کی خبر دی ہے اور خوشخبری دے کر کہا کہ تو عید کے دن کو پہچانے گا جبکہ نشان ظاہر ہو گا۔ اور عید کا دن نشان کے دن سے بہت قریب اور ساتھ ملا ہوا ہو گا۔ غرض یہ عظیم الشان پیشگوئی اس قدر قوت اور عام شہرت کے ساتھ پھیلنے کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس طرح پوری ہوئی کہ ایک شخص نے جس کا آج تک پتہ نہیں لگا کہ کون تھا شام کے وقت لاہور کے شہر میں شنبہ کے دن جو عید سے دوسرا دن تھا لیکھرام کے پیٹ میں ایک کاری چھری مار کر دن دھاڑے ایسا غائب ہوا کہ آج تک پھر اس کا پتہ نہ لگا۔ حالانکہ لیکھرام کے ساتھ کتنی مدت سے رہتا تھا اور اس قتل کی خبر کے ساتھ سب ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی پر ایک رعب اور ہیبت طاری ہوئی اور آریوں نے بڑا شور مچایا اور سر کردہ مسلمانوں اور اسلامی انجمنوں کی خانہ تلاشیاں</p>		<p>نمبر شمار ۳۳</p>
	<p>چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔ منشی عبدالعزیز صاحب محافظ دفتر دہلی۔ سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدراس۔ زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجمنیر بمبئی۔</p>		<p>زندہ گواہ رویت</p>



تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں		
کرائیں اور ہر جگہ اس مقتول کی ہمدردی کے لئے بڑے بڑے جلسے کئے اور تجویزیں قرار پائیں کہ سال بسال اس ماتم کا ایک دن مقرر کیا جائے تا یہ واقعہ ہمارے دلوں سے بھولنے نہ پائے اور نظموں اور نثروں میں مرثیے اور بین لکھے اور ملک میں شائع کئے اور خدا نے یہ سب کچھ اس لئے ہونے دیا تا پیشگوئی کی عظمت دلوں میں پھیل جائے کیونکہ جس قدر مقتول کو عظمت دی جاوے درحقیقت وہ پیشگوئی کی عظمت ہے وجہ یہ کہ اگر مقتول ایک ذلیل اور حقیر آدمی ہو تو پیشگوئی کو بہت توجہ سے ذکر نہیں کیا جاتا اور اس طرح پر جلد تر وہ بھول جاتی ہے پس خدا نے چاہا کہ لیکھرام کو اس کی قوم بہت کچھ عظمت دیوے تا اس عظمت سے پیشگوئی کی عظمت ثابت ہو۔ اور نیز آریوں کے دل میں ڈال دیا کہ انہوں نے ہمیشہ کے لئے اس کی یادگاریں قائم کیں۔ غرض یہ پیشگوئی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے اور	یقینہ پیشگوئی نمبر ۴۳	
شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر۔ میاں عبدالحق صاحب امرتسر۔ میاں قطب الدین صاحب مس گر امرتسر۔ ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسر۔		زندہ گواہ روایت

☆ خدا کی قدرت کہ میرے نشانوں میں سے بہت سا حصہ آریوں نے ہی لیا ہے۔ لالہ شرمیت آریہ قادیان کو جو قادیان میں زندہ موجود ہے میں نے خبر دی کہ میری دعا سے اس کے بھائی ہسمبر داس کی نصف قید تخفیف ہوگی اور میں نے اسے کہا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ چیف کورٹ سے مثل اپیل ضلع میں آئے گی اور نصف قید معاف کی جائے گی مگر اس کے رفیق کی قید کا ایک دن بھی معاف نہیں ہوگا اور نیز اس کو پنڈت دیا نند سرتی کی وفات کی قبل از وقت خبر دی اور لالہ ملاوا مل ساکن قادیان مدقوق ہو گیا تھا اس کی نسبت میں نے دعا کر کے شفا کی خبر دی۔ چنانچہ وہ اس مہلک مرض سے شفا پا گیا۔ اے آریو! ان دونوں اپنے بھائیوں آریوں کو قسم دے کر پوچھو کہ کیا یہ سچ ہے یا نہیں۔ اے سخت دل قوم تم نے یہ تین نشان دیکھ لئے اور خدا کی حجت تم پر پوری ہوگی اب اسلام کی تکذیب کرنا اور توہین کرنا اور اسلام میں داخل نہ ہونا سخت بے ایمانی اور لعنتی زندگی ہے۔ منہ

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>حضرت رسول کریم کے اس معجزے کے ساتھ مشابہ ہے جس میں کسری ہلاک ہوا تھا اور جس قدر کوئی طالب حق اس میں غور کرے گا اسی قدر حق الیقین کے مرتبہ سے نزدیک ہوتا جائے گا۔ اس پیشگوئی کے متعلق آئینہ کمالات اسلام والا اشتہار پڑھو پھر برکات الدعاء کی عبارت غور سے پڑھو پھر وہ اشتہار دیکھو جس میں ایک ہاتھ بنا ہوا ہے جو لیکھرام کی طرف اشارہ کرتا ہے پھر وہ کشف غور سے پڑھو جو برکات الدعاء کے اخیر صفحہ کے حاشیہ پر ہے پھر مستعارف والا عربی شعر پڑھو۔ پھر وہ عربی پیشگوئی پڑھو جو کرامات الصادقین کے اخیر ٹائٹل پیج کے صفحہ پر ہے پھر انصاف سے سوچو کہ اس قدر امور غیبیہ کا بیان کرنا کیا کسی مفتری انسان کا کام ہے اور کسی کی قدرت اور اختیار میں ہے کہ محض اپنے منصوبہ سے ایسی خارق عادت اور فوق الطاقت باتیں بیان کر سکے جو آخر اسی طرح پوری بھی ہو جائیں ہم اس جگہ آئینہ کمالات اسلام کا اشتہار جو لیکھرام کی موت کے بارے میں قبل از وقت شائع کیا گیا تھا ذیل میں لکھ دیتے ہیں تا ناظرین کو معلوم ہو کہ کس قوت اور شوکت سے یہ اشتہار لکھا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔</p> <p><b>لیکھرام پشاور کی نسبت ایک پیشگوئی</b></p> <p>واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل</p>		<p>لیکھرام پشاور کی نمبر ۳۳</p>
<p>شیخ عبدالرحمن صاحب قادیاہنی - شیخ عبدالرحیم صاحب - پیر منظور احمد صاحب - صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی - میاں نجم الدین صاحب بھیروی -</p>			<p>زندہ گواہ رویت</p>

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہوئیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۳		<p>کیا گیا تھا اندر من مراد آبادی اور لیکھرام پشاور کی کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہش مند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں سو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو میری طرف سے اجازت ہے سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ ابہام ہوا۔</p> <p><b>عجل جسد له خوار . له نصب و عذاب</b></p> <p>یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل رہے گا اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادیبوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی</p>	
	رویت نمبر ۲۳ زمرہ گاہ	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر ٹیکل کالج لاہور۔ منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گوجرات۔ چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسٹنٹ سرجن رٹکی۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وقت سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وقت نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر سولی پر کھینچا جائے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بدن کا منپتا ہے اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سننے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو بائیں ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے عربی سے ذرا مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور ان کے دل نرم ہوتے۔ اب میں اسی خدائے عز و جل کے نام پر ختم کرتا ہوں جس کے نام سے شروع کیا تھا۔</p> <p>والحمد لله والصلوة والسلام على رسوله محمد المصطفى افضل الرسل وخير الوردى سيدنا وسيد كل مافي الارض والسما. خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء</p>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۳
	<p>لکھرام والی پیشگوئی قبل از وقت بہت سی کتابوں اور اشتہاروں میں درج ہو چکی تھی جن کا ذکر اوپر آچکا ہے اور اس کے گواہ ساری برٹش انڈیا ہے۔</p>		رویت نمبر ۲۳ زمرہ گواہ
	<p>☆ اب آریوں کو چاہیے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔</p>		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس دئی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی دئی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہوئیں گی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
<p>۱۸۹۷ء ۱۶ نومبر</p>	<p>میں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۳ مئی ۱۸۹۷ء میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ رومی سلطنت کے ارکان دولت بکثرت ایسے ہیں جن کا چال و چلن سلطنت کو مضرت ہے اور جیسا اسی اشتہار میں درج ہے۔ اس امر کی اشاعت کا یہ باعث ہوا تھا کہ ایک شخص مسمیٰ حسین بک کامی وائس قونصل مقیم کراچی جو سفیر روم کہلاتا تھا قادیان میں میرے پاس آیا اور وہ خیال رکھتا تھا کہ وہ اور اس کے باپ سلطنت ترکی کے بڑے خیر خواہ اور امین اور دیانت دار ہیں مگر جب وہ میرے پاس آیا تو میری فراست نے گواہی دی کہ یہ شخص امین اور پاک باطن نہیں اور ساتھ ہی میرے خدا نے مجھے القا کیا کہ رومی سلطنت انہی لوگوں کی شامتِ اعمال کے سبب خطرہ میں ہے سو میں اس سے بیزار ہوا لیکن اس نے خلوت میں کچھ باتیں کرنے کے لئے درخواست کی چونکہ وہ مہمان تھا اس لئے اخلاقی حقوق کی وجہ سے اس کی درخواست کو رد نہ کیا گیا پس خلوت میں اس نے دعا کے لئے درخواست کی تب اس کو وہی جواب دیا گیا جو اشتہار ۲۳ مئی ۱۸۹۷ء میں درج کیا گیا تھا اور اس تقریر میں دو پیشگوئیاں تھیں (۱) ایک یہ کہ تم لوگوں کا چال چلن اچھا نہیں اور دیانت اور امانت کے نیک صفات سے تم محروم ہو۔ (۲) دوم یہ کہ اگر تیری یہی حالت رہی تو تجھے اچھا پھل نہیں ملے گا اور تیرا انجام بد ہوگا۔ پھر اسی اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ بہتر تھا کہ یہ میرے پاس نہ آتا میرے پاس سے ایسی بدگوئی سے واپس جانا اس کی سخت بد قسمتی ہے</p>	<p>۲۳ مئی ۱۸۹۷ء</p>	<p>پیشگوئی نمبر ۲۳</p>
<p>اس پیشگوئی کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر بمبئی ہوں لاہور۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی۔ شیخ عبدالرحیم</p>			

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وقت سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وقت نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>یہی وجہ تھی کہ میری نصیحت اس کو بری لگی اور اس نے جا کر میری بدگوئی کی۔ پھر اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء میں یہ لکھا گیا تھا کہ کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں۔ یہ تو میرے الہامات تھے جو لاکھوں انسانوں میں بذریعہ اشتہارات شائع کئے گئے تھے مگر افسوس کہ ہزار ہا مسلمان اور اسلامی اڈیٹر مجھ پر جوش کے ساتھ ٹوٹ پڑے اور حسین کامی کی نسبت لکھا کہ وہ نائب خلیفۃ اللہ سلطان روم ہے اور پاک باطنی سے سراپا نور ہے اور میری نسبت لکھا کہ یہ واجب القتل ہے۔ سو واضح ہو کہ اس واقع کے دو سال بعد یہ پیشگوئیاں ظہور میں آئیں۔ اور حسین کامی کی خیانت اور غبن کا ہندوستان میں شور مچ گیا۔ چنانچہ ہم اخبار تیر آصفی مدراس مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں سے تھوڑا سا نقل کرتے ہیں۔ ”حسین کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ (چندہ مظلومان کریٹ جو ہند میں جمع ہوا تھا اس کے تمام) روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کر لیا اور کارکن کمیٹی نے بڑی فراست اور عزم ریزی سے اُگلوایا۔ یہ روپیہ ایک ہزار چھ سو کے قریب تھا جو کہ حسین کامی کی ارضیات مملوکہ کو نیلام کرا کر وصول کیا گیا اور اس غبن کے سبب حسین کامی کو موقوف کیا گیا۔“</p>		<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۲</p>
<p>ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب وغیرہ احباب ہیں۔</p>		<p>روایت نمبر ۲۲</p>	<p>زمنہ گواہ</p>

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وقت سے میں شرف کیا گیا ہوں اسی وقت نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۲۵	۱۸۷۱ء	حقی فی اللہ اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب کا ایک شیر خوار بچہ فوت ہو گیا تھا۔ جس پر مخالفین نے طعن کیا تب میں نے مولوی صاحب موصوف کے لئے دعا کی۔ تو خواب میں دکھایا گیا کہ مولوی صاحب کی گود میں ایک لڑکا کھیلتا ہے اور اس کے بدن پر خطرناک بڑے بڑے پھوڑے ہیں پس یہ پیشگوئی اشتهار انوار الاسلام کے صفحہ ۲۶ میں درج کی گئی اور اس کے ذریعہ سے یہ الہام شائع کیا گیا کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے بدن پر پھوڑے ہوں گے۔ چنانچہ اس کے پانچ سال بعد مولوی صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ساتھ ہی اس کے بدن پر خطرناک پھوڑے نکلے جن کے نشان اب تک موجود ہیں جو چاہے دیکھ لے۔ یہ کتنا بڑا معجزہ ظاہر ہوا جو پیرانہ سالی اور نومیدی کے بعد ایک لڑکے کی خبر دی گئی اور بتلایا گیا کہ اس کے پیدا ہوتے ہی بڑے بڑے پھوڑے اس کے بدن پر نمودار ہوں گے یہ اس کا نشان ہوگا۔	۱۸۹۹ء
پیشگوئی نمبر ۲۶	۱۸۷۱ء	انہی مہین من اراد اہانتک یعنی میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ یہ ایک نہایت پر شوکت وحی اور پیشگوئی ہے جس کا ظہور مختلف پیرایوں اور مختلف قوموں میں ہوتا رہا ہے اور جس کسی نے اس سلسلہ کو ذلیل کرنے کی کوشش کی وہ خود ذلیل اور ناکام ہوا۔ مثلاً مولوی محمد حسین نے کپتان ڈگلس کے روبرو میرے برخلاف گواہی دی اور میری توہین چاہی تو اس کو کرسی کے مانگنے پر ڈپٹی کمشنر نے سخت جھڑکا	یہ پیشگوئی ہمیشہ پوری ہوتی رہتی ہے
زندہ گواہ رویت نمبر ۲۵		ان پیشگوئیوں کے گواہ صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی حاجی حکیم فضل الدین صاحب۔ خلیفہ رجب الدین صاحب لاہور	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وقت سے میں مشرف کیا گیا ہوں وہی وقت نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>اور ذلیل کیا۔ جب مخالف مولوی لوگوں نے مجھے جاہل کہا تو خدا نے مجھے ایسی عربی فصیح بلیغ کتابیں لکھنے اور مقابلہ کے لئے سب کو چیلنگ کرنے کی توفیق دی کہ آج تک کوئی مولوی جواب نہیں دے سکا۔ پیر مہر علی شاہ نے میری اہانت چاہی تو اول اعجاز المسیح کا جواب عربی میں نہ لکھنے پر وہ ذلیل ہوا اور پھر ایک مردہ کی تحریرات اپنے نام پر بطور سرقہ شائع کر کے ذلیل ہوا اور کیسا ذلیل ہوا کہ چوری بھی کی اور وہ بھی نجاست کی چوری۔ کیونکہ محمد حسن مردہ کی کل تحریر غلط تھی اور مہر علی اس کا چور تھا اس چوری سے کیا کیا ذلتیں اٹھائیں (۱) اول مردہ کے مال کا چور (۲) دوسرا چونکہ مال سب کھوٹا تھا اس لئے دوسری ذلت یہ ثابت ہوئی کہ علمی رنگ میں بصیرت کی آنکھ ایک ذرہ اس کو حاصل نہیں تھی۔ (۳) تیسری یہ ذلت کہ سیف چشتیائی میں اقرار کر چکا کہ یہ میری تصنیف ہے بعد ازاں ثابت ہو گیا کہ جھوٹا کذاب ہے یہ اس کی تصنیف نہیں بلکہ محمد حسن متوفی کی تحریر ہے جو مر کر اپنی نادانی کا نمونہ چھوڑ گیا۔ مہر علی نے خواہ نخواہ اس کی پیشانی کا سیاہ داغ اپنے ماتھے پر لگا لیا۔ لگا مولوی بننے اگلی حیثیت بھی جاتی رہی یہی پیشگوئی تھی کہ انسی مہین من اراد اہانتک۔ محمد حسن مردہ نے جہی کہ میری کتاب اعجاز المسیح کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا اس کو خدا نے فوراً ہلاک کیا۔ غلام دستگیر نے اپنی کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں مجھ پر بددعا کی اس کو خدا نے ہلاک کیا۔ مولوی محمد اسماعیل علی گڑھ نے مجھ پر</p>		<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۲۶</p>
<p>روایت کے پتھر زمانہ گواہ</p>	<p>قاضی ضیاء الدین صاحب اور یہ پیشگوئی کتاب انوار الاسلام میں درج ہو کر ہزاروں لوگوں میں شائع ہو چکی ہے۔</p>		



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۳۶		بد دعا کی اس کو خدا نے مار دیا۔ محی الدین لکھو کے والے نے مجھ پر بد دعا کی اس کو خدا نے مار دیا۔ مہر علی نے مجھ کو چور بنانا چاہا وہ خود چور بن گیا۔ محمد حسن بھین نے میری کتاب کا رد لکھ کر مجھے ذلیل کرنا چاہا خود ایسا ذلیل ہوا کہ خدا نے اس کی سزا صرف اس کی موت تک کافی نہ سمجھی بلکہ ہر ایک غلطی میری جو اس نے نکالی وہ ان کی خود غلطی ثابت ہوئی بد قسمت مہر علی کو بھی ساتھ ہی لے ڈوبا۔	
پیشگوئی نمبر ۳۷	۲۰ فروری ۱۸۸۶ء	۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ابتداءً اور ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں ثانیاً یعنی بذریعہ اشتہار ایک پیشگوئی شائع کی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سید احمد خان صاحب کے سی۔ ایس۔ آئی کو کئی قسم کی بلائیں اور مصائب پیش آئیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا کہ اول تو اخیر عمر میں سید صاحب کو ایک جوان بیٹے کی موت کا جانکاہ صدمہ پہنچا اور پھر قوم مسلمانان کا ڈیڑھ لاکھ روپیہ جوان کی امانت میں تھا ان کا ایک معتمد علیہ شریر ہندو خیانت سے غبن کر کے ان کو ایسا صدمہ اور ہم و غم پہنچا گیا جس سے ان کی تمام اندرونی طاقتیں اور قوتیں یک دفعہ سلب ہو گئیں اور جلد انہوں نے راہ عدم دیکھا۔	۱۸۹۷ء
پیشگوئی نمبر ۳۸	۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء	خداوند عظیم و خیر سے خبر پا کر میں نے اپنے اشتہار ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں اس امر کو ظاہر کر دیا تھا کہ اب سید احمد خان صاحب کے سی۔ ایس۔ آئی کی موت کا وقت	۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء

یہ پیشگوئیاں قبل از وقت بذریعہ اشتہاروں کے ہزار ہا لوگوں میں شائع ہو چکی تھیں۔

رویت نمبر ۳۷  
زمرہ گواہ

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار	نمبر شمار
	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں		
	قریب ہے۔ افسوس ہے کہ ایک نظر دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ سید صاحب غور سے پڑھیں کہ اب ملاقات کے عوض میں یہی اشتہار ہے چنانچہ اس اشتہار کے ایک سال بعد سید صاحب وفات پا گئے۔		
۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء	مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت دی چنانچہ قبل ولادت بذریعہ اشتہار کے وہ پیشگوئی شائع ہوئی پھر بعد اس کے وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بھی رویا کے مطابق محمود احمد رکھا گیا اور یہ پہلا لڑکا ہے جو سب سے بڑا ہے۔	۲۹	پیشگوئی نمبر ۲۹
۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء	پھر مجھے دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کی نسبت الہام ہوا کہ جو قبل از ولادت بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا الہام یہ تھا سیولڈ لک الولد۔ ویڈنی منک الفضل اور وہ الہام آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں بھی درج کیا گیا تھا اور اس کے بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد ہے۔	۵۰	پیشگوئی نمبر ۵۰
۲۳ مئی ۱۸۹۹ء	پھر تیسرے بیٹے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ انسا نبشروک بغلام اور یہ پیشگوئی رسالہ انوار الاسلام میں قبل از وقت شائع کی گئی۔ چنانچہ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تیسرا بیٹا عطا فرمایا جس کا نام شریف احمد ہے۔	۵۱	پیشگوئی نمبر ۵۱
۱۳ جون ۱۸۹۹ء	پھر چوتھے لڑکے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام میں بشارت دی۔	۵۲	پیشگوئی نمبر ۵۲
	یہ پیشگوئیاں بذریعہ مطبوعہ اشتہاروں کے ہزار ہا لوگوں میں شائع ہو چکی ہیں اور پھر پوری ہوئیں اور ہزاروں زندہ گواہ موجود ہیں مثلاً مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ قاضی ضیاء الدین صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب وغیرہ۔		نمبر ۳۹ زندہ گواہ روایت ۵۱

﴿۱۹۳﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۵۲		جس کی اشاعت پر عبدالحق غزنوی نے کچھ اعتراض کئے تو دوبارہ کتاب ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ پر اس بات کو بڑے زور سے شائع کیا گیا کہ یہ پیشگوئی جب تک پوری ہو ضرور ہے کہ اس وقت تک عبدالحق غزنوی زندہ رہے چنانچہ چوتھا لڑکا بھی جون ۱۸۹۹ء کو پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد ہے۔ والحمد للہ علی ذالک یہ پیشگوئی کس قدر خدا کے ہاتھ سے خصوصیت رکھتی ہے کہ ایک کے تولد کو ایک سن رسیدہ آدمی کے زندہ ہونے کے ایام سے وابستہ کیا اور ایسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ ایک لڑکے کی پیدائش کو پھوڑوں کے ساتھ منسوب کیا اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔	
پیشگوئی نمبر ۵۳	۱۵ مارچ ۱۸۹۶ء	جب میری پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کے قتل ہو جانے پر آریوں میں میری نسبت بہت شور مچا اور میرے قتل یا گرفتار ہونے کیلئے سازشیں کیں چنانچہ بعض اخبار والوں نے ان باتوں کو اپنی اخباروں میں بھی درج کیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ سلامت برتو اے مرد سلامت۔ چنانچہ یہ الہام بذریعہ اشتہار کے شائع کیا گیا اور اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مجھے مخالفین کے مکر و فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔	یہ پیشگوئی اب تک ہر روز ظہور میں آ رہی ہے
پیشگوئی نمبر ۵۴	۱۹۰۱ء	کتاب اعجاز مسیح کے بارے میں یہ الہام ہوا تھا کہ ”من قام للجواب وتدمر فسوف یرى انه تدمر و تدمر“ یعنی جو شخص غصہ سے بھر کر اس کتاب کا جواب	۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۲ء
زندہ گواہ رویت کے		پیشگوئی نمبر ۵۲ ضمیمہ انجام آتھم میں شائع ہو کر لاکھوں آدمیوں میں مشہور ہو چکی تھی۔ باقی اس صفحہ کی پیشگوئیوں کے گواہ ہماری جماعت کے اور بہت آدمی ہیں۔ مثلاً صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب وغیرہ وغیرہ۔	

تاریخ شہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	جس وقت سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وقت نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	
	لکھنے کے لئے طیار ہو گا وہ عنقریب دیکھ لے گا کہ وہ نادم ہوا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوا۔ چنانچہ محمد حسن فیضی ساکن موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقعہ شاہی مسجد لاہور نے عوام میں شائع کیا کہ میں اس کتاب کا جواب لکھتا ہوں اور ایسی لاف مارنے کے بعد جب اس نے جواب کے لئے نوٹ تیار کرنے شروع کئے اور ہماری کتاب کے اندر بعض صداقتوں پر جو ہم نے لکھی تھیں لعنة اللہ علی الکاذبین لکھا تو جلد ہلاک ہو گیا۔ دیکھو مجھ پر لعنت بھیج کر ایک ہفتہ کے اندر ہی آپ لعنتی موت کے نیچے آ گیا۔ کیا یہ نشان الہی نہیں۔	
اگست ۱۹۰۲ء	پیر مہر علی شاہ گولڑی نے جب اس کتاب اعجاز المسیح کا بہت عرصہ کے بعد جواب اردو میں لکھا تو اس بات کے ثابت ہو جانے سے کہ یہ اردو عبارت بھی لفظ بہ لفظ مولوی محمد حسن بھینی کی کتاب کا سرقہ ہے مہر علی شاہ کی بڑی ذلت ہوئی اور مذکورہ بالا الہام اس کے حق میں بھی پورا ہوا۔	۲۰ فروری ۱۹۰۲ء پیشگوئی نمبر ۵۵
یہ پیشگوئی بروقت شہور میں آ رہی ہے	صدا مخالف مولویوں کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا تھا جن میں سے عبدالحق غزنوی میدان میں نکلا اور مباہلہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت تو صرف چند آدمی ہمارے ساتھ تھے اور اب ایک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں اور دن بدن ترقی کر رہے ہیں اور اس کے مقابل جا کر دیکھنا چاہئے کہ عبدالحق کے ساتھ کتنے ساتھی ہیں اور اس کی کیا عزت ہے کیا یہ خدا کا نشان نہیں۔	۲۱ مئی ۱۹۱۳ء پیشگوئی نمبر ۵۶
	ان پیشگوئیوں کے گواہ ہزاروں ہزار آدمی ہیں۔ مثلاً شیخ رحمت اللہ صاحب۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ شیخ نور احمد صاحب ایڈیٹر ریاض ہند امرتسر۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب بھیروی۔ سید حامد شاہ صاحب وغیرہ۔	زندہ گواہ رویت ۵۶، ۵۵ نمبر



تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
چوتھا لڑکا ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا	۱۸۸۳ء	پیشگوئی نمبر ۵۸
چھ ماہ نکاح کے بعد	۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء	پیشگوئی نمبر ۵۹
خواب سے چھ روز بعد	۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء	پیشگوئی نمبر ۶۰

پیشگوئی نمبر ۵۸ و ۵۹ پوری ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کی گئی تھیں اشتہار موجود ہیں اور تینوں پیشگوئیوں کے گواہ بھی بہت ہیں جیسے حامد علی منشی ظفر احمد صاحب میاں محمد خان صاحب منشی رستم علی صاحب وغیرہ وغیرہ۔ پیشگوئی نمبر ۶۰ سے قبل از وقت قریباً پانسو آدمیوں کو اطلاع دی گئی تھی چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔

زندہ گواہ رویت کے نمبر ۵۸ و ۵۹ و ۶۰

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بیتہ پیشگوئی نمبر ۶۰		<p>کی مانند آہستہ حرکت کرتی ہوئی میرے مکان کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور جب قریب پہنچی تو میری آنکھوں نے صرف ایک چھوٹا ستارہ دیکھا جس کو میرا دل صاعقہ سمجھتا تھا۔ پھر الہام ہوا ما هذا الا تہدید الحکام یعنی یہ ایک مقدمہ ہوگا اور صرف حکام کی باز پرس تک پہنچ کر پھر نابود ہو جائے گا اور بعد اس کے الہام ہوا انسی مع الافواج اتیک بغتہ۔ یاتیک نصرتی ابراء انی انا الرحمن ذوالمجدد والعلی۔ یعنی میں اپنی فوجوں (یعنی ملائکہ) کے ساتھ ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا اور اس مقدمہ میں میری مدد تجھے پہنچے گی۔ میں انجام کار تجھے بری کروں گا اور بے قصور ٹھہراؤں گا۔ میں ہی وہ رحمان ہوں جو بزرگی اور بلندی سے مخصوص ہے۔ اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی الہام ہوا بلسجت ایاتی یعنی میرے نشان ظاہر ہوں گے اور ان کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوں گے اور پھر الہام ہوا لواء فتح یعنی فتح کا جھنڈا۔ پھر الہام ہوا انما امرنا اذا اردنا شینا ان نقول له کن فیکون۔ اس پیشگوئی سے قبل از وقت پانسوا دمیوں کو خبر دی گئی تھی کہ ایسا ابتلا آنے والا ہے مگر آخر بریت ہوگی اور خدا تعالیٰ کا فضل ہوگا چنانچہ میرے رسالہ کتاب البریت میں یہ تمام الہامات درج ہیں جو قبل از وقت دوستوں کو سنائے گئے اور پھر انہیں کے لئے</p>	
	<p>مفتی محمد صادق صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ حافظ عبدالعلی صاحب بی اے۔ میر ناصر نواب صاحب۔ منشی تاج الدین صاحب۔ حکیم فضل الہی صاحب۔ خلیفہ رجب الدین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ برادر مرزا ایوب بیگ صاحب۔ منشی تاج الدین صاحب کلرک و دیگر جماعت لاہور۔ حکیم حسام الدین صاحب</p>		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگو کیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>کتاب البریت بھی تالیف ہوئی تاہمیشہ کے لئے ان کو یاد رہے کہ جو کچھ قبل از مقدمہ ان دوستوں کو خبر دی گئی وہ سب باتیں کیسی صفائی سے ان کے روبرو ہی پوری ہو گئیں۔ یہ مقدمہ اس طرح سے ہوا کہ ایک شخص عبدالحمید نام نے عیسائیوں کے سکھانے پر مجسٹریٹ ضلع امرتسر کے روبرو اظہار دئے کہ مجھے مرزا غلام احمد نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس پر مجسٹریٹ امرتسر نے میری گرفتاری کے لئے یکم اگست کو وارنٹ جاری کیا جس کی خبر سن کر ہمارے مخالفین امرتسر و بٹالہ میں ریل کے پلیٹ فارموں اور سڑکوں پر آ آ کر کھڑے ہوتے تھے تاکہ میری ذلت دیکھیں لیکن خدا کی قدرت ایسی ہوئی کہ اول تو وہ وارنٹ خدا جانے کہاں گم ہو گیا۔ دوم مجسٹریٹ ضلع امرتسر کو بعد میں خبر لگی کہ اس نے غیر ضلع میں وارنٹ جاری کرنے میں بڑی غلطی کھائی ہے پس اس نے ۶ اگست کو جلدی سے صاحب ضلع گورداسپور کو تار دیا کہ وارنٹ فوراً روک دو جس پر سب حیران ہوئے کہ وارنٹ کیسا۔ لیکن مثل مقدمہ کے آنے پر صاحب ضلع گورداسپور نے ایک معمولی سمن کے ذریعہ سے مجھے بلایا اور عزت کے ساتھ اپنے پاس کرسی دی یہ صاحب ضلع جس کا نام کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس تھا بسبب زریک اور دانشمند اور منصف مزاج ہونے کے فوراً سمجھ گیا کہ مقدمہ بے اصل اور جھوٹا ہے اس لئے میں نے ایک دوسرے مقام میں اس کو پیلاٹوس سے نسبت دی ہے۔</p>		<p>لیفٹیننٹ پیشگوئی نمبر ۶۰</p>
	<p>سید حامد شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر صاحب ضلع۔ شیخ مولانا بخش صاحب سوداگر و دیگر جماعت سیالکوٹ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ میاں محمد خان صاحب۔ منشی محمد اروڑا صاحب و دیگر جماعت کپورتھلہ۔ خلیفہ نور الدین صاحب و دیگر جماعت جموں۔ چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر۔ سید امیر شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر وغیرہ یہ چند ایک نام بطور نمونہ کے لکھے گئے ہیں۔</p>		<p>زندہ گواہ رویت نمبر ۶۰</p>



تاریخ نام پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار	یقتہ پیشگوئی نمبر
تاریخ نام پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں		
	بلکہ مردانگی اور انصاف میں اس سے بڑھ کر۔ لیکن خدا کا اور فضل یہ ہوا کہ خود عبد الحمید نے عدالت میں اقرار کر لیا کہ عیسائیوں نے مجھے سکھلا کر یہ اظہار دلایا تھا ورنہ یہ بیان سراسر جھوٹ ہے کہ مجھے قتل کے لئے ترغیب دی گئی تھی پس صاحب ضلع نے اس آخری بیان کو صحیح سمجھا اور بڑے زور و شور کا چٹھا لکھ کر مجھے بری کر دیا اور تبسم کے ساتھ عدالت میں مجھے مبارکباد دی۔ فالحمد لله علی ذالک۔		۶۰
۲۰ اگست ۱۸۹۷ء	اسی مذکورہ بالا سلسلہ الہام میں ایک الہام یہ تھا کہ مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق۔ چنانچہ اس الہام کا ایک حصہ تو اس طرح پر پورا ہوا کہ ہمارے مخالفین یعنی عبد الحمید اور اس کو سکھانے والے عیسائیوں میں پھوٹ پڑی کہ عبد الحمید نے صاف اقرار کر لیا کہ مجھے ان لوگوں نے یہ جھوٹی بات سکھائی تھی ورنہ اصل میں یہ کچھ بات نہ تھی صرف ان کے بہکانے پر میں نے ایسا کہا اور یہ الہام قبل از وقت تین سو سے زیادہ اشخاص کو سنایا گیا تھا اور وہ زندہ ہیں۔	۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء	پیشگوئی نمبر ۶۱
۲۱ اگست ۱۸۹۷ء	اور دوسرا حصہ الہام کا اس طرح سے پورا ہوا کہ دوران مقدمہ میں جب موحدین کے ایڈووکیٹ مولوی محمد حسین میری مخالفت میں عیسائیوں کے گواہ بن کر پیش ہوئے تو برخلاف اپنی امیدوں کے میری عزت دیکھ کر اس طمع خام میں پڑے کہ ہم بھی کرسی مانگیں چنانچہ آتے ہی انہوں نے سوال کیا کہ مجھے	۲۹ جولائی ۱۸۹۷ء	نمبر ۶۲
	ان پیشگوئیوں کے گواہ ہزاروں آدمی موافق و مخالف موجود ہیں چنانچہ بعض کے نام یہ ہیں۔ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ خلیفہ نور الدین صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب بی اے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ وغیرہ		زندہ گواہ رویت کے

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	کرسی ملنی چاہئے مگر افسوس کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے ان کو جھڑک دیا اور سخت جھڑکا کہ تم کو کرسی نہیں مل سکتی۔ سو یہ خدا کا ایک نشان تھا کہ جو کچھ انہوں نے میرے لئے چاہا وہ خود ان کو پیش آ گیا۔		پیشگوئی نمبر ۶۳
۱۲ ہجرت ۱۸۹۹ء	اسی سلسلہ الہامات میں ایک یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ سلجحت آیتھی یعنی میرے نشان ظاہر ہوں گے اور ان کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس واقعہ سے قریباً ڈیڑھ سال بعد عبدالحمید ملزم کو پھر گرفتار کیا گیا اور کتنی مدت زیر حراست رکھ کر اس سے پھر اظہار لئے گئے مگر اس نے یہی گواہی دی کہ میرا پہلا بیان ہی جھوٹا تھا جو عیسائیوں کے سکھلانے پر میں نے کہا تھا پس اس طرح خدا نے میری بریت کو مکمل کر دیا۔ اس الہام کے یہ معنی تھے کہ میری بریت کے لئے اور بھی خدا کی طرف سے نشان ظاہر ہوں گے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔	۲۹ مارچ ۱۸۹۷ء	پیشگوئی نمبر ۶۳
۱۸۹۷ء	اسی مقدمہ کے ذریعہ سے جو خون کے الزام کا مقدمہ تھا وہ الہامی پیشگوئی پوری ہوئی جو براہین احمدیہ میں اس مقدمہ سے ۲۰ برس پہلے درج تھی اور وہ الہام یہ ہے فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا۔ یعنی خدا اس شخص کو اس الزام سے جو اس پر لگایا جائے گا بری کر دے گا کیونکہ وہ خدا کے نزدیک وجیہہ ہے سو یہ خدا تعالیٰ کا ایک بھاری نشان ہے کہ باوجودیکہ قوموں نے میرے ذلیل کرنے کے لئے اتفاق کر لیا تھا مسلمانوں	۱۸۹۷ء	پیشگوئی نمبر ۶۳
	ان پیشگوئیوں کے گواہ بہت سے احباب ہیں مثلاً منشی تاج الدین صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی سید محمد احسن صاحب۔ مولوی قطب الدین صاحب۔ حافظ عبدالعلی صاحب بی اے۔ میر محمد اسماعیل صاحب۔ صاحبزادہ منظور احمد صاحب وغیرہ وغیرہ۔		زندہ گواہ رویت

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
<p>کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب تھے ہندوؤں کی طرف سے لالہ رام بھجرت وکیل تھے اور عیسائیوں کی طرف سے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب مع اپنی تمام جماعت آئے اور جنگ احزاب کی طرح ان قوموں نے بالاتفاق میرے پر چڑھائی کی تھی لیکن خدا تعالیٰ نے سب کو ذلیل کیا اور مجھے بری کیا اور عبدالحمید کے منہ سے اس طرح سچ نکلوایا جس طرح یوسف کے مقابلہ میں زلیخا کے منہ سے سچ نکل گیا تھا اور یا جس طرح حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں اس مفتری عورت کے منہ سے سچ نکل گیا تھا تا وہ بات پوری ہو جس کی طرف اس الہامی پیشگوئی میں اشارہ تھا کہ <b>بِوَاہِ اللّٰہِ مِمَّا قَالُوا۔</b></p>	<p>۲۴</p>	<p>۲۴</p>
<p>ایک دفعہ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ شیخ مہر علی<sup>۱</sup> صاحب رئیس ہوشیار پور کے فرش کو آگ لگی ہوئی ہے اور اس آگ کو اس عاجز نے بار بار پانی ڈال کر بجھایا ہے اسی وقت میرے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کامل یہ تعبیر ڈالی گئی کہ شیخ صاحب پر اور ان کی عزت پر سخت مصیبت آوے گی اور وہ مصیبت اور بلا صرف میری دعا سے دور کی جاوے گی۔ میں نے اس خواب سے شیخ صاحب موصوف کو بذریعہ ایک مفصل خط کے اطلاع دیدی تھی چنانچہ اس کے چھ ماہ بعد شیخ مہر علی صاحب ایک ایسے الزام میں پھنس گئے کہ انہیں پھانسی کا حکم دیا گیا۔ ایسے نازک وقت میں اس کے بیٹے کی درخواست سے دعا کی گئی اور رہائی کی بشارت ان کے بیٹے کو لکھی گئی چنانچہ اس کے بعد وہ بالکل رہا ہو گئے۔</p>	<p>۲۵</p>	<p>۲۵</p>
<p>۱۔ اس نشان کے گواہ خود شیخ مہر علی صاحب اور ان کے بیٹے اور دیگر سینکڑوں لوگ ضلع ہوشیار پور وغیرہ کے ہیں دیکھو اشتہار ۲۵ فروری ۱۸۹۳ء۔</p>	<p>۲۵</p>	<p>۲۵</p>

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
حزبیا ۱۸۷۱ء	ایک دفعہ کشفی طور پر مجھے <b>لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ</b> یا <b>لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ</b> روپیہ دکھائے گئے اور پھر یہ الہام ہوا کہ مجھے خان کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں پھر بعد اس کے کارڈ آیا جس میں لکھا تھا کہ <b>لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ</b> مجھے خان کے بیٹے کی طرف سے ہیں اور <b>لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ</b> یا <b>لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ</b> شمس الدین پٹواری کی طرف سے ہیں پھر اسی تشریح سے روپیہ آئے۔ <sup>۱</sup>	حزبیا ۱۸۷۰ء	پیشگوئی نمبر ۶۲
راج پور ۱۸۶۷ء	جب میری لڑکی مبارکہ والدہ کے پیٹ میں تھی تو حساب کی غلطی سے فکر دامنگیر ہوا اور اس کا غم حد سے بڑھ گیا کہ شاید کوئی اور مرض ہو۔ تب میں نے جناب الہی میں دعا کی تو الہام ہوا کہ آید آن روزے کہ متخاص شود۔ اور مجھے تفہیم ہوئی کہ لڑکی پیدا ہوگی۔ چنانچہ اس کے مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ رکھا گیا۔	کیمزوری ۶۹ء	پیشگوئی نمبر ۶۷
۱۸۶۷ء	ایک اور زبردست نشان جو میری صداقت میں ظاہر ہوا یہ ہے کہ ایک مولوی نے کتاب نمبر اس تالیف صاحب زمرہ کا حاشیہ لکھتے ہوئے میرے حق میں کسورہ اللہ کی بددعا کی اس بددعا کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے حق میں یہ بددعا کی جائے وہ ایسا تباہ ہو جائے کہ اس کی ساری اولاد مر جائے اور وہ ابتر رہ جائے سوا بھی مولوی مذکور حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ اس کی سب اولاد مر گئی اور وہ خود بھی ابتر ہو گیا اور مجھے خدا نے ایک اور بیٹا عطا فرمایا۔	۱۸۶۷ء	پیشگوئی نمبر ۶۸
	۱۔ اس کرامت کے گواہ شیخ حامد علی صاحب ساکن تھہ غلام نبی۔ کوڈا باشندہ ضلع امرتسر اور قادیان کے اکثر باشندے ہیں۔ ۲۔ اس کے گواہ مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب اور دیگر بہت سے احباب ہیں۔		روایت کے زندہ گواہ نمبر ۶۷ و ۶۸

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۶۹	۱۸۷۱ء	ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اس عاجز کے لئے اپنی کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں میرے پر بددعا کی تھی آخر اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ بہت جلد مر گیا۔	قریباً تین ماہ بعد ۱۸۷۱ء
پیشگوئی نمبر ۷۰	۱۸۷۳ء	ایسا ہی مولوی اسماعیل علی گڑھی نے اپنی کتاب میں مجھے ظالم اور مفتری قرار دے کر بطور مباہلہ کے اپنی کتاب میں میرے حق میں بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ دیکھو رسالہ مولوی اسماعیل۔	قریباً ۳ ماہ ۱۸۷۳ء
پیشگوئی نمبر ۷۱	۱۸۷۶ء	ایسا ہی محی الدین لکھو کے والے نے اپنا ایک الہام میرے متعلق شائع کیا کہ مرزا صاحب فرعون اور فرعون کی طرح میری تباہی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے جلد تر اس کو پکڑا اور ہلاک کر دیا اور اس کی وفات سے پہلے بذریعہ خط اس کو اطلاع دی گئی تھی۔	قریباً ۳ ماہ ۱۸۷۶ء
پیشگوئی نمبر ۷۲	۱۹۰۲ء	ایسا ہی مولوی محمد حسن فیضی ساکن بھین نے ہمارے متعلق ہماری کتاب اعجاز المسیح پر الفاظ لعنت اللہ علی الکاذبین کے ساتھ مباہلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک دو ماہ کے اندر اندر اس کو ہیبت ناک بیماری کے ساتھ ہلاک کر دیا اور اس قسم کے اور بہت سے نشان ہیں مگر سب کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔	۱۹۰۲ء
پیشگوئی نمبر ۷۳	۱۸۵۵ء	منجملہ ان نشانات کے جو خالق ارض و سماء نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ میں نے باوانا تک صاحب کو خواب میں دیکھا کہ	قریباً ۷ ماہ ۱۸۵۵ء

ان نشانات کے پورا ہونے کے گواہ ان متوفی لوگوں کی اپنی کتابیں اور رسالے اور اشتہار ہیں جو کہ انہوں نے ہماری مخالفت میں شائع کئے اور ہمارے وہ الہامات ہیں جو قبل از وقت ایسے لوگوں کی ہلاکت کے متعلق ہزاروں لوگوں میں شائع ہو چکے تھے اور دیگر زندہ گواہ ان کے متعلق مولوی عبدالکریم و صاحبزادہ سراج الحق وغیرہ احباب اور لالہ شرمپت اور ملا وائل آریہ قادیان ہیں۔

زندہ گواہ رویت کے

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وقت سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وقت نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>انہوں نے اپنے تئیں مسلمان ظاہر کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ ایک ہندوان کے چشمہ سے پانی پنی رہا ہے پس میں نے اس ہندو کو کہا کہ یہ چشمہ گدلا ہے ہمارے چشمے سے پانی پیو۔ تیس برس کا عرصہ ہوا ہے جب کہ میں نے یہ خواب یعنی باوانانک صاحب کو مسلمان دیکھا اسی وقت اکثر ہندوؤں کو سنایا گیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ اس کی کوئی تصدیق پیدا ہو جائے گی چنانچہ ایک مدت کے بعد وہ پیشگوئی بکمال صفائی پوری ہو گئی اور تین سو برس کے بعد وہ چولہ ہمیں دستیاب ہو گیا کہ جو ایک صریح دلیل باوا صاحب کے مسلمان ہونے پر ہے یہ چولہ جو ایک قسم کا پیراہن ہے بمقام ڈیرہ نانک باوانانک صاحب کی اولاد کے پاس بڑی عزت اور حرمت سے بطور تبرک محفوظ ہے اور سکھوں کی تاریخی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس چولہ کو باوانانک صاحب پہنا کرتے تھے اس پر بہت سی قرآنی آیتیں لکھی ہوئی ہیں جن میں سے ایک یہ سورۃ ہے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ اور ایک یہ آیت ہے إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ایسے چولہ باوانانک صاحب کے زمانہ میں وہ فقیر بنایا کرتے تھے جن کا دعویٰ تھا کہ ہم اسلام میں محو ہیں پس باوا صاحب کا یہ چولہ آپ کو صرف مسلمان ہی نہیں بناتا بلکہ کامل مسلمان بناتا ہے بعض سکھوں کا</p>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۷۳
اس نشان کے متعلق الہامات کے قبل از وقت سننے والے بہت سارے لوگ ہیں۔ منجملہ ان کے صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی اور شیخ حامد علی صاحب اور شیخ عبداللہ صاحب سنوری۔ منشی تاج الدین صاحب			زندہ گواہ روایت نمبر ۷۳

﴿۲۰۵﴾

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>یہ جواب کہ یہ چولہ باوا صاحب نے ایک قاضی سے زبردستی چھیننا تھا یہ بہت بیہودہ جواب ہے سکھوں کو اب تک خبر نہیں کہ قاضیوں کا کام نہیں کہ چولے اپنے پاس رکھیں اسلام میں چولے رکھنا اس زمانہ میں فقیروں کی ایک رسم تھی پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا یہ چولہ ان کو دیا تھا ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے بلکہ جنم ساکھیوں میں بھی لکھا ہے کہ چونکہ باوا صاحب نیک بخت آدمی تھے اور بڑی مردانگی سے ہندوؤں سے قطع تعلق کر بیٹھے تھے مرد میدان بھی بڑے تھے اور ایک شخص حیات خان نامی افغان کی لڑکی سے نکاح بھی کیا تھا اور ملتان اور چند دوسرے اولیاء اسلام کے مقبروں پر چلہ کشی بھی کی تھی اس لئے خدا سے الہام پا کر یہ چولہ انہوں نے بنایا تھا یہ ان کی کرامت ہے گویا چولہ آسمان سے اترا۔ اور میری خواب میں جو باوانا تک صاحب نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اس سے یہی مراد تھی کہ ایک زمانہ میں ان کا مسلمان ہونا پبلک پر ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی امر کے لئے کتاب ست بچن تصنیف کی گئی تھی اور یہ جو میں نے ہندوؤں کو کہا کہ یہ چشمہ گدلا ہے ہمارے چشمہ سے پانی پیو اس سے یہ مراد تھی کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اہل ہنود اور سکھوں پر اسلام کی حقانیت صاف طور سے کھل جائے گی۔ اور باوا صاحب کا چشمہ جس کو حال کے سکھوں نے اپنی کم فہمی سے گدلا بنا رکھا ہے وہ میرے ذریعہ صاف کیا جائے گا اور جس تعلق کو باوا صاحب نے ہندو قوم سے بڑی مردی اور مردانگی</p>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۷۳
	<p>مولوی نور الدین صاحب وغیرہ بہت سے احباب ہیں اور اس کے پورا ہونے کا ثبوت خود چولہ ڈیرہ بابانا تک میں اب تک موجود ہے جو چاہے جا کر خود دیکھ سکتا ہے اور ان آیات کو پڑھ سکتا ہے جو ہم نے اپنی کتاب ست بچن میں لکھ دی ہیں۔</p>		بقیہ زندہ گواہ روایت نمبر ۷۳

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>کے ساتھ توڑ دیا تھا وہ توڑنا دوبارہ ثابت کر دیا جائے گا اور باوا صاحب کا اپنے چولہ پر یہ لکھنا کہ اسلام کے بغیر کسی جگہ نجات نہیں اگر سکھ مذہب کے لوگ اسی ایک فقرے پر توجہ کرتے تو وہ مدت سے وہی پاک رنگ اختیار کر لیتے جو باوا صاحب نے اختیار کیا تھا۔ باوانانک درحقیقت ایک ایسا شخص سکھوں میں گذرا ہے جس کو سکھوں نے شناخت نہیں کیا۔ اکثر لوگ اسلام کی سچائی بذریعہ کتابوں کے دریافت کرتے ہیں مگر باوانانک نے خدا کے الہام سے سچائی اسلام کی معلوم کر لی۔ تعجب جس قوم کا پیشوا ایسا صاف دل اور حامی اسلام ہو جس نے اسلام کی گواہی دے کر تکلیفیں بھی بہت اٹھائیں اسی کی قوم اور اسی کے پیرو اسلام سے اس قدر دور اور مچور ہیں۔</p>		یقیناً پیشگوئی نمبر ۷۳
فریباً ۱۸۷۷ء	<p>ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی کا ایک دوست انگریزی خوان نجف علی نام (جو کہ کابل میں بھی گیا تھا اور شانداب بھی وہاں ہے) میرے پاس آیا اور اس کے ہمراہ محبی مرزا خدا بخش صاحب بھی تھے۔ ہم تینوں سیر کے لئے باہر گئے تو راستہ میں کشتنی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ نجف علی نے میری مخالفت اور نفاق میں کچھ باتیں کی ہیں چنانچہ یہ کشف اس کو سنایا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ یہ بات صحیح ہے۔</p>	فریباً ۱۸۷۷ء	پیشگوئی نمبر ۷۴
فریباً ۱۸۷۵ء سال بعد اس کا ظہور شروع ہوا	<p>عرصہ قریباً اٹھائیس برس کا گذرا ہے کہ میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چوڑے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا وہ نان اس نے مجھے دیا</p>	۱۸۷۷ء	پیشگوئی نمبر ۷۵
	<p>اسے اس نشان کے گواہ مرزا خدا بخش صاحب ہیں۔</p>		روایت نمبر ۷۶ زکوہ گواہ ۷۶



تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار	بقیہ پیشگوئی نمبر ۷۵
	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں		اور کہا کہ یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ یہ اس زمانہ کی خواب ہے جب کہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آباد ہوئے ہیں۔ اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانی ہم کو پرانگندہ نہیں کرے گی۔ چنانچہ سا لہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آ رہا ہے۔ <sup>۱</sup>
۱۸۷۱ء گست ۱۵	میرے والد میرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی وفات کا وقت جب قریب آیا اور صرف چند پہر باقی رہ گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی وفات سے بدیں الفاظ خبر دی و السماء و الطارق یعنی قسم ہے آسمان کی اور اس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد ظہور میں آوے گا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ بعد غروب آفتاب میرے والد صاحب مرحوم نے وفات پائی۔ <sup>۲</sup>	۱۸۷۵ء گست ۱۵	پیشگوئی نمبر ۷۶
۱۸۷۱ء	ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورۃ یسّ سنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے۔	۱۸۷۱ء	پیشگوئی نمبر ۷۷
	۱ اس خواب کے گواہ حافظ حامد علی صاحب ودیگر ساکنان قادیان ہیں۔ ۲ اس پیشگوئی کے گواہ لالہ شرمیت و ملا وائل ہیں۔		زندہ گواہ رہبت نمبر ۷۵ ۷۶

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>اور بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے یہ دعا سکھلائی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللہم صل علی محمد وعلی ال محمد اور القا ہوا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینے اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ تو اس سے شفا پائے گا چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور ابھی بیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجھے بگلی صحت ہو گئی۔ پھر یہ الہام ہوا۔ وان کنتم فی ریب ممّا نزلنا علی عبدنا فأتوا بشفاء من مثله یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو ہم نے شفا دے کر دکھایا ہے تو تم اس کی نظیر پیش کرو۔</p>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۷۷
<p>۱۷۷۷ء</p>	<p>خداے عزوجل کے زبردست نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ عرصہ تخمیناً بیس سال کا گذر چکا ہے کہ جب مجھے ایک مقدس وحی کے ذریعہ سے خبر دی گئی تھی کہ خدا تعالیٰ ایک شریف خاندان میں میری شادی کرے گا اور وہ تو م کے سید ہوں گے اور اس بیوی کو خدا مبارک کرے گا اور اس سے اولاد پیدا ہوگی۔ اور پھر یہ الہام ہوا کہ ہر چہ بائد نو عروسی را ہمہ سامان کنم یعنی اس شادی کے تمام ضروریات کا پورا کرنا میرے ذمہ ہوگا۔ چنانچہ اس نے اس وعدہ کے موافق شادی کے بعد اس کے ہر ایک بوجھ سے مجھے سبکدوش کر دیا اور ہمیشہ کرتا رہا اور سب سامان میسر آئے اور حسن معاشرت کے لئے سب سامان میسر آتے گئے۔</p>	<p>۱۷۷۷ء</p>	پیشگوئی نمبر ۷۸
	<p>اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی اور لالہ شرمیت اور ملا وامل کھتری اور دیگر بہت سے لوگ ہیں جن کو پہلے سے اس وحی کی خبر دی گئی تھی۔</p>		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۷۸		اور کسی طرح کی تکلیف پیش نہ آئی بلکہ ہر طرح کا آرام پہنچا اور دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سراورتنخ قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بھکی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالت مردی کا عدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بنا لوی نے مجھے خط لکھا تھا جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہئے تھی ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے مگر باوجود ان کمزوریوں کے خدا نے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کئے۔	
پیشگوئی نمبر ۷۹	فروری ۱۸۹۷ء	ایک شخص اہل تشیع میں سے جو اپنے آپ کو شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آ کر ہمارے مقابلہ میں بہت شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار ہوا۔ چنانچہ ہم نے باشاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اس کو یہ وعدہ دیا کہ چالیس روز تک تجھے اللہ تعالیٰ کوئی نشان دکھلائے گا۔ سو خدا کا احسان ہے کہ ابھی چالیس دن پورے نہ ہوئے تھے کہ نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری وقوع میں آ گیا تب تو شیخ ضال نجفی فوراً لاہور سے بھاگ گیا۔	مارچ ۱۸۹۷ء
زندہ گواہ روایت		ان پیشگوئیوں کے گواہ حکیم فضل دین صاحب۔ منشی تاج دین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی نور الدین صاحب۔ شیخ حامد علی صاحب۔ میاں عبداللہ صاحب سنوری۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ ہیں۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
۱۸۷۱ء	مارٹن کلارک والے مقدمہ سے قریباً پچیس سال پہلے میں ایک دفعہ خواب میں دیکھ چکا تھا کہ میں ایک عدالت میں کسی حاکم کے سامنے حاضر ہوں اور نماز کا وقت آ گیا ہے تو میں نے اس حاکم سے نماز کے لئے اجازت طلب کی تو اس نے کشادہ پیشانی سے مجھے اجازت دیدی۔ چنانچہ اس کے مطابق اس مقدمہ میں عین دوران مقدمہ میں جبکہ میں نے کپتان ڈگلس سے نماز کے لئے اجازت چاہی تو اس نے بڑی خوشی سے مجھے اجازت دی۔	فریباً ۱۸۷۱ء	پیشگوئی نمبر ۸۰
۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء	عید اضحیٰ کی صبح کو مجھے الہام ہوا کہ کچھ عربی میں بولو چنانچہ بہت احباب کو اس بات سے اطلاع دی گئی اور اس سے پہلے میں نے کبھی عربی زبان میں کوئی تقریر نہیں کی تھی لیکن اس دن میں عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بلیغ فصیح پر معانی کلام عربی میں میری زبان میں جاری کی جو کتاب خطبہ الہامیہ میں درج ہے۔ وہ کئی جز کی تقریر ہے جو ایک ہی وقت میں کھڑے ہو کر زبانی فی البدیہہ کہی گئی۔ اور خدا نے اپنے الہام میں اس کا نام نشان رکھا کیونکہ وہ زبانی تقریر محض خدائی قوت سے ظہور میں آئی۔ میں ہرگز یقین نہیں مانتا کہ کوئی فصیح اور اہل علم اور ادیب عربی بھی زبانی طور پر ایسی تقریر کھڑا ہو کر کر سکے یہ تقریر وہ ہے جس کے اس وقت قریباً ڈیڑھ سو آدمی گواہ ہوں گے۔ <sup>۱</sup>	۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء	پیشگوئی نمبر ۸۱
	۱۔ اس الہام سے قبل از وقت بہت سے احباب کو اطلاع دی گئی چنانچہ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ عبدالرحمن صاحب۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب۔ مولوی شیر علی۔ حافظ عبدالعلی وغیرہ کثیر التعداد دوست اس کے گواہ ہیں جنہوں نے اس نشان کو چشم خود دیکھا۔		زندہ گواہ رویت نمبر ۸۱

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں ہیں جو دنیا پر ظاہر ہوئیں گی	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۸۲	قریباً فروری ۱۹۰۲ء	ایک رات کو مجھے اس طرح الہام ہوا کہ جیسے اخبار عن الغائب ہوتا ہے اور وہ یہ الفاظ تھے انسی افسر مع اهلہ الیک۔ یہ الہام سب دوستوں کو سنایا گیا چنانچہ اسی دن خلیفہ نور الدین صاحب کا جموں سے خط آیا کہ اس شہر میں طاعون کا زور پڑ گیا ہے اور میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ اپنے سب بال بچے کو ساتھ لے کر قادیان چلا آؤں۔ <sup>۱</sup>	۲۱۱
پیشگوئی نمبر ۸۳	۲۰ مارچ ۱۸۸۸ء	ایک دفعہ قادیان کے آریوں نے بہت اصرار کیا کہ کوئی نشان دکھلاؤ اور ہمارے مخالف شرکاء مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین بھی نشان دیکھنے کے طلبگار تھے۔ تب ان سب پر حجت ملزمہ قائم کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر میں نے یہ پیشگوئی کی کہ مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین پر اکتیس ماہ کے اندر ایک سخت مصیبت پڑے گی یعنی ان کی اولاد میں سے کوئی ایسا آدمی مر جائے گا جس کا مرنا ان کے لئے تکلیف اور تفرقہ کا موجب ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اکتیس ماہ کے پورا ہونے میں ابھی پندرہ دن باقی تھے تو مرزا نظام الدین کی لڑکی جو کہ امام الدین کی برادرزادی تھی ۲۵ سال کی عمر میں ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑ کر مر گئی جس کا صدمہ ان سب پر بہت سخت ہوا اور یہ امر ان کے واسطے اور نیز آریوں کے واسطے ایک بڑا نشان ہوا۔ <sup>۲</sup>	۱۸۹
زندہ گواہ رویت نمبر ۸۳ و ۸۲		۱۔ اس الہام کے گواہ بہت سے آدمی ہیں جو اس وقت قادیان میں موجود تھے۔ مجملہ ان کے مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ حکیم فضل دین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب وغیرہ ہیں۔ ۲۔ اس کے گواہ مرزا امام الدین نظام الدین اور قادیان کے بہت سے آریہ ہیں۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
یہ پیشگوئی ہمیشہ پوری ہو رہی ہے	<p>قریباً ۱۸۸۴ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا کہ</p> <p>ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ اور اس میں عالم الغیب خدا نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی مخالف کبھی تیری سواںخ پر کوئی داغ نہیں لگا سکے گا۔ چنانچہ اس وقت تک جو میری عمر قریباً پینسٹھ سال ہے کوئی شخص دور یا نزدیک رہنے والا ہماری گذشتہ سواںخ پر کسی قسم کا کوئی داغ ثابت نہیں کر سکتا بلکہ گذشتہ زندگی کی پاکیزگی کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود مخالفین سے بھی دلوائی ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے نہایت پُر زور الفاظ میں اپنے رسالہ اشاعة السنۃ میں کئی بار ہماری اور ہمارے خاندان کی تعریف کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص کی نسبت اور اس کے خاندان کی نسبت مجھ سے زیادہ کوئی واقف نہیں اور پھر انصاف کی پابندی سے بقدر اپنی واقفیت کے تعریفیں کی ہیں۔ پس ایک ایسا مخالف جو تکفیر کی بنیاد کا بانی ہے، پیشگوئی ولقد لبثت فیکم کا مصدق ہے۔</p>	۱۸۷۴ء	پیشگوئی نمبر ۸۴
۱۸۷۷ء	<p>مرزا اعظم بیگ سابق اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر نے ہمارے بعض بیدخل شرکاء کی طرف سے ہماری جائیداد کی ملکیت میں حصہ دار بننے کے لئے ہم پر نالش دائر کی اور ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم اپنی فتح یابی کا یقین رکھ کر جو اب وہی میں مصروف ہوئے۔ میں نے جب اس بارہ میں دعا کی تو خدائے علیم کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ اجیب کل دُعائک الّا فی شرکائک</p>	۱۸۷۷ء	پیشگوئی نمبر ۸۵
	اس کے گواہ قادیان کے کئی آدمی ہیں۔	نمبر ۸۵ زندہ گواہ	

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	
	پس میں نے سب عزیزوں کو جمع کر کے کھول کر سنا دیا کہ خدائے علیم نے مجھے خبر دی ہے کہ تم اس مقدمہ میں ہرگز فتح یاب نہ ہو گے۔ اس لئے اس سے دستبردار ہو جانا چاہئے۔ لیکن انہوں نے ظاہری وجوہات اور اسباب پر نظر کر کے اور اپنی فتح یابی کو متیقن خیال کر کے میری بات کی قدر نہ کی اور مقدمہ کی پیروی شروع کر دی اور عدالت ماتحت میں میرے بھائی کو فتح بھی ہو گئی لیکن خدائے عالم الغیب کی وحی کے برخلاف کس طرح ہو سکتا تھا بالآخر چیف کورٹ میں میرے بھائی کو شکست ہوئی اور اس طرح اس الہام کی صداقت سب پر ظاہر ہو گئی۔	یقیناً پیشگوئی نمبر ۸۵
۱۹۰۰ء	خواجہ جمال الدین صاحب بی اے جو ہماری جماعت میں داخل ہیں جب امتحان منصفی میں فیل ہوئے اور ان کو بہت ناکامی اور ناامیدی لاحق ہوئی اور سخت غم ہوا تو ان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا کہ سُبْحَانَكَ يٰعِزُّ رَبِّنا لَعَلَّنا نُرْحَمُ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اس غم کا تدارک کرے گا۔ چنانچہ اس کے مطابق وہ جلد ریاست کشمیر میں ایک ایسے عہدہ پر ترقی یاب ہوئے جو عہدہ منصفی سے ان کے لئے بہتر ہوا یعنی وہ تمام ریاست جموں و کشمیر کے انسپکٹر مدارس ہو گئے اور اب تک اسی عہدہ پر قائم ہیں۔	پیشگوئی نمبر ۸۶
تقریباً ۱۸۷۸ء	ایک دفعہ ہم ریل گاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے کہ الہام ہوا کہ ”نصف تسرا نصف عمالیق را“ اور اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی	پیشگوئی نمبر ۸۷
	۱۔ اس نشان کے گواہ بہت سارے احباب ہیں مثلاً مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ حکیم فضل دین صاحب وغیرہ۔	زندہ گواہ روبرو نمبر ۸۷

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکاء میں سے ایک عورت تھی مر جائے گی اور اس کی زمین نصف ہمیں اور نصف دیگر شرکاء کو مل جائے گی۔ یہ الہام ان دوستوں کو جو اس وقت ہمارے ساتھ تھے سنا دیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکور مر گئی اور اس کی نصف زمین ہمیں اور نصف بعض دیگر شرکاء کو ملی۔ مرنے کو تو ہر ایک شخص مرتا ہے مگر اس میں تین بڑے نشان تھے (۱) قبل از وقت اس واقعہ کی خبر دینا اور پھر اس عورت کا معمولی عمر میں ہی مرجانا۔ (۲) ہمارا اس وقت تک زندہ رہنا (۳) زمین کا مطابق الہام کے تقسیم ہونا۔<sup>۱</sup></p>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۸۷
۱۸۹۵ء	<p>مجھے اپنے مرض ذیابیطس کی وجہ سے آنکھوں کا بہت اندیشہ تھا کیونکہ اس مرض کے غلبہ سے آنکھ کی بینائی کم ہو جایا کرتی ہے اور نزول الماء ہو جاتا ہے اس اندیشہ کی وجہ سے دعا کی گئی تو الہام ہوا کہ ”نزلت الرحمة علی ثلاث. العین وعلی الاخریین.“ یعنی رحمت تین اعضاء پر نازل ہوگی۔ ایک تو آنکھ اور دو اور عضو۔ اس جگہ آنکھ کا ذکر تو کر دیا لیکن دو باقی اعضاء کی تصریح نہیں فرمائی مگر لوگ کہا کرتے ہیں کہ زندگی کا لطف تین عضو کے بقا میں ہے۔ آنکھ۔ کان۔ پران۔ اس الہام کے پورا ہونے کی کیفیت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ قریباً اٹھارہ سال سے یہ مرض مجھے لاحق ہے اور ڈاکٹر اور حکیم لوگ جانتے ہیں کہ اس مرض</p>	۱۸۷۱ء	پیشگوئی نمبر ۸۸
<p>۱۔ اس نشان کے گواہ مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ شیخ حامد علی صاحب اور ہمارے کنبہ کے اکثر مرد اور عورتیں ہیں۔</p>	<p>زندہ گواہ روایت نمبر ۸۷</p>		



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
۸۸	یقیناً پیشگوئی نمبر ۸۸	میں آنکھوں کو کیسا اندیشہ ہوتا ہے۔ پھر کون سی طاقت ہے جس نے پہلے سے خبر دے دی کہ یہ قانون تجھ پر توڑ دیا جائے گا اور بعد میں ایسا ہی کر کے دکھا دیا۔ کیا یہ انسان کا کام ہے؟ ایسی مرض کی حالت میں دعویٰ کرنا تو درکنار کون ہے جو عین تندرستی اور جوانی کی حالت میں بھی دعویٰ کر سکے کہ میری آنکھیں فلاں وقت تک محفوظ رہیں گی۔ <sup>۱</sup>	
۸۹	یقیناً پیشگوئی نمبر ۸۹	ہماری ایک لڑکی عصمت بی بی نام تھی ایک دفعہ اس کی نسبت الہام ہوا کرم الجنة دوحة الجنة۔ تفہیم یہ تھی کہ وہ زندہ نہیں رہے گی سو ایسا ہی ہوا۔ ہم اس خیال سے کہ مبادا کسی نا عاقبت اندیش کے دل میں ایسے نشانات کی نسبت کچھ اعتراض پیدا ہو کہ عمر بڑھانے کے لئے دعا کیوں نہ کی گئی اور کی گئی ہو تو وہ قبول کیوں نہ ہوئی یہ امر واضح کر دیتے ہیں کہ ایسے الہامات کے بعد ملہم لوگوں کو فطرتاً دو قسم کی حالتیں پیش آتی ہیں کبھی تو دعا کی طرف غیب سے توجہ اور جوش دیا جاتا ہے اور وہ اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ دعا قبول کرے اور کبھی خدا دعا کو قبول کرنا نہیں چاہتا اور اپنی مرضی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تب دعا کرنے والے کی طبیعت پر قبض پیدا کر دیتا ہے اور دعا کے اسباب اور حضور اور جوش کو ظہور میں نہیں آنے دیتا۔ <sup>۲</sup>	تاریخ بیان پیشگوئی نمبر ۸۹
۱	اس الہام کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ذیابیطس کے مرض کا حال ڈاکٹر لوگوں سے دریافت کیا جاسکتا ہے۔ اور آنکھوں پر رحمت نازل ہے۔		
۲	یہ الہام بہت سے مرد اور عورتوں کو سنایا گیا تھا اور اس وقت قادیان میں بہت ہوں گے جو گواہی دے سکیں۔		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
<p>۱۹۰۰ء ۱۹۰۱ء</p>	<p>جب ہمارے شرکاء مخالفین مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین نے ہماری مسجد کے دروازہ کے راہ میں ایک ایسی دیوار کھینچی جو کہ ہمارے واسطے اور ہمارے مہمانوں کے واسطے بہت ہی تکلیف کا موجب ہوئی اور اس امر کی چارہ جوئی کے لئے عدالت میں نائش کی گئی اور قریب ڈیڑھ سال تک مقدمہ ہوتا رہا۔ تو اس دیوار کے بنائے جانے سے چند دن پہلے ہمیں اس کے متعلق ایک الہام ہوا کہ جو دلالت کرتا تھا کہ ایسی تکلیف عنقریب پیش آئے گی اور آخر فتح ہوگی اور وہ الہام یہ ہے السرحیٰ تدور و یسنزل القضاء۔ ان فضل اللہ لآت و لیس لاحد ان یرد ما اتی۔ ظفر مبین و انما یؤخرہم لاجل مسمیٰ۔ چکی پھرے گی اور قضا نازل ہوگی یقیناً خدا کا فضل آنے والا ہے اور کسی کی طاقت نہیں جو رد کرے اس کو جب آگیا۔ وہ فتح مبین ہوگی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ان لوگوں کو خدا نے ایک وقت تک ڈھیل دے رکھی ہے۔ یہ الہامات ۷ جنوری کے حکم میں اور ۱۷ جنوری میں شائع ہو گئے اور عین اس وقت سب احباب کو سنائے گئے چنانچہ ۷ جنوری ۱۹۰۰ء کو وہ دیوار بنائی گئی جس سے ہمارا راستہ آمد و رفت بند ہو گیا اور ہمارے مہمان بہت تکلیف کے ساتھ دور کے کوچوں سے ہو کر مسجد تک پہنچتے لیکن آخر عدالت کے حکم سے وہ دیوار ۲۰ اگست ۱۹۰۱ء کو گرائی گئی اور مقدمہ کا خرچہ بھی ہمارے مخالفین پر پڑا۔ فالحمد للہ۔</p>	<p>۷ جنوری ۱۹۰۰ء</p>	<p>پیشگوئی نمبر ۹۰</p>
	<p>ان الہامات کے گواہ سید فضل شاہ صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب و دیگر بہت سے احباب ہیں۔ مثلاً شیخ یعقوب علی صاحب۔ حکیم فضل الدین صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب۔ سید عبدالحی عرب جو یزی وغیرہ</p>		<p>زندہ گواہ روایت</p>

تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
۱۸۱۷ء آج سے تین برس پہلے	ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے بھائی غلام قادر صاحب سخت بیمار ہیں۔ سو یہ خواب بہت سے آدمیوں کو سنایا گیا چنانچہ اس کے بعد وہ سخت بیمار ہو گئے تب میں نے ان کے لئے دعا شروع کی تو دوبارہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے ایک بزرگ فوت شدہ ان کو بلا رہے ہیں اس خوب کی تعبیر بھی موت ہوا کرتی ہے چنانچہ ان کی بیماری بہت بڑھ گئی اور وہ ایک مُشیتِ استخوان سے رہ گئے اس پر مجھے سخت قلق ہوا اور میں نے ان کی شفا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جس سے میری تین غرضیں تھیں (۱) میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میری دعا قبول ہوتی ہے یا نہیں (۲) میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے بیمار کو بھی تندرست کرتا ہے یا نہیں (۳) میں یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ ایسی مندر خواب جو ان کی موت کی نسبت تھی رد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ سو جب میں دعا میں مشغول ہوا تو میں نے کچھ دنوں کے بعد خواب میں دیکھا کہ برادر مذکور پورے تندرست کی طرح بغیر سہارے کے مکان میں چل رہے ہیں چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا بخشی اور وہ اس واقعہ کے بعد پندرہ برس تک زندہ رہے۔ <sup>۱</sup>	۱۸۱۷ء	پیشگوئی نمبر ۹۱
۱۸۱۷ء	مذکورہ بالا واقعہ کے پندرہ برس بعد میرے بھائی صاحب کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں امرتسر میں تھا اسی جگہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اب قطعی طور پر ان کی زندگی کا پیالہ پُر ہو چکا ہے چنانچہ میں نے یہ خواب حکیم محمد شریف امرتسری کو سنایا اور اپنے بھائی صاحب کو بھی ایک خط	۱۸۱۷ء	پیشگوئی نمبر ۹۲

۱۔ اس نشان کے گواہ قادیان کے بہت لوگ ہیں جو اب تک زندہ موجود ہیں۔

زندہ گواہ  
دیت

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ جان پیشگوئی	نمبر شمار
	لکھا کہ آپ امور آخرت کی طرف متوجہ ہوں چنانچہ انہوں نے عام گھر والوں کو اس مضمون سے اطلاع دی اور پھر چند ہفتے میں وہ اس جہان سے گزر گئے۔ <sup>۱</sup>		بقیہ پیشگوئی نمبر ۹۲
پیشگوئی سے چند روز بعد	<p>علی محمد خان صاحب نواب جھجر نے لدھیانہ میں ایک غلہ منڈی بنائی تھی۔ کسی شخص کی شرارت کے سبب ان کی منڈی بے رونق ہو گئی اور بہت نقصان ہونے لگا۔ تب انہوں نے دعا کے لئے میری طرف رجوع کیا لیکن پیشتر اس کے کہ نواب صاحب کی طرف سے میرے پاس کوئی خط اس خاص امر کے لئے دعا کے بارے میں آتا میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پائی کہ اس مضمون کا خط نواب موصوف کی طرف سے آرہے گا۔ چنانچہ میں نے اس واقعہ کی خبر اپنے خط کے ذریعہ سے نواب محمد علی خان مرحوم کو قبل از وقت دیدی اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس طرف سے تو میرا خط روانہ ہوا اور اسی دن ان کی طرف سے اسی مضمون کا خط میری طرف روانہ ہو گیا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا جس کی روانگی کی میں نے اسی وقت ان کو خبر دیدی تھی کہ گویا ایک ہاتھ سے انہوں نے ڈاک میں چٹھی ڈالی اور دوسرے ہاتھ سے وہی خط میرا ان کو مل گیا جس میں اس روانہ شدہ چٹھی کا مع مضمون اس کے ذکر تھا تب تو نواب محمد علی خان خط کو پڑھ کر ایک عالم سکتہ میں آگئے اور تعجب کیا کہ یہ راز کا خط جس کو میں نے</p>		پیشگوئی نمبر ۹۳
	۱۔ قادیان کے کئی مرد اور عورتیں اس بات کے گواہ ہیں کہ ان کی موت کے وقت میرا خط ان کے صندوق سے نکل آیا تھا۔		۹۲ زندہ گواہ روایت کے نمبر

تاریخ ملبور پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
آج سے بارہ برس پہلے	ابھی ڈاک میں روانہ کیا کیونکر اس کا حال ظاہر کیا گیا اس علم غیب نے ان کے ایمان کو بہت قوت دی چنانچہ انہوں نے بارہا مجھے بتلایا کہ اس خط سے خدا پر میرا ایمان بہت بڑھ گیا اس خط کو وہ ہمیشہ اپنی کتاب جیبی میں بطور تبرک رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے خلیفہ محمد حسین کو بھی جو وزیر اعظم پٹیا لہ تھے بڑے تعجب سے وہ خط دکھایا اور موت سے ایک دن پہلے پھر اس خط کو مجھے دکھلایا کہ میں نے اپنی جیبی کتاب میں رکھ لیا تھا اور اس نشان کے ساتھ دوسرا نشان یہ ہے کہ جب عالم کشف میں ان کا دوسرا خط مجھ کو ملا جس میں بہت بیقراری ظاہر کی گئی تھی تو میں نے اس جواب کے خط کو پڑھ کر ان کے لئے دعا کی اور مجھ کو الہام ہوا کہ کچھ عرصہ کیلئے یہ روک اٹھا دی جاوے گی اور ان کو اس غم سے نجات دی جائے گی۔ یہ الہام ان کو اسی خط میں لکھ کر بھیجا گیا تھا جو زیادہ تر تعجب کا موجب ہوا۔ چنانچہ وہ الہام جلد تر پورا ہوا۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد ان کی منڈی بہت عمدہ طور پر بارونق ہو گئی اور روک اٹھ گئی۔ اس نشان میں دو نشان ظاہر ہوئے اول قبل از وقت اطلاع دینا کہ ایسا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ دوئم قبولیت دعا سے اطلاع ہونا کہ منڈی پھر بارونق ہو جائے گی۔	آج سے بارہ برس پہلے	بقیہ پیشگوئی نمبر ۹۱۳
	ایک دفعہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ مبارک احمد جو پسر چہارم میرا ہے چٹائی	(۱۹۰۱ء)	پیشگوئی نمبر ۹۱۴
	۱۔ نواب صاحب نے اس واقعہ کو اپنی نوٹ بک میں درج کیا تھا اور محمد حسین خان صاحب وزیر پٹیا لہ کو بھی میرے سامنے اپنی کتاب دکھائی تھی۔ وزیر صاحب کی مجلس میں بیٹھنے والے لوگ اور لدہانہ کے کئی آدمی اس واقعہ کے گواہ ہیں۔		زندہ گواہ روایت

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں		
کے پاس گر پڑا ہے اور سخت چوٹ آئی ہے اور کرتہ خون سے بھر گیا ہے۔ خدا کی قدرت کہ ابھی اس کشف پر شائد تین منٹ سے زیادہ نہیں گزرے ہوں گے کہ میں دالان سے باہر آیا اور مبارک احمد کہ شائد اس وقت سوا دو سال کا ہوگا چٹائی کے پاس کھڑا تھا بچوں کی طرح کوئی حرکت کر کے پیر پھسل گیا اور زمین پر جا پڑا اور کپڑے خون سے بھر گئے اور جس طرح عالم کشف میں دیکھا تھا اسی طرح ظہور میں آ گیا۔ اس واقعہ کی بہت سی عورتیں خادمہ وغیرہ جو ہمارے گھر میں ہیں گواہ ہیں۔		
ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مبارک احمد میرا چوتھا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ اس سے چند دنوں کے بعد مبارک احمد کو سخت تپ ہوا اور آٹھ دفعہ غش ہو کر آخری غش میں ایسا معلوم ہوا کہ جان نکل گئی ہے۔ آخر دعا شروع کی اور ابھی میں دعا میں تھا کہ سب نے کہا کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے۔ تب میں نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو نہ دم تھا نہ نبض تھی آنکھیں میت کی طرح پتھر اگئیں تھیں۔ لیکن دعا نے ایک خارق عادت اثر دکھلایا اور میرے ہاتھ رکھنے سے ہی جان محسوس ہونے لگی یہاں تک کہ لڑکا زندہ ہو گیا اور زندگی کے علامات پیدا ہو گئے۔ تب میں نے بلند آواز سے حاضرین کو کہا کہ اگر عیسیٰ بن مریم نے کوئی مردہ زندہ کیا ہے تو اس سے زیادہ ہرگز نہیں یعنی اس طرح کا مردہ زندہ ہوا ہوگا نہ کہ وہ جس کی جان آسمان پر پہنچ چکی ہو اور ملک الموت نے اس کی روح کو قراگاہ تک پہنچا دیا ہو۔ <sup>۱</sup>	۱۹۱۰ء	پیشگوئی نمبر ۹۵
۱۔ اس واقعہ کے قادیان میں رہنے والے بہت سے مرد اور عورتیں گواہ ہیں۔		زندہ گواہ کے روایت

﴿۲۲۱﴾

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں		پیشگوئی نمبر ۹۶
ایک دفعہ میں خود سخت بیمار ہو گیا اور حالت ایسی بگڑی کہ بیماری سے جانبر ہونا مشکل معلوم ہوتا تھا تب یہ الہام ہوا۔ ”ما سکان لنفیس ان تموت الا باذن اللہ واما ما ینفع الناس فیما کث فی الارض“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق عین ناامیدی کی حالت میں شفا بخشی اور یوں تو ہزار ہا لوگ شفا پاتے ہیں مگر ایسی ناامیدی کی حالت میں سینکڑوں انسانوں میں دعویٰ سے یہ پیش کرنا کہ شفا ضرور حاصل ہو جائے گی یہ انسان کا کام نہیں۔		پیشگوئی نمبر ۹۷
شروع اکتوبر ۱۸۹۷ء میں مجھے دکھایا گیا کہ میں ایک گواہی کے لئے ایک انگریز حاکم کے پاس حاضر کیا گیا ہوں اور اس حاکم نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے لیکن جیسا کہ شہادت کے لئے دستور ہے مجھے قسم نہیں دی۔ پھر ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس مقدمہ کا سپاہی سمن لے کر آیا ہے۔ یہ خواب مسجد میں عام جماعت کو سنا دی گئی تھی آخر ایسا ہی ظہور میں آیا اور سپاہی سمن لے کر آ گیا اور معلوم ہوا کہ اڈیٹر اخبار ناظم الہند لاہور نے مجھے گواہ لکھا دیا ہے جس پر مولوی رحیم بخش پرائیویٹ سکریٹری نواب بہاولپور نے لائبل <sup>☆</sup> کا مقدمہ ملتان میں کیا تھا۔ سو جب میں ملتان میں پہنچ کر عدالت میں گواہی کے لئے گیا تو ویسا ہی ظہور میں آیا حاکم کو ایسا سہو ہو گیا کہ قسم دینا بھول گیا اور اظہار شروع کر دیئے۔	۱۸۹۷ء	پیشگوئی نمبر ۹۷
۱۔ اس نشان کے گواہ ایک گروہ کثیر ہے جیسا خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور۔ مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ شیخ عبدالرحمن صاحب۔		زندہ گواہ رویت

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
پیشگوئی سے چھ ماہ بعد	<p>ہمارے دوست مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم ایک مدت سے بیمار چلے آتے تھے۔ آخر ۱۹۰۰ء میں ان کی حالت بہت بگڑ گئی اور وہ فاضلکا میں اپنے بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب اسٹنٹ سرجن کے پاس چلے گئے کچھ دنوں کے بعد دعا کے لئے ان کا خط آیا ہم نے دعا کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک ایسی کہ گویا چاند کے ٹکڑے اکٹھے کر کے بنائی گئی ہے اور ایک شخص نہایت خوش شکل عزیز مرحوم کو اس سڑک پر لئے جا رہا ہے اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ ان کا خاتمہ بخیر ہوگا اور وہ بہشتی ہے اور نورانی چہرہ والا شخص ایک فرشتہ تھا جو اس عزیز کو بہشت کی طرف لے جا رہا تھا۔ ہم نے یہ خواب مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لکھ دیا اور اپنی جماعت میں بھی شائع کر دیا چنانچہ ۶ ماہ کے بعد اس عزیز نے وفات پائی اور جب ہمارے پاس تار پہنچا اور ہم نے تعزیت کا خط لکھنا شروع کیا اور ہماری توجہ اس عزیز کی طرف تھی کہ کس طرح وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ناپدید ہو گیا تو اس حالت میں الہام ہوا ”مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہوں“ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عزیز مرحوم کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی۔ مرحوم مذکور نیک بخت۔ جوان صالح اور اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔</p>	۱۹۰۰ء	پیشگوئی نمبر ۹۸
	<p>۱۔ اس کے گواہ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسٹنٹ سرجن۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ حکیم فضل دین صاحب۔ میر ناصر نواب صاحب۔ شیخ عبدالرحمن قادیانی صاحب۔ شیخ عبدالرحیم صاحب اور کثیر جماعت لاہور۔ کپورتھلہ۔ سیالکوٹ وغیرہ</p>		زندہ گواہ رویت نمبر ۹۸



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۹۹	جولائی ۱۸۹۷ء	جولائی ۱۸۹۷ء میں جب عزیز می مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اسٹنٹ سرجنی کا آخری امتحان دیا اور ہم نے ان کے لئے دعا کی تو الہام ہوا ”تم پاس ہو گئے ہو“ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ پاس ہو گیا ہے۔ کیونکہ مخلصوں کے لئے جو یگانگت کی حد تک پہنچتے ہیں ایسے فقرے آجاتے ہیں چنانچہ بائبل میں بھی اس طرز کی کئی پیشگوئیاں درج ہیں بالآخر عزیز مذکور اپنے امتحان میں بڑی خوبی سے کامیاب ہوا اور لاہور کے میڈیکل کالج میں ہوس سرجن مقرر ہوا۔ <sup>۱</sup>	جولائی ۱۸۹۷ء
پیشگوئی نمبر ۱۰۰		ہمارے ایک مخلص دوست مرزا محمد یوسف بیگ صاحب ہیں جو سامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ کے رہنے والے ہیں اور ایک مدت دراز سے ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ وہ اسی تعلق میں تمام عمر رہیں گے۔ اور اسی میں اس دنیا سے گذریں گے۔ ایک دفعہ ان کا لڑکا مرزا ابراہیم بیگ مرحوم بیمار ہوا تو انہوں نے میری طرف دعا کے لئے خط لکھا ہم نے دعا کی تو کشف میں دیکھا کہ ابراہیم ہمارے پاس بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بہشت سے سلام پہنچا دو جس کے معنی یہی دل میں ڈالے گئے کہ اب ان کی زندگی کا خاتمہ ہے۔ اگرچہ دل نہیں چاہتا تھا تاہم بہت سوچنے کے بعد میرزا محمد یوسف بیگ صاحب کو اس حادثہ سے اطلاع دی گئی اور تھوڑے دنوں کے بعد وہ جوان غریب مزاج فرمانبردار بیٹا ان کی آنکھوں کے سامنے اس جہان فانی سے چل بسا۔ <sup>۲</sup>	چند روز پیشگوئی کے بعد
زندہ گواہ روایت کے	۱۔ اس نشان کے گواہ ہماری جماعت کے بہت سے آدمی اور میرزا یعقوب بیگ کے ہم جماعت ہیں۔ ۲۔ مرزا محمد یوسف بیگ صاحب زندہ موجود ہیں جو اس واقعہ کے گواہ ہیں اور ان کے سوا اور بہت سے آدمی بھی اس کے گواہ ہیں۔		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مفصلہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
آج سے دو برس پہلے	<p>جب بالمقابل تفسیر نویسی میں مخالف مولوی عاجز آ گئے اور مہر علی شاہ گولڑی نے کئی طرح کی قابل شرم کارروائیاں کیں تو اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو یک طرفہ طور پر تفسیر القرآن کا معجزہ عطا فرمایا اور ستر روز کے عرصہ میں رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا۔ اس عرصہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیش آئیں اور بہت سا وقت بیماری میں گذرا۔ اس نشان سے زیادہ تر ہمارے قادیان میں رہنے والے احباب حصہ لے گئے کیونکہ وہ ہماری روزمرہ حالت سے واقف تھے۔ حاصل کلام انہیں دنوں میں اس رسالہ کے متعلق یہ الہام ہوا کہ منعه مانع من السماء یعنی روک دیا اس کو روکنے والے نے آسمان سے۔ سو یہ الہام اس صفائی سے پورا ہوا ہے کہ اب تک میاں مہر علی اس کا جواب نہیں دے سکا اور نہ ان کا کوئی حامی جواب دینے پر قادر ہو سکا۔ اگر کارروائی کی تو یہی کہ صرف اردو میں ایک کتاب لکھی مگر آخر تحریری ثبوت سے ثابت ہوا کہ وہ بھی اپنی ذاتی لیاقت سے نہیں بلکہ مولوی محمد حسن متوفی کے نوٹوں کا بعینہا سرقہ تھا یہاں تک کہ اس نادان نے اس کی قابل شرم غلطیوں کو بھی صحیح سمجھ لیا اور اس مال مسروقہ اور مجموعہ اغلاط کا نام سیف چشتیائی رکھا۔ وہ ایسی سیف تھی جو انہیں پر چل گئی۔<sup>۱</sup></p> <p>مر گیا بد بخت اپنے وار سے کٹ گیا سراپنی ہی تلوار سے کھل گئی ساری حقیقت سیف کی کم کرواں ناز اس مُردار سے</p>	آج سے دو برس پہلے	پیشگوئی نمبر ۱۰۱
۱۔ اس نشان کا گواہ اول تو خود کتاب اعجاز المسیح ہے اور بہت سے مخلص جو اس جگہ موجود تھے۔ مثلاً مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ حکیم فضل دین صاحب۔ پیر منظور محمد صاحب۔ پیر سراج الحق صاحب۔			

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
فریباً ۱۸۹۲ء	خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم پیشوا کسی ابتلا اور فکر اور غم میں مبتلا تھے ان کی طرف سے متواتر دعا کی درخواست ہوئی اتفاقاً ایک دن یہ الہام ہوا۔ ”چل رہی ہے نسیم رحمت کی۔ جو دعا کہجئے قبول ہے آج۔“ اس وقت مجھے یاد آیا کہ آج انہیں کے لئے دعا کی جائے چنانچہ دعا کی گئی اور ان کو بذریعہ خط اطلاع دی گئی اور تھوڑے عرصہ کے بعد انہوں نے ابتلاء سے رہائی پائی اور بذریعہ خط اپنی رہائی سے اطلاع دی ان کا خط میرے کسی بستے میں اب تک پڑا ہوگا اور وہی اس بات کا کامل گواہ ہے۔	فریباً ۱۸۹۲ء	پیشگوئی نمبر ۱۰۲
پیشگوئی کے دوسرے روز	ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن پہلے الہام ہوا۔ ”جنازہ“ اور میں نے اس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دیدی چنانچہ دوسرے روز بھائی صاحب فوت ہوئے۔ اس واقعہ کے بہت لوگ گواہ ہیں۔	فریباً ۱۸۸۱ء	پیشگوئی نمبر ۱۰۳
	مجملہ ان نشانوں کے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے ایک یہ ہے کہ جب کتاب امہات المؤمنین عیسائیوں کی طرف سے شائع ہوئی تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بھیجا کہ اس مضمون کی اشاعت بند کی جائے اور مصنف سے باز پرس ہو مگر میں ان کے میموریل کے سخت مخالف تھا اور میں نے اپنی تحریر میں صاف طور پر شائع کیا تھا کہ یہ طریق اچھا نہیں مگر ان لوگوں نے میری صلاح کو قبول نہ کیا بلکہ		پیشگوئی نمبر ۱۰۴
	ان واقعات کے گواہ بہت سے آدمی ہیں مثلاً مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی محمد علی۔ مولوی شیر علی صاحبان۔		زندہ گواہ روت

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار	بیتہ پیشگوئی
پیشگوئی کے چند روز بعد	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	۱۰۴	پنچم ۱۸۹۶ء
۱۸۸۲ء	بدگوئی کی۔ اسی اثنا میں مجھے الہام ہوا کہ ستسذ کسرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ یعنی عنقریب جنہیں یہ بات میری یاد آئے گی یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ تمہیں اپنے میموریل میں ناکامی رہے گی اور جس امر کو میں نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور ان کو جواب دینا۔ اس امر کو میں خدائے تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ الہام قبل از وقت ایک گروہ کثیر کو سنایا گیا تھا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا یعنی انجمن کی وہ درخواست نامنظور ہوئی۔	۱۰۵	پیشگوئی نمبر ۱۰۵
۱۸۸۸ء	جب کہ دلیپ سنگھ کی پنجاب میں آنے کی خبر مشہور تھی تب مجھے دکھلایا گیا کہ دلیپ سنگھ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہے گا اور وہ ہرگز ہندوستان میں قدم نہیں رکھے گا چنانچہ میں نے اس کشف کو لالہ شرمیت ساکن قادیان کو جو آریہ ہے اور کئی ہندو مسلمانوں کو بتلا دیا اور ایک اشتہار بھی شائع کر دیا جو فروری ۱۸۸۲ء میں چھپ کر تقسیم کر دیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دلیپ سنگھ عدن سے واپس ہوا اور اس کی عزت و آسائش میں بہت خطرہ پڑا جیسا کہ میں نے صدہا آدمیوں کو خبر دی تھی۔ <sup>۱</sup>	۱۰۶	پیشگوئی نمبر ۱۰۶
۱۸۸۸ء	ایک دفعہ ہمارے مخلص میاں عبداللہ سنوری پٹواری علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے یہ نشان الہی ظاہر ہوا کہ اول مجھے کشفی طور پر دکھایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہل دنیا کی نیکی و بدی کے		

۱۔ اس نشان کے گواہ اکثر قادیان کے لوگ ہیں اور علاوہ ان کے اشتہار جو فروری ۱۸۸۲ء میں چھاپ کر شائع کیا تھا۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بیتہ پیشگوئی نمبر ۱۰۶		<p>متعلق اپنے لئے اور نیز اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور چاہتا ہوں کہ ایسا ہی ہو جائے پھر تمہل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ بے مثل و بے مانند کو دیکھا اور وہ کاغذ حضرت جل شانہ کے آگے رکھ دیا تا اس پر دستخط کر دے تا وہ سب باتیں جن کے لئے درخواست کی گئی ہے ہو جائیں خدا تعالیٰ نے اس پر سرخی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑ دیا اور جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے اور میاں عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے میں نے ان قطروں کو چشم خود دیکھا اور میں اس وقت اس خیال سے کہ خدا نے میرے تجویز کردہ احکام پر دستخط کر دئے چشم پُر آب تھا۔ اور ایک رقت میرے دل پر طاری تھی اتنے میں میاں عبداللہ نے یہ کہہ کر کہ یہ کہاں سے سرخ قطرے ہمارے پر پڑے مجھے اس حالت سے جگا دیا اور میں نے اپنے کرتہ اور اس کی ٹوپی پر سرخ اور تر قطرے دیکھے جو ابھی خشک نہیں ہوئے تھے اور تمام حال اس کشف کا سنایا اور اس وقت ہم دونوں نے ادھر ادھر خوب تلاش کر کے دیکھا مگر کوئی چیز ایسی نظر نہ پڑی جس سے ان قطروں کے گرنے کا گمان ہو سکے تب میاں عبداللہ کو بھی یقین ہوا کہ یہ سرخ قطرے معجزے کے طور پر ہیں۔ بعض کپڑے اب تک میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں اور وہ خدا کے فضل و کرم سے غوث گدھ علاقہ پٹیالہ میں زندہ موجود ہیں اور اس کیفیت کو حلفاً بیان کر سکتے ہیں اور یہ بات کہ یہ سرخ قطرے کس بات کی طرف اشارہ</p>	
	زندہ گواہ	اس کے گواہ میاں عبداللہ سنوری اور دیگر بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر اس گڑبگڑ کو دیکھا۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبل از وقت اس بات کے لئے نشان دیا گیا تھا کہ آسمان سے قہری نشان ظاہر ہوں گے اور بعض ہیبت ناک موتیں نشان کی طرح ہوں گی۔ جیسا کہ لیکچر ام پنڈت کی موت اور جیسا کہ طاعون دنیا کو کھا رہی ہے۔</p>		
<p>فریاد ۱۸۸۷ء</p>	<p>پنڈت اگنی ہوتری نے جو برہموسماج کا ایک منتخب معلم ہے لاہور سے میری طرف ایک خط لکھا کہ میں حصہ سوم براہین احمدیہ کا رد لکھنا چاہتا ہوں۔ ابھی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تھا کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے اس مضمون سے آگاہی دے دی تھی چنانچہ کئی ہندو آریوں کو بلا کر بتا دیا گیا تھا اور ایک آریہ کو ہی شام کے وقت ڈاکخانہ میں بھیجا گیا تا وہ گواہ بن سکے۔ چنانچہ جب وہ خط لایا تو اس خط کا وہی مضمون تھا جو الہام الہی سے خبر پا کر پہلے لوگوں پر ظاہر کر دیا گیا تھا اور وہ خط سب کو دکھایا گیا اور پنڈت اگنی ہوتری کو جواب لکھا گیا کہ جس الہام کے سلسلہ کا تم رد لکھنا چاہتے ہو اسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیش از وقت تمہارے خط کے مضمون سے اطلاع دے دی ہے اگرچہ ہو تو قادیان میں آکر اپنے ہندو بھائیوں سے تصدیق کر لو۔<sup>۱</sup></p>	<p>فریاد ۱۸۸۷ء</p>	<p>پیشگوئی نمبر ۱۰</p>
<p>دو ماہ بعد پیشگوئی کے کچھ</p>	<p>جب بعض جانفین کی مخبری سے میرے پرنیکس لگانے کے لئے سرکار کی طرف سے مقدمہ ہوا اور میری طرف سے عذر داری کی گئی تو میں ایک دن</p>	<p>پنڈت ۱۸۹۹ء</p>	<p>پیشگوئی نمبر ۱۰۸</p>
	<p>۱۔ اس نشان کے گواہ قادیان کے بہت سے آریہ ہیں۔</p>		<p>زندہ گواہ رویت</p>

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۰۸		چھوٹی مسجد میں چند احباب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور آمد خرچ کا حساب کر رہے تھے کہ مجھ پر ایک کشفی حالت طاری ہوئی اور اس میں دکھایا گیا کہ ہندو تحصیلدار بٹالہ جس کے پاس مقدمہ تھا بدل گیا ہے اور اس کے عوض ایک اور شخص کرسی پر بیٹھا ہے جو مسلمان ہے اور اس کشف کے ساتھ بعض امور ایسے ظاہر ہوئے جو فتح کی بشارت دیتے تھے تب میں نے اسی وقت یہ کشف حاضرین کو سنا دیا جن میں سے ایک خواجہ جمال الدین صاحب بی اے انسپکٹر مدارس جموں و کشمیر تھے اور بہت سے جماعت کے لوگ تھے چنانچہ اس کے بعد ایسا ہوا کہ وہ ہندو تحصیلدار ریکا بدل گیا اور اس کی جگہ میاں تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ مقرر ہوئے جنہوں نے نیک نیتی کے ساتھ اصل حقیقت کو دریافت کر لیا اور جو کچھ تحقیقات سے معلوم ہوا اس کی رپورٹ ڈکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور میں بھیج دی اور نیک اتفاق یہ ہوا کہ صاحب موصوف بھی زیرک اور انصاف پسند تھے انہوں نے لکھ دیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا ایک شہرت یافتہ فرقہ ہے جن کی نسبت ہم بدظنی نہیں کر سکتے یعنی جو کچھ عذر کیا گیا ہے وہ واقعی درست ہے اس لئے ٹیکس معاف اور مسل داخل دفتر ہو۔	
پیشگوئی نمبر ۱۰۹	۱۸۷۱ء	ایک دفعہ ہمیں موضع گجراں ضلع گورداسپور کو جانے کا اتفاق ہوا اور شیخ حامد علی ساکن تھہ غلام نبی ہمارے ساتھ تھا جب صبح کو ہم نے جانے کا	۱۸۷۱ء
زندہ گواہ و دست		۱۔ اس نشان کے گواہ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ شیخ عبدالرحمن صاحب۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار	نمبر شمار
	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں		
	قصد کیا تو الہام ہوا کہ اس سفر میں تمہارا اور تمہارے رفیق کا کچھ نقصان ہوگا چنانچہ راستہ میں شیخ حامد علی کی ایک چادر اور ہمارا ایک رومال گم ہو گیا اس وقت حامد علی کے پاس وہی چادر تھی۔		
فریباً ۱۹۰۰ء	ایک دفعہ ڈاکٹر نور محمد صاحب مالک کا رخا نہ ہم صحت کا لڑکا سخت بیمار ہو گیا اس کی والدہ بہت بیتاب تھی اس کی حالت پر رحم آیا اور دعا کی تو الہام ہوا ”اچھا ہو جائے گا“ اسی وقت یہ الہام سب کو سنایا گیا جو پاس موجود تھے آخر ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکا خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو گیا۔ <sup>۱</sup>	فریباً ۱۹۰۰ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۰
پیشگوئی کے ایک ہفتے بعد	ایک دفعہ ہمارے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں بہت خراب ہو گئی تھیں۔ پلکیں گر گئی تھیں اور پانی بہتا رہتا تھا آخر ہم نے دعا کی تو الہام ہوا۔ ”سرق طفلی بشیر“ یعنی میرے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اس الہام کے ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی اور آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں۔ اس سے پہلے کئی سال انگریزی اور یونانی علاج کیا گیا تھا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ حالت ابتر ہوتی جاتی تھی۔ <sup>۲</sup>	فریباً ۱۸۷۶ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۱
	۱۔ بہت سے مرد اور عورتیں اس نشان کے گواہ ہیں مثلاً مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی وغیرہ۔ ۲۔ اس الہام کے بہت سے مرد اور عورتیں قادیان میں گواہ ہیں۔		زندہ گواہ رویت کے



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۳	۱۸۹۸ء	ایک دفعہ الہام ہوا ”بے ہوشی پھر غشی پھر موت“، تفہیم ہوئی کہ ہمارے بڑے مخلص مریدوں میں سے کسی کو ایسا واقعہ پیش آئے گا یعنی پہلے بے ہوشی ہوگی پھر غشی طاری ہوگی پھر مر جائے گا۔ یہ الہام یہاں رہنے والے احباب کو سنایا گیا اور خطوط کے ذریعہ سے باہر بھی لکھا گیا تھا آخر ایک دو ہفتہ کے اندر ہمارے مخلص مرید ڈاکٹر بوڑے خان صاحب اسٹنٹ سرجن قصور عین الہام کے الفاظ کے مطابق یک دفعہ بے ہوش ہو کر اور پھر غش میں پڑ کر فوراً فوت ہو گئے اور ان کی وفات کا تاریخ آیا۔ <sup>۱</sup>	۱۸۹۸ء
پیشگوئی نمبر ۱۱۳	۱۸۷۷ء	ایک دفعہ ہمیں لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا روانہ ہونے سے پہلے الہام ہوا کہ ”اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہم غم پیش آئے گا“ اس پیشگوئی کی خبر ہم نے اپنے ہمراہیوں کو دے دی چنانچہ جب کہ ہم پٹیالہ سے واپس آنے لگے تو عصر کا وقت تھا ایک جگہ ہم نے نماز پڑھنے کے لئے اپنا چوندہ اتار کر سید محمد حسن خان صاحب وزیر ریاست کے ایک نوکر کو دیا تاکہ وضو کریں پھر جب نماز سے فارغ ہو کر ٹکٹ لینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ جس رومال میں روپے باندھے ہوئے تھے وہ رومال گر گیا ہے تب ہمیں وہ الہام یاد آیا کہ اس نقصان کا ہونا ضروری تھا پھر جب ہم گاڑی پر سوار ہوئے تو راستہ میں ایک اسٹیشن دور راہ پر ہمارے ایک رفیق کو کسی مسافر انگریز نے	۱۸۷۷ء
زندہ گواہ رویت	۱	اس نشان کے گواہ بہت آدمی یہاں کے اور دیگر مقامات کے ہیں مثلاً مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی نور الدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بیان فرمائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	محض دھوکا دہی سے اپنے فائدہ کے لئے کہہ دیا کہ لودیانہ آ گیا ہے چنانچہ ہم اس جگہ سب اتر پڑے اور جب ریل چل دی تب ہم کو معلوم ہوا کہ یہ کوئی اور اسٹیشن تھا اور ایک بیابان میں اترنے سے سب جماعت کو تکلیف ہوئی اور اس طرح پر الہام مذکورہ کا دوسرا حصہ بھی پورا ہو گیا۔ <sup>۱</sup>		بقیمہ پیشگوئی نمبر ۱۱۳
مرتباً ۱۸۸۷ء	ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسماعیل کا (جن کی عمر اس وقت دس برس کی تھی) پٹیا لہ سے خط آیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اسحاق میرے چھوٹے بھائی کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے اور پھر خط کے آخر میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اسحاق بھی فوت ہو گیا ہے اور بڑی جلدی سے بلایا کہ دیکھتے ہی چلے آویں۔ اس خط کے پڑھنے سے بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اس وقت میرے گھر کے لوگ بھی سخت تپ سے بیمار تھے۔ ایسی ناگہانی دو موتوں کی خبر میں ان کو سنانہ سکا اور میں سخت بے قراری میں پڑ گیا کہ جن کو بلا تے ہیں وہ خود خطرناک تپ میں مبتلا ہے اور میں ڈرتا تھا کہ اگر میں اس خط کا مضمون اس بیماری کی حالت میں ان کو سناؤں تو جان کا اندیشہ ہے رات کو اس فکر سے نیند میری جاتی رہی کہ کیا کروں اور میں اس خط کو پوشیدہ بھی نہیں رکھ سکتا تھا جب ایک حصہ رات کا گذر گیا تو فکر کرتے کرتے میرا دل نہایت بے قرار ہو گیا جس کا میں اندازہ نہیں کر سکتا تب مجھے اسی تشویش میں ایک دفعہ غنودگی ہوئی اور یہ الہام	مرتباً ۱۸۸۷ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۴
	۱۔ اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی صاحب - شیخ عبدالرحیم صاحب ساکن انبالہ چھاؤنی اور فتح خان ایک افغان ہیں۔	زندہ گواہ روایت	

﴿ ۲۳۳ ﴾

تاریخ ظہور پیشگوئی	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	نمبر شمار
	ہوا۔ ان کیسے کن عظیم یعنی اے عورتو تمہارے فریب بہت بڑے ہیں اور اس حالت میں ہم ان کو خط کا مضمون بھی نہیں سنا سکتے تھے اس مصیبت کو سن کر ان کی جان کا اندیشہ تھا اس کے ساتھ ہی تفہیم ہوئی کہ یہ ایک خلاف واقعہ بہانہ بنایا گیا ہے۔ تب میں نے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے آگے جو اس وقت قادیان میں موجود تھے یہ واقعہ بیان کیا اور ساتھ ہی پوشیدہ طور پر شیخ حامد علی کو جو میرا نوکر تھا پٹیلالہ روانہ کیا۔ جس نے واپس آ کر بیان کیا کہ اسحاق اور اس کی والدہ ہر دوزندہ موجود ہیں اور چند روز کی بیماری کی گھبراہٹ اور اشتیاق ملاقات کے سبب یہ خلاف واقعہ خط لکھا کر بھیجا گیا تھا۔	یقینہ پیشگوئی نمبر ۱۱۴
تاریخ ظہور پیشگوئی	ایک دفعہ ہمارے ایک مخلص دوست سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس کسی اپنی تشویش میں دعا کے خواستگار ہوئے جب دعا کی گئی تو الہام ہوا۔ ”قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے۔“ یہ ایک بشارت ان کا غم دور کرنے کے بارے میں تھی۔ چنانچہ چند ہفتہ کے بعد ہی خدا تعالیٰ نے ان کو اس پیش آمدہ غم سے رہائی بخشی۔ پھر ایک مدت کے بعد اس شعر کے دوسرے مصرع کے مطابق ایک اور سخت ابتلا پیش آیا جس سے امید ہے کہ کسی وقت خدا رہائی دے گا جس طرح چاہے گا۔	نمبر شمار پیشگوئی نمبر ۱۱۵
	۱۔ اس نشان کے گواہ مولوی عبدالکریم صاحب۔ شیخ حامد علی۔ میر محمد اسماعیل صاحب۔ ان کی والدہ ودیگر کئی مرد اور عورتیں۔ ۲۔ اس نشان کے گواہ خود سیٹھ صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی نور الدین صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب ودیگر بہت سے احباب ہیں۔	زندہ گواہ روایت

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
۱۱۱۱ء	میاں عبداللہ سنوری جو علاقہ پٹیالہ میں پٹواری ہیں ایک مرتبہ ان کو ایک کام پیش آیا جس کے ہونے کے لئے انہوں نے ہر طرح سے کوشش کی۔ اور بعض وجوہ سے ان کو اس کام کے ہو جانے کی امید بھی ہو گئی تھی پھر انہوں نے دعا کے لئے ہماری طرف التجا کی۔ ہم نے جب دعا کی تو بلا توقف الہام ہوا ”اے بسا آرزو کہ خاک شدہ“۔ تب میں نے ان کو کہہ دیا کہ یہ کام ہرگز نہیں ہوگا اور وہ الہام سنا دیا اور آخر کار ایسا ظہور میں آیا اور کچھ ایسے موافق پیش آئے کہ وہ کام ہوتا ہوتا رہ گیا۔ <sup>۱</sup>	۱۱۱۱ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۱
۱۱۱۱ء	ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گذرتی ہے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دعا کریں پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر اس نہر کے کنارہ پر دعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بنالہ کی طرف واقع ہے جب ہم دعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ”دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں۔“ تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے اور بازار کا رخ کیا تاکہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا۔ <sup>۲</sup>	۱۱۱۱ء	پیشگوئی نمبر ۱۱۱
	۱۔ اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی اور عبداللہ سنوری ہیں۔ ۲۔ اس نشان کے گواہ شیخ حامد علی صاحب ہیں۔		زندہ گواہ کے

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۱۱۸	۱۹۰۰ء	ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی کئی دفعہ تنو، تنو امرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔ دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہو گئے۔ جن سے کاربنگل کا اندیشہ تھا۔ تب میں دعا میں مصروف ہوا تو یہ الہام ہوا ”والموت اذا عسعس“ یعنی قسم ہے موت کی جبکہ ہٹائی جائے۔ چنانچہ یہ الہام بھی ایسا پورا ہوا کہ اس وقت سے لے کر ہمیشہ ہماری زندگی کا ہر ایک سیکنڈ ایک نشان ہے۔	۱۹۰۰ء
پیشگوئی نمبر ۱۱۹	۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء	میرے چوتھے لڑکے مبارک احمد کی پیدائش سے دو ماہ پہلے یہ الہام ہوا تھا۔ ”رب اصح زوجتی هذه“ یعنی اے میرے رب میری اس زوجہ کو بیمار ہونے سے بچا اور بیماری سے شفا دے۔ جس وقت یہ الہام ہوا اس وقت میری بیوی بالکل تندرست تھی گویا اس الہام میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ کسی بیماری کا اندیشہ ہے لیکن بعد میں شفا ہو جائے گی۔ چنانچہ دو ماہ کے بعد یہ الہام ہر دو پہلو سے پورا ہوا۔ یعنی میری بیوی کو ایک سخت مرض نے گھیرا اور خطرناک حالت ہوئی لیکن آخر اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔ <sup>۱</sup>	۱۳ جون ۱۸۹۹ء
۱۹۰۱ء	۱۹۰۱ء	ایک دفعہ مجھے الہام ہوا ”رب ارنی کیف تحسی الموتی رب اغفر و ارحم من السماء“ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردہ	۱۹۰۱ء
زندہ گواہ روایت	۱۔ اس کے گواہ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی نور الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ مفتی محمد علی <sup>☆</sup> صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب و دیگر احباب ہیں اور دوسرے شہروں میں بذریعہ خطوط کے یہ الہام لکھے گئے۔		

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بیان فرمائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>کیونکر زندہ کرتا ہے اور آسمان سے اپنی بخشش اور رحمت نازل فرما۔ اس الہام میں یہ خبر دی گئی کہ کبھی ایسا موقع آنے والا ہے کہ ہمیں یہ دعا کرنی پڑے گی اور وہ قبول ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ ایک دفعہ ہمارا لڑکا مبارک احمد ایسا سخت بیمار ہوا کہ سب نے کہا وہ مر گیا ہے ہم اٹھے اور دعا کرتے ہوئے لڑکے پر ہاتھ پھیرتے تھے تو لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا تھا علاوہ ازیں یہ الہام اس طرح سے بھی پورا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اب تک ہمارے ہاتھ سے ہزار ہا روحانی مردہ زندہ کیے ہیں اور کر رہا ہے۔<sup>۱</sup></p>		<p>بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۲۰</p>
<p>پیشگوئی کے چند سال بعد</p>	<p>عرصہ قریباً پچیس برس کا گذرا ہے کہ مجھے گورداسپور میں ایک رویا ہوا کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم بیٹھے ہیں اتنے میں میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ میں مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں۔ چنانچہ میں نے ان کی طرف کھسکا شروع کیا یہاں تک کہ وہ چارپائی سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں تین فرشتے آسمان کی طرف سے ظاہر ہو گئے جن میں سے ایک کا نام خیراقتی تھا۔ وہ تینوں بھی زمین پر بیٹھ گئے اور مولوی عبداللہ بھی زمین پر تھے۔ اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا۔ تب میں نے ان سب سے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو تب میں نے یہ دعا کی رب اذھب عنی الرجس و طهرنی</p>	<p>قریباً ۱۸۷۱ء</p>	<p>پیشگوئی نمبر ۱۲۱</p>
	<p>۱۔ اس نشان کے گواہ بہت سے مرد اور عورتیں ہیں منجملہ ان کے مولوی نور الدین صاحب۔ مرزا خدا بخش صاحب۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ شیخ عبدالرحمن قادیانی صاحب اور</p>		<p>زندہ گواہ رویت</p>

﴿۲۳۷﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۴۱		<p>تطہیراً۔ اس دعا پر تینوں فرشتوں اور مولوی عبداللہ نے آمین کہی اس کے بعد وہ تینوں فرشتے اور مولوی عبداللہ آسمان کی طرف اڑ گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ مولوی عبداللہ کی وفات قریب ہے اور میرے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے اور پھر میں ہر وقت محسوس کرتا رہا کہ ایک آسمانی کشش میرے اندر کام کر رہی ہے یہاں تک کہ وحی الہی کا سلسلہ جاری ہو گیا وہی ایک ہی رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام وکمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہو گئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی تھی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبداللہ غزنوی اس نور کی گواہی کے لئے پنجاب کی طرف کھنچا تھا۔ اور اس نے میری نسبت گواہی دی اور اس گواہی کو حافظ محمد یوسف اور ان کے بھائی محمد یعقوب نے بیان بھی کیا مگر پھر دنیا کی محبت ان پر غالب آ گئی اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ مولوی عبداللہ نے میرے خواب میں میرے دعویٰ کی تصدیق کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ قسم جھوٹی ہے تو اے قادر خدا مجھے ان لوگوں کی ہی زندگی میں جو مولوی عبداللہ صاحب کی اولاد دیا ان کے مرید یا شاگرد ہیں سخت عذاب سے مار ورنہ مجھے غالب کر اور ان کو شرمندہ یا ہدایت یافتہ۔ مولوی عبداللہ صاحب کے اپنے مومنہ کے یہ لفظ تھے کہ</p>	
	مفتی محمد صادق صاحب۔ شیخ حامد علی صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ میرنا صر نواب صاحب۔		

تاریخ نامور پیشگوئی	جس وحی سے میں شرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	آپ کو آسمانی نشانوں اور دوسرے دلائل کی تلوار دی گئی ہے اور جب میں دنیا پر تھا تو امید رکھتا تھا کہ ایسا انسان خدا کی طرف سے دنیا میں بھیجا جائے گا یہ میری خواب ہے۔ العن من کذب و ائد من صدق۔		
یہ پیشگوئی ہمیشہ پوری ہو رہی ہے	جب مولوی صاحب غزنوی ہماری مذکورہ بالا خواب کے مطابق فوت ہو گئے تو جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے تھوڑے دنوں کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ میں اپنا ایک خواب ان کے آگے بیان کر رہا ہوں اور وہ ایک بازار میں کھڑے ہیں جو ایک بڑے شہر کا بازار ہے اور پھر میں ان کے ساتھ ایک مسجد میں آ گیا ہوں اور ان کے ساتھ ایک گروہ کثیر ہے اور سب سپاہیانہ شکل پر نہایت جسم مضبوط وردیاں کسے ہوئے اور مسلح ہیں اور انہیں میں سے ایک مولوی عبداللہ صاحب ہیں کہ جو ایک قوی اور جسیم جوان نظر آتے ہیں۔ وردی کسے ہوئے ہتھیار پہنے ہوئے اور تلوار میان میں لٹک رہی ہے اور میں دل میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ لوگ ایک عظیم الشان حکم کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ باقی سب فرشتے ہیں مگر تیاری ہولناک ہے تب میں نے مولوی عبداللہ صاحب کو اپنا ایک خواب سنایا میں نے انہیں کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک نہایت چمکیلی اور روشن تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کی نوک آسمان میں ہے اور قبضہ میرے پنجے میں اور اس تلوار میں سے ایک نہایت تیز چمکتی ہے جیسا کہ	زمرہ ۱۸۷۷ء	پیشگوئی نمبر ۱۲۲
	خلیفہ نور الدین صاحب۔ منشی تاج الدین صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ میر حامد شاہ صاحب۔ حکیم حسام الدین صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم		زمرہ گواہ رویت



نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بیتہ پیشگوئی نمبر ۱۲۲		<p>آفتاب کی چمک ہوتی ہے اور میں اسے کبھی اپنے دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلاتا ہوں اور ہر ایک وار سے ہزار ہا آدمی کٹ جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تلوار اپنی لنبائی کی وجہ سے دنیا کے کناروں تک کام کرتی ہے اور وہ ایک بجلی کی طرح ہے جو ایک دم میں ہزاروں کوس چلی جاتی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ہاتھ تو میرا ہی ہے مگر قوت آسمان سے اور میں ہر ایک دفع اپنے دائیں اور بائیں طرف اس تلوار کو چلاتا ہوں اور ایک مخلوق ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جاتی ہے۔ یہ خواب تھی جو میں نے مولوی عبداللہ کے پاس بیان کی اور جب میں خواب کو بیان کر چکا اور ان سے تعبیر پوچھی تب مولوی عبداللہ نے اس کی تعبیر یہ بتلائی کہ تلوار سے مراد اتمام حجت اور تکمیل تبلیغ ہے اور میرے دلائل قاطعہ کی تلوار ہے اور یہ جو دیکھا کہ وہ تلوار دائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے اس سے مراد دلائل روحانیہ ہیں جو از قلم خوارق اور آسمانی نشانوں کے ہوں گے۔ اور یہ جو دیکھا کہ وہ بائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے اس سے مراد دلائل عقلیہ وغیرہ ہیں جن سے ہر ایک فرقہ پر اتمام حجت ہوگا۔ پھر انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو امیدوار تھا کہ ایسا انسان خدا کی طرف سے دنیا میں بھیجا جائے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے ایک حصہ کے حافظ محمد یوسف صاحب اور ان کے</p>	
	زندہ گواہ دیت	میاں محمد جان صاحب کپورتھلہ۔ میاں فتح دین صاحب۔ میاں عبداللہ صاحب پشاور۔ خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ وغیرہ احباب ہیں۔	

تاریخ ظہور پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ بیان پیشگوئی	نمبر شمار
	<p>بھائی محمد یعقوب نے بھی تصدیق کی ہے شائد میں نے اس خواب کو سو سے زیادہ لوگوں کو سنایا ہوگا۔ چنانچہ وہ پیشگوئی آج پوری ہو رہی ہے اور روحانی تلوار نے ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کو فتح کر لیا ہے اور کرتی جاتی ہے۔</p>		<p>یقینہ پیشگوئی نمبر ۱۲۲</p>
<p>خطوط کے قریباً نو سال بعد</p>	<p>سید عباس علی لدھیانوی کو ہم نے اپنے ابتدائی خطوط میں اپنے کشف کے ذریعہ سے اس بات سے پیش از وقت اطلاع دیدی تھی کہ آپ کا انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ اس وقت اپنے تئیں اسی راہ میں فنا شدہ ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ بعض کلمات ان خطوط کے مفصلہ ذیل ہیں۔ ”بنظر کشنی آپ کے دل میں انقباض معلوم ہوا۔“ ”آپ کسی نئے امر کے پیش آنے پر مضطرب نہ ہوں آپ ابتلا سے بچ نہیں سکتے۔“ ”نیک ظن بنا آسان ہے مگر نبھانا مشکل۔“ ”نہایت بد نصیب وہ انسان ہے جس کا انجام آغاز کا سا جوش نہیں رکھتا۔“ ان سے صاف ظاہر تھا کہ اس کا انجام اچھا نہیں۔ چنانچہ چند سالوں کے بعد وہ مرتد ہو گیا۔ مکتوب میرا اُن کی خاص دستخطی موجود ہے جس میں اس پیشگوئی سے کئی سال بعد اس کا انجام بد ہوا۔ یہ مکتوب ان کی وفات کے بعد ان کے کتب خانہ سے ملا۔ اس مکتوب کے دیکھنے سے ہریک کو معلوم ہوگا کہ دنیا کیسا عبرت کا مقام ہے جب انسان پر شقاوت کے دن آتے ہیں تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ جس شخص کو پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ تو برگشتہ ہو جائے گا اور ٹھوکر کھائے گا وہ برگشتہ ہو کر اس پیشگوئی سے کچھ فائدہ اٹھانہ سکا۔</p>	<p>۱۷ فروری ۱۸۸۳ء و جنوری ۱۸۸۴ء</p>	<p>پیشگوئی نمبر ۱۲۳</p>
	<p>ان نشانوں کے گواہ منشی ظفر احمد صاحب - حافظ محمد یوسف صاحب - محمد یعقوب صاحب - منشی محمد خان صاحب - عبداللہ سنوری وغیرہ احباب ہیں۔</p>		<p>زندہ گواہ روایت</p>

## اشاعت

یہ کتاب نزول المسیح زیر طبع تھی کہ مولوی کرم دین ساکن بھین نے جس کے خطوط اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں ایک مقدمہ دائر عدالت کیا کہ مجھ کو کذاب اور لئیم مواہب الرحمن میں (جو حضرت اقدس کی عربی تالیفات سے ہے) لکھا گیا ہے اور اس کتاب میں میرے جو خطوط لکھے گئے ہیں وہ جعلی ہیں اور ایک نسخہ اس کا کسی ذریعہ سے حاصل کر کے اس کو عدالت میں پیش کیا جس کی وجہ سے کتاب کے طبع ہونے میں روک پیش آگئی یہ مقدمہ مع دیگر مقدمات کے دو ڈھائی سال تک جاری رہا اور آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں (نسبت انجام مقدمات) کے مطابق یہ مقدمات فیصل ہوئے اور حضرت اقدس و اطہر نے ان کے فیصلہ کے بعد ایک کتاب اور لکھنی شروع کی جس کا نام نصرت الحق رکھا اور جو بعد میں براہین احمدیہ حصہ پنجم کے جلیل القدر نام سے موسوم ہوئی اور اس کے اندر مقدمات میں جو جو تائیدات الہیہ آپ کے شامل حال رہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے اوائل کتاب میں ہی کرمدین مدعی کے متعلق یہ شعر تحریر فرمایا کہ ۔

کذاب اس کا نام دفاتر میں رہ گیا      چالاکیوں کا فخر جو رکھتا تھا بہ گیا

کتاب نصرت الحق ابھی زیر طبع ہی تھی کہ ایک فتنہ ڈاکٹر عبدالکلیم پٹیل لوی کے ارتداد کا اٹھا جس کے دفع کرنے کے واسطے آپ نے حقیقۃ الوحی ایک ضخیم کتاب جو سات کھو صفحہ کی ہے تصنیف فرمائی اور اس میں <sup>۲۰۸</sup> دو سو آٹھ نشانات کا ذکر بھی آپ نے فرمایا جو آپ کی تصدیق میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے فعلی شہادت کے طور پر ظہور پذیر ہوئے اس کے ختم کرنے پر ارادہ تھا کہ یہ کتاب اور نیز نصرت الحق کو مکمل کیا جاوے کہ انہیں ایام میں آپ کا ایک مضمون آریوں کے جلسہ میں پڑھا گیا جس کے بالمقابل آریوں کی طرف سے گالیوں سے بھرا ہوا لیکچر حضرت کے خدام کی حاضری میں سنایا گیا اس کے جواب میں کتاب چشمہ معرفت جو ساڑھے تین سو <sup>۳۵</sup> صفحہ کی پر معارف کتاب ہے، آپ نے شائع فرمائی۔ ابھی اس کو شائع کئے دو تین روز گزرے تھے کہ پیغام صلح کے لکھنے پر ضرورت وقت نے حضور کو توجہ دلائی وہ لکھ ہی رہے تھے اور ختم کیا ہی تھا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے آپ کی طلبی کا پیغام آ پہنچا اور رسالہ الوصیت مجریہ ۱۹۰۶ء کی پیشگوئیوں کے مطابق الرّحیل ثم الرّحیل کا نفاہ بخ گیا۔

ان حالات کے ماتحت اس کتاب کا شائع ہونا معرض التواء میں رہا۔ چونکہ اس کے شروع میں نیز کشتی نوح میں آپ نے اس کے اندر ڈیڑھ سو پیشگوئیوں کے لکھنے کا اور شامل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس لئے یہ بات بتا دینے کے لائق ہے کہ حقیقۃً الوحی متذکرہ صدر کتاب حضرت نے اس کے بعد لکھی تھی جس میں دو سو آٹھ نشانات آپ نے قلمبند فرمائے ہیں اور بعض کے گواہان رویت بھی تحریر فرمائے ہیں۔ اس لئے جو شخص حقیقۃً الوحی کا مطالعہ کرے گا وہ بخوبی سمجھ لے گا کہ ڈیڑھ سو نشانات کی تکمیل کی بجائے دو سو آٹھ نشانات آپ نے اس کتاب میں لکھ کر وعدہ کو پورا فرما دیا ہے اور حقیقۃً الوحی نزول المسیح کا تکملہ کیا بلکہ نأت بخیر منہا کے مطابق بڑھ چڑھ کر معاوضہ ہے۔ اس لئے اب ضرورت نہیں کہ ان نشانات کو لکھ کر اس جگہ ایک سو پچاس پورے کئے جاویں کیونکہ حضرت موعودؑ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کتاب حقیقۃً الوحی میں وہ ضرورت سے بہت کچھ زیادہ موجود ہیں۔ نظر براں جس قدر کتاب ہذا حضرت اقدس کے روبرو طبع ہوئی تھی اسی کو پبلک کے پیش نظر کیا جاتا ہے اور قیمت بہت ہی کم اس خیال سے رکھی گئی ہے کہ ہر مستطیع و غیر مستطیع اس کو خرید کر پڑھ سکے۔ اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کو فہم و فراست اپنی طرف سے عطا فرماوے۔ اور چونکہ مسیحؑ جس کے نزول کا اس میں تذکرہ ہے وہ دنیا سے چلا گیا ہے اور بہت سے علوم و فیوض کے خزانے چھوڑ گیا ہے۔ پڑھنے والوں کے دلوں کو ان علوم و فیوض کی طرف رغبت بخشنے۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

الْمَذْكُور

کمترین خادمان مسیح موعودؑ مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت ممدوح

از قادیان دارالامان

ضلع گورداسپور پنجاب

۸ شعبان المعظم ۱۳۲۷ ہجری

۲۵ اگست ۱۹۰۹ء

# گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے؟

تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام



## گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے

اس رسالہ میں ہمارا یہ ارادہ ہے کہ دنیا کو دکھائیں کہ جس قدر ہمارا یہ زمانہ اپنی جسمانی حالت کے رو سے ترقی کر گیا ہے اسی قدر اپنی روحانی حالت کے رو سے تنزل میں ہے یہاں تک کہ روحوں میں یہ برداشت ہی نہیں رہی کہ وہ پاک سچائیوں کو چھو بھی سکیں بلکہ انسانوں پر ایک غور کی نظر ڈالنے سے ثابت ہو رہا ہے کہ مخفی طور پر ایک بھاری کشش ان کو نیچے کی طرف کھینچ رہی ہے اور وہ دمبدم ایک گڑھے کی طرف حرکت کر رہے ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں اسفل السافلین کہہ سکتے ہیں اور استعدادوں پر ایک ایسا انقلاب آ گیا ہے کہ وہ ایسی چیزوں کی خوبصورتی کی نہایت تعریف کر رہے ہیں جو روحانیت کی نظر سے سخت مکروہ اور بد شکل ہیں۔ ہر ایک کا شنس محسوس کر رہا ہے کہ ایک کشش اس کو نیچے کی طرف لے جا رہی ہے اور انہی کششوں کے برباد کن اثروں سے ایک عالم تباہ ہو گیا ہے۔ پاک سچائیوں کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھا جاتا ہے اور سچ سچ رو بخدا ہو جانے کو ایک حماقت سمجھا جاتا ہے۔ تمام نفوس جو زمین پر ہیں یک لخت دنیا پر سرنگوں نظر آتے ہیں گویا ایک پنہانی قوت جاذبہ سے معذور اور مجبور ہو رہے ہیں۔ یہ وہی بات ہے جو ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ دنیا کا تمام کاروبار کششوں پر ہی چلتا ہے۔ جس پہلو میں یقین کی قوت زیادہ ہے وہ اس دوسرے پہلو کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور چونکہ یہ فلاسفی نہایت ہی صحیح ہے کہ ایک کشش کو صرف وہ کشش روک سکتی ہے جو اس کی نسبت بہت زبردست اور طاقتور ہو اس لئے یہ دنیا جو اس سفلی کشش سے متاثر ہو کر نیچے کی طرف کھینچی جا رہی ہے اس کا اوپر کی طرف رخ کرنا بالکل جائے

ناامیدی ہے جب تک کہ ایک ایسی مخالف اور زبردست کشش آسمان سے پیدا نہ ہو جو مخالف پہلو کے یقین کو بڑھا دے یعنی جیسا کہ ایک یقینی نظر سے نفسانی بد عملیوں میں فوائد اور لذات محسوس ہو رہے ہیں ان سے بڑھ کر رحمانی حکموں میں فوائد دکھائی دیں اور یقین کی نظر سے بدی کا ارتکاب مرنے کے برابر مشہود ہو جو دل کو پکڑ لے اور یہ یقین کی روشنی صرف آسمان سے اس آفتاب کے ذریعہ سے آتی ہے جو امام الوقت ہوتا ہے۔ اس لئے اس امام کا شناخت نہ کرنا جاہلیت کی موت مرنا ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ میں اس آفتاب سے روشنی حاصل کرنا نہیں چاہتا وہ خدا کے مستمرہ قانون کو توڑنا چاہتا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آفتاب کے بغیر آنکھیں دیکھ سکیں؟ گو کہ آنکھوں میں بھی ایک نور ہے مگر آفتاب کا محتاج۔ آفتاب حقیقی نور ہے جو آسمان سے آتا اور زمین کو روشن کرتا ہے اور آنکھیں بغیر اس کے اندھی ہیں۔ اور جس شخص کو اس آسمانی نور کے ذریعہ سے یقین پیدا ہوگا اس کو نیکی کی طرف ایک کشش پیدا ہوگی اور اس آسمانی کشش اور زمینی کشش میں لڑائی ہونا ایک طبعی امر ہے کیونکہ اس صورت میں ایک کشش نیکی کی طرف کھینچے گی اور ایک بدی کی طرف۔ اور ایک مشرق کی طرف دھکا دے گی اور ایک مغرب کی طرف۔ اور دونوں کا باہم ٹکرانا اس وقت سخت خطرناک ہوگا جب کہ دونوں میں انتہائی درجہ کی کششیں موجود ہوں گی جن کا دنیا کی انتہائی ترقیات پر موجود نہ ہونا ایک لازمی امر ہے۔ پس جب تم دیکھو کہ زمین نے انتہائی درجہ پر ترقی کر لی ہے تو سمجھ لو کہ یہی دن آسمانی ترقی کے بھی ہیں اور یقین کر لو کہ آسمان پر بھی ایک روحانی تیاری ہے اور وہاں بھی ایک کشش پیدا ہوگئی ہے جو زمینی کشش سے لڑنا چاہتی ہے۔ پس ایسے دن سخت خوفناک ہیں جب کہ زمین غفلت اور برائی میں انتہائی درجہ پر ترقی کر جائے کیونکہ روحانی لڑائی کیلئے وہی وعدہ کے دن ہیں جن کو نبیوں نے طرح طرح کے استعارات میں بیان کیا ہے اور بعض نے اس مثال میں اس کو پیش کیا ہے کہ یہ آسمانی فرشتوں اور زمینی شیطانوں کی ایک آخری لڑائی



ہے جس پر اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ اور بعض نے اپنی جہالت اور نادانی سے اس لڑائی کو ایک جسمانی لڑائی سمجھ لیا ہے جو تلوار اور بندوق سے ہوتی ہیں۔ مگر وہ لوگ غلطی پر ہیں اور اپنی سفلی عقل اور حماقت سے روحانی جنگ کو جسمانی جنگ کی طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ غرض ان دنوں زمین کی تاریکی اور آسمان کے نور کا ایک انتہائی جنگ ہے۔ آدم سے لے کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام خدا کے مقدس نبی اس جنگ کی طرف اشارات کرتے آئے ہیں اور اس جنگ کے سپہ سالاروں کے دو مختلف نام رکھے گئے ہیں ایک سچائیوں کو چھپانے والا اور دوسرا سچائیوں کو ظاہر کرنے والا یا دوسرے لفظوں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آسمان سے نورانی فرشتوں کے ساتھ اترنے والا اور میکائیل کا مظہر اور ایک زمین سے تمام شیطانی تاریکیوں کو لے کر ظاہر ہونے والا اور ابلیس کا مظہر ہوگا۔ اب جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمینی لشکر خوب تیار ہے اور وہ خوب مسلح ہو کر کھڑے ہیں اور اپنا کام کر رہے ہیں بلکہ بہت کچھ کر بھی چکے ہیں تو طبعاً یہ نیک خواہش پیدا ہوتی ہے اور فراست صحیحہ گواہی دیتی ہے کہ آسمانی گورنمنٹ بھی ان تیاریوں سے غافل نہیں ہے۔ اس گورنمنٹ کی کچھ ایسی عادت ہے کہ وہ ظاہری شور و غوغا کو پسند نہیں کرتی اور وہ بہت کچھ کارروائیاں اندر ہی اندر کر لیتی ہے اور لوگوں کو خبر بھی نہیں ہوتی تب آسمان پر ایک نشان ظاہر ہوتا ہے اور زمین پر ایک منار روشن اور نہایت سپید اور وہ آسمانی روشنی منار پر گرتی ہے اور پھر وہ منار تمام دنیا کو روشن کرتا ہے۔ یہ مختصر فقرہ تشریح کا محتاج ہے اور تشریح یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا روحانی سلسلہ اگرچہ جسمانی سلسلے کے بالکل مطابق ہے لیکن بعض امور میں اس میں وہ خواص عجیبہ پائے جاتے ہیں کہ جو جسمانی سلسلہ میں کھلے کھلے طور سے نظر آ نہیں سکتے چنانچہ منجملہ ان کے ایک یہ بھی خاصہ ہے کہ جب سفلی کشش اپنا کام کرنا شروع کرتی ہے تو گو وہ کشش آسمانی کشش سے بالکل مخالف ہے تاہم آسمانی کشش اس کشش کے طبعی تقاضا سے پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے

پس یہ امر معقول ہے کہ ان کششوں کے انتہائی درجہ کے زوروں کے وقت جو دنیا کا آخری زمانہ ہے ان دونوں میں لڑائی ہونا چاہئے تھی کیونکہ اقبال کا تقاضا ہے کہ فریق مخالف کو فنا کرے۔ پس جس موقعہ اور محل میں فریقین برابر درجہ کا اقبال و شوکت رکھیں گے، ایسے دو فریق بغیر لڑائی کے نہیں رہ سکتے کیونکہ ہر ایک خدا کے نبیوں کی کتابوں میں پیشگوئی کے طور پر بیان کی گئی ہے۔ ایسا ہی عقل بھی اس کو ضروری سمجھتی ہے۔ کیونکہ جب دو مخالف اور پُر زور کششوں میں باہم ٹکرائے تو ضروری ہے کہ ایک دوسری کو فنا کر دیوے یا دونوں فنا ہو جائیں اور اس لڑائی کے بارہ میں نبیوں کی کتابوں میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام سے پورا ہزار برس گزر جائیں تو نبیوں کی پیشگوئی کے مطابق شیطان قید کیا گیا تھا تو سفلی کشش نے زمین پر اپنا رنگ جمانا شروع کیا۔ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ اسلام اپنے پاک اصولوں کے لحاظ سے تنزل کی حالت کی طرف مائل ہو گیا تھا اور اس کی روحانی ترقیاں رک گئی تھیں اور اس کی ظاہری فتوحات کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا اور وہ شیطان کے قید ہونے کے دنوں میں پیدا ہوا۔ اور ضرور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا جیسا کہ تمام نبیوں نے یوحنا فقیہ تک گواہی دی ہے۔ اور شیطان کے چھوٹے پر یعنی ۱۰۰۰ عیسوی کے بعد اس کا تنزل شروع ہو گیا اور وہ آگے بڑھنے سے رک گیا تب سے شیطانی کارروائیاں رنگارنگ کے پیراؤں میں شروع ہوئیں اور زمین پر یہ پودا بڑھتا گیا۔ اور اس کی شاخیں کچھ تو مشرق کی طرف پھیل گئیں اور کچھ مغرب کی انتہائی آبادیوں تک جانکلیں اور کچھ جنوب کی طرف اور کچھ شمال کی طرف متوجہ ہوئیں جیسا کہ شیطان کے قید رکھنے کا زمانہ ہزار برس تھا جس پر واقعات خارجیہ نے گواہی دی ہے ایسا ہی نبیوں کی پیشین گوئیوں کے رو سے شیطان کے چھوٹے کا زمانہ بھی ہزار برس ہی تھا جو ہجرت کی چودھویں صدی کے سر پر پورا ہو جاتا ہے۔ مگر یہ ہزار برس خدائی حساب کے رو سے ہے یعنی چاند کے حساب سے اور خدا کی طرف

سے یہودیوں اور مسلمانوں کو پیشگوئیوں کے وقتوں کی شناخت کرنے کے لئے یہی حساب سکھایا گیا ہے اور سورج کے دنوں کے رو سے حساب کرنا انسانوں کی بدعت ہے جو پاک نوشتوں کے منشاء کے مخالف ہے۔ غرض اس حساب کے رو سے شیطان کی مہلت کے آخری دن یہی ہیں جن میں ہم ہیں بلکہ یوں سمجھو کہ گزر بھی چکے کیونکہ ہجری صدی جس کے سر پر ہزار برس شیطان کے چھوٹنے کا پورا ہو گیا۔ اس کو انیس برس گزر چکے اور شیطان نہیں چاہتا کہ اس سے آزادی اور حکومت چھین لی جاوے۔ ناچار دونوں کششوں کی لڑائی ہوگی جو ابتدا سے مقدر تھی اور ممکن نہیں ہے کہ خدا کا کلام غلط ہو۔ اور ان دنوں پر ایک دوسری شہادت یہ بھی ہے کہ دنیا کی ابتدا سے یعنی آدم کے ظہور سے آج تک چھٹا ہزار بھی گزر گیا جس میں آدم ثانی پیدا ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ چھٹا دن آدم کی پیدائش کا دن ہے اور خدا کی پاک کتابوں کے رو سے ایک ہزار برس ایسا ہے جیسا کہ ایک دن۔ سو یہ امر خدا کے پاک وعدوں کے رو سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ آدم پیدا ہو گیا۔ گو وہ ابھی کامل طور پر شناخت نہیں کیا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ اس آدم کا مقام جو خدا کے ہاتھ سے تجویز کیا گیا وہ شرقی ہے نہ غربی کیونکہ تورات باب ۲۔ آیت ۸ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آدم کو ایک باغ میں شرقی طرف جگہ دی گئی تھی پس ضرور ہے کہ یہ آدم بھی مشرقی ملک میں ہی ظاہر ہوتا اول اور آخری مماثلت مکانی قائم رہے۔ اور اس اعتراف سے جیسا کہ مسلمانوں کو چارہ نہیں ویسا ہی عیسائیوں کو بھی کوئی گریز کی جگہ نہیں بشرطیکہ دہریت کی رگ مانع نہ ہو۔ پس اصل حقیقت کے سمجھنے کیلئے کچھ مشکلات باقی نہیں رہیں اور یہ مسئلہ نہایت صاف ہے کہ یہ زمانہ نور اور ظلمت کی لڑائی کا زمانہ ہے اور ظلمت نے انتہا تک اپنا کام کر لیا ہے اور یہ امیدیں نہیں کی جاسکتیں کہ بغیر نزول آسمانی نور کے اس ظلمت پر کوئی فتیاب ہو سکے اور اس بات میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ ظلمت اپنے پورے زوروں میں ہے اور راستبازی کا نیم مردہ چراغ فنا ہونے کے قریب ہے اور رسمی

عقیدے اور رسمی علم اور رسمی نمازیں اس روشنی کو بحال نہیں کر سکتیں جو گم ہو چکی ہے کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! کیا ظلمت، ظلمت کو دور کر سکتی ہے؟ کسی طرح ممکن نہیں۔ اب تو ایک جدید منار کی ضرورت ہے جو زمین پر تیار ہو جو سفلی آبادیوں سے امتیاز کے ساتھ اونچا ہوتا آسمانی روشنی اس پر نازل ہو اور سماوی چراغ اس پر رکھا جاوے اور پھر تمام دنیا اس روشنی سے منور ہو جاوے کیونکہ اگر چراغ اونچے مقام پر نہ رکھا جائے تو کیونکر اس کی روشنی دور دور تک پھیل سکے۔ اب آپ کو یہ سمجھنا باقی ہے کہ منار کیا چیز ہے پس یاد رہے کہ منار اس نفس مقدس اور مطہر اور بلند ہمت کا نام ہے جو انسان کامل کو ملتا ہے جو آسمانی نور پانے کا مستحق جیسا کہ منار کے معنی میں یہ مطلب داخل ہے اور منار کی بلندی سے مراد اس انسان کی بلند ہمتی ہے اور منار کی مضبوطی سے مراد اس انسان کی استقامت ہے جو طرح طرح کے امتحانوں کے وقت وہ دکھلاتا ہے اور اس کی سفیدی و بریت ہے جو انجام کار ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ سب کچھ ہو لیتا ہے یعنی جب اس کی علو ہمت اور کمال استقامت اور کمال صبر اور استقلال اور دلائل کے ساتھ اس کی بریت ایک چمکتے ہوئے منار کی طرح کھل جاتی ہے تب اس کی جلالی آمد کا وقت آجاتا ہے اور پہلی آمد جو ابتلاؤں کے ساتھ ہے اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ تب وہ روحانیت خدائی جلال سے رنگین ہو کر اس وجود پر اترتی ہے جو منار کی صورت پر کھڑا ہے تب باذنہ تعالیٰ خدائی تاثیریں اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ آمد ثانی میں ہوتا ہے۔ اور مسیح موعود کی خاص طور کی آمد اسی حقیقت کی کامل تصویر ہے اور مسلمانوں میں جو یہ روایتیں ہیں کہ مسیح موعود منار کے پاس اترے گا۔ اترنے سے مراد ایک جلالی طور کی آمد ہے جو خدائی رنگ اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ پہلے اس سے زمین پر موجود نہ تھا مگر ضرور ہے کہ آسمان اسے لئے رہے۔ جب تک کہ وہ وقت نہ آوے جو خدا نے مقرر کر دیا ہے۔ خدا کی عادت میں یہ بھی داخل ہے کہ روحانی امور کو ذہن نشین کرانے کیلئے

ان کے کسی حصہ کی جسمانی تصویر بھی پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ بیت المقدس کی ہیکل اور مکہ معظمہ کا خانہ کعبہ یہ دونوں تصویریں روحانی تجلیات کی ہیں اسی بنا پر شریعت اسلامی میں یہ سمجھا گیا ہے کہ مسیح موعود منار پر یا منار کے قریب نازل ہوگا۔ ایک ایسے ملک میں جو دمشق کے شرقی طرف ہے جیسا کہ آدم کو بھی شرقی طرف ہی جگہ دی گئی تھی۔ اس جلالی آمد سے پہلے ظاہری منار کے بھی بنائے جانے میں کچھ حرج نہیں بلکہ حدیثوں میں بطور پیش گوئی اس کا ذکر پایا جاتا ہے کہ وہ مسیح موعود کی جلالی آمد کیلئے ایک نشان ہوگا جو اس آمد سے پہلے بنایا جائے گا۔ یہ مقدر ہے کہ مسیح موعود کا آنا دو رنگ میں ہوگا۔ اول معمولی طور پر جس میں طرح طرح کے ابتلا بھرے ہوئے ہیں۔ طرح طرح کی تکلیفوں کا وقت ہے۔ جب یہ دن پورے ہو جائیں گے تب جلالی آمد کا وقت آجائے گا اور ضرور ہے کہ اس سے پہلے ایک منار تیار ہو جائے جیسا کہ حدیثوں سے پایا جاتا ہے کہ اس حقیقت کے دکھلانے کے لئے ایک ظاہری منار بھی ہوگا اور وہ باطنی منار کی تصویر ہوگا اور قبل اس کے جو وہ جلالی طور پر نازل ہو دنیا اس کو نہیں پہچانتی کیونکہ وہ دنیا میں سے نہیں ہے اور دنیا اس سے محبت نہیں کرتی کیونکہ جس خدا سے وہ آیا ہے اس سے بھی دنیا کو محبت نہیں۔ پس ضرور ہے کہ وہ آمد اول میں ستایا جائے اور دکھ دیا جائے اور طرح طرح کے الزام اس پر لگائے جائیں جیسا کہ اسلامی پیشگوئیوں میں لکھا ہے کہ ابتدا میں مسیح موعود کو قبول نہیں کیا جائے گا اور نادان لوگوں کے کہنے اس کی نسبت بہت بڑھ جائیں گے اور شرارتیں انتہا تک پہنچ جائیں گی۔ یہاں تک کہ ایک شخص ظالمانہ حملہ اس پر کر کے خیال کرے گا کہ اس نے بڑی نیکی کا کام کیا ہے اور ایک اس کو دکھ دے کر یہ سمجھے گا کہ اس نے اپنے فعل سے خدا کو راضی کر دیا ہے۔ اسی طرح ہوتا رہے گا اور ہر ایک قسم کا زلزلہ اس پر آئے گا اور ہر ایک مصیبت کا اس کو سامنا ہوگا یہاں تک کہ عادت اللہ اس میں پوری ہو جاوے گی۔ تب اس کی جلالی آمد کا وقت آجائے گا اور مستعد دلوں کی

آنکھیں کھولی جائیں گی، اور وہ خود بخود سوچنے لگیں کہ یہ کیا بات ہے اور یہ کس قسم کا کاذب ہے جو زیر نہیں ہوتا اور کیوں خدا کی تائیدیں اس کے شامل حال ہیں اور ہمارے شامل حال نہیں تب خدا کا ایک فرشتہ ان کے دلوں پر اترے گا اور ان کو سمجھائے گا کہ کیا تمہاری حدیثوں اور روایتوں کی پیشگوئیاں ضروری الوقوع ہیں جو تمہاری روک کا باعث ہیں اور کیا ان میں سے بعض کی نسبت وضع اور غلطی ممکن اور محل نہیں اور کیا بعض پیشگوئیوں کا استعارات کے رنگ میں پورا ہونا جائز نہیں۔ اور کیا یہودیوں کی بد نصیبی اور بے ایمانی کا جز اس کے کوئی اور بھی باعث تھا کہ وہ منتظر رہے کہ تمام باتیں ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں اور ان کے خیالات کے مطابق سب کچھ ہو مگر نہ ہوا۔ تو پھر جب کہ وہی خدا اب بھی ہے اور وہی اس کی عادت، تو کیوں جائز نہیں کہ وہی ابتلا تمہیں بھی پیش آیا ہو۔ غرض آخر کار انہی خیالات کی طرف طبعاً انسانوں کے دلوں کا رجوع ہو جائے گا جیسا کہ قدیم سے ہوتا آیا ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں کہ حقیقی دین اور راستبازی کے پھیلانے کے لئے۔ یہ جسمانی لڑائیوں کا زمانہ ہے کیونکہ تلوار سچائی کے جوہروں کو ظاہر نہیں کر سکتی بلکہ ان کو اور بھی چھپاتی اور مشتبہ کرتی ہے جو لوگ ایسے خیالات کے خواہشمند ہیں وہ اسلام کے دوست نہیں ہیں بلکہ دشمن ہیں اور ان کی فطرت نہایت پست اور سفلی رنگ میں اور ان کی ہمتیں گری ہوئی اور دل منقبض اور دماغ ابلہ اور طبیعتیں تاریک ہیں کیونکہ وہ مخالفوں کو ایک ایسے اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں جو درحقیقت وارد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بقول ان کے اسلام اپنی ترقی کے واسطے جہاد کا محتاج ہے اور یہ اسلام کی ہجو ہے کیونکہ جس مذہب میں یہ قوت ہے کہ وہ اپنی سچائی کو عظمیٰ دلائل سے یا کسی اور قسم کی قابل تمسک شہادتوں سے یا آسمانی نشانوں سے با آسانی ثابت کر سکتا ہے۔ ایسے مذہب کے لئے کچھ ضرورت نہیں کہ جبر سے اور تلوار کی دھمکی سے اپنی سچائی کا اقرار کر اے لیکن اگر کسی مذہب میں یہ ذاتی خاصیت موجود نہیں اور اپنی کمزوری کا تلوار سے تدارک کرتا ہے تو ایسے مذہب کے

جھوٹا ہونے کے لئے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں اس کے کاٹنے کے لئے اسی کی تلوار کافی ہے۔ مگر یہ اعتراض کہ اگر جہاد اب جائز نہیں تو اسلام میں اول زمانہ میں کیوں تلوار سے کام لیا گیا۔ یہ معترضین کی اپنی غلطی ہے جو باعث ناواقفیت پیدا ہوئی ہے۔ انہیں معلوم نہیں کہ اسلام دین کے پھیلانے کے لئے ہرگز جبر کی اجازت نہیں دیتا۔ دیکھو کیسی ممانعت قرآن میں موجود ہے کہ فرماتا ہے کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ<sup>۱</sup> یعنی دین میں جبر نہیں کرنا چاہئے۔ پھر کیوں تلوار اٹھائی گئی۔ اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ عرب کے وحشی جن میں کوئی تمیز اور تہذیب باقی نہیں رہی تھی وہ اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن ہو گئے تھے اور جب ان پر توحید اور اسلامی سچائیوں کی کھلے کھلے دلائل سے حجت پوری کی گئی اور ان کے ذہن نشین کیا گیا کہ انسان ہو کر پتھروں کی پوجا کرنا ایک صریح غلطی ہے کہ انسانیت کے بھی برخلاف ہے تو وہ ان معقول باتوں کا کچھ بھی جواب نہ دے سکے اور ان کے لاجواب ہو جانے سے سمجھدار لوگوں کو اسلام کی طرف حرکت پیدا ہو گئی اور بھائی سے بھائی اور باپ سے بیٹا جدا ہو گیا تب انہیں اپنے باطل مذہب کے بچانے کے لئے کوئی تدبیر بجز اس کے خیال میں نہ آئی کہ سخت سخت سزاؤں کے ساتھ لوگوں کو مسلمان ہونے سے روک دیں۔ چنانچہ مکہ معظمہ میں ابو جہل وغیرہ مکہ کے رئیسوں کی طرف سے یہی عمل درآمد شروع ہو گیا۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ کی تاریخ پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ ایسی بے رحمی کی وارداتیں مخالفوں کی طرف سے مکہ میں کس قدر ظہور میں آئیں اور کس قدر بے گناہ ظلم سے مارے گئے مگر لوگ پھر بھی مسلمان ہونے سے باز نہیں آتے تھے کیونکہ ہر ایک موٹی عقل کا انسان بھی جانتا تھا کہ بت پرستوں کے مقابل پر کس قدر اسلام معقولیت اور صفائی رکھتا ہے ناچار جب اس تدبیر سے بھی پوری کامیابی نہ ہوئی تو یہ ٹھہری کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی قتل کیا جاوے لیکن خدا تعالیٰ آپ کو بچا کر مدینہ میں لے گیا مگر پھر بھی انہوں نے قتل کے لئے تعاقب کیا اور کسی صورت میں اپنی

عادت کو چھوڑنا نہ چاہا۔ پس اس صورت میں اسلام کے لئے بجز اس کا روائی کے اور کیا چارہ تھا کہ وہ ان حملوں کی مدافعت کرتا اور بیجا حملہ کرنے والوں کو سزا دیتا۔ سو اسلام کی لڑائیاں دین پھیلانے کیلئے نہیں تھیں بلکہ مسلمانوں کی جان بچانے کے لئے تھیں۔ کیا کوئی عقل سلیم قبول کر سکتی ہے کہ اسلام وحشی بت پرستوں کے آگے بھی اپنی توحید کی معقولیت ثابت کرنے سے عاجز تھا اور کیا کوئی عقلمند باور کر سکتا ہے کہ وہ مشرک لوگ جو پتھروں اور جمادات کی پوجا کرتے اور طرح طرح کی ناپاکیوں میں مبتلا تھے اسلام ان کے آگے بھی حجت کے رو سے مغلوب تھا اور تلوار سے کام چلانا چاہتا تھا۔ معاذ اللہ ہرگز یہ خیالات صحیح نہیں ہیں اور جنہوں نے ایسے اعتراض اسلام پر کئے ہیں انہوں نے سراسر ظلم کی راہ سے حقیقت کو چھپایا ہے۔

ہاں یہ سچ ہے اس ظلم سے جیسا کہ مولویوں نے حصہ لیا۔ پادریوں نے بھی ان سے کم حصہ نہیں لیا اور اسلام پر اس قسم کے اعتراض کر کے نادان مولویوں کی باتوں کو عوام کے ذہن میں خوب جمادیا اور ان کو یہ دھوکا لگا کہ جس حالت میں ہمارے مولوی جہاد کا فتویٰ دیتے ہیں اور پادری جو بڑے صاحب علم ہیں وہ بھی یہی اعتراض پیش کرتے ہیں سو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت ہمارے مذہب میں جہاد روا ہے۔ اب یہ کس قدر ظلم ہوا کہ دو مختلف شہادتوں سے اسلام پر یہ اعتراض جمایا گیا۔ اگر پادری ایسا طریق اختیار نہ کرتے اور ایمانداری سے سچ کی پیروی کر کے یہ کہتے کہ یہ مولوی نادانی اور جہالت کا فتویٰ دیتے ہیں ورنہ اسلام کی ابتدا میں جس صورت نے یہ ضرورت پیدا کی تھی اب وہ صورت اس زمانہ میں موجود نہیں ہے تو امید تھی کہ جہاد کا خیال ہی دنیا سے اٹھ جاتا مگر جوش زیادہ اور سمجھ کم تھی اس لئے حقیقت کو نہیں سمجھا۔

ہاں یہ سچ ہے کہ عرب کے لوگ جب بہت سی مفسدانہ حرکات کے بعد اپنی ناحق کی خون ریزیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی نظر میں واجب القتل ٹھہر گئے تھے تب یہ حکم بھی نکلا تھا



کہ وہ سب قتل کے لائق ہیں۔ مگر پھر بھی اگر ایمان لے آویں تو سزائے قتل سے معافی دی جاوے گی۔ غالباً کم فہم مخالفوں نے اسی حکم سے دھوکا کھایا ہے انہیں معلوم نہیں کہ یہ صورت جبر کی نہیں بلکہ واجب القتل کے لئے ایک رعایت ہے اس کو جبر سمجھ لینا اس سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں۔ وہ لوگ تو قاتل ہونے کی وجہ سے مستوجب قتل تھے نہ کافر ہونے کی وجہ سے اور خدائے رحیم یہ بھی خوب جانتا تھا کہ انہوں نے اسلام کی سچائی کو خوب سمجھ لیا ہے لہذا اس کی رحمت نے تقاضا فرمایا کہ ایسے واجب القتل مجرموں کو پھر بھی گناہ معاف کرانے کا ایک موقع دیا جاوے سو اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ اسلام کا ہرگز منشاء نہ تھا کہ کسی کو قتل کرے بلکہ جو لوگ اپنی خوزریوں کی وجہ سے قتل کے لائق تھے ان کے لئے بھی معافی کی ایک راہ نکال دی۔ اس زمانہ میں اسلام کو یہ مشکلات جا بجا پیش آئیں کہ ہر ایک قوم میں اس قدر تعصب بڑھا ہوا تھا کہ کوئی بیچارہ کسی قوم میں سے اگر مسلمان ہو جاتا تو یا تو وہ قتل کیا جاتا تھا اور یا اس کی جان سخت خطرہ میں پڑ جاتی تھی اور زندگی اس پر وبال ہو جاتی تھی۔ تو اس صورت میں اسلام کو امن قائم کرنے کیلئے بھی لڑائیاں کرنی پڑیں اور بجز ان دو صورتوں کے اس ابتلا کے زمانہ میں کبھی اسلام نے جنگ کا نام نہ لیا اور اسلام کا ہرگز مقصود نہ تھا کہ مذہب کیلئے وہ جنگ کرے لیکن اس کو جنگ کرنے پر خواہ مخواہ مجبور کیا گیا۔ پس جو کچھ اس سے ظہور میں آیا وہ حفاظت خود اختیاری اور ضرورت مدافعت کیلئے ظہور میں آیا پھر بعد اس کے نا سمجھ مولویوں نے اس مسئلہ پر اور رنگ چڑھا دیا اور ایک قابل شرم درندگی کو اپنا فخر سمجھا لیکن یہ اسلام کا تصور نہیں ہے یہ خود ان لوگوں کی عقول کا تصور ہے جو انسانی خون کو چار پائیوں کے خون سے بھی کم قدر سمجھتے ہیں اور ابھی تک خونوں سے سیر نہیں ہوئے بلکہ اسی غرض کیلئے ایک مہدی خونی کے منتظر ہیں۔ گویا تمام قوموں کو یہ ثبوت دینا چاہتے ہیں کہ اسلام اپنی اشاعت کے لئے ہمیشہ جبر اور زبردستی کا محتاج رہا ہے۔ اور اس میں کوئی خفیف اور سبک سچائی بھی نہیں۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حال کے بعض مولوی اس انحطاط پر ابھی راضی نہیں ہیں جو اسلام کو پیش آرہا ہے اور وہ ایسے عقیدوں پر زور دے کر کسی اور اسفل مقام تک اسلام کو لے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن یقیناً سمجھو کہ خدا کو منظور نہیں ہے کہ اسلام ایسی ملامتوں اور تہمتوں کا نشانہ بنے۔ نادان مخالفوں کیلئے یہ ابتلا بس ہے کہ وہ اب تک اپنے اس خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ گویا ابتدائی زمانہ میں اور بعد میں بھی اسلام اپنی جماعت بڑھانے کے لئے تلوار سے کام لیتا رہا ہے۔ اب یہ زمانہ اور یہ وقت وہ ہے کہ اس غلطی کو دلوں کے اندر سے نکال دیا جائے نہ یہ کہ اور بھی پختہ کیا جائے۔ اگر اسلام کے مولوی اتفاق کر کے اس بات پر زور دیں کہ وہ وحشی مسلمانوں کے دلوں سے اس غلطی کو نکال دیں تو وہ بلاشبہ قوم پر ایک بڑا احسان کریں گے اور نہ صرف یہی بلکہ ان کے ذریعہ سے اسلام کی خوبیوں کی ایک بھاری جڑ لوگوں پر ظاہر ہو جائے گی اور وہ سب کراہتیں جو اپنی غلطیوں سے مذہبی مخالف اسلام کی نسبت رکھتے ہیں وہ جاتی رہیں گی تب ان کی نظریں صاف ہو کر جلد تر اس چشمہ نور سے فیض اٹھائیں گی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ایک خونی انسان کے نزدیک کوئی نہیں آسکتا ہر ایک شخص اس سے ڈرتا ہے خاص کر بچے اور عورتیں اس کو دیکھ کر کانپتی ہیں اور وہ ایک مجنون کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ اور ایک غیر مذاہب کا مخالف اس کے پاس رات رہنے سے بھی اندیشہ کرتا ہے کہ مبادا غازی بننے کے لئے رات اٹھ کر اس کو قتل نہ کر دے کیونکہ انہیں ثوابوں کے خیال سے بعض سرحدی اب تک ناحق کے خون کر کے یہ خیال کر لیتے ہیں کہ آج ہم نے اپنے ایک ہی عمل سے بہشت حاصل کر لیا ہے اور اس کی تمام نعمتوں کے مستحق ہو گئے۔ سو کس قدر جائے شرم ہے کہ غیر قوموں کو مسلمانوں کی ہمسائیگی سے امان اٹھ گیا ہے اور وہ اپنے دلوں میں کبھی تسلی نہیں پکڑ سکتے کہ اگر موقع پاویں تو یہ قوم ہم سے کچھ نیکی کر سکے گی۔ ایسے نمونے بارہا پیش آتے ہیں کہ ایک غیر قوم کے انسان کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ درحقیقت مسلمانوں کے اس چھپے ہوئے عقیدہ

سے ہراساں اور لرزاں نظر آتا ہے۔

میں ایک ایسا نظارہ دیکھ چکا ہوں اور وہ یہ کہ شاید ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کا یہ واقعہ ہے جو ہمارے اس جگہ قادیان میں ایک انگریز آیا اور اس وقت ہماری جماعت کے لوگ بہت جمع تھے اور کوئی مذہبی گفتگو شروع تھی کہ وہ آکر ایک کنارہ پر کھڑا ہو گیا۔ تب اس کو بہت خلق سے بلایا گیا اور اپنے پاس بٹھایا گیا اور معلوم ہوا کہ وہ ایک سیاح انگریز ہے جو عرب کا ملک بھی دیکھ آیا ہے اور ہماری جماعت کی تصویریں لینا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے کام میں اس کو مدد دی گئی اور اس کو خاطر داری اور دلجوئی کے طور پر کہا گیا کہ وہ چند روز ہمارے پاس رہے مگر معلوم ہوا کہ وہ ڈرتا تھا اور اس نے بیان کیا کہ میں نے بہت مسلمان دیکھے ہیں کہ عیسائیوں کو بے رحمی سے قتل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ایسے چند قصے بغداد کے بھی سنائے جس میں ایسی وارداتیں بڑی بے رحمی سے ہوئی تھیں۔ تب اس کو بڑی نرمی اور خلق سے سمجھایا گیا کہ یہ جماعت جو احمدی فرقہ کہلاتا ہے ایسے عقائد سے سخت بیزار اور ایسے لوگوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور انسانی حقوق کی نسبت جو کچھ اس فرقہ نے کام کرنا ہے وہ یہی ہے کہ اسلام میں سے ایسے خیالات کا استیصال کر دیوے۔ تب اس کا دل مطمئن ہوا اور وہ خوشی سے ہمارے پاس ایک رات رہا۔

اس قصہ کے بیان سے غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایسے عقیدے جو سراسر خلاف واقعہ ہیں غیر قوموں کو بہت مضر ہوئے ہیں اور ان کے دلوں میں بدظنی اور نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اور مسلمانوں کی سچی ہمدردی کی نسبت ان کے نیک ظن بہت ہی کم ہو گئے ہیں اور اگر کچھ ہیں بھی تو ایسے لوگوں کی نسبت جو مولویانہ زندگی نہیں رکھتے اور اسلامی اصولوں کی پابندی کی چنداں پروا نہیں کرتے پس جبکہ مسلمانوں کی نسبت اس قدر بدظنی بڑھ گئی ہے جس کے بڑھانے کے وہ خود ہی موجب ہیں تو کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور گناہ بھی ہوگا کہ ایک

دنیا کو ایسے علماء اور ان کے معتقدوں نے اسلامی فیوض سے محروم کر دیا ہے۔ کیا ایسا مذہب خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے جو دلوں کے اندر اپنی تعلیم کو بغیر اس کے نہیں اتار سکتا جب تک تلوار کی چمک نہ دکھلاوے۔ مذہب سچا تو وہ ہے جو اپنی ذاتی خاصیت اور طاقت سے دلائل قاطعہ سے خود تلوار کا کام دے نہ یہ کہ لوہے کی تلوار کا محتاج ہو۔

یہی خرابیاں ہیں جو ہر وقت تقاضا کر رہی ہیں جو کوئی مصلح پیدا ہو۔ جب ہم اسلام کی اندرونی حالت پر غور کریں تو ایسی خوفناک حالت ہے جو گویا سورج کو گرہن لگا ہوا ہے اور اس کا بہت سا حصہ تاریک ہو چکا ہے اور کچھ تھوڑا سا باقی ہے۔ مسلمانوں کی عملی حالتیں قابل رحم ہیں۔ بعض حدیثیں ایسی بنائی گئی ہیں جو ان کی اخلاقی حالت پر بہت ہی برا اثر ڈالتی ہیں اور خدا کے مقرر کردہ قوانین کی دشمن ہیں۔ مثلاً خدا کے قانون نے انسانوں کی نوع کے لئے تین قسم کے حقوق قائم کئے تھے۔ یہ کہ بے گناہ کسی کو قتل نہ کریں۔ اور یہ کہ بے خطا کسی کی عزت میں خلل انداز نہ ہوں اور یہ کہ بغیر کسی حق کے کسی کا مال نہ لیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ بعض مسلمانوں نے ان تینوں حکموں کو توڑ دیا ہے۔ وہ ایک بے گناہ کا خون کر دیتے ہیں اور نہیں ڈرتے۔ ان کے احمق مولویوں نے ایسے فتوے بھی دے رکھے ہیں کہ غیر قوموں کی عورتوں کو جن کو وہ کافر اور بے دین کہتے ہیں کسی حیلہ سے بہکالے جانا جائز ہے یا پکڑ لینا اور پھر اپنی عورت بنانا۔ اور ایسا ہی کافروں کا مال خیانت اور چوری کی راہ سے لینا روا ہے۔ کوئی گناہ نہیں۔ اب سوچنا چاہئے کہ جس مذہب میں اس قدر خرابی پیدا ہو جائے کہ اس میں ایسے بھی مولوی فتویٰ دینے والے موجود ہیں وہ مذہب کس قدر خطرناک حالت میں ہے۔ نفس پرست لوگوں نے یہ سب فتوے اپنی طرف سے بنا لئے ہیں اور خدا اور رسول پر افترا کیا ہے یہ تمام گناہ جو نادان وحشی کر رہے ہیں سب ان کی گردن پر ہے۔ وہ بھیڑیے ہیں مگر بھیڑوں کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں۔ وہ زہر ہیں مگر اپنے تئیں

خوبصورت تریاق دکھاتے ہیں وہ اسلام کے لئے اور خدا کی مخلوق کیلئے سخت بدخواہ ہیں اور ان کے دل رحم اور ہمدردی سے خالی ہیں مگر اپنے تئیں چھپاتے ہیں۔ وہ مکاری سے وعظ کرتے اور اپنی نفسانی اغراض مد نظر رکھتے ہیں۔ وہ زاہدانہ لباسوں میں مسجدوں میں آتے مگر فاسقانہ عادتیں ان کی چھپی ہوئی ہیں۔ یہ ایک ملک کی حالت نہیں ہے اور نہ کسی خاص شہر کی نہ کسی خاص فرقہ کی بلکہ تمام اسلامی دنیا میں ایک گروہ ایسا ہے جو علماء کہلاتے اور مولویانہ جُتے پہنتے ہیں اور جہاں تک ممکن ہے اپنی صورتیں متدین لوگوں کی طرح بناتے ہیں تا ان کو بہت بزرگ اور مقدس سمجھا جائے مگر ان کے اعمال گواہی دیتے ہیں کہ وہ کیا ہیں اور کس سیرت کے انسان ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ دنیا میں سچی پاکیزگی اور سچی ہمدردی پھیلے کیونکہ اس میں وہ اپنا نقصان کرتے ہیں۔

غرض آج کل اسلام بڑی مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ اکثر روحیں مرگئی ہیں ان میں نیکی کی طرف ذرہ حرکت نہیں۔ اعتدال کو ان لوگوں نے یک لخت چھوڑ دیا ہے۔ ان میں ایک وہ گروہ ہے جو قبروں کی پوجا کرتے ہیں اور خانہ کعبہ کی طرح ان کا طواف بجالاتے ہیں۔ اور اپنے پیروں کی روحوں کو ایسا قادر اور متصرف جانتے کہ گویا سب کچھ ان کو خدا کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے۔ اکثر گدیاں ایسی ہی پاؤ گے جن کے ساتھ قبر بھی ہے جن کی وہ اپنے مریدوں سے پوجا کراتے ہیں اور اگر کوئی ان سے کرامت کا طالب ہوتا ہے تو صاحب قبر کی ہزاروں کرامتیں سنا دیتے ہیں اور ثبوت ایک کا بھی نہیں۔ ان کے نزدیک اسلام کا مغز قبر پرستی ہے اور تمام دوسرے مسلمانوں کو وہ گمراہ جانتے ہیں۔ یہ تو وہ فریق ہے جس نے افراط کی راہ لی ہے۔ ان کے مقابل پر ایک تفریط کا گروہ بھی موجود ہے اور وہ انکار کرنے میں حد سے گزر گئے ہیں یہاں تک کہ ولایت تو ولایت ان کے نزدیک نبوت بھی کچھ چیز نہیں۔ معجزات سے وہ قطعاً منکر ہیں اور ان پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑاتے ہیں اور وحی کی یہ تعبیر کرتے ہیں

کہ وہ صاحب کتاب کے اپنے دل کے ہی خیالات ہوتے ہیں اور اس کو ایسے خیالات کی تراش خراش میں ایک ملکہ ہوتا ہے۔ اور ایسی پیشگوئی جو عقلی فراست کی حد سے دور ہو اور خالص غیب کی خبر ہو غیر ممکن ہے۔ غرض ان کے نزدیک نہ خدا کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوتی ہے اور نہ معجزہ کچھ چیز ہے اور نہ پیشگوئی کچھ حقیقت رکھتی ہے اور مردوں کی قبریں صرف خاک کا ڈھیر ہے جن کے ساتھ روح کا کوئی علاقہ نہیں۔ اور مردوں کا جی اٹھنا کم عقلی کے زمانہ کی کہانیاں ہیں اور آخرت کا فکر دیوانگی ہے اور تمام عقلمندی اسی میں ہے کہ دنیا کمانے کی لیاقتیں حاصل کریں۔ اور جو لوگ دن رات دنیا میں اور دنیا کی کارستانیوں میں مشغول ہیں ان کی پیروی کریں اور ایسے ہی بن جائیں۔

یہ افراط تفریط تو مسئلہ نبوت اور معاد کے متعلق ہے مگر بجز اس کے بات بات میں مسلمانوں کے امور معاشرت میں افراط تفریط پائی جاتی ہے۔ نہ کلام میں اعتدال پایا جاتا ہے۔ نہ کام میں۔ نہ اخلاق میں نہ نکاح میں نہ طلاق میں نہ امساک میں نہ اتفاق میں۔ نہ غضب میں نہ رحم میں۔ نہ انتقام میں نہ عفو میں۔ غرض اس قوم میں عجیب قسم کا طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ جہالت کا کچھ انتہا نہیں۔ ضلالت کی کچھ حد و پایاں نہیں پھر جبکہ وہ قوم جو توحید اور میانہ روی کا عمامہ پہن کر دنیا میں ظاہر ہوئی تھی اس کی بے اعتدالیوں کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے تو دوسری قوموں پر کیا افسوس اور کیا ذکر۔

عیسائی قوم کا مرکز ایسی زمین ہے جس میں زیر کی اور قویٰ دماغی کی لطافت بہت کچھ امیدیں دلاتی تھی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دین اور توحید کے معاملہ میں انہوں نے بھی طبعی اور فلسفہ پڑھ کر ڈوب دیا ہے۔ ایک طرف جب ہم نظر کرتے ہیں کہ وہ امور دنیا کی تدبیر اور ترتیب اور آئے دن جدید صنعتوں کے نکالنے میں کس انتہائی نقطہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اور پھر جب ہم دوسری طرف دیکھتے ہیں کہ وہ خدا شناسی کے مسئلہ میں کیسے گر گئے ہیں اور

﴿۲۲﴾

کیسے ایک عاجز انسان کو رب العالمین سمجھ بیٹھے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ دنیا کے کاموں میں یہ ذہن رسا اور خدا شناسی میں یہ عقل و ذکا۔ اور جب ہم غور کریں کہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں افراط و تفریط کے رو سے ماہ الامتیاز کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بہت ہیں جو بنی نوع کے حقوق تلف کرتے ہیں اور عیسائیوں میں ایسے لوگ ہیں جو خدا کے حقوق کو تلف کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو جہاد کے مسئلہ کی غلطی نے ایسا سخت دل کر دیا ہے کہ نوع انسان کی سچی محبت ان کے دلوں میں نہیں رہی۔ لہذا ان میں سے وحشی لوگ کیسی ادنیٰ غرض نفسانی یا جوش شیطانی کی وجہ سے بے گناہ انسان کا خون کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور بے آبرو کرنے اور مال چھیننے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور بنی نوع کے حقوق کا ایک ضروری حصہ تلف کر کے انسانیت کو داغ لگا دیا ہے۔ پھر جب ہم عیسائیوں کے حالات کو غور کی نظر سے دیکھیں تو بکمال صفائی کھل جاتا ہے کہ انہوں نے خدا کے حقوق تلف کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور ایک عاجز انسان کو بے وجہ خدا بنا رکھا ہے۔ اور جس غرض کے لئے خدا بنایا گیا تھا وہ غرض حاصل بھی نہیں ہوئی۔ اگر گناہ سے پاک ہونے کے لئے یہی نسخہ تھا کہ یسوع مسیح کے خون سے ایمان لایا جائے تو کیوں یہ نسخہ یورپ کے لوگوں کو دنیا پرستی اور طرح طرح کے ناجائز شہوات کے گناہ سے جن کا ذکر کرنا بھی جائے شرم ہے پاک نہیں کر سکا بلکہ بجائے اس کے فوق العادت ترقی ہوئی۔ کیا یورپ کے ملک بدکاریوں میں ایشیائی ملکوں سے کچھ کم ہیں؟ تو پھر اس غیر مؤثر نسخہ پر کیوں نظر ثانی نہیں کی گئی۔ دنیا کی چند روزہ صحت کے لئے ہر ایک ڈاکٹر اور بیمار اس قاعدہ کا پابند رہتا ہے کہ جب ایک نسخہ سے ہفتہ عشرہ تک کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو وہ نسخہ بدلنا پڑتا ہے اور کوئی اور احسن تجویز سوچی جاتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ باوجود غلط ثابت ہونے کے اب تک یہ نسخہ بدلایا نہیں گیا۔ کیا باوجود انیس سو برس لا حاصل گزر جانے کے اب تک یہ خیال قابل وقعت ہے کہ خون مسیح پر ایمان لانا حقیقی نجات کو

عطا کرتا ہے۔ یا یہ امید کر سکتے ہیں کہ اگرچہ موجودہ زمانہ تک کوئی امتیاز فیصلہ کرنے والے ظاہر نہیں ہوئے لیکن آئندہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ بدکاریوں اور بد مستیوں سے پرہیز کرنے والے عیسائی ہوں گے۔ جو شخص یورپ کے ملکوں میں سے کسی ملک میں رہتا ہے وہ اگر چاہے گواہی دے سکتا ہے کہ یہ بیان درست ہے بلکہ ہر ایک دانشمند جس نے کبھی یورپ کی سیر کی ہے اور کچھ عرصہ پیرس وغیرہ میں رہ چکا ہے اس کو اس گواہی میں تامل نہیں ہوگا کہ اب بعض حصے یورپ کے اس حالت تک پہنچ گئے ہیں کہ قریب ہے کہ بہتوں کی نظر میں بدکاری کچھ گناہ ہی نہیں ہے۔ ان کے نزدیک ایک بیوی سے زیادہ نکاح حرام ہے مگر بد نظری حرام نہیں۔ درحقیقت فرانس وغیرہ میں لاکھوں عورتیں ایسی پائی جائیں گی جن کو خاندان کی ضرورت نہیں۔ پس اب یا تو کہنا پڑے گا کہ ان کیلئے کوئی نئی آیت انجیل میں سے نکل آئی ہے جس سے یہ سب کارروائیاں حلال ہو گئی ہیں یا ضرور یہ کہنا پڑے گا کہ خون مسیح کے نسخہ نے الٹا اثر کیا ہے اور دعویٰ غلط نکلا۔ لیکن سچ یہی ہے کہ یہ نسخہ صحیح نہ تھا اور ایک شخص کے مرنے کو دوسرے شخص کے نجات پانے سے کوئی طبعی تعلق نہیں اور خدا کا زندہ ہونا تمام برکات کا مدار ہے نہ کہ مرنا اور سورج کے طلوع کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے نہ کہ ڈوبنے سے۔ اور جبکہ اس نسخہ سے گناہوں سے پاک ہونے کا مقصود حاصل نہ ہو سکا تو وہ اصول بھی صحیح نہ رہا کہ یہ خدا کا بیٹا تھا جس نے اس نیت سے اپنے تئیں ہلاک کیا۔ ہم خدا کی نسبت ایسی موت تجویز نہیں کر سکتے کہ جان بھی گئی اور کام بھی نہ ہوا۔ اول تو یہ بات ہی خدا کے قدیم قانون قدرت کے مخالف ہے کہ خدا بھی موت اور فنا اور ہر ایک نقصان اور ذلت کو اپنے پر قبول کر کے ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ اس دعوے کو نہ تو کسی نظیر سے ثابت کیا گیا ہے تا یہ بات سمجھ میں آجائے کہ دو چار دفعہ پہلے بھی خدا نے ایسے طور سے جنم لیا تھا۔ اور دل قرار پکڑ جائے اور نہ اس دعویٰ کو خدائی کرشموں کے ساتھ جو انسانی معجزات کی



حد سے باہر ہوں پاپا یہ ثبوت پہنچایا گیا ہے اور پھر بائیں ہمہ اس عقیدہ کی اصل غرض جس کے لئے یہ عقیدہ تراشا گیا تھا بالکل مفقود ہے۔ دنیا میں نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے بڑے بڑے دو گناہ ہیں ایک شراب نوشی اور ایک بدکاری۔ اب کہو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ان دو گناہوں میں یورپ کے اکثر مردوں اور عورتوں نے پورا حصہ لیا ہے بلکہ میں اس بات میں مبالغہ نہیں دیکھتا کہ شراب نوشی میں ایشیا کے تمام ملکوں کی نسبت یورپ بڑھا ہوا ہے اور یورپ کے اکثر شہروں میں شراب فروش کی اس قدر دوکانیں ملیں گی کہ ہمارے قصبوں کی ہر قسم کی دوکانیں ملا کر بھی ان سے کمتر ہوں گی اور تجربہ شہادت دے رہا ہے کہ تمام گناہوں کی جڑھ شراب ہے کیونکہ وہ چند منٹ میں ہی بد مست بنا کر خون کرنے تک دلیر کر دیتی ہے اور دوسری قسم کافسٹ و فجو راس کے ضروری لوازم ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں اور اس پر زور دیتا ہوں کہ شراب اور تقویٰ ہرگز جمع نہیں ہو سکتے۔ اور جو شخص اس کے بد نتیجوں سے آگاہ نہیں وہ عقلمند ہی نہیں اور اس میں ایک اور بڑی مصیبت ہے کہ اس کی عادت کو ترک کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔

اب اگر یہ سوال پیش ہے کہ اگر خون مسیح گناہوں سے پاک نہیں کر سکتا جیسا کہ وہ واقعی طور پر پاک نہیں کر سکا تو پھر گناہوں سے پاک ہونے کا کوئی علاج بھی ہے یا نہیں کیونکہ گندی زندگی درحقیقت مرنے سے بدتر ہے۔ تو میں اس سوال کے جواب میں نہ صرف پُر زور دعویٰ سے بلکہ اپنے ذاتی تجربہ سے اور اپنی حقیقت اس آزمائشوں سے دیتا ہوں کہ درحقیقت گناہوں سے پاک ہونے کیلئے اس وقت سے جو انسان پیدا ہوا آج تک جو آخری دن ہیں صرف ایک ہی ذریعہ گناہ اور نافرمانی سے بچنے کا ثابت ہوا ہے اور وہ یہ کہ انسان یقینی دلائل اور چمکتے ہوئے نشانوں کے ذریعہ سے اس معرفت تک پہنچ جائے کہ جو درحقیقت خدا کو دکھا دیتی ہے اور کھل جاتا ہے کہ خدا کا غضب ایک کھا جانے والی آگ ہے اور پھر تجلی حسن الہی ہو کر ثابت ہو جاتا ہے کہ ہر ایک کامل لذت خدا میں ہے یعنی جلالی اور جمالی طور پر

تمام پردے اٹھائے جاتے ہیں۔ یہی ایک طریق ہے جس سے جذبات نفسانی رکتے ہیں اور جس سے چارناچار ایک تبدیلی انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ اس جواب کے وقت کتنے لوگ بول اٹھیں گے کیا ہم خدا پر ایمان نہیں رکھتے؟ کیا ہم خدا سے نہیں ڈرتے اور اس سے محبت نہیں رکھتے؟ اور کیا تمام دنیا بجز تھوڑے افراد کے خدا کو نہیں مانتی اور پھر وہ طرح طرح کے گناہ بھی کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے فسق و فجور میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان اور چیز ہے اور عرفان اور چیز ہے۔ اور ہماری تقریر کا یہ مدعا نہیں ہے کہ مومن گناہ سے بچتا ہے بلکہ یہ مدعا ہے کہ عارف کامل گناہ سے بچتا ہے یعنی وہ کہ جس نے خوف الہی کا مزہ بھی چکھا اور محبت الہی کا بھی۔ شاید کوئی کہے کہ شیطان کو معرفت کامل حاصل ہے پھر وہ کیوں نافرمان ہے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ اس کو وہ معرفت کامل ہرگز حاصل نہیں ہے جو سعیدوں کو بخشی جاتی ہے۔ انسان کی یہ فطرت میں ہے کہ کامل درجہ کے علم سے ضرور وہ متاثر ہوتا ہے اور جب ہلاکت کی راہ اپنا ہیبت ناک منہ دکھاوے تو اس کے سامنے نہیں آتا مگر ایمان کی حقیقت صرف یہ ہے کہ حسن ظن سے مان لے۔ لیکن عرفان کی حقیقت یہ ہے کہ اس مانی ہوئی بات کو دیکھ بھی لے۔ پس عرفان اور عصیان دونوں کا ایک ہی دل میں جمع ہونا محال ہے۔ جیسا کہ دن اور رات کا ایک ہی وقت میں جمع ہو جانا محال ہے۔

تمہارا روزمرہ کا تجربہ ہے کہ ایک چیز کا مفید ہونا جب ثابت ہو جائے تو فی الفور اس کی طرف ایک رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور جب مضر ہونا ثابت ہو جائے تو فی الفور دل اس سے ڈرنے لگتا ہے مثلاً جس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ چیز جو میرے ہاتھ میں ہے یہ سم الفار ہے وہ اس کو طباشیر یا کوئی مفید دوا سمجھ کر ایک ہی وقت میں تولہ یا دو تولہ تک بھی کھا سکتا ہے لیکن جس کو اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ یہ تو زہر قاتل ہے وہ بقدر ایک ماشہ بھی اس کو استعمال نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے کھانے کے ساتھ ہی دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ اسی طرح

﴿۲۵﴾

جب انسان کو واقعی طور پر علم ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ خدا موجود ہے اور درحقیقت تمام قسم کے گناہ اس کی نظر میں قابل سزا ہیں۔ جیسے چوری، خونریزی، بدکاری، ظلم، خیانت، شرک، جھوٹ، جھوٹی گواہی دینا، تکبر، ریاکاری، حرام خوری، دغا، دشنام دہی، دھوکہ دینا، بدعہدی، غفلت اور بد مستی میں زندگی گزارنا، خدا کا شکر نہ کرنا، خدا سے نہ ڈرنا، اس کے بندوں کی ہمدردی نہ کرنا، خدا کو پُر خوف دل کے ساتھ یاد نہ کرنا۔ عیاشی اور دنیا کی لذت میں بھٹی محو ہوجانا اور منعم حقیقی کو فراموش کر دینا۔ دعا اور عاجزی سے کچھ غرض اور واسطہ نہ رکھنا۔ فروختی چیزوں میں کھوٹ ملانا یا کم وزن کرنا یا نرخ بازار سے کم بیچنا، ماں باپ کی خدمت نہ کرنا۔ بیویوں سے نیک معاشرت نہ رکھنا۔ خاوند کی پورے طور پر اطاعت نہ کرنا۔ نامحرم مردوں یا عورتوں کو نظر بد سے دیکھنا۔ یتیموں، ضعیفوں، کمزوروں، در ماندوں کی کچھ پرواہ نہ کرنا۔ ہمسایہ کے حقوق کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھنا اور اس کو دکھ دینا۔ اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لئے دوسرے کی توہین کرنا۔ کسی کو دل آزار لفظوں کے ساتھ ٹھٹھا کرنا یا توہین کے طور پر کوئی بدنی نقص اس کا بیان کرنا یا کوئی بُر القب اس کا رکھنا یا کوئی بیجا تہمت اس پر لگانا یا خدا پر افترا کرنا اور نعوذ باللہ کوئی جھوٹا دعویٰ نبوت یا رسالت یا منجانب اللہ ہونے کا کر دینا یا خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر ہوجانا یا ایک عادل بادشاہ سے بغاوت کرنا اور شرارت سے ملک میں فساد برپا کرنا تو یہ تمام گناہ اس علم کے بعد کہ ہر ایک ارتکاب سے سزا کا ہونا ایک ضروری امر ہے خود بخود ترک ہو جاتے ہیں۔

شائد پھر کوئی دھوکہ کھا کر یہ سوال پیش کر دے کہ باوجود اس کے کہ جانتے بھی ہیں کہ خدا موجود ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ گناہوں کی سزا ہوگی۔ پھر بھی ہم سے گناہ ہوتا ہے اس لئے ہم کسی اور ذریعہ کے محتاج ہیں تو ہم اس کا وہی جواب دیں گے جو پہلے دے چکے ہیں کہ ہرگز ممکن نہیں اور کسی طرح ممکن نہیں کہ تم اس بات کی پوری بصیرت حاصل کر کے کہ گناہ کرنے

کے ساتھ ہی ایک بجلی کی طرح تم پر سزا کی آگ بر سے گی پھر بھی تم گناہ پر دلیر ہو سکو گے۔ یہ ایسی فلاسفی ہے جو کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتی۔ سوچو اور خوب سوچو کہ جہاں جہاں سزا پانے کا پورا یقین تمہیں حاصل ہے وہاں تم ہرگز اس یقین کے برخلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔ بھلا بتلاؤ کیا تم آگ میں اپنا ہاتھ ڈال سکتے ہو۔ کیا تم پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اپنے تئیں گرا سکتے ہو کیا تم کنوئیں میں گر سکتے ہو کیا تم چلتی ہوئی ریل کے آگے لیٹ سکتے ہو کیا تم شیر کے منہ میں اپنا ہاتھ دے سکتے ہو۔ کیا تم دیوانہ کتے کے آگے اپنا پیر کر سکتے ہو کیا تم ایسی جگہ ٹھہر سکتے ہو جہاں بڑی خوفناک صورت سے بجلی گر رہی ہے۔ کیا تم ایسے گھر سے جلد باہر نہیں نکلتے جہاں شہتیر ٹوٹنے لگا ہے یا زلزلہ سے زمین نیچے کودھسنے لگی ہے۔ بھلا تم میں سے کون ہے جو ایک زہریلے سانپ کو اپنے پلنگ پر دیکھے اور جلد کو دکر نیچے نہ آجائے۔ بھلا ایک ایسے شخص کا نام تو لو کہ جب اس کے کوٹھے کو جس کے اندر وہ سوتا تھا آگ لگ جائے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر باہر کو نہ بھاگے تو اب بتلاؤ کہ ایسا تم کیوں کرتے ہو اور کیوں ان تمام موذی چیزوں سے علیحدہ ہو جاتے ہو مگر وہ گناہ کی باتیں جو ابھی میں نے لکھی ہیں ان سے تم علیحدہ نہیں ہوتے اس کا کیا سبب ہے۔ پس یاد رکھو کہ وہ جو اب جو ایک عقلمند پوری سوچ اور عقل کے بعد دے سکتا ہے وہ یہی ہے کہ ان دونوں صورتوں میں علم کا فرق ہے یعنی خدا کے گناہوں میں اکثر انسانوں کا علم ناقص ہے اور وہ گناہوں کو برا تو جانتے ہیں مگر شیر اور سانپ کی طرح نہیں سمجھتے اور پوشیدہ طور پر ان کے دلوں میں یہ خیالات ہیں کہ یہ سزائیں یقینی نہیں ہیں یہاں تک کہ خدا کے وجود میں بھی ان کو شک ہے کہ وہ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو پھر کیا خبر کہ روح کو بعد مرنے کے بقا ہے یا نہیں اور اگر بقا بھی ہے تو پھر کیا معلوم کہ ان جرائم کی کچھ سزا بھی ہے یا نہیں بلاشبہ بہتوں کے دلوں کے اندر یہی خیال چھپا ہوا موجود ہے جس پر انہیں اطلاع نہیں

لیکن وہ خوف کے تمام مقامات جن سے وہ پرہیز کرتے ہیں جن کی چند نظیریں میں لکھ چکا ہوں ان کی نسبت سب کو یقین ہے کہ ان چیزوں کے نزدیک جا کر ہم ہلاک ہو جائیں گے اس لئے ان کے نزدیک نہیں جاتے بلکہ ایسی مہلک چیزیں اگر اتفاقاً سامنے بھی آجائیں تو چیخیں مار کر ان سے دور بھاگتے ہیں۔ سواصل حقیقت یہی ہے کہ ان چیزوں کے دیکھنے کے وقت انسان کو علم یقینی ہے کہ ان کا استعمال موجب ہلاکت ہے۔ مگر مذہبی احکام میں علم یقینی نہیں ہے بلکہ محض ظن ہے اور اُس جگہ رویت ہے اور اس جگہ محض کہانی ہے۔ سو مجرد کہانیوں سے گناہ ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔ میں اس لئے تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک مسیح نہیں ہزار مسیح بھی مصلوب ہو جائیں تو وہ تمہیں حقیقی نجات ہرگز نہیں دے سکتے۔ کیونکہ گناہ سے یا کامل خوف چھڑاتا ہے یا کامل محبت اور مسیح کا صلیب پر مرنا اول خود جھوٹ اور پھر اس کو گناہ کا جوش بند کرنے سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ سوچ لو کہ یہ دعویٰ تاریکی میں پڑا ہوا ہے جس پر نہ تجربہ شہادت دے سکتا ہے اور نہ مسیح کی خودکشی کی حرکت کو دوسروں کے گناہ بخشے جانے سے کوئی تعلق پایا جاتا ہے۔ حقیقی نجات کی فلاسفی یہ ہے کہ اسی دنیا میں انسان گناہ کے دوزخ سے نجات پا جائے مگر تم سوچ لو کہ کیا تم ایسی کہانیوں سے گناہ کے دوزخ سے نجات پا گئے یا کبھی کسی نے ان بیہودہ قصوں سے جن میں کچھ بھی سچائی نہیں اور جن کو حقیقی نجات کے ساتھ کوئی بھی رشتہ نہیں پائی ہے۔ مشرق و مغرب میں تلاش کرو۔ کبھی تمہیں ایسے لوگ نہیں ملیں گے جو ان قصوں سے اس حقیقی پاکیزگی تک پہنچ گئے ہوں جس سے خدا نظر آ جاتا ہے اور جس سے نہ صرف گناہ سے بیزاری ہوتی ہے بلکہ بہشت کی صورت پر سچائی کی لذتیں شروع ہو جاتی ہیں اور انسان کی روح پانی کی طرح بہ کر خدا کے آستانہ پر گر جاتی ہے اور آسمان

سے ایک روشنی اترتی اور تمام نفسانی ظلمت کو دور کر دیتی ہے۔ اسی طرح جبکہ تم روز روشن میں چاروں طرف کھڑکیاں کھول دو تو یہ طبعی قانون تمہیں نظر آ جائے گا کہ فی الفور سورج کی روشنی تمہارے اندر آ جائے گی لیکن اگر تم اپنی کھڑکیاں بند رکھو گے تو محض کسی قصہ یا کہانی سے وہ روشنی تمہارے اندر نہیں آ سکتی۔ تمہیں روشنی لینے کے لئے یہ ضرور کرنا پڑے گا کہ اپنے مقام سے اٹھو اور کھڑکیاں کھول دو تب خود بخود روشنی تمہارے اندر آ جائے گی اور تمہارے گھر کو روشن کر دے گی۔ کیا کوئی صرف پانی کے خیال سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ نہیں بلکہ اس کو چاہیے کہ اُفتاب و خیزاں پانی کے چشمہ پر پہنچے اور اس زلال پر اپنی لبیں رکھ دے تب اُس آب شیریں سے سیراب ہو جائے گا۔

سو وہ پانی جس سے تم سیراب ہو جاؤ گے اور گناہ کی سوزش اور جلن جاتی رہے گی وہ یقین ہے۔ آسمان کے نیچے گناہ سے پاک ہونے کے لئے بجز اس کے کوئی بھی حیلہ نہیں۔ کوئی صلیب نہیں جو تمہیں گناہ سے چھڑا سکے۔ کوئی خون نہیں جو تمہیں نفسانی جذبات سے روک سکے۔ ان باتوں کو حقیقی نجات سے کوئی رشتہ اور تعلق نہیں۔ حقیقتوں کو سمجھو۔ سچائیوں پر غور کرو اور جس طرح دنیا کی چیزوں کو آزما تے ہو اس کو بھی آزماؤ۔ تب تمہیں جلد سمجھ آ جائے گی کہ بغیر سچے یقین کے کوئی روشنی نہیں جو تمہیں نفسانی ظلمت سے چھڑا سکے اور بغیر کامل بصیرت کے مصقاً پانی کے تمہاری اندرونی غلاظتوں کو کوئی بھی دھو نہیں سکتا۔ اور بغیر رویت حق کی زلال کے تمہاری جلن اور سوزش کبھی دور نہیں ہو سکتی۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو اور اور تدبیریں تمہیں بتلاتا ہے اور جاہل ہے وہ انسان جو اور قسم کا علاج کرنا چاہتا ہے۔ وہ لوگ تمہیں روشنی نہیں دے سکتے بلکہ اور بھی ظلمت کے گڑھے میں ڈالتے ہیں اور تمہیں آب شیریں نہیں دیتے بلکہ

وہ اور بھی جلن اور سوزش زیادہ کرتے ہیں۔ کوئی خون تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا مگر وہ خون جو یقین کی غذا سے خود تمہارے اندر پیدا ہو۔ اور کوئی صلیب تمہیں چھڑا نہیں سکتی مگر راہِ راست کی صلیب یعنی سچائی پر صبر کرنا۔ سو تم آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ تم روشنی سے ہی دیکھ سکتے ہو نہ کسی اور چیز سے اور صرف سیدھی راہ سے منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہو نہ کسی اور راہ سے۔ دنیا کی چیزیں تم سے نزدیک ہیں اور دین کی چیزیں دور۔ پس جو نزدیک ہے انہیں پر غور کرو اور ان کا قانون سمجھ لو اور پھر دور کو اس پر قیاس کر لو۔ کیونکہ وہی ایک ہے جس نے یہ دونوں قانون بنائے ہیں۔ تم میں سے کون ہے جو بغیر آنکھوں کے دیکھ سکتا ہے یا بغیر کانوں کے سن سکتا ہے یا بغیر زبان کے بول سکتا ہے پھر تم کیوں اسی قانون سے روحانی امور میں فائدہ نہیں اٹھاتے۔ تم آنکھوں کے ہوتے ہوئے کسی ایسے مقام پر ٹھہر سکتے ہو جو اتھاہ گڑھے کے قریب ہے یا کانوں کے ہوتے ہوئے تم ایسی آواز سے متنبہ نہیں ہو سکتے جو چوروں کی آمد کی تمہیں خبر دیتی ہے یا زبان کے ہوتے ہوئے جو تمہیں کڑوی اور شیریں میں فرق دکھلاتی ہے پھر بھی کڑوی اور زہریلی چیزیں کھا سکتے ہو جو تمہاری زبان کو کاٹیں اور تمہارے معدہ میں فساد پیدا کریں اور قے لاویں اور بدن کو سوجاویں اور انجام کار ہلاک کر دیں۔ سو تم انہیں اعضا سے سمجھ لو کہ تم روحانی طور پر بھی روحانی زندگی کے لئے اس بات کے محتاج ہو کہ تمہیں ایک روشنی ملے جو بڑے راہوں کی برائی تمہیں دکھائی دے اور تمہیں ایک آواز ملے جو چوروں اور ڈاکوؤں کے گذرگاہ سے تمہیں علیحدہ کرے اور تمہیں ایک ذائقہ ملے جس سے تم کڑوی اور شیریں اور زہر اور تریاق میں فرق کر سکو سو جن باتوں کو ہلاکت سے بچنے کے لئے تمہیں طلب کرنا چاہیے وہ یہی ہیں۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ تم بغیر روشنی حاصل کرنے کے محض اندھے رہ کر پھر کسی کے خون سے نجات پا جاؤ۔ نجات کوئی ایسی شے نہیں ہے جو اس

دنیا کے بعد ملے گی، سچی اور حقیقی نجات اسی دنیا میں ملتی ہے۔ وہ ایک روشنی ہے جو دلوں پر اترتی ہے اور دکھا دیتی ہے کہ کون سے ہلاکت کے گڑھے ہیں۔ حق اور حکمت کی راہ پر چلو کہ اس سے خدا کو پاؤ گے اور اپنے دلوں میں گرمی پیدا کرو تا سچائی کی طرف حرکت کر سکو۔ بدنصیب ہے وہ دل جو ٹھنڈا پڑا ہے اور بد بخت ہے وہ طبیعت جو افسردہ ہے اور مردہ ہے وہ کانشنس جس میں چمک نہیں۔ پس تم اس ڈول سے کم نہ رہو جو کونوئیں میں خالی گرتا اور بھر کر نکلتا ہے اور اس چھاننی کی صفت مت اختیار کرو جس میں کچھ بھی پانی نہیں ٹھہر سکتا اور ایک راہ سے آتا اور دوسری راہ سے چلا جاتا ہے۔ کوشش کرو کہ تندرست ہو جاؤ اور وہ دنیا طلبی کے تپ کی زہریلی گرمی دور ہو جائے جس کی وجہ سے آنکھوں میں روشنی ہے نہ کان اچھی طرح سن سکتے ہیں نہ زبان کا مزہ درست ہے۔ اور نہ ہاتھوں میں زور اور نہ پیروں میں طاقت ہے۔ ایک تعلق کو قطع کرو تا دوسرا تعلق پیدا ہو۔ ایک طرف سے دل کو روکو تا دوسری طرف دل کو راہ مل جائے۔ زمین کا نجس کیڑا پھینک دو تا آسمان کا چمکیلا ہیرا تمہیں عطا ہو۔ اور اپنے مبداء کی طرف رجوع کرو وہی مبداء جبکہ آدم اس خدائی روح سے زندہ کیا گیا تھا تا تمہیں تمام چیزوں پر بادشاہت ملے جیسا کہ تمہارے باپ کو ملی۔

دن گزر گیا اب عصر کا وقت ہے چار بجنے کے قریب رات ہو چاہتی ہے۔ سورج غروب ہونے کو ہے۔ اب اگر دیکھنا ہے دیکھو لو۔ پھر کیا دیکھو گے۔ قبل اس کے کہ کوچ کرو۔ اپنے کھانے کے لئے عمدہ چیزیں آگے بھیجیو نہ پتھر اور اینٹ۔ اور پہننے کے لئے لباس روانہ کرو نہ کانٹے اور خس و خاشاک۔ وہ خدا جو بچے کے پیدا ہونے سے پہلے پستان میں دودھ ڈالتا ہے اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی زمانہ میں تمہارے ہی ملکوں میں..... ایک بھیجا ہے تا ماں کی طرح اپنی چھاتیوں سے تمہیں دودھ پلاوے۔ وہی تمہیں یقین کا دودھ پلائے گا



جو سورج سے زیادہ سفید اور تمام شرابوں سے زیادہ سرور بخشا ہے۔ پس اگر تم جیتے پیدا ہوئے ہو مردہ نہیں ہو تو آؤ اس پستان کی طرف دوڑو۔ کہ تم اس سے تازہ دودھ پیو گے۔ اور وہ دودھ اپنے برتنوں سے پھینک دو کہ جو تازہ نہیں اور گندی ہواؤں نے اس کو متعفن کر دیا ہے اور اس میں کیڑے چل رہے ہیں جن کو تم دیکھ نہیں سکتے۔ وہ تمہیں روشن نہیں کر سکتا بلکہ اندر داخل ہوتے ہی طبیعت کو بگاڑ دے گا کیونکہ اب وہ دودھ نہیں ہے بلکہ ایک زہر ہے۔ ہر ایک سفیدی کو بنظر تعریف نہ دیکھو کیونکہ بعض سپید سے بعض سیاہ ہی اچھے ہیں۔ جیسا کہ بال سیاہ جوانی کی طاقت پر دلالت کرتا ہے اور بال سفید ضعف اور کمزوری اور پیرانہ سالی پر اسی طرح ریاکاری کی سپیدی اور نیکی کی نمائش کسی کام کی نہیں ہے اس سے گنہگار سادہ وضع اچھا ہے کہ جو فریب سے اپنے گناہ کو نہیں چھپاتا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کی مغفرت سے زیادہ قریب ہے۔ ان چیزوں پر بھروسہ مت کرو جو یقینی نہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقی روشنی نہیں جن کے نیچے کوئی پاک فلسفہ نہیں کہ وہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ تم اپنے دلوں کی خواہشوں کا اندازہ کرو کہ وہ کیا چیز چاہتے ہیں اور کس طور سے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس طرح ہم بدی سے الگ ہو سکتے ہیں۔

کس علاج پر ان کا کائنات بولتا ہے کہ یہ ہمارے لئے کافی ہوگا۔ کیا کوئی دل اس بات کو قبول کرتا ہے کہ مسیح کا خون اس کو گناہ کرنے سے خوف دلائے بلکہ تجربہ بتلا رہا ہے کہ اور بھی دلیر کرتا ہے۔ کیونکہ مسیح کے خون پر بھروسہ کرنے والا جانتا ہے کہ اس کے گناہ کا فدیہ ادا ہو چکا ہے لیکن گناہ کے زہر کا علم جس کو دیا جائے گا وہ کسی طرح گناہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس میں اپنی ہلاکت دیکھتا ہے۔ سو خدا کی طرف سے ایک بھیجا گیا ہے جو ایسے علم تک تمہیں پہنچانا چاہتا ہے جس سے تمہارے دل خدا کو دیکھ لیں اور بدی کے زہر کو دیکھ لیں تب خود بخود تم گناہ

سے بھاگو گے جیسا کہ ایک انسان شیر سے بھاگتا ہے پس اس رسالہ کا ضروری فرض یہی ہوگا کہ اس کی تعلیم اور اس کے نشانوں کو دنیا میں پھیلاوے تا جو لوگ صلیب اور مسیح کے خون میں نجات ڈھونڈتے ہیں وہ حقیقی نجات کے چشمہ کو دیکھ لیں۔ حقیقی نجات ان پانیوں میں نہیں ہے جن میں ایک حصہ پانی اور بیس حصہ کچھڑ اور غلاظت۔ دلوں کو دھونے والا پانی آسمان سے اپنے وقت پر اترتا ہے۔ جو نہر اس سے لبالب چلتی ہے وہ کچھڑ اور میلے پانی سے بہت دور ہوتی ہے اور لوگ صاف اور عمدہ پانی اس کا استعمال کرتے ہیں لیکن وہ نہر جو خشک ہے اور کچھ تھوڑا پانی اس میں کھڑا ہے اور وہ بھی متعفن اس میں وہ لطافت اور صفائی نہیں رہ سکتی اور بہت سا کچھڑ اس سے مل جاتا ہے۔ اور کئی حیوان اس میں بول و براز کرتے ہیں اسی طرح جس دل کو خدا کا علم دیا گیا ہے اور یقین بخشا گیا ہے وہ اس لبالب نہر کی مانند ہے جو تمام کھیتوں کو سیراب کرتی جاتی ہے اور اس کا صاف اور ٹھنڈا پانی دلوں کو تسکین بخشتا اور کلیجوں کی جلن کو دور کرتا ہے اور وہ نہ صرف آپ پاک ہے بلکہ پاک بھی کرتا ہے کیونکہ وہ حکمت اور دانش بخشتا ہے کہ جو دلوں کا زنگ دور کرتی ہے گناہ سے نفرت دلاتی ہے مگر وہ جو تھوڑے پانی کی مانند ہے جس میں کچھڑ ملا ہوا ہے وہ مخلوق کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور نہ اپنے تئیں صاف کر سکتا ہے۔ سواب وقت ہے اٹھو اور یقین کا پانی تلاش کرو کہ وہ تمہیں ملے گا اور کثرت یقین سے ایک دریا کی طرح بہہ نکلے۔ ہر ایک شک و شبہ کی نجاست سے پاک ہو کر گناہ سے دور ہو جاؤ۔ یہی پانی ہے جو گناہ کے نقوش کو دھوئے گا اور تمہارے لوح سینہ کو صاف کر کے ربانی نقوش کے لئے مستعد کر دے گا۔ تم نفسانی حروف کو اس لوح خاطر سے کسی طرح مٹا نہیں سکتے جب تک کہ یقین کے صاف پانی سے اس کو دھونے ڈالو۔ قصد کرو تا تمہیں توفیق دی جائے اور ڈھونڈو تا تمہارے لئے میسر کیا جائے اور دلوں کو نرم کرو تا ان باتوں کو سمجھ سکو۔

کیونکہ ممکن نہیں کہ سخت دل حقیقتوں کو سمجھ سکے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم بغیر اس راہ کے کہ خدا کی عظمت تمہارے دل میں قائم ہو اور اس زندہ خدا کا جلال تم پر کھلے اور اس کا اقتدار تم پر ظاہر ہو اور دل یقین کی روشنی سے بھر جائے کسی اور طریق سے تم گناہ سے سچی نفرت کر سکو۔ ہرگز نہیں ایک ہی راہ ہے اور ایک ہی خدا اور ایک ہی قانون۔

(ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز اردو جلد اول نمبر ۹ صفحہ ۳۰ تا ۳۰ مطبوعہ جنوری ۱۹۰۲ء)





عصمتِ انبیاء علیہم السلام

نجات کس طرح مل سکتی ہے  
اور اُس کی حقیقی فلاسفی کیا ہے

تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

مضمون کے ذیلی عنوانات اصل مسودہ میں موجود نہیں بلکہ ایڈیٹر ریویو نے دئے ہیں۔

(ناشر)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم  
 نجات کس طرح مل سکتی ہے  
 اور اُس کی حقیقی فلاسفی کیا ہے

مذہبی مسائل میں سے نجات اور شفاعت کا مسئلہ ایک ایسا عظیم الشان اور مدارالمہام مسئلہ ہے کہ مذہبی پابندی کے تمام اغراض اسی پر جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اور کسی مذہب کے صدق اور سچائی کے پرکھنے کے لئے وہی ایک ایسا صاف اور کھلا نشان ہے جس کے ذریعہ سے پوری تسلی اور اطمینان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں مذہب درحقیقت سچا اور خدا کی طرف سے ہے اور یہ بات بالکل راست اور درست ہے کہ جس مذہب نے اس مسئلہ کو صحیح طور پر بیان نہیں کیا یا اپنے فرقہ میں نجات یافتہ لوگوں کے موجودہ نمونے کھلے کھلے امتیاز کے ساتھ دکھلا نہیں سکا اس مذہب کے باطل ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ مگر جس مذہب نے کمال صحت سے نجات کی اصل حقیقت دکھلائی ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ اپنے موجودہ زمانے میں ایسے انسان بھی پیش کئے ہیں جن میں کامل طور پر نجات کی روح پھونکی گئی ہے اس نے مہر لگادی ہے کہ وہ سچا اور منجانب اللہ ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک انسان طبعاً اپنے دل میں محسوس کرتا ہے کہ وہ صد ہا طرح کی غفلتوں اور پردوں اور نفسانی حملوں اور لغزشوں اور کمزوریوں اور جہالتوں اور قدم قدم پر تاریکیوں اور ٹھوکروں اور مسلسل خطرات اور وساوس کی وجہ سے اور نیز دنیا کی انواع اقسام کی آفتوں اور بلاؤں کے سبب سے ایک ایسے زبردست ہاتھ کا ضرور محتاج ہے جو اُس کو ان تمام مکروہات سے بچا دے۔ کیونکہ انسان اپنی فطرت میں ضعیف ہے اور وہ کبھی ایک دم کے

لئے بھی اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کر سکتا کہ وہ خود بخود نفسانی ظلمات سے باہر آ سکتا ہے۔ یہ تو انسانی کائنات کی شہادت ہے اور ماسوا اس کے اگر غور اور فکر سے کام لیا جائے تو عقل سلیم بھی اسی کو چاہتی ہے کہ نجات کے لئے شفیق کی ضرورت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ تقدس اور تطہر کے مرتبہ پر ہے اور انسان نہایت درجہ ظلمت اور معصیت اور آلودگی کے گڑھے میں ہے اور بوجہ فقدان مناسبت اور مشابہت عام طبقہ انسانی گروہ کا اس لائق نہیں کہ وہ براہ راست خدا تعالیٰ سے فیض پا کر مرتبہ نجات کا حاصل کر لیں پس اس لئے حکمت اور رحمت الہی نے یہ تقاضا فرمایا کہ نوع انسان اور اس میں بعض افراد کاملہ جو اپنی فطرت میں ایک خاص فضیلت رکھتے ہوں درمیانی واسطہ ہوں اور وہ اس قسم کے انسان ہوں جن کی فطرت نے کچھ حصہ صفات لاهوتی سے لیا ہو اور کچھ حصہ صفات ناسوتی سے تا باعث لاهوتی مناسبت کے خدا سے فیض حاصل کریں۔ اور باعث ناسوتی مناسبت کے اس فیض کو جو اوپر سے لیا ہے نیچے کو یعنی بنی نوع کو پہنچاویں اور یہ کہنا واقعی صحیح ہے کہ اس قسم کے انسان بوجہ زیادت کمال لاهوتی اور ناسوتی کے دوسرے انسانوں سے ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں گویا یہ ایک مخلوق ہی الگ ہے کیونکہ جس قدر ان لوگوں کو خدا کے جلال اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے جوش دیا جاتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں وفاداری کا مادہ بھرا جاتا ہے اور پھر جس قدر بنی نوع کی ہمدردی کا جوش ان کو عطا کیا جاتا ہے وہ ایک ایسا امر فوق العادت ہے جو دوسرے کے لئے اس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ ہاں یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ تمام اشخاص ایک مرتبہ پر نہیں ہوتے بلکہ ان فطرتی فضائل میں کوئی اعلیٰ درجہ پر ہے کوئی اس سے کم اور کوئی اس سے کم۔ اور ایک سلیم العقل کا پاک کائنات سمجھ سکتا ہے کہ شفاعت کا مسئلہ کوئی بناوٹی اور مصنوعی مسئلہ نہیں ہے بلکہ خدا کے مقرر کردہ انتظام میں ابتدا سے اس کی نظریں موجود ہیں اور قانون قدرت میں اس کی شہادتیں صریح طور پر ملتی ہیں۔



اب شفاعت کی فلاسفی یوں سمجھنی چاہئے کہ شفیع لغت میں جُفْتُ کو کہتے ہیں پس شفاعت کے لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ضروری امر جو شفیع کی صفات میں سے ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کو دوطرفہ اتحاد حاصل ہو یعنی ایک طرف اس کے نفس کو خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو ایسا کہ گویا وہ کمال اتحاد کے سبب حضرت احدیت کے لئے بطور جفت اور پیوند کے ہو اور دوسری طرف اس کو مخلوق سے بھی شدید تعلق ہو گویا وہ ان کے اعضا کی ایک جز ہو۔ پس شفاعت کا اثر مرتب ہونے کے لئے درحقیقت یہی دو جز ہیں جن پر ترتب اثر موقوف ہے۔ یہی راز ہے جو حکمت الہیہ نے آدم کو ایسے طور سے بنایا کہ فطرت کی ابتدا سے ہی اس کی سرشت میں دو قسم کے تعلق قائم کر دیئے یعنی ایک تعلق تو خدا سے قائم کیا جیسا قرآن شریف میں فرمایا **فَاِذَا اسْوَيْتُهُ وَاَنْفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ فَسَجَدُوْا لَهٗ سَجْدِيْنَ** یعنی جب میں آدم کو ٹھیک ٹھیک بنا لوں اور اپنی روح اس میں پھونک دوں تو اے فرشتو! اسی وقت تم سجدہ میں گرجاؤ۔ **☆** اس مذکورہ بالا آیت سے صاف ثابت ہے کہ خدا نے آدم میں اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اپنی روح پھونک کر اس کی فطرت کو اپنے ساتھ ایک تعلق قائم کر

﴿۱۷۷﴾

﴿۱۷۸﴾

☆ اس آیت میں ایک عمیق راز کی طرف اشارہ ہے جو انتہائی درجہ کے کمال کا ایک نشان ہے اور وہ یہ کہ انسان ابتدا میں صرف صورت انسان کی ہوتی ہے مگر اندر سے وہ بے جان ہوتا ہے اور کوئی روحانیت اس میں نہیں ہوتی اور اس صورت میں فرشتے اس کی خدمت نہیں کرتے کیونکہ وہ ایک پوست بے مغز ہے لیکن بعد اس کے رفتہ رفتہ سعید انسان پر یہ زمانہ آ جاتا ہے کہ وہ خدا سے بہت ہی قریب جا رہتا ہے تب جب ٹھیک ٹھیک ذوالجلال کی روشنی کے مقابل پر اس کا نفس جا پڑتا ہے اور کوئی حجاب درمیان نہیں ہوتا کہ اس روشنی کو روک دے تو بلا توقف الوہیت کی روشنی جس کو دوسرے لفظوں میں خدا کی روح کہہ سکتے ہیں اس انسان کے اندر داخل ہو جاتی ہے اور وہی ایک خاص حالت ہے جس کی نسبت کلام الہی میں کہا گیا کہ خدا نے

دیا۔ سو یہ اس لئے کیا گیا کہ تا انسان کو فطر تا خدا سے تعلق پیدا ہو جائے ایسا ہی دوسری طرف یہ بھی ضروری تھا کہ ان لوگوں سے بھی فطرتی تعلق ہو جو بنی نوع کہلائیں گے کیونکہ جبکہ ان کا وجود آدم کی ہڈی میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت ہوگا تو وہ ضرور اس روح میں سے

آدم میں اپنی روح پھونک دی اس حالت پر نہ کسی تکلف سے اور نہ ایسے امر سے جو شریعت کے احکام کے رنگ میں ہوتا ہے فرشتوں کو یہ حکم ہوتا ہے جو اس کے آگے سجدہ میں گریں یعنی کامل طور پر اس کی اطاعت کریں گویا وہ اس کو سجدہ کر رہے ہیں یہ حکم فرشتوں کی فطرت کے ساتھ لگا ہوا ہوتا ہے کوئی مستحذث امر نہیں ہوتا۔ یعنی ایسے شخص کے مقابل پر جس کا وجود خدا کی صورت پر آجاتا ہے خود فرشتے طبعاً محسوس کر لیتے ہیں کہ اب اس کی خدمت کیلئے ہمیں گرنا چاہئے اور ایسے قصے درحقیقت قصے نہیں ہیں۔ بلکہ قرآن شریف میں عادت الہی اسی طرح واقع ہے کہ ان قصوں کے نیچے کوئی علمی حقیقت ہوتی ہے پس اس جگہ یہی علمی حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس قصے کے پیرایا میں ظاہر کرنا چاہا ہے کہ کامل انسان کی نشانی کیا ہے؟ پس فرمایا کہ انسان کامل کی نشانی یہ ہے کہ انسانی خلقت کے کسی حصہ میں وہ کم نصیب نہ ہو اور اس کے روحانی جسمانی اعضا نے بشری بناوٹ سے پورا حصہ لیا ہو اور کمال اعتدال پر اس کی فطرت واقع ہو (۲) اور دوسری یہ نشانی ہے کہ الہی روح نے اس کے اندر دخول کیا ہو (۳) اور تیسری یہ نشانی ہے کہ فرشتے اس کو سجدہ کریں یعنی تمام فرشتے جو زمین اور آسمان کے کام میں لگے ہوئے ہیں اس کے خادم ہوں اور اُس کی منشاء کے موافق کام کریں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کا تمام لشکر ملائکہ بھی اس شخص کے ساتھ ہو جاتا ہے اور اس کی طرف جھک جاتا ہے تب ہر ایک میدان میں اور ہر ایک مشکل کے وقت میں فرشتے اس کی مدد کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کیلئے ہر دم کمر بستہ رہتے ہیں گویا وہ ہر وقت اس کے سامنے سجدہ میں ہیں کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ ہے لیکن ان باتوں کو زمینی خیال کے لوگ سمجھ نہیں سکتے کیونکہ آسمانی روح سے ان کو حصہ نہیں دیا گیا۔ منہ

بھی حصہ لیں گے جو آدم میں پھونکی گئی پس اس لئے آدم طبعی طور پر ان کا شفیق ٹھہرے گا۔ کیونکہ باعثِ نفعِ روح جو راستبازی آدم کی فطرت کو دی گئی ہے ضرور ہے کہ اس کی راست بازی کا کچھ حصہ اس شخص کو بھی ملے جو اس میں سے نکلا ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کا بچہ اس کی صفات اور افعال میں سے حصہ لیتا ہے اور دراصل شفاعت کی حقیقت بھی یہی ہے کہ فطرتی وارث اپنے مورث سے حصہ لے کیونکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ شفاعت کا لفظ شفع کے لفظ سے نکلا ہے جو زوج کو کہتے ہیں پس جو شخص فطرتی طور پر ایک دوسرے شخص کا زوج ٹھہر جائے گا ضرور اس کی صفات میں سے حصہ لے گا۔ اسی اصول پر تمام سلسلہ خلقی توارث کا جاری ہے یعنی انسان کا بچہ انسانی قومی میں سے حصہ لیتا ہے اور گھوڑے کا بچہ گھوڑے کے قومی میں سے حصہ لیتا ہے اور بکری کا بچہ بکری کے قومی میں سے حصہ لیتا ہے اور اسی وارث کا نام دوسرے لفظوں میں شفاعت سے فیضیاب ہونا ہے کیونکہ جبکہ شفاعت کی اصل شفع یعنی زوج ہے۔ پس تمام مدارِ شفاعت سے فیض اٹھانے کا اس بات پر ہے کہ جس شخص کی شفاعت سے مستفیض ہونا چاہتا ہے اُس سے فطرتی تعلق اُس کو حاصل ہوتا جو کچھ اُس کی فطرت کو دیا گیا ہے اس کی فطرت کو بھی وہی ملے یہ تعلق جیسا کہ وہی طور پر انسانی فطرت میں موجود ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی ایک جز ہے ایسا ہی کسی طور پر بھی یہ تعلق زیادت پذیر ہے یعنی جب ایک انسان یہ چاہتا ہے کہ جو فطرتی محبت اور فطرتی ہمدردی بنی نوع کی اس میں موجود ہے اس میں زیادت ہو تو اس میں بقدر دائرہ فطرت اور مناسبت کے زیادت بھی ہو جاتی ہے اسی بنا پر قوتِ عشقی کا تموج بھی ہے کہ ایک شخص ایک شخص سے اس قدر محبت بڑھاتا ہے کہ بغیر اس کے دیکھنے کے آرام نہیں کر سکتا۔ آخر اس کی شدت محبت اس دوسرے شخص کے دل پر بھی اثر کرتی ہے اور جو شخص انتہا درجہ پر کسی سے محبت کرتا ہے وہی شخص کامل طور پر اور سچے طور پر اس کی بھلائی کو بھی چاہتا ہے چنانچہ یہ امر بچوں کی نسبت ان کی ماؤں

کی طرف سے مشہود اور محسوس ہے۔ پس اصل جڑ شفاعت کی یہی محبت ہے جب اس کے ساتھ فطرتی تعلق بھی ہو کیونکہ بجز فطرتی تعلق کے محبت کا کمال جو شرط شفاعت ہے غیر ممکن ہے اس تعلق کو انسانی فطرت میں داخل کرنے کے لئے خدا نے حوا کو علیحدہ پیدا نہ کیا بلکہ آدم کی پسلی سے ہی اس کو نکالا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وَخَلَقْنَا مِنْهَا زَوْجَهَا یعنی آدم کے وجود میں سے ہی ہم نے اس کا جوڑا پیدا کیا جو حوا ہے۔ تا آدم کا یہ تعلق حوا اور اس کی اولاد سے طبعی ہونہ بناوٹی۔ اور یہ اس لئے کیا کہ تا آدم زادوں کے تعلق اور ہمدردی کو بقا ہو کیونکہ طبعی تعلقات غیر منفک ہوتے ہیں مگر غیر طبعی تعلقات کے لئے بقا نہیں ہے کیونکہ ان میں وہ باہمی کشش نہیں ہے جو طبعی میں ہوتی ہے۔ غرض خدا نے اس طرح پر دونوں قسم کے تعلق جو آدم کے لئے خدا سے اور بنی نوع سے ہونے چاہئے تھے طبعی طور پر پیدا کئے پس اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ کامل انسان جو شفیع ہونے کے لائق ہو وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے ان دونوں تعلقوں سے کامل حصہ لیا ہو اور کوئی شخص بجز ان ہر دو قسم کے کمال کے انسان کامل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے آدم کے بعد یہی سنت اللہ ایسے طرح پر جاری ہوئی کہ کامل انسان کے لئے جو شفیع ہو سکتا ہے یہ دونوں تعلق ضروری ٹھہرائے گئے یعنی ایک یہ تعلق کہ ان میں آسمانی روح پھونکی گئی۔ اور خدا نے ایسا ان سے اتصال کیا کہ گویا ان میں اتر آیا اور دوسرے یہ کہ بنی نوع کی زوجیت کا وہ جوڑ جو حوا اور آدم میں باہمی محبت اور ہمدردی کے ساتھ مستحکم کیا گیا تھا ان میں سب سے زیادہ چمکایا گیا اسی تحریک سے ان کو بیویوں کی طرف بھی رغبت ہوئی اور یہی ایک اول علامت اس بات کی ہے کہ ان میں بنی نوع کی ہمدردی کا مادہ ہے اور اسی کی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ بِأَهْلِهِ یعنی تم میں سے سب سے زیادہ بنی نوع کے ساتھ بھلائی کرنے والا وہی ہو سکتا ہے کہ پہلے اپنی بیوی کے ساتھ بھلائی کرے مگر جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ ظلم اور شرارت کا برتاؤ رکھتا ہے ممکن نہیں کہ وہ دوسروں سے بھی بھلائی

﴿۱۸۰﴾

کر سکے کیونکہ خدا نے آدم کو پیدا کر کے سب سے پہلے آدم کی محبت کا مصداق اس کی بیوی کو ہی بنایا ہے۔ پس جو شخص اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا اور یا اس کی خود بیوی ہی نہیں وہ کامل انسان ہونے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے اور شفاعت کی دو شرطوں میں سے ایک شرط اس میں مفقود ہے۔ اس لئے اگر عصمت اس میں پائی بھی جائے تب بھی وہ شفاعت کرنے کے لائق نہیں لیکن جو شخص کوئی بیوی نکاح میں لاتا ہے وہ اپنے لئے بنی نوع کی ہمدردی کی بنیاد ڈالتا ہے کیونکہ ایک بیوی بہت سے رشتوں کا موجب ہو جاتی ہے اور بچے پیدا ہوتے ہیں ان کی بیویاں آتی ہیں اور بچوں کی نانیاں اور بچوں کے ماموں وغیرہ ہوتے ہیں اور اس طرح پر ایسا شخص خواہ نخواہ محبت اور ہمدردی کا عادی ہو جاتا ہے اور اس کی اس عادت کا دائرہ وسیع ہو کر سب کو اپنی ہمدردی سے حصہ دیتا ہے لیکن جو لوگ جو گیوں کی طرح نشوونما پاتے ہیں ان کو اس عادت کے وسیع کرنے کا کوئی موقع نہیں ملتا۔ اس لئے ان کے دل سخت اور خشک رہ جاتے ہیں۔ اور عصمت کو شفاعت سے کوئی حقیقی تعلق نہیں کیونکہ عصمت کا مفہوم صرف اس حد تک ہے کہ انسان گناہ سے بچے اور گناہ کی تعریف یہ ہے کہ انسان خدا کے حکم کو عہد آ توڑ کر لائق سزا ٹھہرے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ عصمت اور شفاعت میں کوئی تلازم ذاتی نہیں

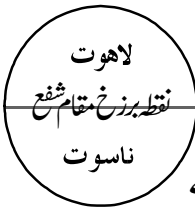
☆ جبکہ عقل اور انصاف کے رو سے گناہ کی تعریف یہ ہے کہ گناہ ایک فعل کو اس وقت کہا جائے گا جبکہ ایک انسان اس فعل کے ذریعہ سے خدا کے حکم کو توڑ کر سزا کے لائق ٹھہرے تو اس صورت میں ضروری ہوا کہ گناہ کے صادر ہونے سے پہلے خدا کا حکم موجود ہو۔ اور نیز اس گناہ کے مرتکب کو وہ حکم پہنچ بھی گیا ہو اور نیز اس فعل کے مرتکب کی نسبت عقل تجویز کر سکتی ہو کہ اس فعل کے ارتکاب سے درحقیقت وہ سزا کے لائق ٹھہر چکا ہے۔ (مثالیں بطور استثناء) زید ایک ایسے دور دراز ملک میں ہے کہ خدا کی شریعت اس کو نہیں پہنچی پس اگر شریعت کے احکام میں سے کسی ایک حکم یا چند حکم کو زید نے توڑ دیا ہے تو اس خلاف ورزی احکام الہی سے وہ مجرم

﴿۱۸۱﴾

کیونکہ تعریف مذکورہ بالا کے رو سے نابالغ بچے اور پیدائشی مجنوں بھی معصوم ہیں وجہ یہ کہ وہ اس لائق نہیں ہیں کہ کوئی گناہ عمداً کریں اور نہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی فعل کے ارتکاب سے قابل سزا ٹھہرتے ہیں۔ پس بلاشبہ وہ حق رکھتے ہیں کہ ان کو معصوم کہا جائے مگر کیا وہ یہ حق بھی رکھتے ہیں کہ وہ انسانوں کے شفیع ہوں اور مُنَجِّی کہلائیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ مُنَجِّی ہونے اور معصوم ہونے میں کوئی حقیقی رشتہ نہیں اور ہرگز عقل سمجھ نہیں سکتی کہ عصمت کو شفاعت سے کوئی حقیقی تعلق ہے ہاں عقل اس بات کو خوب سمجھتی ہے کہ شفیع کے لئے یہ ضروری ہے کہ مذکورہ بالا دو قسم کے تعلق اس میں پائے جائیں اور عقل بلا تردد یہ حکم کرتی ہے کہ اگر کسی انسان میں یہ دو صفتیں موجود ہوں کہ ایک خدا سے تعلق شدید ہو اور دوسری طرف مخلوق سے بھی محبت اور ہمدردی کا تعلق ہو تو بلاشبہ ایسا شخص ان لوگوں کے لئے جنہوں نے عمداً اُس سے تعلق نہیں توڑا دلی جوش سے شفاعت کرے گا اور وہ شفاعت اس کی منظور کی جائے گی کیونکہ جس شخص کی فطرت کو یہ دو تعلق عطا کئے گئے ہیں ان کا لازمی نتیجہ یہی

نہیں ہے کیونکہ شریعت سے اس کو اطلاع نہیں لیکن اگر زید عقل اور فہم رکھنے کی حالت میں بت پرستی کرنے لگے اور خدا کی توحید سے برگشتہ ہو جائے تو وہ باوجود اس کے کہ شریعت اس کو نہیں پہنچی تب بھی مجرم ہے کیونکہ جس توحید کو قرآن لایا ہے وہ عیسائیوں کی تثلیث کی طرح ایسا امر نہیں ہے جو انسانی فطرت میں منقوش نہ ہو بلکہ وہ روز ازل سے بشری فطرت میں منقوش ہے لہذا اس کی خلاف ورزی کیلئے شریعت کا پہنچنا ضروری نہیں صرف انسانی عقل کا پایا جانا ضروری ہے اور اگر شریعت موجود ہے اور ایک شخص کو پہنچ گئی ہے لیکن وہ نابالغ ہے یا مجنون ہے اور اُس حالت میں وہ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہے جو شریعت کی رو سے گناہ کہلاتا ہے تو وہ سزا کے لائق نہیں کیونکہ انسانی عقل اس کو دی نہیں گئی اس لئے وہ باوجود شریعت کے پھر بھی معصوم ہے۔ منہ

ہے کہ وہ خدا کی محبت تامہ کی وجہ سے اس فیض کو کھینچے اور پھر مخلوق کی محبت تامہ کی وجہ سے وہ فیض ان تک پہنچا دے اور یہی وہ کیفیت ہے جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں۔ شخص شفیع کے لئے جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے ضروری ہے کہ خدا سے اس کو ایک ایسا گہرا تعلق ہو کہ گویا خدا اس کے دل میں اتر اہوا ہوا اور اس کی تمام انسانیت مرکب بال بال میں لاہوتی تجلّی پیدا ہوگئی ہو اور اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر خدا کی طرف بہ نکلی ہو اور اس طرح پر الہی قرب کے انتہائی نقطہ پر جا پہنچی ہو۔ اور اسی طرح شفیع کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے لئے وہ شفاعت کرنا چاہتا ہے اس کی ہمدردی میں اس کا دل اڑا جاتا ہو ایسا کہ گویا عنقریب اس پر غشی طاری ہوگی اور گویا شدتِ قلق سے اس کے اعضا اس سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور اس کے حواس منتشر ہیں اور اس کی ہمدردی نے اس کو اس مقام تک پہنچایا ہو کہ جو باپ سے بڑھ کر اور ماں سے بڑھ کر اور ہر ایک غمخوار سے بڑھ کر ہے پس جبکہ یہ دونوں حالتیں اس میں پیدا ہو جائیں گی تو وہ ایسا ہو جائے گا کہ گویا وہ ایک طرف سے لاہوت کے مقام سے جُفت ہے اور دوسری طرف ناسوت کے مقام سے جُفت تب دونوں پلہ میزان اس میں مساوی ہوں گے۔ یعنی وہ مظہر لاہوت کامل بھی ہوگا اور مظہر ناسوت کامل بھی اور بطور برزخ دونوں حالتوں میں واقع ہوگا۔ اس طرح پر.....



اسی مقام شفاعت کی طرف قرآن شریف میں اشارہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع ہونے کی شان میں فرمایا ہے

دَنَا قَدَدْتُ لِي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۗ لَٰعْنِي يَوْمَ رَسُلِ اللَّهِ إِذَا يَخْرُجُ فِي الْغَدَاةِ فِئَتَانِ ۗ بَلْ كُنْتُ مِنَ الْغَايِبِينَ ۗ

امکان میں ہے خدا سے نزدیک ہو اور قرب کے تمام کمالات کو طے کیا اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا اور پھر ناسوت کی طرف کامل رجوع کیا یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا اور بشریت کے پاک لوازم یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور محبت سے جو ناسوتی کمال

کہلاتا ہے پورا حصہ لیا لہذا ایک طرف خدا کی محبت میں اور دوسری طرف بنی نوع کی محبت میں کمال تام تک پہنچا۔ پس چونکہ وہ کامل طور پر خدا سے قریب ہوا اور پھر کامل طور پر بنی نوع سے قریب ہوا اس لئے دونوں طرف کے مساوی قرب کی وجہ سے ایسا ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں میں ایک خط ہوتا ہے لہذا وہ شرط جو شفاعت کے لئے ضروری ہے اس میں پائی گئی اور خدا نے اپنے کلام میں اس کے لئے گواہی دی کہ وہ اپنے بنی نوع میں اور اپنے خدا میں ایسے طور سے درمیان ہے جیسا کہ وتر دو قوسوں کے درمیان ہوتا ہے۔

اور پھر ایک اور مقام میں اُس کے الہی قرب کی نسبت یوں فرمایا قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ<sup>۱</sup> یعنی لوگوں کو اطلاع دے دے کہ میری یہ حالت ہے کہ میں اپنے وجود سے بالکل کھویا گیا ہوں میری تمام عبادتیں خدا کے لئے ہو گئی ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک انسان جب تک وہ کامل نہیں خدا کے لئے خالص طور پر عبادت نہیں کر سکتا بلکہ کچھ عبادت اس کی خدا کے لئے ہوتی ہے اور کچھ اپنے نفس کے لئے کیونکہ وہ اپنے نفس کی عظمت اور بزرگی چاہتا ہے جیسا کہ خدا کی عظمت اور بزرگی کرنی چاہئے اور یہی عبادت کی حقیقت ہے اور ایسا ہی ایک حصہ اس کی عبادت کا مخلوق کے لئے ہوتا ہے کیونکہ جس عظمت اور بزرگی اور قدرت اور تصرف کو خدا سے مخصوص کرنا چاہئے اس عظمت اور قدرت کا حصہ مخلوق کو بھی دیتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ وہ خدا کی پرستش کرتا ہے نفس اور مخلوق کی بھی پرستش کرتا ہے بلکہ عام طور پر جمع اسباب سفلیہ کو اپنی پرستش سے حصہ دیتا ہے کیونکہ خدا کے ارادہ اور تقدیر کے مقابل پر ان اسباب کو بھی کارخانہ محو اور اثبات میں دخیل سمجھتا ہے۔ پس ایسا انسان خدا تعالیٰ کا سچا پرستار نہیں ٹھہر سکتا جو کبھی خدا کی عظمت کا اپنے نفس کو شریک ٹھہراتا ہے اور کبھی مخلوق اور کبھی اسباب کو بلکہ سچا پرستار وہ ہے جو خدا کی تمام عظمتیں اور تمام بزرگیاں اور تمام تصرف خدا کو ہی دیتا ہے نہ کسی اور کو۔ اور



جب اس مرتبہ توحید پر انسان کی پرستش پہنچ جائے تب اس وقت وہ حقیقی طور پر خدا کا پرستار کہلا سکتا ہے اور ایسا انسان جیسا کہ زبان سے کہتا ہے کہ خدا واحد لا شریک ہے ایسا ہی وہ اپنے فعل سے یعنی اپنی عبادت سے بھی خدا کی توحید پر گواہی دیتا ہے پس اسی مرتبہ کاملہ کی طرف اشارہ ہے جو آیت مذکورہ بالا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا کہ تو لوگوں کو کہہ دے کہ میری تمام عبادتیں خدا کے لئے ہیں یعنی نفس کو اور مخلوق کو اور اسباب کو میری عبادت میں سے کوئی حصہ نہیں۔

اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ میری قربانی بھی خاص خدا کے لئے ہے اور میرا جینا بھی خدا کے لئے اور میرا مرنا بھی خدا کے لئے۔ یاد رہے کہ نَسِیْگَہ لغت عرب میں قربانی کو کہتے ہیں اور لفظ نُسْک جو آیت میں موجود ہے اُس کی جمع ہے اور نیز دوسرے معنی اس کے عبادت کے بھی ہیں پس اس جگہ ایسا لفظ استعمال کیا گیا۔ جس کے معنی عبادت اور قربانی دونوں پر اطلاق پاتے ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کامل عبادت جس میں نفس اور مخلوق اور اسباب شریک نہیں ہیں درحقیقت ایک قربانی ہے اور کامل قربانی درحقیقت کامل عبادت ہے اور پھر بعد اس کے جو فرمایا کہ میرا جینا بھی خدا کے لئے ہے اور میرا مرنا بھی خدا کے لئے یہ آخری فقرہ قربانی کے لفظ کی تشریح ہے تا کوئی اس وہم میں نہ پڑے کہ قربانی سے مراد بکرے کی قربانی یا گائے کی قربانی یا اونٹ کی قربانی ہے اور تا اس لفظ سے کہ میرا جینا اور میرا مرنا خاص خدا کے لئے ہے صاف طور پر سمجھا جائے کہ اس قربانی سے مراد روح کی قربانی ہے اور قربانی کا لفظ قرب سے لیا گیا ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا کا قرب تب حاصل ہوتا ہے کہ جب تمام نفسانی قوی اور نفسانی جنبشوں پر موت آجائے غرض یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب تام پر ایک بڑی دلیل ہے اور یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو ہو گئے تھے کہ آپ کی زندگی کے

تمام انفاس اور آپ کی موت محض خدا کے لئے ہوگئی تھی اور آپ کے وجود میں نفس اور مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا اور آپ کی روح خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہیں رہی تھی پس اس طرح پر آپ نے اس شرط کے ایک حصہ کو پورا کیا جو شفیع کے لئے ایک لازمی شرط ہے اور آخری فقرہ آیت مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ میرا جینا اور مرنا اس خدا کے لئے ہے جو تمام جہان کی پرورش میں لگا ہوا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ میری قربانی بھی تمام جہان کی بھلائی کے لئے ہے ایسا ہی دوسرا حصہ شرط شفاعت کا ہمدردیء مخلوق ہے اور ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ آیت ذنٰی فَتَدَلِّیْ کا دوسرا لفظ یعنی تَدَلِّیْ اسی ہمدردی پر دلالت کرتا ہے۔ یاد رہے کہ تَدَلِّیْ کا ثلاثی مجرد دلو ہے اور دلو کہتے ہیں ڈول کو کونیں کے اندر ڈبونا تا پانی اس میں بھر جائے اور دوسرے معنی دلو کے یہ ہیں کہ کسی کو اپنا شفیع پکڑنا۔ پس تَدَلِّیْ کے یہ معنی ہیں کہ شفاعت کے لئے دور افتادہ لوگوں کی طرف بکمال ہمدردی و عنخواری توجہ کرنا اور ان سے بہت نزدیک ہو کر ان کا مکرر پانی اٹھانا اور پاک پانی ان کو عطا کرنا۔

اور چونکہ خدا سے محبت کرنا اور اس کی محبت میں اعلیٰ مقام قرب تک پہنچنا ایک ایسا امر ہے جو کسی غیر کو اُس پر اطلاع نہیں ہو سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے افعال ظاہر کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت تمام چیزوں پر خدا کو اختیار کر لیا تھا اور آپ کے ذرہ ذرہ اور رگ اور ریشہ میں خدا کی محبت اور خدا کی عظمت ایسے رچی ہوئی تھی کہ گویا آپ کا وجود خدا کی تجلیات کے پورے مشاہدہ کے لئے ایک آئینہ کی طرح تھا۔ خدا کی محبت کاملہ کے آثار جس قدر عقل سوچ سکتی ہے وہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک شخص جو کسی دوسرے شخص سے محبت کرتا ہے وہ یا تو اس کے کسی احسان کی وجہ سے اُس سے محبت کرتا ہے اور یا اُس کے حسن

کی وجہ سے کیونکہ جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے اُس وقت سے آج تک تمام بنی آدم کا متفق علیہ یہ تجربہ ہے کہ احسانِ محبت کی تحریک کرتا ہے اور باوجود اس کے کہ بنی آدم اپنی طبائع میں بہت سا اختلاف رکھتے ہیں تاہم جمیع افراد انسانی کے اندر یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ احسان سے ضرور بقدر اپنی استعداد کے متاثر ہو کر محسن کی محبت دل میں پیدا کر لیتے ہیں یہاں تک کہ نہایت خسیس اور سنگدل اور کمینہ فرقیہ انسانوں کا جو چور اور ڈاکو اور دیگر جرائم پیشہ لوگ ہیں جو بذریعہ مختلف قسم کے جرائم کے وجہ معاش پیدا کرتے ہیں وہ بھی احسان سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک چور جس کا نقب زنی کام ہے اگر اس کو رات کے وقت دو گھروں میں نقب لگانے کا موقع ملے اور ان دونوں میں سے ایک ایسا شخص ہو جو کبھی اس نے اس کے ساتھ نیکی کی تھی اور دوسرا محض اجنبی ہو تو اس چور کی فطرت باوجود سخت ناپاک ہونے کے ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرے گی کہ نقب کے وقت اجنبی کے گھر کو تو عمداً چھوڑ دے اور اپنے اس دوست کے گھر میں نقب لگاوے بلکہ انسان تو انسان حیوانات اور درندوں میں بھی یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ احسان کرنے والے پر حملہ نہیں کرتے چنانچہ اس بارہ میں کتے کی سیرت اور خصلت اکثر انسانوں کے تجربہ میں آچکی ہے کہ کس قدر وہ اپنے محسن کی اطاعت اختیار کرتا ہے پس اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ احسان موجب محبت ہے ایسا ہی حسن کا موجب محبت ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ حسن کے مشاہدہ میں ایک لذت ہے اور انسان ایسی چیز کی طرف طبعاً میل کرتا ہے جس سے اس کو لذت پیدا ہوتی ہے اور حسن سے مراد صرف جسمانی نقوش نہیں ہیں کہ آنکھ ایسی ہو اور ناک ایسا ہو اور پیشانی ایسی ہو اور رنگ ایسا ہو بلکہ اس سے مراد ایک ذاتی خوبی اور ذاتی کمال اور ذاتی لطافت ہے جو کمال اعتدال اور بے نظیری سے ایسے مرتبہ پر واقع ہو جو اس میں ایک کشش پیدا ہو جائے پس تمام وہ خوبیاں جن کو انسانی فطرت تعریف میں داخل کرتی ہے حسن میں داخل ہیں اور انسان کا دل

ان کی طرف کھنچا جاتا ہے مثلاً ایک شخص ایک ایسا پہلوان بہادر سر آمد روزگار نکلا ہے کہ کوئی شخص گشتی میں اُس کے ساتھ برابری نہیں کر سکتا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ وہ شیروں کو بھی ہاتھ سے پکڑ لیتا ہے اور میدان جنگ میں اپنی شجاعت اور طاقت سے ہزار آدمی کو بھی شکست دے سکتا ہے اور ہزاروں دشمنوں کے محاصرہ میں آ کر جان بچا کر نکل جاتا ہے تو ایسا شخص بالطبع لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گا اور لوگ ضرور اُس سے محبت کریں گے اور گولوگوں کو اس کی اس بے مثل پہلوانی اور شجاعت سے کچھ بھی فائدہ نہ ہو بلکہ وہ کسی دور دراز ملک کا رہنے والا ہو جس کو دیکھا بھی نہ ہو یا اس زمانہ سے وہ پہلے گزر چکا ہو مگر تاہم لوگ اس کے قصوں کو محبت سے سنیں گے اور اس کے ان کمالات کی وجہ سے اس سے محبت کریں گے سو اس محبت کی کیا وجہ ہے؟! کیا اس نے کسی پر احسان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ احسان تو اس نے کسی پر نہیں کیا پس بجز حسن کے اس کی کوئی اور وجہ نہیں پس کچھ شک نہیں کہ یہ تمام روحانی خوبیاں حسن میں داخل ہیں اور اُن کا نام حسنِ اخلاق اور حسنِ صفات ہے جو حسنِ اعضا کے مقابل پر واقع ہے اور احسان میں اور حسنِ اخلاق اور حسنِ صفات میں یہ فرق ہے کہ کسی شخص کے نیک خُلق یا نیک صفت کو اُس وقت اور اُس شخص کی نسبت احسان کے نام سے موسوم کیا جائے گا جبکہ ایک شخص اس نیک خلق یا نیک صفت کے اثر سے متمتع ہو جائے اور اس سے کوئی فائدہ اٹھالے پس وہ شخص جو اس نیک خلق یا نیک صفت سے فائدہ اٹھائے گا۔ اس کی نسبت وہ نیک خلق اور نیک صفت احسان ہوگا جس کا ذکر بطور مدح اور شکر کے وہ کرے گا لیکن دوسرے لوگوں کی نسبت وہ نیک خلق اس کا حسن میں داخل ہوگا۔ مثلاً صفت فیاضی اور سخاوت اس شخص کے حق میں احسان ہے جو فیضیاب ہو مگر دوسروں کی نظر میں حسنِ صفات سمجھا جائے گا۔

غرض خدا کا قانون قدرت اور ایسا ہی صحیفہ فطرت جس کا سلسلہ قدیم سے اور انسان کی بنیاد کے وقت سے چلا آتا ہے وہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق شدید پیدا

ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے احسان اور حسن سے تمتع اٹھایا ہو اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ احسان سے مراد خدا تعالیٰ کے وہ اخلاقی نمونے ہیں جو کسی انسان نے اپنی ذات کی نسبت پیشتم خود دیکھے ہوں مثلاً بیکسی اور عاجزی اور کمزوری اور یتیمی کے وقت میں خدا اس کا متوٹی ہو اور حاجتوں اور ضرورتوں کے وقت میں خدا نے خود اس کی حاجت براری کی ہو اور سخت اور کمر شکن غموں کے وقت میں خدا نے خود اس کی مدد کی ہو اور خدا طلبی کے وقت میں بغیر توسط کسی مرشد اور ہادی کے خود خدا نے اُس کو رہنمائی کی ہو اور حسن سے مراد بھی وہی خدا کی صفات حسنہ ہیں جو احسان کے رنگ میں بھی ملاحظہ ہوتی ہیں۔ مثلاً خدا کی قدرت کاملہ اور وہ رفیق اور وہ لطف اور وہ ربوبیت اور وہ رحم جو خدا میں پایا جاتا ہے اور وہ عام ربوبیت اُس کی جو مشاہدہ ہو رہی ہے اور وہ عام نعمتیں اس کی جو انسانوں کے آرام کے لئے بکثرت موجود ہیں اور وہ علم اس کا جس کو انسان نبیوں کے ذریعہ سے حاصل کرتا اور اس کے ذریعہ سے موت اور تباہی سے بچتا ہے اور اس کی یہ صفت کہ وہ بیقراروں در ماندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے اور اس کی یہ خوبی کہ جو لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں وہ اُن سے زیادہ اُن کی طرف جھکتا ہے یہ تمام صفات خدا کی اس کے حسن میں داخل ہیں اور پھر وہی صفات ہیں کہ جب ایک شخص خاص طور پر ان سے فیضیاب بھی ہو جاتا ہے تو وہ اُس کی نسبت احسان بھی کہلاتی ہیں گو دوسرے کی نسبت فقط حُسن میں داخل ہیں۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کی ان صفات کو جو درحقیقت اُس کا حُسن اور جمال ہے احسان کے رنگ میں بھی دیکھ لیتا ہے تو اُس کا ایمان نہایت درجہ قوی ہو جاتا ہے اور وہ خدا کی طرف ایسا کھنچا جاتا ہے جیسا کہ ایک لوہا آہن رُبا کی طرف کھنچا جاتا ہے اُس کی محبت خدا سے بہت بڑھ جاتی ہے اور اس کا بھروسہ خدا پر بہت قوی ہو جاتا ہے اور چونکہ وہ اس بات کو آزما لیتا ہے جو اُس کی تمام بھلائی خدا میں ہے اس لئے اس کی امیدیں خدا پر نہایت مضبوط ہو جاتی ہیں اور وہ طبعاً نہ کسی تکلف اور بناوٹ

سے خدا کی طرف جھکا رہتا ہے اور اپنے تئیں ہر دم خدا سے مدد پانے کا محتاج دیکھتا ہے اور اس کی ان صفات کاملہ کے تصور سے یقین رکھتا ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہوگا کیونکہ خدا کے فیض اور کرم اور جود کے بہت سے نمونے اس کا چشم دید مشاہدہ ہوتا ہے اس لئے اس کی دعائیں قوت اور یقین کے چشمہ سے نکلتی ہیں اور اس کا عقد ہمت نہایت مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے اور آخر کار بمشاہدہ آلاء اور نعماءِ الہی کے نور یقین بہت زور کے ساتھ اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اس کی ہستی بکلی جل جاتی ہے اور باعث کثرت تصورِ عظمت اور قدرتِ الہی کے اس کا دل خدا کا گھر ہو جاتا ہے اور جس طرح انسان کی روح اس کے زندہ ہونے کی حالت میں کبھی اس کے جسم سے جدا نہیں ہوتی اسی طرح خدائے قادر ذوالجلال کی طرف سے جو یقین اس کے اندر داخل ہوا ہے وہ کبھی اس سے علیحدہ نہیں ہوتا اور ہر وقت پاک روح اس کے اندر جوش مارتی رہتی ہے اور اسی پاک روح کی تعلیم سے وہ بولتا اور حقائق اور معارف اُس کے اندر سے نکلتے ہیں اور خدائے ذوالعزت و الجبروت کی عظمت کا خیمہ ہر وقت اُس کے دل میں لگا رہتا ہے اور یقین اور صدق اور محبت کی لذت ہر وقت پانی کی طرح اس کے اندر بہتی رہتی ہے جس کی آبپاشی سے ہر ایک عضو اس کا سیراب نظر آتا ہے آنکھوں میں ایک جدا سیرابی مشہود ہوتی ہے پیشانی پر الگ ایک نور اُس سیرابی کا لہراتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور چہرہ پر محبتِ الہی کی ایک بارش برستی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور زبان بھی اُس نور کی سیرابی سے پورا حصہ لیتی ہے۔ اسی طرح تمام اعضاء پر ایک ایسی شگفتگی نظر آتی ہے جیسا کہ ابر بہار کے برسنے کے بعد موسم بہار میں ایک دلکش تازگی درختوں کی ٹہنیوں اور پتوں اور پھولوں اور پھلوں میں محسوس ہوتی ہے لیکن جس شخص میں یہ روح نہیں اُتری اور یہ سیرابی اُس کو حاصل نہیں ہوئی اُس کا تمام جسم مردار کی طرح ہوتا ہے اور یہ سیرابی اور تازگی اور شگفتگی جس کی قلم تشریح نہیں کر سکتی یہ اس مردار دل کو مل ہی نہیں سکتی جس کو نور یقین کے

چشمہ نے شاداب نہیں کیا بلکہ ایک طرح کی سڑی ہوئی بدبو اس سے آتی ہے مگر وہ شخص جس کو یہ نور دیا گیا ہے اور جس کے اندر یہ چشمہ پھوٹ نکلا ہے اس کی علامات سے یہ ایک علامت ہے کہ اس کا جی ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ ہر ایک بات میں اور ہر ایک قول میں اور ہر ایک فعل میں خدا سے قوت پاوے اسی میں اُس کی لذت ہوتی ہے اور اسی میں اس کی راحت ہوتی ہے وہ اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا۔ اور قوت پانے کے لئے جو الفاظ خدا کے کلام میں مقرر کئے گئے ہیں وہی ہیں جو استغفار کے نام سے مشہور ہیں۔

استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے یہ لفظ غُفْر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُسْتَعْفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنی اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قوی اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے پس جبکہ خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا اس لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیت کے ذریعے سے بگڑنے سے بچاوے کیونکہ خدا کی خالقیت نے انسان پر یہ احسان کیا کہ اس کو

خدا کی صورت پر بنایا۔ پس اسی طرح خدا کی قیومیت نے تقاضا کیا کہ وہ اس پاک نقشِ انسانی کو جو خدا کے دنوں ہاتھوں سے بنایا گیا ہے پلید اور خراب نہ ہونے دے لہذا انسان کو تعلیم دی گئی کہ وہ استغفار کے ذریعہ سے اُس کی قیومیت سے قوت طلب کرے پس اگر دنیا میں گناہ کا وجود بھی نہ ہوتا تب بھی استغفار ہوتا کیونکہ دراصل استغفار اس لئے ہے کہ جو خدا کی خالقیت نے بشریت کی عمارت بنائی ہے وہ عمارت مسمار نہ ہو اور قائم رہے اور بغیر خدا کے سہارے کے کسی چیز کا قائم رہنا ممکن نہیں۔ پس انسان کے لئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے اسی کی طرف قرآن شریف میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ**<sup>۱</sup> یعنی وہ خدا ہی ہے جو قابلِ پرستش ہے کیونکہ وہی زندہ کرنے والا ہے اور اسی کے سہارے سے انسان زندہ رہ سکتا ہے یعنی انسان کا ظہور ایک خالق کو چاہتا تھا اور ایک قیوم کو تا خالق اس کو پیدا کرے اور قیوم اس کو بگڑنے سے محفوظ رکھے سو وہ خدا خالق بھی ہے اور قیوم بھی۔ اور جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیت کا کام تو پورا ہو گیا مگر قیومیت کا کام ہمیشہ کے لئے ہے اسی لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی غرض خدا کی ہر ایک صفت کے لئے ایک فیض ہے پس استغفار صفتِ قیومیت کا فیض حاصل کرنے کے لئے کرتے رہنے کی طرف اشارہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں ہے **إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ**<sup>۲</sup> یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی اس بات کی مدد چاہتے ہیں کہ تیری قیومیت اور ربوبیت ہمیں مدد دے اور ہمیں ٹھوکر سے بچا دے تا ایسا نہ ہو کہ کمزوری ظہور میں آوے اور ہم عبادت نہ کر سکیں۔

اس تمام تفصیل سے ظاہر ہے کہ استغفار کی درخواست کے اصل معنی یہی ہیں کہ وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ کوئی حق فوت ہو گیا ہے بلکہ اس خواہش سے ہوتی ہے کہ کوئی حق فوت نہ ہو اور انسانی فطرت اپنے تئیں کمزور دیکھ کر طبعاً خدا سے طاقت طلب کرتی ہے جیسا کہ بچہ



ماں سے دودھ طلب کرتا ہے پس جیسا کہ خدا نے ابتدا سے انسان کو زبان آکھ دل کان وغیرہ عطا کئے ہیں ایسا ہی استغفار کی خواہش بھی ابتدا سے ہی عطا کی ہے اور اس کو محسوس کرایا ہے کہ وہ اپنے وجود کے ساتھ خدا سے مدد پانے کا محتاج ہے اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے **وَاسْتَعْفِرْ لِدُنْيَاكَ وَاللَّامُؤْمِنِينَ وَانَّمُؤْمِنْتِ** یعنی خدا سے درخواست کر کہ تیری فطرت کو بشریت کی کمزوری سے محفوظ رکھے اور اپنی طرف سے فطرت کو ایسی قوت دے کہ وہ کمزوری ظاہر نہ ہونے پاوے اور ایسا ہی اُن مردوں اور اُن عورتوں کے لئے جو تیرے پر ایمان لاتے ہیں بطور شفاعت کے دعا کرتا رہے کہ تا جو فطرتی کمزوری سے ان سے خطائیں ہوتی ہیں ان کی سزا سے وہ محفوظ رہیں اور آئندہ زندگی ان کی گناہوں سے بھی محفوظ ہو جائے یہ آیت معصومیت اور شفاعت کے اعلیٰ درجہ کی فلاسفی پر مشتمل ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ انسان اعلیٰ درجہ کے مقام عصمت پر اور مرتبہ شفاعت پر بھی پہنچ سکتا ہے کہ جب اپنی کمزوری کے روکنے کے لئے اور نیز دوسروں کو گناہ کے زہر سے نجات دینے کے لئے ہر دم اور ہر آن دعا مانگتا رہتا ہے اور تضرعات سے خدا تعالیٰ کی طاقت کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اس طاقت سے دوسروں کو بھی حصہ ملے جو بوسیلا ایمان اس سے پیوند کرتے ہیں۔ معصوم انسان کو خدا سے طاقت طلب کرنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ انسانی فطرت اپنی ذات میں تو کوئی کمال نہیں رکھتی بلکہ ہر دم خدا سے کمال پاتی ہے اور اپنی ذات میں کوئی قوت نہیں رکھتی بلکہ ہر دم خدا سے قوت پاتی ہے اور اپنی ذات میں کوئی کمال روشنی نہیں رکھتی بلکہ خدا سے اُس پر روشنی اترتی ہے۔ اس میں اصل راز یہ ہے کہ کامل فطرت کو صرف ایک کشش دی جاتی ہے تا وہ طاقت بالا کو اپنی طرف کھینچ سکے مگر طاقت کا خزانہ محض خدا کی ذات ہے اسی خزانہ سے فرشتے بھی اپنے لئے طاقت کھینچتے ہیں اور ایسا ہی انسان کامل بھی اسی سرچشمہ طاقت سے عبودیت کی نالی کے ذریعہ سے عصمت اور فضل کی

طاقت کھینچتا ہے لہذا انسانوں میں سے وہی معصوم کامل ہے جو استغفار سے الہی طاقت کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کشش کے لئے تضرع اور خشوع کا ہر دم سلسلہ جاری رکھتا ہے تا اس پر روشنی اترتی رہے اور ایسے دل کو اس گھر سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کے شرق اور غرب سے اور ہر یک طرف سے تمام دروازے آفتاب کے سامنے ہیں پس ہر وقت آفتاب کی روشنی اس میں پڑتی ہے لیکن جو شخص خدا سے طاقت نہیں مانگتا وہ اس کو ٹھہری کی مانند ہے جس کے چاروں طرف سے دروازے بند ہیں اور جس میں ایک ذرہ روشنی نہیں پڑ سکتی۔ پس استغفار کیا چیز ہے یہ اس آلہ کی مانند ہے جس کی راہ سے طاقت اترتی ہے تمام راز تو حید اسی اصول سے وابستہ ہے کہ صفتِ عصمت کو انسان کی ایک مستقل جائیداد قرار نہ دیا جائے بلکہ اس کے حصول کے لئے محض خدا کو سرچشمہ سمجھا جائے۔ ذات باری تعالیٰ کو تمثیل کے طور پر دل سے مشابہت ہے جس میں مصفیٰ خون کا ذخیرہ جمع رہتا ہے اور انسانِ کامل کا استغفار ان شرائین اور عروق کی مانند ہے جو دل کے ساتھ پیوستہ ہیں اور خون صافی اس میں سے کھینچتی ہیں اور تمام اعضاء پر تقسیم کرتی ہیں جو خون کے محتاج ہیں۔

## ذنب اور جرم میں فرق

یہ کہنا بالکل غلطی ہے کہ آیت **وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ** میں ذنب کا لفظ موجود ہے جو گناہ کو کہتے ہیں کیونکہ ذنب اور جرم میں فرق ہے جرم کا لفظ تو ہمیشہ ایسے گناہ کے لئے آتا ہے جو سزا کے لائق ہوتا ہے مگر ذنب کا لفظ بشریت کی کمزوری کے لئے بھی آجاتا ہے اسی لئے نبیوں پر انسانی کمزوری کی وجہ سے ذنب کا لفظ اطلاق پایا ہے مگر جرم کا لفظ اطلاق نہیں پایا اور خدا کی کتاب میں کسی نبی کو مجرم کے لفظ سے نہیں پکارا گیا اور نیز خدا کی کتاب میں یعنی قرآن شریف میں مجرم کے لئے تو جہنم کی وعید ہے یعنی خدا کی طرف سے عہد ہے کہ وہ جہنم میں

ڈالا جائے گا مگر مُذْنِبُ کے لئے کوئی وعید نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ لِيَعْنِيَ جَوْشَخُصَّ خُدا کے پاس مجرم ہو کر آئے گا۔ اس کی سزا جہنم ہے نہ اس میں وہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ سو اس جگہ خدانے مُجْرِمًا کہا مُذْنِبًا نہیں کہا کیونکہ بعض صورتوں میں معصوم کو بھی مُذْنِبُ کہہ سکتے ہیں مگر مجرم نہیں کہہ سکتے اس پر ایک اور دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ سورۃ آل عمران میں یہ آیت ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا ۗ اس آیت سے بنص صریح ثابت ہوا کہ تمام انبیاء جن میں حضرت مسیح بھی شامل ہیں مامور تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں اور انہوں نے اقرار کیا کہ ہم ایمان لائے اور پھر جب آیت وَاسْتَعْفِفْ لِدُنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ کو اس آیت کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے اور ذَنْبُ سے مراد نعوذ باللہ جرم لیا جائے تو حضرت عیسیٰ بھی اس آیت کی رو سے مجرم ٹھہریں گے کیونکہ وہ بھی اس آیت کی رو سے ان مؤمنین میں داخل ہیں جو آنحضرت پر ایمان لائے پس بلاشبہ وہ بھی مُذْنِبُ ٹھہرے۔ یہ مقام عیسائیوں کو غور سے دیکھنا چاہئے۔ پس ان آیات سے بوضاحت تمام ثابت ہوا کہ اس جگہ ذَنْبُ بمعنی جرم نہیں ہے بلکہ انسانی کمزوری کا نام ذَنْبُ ہے جو قابل الزام نہیں۔ اور مخلوق کی فطرت کے لئے ضروری ہے کہ یہ کمزوری اس میں موجود ہو اور کمزوری کا نام اس لئے ذَنْبُ رکھا ہے کہ انسان کی فطرت میں طبعاً یہ قصور اور کمی واقع ہے تا وہ ہر وقت خدا کا محتاج رہے اور تا اس کمزوری کے دبانے کے لئے ہر وقت خدا سے طاقت مانگتا رہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ بشری کمزوری ایک ایسی چیز ہے کہ اگر خدا کی طاقت اس کے ساتھ شامل نہ ہو تو نتیجہ اس کا بجز ذَنْبُ کے اور کچھ نہیں پس جو چیز ہو وصلِ الی الذَنْبُ ہے

بطور استعارہ اس کا نام ذنب رکھا گیا اور یہ مجاورہ شائع متعارف ہے کہ جو اعراض بعض امراض کو پیدا کرتے ہیں کبھی انہیں اعراض کا نام امراض رکھ دیتے ہیں پس کمزوری فطرت بھی ایک مرض ہے جس کا علاج استغفار ہے۔

غرض خدا کی کتاب نے بشریت کی کمزوری کو ذنب کے محل پر استعمال کیا ہے اور خود گواہی دی ہے کہ انسان میں فطرتی کمزوری ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا** یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے یہی کمزوری ہے کہ اگر الہی طاقت اس کے ساتھ شامل نہ ہو تو انواع اقسام کے گناہوں کا موجب ہو جاتی ہے پس استغفار کی حقیقت یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر دم اور ہر آن خدا سے مدد مانگی جائے اور اس سے درخواست کی جائے کہ بشریت کی کمزوری جو بشریت کا ایک ذنب ہے جو اس کے ساتھ لگا ہوا ہے ظاہر نہ ہو سو مداومت استغفار دلیل اس بات پر ہے کہ اس ذنب پر فتح پائی اور وہ ظہور میں نہ آسکا اور خدا کا نور اتر اور اس کو دبا لیا۔ اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ استغفار کا لفظ غفر سے نکلا ہے اور اس کے اصل معنی دبانے اور ڈھانکنے کے ہیں یعنی یہ درخواست کرنا کہ بشریت کی کمزوری ظاہر ہو کر کوئی نقصان نہ پہنچاؤے اور وہ ڈھکی رہے کیونکہ بشر چونکہ خدا نہیں ہے اور نہ خدا سے مستغنی ہے اس لئے وہ اس بچہ کی طرح ہے جو ہر قدم میں ماں کا محتاج ہوتا ہے تا وہ اس کو گرنے سے بچاؤے اور ٹھوکر سے محفوظ رکھے ایسا ہی یہ بھی ہر قدم میں خدا کا محتاج ہوتا ہے تا وہ اس کو ٹھوکر اور لغزش سے بچاؤے سو اس علاج کے لئے استغفار ہے۔

اور کبھی یہ لفظ توسع کے طور پر ان لوگوں پر بھی اطلاق پاتا ہے جو اول کسی گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور اس جگہ استغفار کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جو گناہ صادر ہو چکا ہے اس کی سزا سے خدا بچاؤے لیکن یہ دوسرے معنی خدا کے مقرب لوگوں کے حق میں درست اور روا نہیں ہیں وجہ یہ کہ خدا نے تو پہلے سے ان پر ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے کہ وہ کوئی سزا نہیں پائیں گے

اور جنت کے اعلیٰ مقام ان کو ملیں گے اور خدا کی رحمت کی گود میں وہ بٹھائے جائیں گے اور نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ ایسے وعدے ان کو دئے جاتے ہیں اور ان کو بہشت دکھایا جاتا ہے پھر اگر وہ ان معنوں کے رو سے استغفار کریں کہ وہ اپنے گناہوں کے سبب سے دوزخ میں نہ پڑیں تو ایسا استغفار تو خود ان کے لئے ایک گناہ ہوگا کہ وہ خدا کے وعدوں پر یقین نہیں کرتے اور خدا کی رحمت سے اپنے تئیں دور سمجھتے ہیں پھر ایسا شخص جس کے حق میں خدا تعالیٰ یہ فرماوے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ<sup>۱</sup> یعنی تمام دنیا کے لئے تجھے ہم نے رحمت کر کے بھیجا ہے اور تو رحمت مجسم ہے۔ وہ اگر اپنی نسبت ہی یہ شک کرے کہ خدا کی رحمت میرے شامل ہوگی یا نہیں تو پھر دوسروں کے لئے کیونکر رحمت کا باعث ہوگا۔

یہ تمام قرینے ان لوگوں کے لئے جو انصاف سے سوچتے ہیں صریح اس حقیقت کو کھولتے ہیں جو استغفار کے دوسرے معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا سخت خطا کاری اور شرارت ہے بلکہ معصوم کے لئے اول علامت یہی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار میں مشغول رہے اور ہر آن اور ہر حالت میں بشریت کی کمزوری سے محفوظ رہنے کے لئے خدا تعالیٰ سے طاقت طلب کرتا رہے جس کو دوسرے لفظوں میں استغفار کہتے ہیں کیونکہ اگر ایک بچہ ہر وقت ماں کے ہاتھ کے سہارے سے چلتا ہے اور روا نہیں رکھتا کہ ایک سیکنڈ بھی ماں سے دور ہو وہ بچہ بلاشبہ ٹھوکر سے بچ رہے گا لیکن وہ بچہ جو ماں سے علیحدہ ہو کر چلتا ہے اور خود بخود کبھی کسی خوفناک زینہ پر چڑھتا ہے اور کبھی کسی خوفناک زینہ سے اترتا ہے وہ ضرور ایک دن گرے گا اور اس کا گرنا سخت ہوگا۔ پس جس طرح خوش قسمت بچہ کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ اپنی پیاری ماں سے ہرگز علیحدگی اختیار نہ کرے اور ہرگز اس کی گود سے جدا نہ ہو اور اس کے دامن کو نہ چھوڑے یہی عادت ان مبارک مقدسوں کی ہوتی ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر ایسے جا پڑتے ہیں جیسا کہ ماں کی گود میں بچے اور جیسا کہ ایک بچہ اپنا

تمام کام اپنی ماں کی طاقت سے نکالتا ہے اور ہر ایک دوسرا بچہ جو اس سے مخالفت کرتا ہے یا کوئی کتا اس کے سامنے آتا ہے یا کوئی اور خوف نمودار ہوتا ہے یا کسی لغزش کی جگہ پر اپنے تئیں پاتا ہے تو فی الفور اپنی ماں کو پکارتا ہے تا وہ جلد تر اس کی طرف دوڑے اور اس آفت سے اس کو بچا وے۔ یہی حال ان روحانی بچوں کا ہوتا ہے کہ بعینہ اپنے رب کو ماں کی طرح سمجھ کر اس کی طاقتوں کو اپنا ذخیرہ سمجھتے ہیں اور ہر وقت اور ہر دم اس کی طاقتوں کو طلب کرتے رہتے ہیں اور جس طرح شیر خوار بچہ جب بھوک کے وقت اپنا منہ اپنی ماں کے پستان پر رکھ دیتا ہے اور اپنی طبعی کشش سے دودھ کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے تو جی بھی کہ ماں محسوس کرتی ہے کہ گریہ اور زاری کے ساتھ اس بچہ کے نرم نرم ہونٹ اس کے پستان پر جا لگے ہیں تو طبعاً اس کا دودھ جوش مارتا ہے اور اس بچہ کے منہ میں گرتا جاتا ہے پس یہی قانون ان بچوں کے لئے بھی ہے جو روحانی دودھ کے طالب اور جو یاں ہیں۔

## ضرورت شفاعت

ممکن ہے کہ اس جگہ کوئی شخص یہ سوال بھی پیش کرے کہ انسان کو شفاعت کی کیوں ضرورت ہے اور کیوں جائز نہیں کہ ایک شخص براہِ راست توبہ اور استغفار کر کے خدا سے معافی حاصل کر لے۔ اس سوال کا جواب قانونِ قدرت خود دیتا ہے کیونکہ یہ بات مسلم ہے اور کسی کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انسان بلکہ تمام حیوانات کی نسل کا سلسلہ شفاعت پر ہی چل رہا ہے کیونکہ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ شفاعت کا لفظ شفیع سے نکلا ہے جس کے معنی جفت ہے پس اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ تمام برکات و تناسل شفیع سے ہی پیدا ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ایک انسان کے اخلاق اور قوت اور صورت دوسرے انسان میں اسی ذریعہ سے آجاتے ہیں یعنی وہ ایک جوڑ کا ہی نتیجہ ہوتا ہے ایسا ہی ایک حیوان جو دوسرے سے پیدا ہوتا

ہے مثلاً بکری بیل گدھا وغیرہ وہ تمام قومی جو ایک حیوان سے دوسرے حیوان میں منتقل ہوتے ہیں وہ بھی درحقیقت ایک جوڑ کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ پس یہی جوڑ جب ان معنوں سے لیا جاتا ہے کہ ایک ناقص ایک کامل سے روحانی تعلق پیدا کر کے اس کی روح سے اپنی کمزوری کا علاج پاتا ہے اور نفسانی جذبات سے محفوظ رہتا ہے تو اس جوڑ کا نام شفاعت ہے جیسا کہ چاند سورج کے مقابل ہو کر ایک قسم کا اتحاد اور جوڑ اس سے حاصل کرتا ہے تو معاً اس نور کو حاصل کر لیتا ہے جو آفتاب میں ہے اور چونکہ اس روحانی جوڑ کو جو پُر محبت دلوں کو انبیاء کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اس جسمانی جوڑ سے ایک مناسبت ہے جو زید کو مثلاً اپنے باپ سے ہے اس لئے یہ روحانی فیضیاب بھی خدا کے نزدیک اولاد کہلاتی ہے اور اس تولد کو کامل طور پر حاصل کرنے والے وہی نقوش اور اخلاق اور برکات حاصل کر لیتے ہیں جو نبیوں میں موجود ہوتے ہیں پس دراصل یہی حقیقت شفاعت ہے اور جس طرح جسمانی شفیع یعنی جوڑ کا یہ لازمہ ذاتی ہے کہ اولاد مناسب حال اس شخص کے ہوتی ہے جس سے یہ جوڑ کیا گیا ہے ایسا ہی روحانی شفیع کا بھی خاصہ ہے۔ غرض یہی حقیقت شفاعت ہے کہ خدا کا قانون قدرت جسمانی اور روحانی اس طرح پر قدیم سے واقع ہے کہ تمام برکات جوڑ سے ہی پیدا ہوتی ہیں صرف یہ فرق ہے کہ ایک قسم کو شفیع کہا گیا ہے اور دوسری قسم کا نام شفاعت رکھا گیا اور انسان کو جس طرح کہ سلسلہ تناسل کے محفوظ رکھنے کے لئے شفیع کی ضرورت ہے ایسا ہی روحانیت کا سلسلہ باقی رکھنے کے لئے شفاعت کی ضرورت ہے اور خدا کے کلام نے دونوں قسموں کو بیان فرما دیا ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یہ فرماتا ہے کہ خدا نے آدم کو جوڑا پیدا کیا اور پھر اس جوڑا سے بہت سی مخلوق مرد اور عورت پیدا کئے اور ایسا ہی فرماتا ہے کہ خدا نے زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کیا جو آدم تھا جس میں خدائی روح تھی پھر وہ نور آدم سے دوسرے نبیوں میں منتقل ہوتا گیا اور ابراہیم اور اسحاق اور اسماعیل اور یعقوب اور موسیٰ اور داؤد اور عیسیٰ وغیرہ

سب اس نور کے وارث ہوئے یہاں تک کہ آخری وارث ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے پس ان تمام پاک نبیوں نے جیسا کہ آدم سے وارثت میں جسمانی نقوش پائے ایسا ہی بحیثیت خلیفہ ہونے آدم کے اس سے خدائی روح بھی پایا پھر ان کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً اور لوگ بھی وارث ہوتے گئے۔

## قرآن شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ثبوت

اور قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بارے میں مختلف مقامات میں ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ ترجمہ۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کس قدر صراحت سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں یعنی اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے اور جس طرح بذریعہ دوامرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر کا اثر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو آگ کیونکر ایک دم میں جلا دیتی ہے۔ پس اسی طرح پر جوش نیکی جو محض خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے کی جاتی ہے وہ گناہوں کے خس و خاشاک کو بھسم کرنے کے لئے آگ کا حکم رکھتی ہے جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو



مان کر پورے صدق اور صفا اور محبت اور اطاعت سے آپ کی پیروی کرتا ہے یہاں تک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ ہو جاتا ہے وہ الہی نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا ہے اس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے تب چونکہ ظلمت اور نور کی باہم منافات ہے وہ ظلمت جو اس کے اندر ہے دور ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی حصہ ظلمت کا اس کے اندر باقی نہیں رہتا اور پھر اس نور سے قوت پا کر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اس سے ظاہر ہوتی ہیں اور اس کے ہر ایک عضو میں سے محبت الہی کا نور چمک اٹھتا ہے تب اندرونی ظلمت بگلی دور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اس میں نور پیدا ہو جاتا ہے اور علمی رنگ سے بھی نور پیدا ہو جاتا ہے آخر ان نوروں کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی اس کے دل سے کوچ کرتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ نور اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے لہذا ایمانی نور اور گناہ کی تاریکی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور اگر ایسے شخص سے اتفاقاً کوئی گناہ ظہور میں نہیں آیا تو اس کو اس اتباع سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آئندہ گناہ کی طاقت اس سے مسلوب ہو جاتی ہے اور نیکی کرنے کی طرف اس کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ آپ قرآن شریف میں فرماتا ہے حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ<sup>۱</sup> کہ خدا نے تم پر پاک روح نازل کر کے ہر ایک نیکی کی تم کو رغبت دی اور کفر اور فسق اور عصیان تمہاری نظر میں مکروہ کر دیا۔

لیکن اگر اس جگہ یہ سوال ہو کہ وہ نور جو بذریعہ نبی علیہ السلام کے پیروی کرنے والے کو ملتا ہے جس سے گناہ کے جذبات دور ہو جاتے ہیں وہ کیا چیز ہے سو اس سوال کا یہ جواب ہے کہ وہ ایک پاک معرفت ہے جس کے ساتھ کوئی تاریکی شک اور شبہ کی نہیں۔ اور وہ ایک پاک محبت ہے جس کے ساتھ کوئی نفسانی غرض نہیں۔ اور وہ ایک پاک لذت ہے جو تمام لذتوں

سے بڑھ کر ہے جس کے ساتھ کوئی کثافت نہیں۔ اور وہ ایک زبردست کشش ہے جس پر کوئی کشش غالب نہیں۔ اور ایک قوی الاثر تریاک ہے جس سے تمام اندرونی زہریں دور ہوتی ہیں۔ یہ پانچ چیزیں ہیں جو نور کے طور پر روح القدس کے ساتھ سچی پیروی کرنے والے کے دل پر نازل ہوتی ہیں پس ایسا دل نہ صرف گناہ سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے بلکہ طبعاً اس سے متنفر بھی ہو جاتا ہے۔ ان پانچ چیزوں کی طاقت کا جدا جدا بیان تو بہت طول چاہتا ہے مگر صرف پاک معرفت کی خاصیتوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرنا اس حقیقت کے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ کیونکر پاک معرفت گناہ سے روکتی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان بلکہ حیوان بھی ہر ایک نقصان رساں چیز کی نسبت علم صحیح اور یقینی پا کر پھر اس کے نزدیک نہیں جاسکتا۔ چور کو اگر یہ اطلاع ہو کہ جس جگہ میں نقب لگانا چاہتا ہوں اس جگہ مخفی طور پر ایک جماعت کھڑی ہے جو عین نقب زنی کی حالت میں مجھے پکڑ لے گی تو وہ ہرگز اس بات پر جرات نہیں کر سکتا کہ نقب لگاوے بلکہ اگر ایک پرند بھی اس بات کو تاڑ جائے کہ یہ چند دانہ جو میرے لئے زمین پر پھیلائے گئے ہیں ان کے نیچے دام ہے تو وہ ان دانوں کے نزدیک نہیں آتا ایسا ہی اگر مثلاً ایک نہایت عمدہ لطیف کھانا پکایا گیا ہو مگر کسی شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کھانے میں زہر ہے تو وہ کبھی اس کھانے کے نزدیک نہیں آتا پس ان تمام مشاہدات سے صاف ظاہر ہے کہ انسان جب ایک موذی اور نقصان رساں چیز کی نسبت پورا علم حاصل کر لے تو کبھی اس چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا بلکہ اس کی شکل سے بھاگتا ہے لہذا یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اگر انسان کو کسی ذریعہ سے اس بات کا علم ہو جائے کہ گناہ ایسی مہلک زہر ہے جو فی الفور ہلاک کرتی ہے تو بلاشبہ بعد اس علم کے انسان گناہ کا مرتکب ہرگز نہیں ہوگا لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیش ہوتا ہے کہ وہ ذریعہ کونسا ہے۔ کیا عقل یہ ذریعہ ہو سکتی ہے۔ تو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل ہرگز کامل ذریعہ نہیں ہو سکتی جب تک کوئی

آسمانی مددگار نہ ہو کیونکہ دل میں یہ یقین ہونا کہ گناہ کے لئے واقعی ایک سزا ہے جس سے انسان بھاگ نہیں سکتا۔ یہ یقین کامل طور پر اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب کامل طور پر معلوم ہو کہ خدا بھی ہے جو گناہ پر سزا دے سکتا ہے لیکن مجرد عقلمند جس کو آسمان سے کوئی روشنی نہیں ملی خدا تعالیٰ پر کامل طور پر یقین نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے خدا کے کلام کو نہیں سنا اور نہ اس کے چہرہ کو دیکھا اس لئے اس کو خدا تعالیٰ کی نسبت بشرطیکہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات پر غور کر کے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکے صرف اس قدر علم ہو سکتا ہے کہ ان تمام مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہئے لیکن اس یقینی قطعی علم تک نہیں پہنچ سکتا کہ وہ صانع موجود بھی ہے اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے اور ہے میں بڑا فرق ہے یعنی جو شخص صرف اسی قدر علم رکھتا ہے کہ فقط ہونا چاہئے کے مرتبہ پر آ کر ٹھہر گیا ہے پھر ماوراء اس کے اس کی نظر کے سامنے تاریکی ہی تاریکی ہے وہ اس شخص کی مانند اپنے علم کی رو سے ہرگز نہیں کہ جو اس صانع حقیقی کی نسبت صرف یہ نہیں کہتا کہ ہونا چاہئے بلکہ اس نور کی شہادت سے جو اس کو دیا گیا ہے محسوس بھی کر لیتا ہے کہ وہ ہے بھی اور یہ نہیں کہ صرف وہ آسمانی نور سے خدا کی ہستی کا مشاہدہ کرتا ہے بلکہ اس آسمانی نور کی ہدایت سے اس کے عقلی اور ذہنی قوی بھی ایسے تیز کئے جاتے ہیں کہ اس کا قیاسی استدلال بھی اعلیٰ سے اعلیٰ ہوتا ہے پس وہ دوہری قوت سے خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین رکھتا ہے۔ اس جگہ آسمانی نور سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا یقینی مکالمہ اسے نصیب ہوتا ہے یا صاحب مکالمہ سے نہایت شدید اور گہرا تعلق اس کو ہوتا ہے اور مکالمہ الہیہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ عام لوگوں کی طرح ظنی طور پر وہ الہام کا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ ظنی الہام کچھ چیز نہیں ہے بلکہ وہ عقل سے بھی نیچے گرا ہوا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ درحقیقت وہ یقینی اور قطعی طور پر خدا تعالیٰ کی ایسی پاک اور کامل وحی ہوتی ہے جس کے ساتھ آسمانی نشان ایک لازمی امر کی طرح ہوتے ہیں اور وہ وحی اپنی ذات میں نہایت شوکت اور عظمت رکھتی ہے اور اپنے

پُر رعب اور لذیذ الفاظ کے ساتھ ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر گھس جاتی ہے اور اس پر خدا کے نشانوں اور فوق العادت علامات کی ایک چمکتی ہوئی مہر ہوتی ہے اور انسان کو خدا پر پورا یقین حاصل کرنے کے لئے یہ ایک پہلی ضرورت ہے کہ ایسی وحی سے بذات خود فیضیاب ہو یا ایک فیضیاب سے تعلق شدید رکھتا ہو جو روحانی تاثیر سے دلوں کو اپنی طرف کھینچنے والا ہو پس ہر ایک مذہب جو یہ تازہ بہ تازہ وحی جو زندہ نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے پیش نہیں کر سکتا وہ ان بوسیدہ ہڈیوں کی مانند ہے جو خاک نے قریباً ان کو خاک کی مانند کر دیا ہے اور ایسے مذہب سے ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکے اور اس پر فخر اور ناز کرنے والے صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو محض باپ دادوں کی لکیر پر چلنا چاہتے ہیں اور حق جوئی کی ان کی روح میں کوئی خواہش نہیں اور نہ ایسی خواہش کے وہ آرزو مند ہیں بلکہ شدت تعصب اور گمراہی کے پیار سے ان کی اندرونی حالت کی ایک کاپیا پلٹ ہو رہی ہے ان کو اس بات کی پروا نہیں کہ وہ کیونکر یقینی طور پر خدا پر ایمان لا سکتے ہیں اور وہ خدا کن صفات کا ہونا چاہئے جس پر یقینی ایمان آ سکتا ہے اور وہ کونسے امور ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی کی نسبت یقین کو پیدا کر سکتے ہیں اور نیز یقین کی علامات کیا ہیں جو صاحبِ یقین کے لئے بطور امتیازی نشان کے ہوتی ہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ کوئی مذہب کسی حد تک معقولیت کے رنگ میں ہو اور ظاہری تہذیب اور شائستگی سے موصوف بھی ہو لیکن صرف اسی حد تک نہیں کہا جائے گا کہ وہ مذہب خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات کی نسبت یقین کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے بلکہ دنیا کے تمام مذہب اس وقت تک سراسر لغو اور بے فائدہ اور بیہودہ اور بے جان اور مردہ ہیں جب تک کہ ایک سالک کو یقین کے صافی چشمہ تک نہ پہنچاویں۔

افسوس کہ اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا کے وجود اور اس کی ہستی اور اس کی عظمت اور قدرت اور دیگر صفاتِ حسنہ پر یقین لانا کیا چیز ہے بلکہ اگر ان کی حالت پر افسوس سے یہ

رائے ظاہر کی جائے کہ وہ چشمہ صافیہ یقین سے بے نصیب ہیں لہذا وہ سچی پاکیزگی سے بھی بے نصیب ہیں جو یقین کے بعد حاصل ہوتی ہے تو وہ اس بات سے بہت غصہ کرتے ہیں اور جوش میں آ کر کہتے ہیں کہ کیا ہم خدا پر یقین نہیں رکھتے کیا ہم اس کو نہیں مانتے پس ان تمام باتوں کا یہی جواب ہے کہ درحقیقت نہ تم خدا پر یقین رکھتے ہو اور نہ اس کو مانتے ہو۔ افسوس کہ وہ نہیں سمجھتے کہ ایک سوراخ پر جو ان کو دلی یقین ہوتا ہے کہ اس میں ایک زہریلا سانپ ہے وہ اس میں اپنا ہاتھ نہیں ڈالتے کیونکہ اس میں اپنی ہلاکت دیکھتے ہیں لیکن وہ ہر ایک گناہ دیری سے کر لیتے ہیں وہ ایک ہلاہل زہر کو نہیں کھاتے کیونکہ جانتے ہیں کہ ہم مرجائیں گے لیکن بڑے بڑے خوفناک جرائم ان سے ظہور میں آتے ہیں بلکہ یقین تو یقین ظن غالب کے مرتبہ پر بھی وہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کرتے جس سے کسی ضرر کا احتمال ہے مثلاً وہ کسی ایسی چھت کے نیچے سونا پسند نہیں کرتے جس کا شہتیر کسی قدر ٹوٹ گیا ہے وہ کسی ایسے گاؤں میں رہنا نہیں چاہتے جس میں ہیضہ یا طاعون شروع ہوگئی ہے پھر کیا باعث ہے کہ باوجود دعویٰ یقین کے خدا تعالیٰ کے حکموں کو توڑتے ہیں پس یقیناً سمجھو کہ حق یہی بات ہے کہ درحقیقت ان کو یقین نہیں بلکہ ان کو یہ ظن غالب بھی نہیں کہ ایک مقتدر ذات موجود ہے جو ایک دم میں ہلاک کر سکتی ہے۔

### عیسائیوں کا خدا

آج کل یہ بیماری کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہیں بلکہ جیسے عیسائیوں میں ہے ایسا ہی مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے اور بقدر مراتب مشرقی لوگوں نے بھی اس سے حصہ لیا ہے جیسا کہ مغربی لوگوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں فرق یہ ہے کہ مسلمان تو لاپرواہی سے سچے اور قادر خدا سے لاپرواہی تاہم ہمیشہ خدا اپنا نور ان پر ظاہر کرتا رہتا ہے اور ہر زمانہ میں ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور بہت سے سعادت کے فرزند اس نور سے حصہ لیتے ہیں لیکن

عیسائی تو مدت ہوئی کہ اس خدا کو کھو بیٹھے ہیں جس پر یقین آنے سے پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور اس کی عظمت اور جلال کے تصور سے درحقیقت گناہ سے سچی بیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور یہ لوگ بجائے اس حسی قیوم کے ایک عاجز انسان کو جو مریم کا بیٹا اور یسوع کہلاتا ہے خدا قرار دیتے ہیں حالانکہ نہ وہ دعاؤں کا جواب دے سکتا ہے اور نہ خود کسی کو پکار سکتا ہے اور نہ کوئی اپنی عظمت اور قدرت ظاہر کر سکتا ہے پس اس کے ذریعہ سے اگر سچی پاکیزگی حاصل ہو تو کیونکر ہو اس کی قدرت کے نمونے جو کتابوں میں لکھے ہیں وہی ہیں جو اس نے یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اٹھائے تمام رات کی دعا قبول نہ ہوئی ماں پر قابل شرم الزام قائم ہو اس کی مدافعت کسی خدائی چکار سے نہ کر سکا اس کے معجزات میں اگر وہ صحیح بھی مان لئے جائیں کوئی ایسی خوبی نہیں جو دوسرے انبیاء کے معجزات میں نہ ہو بلکہ ایلیا نبی کے معجزات اور اس کا مردے زندہ کرنا یہ کمال قدرت مسیح کے معجزات سے بہت بڑھ کر ہے ایسا ہی یسعیاہ نبی کے معجزات بھی درحقیقت بعض ایسے ہیں کہ مسیح کے معجزات کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں اور حضرت مسیح کی پیشگوئیاں تو نہایت رڈی حالت میں ہیں کہ بجائے اس کے کہ ان سے کوئی نیک اثر دلوں پر پڑے ان کو پڑھ کر ہنسی آتی ہے کہ یہ کس قسم کی پیشگوئیاں ہیں کہ قحط پڑیں گے، زلزلے آئیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ حالانکہ ان پیشگوئیوں سے پہلے بھی ملک میں سب کچھ ہو رہا تھا۔ پس ایسے خدا پر کیونکر ایک عقلمند ایمان لاوے یہ تو پہلے قصے ہیں خدا جانے ان واقعات میں سچ کس قدر ہے اور جھوٹ کس قدر لیکن اس زمانہ کے لوگوں کے لئے اس نئے خدا کے ماننے میں جس کا یہودیوں کی تعلیم میں بھی نام و نشان نہیں اور بھی مشکلات بڑھ گئے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے نہ تو مردے زندہ ہوتے پچشم خود دیکھے اور نہ بیماروں میں سے بھوتوں کا نکلنا پچشم خود مشاہدہ کیا اور نہ وہ وعدے پورے ہوئے جو ان کی نسبت کئے گئے تھے یعنی یہ کہ اگر وہ کوئی زہر کھالیں تو اثر نہیں کرے گی اور اگر ایک

پہاڑ کو کہیں کہ ایک جگہ سے اٹھ جائے تو وہ فی الفور اٹھ جائے گا اور سانپوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑیں گے اور وہ نہیں کاٹیں گے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر یورپ کے عیسائی خود کشی سے مرتے ہیں فی الفور زہران میں اثر کر جاتی ہے اور پہاڑ کا تو کیا ذکر اگر ایک الٹا پڑا ہوا جوتا ہو تو فقط حکم سے اس کو سیدھا نہیں کر سکتے جب تک ہاتھ ہلا کر سیدھا نہ کریں اور سانپ وغیرہ زہریلے جانوروں سے ہمیشہ مرتے رہتے ہیں۔ اب اگر اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ ان آیات کے حقیقی معنی مراد نہیں لینے چاہئیں بلکہ اس جگہ مجازی معنی مراد ہیں مثلاً زہر سے یہ مراد ہے کہ وہ غصہ کھا لیتے ہیں اور سانپوں سے یہ مراد کہ شریان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تو قبل اس کے کہ ہم ان تاویلوں میں بھی گفتگو کریں ہم حق رکھتے ہیں کہ اس وقت یہ سوال پیش کر دیں کہ جبکہ یہ تمام دعوے جو نشانوں کے لئے دئے گئے اور بار بار حضرت مسیح نے فرمایا کہ جو کچھ میں نشان دکھاتا ہوں میرے پیرو بھی وہی نشان دکھائیں گے صرف استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں اور ان سے نشان مراد نہیں ہیں تو اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ حضرت مسیح کی طرف معجزات منسوب کئے جاتے ہیں وہ بھی استعارہ کے رنگ میں ہیں کیونکہ حضرت مسیح بار بار انجیلوں میں فرما چکے ہیں کہ جو کچھ میں معجزات دکھاتا ہوں وہی معجزات میرے سچے پیرو بھی دکھاتے رہیں گے اب چونکہ ایسے معجزات کے مطالبہ کے وقت یہ جواب ملتا ہے کہ ان مقامات سے مراد معجزات نہیں ہیں بلکہ محض مسیحی لوگوں کی اخلاقی حالتیں مراد ہیں تو کیوں نہ کہا جائے کہ حضرت مسیح کے معجزات سے بھی ایسے ہی امور مراد ہیں نہ درحقیقت معجزات۔ غرض عیسائیوں کے لئے یہ سوال ایک سخت مصیبت کی جگہ ہے جس کا کوئی بھی جواب ان کے پاس نہیں۔ اب اگر اس مقام میں ذرہ زیادہ سوچا جائے تو درحقیقت یہ ایک مصیبت نہیں بلکہ تین مصیبتیں ہیں (۱) ایک تو یہ کہ مسیح کا فرمانا کہ جو کچھ میں معجزات دکھلاتا ہوں وہی معجزات بلکہ ان سے بڑھ کر میرے پیرو بھی دکھائیں گے یہ بات صریح جھوٹی ننگی (۲) دوسری اس جھوٹ نے یہ

بھی ثابت کر دیا کہ مسیح نے بھی کوئی معجزہ نہیں دکھلایا کیونکہ اگر مسیح نے کوئی معجزہ دکھلایا تھا تو ضروری تھا کہ مسیح کے پیرو بھی معجزات دکھلانے پر قادر ہوتے (۳) تیسری اگر فرض محال کے طور پر ہم قبول بھی کر لیں کہ مسیح سے معجزات ظاہر ہوئے تھے اور ان عبارات کی کچھ پروا نہ کریں جہاں انجیلوں میں لکھا ہے کہ اس زمانہ کے حرام کار نشان مانگتے ہیں ان کو کوئی نشان دکھلایا نہیں جائے گا تاہم ایسے معجزات سے جو پہلے نبیوں کے معجزات سے کچھ زیادہ نہیں ہیں بلکہ کم ہیں مسیح کی خدائی ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس جب کہ مسیح کی خدائی ایسی ہے کہ ایک سلیم العقل آدمی کو کسی طرح اس پر یقین نہیں آ سکتا تو ایسی خدائی کیونکر گناہ سے روک سکتی ہے۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ وہ امر جو اول درجہ پر گناہ سے روکتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین ہے یعنی یہ یقین کہ درحقیقت ایک خدا ہے جو گناہ کی سزا دیتا ہے مگر مسیح کی نسبت ایسا یقین کیونکر پیدا ہو بھلا کوئی ہمیں یہ تو بتلاوے کہ اُس میں اور ان لوگوں میں جو مرچکے ہیں ماہ الامتیاز کیا ہے۔ ہم اور ہر ایک عقلمند خوب جانتا ہے کہ خدا میں اور مخلوق میں ایک ماہ الامتیاز ضرور چاہئے لیکن اس جگہ اس ماہ الامتیاز کا تذکرہ کیا یہاں تو اس قدر بھی ماہ الامتیاز ثابت نہیں جو ایک مردہ انسان اور زندہ انسان میں ہو سکتا ہے۔ افسوس کہ حضرات عیسائی صاحبان تو مسیح کی خدائی کے لئے شور و فریاد کر رہے ہیں لیکن ہم تو اسی قدر پر راضی ہو سکتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح کو ایک زندہ انسان کے مرتبہ پر ثابت کر کے دکھلاویں۔ ہمیں کسی مذہب سے بغض نہیں اگر ابن مریم خدا ہے تو ہم سب سے پہلے اسے قبول کرنے کو تیار ہیں اگر درحقیقت وہی شفیع ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ اول المومنین ہم ہی ہوں لیکن محض باطل اور سراسر لغو اور جھوٹ کو ہم کیونکر قبول کر لیں۔ اگر خدا ایسا ہی کمزور اور عاجز ہونا چاہئے جیسا کہ یسوع ابن مریم ہے تو پھر ایسے خدا کے ماننے کی کچھ بھی ضرورت نہیں اور نہ کسی طرح اس پر یقین آ سکتا ہے لیکن اگر یسوع مسیح ایسا خدا ہے کہ ہم اُسی طرز سے اس کو شناخت کر سکتے ہیں جس طرح خدا تعالیٰ



ہریک زمانہ میں نبیوں کی معرفت اور خود بخود بھی اپنے تئیں شناخت کراتا رہا ہے اور وہ بھی اس سے ناشناسا نہیں رہے جن کو آسمانی کتابیں نہیں پہنچیں تو ہم اس کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پس کیا زمین کے پردہ پر کوئی ایسے صاحب ہیں جو مسیح کا کوئی امتیازی نشان ہمیں دکھلاویں یعنی ہم اس کی آوازیں سنیں اور اس کی خدائی کے نشانوں کو ہم دیکھ سکیں کیونکہ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ اگر اس سچے خدا پر بھی محض شکی ایمان ہو جو واقعی خدا ہے تب بھی ایسا ایمان گناہوں سے مُنَجّی نہیں ہو سکتا پھر ایسا مصنوعی خدا جو یہودیوں کے ہاتھ سے ماریں کھاتا رہا اس پر اگر محض شکی طور پر خدائی کا خیال جمایا جائے تو ایسا خیال کس مرض سے نجات دے گا۔ یہ یقینی امر ہے کہ وہ خدا جو درحقیقت خدا ہے اُس پر ایمان لانا بھی اسی حالت میں گناہ سے چھوڑا سکتا ہے جبکہ وہ ایمان یقین کے درجہ پر پہنچ گیا ہو تو پھر کسی انسان کو خدا بنانا اور اس کی خدائی پر یقینی دلائل پیش نہ کرنا کس قدر جائز شرم ہے اور درحقیقت ایسے لوگ راستی کے دشمن ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان لوگوں کو اس قابل شرم کارروائی کے لئے کوئی ضرورت پیش آئی تھی اور ازلی ابدی خدا کے ماننے میں کون سے نقصان محسوس ہوئے تھے جن کا تدارک اس مصنوعی خدا سے کیا گیا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ سچا خدا جو آدم پر ظاہر ہوا اور پھر شیث پر اور پھر نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور تمام نبیوں پر یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ ہمیشہ زندہ اور حسی قیوم ہے اور جیسا کہ وہ پہلے زمانوں میں نبیوں کی معرفت اَنَا الْمَوْجُود کہتا تھا اب بھی اسی طرح کہتا ہے اور جیسا کہ پہلے نبیوں نے اس کی باشوکت آوازیں سنیں اور اس کے نشان دیکھے ویسا ہی ہم بھی آوازیں سنتے اور نشان دیکھتے ہیں اور جیسا کہ پہلے زمانوں میں وہ اپنے لوگوں کی دعائیں سنتا اور جواب دیتا تھا ایسا ہی اب بھی وہ ہماری دعائیں سنتا اور جواب دیتا ہے۔ اور جیسا کہ پہلے راستباز اس سے محبت کرنے اور اس کا چہرہ دیکھنے سے سچی پاکیزگی حاصل کرتے تھے ویسا ہی ہم بھی حاصل کر رہے

ہیں پس اس طاقتور اور مقتدر خدا کو وہی چھوڑے گا جو سخت بد قسمت اور اندھا ہوگا ہم یقین رکھتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر جھوٹے طور پر خدا بنائے گئے ہیں جیسا کہ یسوع ابن مریم اور رام چندر اور کرشن اور بدھ وغیرہ یہ محض بے دلیل بنائے گئے ہیں اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ ایک بکری کو انسان کہا جائے حالانکہ نہ وہ بولتی ہے اور نہ انسانوں کی طرح چل سکتی ہے اور نہ انسانوں کی طرح اس کی صورت ہے اور نہ انسانوں کی طرح وہ عقل رکھتی ہے اور نہ کوئی علامت انسانیت کی اس میں پائی جاتی ہے۔ پس کیا تم ایک بکری کو انسان کہہ سکتے ہو حالانکہ بہت سی باتوں میں بکری کو انسان سے شراکت بھی ہے مثلاً بکری کھاتی ہے جیسا کہ انسان کھاتا ہے اور بکری پیشاب اور پاخانہ کرتی ہے جیسا کہ انسان کرتا ہے لیکن کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ مسیح یا رام چندر وغیرہ کو خدا سے کوئی خاص شراکت ہے جو ثابت ہو سکے۔

ان خداؤں کے بنائے جانے کی بجز اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ بمقابل ایک تفریط کے افراط کا طریق اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً راجہ راون نے جب ایک نہایت سختی سے راجہ رام چندر کی ذلت کی اور اس کی عورت کو لڑکا لے جانے سے رام چندر کی تمام جماعت کو سخت صدمہ پہنچایا تو جو فریق راجہ رام چندر کا حامی تھا انہوں نے فی الفور راجہ راون کو انسانوں کی نسل سے خارج کیا اور راجہ رام چندر کو ایسے یقین کامل سے پر میشر بنا دیا کہ اب تک تمام ہندو بجائے اپنے پر میشر کا نام لینے کے رام رام ہی کیا کرتے ہیں بلکہ ان کے سلام کا لفظ بھی رام رام ہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کو یسوع کے خدا بنانے میں ابھی اس قدر غلو نہیں جیسا کہ ہندوؤں کو رام چندر کے خدا بنانے میں غلو ہے یہاں تک کہ ہندوؤں کو اپنے پر میشر کا نام قریباً بھول ہی گیا ہے اور ہر ایک موقع پر کثرت استعمال رام رام کی ہے۔ پس جس بالمقابل غیرت اور غلو کی وجہ سے راجہ رام چندر کو خدا بنایا گیا ہے انہیں اسباب سے

یسوع ابن مریم کو بھی خدا بنایا گیا یعنی اول شریر یہودیوں نے حضرت مسیح کی ولادت کو ناجائز قرار دیا اور حضرت مریم کو آلودہ دامنی کا الزام لگایا اور پھر حضرت مسیح کے چال چلن پر بہت افترا کیا چنانچہ چند فاضل یہودیوں کی کتابیں جو اس وقت ہمارے مطالعہ میں ہیں ان کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح کی زندگی کا بہت ہی بُرا نقشہ کھینچا ہے یہ کتابیں ان فاضل یہودیوں کی ان دنوں میں شام کے وقت ہمارے حلقہ میں محض اس غرض سے پڑھی جاتی ہیں کہ تا ہماری جماعت کو اس بات کا علم ہو جائے کہ آج کل بعض نادان پادری جس قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی پر افترا اور بہتان کے طور پر حملے کرتے ہیں ان سے بدتر حملے حضرت مسیح کی زندگی پر کئے گئے ہیں یہاں تک کہ بعض ایسے حملے ہیں جن کے لکھنے سے بھی شرم اور حیا مانع ہے اُن کی ماں پر نہایت ناپاک الزام ہے ایسا ہی ان کی بعض دادیوں یعنی تمراور راحب اور بنت سبوع پر حرام کاری کے الزام ہیں جن کو پادری صاحبان بھی قبول کرتے ہیں اور سب سے بدتر وہ الزام ہیں جو حضرت مسیح کے چال چلن پر ہیں اور یہ کہ انہوں نے کس طرح ہر ایک بات میں فریب سے کام لیا اور کیونکر خدا نے تو ریت کے وعدہ کے موافق ان کو آخر کار سزائے موت دے دی یہ تمام ذلت اور ہانت اور تہمت کے ایسے الفاظ ہیں جو ایک مسلمان بغیر اس کے جو بے اختیار غصہ میں آجائے ان کو پڑھ نہیں سکتا۔ پس جب اس قدر حضرت مسیح کی توہین کی گئی کہ جو ایک معمولی انسان کے درجہ پر سے بھی ان کو گرایا گیا تو اس صورت میں یہ واقعہ ایک طبعی امر تھا کہ جو جماعت حضرت مسیح پر ایمان لائی تھی وہ رفتہ رفتہ افراط کی طرف مائل ہو جاتی لہذا پُر جوش آدمی جن کو پہلے سے شرک سے پیارتھا بجز اس کے خوش نہ ہو سکے کہ حضرت مسیح کو خدا بنا دیا جائے گویا وہ اس طرح پر یہودیوں کے اُن حملوں کا بدلہ اتارنا چاہتے تھے جو نہایت سختی سے حضرت مسیح پر کئے گئے تھے۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ جن انجیلوں سے عیسائی لوگ حضرت مسیح کی خدائی ثابت

کرنا چاہتے ہیں انہیں انجیلوں کے حوالہ سے ایک فاضل یہودی نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ نعوذ باللہ یہ انسان درحقیقت ایک دنیا پرست اور مکار تھا جس سے نہ کوئی معجزہ ہوا اور نہ کوئی پیشگوئی سچی نکلی اور وہ لکھتا ہے کہ انجیلوں میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ گویا مسیح نے بہت سے معجزات یہودیوں کو دکھلائے یہ قول خود انجیلوں کے ہی بیان سے جھوٹ ثابت ہوتا ہے کیونکہ انجیل کی گواہی سے ثابت ہے کہ جب بزرگان قوم یسوع سے کوئی معجزہ طلب کرتے تھے تو اس کے جواب میں یسوع کا یہی طریق تھا کہ وہ ان بزرگوں کو گندی گالیاں دے کر یہی کہا کرتا تھا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ اور پھر کہتا ہے کہ اگر ہم مان بھی لیں کہ بعض بیماروں کو اس نے اچھا کیا تھا تو یہ کوئی مفید دلیل اس کی خدائی کے لئے نہیں کیونکہ اسی زمانہ میں اس کے مخالف بھی ایسے معجزات دکھاتے تھے اور پھر کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ ایسے معجزات جن سے بہت بڑھ کر اور نبی دکھلاتے رہے ان سے یسوع کا خدا ہونا ثابت ہو جائے گا غرض جبکہ یہودیوں نے نہایت سختی سے حضرت مسیح کی توہین کی تو اس کا ایک ضروری نتیجہ تھا کہ اس تفریط کے مقابل پر افراط بھی کی جاتی پس جب افراط کا سیلاب عیسائیوں میں زور سے چلا اسی زمانہ میں حضرت مسیح کے خدا بنانے کے لئے بنیاد رکھی گئی یہ بات اُس وقت بخوبی سمجھ آ سکتی ہے جبکہ ایک طرف یہودیوں کے حملوں کو دیکھا جائے اور دوسری طرف ان حملوں سے بچنے کے لئے عیسائیوں کی مبالغہ آمیز باتوں کو غور سے سوچا جائے اب چونکہ یہودیوں کی کتابیں بھی اشاعت پا چکی ہیں اور بعض فاضل یہودیوں نے ان کو فرانسیسی زبان میں شائع کیا ہے اور پھر انگریزی زبان میں بھی وہ چھپ گئی ہیں لہذا ان دنوں میں حق کے طالبوں کے لئے اصل حقیقت سمجھنے کے لئے نہایت آسانی ہو گئی ہے۔ یہودیوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ جب سے کہ حضرت موسیٰ کو توریت ملی اور پھر وقتاً فوقتاً نبی آتے رہے کسی نے تثلیث کی تعلیم نہیں دی بلکہ یہی تعلیم دیتے رہے کہ تمہارا

خدا ایک ہے اور غائب ہے۔ یہودیوں کا یہ بھی عذر ہے کہ جب موسیٰ نے کوہ سینا پر خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ اپنا چہرہ دکھلا تو خدا نے اس وقت کیوں کہا کہ میرا چہرہ کوئی دیکھ نہیں سکتا چاہئے تھا کہ خدا اس وقت یسوع کی شکل دکھلا دیتا کہ میرا چہرہ یہ ہے۔ غرض یہود نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ عیسائی مذہب ایک ایسا مذہب ہے کہ توریت کے پرانے وثیقہ کو جس پر تمام نبیوں کی مہریں ہیں چاک کرنا چاہتا ہے اور توریت کا بنیادی پتھر جو توحید ہے اس کے استیصال کے درپے ہے۔ الحاصل عیسائیوں نے ایسے خدا کو پیش کر کے کہ جس کی تعلیم خدا کی بابت ہرگز ہرگز توریت کی تعلیم کے مطابق نہیں اور نہ قرآن کے مطابق ہے ایک مکروہ بدعت کو دنیا میں پھیلانا چاہا ہے ان کو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں کہ ایسے نئے عقیدہ نے اگر توریت اور دوسرے نبیوں کے صحیفوں کی مخالفت کی ہے تو بارے وہ عقل کے ذریعہ سے ہی ثابت کیا جاتا بلکہ ان کو عقل کی راہ سے بھی عجیب لاپرواہی ہے گویا ان کے نزدیک عقلی استدلال کی مذہب پر کوئی حکمرانی نہیں بلکہ ان کے نزدیک عقل کو یہ حق حاصل نہیں کہ توحید اور تثلیث کے بارے میں اپنی کوئی شہادت دے سکے وہ دوسروں کی خوردہ گیری اور نکتہ چینی کے بہت عادی ہیں مگر تعجب کہ اپنے عقیدہ کی نسبت بھول کر بھی ایک غور کی نظر نہیں کرتے۔ ان کا اصلی کام یہ ہونا چاہئے تھا کہ حضرت مسیح کی خدائی کو جس کے تورات۔ قرآن۔ عقل تینوں مکذب ہیں اول ثابت کر لیتے اور پھر کفارہ اور نجات وغیرہ خود تراشیدہ باتوں پر زور دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اپنے عقیدہ کی اصل بنیاد کو نظر انداز کر کے بیہودہ باتوں میں پڑ گئے لیکن اس کے ساتھ میں یہ بیان کرنا بھی چاہتا ہوں کہ اس غلطی کی تہ میں ایک سچائی بھی مخفی ہے اور گویا بیہودہ توہمات کے حاشیہ سے اُس سچائی کا ایسا منہ کالا کر دیا گیا ہے کہ اب بجائے خوبصورتی کے ایک نہایت بد اور ڈراؤنی شکل نظر آتی ہے تاہم پھر بھی اس سیاہ بادل کے اندر ایک واقعی سچائی کی برقی روشنی ہے جو نہایت دھیمے طور پر اس کی مہلک تعلیم مسیح کو خدا بنانے میں بھی محسوس ہو

رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ تو ریت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا اور اپنا نور اس کے اندر رکھا اور اپنی روح اس میں پھونکی اور یہی خبر قرآن شریف سے بھی ملتی ہے پس یہ امر انسانی استعداد اور فطرت سے کچھ بڑھ کر نہیں ہے کہ خدا اپنے بندہ کے صافی دل میں اس طور سے نزولِ جلالی فرماوے کہ اس کی عظمت کا خیمہ اُس کے دل میں قائم ہو جائے اور بندہ کو خدا سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے جیسا کہ مثلاً جب لوہے کو ایک نہایت تیز اور بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے تو وہ بظاہر آگ کی صورت پر ہی نظر آجاتا ہے مگر تاہم درحقیقت وہ لوہا ہے نہ آگ۔ پس درحقیقت یہی تعلق خدا کے کامل محبوں کو خدا سے ہو جاتا ہے اور وہ اپنے اندر محسوس کرنے لگتے ہیں کہ خدا ان میں اترا ہے اور بسا اوقات اس عالم اتحاد میں بعض لوگوں کی زبان پر شطیحات بھی جاری ہو جاتی ہیں یعنی وہ لوگ اُس الہی تعلق کو ایسے رنگ سے بیان کرتے ہیں کہ عام آدمی اس دھوکے میں پڑتے ہیں کہ گویا وہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے قریباً اس قسم کے کلمات تمام الہی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

﴿۲۰۵﴾

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال

قرآن شریف میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کو اسی بنا پر خدا کا قول اور فعل ٹھہرایا گیا ہے مثلاً قول کی نسبت یہ آیت ہے مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یعنی اس نبی کا قول بشری ہوا و ہوس کے چشمہ سے نہیں نکلتا بلکہ اس کا قول خدا کا قول ہے اب دیکھو کہ اس آیت کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل اقوال خدا تعالیٰ کے اقوال ثابت ہوتے ہیں پھر اس کے مقابل پر ایک دوسری آیت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے افعال بھی خدا تعالیٰ کے افعال ہیں جیسا کہ فرمایا ہے مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ یعنی جو کچھ تو نے چلایا یہ تو نے نہیں بلکہ خدا نے چلایا پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال بھی خدا کے

افعال ہیں۔ پھر جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال بھی خدا کے اقوال ہوئے اور افعال بھی خدا کے افعال ہوئے تو اب بتلاؤ کہ بجز اس کے کیا نتیجہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم ذات حضرت باری ہیں مگر باوجود اس کے عقلمند مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ قرار نہیں دیتے اور عیسائیوں کی طرح آنجناب کو الوہیت کا کوئی اقنوم نہیں ٹھہراتے حالانکہ اس جگہ عملی طور پر بھی ثبوت ہے اور وہ کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ اپنی ذات کے لئے غیرت رکھتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ آنجناب کے لئے غیرت دکھلاتا ہے اور جن لوگوں نے آنجناب کو دکھدئے تھے اور ناحق کے خون کئے تھے اور آپ کو وطن سے نکالا تھا خدا تعالیٰ نے آنجناب کو وفات نہیں دی جب تک کہ ان لوگوں کو عذاب کا مزا نہ چکھا لیا۔ اور جن لوگوں نے ساتھ دیا تھا ان کو تختوں پر بٹھا دیا۔ اب جب ہم آنجناب کے ان حالات کا یسوع مسیح کے حالات سے مقابلہ کرتے ہیں تو مجبوراً ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عملی طور پر یسوع مسیح کے لئے کوئی اپنی تائید ظاہر نہ کی بلکہ الٹا یہودیوں کی تائید کرتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے یسوع کو صلیب پر چڑھا دیا اور بڑی بڑی ذلتیں پہنچائیں۔ خسرو پرویز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے جب ارادہ کیا تو ایک ہی رات میں خود قتل کیا گیا۔ لیکن جب یہودیوں کی جھوٹی مخری سے یسوع مسیح کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا تو صرف ایک دو سپاہیوں نے تین گھنٹہ کے اندر یسوع مسیح کو گرفتار کر کے حوالات میں داخل کر دیا اب کوئی سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ کوئی الہی جلال بھی تھا جو باوجود تمام رات کی دعاؤں کے گرفتار ہونے سے بچ نہ سکا اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ پر جس قدر لوگ حملہ کی نیت پر آپ کے گھر جمع ہوئے تھے اور گھر کا محاصرہ کر لیا تھا وہ باوجود سخت در سخت کوششوں کے نامراد رہے اور بغیر اس کے جو آنجناب یسوع مسیح کی طرح تمام رات دعائیں کرتے عنایت ایزدی سے بچائے گئے اور

اس جرگہ سے روز روشن میں صاف نکل گئے اور کوئی آپ کو دیکھ نہ سکا لیکن حضرت مسیح کی درد ناک دعا ایلی ایلی لما سبقتانی جس پر اب تک یہودی ہنسی ٹھٹھا مارتے ہیں ایسی نامقبول ہوئی کہ باقرار عیسائیاں اس دعا کے بعد نتیجہ یہی نکلا کہ مصلوب ہو گئے۔ یہ تو حضرت مسیح کی ذات کے ساتھ خدا تعالیٰ کے معاملات تھے پھر حواریوں کے حالات بھی ایسے ہی ہیں ان کو وعدہ دیا گیا تھا کہ ابھی تم زندہ ہو گے کہ میں واپس آؤں گا اب دیکھو یہ پیشگوئی کیسی صفائی سے جھوٹ نکلی اور دو ہزار برس ہونے لگے آنے کا نام و نشان نہیں وہ تمام انتظار کرنے والے ایسی حالتوں میں مرے کہ ہمیشہ یہود ان سے ٹھٹھا کرتے رہے کہ تمہارا استاد کہاں دوبارہ آیا اور وہ ہمیشہ اس سوال سے شرمندہ رہے اور کوئی جواب نہ دے سکے ان کو بارہ تختوں کا وعدہ دیا گیا تھا مگر خود حضرت مسیح کی زندگی میں ایک حواری مرتد ہو گیا اور دوسرے نے بھی مرتدوں کا سا کام کیا اور اس حساب سے تخت صرف دس رہ گئے حالانکہ پیشگوئی میں بارہ کا وعدہ تھا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں تختوں پر بیٹھنے کا اپنے اصحاب کو وعدہ دیا تھا۔ سو ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ وہ وعدہ سچا ہو گیا۔ غرض حضرت مسیح کی تعلیم میں ان الفاظ سے جن سے ان کو خدا بنایا جاتا ہے کوئی نادر اور عجیب لفظ نہیں اس لئے کہ اور نبیوں کی شان میں بھی اس قسم کے الفاظ بہت آئے ہیں آدم کو بھی خدا کا فرزند کہا گیا ہے اور اسرائیل کو بھی خدا کا فرزند کہا گیا بلکہ ایک جگہ لکھا ہے کہ تم سب خدا ہو مگر کیا ایسے لفظوں سے یہ نتیجہ نکال لینا چاہئے کہ جن لوگوں کے حق میں ایسے الفاظ استعمال پائے ہیں وہ درحقیقت خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں حضرت مسیح نے بھی تو ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

### مسیح موعود کا ظہور

غرض بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح کے معاملہ میں ناحق ایک تنکے کا پہاڑ بنایا گیا ہے دیکھو میں بھی خدا سے الہام پاتا ہوں اور بیس برس سے زیادہ عرصہ سے



خدا تعالیٰ مجھ سے ہم کلام ہے ڈیڑھ سو کے قریب نشان ظاہر ہوا ہے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس قسم کے مردے کہ جو سنت اللہ کے رو سے زندہ ہوتے رہے ہیں وہ مجھ سے بھی زندہ ہوئے اسی طرح میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ دس ہزار سے زیادہ میری دعائیں قبول ہوئی ہیں اور جس قسم کے الفاظ انجیلوں میں یسوع مسیح کی نسبت ہیں جن سے ان کی خدائی نکالی جاتی ہے ان سے بہت بڑھ کر خدا تعالیٰ کا کلام میری نسبت ہے اور ایسے کلمات میں نے کتابوں کے ذریعہ سے شائع بھی کر دئے ہیں خدا نے میرا نام آدم رکھا ہے۔ خدا نے میرا نام ابراہیم رکھا ہے۔ خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور خردی ہے کہ وہ موعود جس کے انتظار میں تمام نبی گزر گئے ہیں وہ تو ہی ہے مگر باوجود اس کے میں یہ نہیں کہتا کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں حالانکہ میری نسبت خدا کے کلام میں ایسے الفاظ بکثرت موجود ہیں جن کے ذریعہ سے مسیح ابن مریم کی نسبت باسانی خدا کہلا سکتا ہوں مگر میں جانتا ہوں کہ یہ کفر ہے اسی لئے میں تمام دنیا سے زیادہ حیران ہوں کہ کوئی خاص فضیلت مسیح ابن مریم میں تھی جس کی وجہ سے اس کو خدا بنایا گیا کیا اس کے کوئی خاص معجزات تھے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر یہاں معجزات ظاہر ہو رہے ہیں۔ کیا اس کی پیشگوئیاں اعلیٰ قسم کی تھیں مگر میں خلاف واقعہ کہوں گا اگر یہ اقرار نہ کروں کہ جو پیشگوئیاں مجھے عطا کی گئی ہیں وہ مسیح ابن مریم سے بہت بڑھ کر ہیں کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انجیلوں میں مسیح ابن مریم کی شان میں بڑے اعلیٰ درجہ کے لفظ ہیں جن سے ان کو خدا ماننا پڑتا ہے مگر میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا دنیا اور آخرت میں موجب لعنت ہے کہ وہ الفاظ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میری شان میں وارد ہوئے ہیں جن کی نسبت میں پھر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ خالص خدا کے الفاظ ہیں نہ انجیلوں کی طرح محرف۔ مبدل۔ مغیر۔ وہ ان الفاظ کی شان سے کہیں بڑھ کر ہیں جو مسیح ابن مریم کی نسبت پادری صاحبان انجیلوں میں دکھلاتے ہیں مگر کیا مجھے جائز ہے کہ

میں بھی خدائی کا دعویٰ کروں یا خدا کا بیٹا کہلاؤں پس اسی طرح یقیناً سمجھو کہ مسیح ابن مریم بھی خدا کا بیٹا نہیں نہ خدا ہے میں مسیح محمدؐ می ہوں اور وہ مسیح موسیٰ تھا۔ خدا کی تقدیر نے یہ مقدر کیا تھا کہ اسرائیلی سلسلہ کے آخر میں جس کی شریعت کی ابتدا موسیٰ سے ہے ایک مسیح آوے اور اس کے مقابل پر یہ بھی مقدر کیا تھا کہ اسماعیلی سلسلہ کے آخر میں بھی جس کی شریعت کی ابتدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ایک مسیح آوے سو ایسا ہی ہوا۔ موسیٰ خدا کا بندہ اسرائیل کے لئے شریعت لایا خدا کو معلوم تھا کہ موسیٰ سے قریباً چودہویں صدی پر بنی اسرائیل شریعت کے حقائق اور رموز کو چھوڑ دیں گے اور نیز اخلاقی حالت ان کی بہت ابتر ہو جائے گی سو اسی غرض سے خدا نے حضرت موسیٰ سے چودہویں صدی پر مسیح ابن مریم کو پیدا کیا اس ملک میں جس میں بنی اسرائیل کی سلطنت بھی باقی نہیں رہی تھی۔ سو جب توریت کتاب استثنائے وعدہ کے مطابق دنیا میں مثیل موسیٰ آیا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا نے آپ کے بعد بھی جب چودہویں صدی پہنچی تو پہلے مسیح کی مانند ایک مسیح پیدا کیا اور وہ میں ہوں اور جس طرح مثیل موسیٰ بہت سی باتوں میں موسیٰ سے بڑھ کر ہے ایسا ہی مثیل عیسیٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسیٰ سے بڑھ کر ہے اور یہ جزئی فضیلت ہے جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے۔

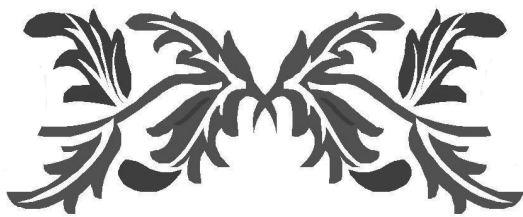
### عصمت کیوں کر ثابت ہو سکتی ہے

اب میں دیکھتا ہوں کہ جس مسئلہ عصمت اور شفاعت کو عیسائیوں کی طرف سے بار بار پیش کیا جاتا ہے وہ ایک سرا سردھوکا ہے جو عیسائیوں کو لگا ہوا ہے اگر معصوم کے یہ معنی ہیں کہ کوئی دشمن کسی کی عملی زندگی کی نسبت کوئی نکتہ چینی نہ کرے تو آؤ ہم یہود کی کتابیں دکھلاتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح اور ان کی ماں کے چال چلن پر بہت نکتہ چینی کی ہے اور اگر معصوم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کوئی شخص اپنے منہ سے یہ کہے کہ میں نیک ہوں تو آؤ ہم انجیل سے

آپ لوگوں کو دکھلاتے ہیں کہ مسیح نے اقرار کیا ہے کہ میں نیک نہیں ہوں پس جبکہ خود مسیح ابن مریم کی عصمت کسی طور سے ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ انجیلوں سے بعض حرکات اس کی عصمت کے برخلاف ثابت ہوتی ہیں جیسا کہ شراب پینا، انجیل کے ابدی احکام حرمت خنزیر و ختنہ وغیرہ کا توڑنا، ناحق دوسرے کے مالوں کو نقصان پہنچانا۔ فقیہوں فریسیوں کو گالیاں دینا، بدکردار عورتوں کو جسم چھونے کا موقع دینا، حرام کا تیل سر پر ملوانا۔ شاگردوں کو غیر لوگوں کے کھیتوں سے خوشے توڑنے سے منع نہ کرنا۔ اب بتلاؤ کہ یہ تمام امور گناہ ہیں یا نہیں اگر شراب پینا اچھا کام تھا تو یوحنا نے شراب پینے سے کیوں نفرت کی دانیال نے کہا کہ شراب پینے والوں پر آسمان کے دروازے بند رہتے ہیں۔ ختنہ جو ابدی حکم تھا اس سے کیوں روک دیا۔ حالانکہ آج کل کی تحقیقات کے رو سے بھی وہ بہت سے امراض کو مفید ہے ایسا ہی سورہ ہمیشہ کے لئے حرام تھا اس کو کھانے کا کیوں فتویٰ دیا اور خود کہا کہ توریت منسوخ نہیں ہوئی۔ اور پھر آپ ہی اسے منسوخ کیا اور یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح ابن مریم کی عصمت انجیل کی رو سے ثابت کرنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ اس مسلول کی صحت ثابت کرنا جس کا مرض ذبول اور دستوں کی حالت تک پہنچ چکا ہے۔ کیا ضروری نہ تھا کہ پہلے حضرت مسیح کی عصمت ثابت کر لیتے پھر دوسروں پر نکتہ چینی کرتے قرآن میں استغفار کا لفظ دیکھ کر فی الفور یہ دعویٰ کر دینا کہ اس سے گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے اور انجیل کے اس لفظ کو ہضم کر جانا کہ میں نیک نہیں کیا یہ ایمان داری ہے۔ پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آخرت کا شفیق وہ ثابت ہو سکتا ہے جس نے دنیا میں شفاعت کا کوئی نمونہ دکھلایا ہو۔ سو اس معیار کو آگے رکھ کر جب ہم موسیٰ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ بھی شفیق ثابت ہوتا ہے کیونکہ بارہا اس نے اترتا ہوا عذاب دعا سے ٹال دیا۔ اس کی توریت گواہ ہے اسی طرح جب ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کا شفیق ہونا اجلی بدیہیات معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ آپ

نے غریب صحابہ کو تخت پر بٹھا دیا اور آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ وہ لوگ باوجود اس کے کہ بُت پرستی اور شرک میں نشوونما پایا تھا ایسے موحد ہو گئے جن کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں ملتی اور پھر آپ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپ کی پیروی کرنے والے خدا کا سچا الہام پاتے ہیں خدا ان سے ہم کلام ہوتا ہے مگر مسیح ابن مریم میں یہ تمام ثبوت کیونکر اور کہاں سے مل سکتے ہیں۔ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر اس سے بڑھ کر اور زبردست شہادت کیا ہوگی کہ ہم اس جناب کے واسطے سے جو کچھ خدا سے پاتے ہیں ہمارے دشمن وہ نہیں پاسکتے اگر ہمارے مخالف اس امتحان کی طرف آویں تو چند روز میں فیصلہ ہو سکتا ہے مگر وہ فیصلہ کے خواہاں نہیں ہیں وہ اسی خدا کو ماننے کے لئے ہمیں مجبور کرتے ہیں جو نہ بول سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ پیش از وقت کچھ بتلا سکتا ہے مگر ہمارا خدا ان سب باتوں پر قادر ہے۔ مبارک وہ جو ایسے کا طالب ہو۔

(ماخوذ از ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر ۵۔ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۹)



## ترجمہ فارسی عبارات

صفحہ ۲۱۱

- نہ میں رسول ہوں اور نہ ہی میں کوئی نئی کتاب لایا ہوں

صفحہ ۲۱۴

- میں تو بن گیا تو میں بن گیا۔ میں تن بنا تو جان بن گیا تا بعد میں کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں کوئی اور ہوں اور تو کوئی اور ہے

صفحہ ۲۲۱

- جب طاعون خدا کی طرف سے آیا تو اُسے عزت کی نظر سے دیکھ اے فاسق تو آپ ملعون ہے اس کا نام ملعون کیوں رکھتا ہے

- یہ تو بہ کا زمانہ اور اصلاح اور ترکِ گناہ کا وقت ہے (اب بھی) جو بدی سے چمٹا رہے مجھے اس کا انجام اچھا معلوم نہیں ہوتا

صفحہ ۲۳۴

- عقلمند جو کچھ کرتا ہے پیو قوف بھی آخرو ہی کرتا ہے لیکن بہت خواری اٹھانے کے بعد

صفحہ ۲۴۴

- خوانِ نعمت اور چیز ہے خشک روٹی اور چیز ہے اے بے سمجھ! سوکھی روٹی کھانے کے قابل نہیں ہوتی  
- دوستوں کو فضل و کرم سے عمدہ نعمتیں ملتی ہیں لیکن غیروں کو سوکھی روٹی کے ٹکڑے ہی ملتے ہیں  
- اس خشک روٹی کو کتوں کے آگے بھی ڈالتے ہیں اور خوانِ نعمت کو لطف کے ساتھ عزیزوں کے سامنے لے جاتے ہیں

- تو اس سوکھی روٹی کو چھوڑ، ہوش کر عقل کر۔ اگر عقلمند ہے تو خوانِ نعمت کا طلب گار بن

صفحہ ۲۴۶

- ایسے علم و فہم پر رونا چاہیے

صفحہ ۴۵۷

- ایک نسخہ بذر لیوڈاک یا کسی معتبر آدمی کے بھیجا جائے گا

صفحہ ۴۵۹

- دیکھو راستہ کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے

صفحہ ۴۷۵

- تو کیوں کر کسی معشوق کا عاشق ہو سکتا ہے جب تک اُس کا چہرہ تیرے دل میں بس نہ جائے

- اسی طرح ان ہونٹوں کے دو بول وہی اثر رکھتے ہیں جیسے (محبوب کا) دیدار

- بے شک دلبر خوش خُو کا عشق اس کی گفتگو سے بھی پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کے دیکھنے سے

- کلام میں بڑی کشش ہوا کرتی ہے کلام کے بغیر دیدار کا اثر کم ہی ہوتا ہے

- جس کو ذوقِ گفتار نصیب ہو گیا اُس نے عشق کے راستہ کا سارا راز معلوم کر لیا

- محبوب کی شیریں کلامی پل بھر میں تجھے زندگی عطا کر دے گی

- وہ دوزخ جو خُم کی طرح عذاب سے پُر ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا

- نہ دل صاف ہوتا ہے نہ خوف دور ہوتا ہے جب تک تو موسیٰ کی طرح کلیم نہ بن جائے

- دل کی دوا خدا کا کلام ہے تو خدا کے اُس جام کے بغیر سیراب کیونکر ہو سکتا ہے؟

- جب تک اُس نے خود اَنَا الْمُؤْمِنُ جُود نہ کہا تب تک اس کی ہستی کا عقدہ کوئی کھول نہ سکا

- جب تک غیب سے مشعل ظاہر نہ ہوئی تب تک جہالت کی اندھیری رات سے کسی نے رہائی نہ پائی

- جب تک خدا نے خود اپنے تئیں ظاہر نہ کیا تب تک کسی کو اُس دلداری گلی کا پتہ نہ لگا

- جب تک اُس نے خود اپنے کلام کے ذریعہ یقین نہ بخشا تب تک کوئی شک و شبہ کے قید خانہ سے آزاد نہ ہوا

- زُہد اور صدق اور سداد کی جو بات بھی ہو۔ بغیر یقین کے اس کی بنیاد کمزور ہوتی ہے

- اگر خدائے واحد پر یقین نہیں ہے تو قوتِ ایمان ناممکن ہے

- دین و مذہب بغیر یقین کے بالکل فضول ہیں کوئی دل بغیر یقین کے آرام نہیں پاسکتا

- بغیر یقین کے اور بغیر یقین کی روشنیوں کے کوئی شخص شیطانِ لعین کے پھندے سے آزاد نہ ہو سکا

- یقین کے بغیر کوئی شخص بھی گناہ سے نہیں چھٹتا، میں بہت سے بوڑھوں اور جوانوں کے حال سے آگاہ ہوں

- وہ خدا جس کی ذات پوشیدہ ہے اور اہل جہان کی آنکھوں سے بہت دور ہے
- اس کے وجود پر کس طرح یقین حاصل ہوگا گردیدار نہیں تو گفتگو تو ضروری ہے
- اسی واسطے الہام کی ضرورت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا
- بغیر کلام اور نشانات کی گواہی کے کس طرح یقین آئے کہ وہ ذات موجود ہے
- بغیر یقین کے دل بھی کب پاک ہو سکتا ہے خاک کے نیچے سے مردہ کیونکر سراٹھا سکتا ہے
- اگر یقین نہیں تو ایمان بھی نہیں ہے۔ اس طرح بغیر یقین کے زہد، صدق، استقلال اور عرفان بھی حاصل نہیں ہوتا

- بغیر یقین کے وفاداری اور استقامت مشکل ہے اور گناہوں کا ترک کرنا بھی سخت دشوار ہے
- اسی وجہ سے خلقت مردار کی طرح ہوگئی اور یار کی محبت سے دل خالی ہو گیا
- لوگ دن رات فسق و فجور میں مبتلا ہیں زندگی کا حاصل کفر تکبر اور غرور ہو گیا ہے
- دین اور مذہب تو اس لئے ہوتا ہے کہ یقین پیدا کر کے وہ خدا کی طرف کھینچے
- یہ دین کیسا ہے جو ہر لحظہ شیطان اور شیطانی حرکتوں کی طرف کھینچتا ہے
- یہ لوگ ریا سے اپنے عیبوں کو چھپاتے ہیں اور ہر وقت ان میں لالچ اور حرص جوش مار رہے ہیں
- چونکہ خدائے واحد پر یقین ہی نہیں ہے اس لئے بے شک نفس گندہ اور پلید ہو گیا ہے
- نفس دوں جب تک وہ انوار نہ دیکھے تب تک مردار کی خواہش کب سرد ہو سکتی ہے
- خدا کی قسم یہ خدا کا کلام ہی ہے جو خدا کی طرف سے خدا شناسی کا آلہ ہے
- وہ خونخوار اژدہا جس کا نام نفس ہے خدا کے کلام کے بغیر مطیع نہیں ہوتا
- اس سانپ کا بھی منتر ہے کہ محبوب کے منہ سے ایک دو باتیں سن لی جائیں
- واہ وا! خدا کلام کیا اثر رکھتا ہے کہ اس کے پیام سے شیطان بھاگتا ہے
- چور کا تعلق اندھیری رات کے ساتھ ہے جہاں صبح ہوئی اور وہ خدا رہا بھاگا
- خدا کے کلام جیسی اور کونسی صبح ہے جس کی وجہ سے اندھیرا بالکل دور ہو جائے
- جس شخص پر خدا نے الہام کا دروازہ کھول دیا اسے ہمیشہ خدا یاد رہتا ہے

- وہ شرارت اور فساد سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ ان باتوں کی صلاحیت ہی اس میں نہیں رہتی
- مگر جس نے عمر بھر وہ روشنی نہیں دیکھی وہ اندھا اور خدا کے نور سے دور ہی رہا
- کوئی بھی اُس معبود یکتا سے اسرار حاصل نہیں کرتا سوائے اُس سعادت مند کے جسے الہام نصیب ہو جائے
- جس کے سر پر یہ آفتاب چمکا، وہی خدا کی محبت کا مزا چکھتا ہے
- تجھے خبر بھی ہے؟ کہ رحمان کا کلام کیا چیز ہے اور وہ چاند کونسا ہے جس کے پاس کلام رحمان کا سورج ہے
- اس کا وہ کلام جو اپنے اندر انوار رکھتا ہے دلوں سے شک و شبہ کو دور کر دیتا ہے
- وہ خود بھی نور ہے اور دوسروں کو بھی نور عطا کرتا ہے اور ہر شک اور گمان کی جڑ کاٹ دیتا ہے
- وہ دل جو وہم میں گرفتار ہو اسی سے تسکین اور آرام پاتا ہے
- وہ ایک فولادی میخ کی طرح دل میں گڑ جاتا ہے اور خوشی کو بڑھاتا ہے
- اُس کی برکت سے فساد اور جھگڑے کی عادت دور ہوتی ہے اور وہ تریاق کی طرح نفس کے زہر کا علاج ہے
- الہام انسان کے ساتھ وہی کام کرتا ہے جو باد صبا باغ کے ساتھ کرتی ہے
- الہام آدمی کی دونوں آنکھوں کو کھول دیتا ہے اور رحمان کا جمال دکھلا دیتا ہے
- جب خدا کی وحی کا دروازہ کھلتا ہے تو آدمی پر حرص کا دروازہ بند ہو جاتا ہے
- اس کی ایک کشش انسان کے باطن کو درست کر دیتی ہے اور اس یکتا خدا کا چہرہ دل کے اندر اتر جاتا ہے
- اس کشش سے دل بیدار ہو جاتا ہے اور وہ غیر سے متنفر اور خدا کا طالب بن جاتا ہے
- وہ ہر لالچ اور حرص سے منہ پھیر لیتا ہے اور یارازلی کی طرف دوڑتا ہے
- باغ فنا کا میوہ کھاتا ہے خودی اور خواہشِ نفسانی کی طرف سے مر جاتا ہے
- خدا کی محبت کا سیلاب اسے اپنی جگہ سے بہا کر لے جاتا ہے اور وہ کسی اور جگہ اپنا ڈیرہ ڈال دیتا ہے
- وہ خدائے بچوں کی نظر میں پاک صاف ہو جاتا ہے اگرچہ اندھوں کے نزدیک خمیٹ اور ملعون ہوتا ہے
- وہ یقین سے ایسا پُر ہوتا ہے جیسے عطار کا شیشہ اور نااہلوں کی لعنت سے لاپرواہ ہو جاتا ہے
- ایک غیب کا ہاتھ اس کے دامن کے دل کو کھینچ لیتا ہے اور یار کے دونوں ہاتھ اسے کچھڑے نکال لیتے ہیں
- وہ پاک دل، پاک روح اور پاک خیال ہو جاتا ہے چالاکیوں اور جھوٹ سے بہت دور



- عشق نے گھوڑے کو اتنا تیز دوڑایا کہ اس مشت خاک کا کچھ بھی باقی نہ رہا
- دلبر اور دل آرام پر قربان اور تنگ و ناموس سے بالکل بے پروا ہو جاتا ہے
- وہ عشق سے بھرپور اور حرص سے خالی ہوتا ہے ایک ہی آواز نے اس کا کام تمام کر دیا ہے
- اسی یقینی آواز نے جو اس کے کانوں میں پڑی بڑا کام کیا اور اسے غیر اللہ سے منقطع کر دیا
- وہ غیروں کے دائرہ سے باہر نکل گیا اور غیر اللہ سے بے تعلق ہو گیا
- وہ اپنی ہستی کی آلودگی سے پاک ہو گیا اور خود پرستی کی قید سے آزاد
- یار نے اس طرح اسے اپنی کمند میں لے لیا کہ وہ دوسروں سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا
- فنا کے راستے پر چل پڑا اور اس کی یاد میں سر سے پیر تک گم ہو گیا
- دلبر کا ذکر اُس کی غذا ہو گیا بلکہ سارا دلبر اُس کے لئے ہو گیا
- اُس نے سوائے دلدار کے اپنی ہر خواہش کو جلادی اور محبوب کے سوا ہر چیز کی طرف سے آنکھ بند کر لی
- اُس کے چہرہ پر جان و دل فدا کر دیا اور اس کے وصل کو ہی اصلی مدعا بنا لیا
- وہ مر گیا اور اُس نے اپنے تئیں فنا کر دیا۔ عشق جوش میں آیا اور اُس نے سب کام کر دیئے
- اپنی خودی سے الگ ہو گیا۔ سیلاب بہت زور کا تھا اسے بہا کر لے گیا
- جب بدن کمزور ہو گیا تو محبوب آ گیا۔ جب دل ہاتھ سے چلا گیا تو محبوب تشریف لے آیا
- محبوب کا عشق اُس کے چہرہ سے ظاہر ہونے لگا اور ابر رحمت اس کے کوچہ میں برسنے لگا
- اُس یقین کی وجہ سے جو الہام نے پیدا کیا تھا اُس کے دل میں ایک گلزار کھل گیا
- ہر نئی بات کا ایک سبب ہوا کرتا ہے اس کو وہی سمجھتا ہے جس کے دل کو طلب لگی ہوئی ہو
- پس دوست کی محبت کی ایسی شورش جو خودی کے آثار تک مٹا ڈالے
- ہرگز میسر نہیں آسکتی سوائے دلبر اور دلدار کی باتوں کے
- وہ عشق جو دیدار سے پیدا ہوا کرتا ہے کبھی کبھی گفتار سے بھی پیدا ہوتا ہے
- خاص کر دلدار کی وہ باتیں جو اسرار کے طور پر عشق پیدا کرنے والی خاصیت اپنے اندر رکھتی ہیں
- ان باتوں کے فدائی صرف ایک دو یا ہزار انسان ہی نہیں ہیں بلکہ اس کے کشتے بے شمار ہیں

- ہر وقت وہ ایک نیا قبتل چاہتا ہے اس کے چہرہ کا غازہ شہیدوں کا خون ہوتا ہے
- یہ سعادت چونکہ ہماری قسمت میں تھی رفتہ رفتہ ہماری نوبت بھی آ پہنچی
- میں ہر آن کر بلا میں پھرتا ہوں حسین میرے سینے میں ہیں
- میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار بھی، میرے جسم پر تمام ابرار کے خلعت ہیں
- وہ مہربانیاں جو خدا نے میرے ساتھ کیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ شمار میں نہیں آ سکتیں
- جو جام اُس نے ہرنی کو عطا کیا تھا وہی جام اُس نے کامل طور سے مجھے بھی دیا ہے
- وہ میرا دل لے گیا اور اپنی الفت مجھے دے دی اور وحی کے ذریعہ آپ میرا استاد بن گیا
- میں نے اُس کی وحی میں عجب اثر دیکھا یعنی اُس سورج کا چہرہ اُس چاند کے طفیل نظر آ گیا
- میں نے مخلوق سے جو رنج اور تکلیفیں دیکھیں وہ ان لذتوں کے آگے کیا چیز ہیں
- میں نے خلقت سے علیحدہ ہو کر یار کا جلوہ دیکھا۔ ایک شان کے بعد دوسری شان ظاہر ہوئی
- جو کچھ خدا کی وحی سے میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اُسے غلطی سے پاک سمجھتا ہوں
- میں اُسے قرآن کی طرح غلطیوں سے پاک جانتا ہوں اور یہی میرا ایمان ہے
- میں نے خدا کو اسی کے ذریعہ سے پہچانا ہے خدا کی اس آگ سے ہی میں نے اپنے دل کو گداز کیا ہے
- خدا کی قسم یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ خدائے قدوس اور واحد کے منہ سے نکلا ہوا ہے
- جو کچھ مجھ پر خدا کی طرف سے ظاہر ہوا ہے وہ ایک آفتاب ہے جو سینکڑوں انوار اپنے ساتھ رکھتا ہے
- یہ ہے میرا خدا جو ربُّ الارباب ہے اگر میں اس سے روگردانی کروں تو پھر کس کی طرف رخ کروں؟
- اگر چہ انبیاء بہت ہوئے ہیں۔ مگر میں معرفتِ الہی میں کسی سے کم نہیں ہوں
- میں یقیناً مصطفیٰ کا وارث ہوں اور اس حسین محبوب کے رنگ میں رنگین ہوں
- وہ یقین جو عیسیٰ کو اُس کلام پر تھا جو اُس پر نازل ہوا تھا
- اور وہ یقین جو موسیٰ کو تو رات پر تھا اور وہ یقین جو سید المرسلین کو حاصل تھا
- صفحہ ۴۷۸
- میں یقین کے معاملہ میں اُن میں سے کسی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ بولتا ہو وہ لعنتی ہے

- لیکن میں رب غنی کی طرف سے آئینہ کی مانند ہوں اُس مدینہ کے چاند کی صورت دنیا کو دکھانے کے لئے
- جو کچھ (الہام) اُس یار نے میرے دل میں ڈالا اُس میں نہ شیطان نے ملاوٹ کی نہ نفس نے
- اُس خدا کی طرف سے خالص کلام نازل ہوا اس لئے میرا دل انوار سے بھر گیا
- وہ تاریک وحی جلا دینے کے قابل ہے جو یقین پر مبنی نہ ہو
- لیکن میری یہ وحی یقیناً خدا کی طرف سے ہے میرا سب کام یقین کی وجہ سے ہی ٹھیک ہو گیا
- میں ایسے زمانہ میں آیا ہوں جب بادِ خزاں نے دین کے باغ کو یکسر اجاڑ دیا تھا
- مشائخ میں سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہ رہا تھا اور عالم بھی اندھوں کی طرح معذور ہو گئے تھے
- وہ مال دولت اور عزت کے عاشق ہو گئے تھے اور دل اس بادشاہ کی محبت سے خالی تھا
- ان ایام میں جو اندھیری رات کی طرح کے تھے خدا نے ہماری قوم کو حالت زار میں دیکھا
- پس مجھے اہل دنیا میں سے چن لیا اور میرے دل میں اپنی پاک وحی پھونکی
- میرے دل میں عشق کا جوش ڈال دیا، وہ آپ میرا بن گیا اور ہر تعلق غیر کا توڑ ڈالا
- مجھے دیوانہ کر کے عقلیں بخشیں اور ایک دروازہ بند کر کے ہزاروں دروازے کھول دیئے
- مخلوق اور لوگ مجھے نصیحت کرتے ہیں کہ میں دوست سے تعلق منقطع کر لوں
- میں ناپسند نہیں ہوں کہ اندھوں کی طرح باغ چھوڑ کر کنویں کو اختیار کر لوں
- وہ تازہ میوہ جو محبوب کا عطیہ ہے میں اسے اس مردار دنیا کے لئے کیونکر پھینک دوں
- اگر ایک جہان میری دشمنی پر کھڑا ہو جائے اور تلوار پکڑ لے کہ میرا خون گرا دے
- تب بھی میں ایسا نہیں ہوں کہ اُسے چھوڑ دوں میرا وہ ماہ رو یا تو میری جان ہے
- میں اُس کی گلی سے اپنا ڈیرہ ہرگز نہ اٹھاؤں گا بزدل لوگ اور ہوتے ہیں اور میں اور ہوں
- محبوب کے عشق نے مجھے بے پروا کر دیا ہے۔ ان دشمنوں کے حملوں کے غم سے
- میرے اندر ہر وقت عشق کا ایک جوش ہے دکھیے یہ گریبان کب تک سلامت رہتا ہے!
- نصیحت کرنے والوں کو میرے حال کی کچھ خبر نہیں۔ میرے مصفا پانی کی طرف ان کا گز نہیں ہوا
- میں نُور کا ایک طوفان لے کر صبح کی طرح آیا ہوں تاکہ یہ اندھیرا میرے نور کی وجہ سے دور ہو جائے

- میں نے شور برپا کر رکھا ہے تاکہ اس کی وجہ سے خلقت اپنی نیند سے بیدار ہو جائے
- اے غافلو۔ میں محبوب کے پاس سے آیا ہوں اور باؤ بہار کی طرح آیا ہوں
- یہ میرا زمانہ گلزار کا زمانہ ہے یعنی لالہ زار کا موسم اور بہار کا وقت ہے
- میں اس لئے آیا ہوں تاکہ محبوب لوٹ آئے اور بددل لوگوں کو پھر آرام نصیب ہو
- ایک غیبی ہاتھ ہر دم میری پرورش کرتا ہے اور اُس کی وحی نے کامل طور سے مجھ پر ظہور کیا ہے
- الہام الہی کا نور باد صبا کی طرح غیب سے میرے پاس خوشبوئیں لا رہا ہے
- ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہو گیا اور ہر رسول میرے پیرا بن میں پوشیدہ ہے
- میرے نور کی وجہ سے زمین وزماں روشن ہو گئے مگر ابھی تیرا سر عداوت سے آسمان پر ہے
- افسوس کہ تو خدا سے جنگ کر رہا ہے یہ کیا ظلم و جفا کر رہا ہے۔ تجھ پر افسوس
- تو نے تقویٰ کی راہ کو چھوڑ دیا۔ اے خدا سے بے تعلق شخص ہوش کر
- تو نے مخلوقات، ننگ و ناموس اور رسوم کی خاطر اپنا منہ اُس قوم کی بارگاہ سے پھیر رکھا ہے
- اپنا منہ اُس کی طرف کر کہ اُس کا چہرہ تو اصل چہرہ ہے سارے چہرے اُس دلدار پر سے قربان ہیں
- جب تو ہم سے خدا کی وحی سنے تو یہ نہ کہو کہ وہ ہم کو کیوں نہ ملی
- جب تک تیرے دل کا کام تمام نہ ہو جائے کس طرح محبوب کا پیغام تیرے پاس پہنچے
- جب تک تو خود روی سے الگ نہ ہو اور جب تک تو دوست پر فدا نہ ہو
- جب تک تو اپنی نفسانیت سے باہر نہ آئے اور جب تک اس کے چہرہ کا دیوانہ نہ بن جائے
- جب تک تیری خاک غبار کی طرح نہ ہو جائے اور جب تک تیرے غبار میں سے خون نہ ٹپکے
- جب تک تیرا خون کسی کی خاطر نہ بہے اور جب تک تیری جان کسی پر قربان نہ ہو جائے
- تب تک تجھے کوئے جانان کا راستہ کیوں کر ملے اور اُس درگاہ کی طرف سے تجھے آواز کیونکر آئے

صفحہ ۴۷۹

- تو تو روپے پیسے کا لالچی ہے اور دن رات اسی مردار پر کتوں کی طرح گرا ہوا ہے
- اس قدر لالچ حرص تکبر اور غرور کے ساتھ کیا وجہ ہے کہ تو کوئے جانان سے دور نہ رہے

- اگر تو اس سیدھے رستے کے سوار کو ڈھونڈتا ہے تو وہاں ڈھونڈ جہاں سے گرد اٹھی ہے
- وہاں ڈھونڈ جہاں زور باقی نہیں رہا خود نمائی تکبر اور جوش نہیں رہا
- وہاں ڈھونڈ جہاں موت آگئی ہے جب خزاں چلی جاتی ہے تو پھل اور پتوں کا موسم آتا ہے
- دنیا دار با خدا لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے باتیں بنانے والے جان دینے والوں کے برابر نہیں ہو سکتے
- زبانی دعوے مُردار کی طرح ہوتے ہیں کتوں کے سوا کوئی ان کو نہیں ڈھونڈتا
- جب کسی دل میں وہ گلزار پیدا ہو جاتا ہے۔ تو ہزاروں صاحب دل اس کے بلبل بن جاتے ہیں
- مگر یہ قبولیت بھی خدا ہی کی طرف سے آتی ہے۔ فریب اور افترا سے نہیں آتی
- وہ چادر جس کے اندر خدا ہو۔ سینکڑوں عزت دار انسان اس پر قربان ہوتے ہیں
- اور اگر کپڑے کے نیچے شیطان ہو تو جلدی ہی تو اُسے تباہ اور ویران ہوتے دیکھ لے گا
- اگر تو خدائے واحد کے بندوں سے بخل اور حسد کرتا ہے تو نوز ہر کھاتا ہے
- جب تک تو فنا نہیں ہوتا تب تک مُردار سے بھی بدتر ہے اور خدا کی رحمت سے دور ہے
- جب تک تیرا سر عاجزی کے ساتھ نچانہ ہوگا تب تک تیرے نفس کے سامنے سے پردہ نہ ہٹے گا
- جب تک تیرے سب بال و پر نہ چھڑ جائیں گے تب تک اس راہ میں تیرا اڑنا محال ہے
- دلبر کے چہرہ پر تو کوئی پردہ نہیں ہے مگر تو اپنے آگے سے خودی کا پردہ اٹھا
- جسے لازوال دولت مل جاتی ہے اُس کا کام ہر بات میں عجز و انکسار ہوتا ہے
- اُن خوش قسمتوں نے اُس کے چہرہ کو دیکھ لیا جنہوں نے اُس کی راہ میں مصیبتیں اٹھائیں
- اُس بادشاہ کے لئے انہوں نے اپنی عزت قربان کر دی دل ہاتھ سے گیا اور ٹوپی سر سے اُتری
- اگر وہ محبوب کی طرف رستہ نہیں پاتے تو اس کے غم میں اپنی جان زیروز بر کر دیتے ہیں
- انہوں نے اپنی ہستی کی بنیاد اکھیڑ دی یہاں تک کہ فرشتے بھی اُن کی وفاداری پر حیران ہیں
- چونکہ دل کو دل کی طرف راہ ہوتی ہے۔ پس یا اپنے یا ر کو کیونکر چھوڑ دے
- پس ضرور ایسا وفادار اُس دوست کے ہاتھ سے عزت کا جام پیتا ہے
- ایک جہاں دیوانوں کی طرح اٹھ کھڑا ہوتا ہے تاکہ ذرا سی دیر میں اس کا کام تمام کر دے

- لیکن وہ یا خود نازل ہوتا ہے تاکہ دشمنوں کو دود و ہاتھ دکھائے
- صادقوں کے یہی نشانات ہوتے ہیں اُن کی خاطر فرشتے جنگ کرتے ہیں
- اگر بشر اس مخفی جنگ کو دیکھتا تو خدا کے راستے پر چلنے والوں کا راستہ اختیار کر لیتا
- ہر دشمن جو عداوت کی راہ سے اٹھتا ہے تو خدائے معین خود اُس کا سر کچل دیتا ہے
- جب بندہ اُس محبوب کا دوست بن جاتا ہے تو بادشاہ اُس کی رکاب کے ساتھ دوڑتے ہیں
- جس نے بھی اپنی جان خدا کے لئے قربان کی ہمارے خدائے بھی اس کی قدر خوب پہچانی
- اُس کا دشمن کتنوں سے بھی بدتر ہے وہ بداصل خدا کی اوکھلی میں کوٹا جاتا ہے
- خدائے عظیم کی یہ عادت ہے کہ وہ نیک بخت اور بد بخت میں فرق کر دیتا ہے
- کیا تجھے خبر ہے کہ بد بخت کی کیا علامت ہے وہ امامِ زماں کا دشمن ہوا کرتا ہے
- جو خدائے واحد کی طرف سے آتا ہے اُس لئیم کی نظر میں وہ مفتری لوگوں میں سے ہوتا ہے
- اگر وہ شقی اور زمین کا کیڑا نہ ہوتا تو ایسی گفتگو سے توبہ کرتا
- وہ یا ر جو عنایت مجھ پر کرتا ہے اے مُردار کیا تو نے ویسی کسی اور پر بھی سنی ہے؟
- اگر تقویٰ تیرا شعار ہوتا تو غیب کی مشعل تیری رہنما ہوتی
- اتفاق کی علامت صدق ہے اے سید دل انسان تجھے صدق سے کیا مطلب؟
- تو خدا کے رازوں کو نہیں پہچانتا۔ تیری ساری بنیاد ظن اور وہم پر ہے
- تکبر اور انکار کی وجہ سے جو کچھ تُو کہتا ہے اس سے پہلے یہودیوں نے بھی یہی کہا ہے
- تیرا نفس موٹا ہے اور روح بیمار اور آسمان کے سب دروازے تجھ پر بند ہیں
- یہ کیا غفلت ہے کہ تو اس روش پر خوش ہے اور خدا تعالیٰ سے بالکل نہیں ڈرتا
- صفحہ ۲۸۰

- بہت سے راز ہیں جو اعلیٰ صداقتیں ہیں مگر اندھوں کے لئے وہ تعجب کا مقام ہیں
- رور و کرستہ ڈھونڈتا کہ خدا کا رحم جوش میں آئے
- اُس واقف حال خدا کے سامنے ایک رات خلوص کے ساتھ آہ و زاری کر

- تکبر سے نہیں بلکہ ادب کے ساتھ اور ان اسرار کے کھلنے کے لئے اس سے مدد مانگ
- اپنے آنسوؤں کے ساتھ اپنے بستر کو تر کر۔ پھر زخمی دل کے ساتھ یوں عرض کر
- کہ اے علمِ خدا۔ پوشیدہ رازوں کے واقف تیرے علم تک انسان کا خیال کہاں پہنچ سکتا ہے
- جب فرشتوں کو بھی وہ نورِ نظر نہ آیا۔ جو تو نے آدم میں پوشیدہ رکھا تھا
- تو ہم کیا ہیں اور ہمارا علم کیا چیز ہے بغیر تیرے عقل اور تیز کو بھی بے حد خطرہ ہے
- ہم خطا کار ہیں اور ہمارا کام بھی غلط ہے اور ہمارا سب کام ہماری جلد بازی کی وجہ سے تباہ ہو گیا
- اگر یہ شخص جو ہمیں تیری طرف بلاتا ہے تیری طرف سے ہی ہے اور کون تجھ سے بہتر حقیقت حال کو جانتا ہے
- تو تو ہمارے گناہ بخش اور ہماری آنکھیں کھول تاکہ ہم مخالفت اور انکار کی حالت میں نہ مریں
- ورنہ ہم سے اس ابتلا کو دور کر کہ تو رحیم، قادر اور غفار ہے
- جب اخلاص والے لوگ دعا کرتے ہیں صدق، عاجزی اور گریہ و زاری کے ساتھ
- تو اُس دعا سے آسمان والوں میں شور برپا ہو جاتا ہے اور وہاں سے نصرت اور پناہ کا حکم پہنچ جاتا ہے
- پس اے طالب! تو کہاں ہے اور کیوں نہیں آتا؟ اُس بارگاہِ احدیت کے حضور
- تو صدق اور سوز و گداز سے دعا کرتا کہ خدا کا دروازہ تجھ پر کھلے
- خودی سے اپنا حال خراب نہ کر تو تو چوچ گاڑ ہے آفتاب کا کام نہ کر
- جب کسی کی عاجزی حد کمال کو پہنچ جاتی ہے تو یار کی مدد کا وقت آ جاتا ہے
- پھر تو اُس کی نصرت کیوں مانگتا۔ تو گمراہی کے قدم کے ساتھ دور چلا گیا ہے
- نہ تو زمانہ کا حال دیکھتا ہے نہ قوم کی حالت تیرا دل اندھوں کی طرح ہے اور زبان ملامت کے لئے کھلی ہوئی ہے
- اے وہ شخص کہ تیری آنکھ تکبر سے ڈھکی ہوئی ہے میں کیا کروں جو تیری آنکھیں کھلیں
- اگر تیرے دل میں سچی طلب ہے تو بے ادبی کی وجہ سے خود روی نہ کر
- خدا کی راہ کا بھید خود خدا ہی سے طلب کر۔ تو خدا کی طرح نہیں ہے اپنی جگہ پر رہ
- اے انسان ہوش کر کہ انسانی عقل اپنی نظر میں ہزاروں نقائص رکھتی ہے
- سرکشی تو شیطانِ طریق ہے اور انسانی فطرت کے برخلاف

- جب تک اُس کا فضل تیرے لئے دروازہ نہ کھولے تو تو اگر سینکڑوں فضولیاں بھی کرتا ہے سب بیکار ہیں
- وہ خدا جس نے ایک حکم کا وعدہ اپنے لطف اور رحم کی راہ سے کیا تھا
- وہ ازل سے یہ جانتا تھا کہ مخلوقات شک و شبہات میں پڑ کر اپنا راستہ بھول جائے گی
- ورنہ پھر حکم کا کام کیا ہوگا؟ ٹھیک راستے پر چلنے والے انسان کو راہ دکھانے کا کیا فائدہ
- حکم تو گمراہ کے لئے درکار ہوتا ہے تاکہ وہ اس کو سیدھا راستہ دکھائے
- تو یہ نہ کہہ ہم خود دین کے عالم ہیں۔ ایسی باتوں سے توبہ کر
- اندھے کو اندھا کس طرح راستہ دکھا سکتا ہے جو بھی واقف راہ ہے وہ خدا کی طرف سے آگاہ کیا گیا ہے
- دین بغیر کسی دیندار کے حاصل نہیں ہوتا۔ دنیا کا کتا تو بغیر مُردار کے کچھ نہیں جانتا
- منہ پر یاری کی باتیں ہیں مگر دل بجھا ہوا ہے گویا مردے پر زندہ کے کپڑے ہیں
- اگر تُو ریت کو بہت اونچی جگہ بھی لے جائے تو ہوا کی ذرا سی حرکت اسے گرا دے گی
- گھر وہی ہے جسے معمار نے بنایا ہو۔ نہیں تو سیلاب سے دیواریں گر پڑیں گی
- یہ زمانہ تو ہزاروں طوفانوں کا زمانہ ہے اور گھر کی بنیاد کھوکھلی ہے
- یہ عجب نالایق قوم ہے کہ ایسے گھر کے باوجود معمار سے لا پرواہ ہے
- جو کچھ اس ناپاک قوم نے دین کے ساتھ معاملہ کیا وہ بیزید نے اماموں کے ساتھ بھی نہیں کیا
- پھر بھی تو کہتا ہے کہ مجھے دین کی خاطر کسی اور انسان کی ضرورت نظر نہیں آتی
- اے وہ شخص جو گھٹاے اور نقصان پر خوش ہے یہ دین دین نہیں بلکہ اس کا دشمن ہے
- دین تو خداوند قدری ہی تجھے سکھاتا ہے ورنہ وہ ایک رسم ہے خام۔ بد صورت اور ذلیل
- اے کینے صحیح مسلم نے تجھے مسلمان نہ کیا اور صحیح بخاری نے تیرے سر کا بخارا اور زیادہ کر دیا
- یہ بہت سی ہڈیاں تیری جھولی میں پڑی ہوئی ہیں اور تیری جان میں ایک ذرہ بھی مغز نہیں ہے
- صفحہ ۲۸۱
- تُو تو اندھا ہے پھر بھی تیرے دل میں یہ ہوس ہے کہ کوئی تجھے آنکھوں والا کہے
- اس خیال سے تو تیرا مر جانا اچھا ہے اور ایسی غذا سے تیرا زہر کھا لینا بہتر ہے



- اے وہ شخص جو سجادہ پر بیٹھا ہوا ہے یہ کیا جنون ہے جو تیرے سر میں گھس گیا ہے
- یہ بات کسی کے عقل و فہم میں بھی نہیں آ سکتی کہ ہاتھی کا کام مکھی سے ہو سکتا ہے
- جب تجھے خدا کا پیغام پہنچ گیا تو پھر تو اپنے بُرے انجام سے کیوں نہیں ڈرتا
- اے بھٹتے کیا یہی تیری فرمانبرداری ہے کہ تیرے دل نے خدا کا حکم قبول نہیں کیا
- تو لغو دلائل پیش کرتا ہے۔ حق سے بیزاری کی اصل وجہ تیرے نفس کی خباثت ہے
- جو بات قرآن سے ثابت ہے اے نادان تو اُس سے سر پھیرتا ہے
- سینکڑوں نشان چمکتے ہوئے سورج کی طرح ظاہر ہو گئے لیکن تیرے نزدیک یہ جھوٹ یا فریب ہیں
- آخر آنکھیں اسی لئے ہوتی ہیں کہ ان کی مدد سے انسان راستہ کا واقف ہو جائے
- واہ وا! یہ عجیب آنکھیں ہیں کہ ان سے آفتاب بھی نظر نہیں آتا
- اگر تیرے دل میں خدا کا خیال ہوتا تو اتنی بے پروائی تجھ سے ظہور میں نہ آتی
- تو جان و دل کے ساتھ اس کا راستہ ڈھونڈتا اور وفاداری کے ساتھ اس کی طرف دوڑتا
- جس شخص کا دل کسی معشوق سے لگ جاتا ہے وہ اس کی خبر کسی واقف سے پوچھتا ہے
- اور اگر محبوب کی ملاقات میسر نہیں آتی تو وہ دوست کے پاس سے خط کا طالب ہوتا ہے
- اُسے بغیر دل آرام کے آرام نہیں آتا کبھی اس کے چہرہ پر نظر ہوتی ہے تو کبھی اس کے کلام پر
- اے وہ شخص جو دل میں اس کی محبت رکھتا ہے تجھے تو اس کے پاس بیٹھنے کے بغیر صبر ہی نہیں آ سکتا
- اگر اتفاقاً کبھی اُس سے جدائی ہو جائے تو تیری جان تیرے جسم سے جدا ہونے لگتی ہے
- تیرا دل اُس کے ہجر سے کباب ہوتا ہے اور اُس کے چلے جانے سے تیری آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں
- پھر جب وہ حسن اور وہ چہرہ کسی گلی میں تیری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے
- تو دیوانہ وار تو اس کا دامن پکڑ کر یوں کہتا ہے کہ تیرے نہ دیکھنے کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا
- تجھے ایک حقیر مخلوق سے تو اتنی محبت ہوتی ہے لیکن اُس خدا کی طرف سے تو بالکل لاپرواہے
- ایک ناچیز ذرہ کے ساتھ تو ایسی وفاداری لیکن اُس پیارے دوست کی طرف سے تو لاپرواہے
- اُس نے مہربانی فرما کر ایک بندہ کو بھیجا تا کہ تجھے شکوک اور انکار سے رہائی بخشے

- اور اُس نے بارہا اس قدر نشان دکھائے کہ معرفت کے سینکڑوں دروازے کھول دیئے
- پھر بھی تو انکار سے سر ہلاتا ہے اور تو نے یہ کام آسان سمجھ لیا ہے
- تو اُس یار کی طرف سے بے پروا ہو گیا ہے اور اُس حسن اور اُس گفتار کی طرف سے لاپرواہ
- مردہ لاشوں کو تو اپنی بغل میں کھینچتا ہے اور زندہ (غیر فانی) محبوب سے بیزار ہے
- تو نے کسی کی بابت سنا ہے کہ وہ دوست سے لاپرواہ ہو۔ عشق اور پھر صبر یہ دو کام بہت مشکل ہیں
- کیا یہی عاشق زار کا حال اور طریقہ ہوا کرتا ہے؟ اور اے مردار کیا دلبر کی یہی قدر ہوا کرتی ہے
- عاشقوں میں تو صدق کے آثار پائے جاتے ہیں اے تار یک دل انسان تجھے عشق سے کیا واسطہ؟
- جب اُس گلی سے تیرے پاس اس حسین محبوب کا پیغام بر پہنچا
- تو تو نے اس کی یہ عزت کی کد سے کافر کہتا ہے اور گھر ک کرا سے اپنے دروازہ سے نکالتا ہے
- تو لاکھوں نشان دیکھتا ہے پھر بھی بے دینی کی وجہ سے تو انکار کرتا ہے
- تو اپنے تئیں عالم سمجھتا ہے شاید اسی لئے غداری سے ایسی فضول باتیں کرتا ہے
- جب تک تیری خودی تجھ میں سے نہ نکلے گی۔ تب تک یہ شرک کی رگ تجھ سے دور نہ ہوگی
- تیری کوشش میں برکت نہ پڑے گی۔ جب تک تیرے دل کا دھواں سر تک نہ پہنچے گا
- دوست اُس وقت ظاہر ہوگا جب تو اپنی ہستی سے پورے طور پر علیحدہ ہو جائے گا
- تو غم سے آزاد نہ ہوگا جب تک سوز غم سے نہ جلے گا اور موت سے آزاد نہ ہوگا جب تک فنا نہ ہوگا
- وہ کیسی بیہودہ جان اور بدن ہے جو نہیں جلتا۔ ایسے دل کو آگ لگا دے جو عشق میں کباب نہ ہو
- اپنے جسم کی جھوٹی کو بر باد کر لے اگر وہ خدا کے عشق سے آبا نہ ہیں
- اپنے پیر کو جسم سے کاٹ کر جدا کر دے اگر وہ صداقت کا راستہ اختیار نہیں کرتا

صفحہ ۴۸۲

- خدا کی طرف سے اُس شخص پر آفرین ہو جو اپنے محبوب کے لئے نفسانیت سے الگ ہو گیا
- جس نے اپنے دوست کا ٹھکانا اپنے دل میں بنا لیا اور ہوا و ہوس سے سینکڑوں منزل دور بھاگ گیا
- وہ خودی سے دور ہوا اور خدا کو پالیا۔ وہ فنا ہو گیا اور رہنما کے ہاتھ کو حاصل کر لیا

- اے وہ شخص کہ تو دولت کی خاطر دیوانہ ہو رہا ہے کیا خوب! دین کے معاملہ میں اتنی فروگزاشت!  
 - یہ تو عیش کا وقت اور خوشی کا موسم ہے۔ تو کس سوگ اور ماتم میں پڑا ہوا ہے  
 - تیرے پاس تو خدا کی طرف سے دین کا رہبر پہنچ گیا۔ اب تو بھی مردان دین میں سے ہو جا اور عورتوں کی  
 طرح مت بن

- اُٹھ اور دوست کے لئے کام کر۔ اور اس باغ و بہار کی طرف ایک نظر ڈال  
 - ورنہ موت ایک ہیبت ناک اثر دھا ہے جو تجھے جلدی ہی پکڑ لے گا۔ نادان نہ بن  
 - وہ بادِ صبا دوست کے ہاں سے ایسی خوشبو لائی ہے گویا وہ دم بھر میں بہار کا موسم لے آئی ہے  
 - مگر تو نے اپنے لئے خزاں کو پسند کیا ہے میں نہیں جانتا کہ خزاں میں تو نے کیا فائدہ دیکھا  
 - یا تو مجھے زندہ کرنے آیا تھا مگر تو اپنے ہاتھوں ہی مردار بن رہا ہے  
 - گمراہی کی وجہ سے تو قصوں کو پیش کرتا ہے کہ یہ ہیں اہل کمال کی کرامات  
 - اگر ان قصوں میں کوئی اثر ہوتا تو تیرا دل ناپا کی سے بہت دور ہوتا  
 - اگر تو ہزاروں قصے بھی بیان کرتا ہے تب بھی تیرے دل کی خباثت کہاں دور ہو سکتی ہے  
 - ان قصوں سے کوئی راستہ نہیں کھلتا۔ لاکھوں قصے بیان کرتا پھر وہ کس کام کے ہیں  
 - کچھ مدت تو اہل یقین کی صحبت میں رہ تا کہ تجھے حق شناس آنکھیں ملیں  
 - تیرا باطن تو شیطان سیرت ہے اور زبان پر ابدالوں کے قصے ہیں  
 - خدا کی طرف سے جب دن روشن ہے تو تو بھی آنکھیں کھول اور چمگا دڑ پنا چھوڑ دے  
 - چاند اور سورج کے بارے میں کسی کو شک نہیں ہوا کرتا (تو ہی اندھا ہے) پس اپنے خدا سے بصیرت مانگ  
 - اے نااہل! ساری مشکل یہی ہے کہ تو حقیقت راز کا طالب نہیں ہے  
 - یہ نہ کہو کہ میں دین کا محافظ ہوں اور میں خود ہی دین مسکین کا طبیب بھی ہوں  
 - تیرے دل میں تو ہزاروں بیماریاں ہیں۔ پھر تو ایسے دل سے کیا امید رکھتا ہے  
 - خدا سے آندھی طلب کرتا کہ وہ تیرا سب کوڑا کرکٹ اڑا کر لے جائے  
 - خدا کے سوا علاج کا اور کوئی راستہ نہیں۔ آنکھیں کھول یہ کھیل کی جگہ نہیں ہے

- تجھے محبوب کی کچھ بھی خبر نہیں یونہی اندھا دھند قدم اٹھائے چلا جا رہا ہے  
 - خدا کے کلام کے بغیر تو ایک کیڑے کی طرح ہے اور خدا کے جام وصل کے سوا تو مردہ ہے  
 - وہ یقین جو خدا تجھے بخشا ہے اُسے تیرا اپنا خیال کس طرح پاسکتا ہے  
 - ایک شخص تو وہ ہے جو اپنے معشوق کے منہ سے نکلنے اور اسرا سرتنا ہے  
 - اور دوسرا شخص وہ ہے جو اپنے خیالات کی بنیاد پر شک اور گمان میں مبتلا ہے پس کس طرح یہ دونوں برابر  
 ہو سکتے ہیں

- چونکہ تو اُس شراب کا مزہ نہیں جانتا اس لئے نادانی سے فضول بھونکتا رہتا ہے  
 - تو خدا اُسے سمجھ جو خود آواز دیتا ہے نہ کہ اُسے جو کسی کے وہم کا نتیجہ ہے  
 - اس دلیل سے یہ ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں خدائے واحد کلام کیا کرتا ہے  
 - ورنہ دین صرف ایک کہانی بن جاتا ہے ایسا دین سچائی سے بیگانہ ہے  
 - وہ دین خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہے جو دائمی یقینی وحی اپنے اندر نہ رکھتا ہو  
 - دین تو وہی دین ہوتا ہے جس سے خدا کی وحی کسی وقت بھی جدا نہ ہو  
 - وحی اور دین خدا چونکہ دونوں جڑواں چیزیں ہیں۔ پس اگر ایک جاتی رہے گی تو دوسری بھی کم ہو جائے گی  
 - مخلوقات یقین کے بغیر کیونکر نجات پاسکتی ہے۔ لازمی ہے کہ اس صورت میں خلقت حق سے منہ پھیر لے  
 - بغیر خدا کے دل میں یقین کس طرح پیدا ہو، اس کے لئے یا تو کلام درکار ہے یا دیدار  
 - اے وہ شخص کہ تو ظن کے راستہ پر مغرور ہے تو عقل مند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے  
 - وہ نفس امارہ جو سینکڑوں حرص و ہوا کا غلام ہے، بغیر یقین کے اس سے کیونکر باز رہ سکتا ہے  
 - جب تو کسی جنگل میں شیر کو دیکھ لیتا ہے تو وہاں سے بھاگنے میں دیر نہیں کرتا  
 - اسی طرح جب تیرے سامنے بھیڑیا آ جاتا ہے تو تیرا دل تڑپنے لگتا ہے اور تجھے بہت ڈر لگتا ہے

صفحہ ۲۸۳

- پس یقین کے اس دعویٰ کے ساتھ جو تجھے خدا تعالیٰ اور روز جزا کے متعلق ہے  
 - پھر تو کس طرح گناہ کبیرہ کرتا ہے۔ کیا خدا تیرے نزدیک ایک بھیڑیے جیسا بھی نہیں ہے

- تجھے ہرگز خدا پر یقین نہیں اسی لئے بھیڑیوں کی طرح تجھے مُردار ہی پسند آتا ہے
- وہ یقین جو گناہ سے بچاتا ہے اگر تو چاہے تو میں تجھ سے اس کی حقیقت بیان کر دوں
- وہ خدا کا قطعی اور یقینی کلام ہے جو شیطانِ لعین کے دخل سے پاک اور بالاتر ہو
- پس وہی کلام گناہ کا علاج ہے۔ کوئی اور طریقہ محض مٹّاری ہے
- کیا تو نے کبھی سنا کہ اگر ہلاک ہو جانے کا یقین ہو تو پھر بھی کوئی نڈر ہو کر جنگل میں جاتا ہو
- پس کیوں کر ممکن ہے کہ خدا پر یقین ہو کر پھر بھی کوئی دل گناہ میں منہمک رہتا ہو
- تو نے شکوک و شبہات کا نام یقین رکھ چھوڑا ہے اس لئے تو گناہوں کی وجہ سے بدنام ہے
- ذرا اپنی طرف دیکھ اور غور سے آنکھیں کھول
- تاکہ تجھے معلوم ہو کہ تو اندھا اور مجھوب ہے اور یقین کی خوبی سے بالکل محروم
- تجھ میں ذرا بھی نور نہیں ہے اندھیری گھپ رات کو چاند سے کیا واسطہ
- یہ عجیب قسم کا خدا تیرے دل میں ہے کہ اُس سے قسم قسم کی تاریک روئیدگی پیدا ہو گئی ہے
- اندھیری رات ہے اور جنگل اور درندوں کا خوف۔ اے نادان! تو کیوں کر خوابِ غفلت میں پڑا ہے
- اٹھ اور اپنے حال پر نظر ڈال۔ راستے کے خطرہ کو دیکھ اور افسوس کر
- اٹھ اور اپنے نفس سے ہی دریافت کر لے کہ وہ معرفت کے کیسے کیسے مدارج مانگتا ہے
- آیا اُس کے نزدیک یقین ہی آبِ حیات ہے یا وہ شکوک و شبہات کے بھنور کو پسند کرتا ہے
- اگر تیرا دل یقین کے لئے واقعی بیتقرار ہے تو پھر اس کریم اور مددگارِ خدا نے تجھ سے بخل کیوں کر رکھا ہے
- جو چیز خود اُس نے تیری فطرت میں ڈال دی ہے پھر اس ارادہ سے اُس نے گریز کیوں کیا
- اس بات سے ظاہر ہے کہ اس کریم و رحیم خدا نے انسانی فطرت کا ہر تقاضا پورا کر دیا ہے
- پھر انسان ہی اپنی ہمت کی کمی سے اُس کے عطا کردہ نورِ فطرت سے غافل ہو گیا ہے
- اگر انسان کی خواہش یقین کے لئے نہیں ہے تو کیا باعث ہے کہ وہ ہر گھڑی اسی کی تلاش میں رہتا ہے
- جو کچھ انسان کی فطرت میں مخفی ہے انسان اس سے کس طرح محروم رہ سکتا ہے
- جب ہر وقت فیضانِ الہی کا سمندر جاری ہے تاکہ خدا تجھے کامل یقین تک پہنچائے

- پھر بھی اگر تو ظن پر قانع ہے تو تو عقلمند نہیں بلکہ سخت دیوانہ ہے
- دل تو حجابوں کے دور کرنے کے لئے بیقرار رہتا ہے سوائے ایسے دل کے جو کتوں کی مانند ہو گیا ہے
- کیا خدا نے أَفَلَا تُبْصِرُونَ نہیں فرمایا۔ اٹھ اور اپنے اندر پیاس کو تلاش کر
- ذلیل لوگوں کی طرح ہمت پست نہ رکھ۔ جا اور خدا کو دیوانوں کی طرح ڈھونڈ
- جو اُس کا طالب ہے اُس نے اُسے پالیا وہ منہ نورانی ہو گیا جس نے اُس سے سر نہ پھیرا
- خدا کی طرف سے اُس جو انہر دپر آفرین ہو جو اس دروازہ پر خاک کی طرح آ پڑا
- اس پاک مہین کے وصل کی خاطر وہ گرا اور عاجزی سے اپنا سر خاک پر رکھ دیا
- وہ ہر وقت خدائے واحد کے ساتھ زمین اور آسمان پر قرار پاتا ہے
- اُس کا ذرہ ذرہ زمین سے بے تعلق ہو گیا اور اُس کا دل عرش بریں کی جانب اڑ گیا
- اُس کے چہرہ پر خدا کی تجلی ہے اور اُس کا دل ذات باری کا جلوہ گاہ ہے
- یہ سب حالت خدا کی مہربانی سے ہی آتی ہے جب کلامِ الہی کی وجہ سے بندہ کا یقین زیادہ ہو جاتا ہے
- تو ابھی میری بات کو نہیں سمجھتا۔ میں تیرے دل میں کیوں کر گھس جاؤں؟ بتا کیا کروں
- افسوس کہ ہمارا دل درد کے مارے گداز ہو گیا مگر ہمارے درد کو مخاطب نے نہ پہچانا
- اے یار کے چہرہ کے سورج جلدی باہر نکل کہ اندھیری رات کی وجہ سے ہمارا دل آزرده ہو گیا ہے
- ہماری عمر بھی ختم ہونے کو آگئی۔ اے دلدار میری گود میں آ جا
- اے وہ شخص کہ جو خدا کا طالب ہے تو ایسا یقین تلاش کر جو تجھے سرشار کر دے
- وہ یقین ڈھونڈ جو تیرے لئے سیلاب بن جائے اور تیری ساری محبت خدا کے لئے ہی ہو جائے
- وہ یقین ڈھونڈ جو ایسی آگ جلائے جو کہ ہر ماسوا اللہ کو بھسم کر ڈالے

صفحہ ۲۸۴

- یقین ہی کی بدولت زہد اور عرفان بھی حاصل ہوتا ہے یہ بات میں نے تجھ سے ظاہر ابھی کہہ دی اور مخفی بھی
- بغیر یقین کے تیرا دل مُردار کی طرح ہے سر تکبر سے بھرا ہوا اور دل میں بتلا
- بغیر یقین کے تیرا نفس کتے کی طرح ہو جاتا ہے ہر فساد کے وقت اُس کی رگ حرکت میں آ جاتی ہے

- جو شخص محبوب سے دور رہے گا۔ وہ ہمیشہ نفسِ دنی کا شکار رہے گا  
 - اگر تجھے دیدار کی خواہش ہے تو پاک دل ہو جا۔ یہ بات مشکل نہیں ہے  
 - تو اس مُراد کو عقل کے زور سے کیا ڈھونڈتا ہے۔ خدا کی وحی ہی منہ کی کالک کو دھوسکتی ہے  
 - عقل تو سارے جہان کے پاس ہے اس پر فخر نہ کر کیونکہ تیرے جیسے بہتیرے پڑے پھرتے ہیں  
 - دل کا علاج تو دلدار کا کلام ہے اُس کے سوا جو علاج بھی لوگ تجویز کریں وہ فضول ہے  
 - تو جدائی کا زہر چکھ رہا ہے اور نا مُراد ہے مگر پھر بھی وحی والہام سے منکر ہے  
 - پانی نہ پینے سے تُو جاں بلب ہو رہا ہے پھر بھی آبِ حیات سے روگردان ہے  
 - ہر اُس شُک کا علاج جو دلوں میں پیدا ہو وہ خدا کی وحی کے شفاخانہ میں ہے  
 - عقل پر الہام کا احسان ہے کہ اُس کی برکت سے ہر کمزور خیال پختہ ہو جاتا ہے  
 - اُس نے صرف گمان کیا اور اس نے دکھلایا۔ اُس نے دل میں ایک بات سوچی اور اُس نے وہ راز ہی  
 کھول کر رکھ دیا

- اُس نے گرایا اور اس نے ہاتھ میں دیا۔ اُس نے امید دلائی اور اس نے پوری کر دی  
 - وہ چیز جس نے ہمارے دل کے ہر بت کو توڑ دیا وہ خدائے لائٹانی کی وحی ہی تو ہے  
 - وہ چیز جس نے ہمیں معشوق کا چہرہ دکھایا وہ خدائے مہربان کا الہام ہی تو ہے  
 - وہ چیز جس نے دلی یقین کا جام پلایا وہ اُس معشوق کی گفتار ہی تو ہے  
 - محبوب کا وصل اور اُس کے جامِ شراب کی مستی سب اُس کے الہام ہی سے حاصل ہوئی  
 - اے وہ شخص جس نے اپنی امیدیں خدا سے توڑ لی ہیں تو بہ کر اور اپنے اس فساد سے باز آ جا  
 - اس ذلیل دنیا کا عیش تو تھوڑی سی دیر کی چیز ہے آخر کار خدا سے ہی واسطہ پڑنا ہے  
 - دشمنی تکبر اور نازخزہ کو ترک کر دے تاکہ تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو  
 - جب تو اس شکار گاہ سے اپنا بوریا بستر باندھ لے گا تو پھر تو ان ملکوں اور شہروں میں واپس نہیں آئے گا  
 - اے دین سے بے خبر انسان۔ دین کا غم کھا۔ کیونکہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے  
 - دیکھ اپنے اس غم سے غفلت نہ کریو کہ تجھے مشکل کام درپیش ہے

- اس درد و غم سے اپنے دل کو زخمی کر۔ دل تو کیا اپنی جان بھی قربان کر دے  
 - تجھے تو اسی خدائے یگانہ سے ہی کام پڑے گا۔ افسوس پھر تو اس خدا سے کیوں کر صبر کر سکتا ہے  
 - جب تو خدا سے روگردانی کرے گا تو تیری قسمت بگڑ جائے گی اور عاجزی کے ساتھ اس کی طرف آنے میں  
 دولت ملے گی

- اے وہ شخص جس نے خواہشوں کی رسی لمبی کر دی ہے تو ان لالچوں سے کیوں باز نہیں آتا  
 - عمر کی دولت دم بدم کمی پر ہے اور تو زرو مال کی فکر میں پریشان ہو رہا ہے  
 - رشتہ دار، قوم اور قبیلہ سب وجہ ابتلاء ہیں لیکن تو نے ان کی خاطر خدا سے قطع تعلق کر لیا ہے  
 - ان سب کا ارادہ تیرے قتل کرنے کا ہے۔ کبھی یہ صلح کر کے تجھے قتل کرتے ہیں کبھی جنگ کر کے  
 - آخر اسی خدا سے تیرا واسطہ پڑے گا۔ نہ تو تو کسی کا دوست ہے نہ کوئی تیرا دوست  
 - جو شخص ایک معشوق رکھتا ہے اُسے بغیر اُس کے وصل کے آرام نہیں آتا  
 - اور جب تک اُسے نہیں دیکھ لیتا اُسے صبر نہیں آتا عشق کا سیلاب اسے بہائے لئے جاتا ہے  
 - عاشقوں کے دل کو کہاں قرار ہے دوست کے منہ سے روگردانی کس طرح ممکن ہے  
 - محبوب کے حسن نے اُن کے دل کے کانوں میں وہ راز پھونک دیا ہے جس کا اظہار ناممکن ہے  
 - یہ لوگ کامیاب ہیں مگر اس جہان سے نامراد۔ یہ لوگ عقلمند ہیں جو جال سے اڑ کر دور چلے گئے ہیں  
 - وہ اپنی خودی اور نفسانیت سے آزاد ہو گئے اور انوار الہی کے فیضان کے نزول کی جگہ بن گئے  
 - انہوں نے اپنے خدا سے دل لگایا اور غیر اللہ سے اپنا دل توڑ لیا  
 - غیر کے دخل سے ان کے دل کا خانہ پاک ہے اور دوست نے ان کے جان و دل میں گھر بنا لیا ہے  
 - اُن کے (نگ و ناموس) کا شیشہ چکنا چور ہو گیا۔ دلبر کی خوشبو اُن کے سینہ میں سے مہک رہی ہے  
 - یار کی تجلی نے اُن کے نقشِ ہستی کو دھو ڈالا اور اُن کے دل کے گریبان سے یار نمودار ہو گیا

صفحہ ۲۸۵

- وہ فانی ہیں مگر خدائے واحد سے بھرے ہوئے وہ پاک ہیں اور خدائے مجید کے رنگ میں رنگین  
 - خدا کی ذات علیحدہ ہے اور انسان کی علیحدہ مگر یہ لوگ تو گویا خدا کے اندر چھپ گئے ہیں



- نہ سر کا ہوش نہ پیر کی خبر۔ محبوب کے خیال میں ان کا سر خاک پر ہے
- ہر شخص اپنے کام سے کام رکھتا ہے مگر عاشقوں کا کام صرف محبوب کے ساتھ ہے
- اُن کا جہان ایک اور ہی جہان ہے اور اُن کا عالم غیر اللہ سے دور ہے
- وہ سوئے ہوئے ہیں اگرچہ تیری نظر میں بیدار ہیں۔ خدا کے سوا کوئی ان کا محرم اسرار نہیں ہے
- مذمت اور تحسین کے خیال سے بے پروا ہیں۔ نہ انہیں تعریف کی خبر ہے نہ لعنت کی
- جو شخص خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے وہ اوروں کی طرف سے پیٹھ پھیر لیتا ہے
- جو شخص اس کے دروازہ کو صدق اور اخلاص سے اختیار کرتا ہے اس کے دروازہ اور چھت سے نور برسے لگتا ہے
- اُس کی پیشانی سے چاند کی طرح نور چمکتا ہے اور عشق الہی سے سارا چہرہ روشن ہو جاتا ہے
- اُس دوست کا عشق اس کا مدعا بن گیا ہے اور غیر اللہ سے اس کا دل جدا ہو گیا ہے
- خدا کا لطف ہمیشہ اپنے طالبوں کے شامل حال رہتا ہے اُس کی راہ میں کوئی نقصان نہیں اٹھاتا
- جس نے وہ دروازہ اختیار کر لیا اُس کا کام بن گیا اور اُس کے کاروبار کی کامیابی پر سینکڑوں امیدیں بندھ گئیں
- تو نے اُس محبوب کی طرح کا کوئی اور محبوب کہاں دیکھا ہے پھر کیوں اُس کی جدائی کو پسند کر لیا
- بہتر ہے کہ فوراً تو اس کا راستہ اختیار کرے۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے پہلے ہی مر جائے
- اپنی پہلی عمر کو دیکھ کہ کدھر چلی گئی، وہ تو ضائع ہو گئی مگر دیکھ تیرے پاس سے کیا کیا چلا گیا
- عمر کا ایک حصہ تو بچپن میں چلا گیا اور ایک حصہ عمر کا تو نے سرکشی میں گزارا
- اچھا حصہ تو گزر گیا۔ اب بچا کھچا رہ گیا ہے۔ دشمن خوش ہیں اور دوست ناراض
- اس جہان فانی کی حالت پر کان رکھ۔ کس طرح وہ زبان حال سے بیان کر رہا ہے
- کہ یہ دنیا کسی سے وفا نہیں کرتی اور صبر نہیں کرتی جب تک اسے اپنے سے جدا نہیں کر لیتی
- اگر تیرے کان ہوں تو سو آہیں سنے۔ خود اپنے مُردہ اور تباہ حال دل سے
- کہ میں نے خدا سے کیوں منہ پھیرا۔ اور ایسی چیز سے کیوں دل لگایا جو جدا ہو گئی
- اسی طرح تجھے بھی ایک ایسی گھڑی پیش آنے والی ہے۔ قبر تجھے اپنے عزیزوں کی طرح بلا رہی ہے
- کوچ کے وقت اور دنیا کے چھوڑنے کی گھڑی کو یاد کر کہ تو جان بلب ہوگا اور گھر میں آہ و فغاں کا شور برپا ہوگا

- تیری بیوی خون کے آنسوؤں سے روتی ہوگی اور بیٹا دیوار کے پیچھے گر یہ وزاری کر رہا ہوگا
- لڑکی ننگے سر آنسو بہاتی ہوگی اور سب رشتہ دار مُردہ کی مانند ہوں گے
- کہ یکدم یہ دردناک آواز آئے گی۔ کہ فلاں شخص اس دنیا سے گزر گیا
- چند بچوں کو یتیم چھوڑ گیا اور پجاری بیوہ سینکڑوں دکھا اٹھانے کے لئے رہ گئی
- دنیا کی زندگی کا یہ انجام ہے۔ اگر تجھے خیر نہیں تو کسی عقلمند سے ہی پوچھ لے
- اے نادان تیرا قدم قبر کے اوپر رکھا ہوا ہے۔ ہوش کر کہ تیرا انجام بُرا نہ ہو
- یہ جہان مُردار کی طرح ہے اور ہر جانب اس کے طالب کتوں کی طرح کھڑے ہیں
- وہ شخص آزاد ہو گیا جس نے اس مُردار سے رہائی پائی اور وہ خاک ہو گیا تاکہ دوست راضی ہو جائے
- خدا کا لطف اپنے طالبوں کے شامل حال رہتا ہے اُس کی راہ میں کوئی بھی نقصان نہیں اٹھاتا
- جو اپنی ہستی سے جدا ہو گیا خدا اُسے اپنے ہاں بلا لیتا ہے یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے اگر کسی کی سمجھ میں آ جائے

صفحہ ۵۰۹

- اب تو اپنی غلطی پر ہزاروں عذر پیش کرے لیکن شادی شدہ عورت کے لئے کنوار پن کا دعویٰ زیب نہیں دیتا

صفحہ ۵۵۱

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے محمدؐ کی کان میں ایک عجیب وغریب لعل ہے
- دل اُس وقت ظلمتوں سے پاک ہوتا ہے جب وہ محمدؐ کے دوستوں میں داخل ہو جاتا ہے
- میں اُن نالایقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں جو محمدؐ کے دسترخوان سے منہ پھیرتے ہیں

صفحہ ۵۵۲

- دونوں جہان میں میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو محمدؐ کی سی شان و شوکت رکھتا ہو
- خدا اُس شخص سے سخت بیزار ہے جو محمدؐ سے کینہ رکھتا ہو
- خدا خود اس ذلیل کیڑے کو جلا دیتا ہے جو محمدؐ کے دشمنوں میں سے ہو
- اگر تو نفس کی بد مستیوں سے نجات چاہتا ہے تو محمدؐ کے مستانوں میں سے ہو جا
- اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو نہ دل سے محمدؐ کا مدح خواں بن جا

- اگر تو اُس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو اُس کا عاشق بن جا کیونکہ محمدؐ ہی خود محمدؐ کی دلیل ہے
- میرا سر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمدؐ پر قربان رہتا ہے
- رسول اللہ کی زلفوں کی قسم کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرے پر فدا ہوں
- اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جائے یا جلادیا جاوے تو پھر بھی میں محمدؐ کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا
- دین کے معاملہ میں میں سارے جہان سے بھی نہیں ڈرتا کہ مجھ میں محمدؐ کے ایمان کا رنگ ہے
- دنیا سے قطع تعلق کرنا نہایت آسان ہے محمدؐ کے حسن و احسان کو یاد کر کے
- اُس کی راہ میں میرا ہر ذرہ قربان ہے کیونکہ میں نے محمدؐ کا مخفی حسن دیکھ لیا ہے
- میں اور کسی استاد کا نام نہیں جانتا میں تو صرف محمدؐ کے مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں
- اور کسی محبوب سے مجھے واسطہ نہیں کہ میں تو محمدؐ کے ناز و ادا کا مقبول ہوں
- مجھے تو اسی آنکھ کی نظر مہر درکار ہے۔ میں محمدؐ کے باغ کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا
- میرے زخمی دل کو میرے پہلو میں تلاش نہ کرو کہ اسے تو ہم نے محمدؐ کے دامن سے باندھ دیا ہے
- میں طائرانِ قدس میں سے وہ اعلیٰ پرندہ ہوں جو محمدؐ کے باغ میں بسیرا رکھتا ہے
- تو نے عشق کی وجہ سے ہماری جان کو روشن کر دیا اے محمدؐ تجھ پر میری جان فدا ہو
- اگر اس راہ میں سو جان سے قربان ہو جاؤں تو بھی افسوس رہے گا کہ یہ محمدؐ کی شان کے شایاں نہیں
- اس جوان کو کس قدر رعب دیا گیا ہے کہ محمدؐ کے میدان میں کوئی بھی (مقابلہ پر) نہیں آتا
- خدا کے اس راستہ کو جسے لوگوں نے بھلا دیا ہے تو محمدؐ کے آل اور انصار میں ڈھونڈ

صفحہ ۵۵۳

- اے نادان اور گمراہ دشمن ہو شیار ہو جا اور محمدؐ کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر
- خبردار ہو جا! اے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نیز محمدؐ کے چمکتے ہوئے نور کا منکر ہے
- اگرچہ کرامت اب مفقود ہے۔ مگر تو آ اور اسے محمدؐ کے غلاموں میں دیکھ لے

صفحہ ۵۵۹

- دلبر کا چہرہ طالبوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سورج میں بھی چمکتا ہے اور چاند میں بھی

- لیکن وہ حسین چہرہ غافلوں سے پوشیدہ ہے سچا عاشق چاہیے تاکہ اُس کی خاطر نقاب اٹھائی جائے  
- اُس کا مقدس دامن تکبر سے ہاتھ نہیں آتا اس کے لئے کوئی راہ سوائے انکساری درد اور بے قراری کے  
نہیں ہے

- اُس محبوب ازلی کا راستہ بہت خطرناک ہے اگر تجھے جان کی سلامتی چاہیے تو خود روی کو ترک کر دے  
- نا اہل لوگوں کی عقل اُس کے کلام کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی جو خودی کا تارک ہو اسی کو وہ صحیح راستہ ملتا ہے  
- قرآن کو سمجھنے کا مسئلہ اہل دنیا سے حل نہیں ہو سکتا، اس شراب کا مزہ وہی جانتا ہے جو اس شراب کو پیتا ہے  
- اے وہ شخص جسے باطنی انوار کی کچھ خبر نہیں، تو جو کچھ بھی ہمارے حق میں کہے ناراضگی کا موجب نہیں  
- ہم نے نصیحت اور خیر خواہی کے طور پر یہ باتیں کہی ہیں تاکہ وہ خراب زخم اس مرہم سے اچھا ہو جائے  
- انکار دعا کے مرض کا علاج دعا ہی سے کر جیسے ہمارے وقت شراب کا علاج شراب سے ہی کیا جاتا ہے  
- اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعاؤں میں اثر ہے تو دکھاؤ کہاں ہے پس میری طرف دوڑنا کہ میں تجھے سورج  
کی طرح دعا کا اثر دکھاؤں

- خبردار خدا کی قدرتوں کے بھیدوں کا انکار نہ کر بات ختم کر اور ہم سے دعائے مستجاب دیکھ لے  
صفحہ ۵۷۱

- اے سلامتی والے انسان تجھ پر سلامتی ہو

صفحہ ۵۸۰

- وہ دن قریب ہے جب اسے خلاصی حاصل ہوگی

صفحہ ۵۸۶

- جو کچھ نئی شادی کے لئے ضرورت ہے میں وہ سب سامان کر دوں گا

صفحہ ۶۱۲

- اے وہ تمام خواہشات جو خاک میں مل گئیں

# انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸

زیرنگرانی

سید عبدالحی

آیات قرآنیہ ..... ۳

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... ۶

الہامات و روایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ..... ۷

مضامین ..... ۱۱

اسماء ..... ۳۲

مقامات ..... ۵۱

کتابیات ..... ۵۴



# آيات قرآنية

النساء	الفاتحة
٢٦٠	٨٩،٣
٣٢٢	١٢٩
المائدة	١٢٥
٢٣٩	٦٤٢، ١٦٥
٥٢٩	٤٠٩، ٢٠٩، ٣٨٢، ٣١٩، ٢٦٣، ٢٨٤
٢٣٥	١٩٠، ١٢٤
١٨٥، ١٨٢، ١٤٩	البقرة
الانعام	٢٢٩
٦٦٢	٣٢٩
الاعراف	٣٢٩، ٣٢٩
٢٢٩	٢٢٩
٣٦٥، ١٨٢	٢٣١
٢١٤	٢٢٤
٥٣٣	٦٤٢
٣٣١	٦٣١
الانفال	٢٤٠
٦٩٣	ال عمران
٣٦٨	٦٨٠
التوبة	٢٢٠
١١٤	٢١٩
هود	٦٤٥
١٥٨	١٨٤
الحجر	٣٦٥
٣١٩	٢٦٩
٦٥٤	

٢١٥	ولكن رسول الله وخاتم النبيين. (٢١)	<b>النحل</b>	
١٣١	وكان بالمؤمنين رحيماً. (٢٢)	١٨٢	اموات غير احياء. (٢٢)
	<b>سبا</b>		<b>بنى اسرائيل</b>
٣١٤	فلما قضينا عليه الموت ما دلهم... (١٥)	٣٩٦	وان من قرية الانحن مهلكوها... (٥٩)
	<b>الزمر</b>	٢٦٨	من كان في هذه اعشى... (٤٣)
١٨٦	فيمسك التي قضى عليها الموت. (٢٣)		<b>الكهف</b>
٢٢٤	قل يا عبادى. (٥٢)	٢١٩ ح	علمناه من لدنا علماً. (٦٦)
	<b>المومن</b>		<b>طه</b>
٢٣٢	مادعاء الكافرين الا فى ضلال. (٥١)	٦٤٥	من يات ربه مجرمًا... (٤٥)
٢١٩ ح	لم نقصص. (٤٩)		<b>الانبياء</b>
	<b>محمد</b>	٣٨٣ ح	وحرام على قرية اهلكناها... (٩٤.٩٦)
٦٤٥٦٤٣	واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات... (٢٠)	٢١٨	من كل حذب ينسلون. (٩٤)
	<b>الفتح</b>	١٨٨ ح	وما ارسلناك الا رحمة للعالمين. (١٠٨)
٢٢٤	يد الله فوق ايديهم. (١١)		<b>المومنون</b>
٢٥٩	ارسل رسوله بالهدى. (٢٩)	٢٢٢	فتبارك الله احسن الخالقين. (١٥)
٢٥٨.١٢٦	محمد رسول الله والذين معه... (٣٠)	٣٦٨	وجعلنا ابن مريم وامه اية واويناها... (٥١)
١٢٤	كزرع اخرج شطئه. (٣٠)		<b>النور</b>
	<b>الحجرات</b>		وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات
٦٨١	حبب اليكم الايمان... (٨)	١٤٨	ليستخلفنهم (٥٦)
	<b>النجم</b>		<b>الشعراء</b>
٦٩٣	ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى. (٥.٢)	٣٨٠.٢١١	وسيعلم الذين ظلموا اى متقلب ينقلبون. (٢٢٨)
٦٦٣.١٠٩	ذنى فذلنى فكان قاب قوسين او ادنى... (١٠.٩)		<b>النمل</b>
	<b>القمر</b>	٢٣١	امن يجيب المضطر. (٦٣)
٢٢٢	اقتربت الساعة وانشق القمر. (٢)	٢١٤.٢١٦	واذا وقع القول عليهم اخرجناهم دابة من الارض... (٨٣)
٥٠٦	وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر. (٣)	٢١٦	ويوم نحشر من كل امة فوجًا... (٨٢.٨٣)
	<b>الواقعة</b>		<b>القصص</b>
١٥٢	ثلة من الاولين وثلة من الآخريين. (٢١.٢٠)	١٥٣.١٣٩	له الحمد فى الاولى والاخرة. (٤١)
٢٨٦	لا يمسه الا المطهرون. (٨٠)		<b>الاحزاب</b>
		٢٠٨.٢٠٤	ما كان محمد ابا احد من رجالكم... (٢١)



١٥٨	والليل اذا عسعس والصبح اذا تنفس. (١٩، ١٨)	<b>المجادلة</b>	
٣٨٠	<b>الضحى</b>	كتب الله لاغلبن انا ورسلى. (٢٢)	
٣٦٣	الم يجدك يتيما فأوى. (٤)	<b>الصف</b>	
٣٤٩	<b>الزلزال</b>	يريدون ليطفئوا نور الله. (٩)	
١٦٢	يومئذ تحدث اخبارها. (٥)	<b>الجمعة</b>	
٢١٦	<b>الكوثر</b>	واخرين منهم لما يلحقوا بهم. (٢)	١٥، ١٤، ١٣، ١٢، ١١، ١٠، ٩، ٨، ٧، ٦، ٥، ٤، ٣، ٢، ١
٢١٦	انا اعطيتك الكوثر. (٢)	<b>الجن</b>	
٢٣١	<b>الكافرون</b>	فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من	
٢٣١	قل يا ايها الكافرون لا اعبد ماتعبدون. (٣، ٢)	رسول. (٢٨، ٢٤)	٥١٣، ٢١١، ٢٠٩، ٢٠٨
١٩٥	<b>الاخلاص</b>	<b>المزمل</b>	
١٩٥	لم يلد ولم يولد. (٣)	اقيموا الصلوة واتوا الزكوة. (٢١)	٢٥٩
١٩٥	<b>الناس</b>	<b>التكوير</b>	
١٩٥	الوسواس الخناس. (٥)	واذا العشار عطلت. (٥)	٢٠٦



# احادیث نبویہ ﷺ

(بترتیب حروف تہجی)

۲۰۷	لانبی بعدی.	ح ۳۸۱	اسمہ کاسمی ویدفن معی فی قبری.
۴۶۲	لیس الخیر کالمعاينة.	۲۳۵	امامکم منکم.
۴۰۶	ویتر کن القلاص فلا یسعی علیہا.	۲۳۵	انکم منکم
ح ۷۳	یتزوج ویولد له.	۶۶۰	خیر کم خیر کم لاهله.
۳۱۹	یضع الحرب.	۲۱۲	سلمان منا اهل البيت.
	<b>احادیث بالمعنی</b>	ح ۴۲۶	سلمان منا اهل البيت على مشرب الحسن.
		۲۲۳	فیه یوم تاب اللہ فیہ علی قوم...
ح ۳۸۱	آنے والا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائے گا۔	۳۷۷	کیف انتم اذ انزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم.



# الهامات وروايات وكشوف حضرت مسيح موعود عليه السلام

٥٤٣	ان الله معك ان الله يقوم اينما كنت ...	٥٩٠	اجيب كل دعائك الا في شركائك.
٦١١	ان كيدكن عظيم.	٣٩٨	اذ اجاء نصر الله الست بربكم قالوا بلى.
٥٤٥	انما امرنا اذا اردنا شيئا ان نقول له كن فيكون.	٥٠٣	اردت ان استخلف فخلقت ادم...
٥٠٩	انا اعطيناك الكوثر.	٥٢٣	اشكر نعمتي رثيت خديجتي.
٢٢٤	انا ناتي الارض نقصها من اطرافها...	٥٠١، ٢٢٣	اصحاب الصفة وما ادراك ما اصحاب الصفة
٥٤٠	انا نيشرك بغلام.	٢٢٦	اصنع الفلك باعيننا ووحينا...
٣٩٥	انه اوى القرية.	٥٣٥	اعلم ان الله نفث في روعي ان هذا الخسوف ...
٢٣٦، ٢٣٣	انه اوى القرية لولا الاكرام...	٢٢٤	افطر واصوم
ح ٢٢٦	انه تندم وتذمر.	٢٢٤	الا الذين امنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم...
٢٢٤	انى اجهبز الجيش فاصبحوا فى دارهم جائمين.	٢٩٤	الا ان نصر الله قريب.
٢٠١	انى احافظ كل من فى الدار...	٥٣٢	الامراض تشاع والنفوس تضاع...
٥٨٩	انى افرم مع اهلى اليك.	٥٢٥، ٢٢٦	الحمد لله الذى جعل لكم الصهر والنسب.
٢٢٤	انى انا الرحمن دافع الاذى.	٥٩٣	الرحى تدور وينزل القضاء. ان فضل الله...
٢٢٤	انى بايعتك بايعنى ربى.		الفتنة ههنا فاصبر كما صبرا ولو العزم من الرسل.
٢٢٤	انى حفيظ.	٥٣٠، ٥٢٤، ٥٢٣، ٥٢٢، ٢٢٠	
٢٢٤	انى لا يخاف لدى المرسلون.	٢٢٤	الفوق معك والتحت مع اعدائك...
٢٢٤	انى مع الرسول اقوم والوم من يلوم.	٥٣٩	القيت عليك محبة منى...
٥٤٥	انى مع الافواج اتيك بغتة...	٥٤٣	الله اكبر خربت خبير.
ح ٢٦١، ح ٢٥١، ح ٢٢٤	انى مهين من اراد اهانتك.	٢٠١	الم نجعل لك سهولة فى كل امر...
٥٦٤، ٥٢٠		٢٩٥	ليس الله بكاف عبده.
٦٠٨	برق طفلى بشير.	٥٠٩	ليس الله بكاف عبده فبراه الله...
٥٢٥	بكر وتيب.	٣٩٨	امراض الناس وبركاته.
٥٤٨، ٥٤٥	بلجت آياتى.	٢٢٤	انت منى وانا منك.
٥٣٠	تبت يد ابنى لهب وتب...	٢٢٤	انت منى بمنزلة اولادى.
٥٠١	ترى اعينهم تفيض من الدمع.	٥٢٨	ان لم يعصمك الناس فيعصمك الله...
٢٠٠	تلطف بالناس وترحم عليهم...	٢٢٥	ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم
٥١٨	ثلة من الاولين وثلة من الآخرين.		

## ج، ح، خ، ر، ز، س، ش

- جـرى الله في حـلل الانبياء. ٢٥٩، ٢٠٤
- رب ارني كيف تحي الموتى رب اغفر... ٦١٣
- رب اصح زوجتي هذه. ٦١٣
- رب ان كنت تعلم ان اعدائي هم الصادقون... ٢٣٩ ح
- رب لاتذرنى فرداً. ٢٩٨
- ربنا اناسمعنا منادياً ينادى للايمان... ٥٠١
- سبحان الله تبارك وتعالى زاد مجدك... ٥٠٢
- ستذكرون ما اقول لكم وافوض امرى الى الله. ٦٠٣
- سنريهم آياتنا في الآفاق وفي انفسهم... ٢٢٤
- سيغفر. ٥٩١
- سيولدلك الولد. ويدنى منك الفضل. ٥٤٠
- شـاتان تـذبـحان وكل من عليهما فان. ٥٣٠
- ظفر مبيـن وانما يؤخرهم لاجل مسمى. ٥٩٢

## ع، غ، ف، ق، ك

- عجل جسـدله حـوار. له نصب وعذاب. ٥٢٣، ٥٣٩
- عدو لى وعدو لك. ٣٩٨
- عسى ان يعثـك ربك مقاماً محموداً. ٢٢٤
- غضب غضباً شديداً. ٢٢٤
- فاصبر حتى يأتى الله بامرہ. ٢٢٤
- فبرأه الله مما قالوا وكان عند الله وجيهاً. ٥٤٨
- ففهمناها سليمان. ٢٣٦
- قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها... ٥٠٣
- قل اتى امر الله فلا تستعجلوه. ٣٩٨
- قل عندى شهادة من الله فهل انتم تسلمون. ٢٢٩
- قل عندى شهادة من الله فهل انتم مومنون. ٢٢٩
- قل انما انا بشر مثلكم ٢٣٩، ٢٢٤
- قل ان هدى الله هو الهدى. ٢٠٢
- قلنا يانار كونى برداً وسلاماً. ٥٣٨

كذلك مناعلى يوسف لنعرف... ٢٢٨

كرم الجنة دوحـة الجنة. ٥٩٣

## ل، م، ن

- لاتخف انك انت الاعلى. ٥٢١
- لاتصغر لخلق الله ولا تسئم من الناس. ٥٠١
- لاتيئس من روح الله... ٢٩٤
- لامبدل لكلمات الله. ٢٩٤
- لا يصدق السفية الاسيفة الهلاك. ٣٩٨
- لم يكن الذين كفروا من اهل الكتاب... ٢٠٠
- لن نومن لك حتى نرى الله جهرة. ٣٩٨
- لولا الاكرام. لهلك المقام. ٣٩٢، ٣٨٤، ٢٢٦، ٢٢٥
- ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم انه اوى القرية. ٢٢٦
- ما كان لنفس ان تموت الا باذن الله... ٥٩٩
- ما هذا الا تهديد الحكام. ٥٤٥
- مبارك ومبارك وكل امر مبارك... ٥٢٥
- محمد رسول الله والذين معه... ٢٠٤
- منعه مانع من السماء. ٦٠٢، ٦٨

من قام للجواب وتتمر فسوف يرى... ٣٣٦، ٣٦١، ٤١٠ ح

نزلت الرحمة على ثلاث العين وعلى الاخرين. ٥٩٢

## و، هـ، ي

- هذا شاهد نزاغ. ٥١٣، ٥١٣
- هـز اليك بجذع النخلة... ٥٣١، ٥٣٩
- هو الذى ارسل رسوله بالهدى... ٢٠٦
- واذ يمكركم الذى كفر اوقدلى يا هـامان ٥٣٠
- واصنع الفلك باعيننا ووحينا. ٢٠٠
- والسما والطارق. ٥٨٥، ٢٩٢
- والموت اذا عسعس. ٦١٣
- وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا... ٥٨٦
- وان يروا آية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر... ٥٠٦

۳۸۵، ۳۸۴	لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلہ کو منادیں۔۔۔	۵۱۰، ۳۹۸	وقالوا انی لک هذا ان هذا الاسحر یوثر...
۳۹۹	میں اپنی چکار دکھلاؤں گا۔۔۔	۲۴۰	وقل رب ادخلنی مدخل صدق...
۵۱۲	دس دن کے بعد مَوج دکھاتا ہوں۔	۴۰۰، ۲۲۶	ولاتحاطبونی فی الذین ظلموا انهم مغرورون.
۵۱۲	آج <b>لعسہ</b> (اکیس روپے) آئیں گے آٹھ کم نہ زیادہ۔	۵۳۹	ولاتصعبر لخلق اللہ ولا تسمم من الناس.
۵۲۲	میں اپنی چکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے.....	۵۹۰	ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلاتتعقلون.
۵۳۷	عبداللہ خاں ذیرہ اسماعیل خان	۵۲۷، ۲۴۰	ولن ترضی عنک الیہود ولا النصارى...
۵۷۳	مضمون سب پر بالا رہا۔	۵۲۷، ۲۴۰	ویمکرون ویمکرو اللہ واللہ خیر الماکرین.
۵۷۴	تین کو چار کرنے والا مبارک۔	۲۲۷	یأتی علیٰ جہنم زمان لیس فیہا احدٌ.
۵۷۵	لواء فتح۔	۵۱۰	یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک.
	مخالفوں کی بیخوشی اور ایک شخص تنافس کی ذلت اور اہانت	۵۳۹	یاتون من کل فج عمیق...
۵۷۷	اور ملامت خلق	۵۳۹، ۵۰۰، ۴۹۹، ۴۹۷	یاتیک من کل فج عمیق...
	ماجھے خاں کا بیٹا اور شیخ الدین پٹواری ضلع لاہور	۵۰۸	یا عبد القادر انی معک اسمع واری...
۵۸۰	بھیجنے والے ہیں	۵۳۳، ۲۳۲	یا مسیح الخلق عدواناً.
۵۸۸	کچھ عربی میں بولو		یا مسیح الخلق عدواناً لن ترى من بعد موادنا
	کچھ عرصہ کے لئے یہ روک اٹھا دی جاوے گی اور ان کو	۲۲۸	وفسادنا.
۵۹۷	اس غم سے نجات دی جائے گی	۲۲۹	یا ولی اللہ کنت لا اعر فک.
۶۰۰	مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہوں۔	۵۲۶	یرویدون ان یطفنوا نور اللہ بافواہم...
۶۰۱	تم پاس ہو گئے ہو۔	۵۰۱	یصلون علیک.
۶۰۳	چل رہی ہے نسیم رحمت کی۔ جو دعا کیجئے قبول ہے آج	۴۹۷	ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء.
۶۰۳	جنازہ		
۶۰۸	اس سفر میں تمہارا اور تمہارے رفیق کا کچھ نقصان ہوگا	۵۸۰	<b>فارسی الہامات</b> آید آں روزے کہ مستخلص شود
۶۰۸	اچھا ہو جائے گا	۶۱۲	اے بسا آرزو کہ خاک شدہ
۶۰۹	بے ہوشی پھر غشی پھر موت		بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید پائے محمدیاں
۶۰۹	اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ ہم غم پیش آئے گا۔	۵۱۱	برمنار بلند تر حکم افتاد
۶۱۱	قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے.....	۵۷۱	سلامت برتو اے مرد سلامت
	<b>انگریزی الہامات</b>	۵۹۱	نصف ترا نصف عمالین را
۵۱۲	ذَن وِل یُو گُو ٹُو اتر تر۔	۵۸۶	ہر چہ پاید نوعودی را ہمہ ساماں کتم
۵۱۳	آئی ایم کو رکر		<b>اردو الہامات</b>
۵۱۶	آئی لو یو۔ آئی شیل گنو یو لارج پارٹی آف اسلام۔	۴۰۶	دنیا میں اک نبی آیا
۵۱۶	آئی کو یو۔	۵۲۲، ۳۶۶، ۳۹۹، ۴۰۷	دنیا میں ایک نذر آیا.....

آئی ایم و ڈیو۔	۵۱۶	آپ کے رویا	۵۱۶
آئی شیل ہیپ یو۔	۵۱۶	بذریعہ زیارت آنحضرتؐ خواب میں اطلاع ملنا کہ میں ایک	۵۱۶
آئی کین ویٹ آئی ول ڈو۔	۵۱۶	کتاب تالیف کروں گا	۵۱۶
وی کین ویٹ وی ول ڈو۔	۵۱۶	بشمیر داس اور خوشحال کے مقدمہ سے رہائی اور عدم رہائی کے	۵۱۶
گا ڈاڈ کمنگ بائی ہز آرمی۔	۵۱۶	متعلق رویا دیکھنا	۵۲۰
گا ڈ میکروف ارتھ اینڈ ہیون۔	۵۱۶	خواب میں ایک صاعقہ کا اپنے مکان کی طرف آتے دیکھنا	۵۷۴
دی ڈیز شیل کم وین گا ڈ شیل ہیپ۔۔۔۔۔	۵۱۶	خواب میں شیخ مہر علی صاحب کے فرش کو آگ لگی دیکھنا	۵۷۹
دوہ آل مین ٹڈ بی اینگری ہٹ۔۔۔۔۔	۵۱۶	باوانا تک صاحب کو خواب میں دیکھنا	۵۸۱
ہی از ویو ٹوکل اینٹی۔	۵۱۶	خواب میں ایک فرشتے کے ہاتھ میں پاکیزہ نان دیکھنا اور	۵۱۶
		اس کا کہنا کہ یہ نان تیرے لیے اور تیرے ساتھ کے	
		درویشوں کے لئے ہے۔	۵۸۵
کشف میں بیٹوں کی طرح اپنا سر حضرت فاطمہؑ	ح ۲۱۳، ح ۲۲۶	خواب میں اپنے آپ کو حاکم کی عدالت میں دیکھنا اور	
لیکھرام کے متعلق دیکھا جانے والا کشف	۵۵۸	نماز پڑھنے کے لئے اجازت طلب کرنے پر اس کا بخوشی	
ایک سیر کے دوران کشتی طور پر حضور کو نجف علی کی مخالفت کا		اجازت دینا	۵۸۸
معلوم ہونا اور پوچھنے پر اس کا اقرار کرنا	۵۸۴	مرزا غلام قادر صاحب کی وفات کے متعلق خواب دیکھنا	۵۹۵
عالم کشف میں علی محمد خان صاحب نواب جھجر کا خط ملنا جس		مرزا غلام قادر صاحب کی بیماری کے متعلق خواب دیکھنا	۵۹۵
میں غلہ منڈی کے متعلق بے قراری ظاہر کی گئی تھی	۵۹۷	خواب میں علی محمد خان صاحب، نواب جھجر کی غلہ منڈی کو	
کشف میں دیکھا کہ مبارک احمد گڑا ہے اور چوٹ آنے		بے رونق دیکھنا	۵۹۶
سے کرت خون سے بھر گیا ہے	۵۹۸	مبارک احمد کو خواب میں دیکھنا کہ وہ فوت ہو گیا ہے	۵۹۸
مرزا ابراہیم بیگ کے متعلق کشف دیکھا کہ ابراہیم ہمارے		خواب میں دیکھنا کہ عدالت میں جیسا شہادت کے لئے	
پاس بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بہشت سے سلام پہنچا دو	۶۰۱	دستور ہے حاکم کا آپ سے قسم لینا بھول جانا۔	۵۹۹
دلپ سنگھ کے متعلق دیکھنا کہ وہ پنجاب آنے میں ناکام		مرزا ایوب بیگ صاحب کے خاتمہ بخیر ہونے کے متعلق	
رہے گا اور ہرگز ہندوستان میں قدم نہیں رکھے گا	۶۰۴	خواب دیکھنا۔	۶۰۰
کشف کے ذریعے سے سید عباس علی لدھیانوی کو پیش از وقت		رویادیکھنا کہ مولوی عبداللہ غزنوی کی وفات نزدیک ہے	
اطلاع دینا کہ آپ کا انجام اچھا نہیں	۶۱۸	اور آپ کے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے	۶۱۵
نگیں لگانے کے لئے سرکار کی طرف سے آپ پر کیے گئے		خواب میں ایک چھیلی اور روشن تلوار دیکھنا جس کی نوک آسمان	
مقدمہ کے متعلق کشفی طور پر آپ کو فتح کی بشارت	۶۰۷	میں اور قبضہ آپ کے پنجہ میں ہونا	۶۱۶

# مضامین

استغفار کے ذریعہ کمزور انسانی فطرت طبعاً خدا تعالیٰ سے  
 طاقت طلب کرتی ہے ۶۷۲  
 اعلیٰ درجہ کے مقام عصمت اور شفاعت کے لئے استغفار  
 ضروری ہے ۶۷۳  
 استغفار سے الہی طاقت حاصل کرنے کے لئے تضرع اور  
 خشوع ضروری ہے ۶۷۴  
 استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے طاقت حاصل کرنے  
 والاہی معصوم کامل ہے ۶۷۵  
 مداومت استغفار ذنب پر فتح پانے کی دلیل ہے ۶۷۶

## اسلام

علماء سوء کا قنہ اسلام کے لئے سب سے بڑا فتنہ ہے ۱۳  
 اس زمانہ میں علماء سوء اور پادریوں کے حملوں کی وجہ سے  
 اسلام کی بری حالت کا ذکر ۱۹۷۱۷  
 پادریوں کے اسلام کے خلاف حملے ۱۸،۱۷  
 اس زمانے کے وہ ضروری امور جن کا دین محتاج ہے ۲۱  
 اسلام کے دشمنوں کا مخالفت کا طریق ۲۲  
 اللہ تعالیٰ کا اس سلسلہ کے آخری زمانہ کو موسیٰ کے خلفاء کے  
 آخری زمانے سے تشبیہ دینا ۱۲۲  
 اس سلسلہ کا آخری زمانہ مالک یوم الدین کی حقیقت کا مظہر ۱۳۲  
 اس زمانہ میں اسلام کی غربت کا ذکر ۱۵۲،۱۵۱  
 اس زمانہ میں اسلام کی غربت اور اس پر وارد مصائب ۱۵۸،۱۵۷  
 سورۃ فاتحہ کی چاروں صفات کا اسلام کے آغاز اور آخرین  
 میں ظہور ۱۵۴،۱۵۳  
 آخرین میں صفات اربعہ کا دینی اور دنیاوی لحاظ سے ظہور ۱۶۰ تا ۱۵۸  
 ضعف و غربت اسلام کا ذکر اور بعثت مسیح موعود ۳۰۷، ۳۰۶، ۳۰۰  
 اسلام کو ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے کہ اسے غیب سے  
 وہ کچھ دیا گیا ہو جو اور کسی کو نہیں ملا اور وہ موفق و منصور  
 انبیاء ہو۔ وغیرہ اوصاف ۳۲۷

## آء

آخرین  
 نبی کریمؐ کی وہ برکات جن کا آپ کے ذریعہ آخرین میں  
 ظہور ہوا ۷،۶

## آریہ

آریوں کے نزدیک پریشروحوں کا پیدا کرنے والا نہیں ۵۳۶  
 مسلمانوں کے خدا کا ہندوؤں کے مصنوعی پریشرو پر غلبہ ۵۵۳

## آسمان

کوئی آسمان تک نہیں پہنچا سکتا مگر وہی جو آسمان سے آتا ہے ۴۷۲  
 آسمان پر ایک روحانی تیاری ۶۲۴  
 زمین کی تاریکی اور آسمان کے نور کی ایک انتہائی جنگ ۶۲۵

## آواگون

آواگون یعنی شامت اعمال سے جو ن بدلتا آریہ صاحبان  
 کے گلے پڑا ہوا ہے ۵۳۶

## استغفار

استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی ۶۷۱  
 ہر وقت اور ہر آن مدد مانگنے کا نام استغفار ۶۷۶  
 استغفار کے معنی ۶۷۶  
 استغفار کے ایک معنی گناہ کی سزا سے بچائے جانے کے ہیں ۶۷۶  
 کمزوری فطرت کے مرض کا علاج استغفار ۶۷۶  
 بشریت کی کمزوری کے لئے خدا سے طاقت مانگنے کے  
 لئے استغفار ہے ۶۷۷  
 خدا سے طلب کرنا استغفار ہے ۶۷۷  
 دنیا میں گناہ کا وجود نہ بھی ہوتا تب بھی استغفار ہوتا ۶۷۲  
 استغفار انسان کی طبعی ضرورت ہے ۶۷۲  
 استغفار صفت قیومیت سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہے ۶۷۲

لکھنؤ کی پیشگوئی کی نسبت کئے گئے اعتراضات کے  
جوابات ۵۵۶ تا ۵۵۳

### اللہ تعالیٰ جل جلالہ

- ۹۷ خدا کا ذاتی نام  
اللہ کی حمد و ثنا
- ۳ اللہ تعالیٰ کا اولیاء کے ساتھ سلوک  
اللہ تعالیٰ صالحین کی عقلوں کی خود پرورش فرما کر انہیں  
روحانی طریقوں کی ہدایت عطا فرماتا ہے
- ۳۵ اللہ اپنے مرسلین کی خود حفاظت فرماتا ہے خواہ مکر کرنے  
والے کتنے ہی مکر کریں
- ۱۶ قیامت تک کے لئے شیطان سے بچنے کے لئے اللہ کا  
طریق سکھانا
- ۸۲ بات کرتے وقت اس قادر کا خیال کر لو جس کا غضب کھا  
جانے والی آگ ہے
- ۶۳۱ اللہ کے احمد اور انسان کے محمدؐ بننے کی حقیقت کا بیان ۱۰۷، ۱۰۷  
اللہ کا نام جامد ہے اور اس کے معنی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا
- ۱۱۵ اللہ تعالیٰ کا کمال درجہ کا محمدؐ اور احمدؑ ہونا اور اس کے قرآن کا ذکر  
اللہ کا نام جامد ہے اور اس کی کنہ سے کوئی واقف نہیں
- ۱۵۰ اللہ نے اسلام کے آغاز اور آخر میں دو احمد پیرا کیے ہیں  
اس کا سورۃ فاتحہ میں اشارہ ہے
- ۱۹۸ خدا کے مخالف ہمیشہ ذلت اور شکست اٹھاتے ہیں
- ۳۸۰ خدا تعالیٰ ارادہ کرنے تو بڑے سے بڑے کج طرح کو قائل کر سکتا ہے
- ۳۸۵ خدا کا دیدار اعلیٰ درجہ کی لذت کا سرچشمہ ہے
- ۳۶۲ خدا کا کلام حدیث النفس یا شیطانی القاء نہیں
- ۳۶۳ خدا اپنی قدرتوں میں کمزور نہیں
- ۳۶۳ خدا کا اپنی قدرتوں کے دکھانے کے لئے خارق عادت  
طریقے اختیار کرتا
- ۳۶۳ مسیح موعودؑ کا خدا کے کلام کو اپنی روحانی والدہ قرار دینا  
ہر ایک طالب حق اس زندہ مذہب کا طالب ہو جس میں
- ۳۶۹ زندہ خدا کے انوار نمایاں ہوں
- ۳۷۰ خدا کا قائل وہی ہے جس کی یقین کی آنکھیں کھل گئیں
- ۳۷۲ خدا خدا کے ذریعے ہی پہچانا جاتا ہے نہ کسی اور ذریعے

- اس وقت اسلام کو ایسے مرد مجاہد کی ضرورت ہے جو تائید  
یا فتنہ ہو اور نبیوں کا وارث ہو
- ۳۲۷ اسلام پر طرح طرح کے حملے اور بلاؤں کے نازل ہونے  
کے بعد اللہ کا مسیح نازل ہوا
- ۳۲۲ مخالف مولوی جس اسلام کو پیش کر رہے ہیں وہ صرف  
پوست ہے نہ کہ مغز
- ۴۷۰ حقیقی اسلام سے شکل بدل جاتی ہے اور دل میں ایک نور  
پیدا ہوتا ہے
- ۴۷۲ لکھنؤ کی لاش اسلام کی سچائی کا زندہ ثبوت ہے
- ۵۵۳ اسلام کے بغیر کسی جگہ نجات نہیں
- ۵۸۴ باوانا تک کا خدا کے الہام سے اسلام کی سچائی معلوم کرنا
- ۵۸۴ اسلام کا تنزل شیطان کے چھوٹنے پر یعنی ۱۰۰۰ عیسوی  
کے بعد
- ۶۲۶ اسلام کی پیدائش شیطان کے قید ہونے کے دنوں میں
- ۶۲۶ اسلام کا اپنے پاک اصولوں کے لحاظ سے تنزل کی حالت  
کی طرف مائل ہونا
- ۶۲۶ تلوار کے ذریعہ سچائی کے جوہر دکھلانے والے اسلام کے  
دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں
- ۶۳۰ بت پرستوں کے مقابل پر کس قدر اسلام معقولیت اور  
صفائی رکھتا ہے
- ۶۳۱ لوگوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے مخالفین کی طرف  
سے کی جانے والی تدابیر
- ۶۳۱ اسلام دین کے پھیلانے کے لئے ہرگز جبر کی اجازت نہیں دیتا
- ۶۳۱ اسلام کی لڑائیاں دین پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں  
کی جان بچانے کے لئے تھیں
- ۶۳۲ اسلام کو امن قائم کرنے کے لئے لڑائیاں کرنی پڑیں
- ۶۳۳ تلوار سے جہاد کے غلط عقیدہ کے اسلام پر اثرات  
فروقوں کے باہم اختلافات
- ۲۲۳

### اشتہار

- اشتہار کہ عربی رسالہ لکھنے کے لئے ہمارے مقابل آؤ
- ۳۴۰ لکھنؤ کی پیشگوئی کی نسبت لکھا جانے والا اشتہار ۵۶۲ تا ۵۶۳



### صفات باری تعالیٰ

خدا تعالیٰ کی صفات درحقیقت اس کا حسن اور جمال ہے ۶۶۹  
اللہ کی صفات کا دنیا میں کبھی محبوبیت اور کبھی محسبیت  
کے رنگ میں ظہور اور اس میں حکمت ۹۹، ۹۸  
صفت رب العالمین ۱۳۷، ۱۳۱، ۱۲۹  
صفت رحمان و رحیم میں خدا کے محبوبیت اور محسبیت کے  
رنگ میں جلوہ کا ذکر ۱۰۰، ۹۹ ح  
رحمانیت کا کمال ۱۰۷  
صفت رحمانیت کا فیضان کسی عمل کا نتیجہ اور کسی استحقاق  
کا پھل نہیں ۹۳  
رحمیت کا کمال ۱۰۷  
جلال کے حوالے سے صفت رحمان کی حقیقت ۱۱۳  
دوسری ساری صفات رحمان اور رحیم کی شناسی نہیں ۱۱۶  
رحمیت و جوبنی ہے اور صرف مومنوں کے لئے واجب رکھی گئی ہے ۱۷  
کمالات اخلاق الہیہ میں سے ہر کمال اس کے رحمان و رحیم  
کی صفات پر منحصر ہے ۱۲۳  
صفت رحمان کے فیض عام کا ذکر ۱۲۰  
صفت رحیم میں فیض خاص کا ذکر ۱۲۰  
صفت مالک یوم الدین ۱۳۷، ۱۳۱  
اللہ نے چار صفات اس لئے اپنے لیے اختیار کی ہیں تاکہ  
اس دنیا میں ان کا نمونہ دکھائے ۱۵۳  
سورۃ فاتحہ کی چار صفات کا نبی کریم اور صحابہ کی ذات کے حوالے  
سے ذکر کہ کس طرح ان پر ان خدائی صفات کا جلوہ ہوا ۱۳۵، ۱۳۴  
آخرین میں خدا کی ان چار صفات کا جلوہ ۱۳۸، ۱۳۷  
خدا تعالیٰ باعث اپنی صفت مالکیت کے اختیار رکھتا ہے کہ دوسری  
کتابوں کی بعض عبارتیں اپنی جدید و جی میں داخل کرے ۳۳۸  
خدا کا موت، فنا، نقصان اور ذلت کو اپنے پر قبول کر کے عورت  
کے پیٹ سے پیدا ہونا قدیم قانون قدرت کے مخالف ہے ۶۳۰  
خدا کا زندہ ہونا تمام برکات کا مدار ہے نہ کہ مرنا ۶۳۰  
خدا تعالیٰ سے تعلق شدید کے لئے اس کے احسان اور حسن  
سے تنہی ضروری ہے ۶۶۹

انما الموجود کی آواز سننے پر انسان سمجھتا ہے کہ خدا ہے ۲۷۳  
خدا تک پہنچنے کے لئے بجز خدا تعالیٰ کے کلام کے اور کوئی  
سبیل نہیں ۲۷۵  
مصنوعات پر نظر کر کے یہ ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ان کا  
ایک صانع ہونا چاہئے ۲۹۰  
خدا کی غرض کتابوں کے نازل کرنے سے افادہ یقین ہے ۲۹۱  
دنیا میں خدا تعالیٰ کے تین قسم کے کام ۵۱۷  
خدا کا یقینی کلام اپنی طاقت اور شوکت اور دلکش خاصیت  
اور خوارق سے پہچانا جاتا ہے ۲۸۹  
کلام الہی سے مراد ۲۹۲  
مسلمانوں کا خدا ہندوؤں کے مصنوعی پر میشر پر غالب آ گیا ۵۵۳  
خدا کی عادت میں داخل ہے کہ روحانی امور کو ذہن نشین  
کرانے کے لئے اس کی جسمانی تصویر پیدا کر دیتا ہے ۶۲۸، ۶۲۹  
عیسائیوں میں انسان کو خدا بنانے کی غرض ۶۳۹  
ہر ایک کامل لذت خدا میں ہے ۶۴۱  
حق اور حکمت کی راہ پر چلو کہ اس سے خدا کو پاؤ گے ۶۴۸  
خدا تعالیٰ کا سچا پرستار کون ہے ۶۶۲  
خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا ۶۷۱  
خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ذریعہ ۶۶۵  
خدا کی سچی محبت گناہ اور مخالفت سے روکتی ہے ۲۸۸  
بغیر خدا تعالیٰ کے سہارے کے کسی چیز کا قائم ہونا ممکن نہیں ۶۷۲  
خدا تعالیٰ کی ذات طاقت کا خزانہ ۶۷۳  
روشنی حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے طاقت مانگنا  
ضروری ہے ۶۷۴  
ذات باری تعالیٰ کو تمثیلی طور پر دل سے مشابہت ۶۷۴  
خدا تعالیٰ کا نبیوں کی معرفت خود کو شناخت کر وانا ۶۸۹  
وہ خدا جو پہلے نبیوں پر ظاہر ہوا وہ اب موجود ہے ۶۸۹  
کامل محبوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق ۶۹۴  
مصنوعات پر نظر کر کے یہ ضرورت ثابت ہوتی ہے کہ ان کا  
ایک صانع ہونا چاہیے ۲۹۰

الوہیت مسیح (نیز دیکھئے اسماء میں عیسیٰ علیہ السلام)

۳۲۰

الوہیت مسیح کا عقیدہ

### الہام

الہام انی احافظ کل من فی الدار..... کی دو حصوں میں تقسیم

۴۰۱

غیر زبانوں میں مسیح موعود علیہ السلام پر الہامات ہونا

۴۳۵

صحابہؓ کو الہام کہ آنحضرت ﷺ کو غسل دینا چاہیے

۴۶۷

رحمانی الہام کی نشانیاں

۴۹۳، ۴۹۲

الہامات کے بعد علم لوگوں کو فطرتاً و قسم کی حالتیں پیش آتی ہیں

۵۹۳

### امامت

امام کسی کا مقلد نہیں ہوتا بلکہ وہ خود مکمل ہوتا ہے

ح ۴۲۵

امام کی شناخت نہ کرنا جاہلیت کی موت مرنا ہے

۶۲۴

نبوت افضل از امامت است

۴۳۰

### امت محمدیہ

اللہ تعالیٰ کا محمد اور احمد کی تجلی کو اس امت کے دو حصوں میں

تقسیم فرمانا اور اس میں حکمت

۱۲۵، ۱۲۴، ۱۱۰

قرآن کریم میں احمد نام کے دو وجودوں کی پیشگوئی

۱۳۹

امت محمدیہ کے آخر میں مسیح سے مشابہ شخص کی بعثت کی پیشگوئی

۱۴۴

اس امت میں بعض صلحاء کے انبیاء کے قدم پر پیدا ہونے

کی

سورۃ فاتحہ میں پیشگوئی

۱۷۵

صراط الذین میں اس امت میں سے بنی اسرائیل کے

مثیلوں کے پیدا ہونے کا ثبوت

۱۸۴، ۱۸۳

آخری زمانہ میں اس امت سے مسیح موعود کے ظہور کا ثبوت

۱۸۷، ۱۸۷

اسی امت میں سے مسیح موعود ظاہر ہوگا کے دلائل

۳۶۵

اس امت کے بعض افراد کو گزشتہ نبیوں کا کمال دیا جانا

ح ۳۸۲

امت محمدیہ کے خیر ام ہونے کا ثبوت

۱۷۶

### انجمن حمایت اسلام

۲۲۶، ۲۲۳

### انسان

انسانوں کی نوع کے لیے خدا کے قانون میں تین قسم کے حقوق

۶۳۶

انسان کی قدر و قیمت اس کے کمال کے ظہور سے بڑھتی ہے

۴۰

مردوں اور بہادروں کی سیرت کا کمال اظہار اس امر میں ہے کہ ان کے ذریعہ لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں اور لوگ

۵۰

مگر ابھی سے نجات پاتے ہیں

انسان کی روحانیت اس امر کی طالب ہے کہ خدا کی عنایت کا ہاتھ اسے پکڑ لے اور اسے انوار و مکارم شفا حاصل ہوں تو

۷۶

یہ سورۃ ان تمام مطالب پر مشتمل ہے

۶۷۵

کمزوری مخلوق کی فطرت میں ہے

ایک بھاری کشتی انسان کو نیچے کی طرف کھینچ رہی ہے

۶۲۳

جس کو اسفل السافلین کہہ سکتے ہیں

۶۳۹

عیسائیوں میں ایک عاجز انسان کو بے وجہ خدا بنا رکھنا

۶۴۲

کامل درجہ کے علم سے متاثر ہونا انسان کی فطرت ہے

۶۵۷

انسان کی ابتدائی حالت

ح ۶۵۸

انسان کامل کی تین نشانیاں

انسان جب تک کامل نہیں خدا کے لئے خالص عبادت

۶۶۴

نہیں کر سکتا

۶۶۶

انسانوں کے باہمی محبت کرنے کی وجہ

۶۶۷

انسان کی تمام فطرتی خوبیاں حسن میں داخل ہیں

۶۷۲

انسان کے ظہور کے لئے خالق کی ضرورت

اللہ کا اپنی صفت رحمانیت کے تحت انسان کے لئے جانوروں

۱۱۲

کو مخر کرنا جو ایک جلالی امر ہے

انسانی اور حیوانی سلسلہ کی حفاظت کے لیے خدا

۱۱۴، ۱۱۳

کی تدبیر

۱۱۶

انسان کامل کے کامل ہونے کا طریق

۱۶۸

یہ عبادت کی فرع ہے کہ انسان اپنے دشمن سے بھی محبت رکھے

۶۷۳

انسانی فطرت کا ہر دم خدا سے کمال پانا

۶۳۶

انسانوں کے لئے خدا کے ہاں تین قسم کے حقوق

### انعامات

انعامات میں سے سب سے بڑھ کر یقینی مخاطبات اور

۴۸۸

مکالمات کا انعام ہے

### اہل بیت

ح ۳۸۱

مسیح موعود کے اہل بیت میں سے ہونے کا مطلب

انگریزی گورنمنٹ نے پادریوں کو دوسرے مذاہب والوں سے زیادہ آزادی نہیں دی بلکہ مذہبی آزادی کا قانون

سب کے لئے برابر ہے ۳۱۴، ۳۳۶، ۳۳۷

### پرمیشر

آریوں کے نزدیک پرمیشر روح کا پیدا کرنے والا نہیں ۵۳۶  
مسلمانوں کے خدا کا ہندوؤں کے مصنوعی پرمیشر پر غلبہ ۵۵۳

### پیشگوئی

پیشگوئی کا پورا ہونا اس بات پر مہر کر دیتا ہے کہ وہ تائید جو ظہور میں آئی وہ درحقیقت مجانب اللہ ہے ۵۰۴  
ایک نبی کی سورۃ فاتحہ کے متعلق پیشگوئی جس میں ایک قوی فرشتے کے پاس ایک چھوٹی کتاب کی صورت میں فاتحہ ہے ۷۷  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے لئے اسماء میں دیکھیں زیر لفظ غلام احمد قادیانی علیہ السلام

### مثلیت

مثلیت انسانی فطرت میں منقوش نہیں ہو سکتی ۶۶۲  
تفسیر آپ کا سورۃ قرآنی کی تفسیر عربی فصیح بلغ لکھنے کے لئے چیلنج کرنا ۲۰۸  
عربی تفسیر کی غلطیاں نکالنے پر فی غلطی پانچ روپیہ انعام دینے کا اعلان ۴۴۱  
کسی مخالف کا آپ کے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے پر قادر نہ ہو سکتا ۶۰۲  
سورۃ فتح میں آنحضرت کی رسالت اور دین کے غالب کردینے کا ذکر ۴۵۷  
سورۃ العصر کے ظاہری معنی ۴۲۲

### تفسیر سورۃ فاتحہ

مفسرین کا اتفاق کہ سورۃ فاتحہ کے متعلق کز شہ نبیوں کی پیشگوئیوں کا تعلق مسیح موعود سے ہے ۷۴، ۷۳  
یہ ام الکتاب فرقان کی چابی اور لؤلؤ اور مرجان کا بیج ہے ۴۱  
اس کے مختلف اسماء کا ذکر اور ان کی وجہ تسمیہ ۷۰

اہل بیت کے برابر غیر اہل بیت نہیں ہو سکتا ۲۲۶ ح  
**ایمان**

ایمان کی حقیقت حسن ظن سے مان لینا ہے ۶۴۲  
ایمان اور چیز ہے اور عرفان اور چیز ۶۴۲

### ب

### بادشاہت

آج کل بادشاہوں کے حالات ۲۸۱ تا ۳۱۳

### برکات

تمام برکات اور یقین کی کئی وہ کلام قطعی اور یقینی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر نازل ہوتا ہے ۷۷۳  
تمام برکات اور یقین کا ذریعہ خدا کا مکرمل اور مخاطب ہے ۴۸۶  
تمام برکات کا جوڑ سے پیدا ہونا ۶۷۸، ۶۷۹  
**بروز**

بروز میں ڈوئی نہیں ہوتی ۲۱۵  
بروزی تصویر کے لئے ہر ایک پہلو سے اصل کمال اپنے اندر رکھنا ضروری ہے ۲۱۴  
بروز ہونے کے لیے جسمانی تعلق ہونا ضروری نہیں ہے ۲۱۳  
بروزی طور پر نبی کا آنا ۲۰۸  
حضرت موسیٰ کا بروز لیشوعا ۲۱۲  
مسیح موعود بروزی طور پر تمام کلمات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کے آنحضرت ﷺ ہیں ۳۸۱ ح

### بیعت

بیر مہر علی کے مریدوں کا ان سے بیزار ہو کر آپ کی بیعت میں داخل ہونا ۴۳۲ ح  
طاہرین کے دنوں میں انسانوں کا جو حق درجوق بیعت میں داخل ہونا ۴۹۹

### پ، ت، ط

**پادری**  
پادریوں کا مفاسد اور فریب کاریوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کو گمراہ کرنا ۳۳۵

۹۶ صفت رحیمیت کے فیضان کا ذکر  
رحمان ورحیم یہ دونوں صفات ربوبیت اور عبودیت کے  
درمیان بطور پیوند ہیں  
۱۰۰ اہل عرفان کے نزدیک صفت رحمانیت کی حقیقت کا بیان  
۱۰۳ صفت رحیمیت کی حقیقت کا بیان  
۱۰۵ اعوذ باللہ میں لفظ الرحیم میں وعید  
۸۳ بسم اللہ میں ان دونوں صفات کو مخصوص کرنے کا سبب  
۱۲۳ حمد اور مدح میں فرق  
۱۲۹ رب العالمین میں لفظ العالمین کے مختلف معانی کا ذکر  
۱۳۱ رب العالمین میں مختلف عالموں کا ذکر  
۱۳۹، ۱۳۸ ربوبیت کے فیض اعم کا ذکر  
۱۴۰ مالک یوم الدین تک اللہ کی عظمت اور عزت اور  
ایاک نعبد میں انسان کی ذلت اور کمزوری کا ذکر  
۷۵ مالک یوم الدین میں جزاء اور مکافات کے اتم فیض کا ذکر  
۱۳۲، ۱۳۱ مالکیت یوم الدین اور رحیمیت کے فیض میں فرق  
۱۴۲ مالکیت کا فیض آخری فیض الہی ہے اور یہ انسانی پیدائش  
کے لئے علت غائی کی مانند ہے  
۱۳۳، ۱۳۲ اس آیت میں عبادت کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے  
۱۶۷ انعمت علیہم کی دعا کے سکھائے جانے کی وجہ  
۱۷۰ انعمت علیہم کی دعا میں محمدی خلفاء کے سلسلہ کا مشیل  
عیسیٰ پر ختم ہونے کا اشارہ ہے  
۱۷۰ اهدنا الصراط المستقیم میں ہدایت کے معانی  
۱۷۱ اس میں اللہ نے مرشدین اور ہادیوں کے تلاش کی ترغیب دی ہے  
۱۷۲ سورۃ فاتحہ میں تین گروہوں کا اس لئے ذکر کیا گیا تاکہ  
امت میں سے ان جیسے تین گروہ بن سکیں  
۱۹۲ اس سورۃ میں تین گروہوں کا ذکر اور پہلے گروہ کی طرف  
خدا کا ترغیب دلانا  
۱۸۳ اس سورت کے ضالمین پر ختم ہونے میں مضمرا اشارہ  
۱۹۲ اس سورۃ کا مبداء اور معاد کا علم عطا کرنا  
۱۹۲ الضالمین سے مراد نصاریٰ ہیں  
۱۹۰ سورۃ فاتحہ میں داہیہ الارض کے ظالموں ہونے کے متعلق پیشگوئی  
۴۱۸

فاتحہ الکتاب اس لیے نام ہے کیونکہ اس کے ذریعہ قرآن،  
نماز اور دعا کا آغاز ہوتا ہے  
۷۰ فاتحہ الکتاب نام ہونے کی وجوہات کا ذکر  
۷۱، ۷۰ مفسرین کا اتفاق کہ گزشتہ نبی کی سورۃ فاتحہ  
کے متعلق پیشگوئی کا تعلق مسیح موعود سے ہے  
۷۲، ۷۳ سورۃ الحمد اور اس کی وجہ تسمیہ  
۷۴ اُم القرآن اور اس کی وجہ تسمیہ  
۷۴ ام الکتاب اور اس کی وجہ تسمیہ  
۷۵ اس کی ہر آیت قرآن کے ساتویں حصہ کے برابر ہے  
۷۷ اس کی مثل تورات، انجیل بلکہ کسی الہامی کتاب میں نہیں ملتی  
۷۷ السبع المثانی اور اس کی وجہ تسمیہ  
۷۷ اس کی سات آیتیں جہنم کے سات دروازوں سے بچنے  
کا ذریعہ ہیں  
۷۸ اس کی سات آیات میں دنیا کی عمر کے سات ہزار سال  
ہونے کی طرف اشارہ ہے  
۷۸، ۷۱ سورۃ فاتحہ کی خوبیوں اور محاسن کا ذکر  
۸۰، ۷۹ اس کی تلاوت کے وقت شیطان سے پناہ مانگنا لازمی ہے  
۸۱ اس کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ اس نے اس رنگ میں  
خدا کی تعریف بیان کی ہے کہ کسی بشر کے لئے ممکن نہیں کہ  
اس سے زیادہ کر سکے  
۸۱ لفظ اسم کی نحوی بحث اور اس کے معانی کا ذکر  
۸۹ عربوں کے کلام سے ثابت شدہ کہ وہ اس لفظ کا استعمال خیر  
کے معنوں میں کرتے ہیں  
۹۱ بسم اللہ میں موجود صفت رحمان کے معانی کا ذکر  
۹۲ صفت رحمانیت کے فیض کے آثار کا انسان کی پیدائش سے  
پہلے ہونے کا سبب  
۹۳ سورۃ فاتحہ میں اللہ نے باقی صفات کو چھوڑ کر رحمان اور  
رحیم کو کیوں اختیار کیا اس کا جواب  
۹۷ صفت رحمان کے ذریعہ ملنے والے خدا کے انعامات اور  
فیوض کا ذکر  
۹۵، ۹۴

اس زمانہ میں تلوار سے جہاد کے نہ ہونے کے دلائل

۱۵۶، ۱۵۷، ۲۳۱

انگریزی گورنمنٹ نے چونکہ پوری مذہبی آزادی دی ہے

اور مسلمان بھی امن وامان کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس

لیے ان سے جہاد کرنا ذنب عظیم ہے ۳۱۸، ۳۳۷

چونکہ پادری بھی کسی مسلمان کو دین کی وجہ سے قتل نہیں کرتے

اس لیے مسلمانوں کیلئے بھی پادریوں کا قتل جائز نہیں ۳۱۹

جہاد کے مسئلہ کی غلطی سے مسلمانوں کا سخت دل ہونا ۲۳۹

### چولہ باوانا تک

باوانا تک کے چولہ پر قرآنی آیات ۵۸۲

چولہ باوانا تک آپ کو مسلمان نہیں کامل مسلمان بناتا ہے ۵۸۲

بہمقام ڈیرہ ناگ باوانا تک کا چولہ ان کی اولاد کے پاس

عزت اور حرمت سے بطور تبرک محفوظ ہے ۵۸۲

### حدیث

حدیث کو پرکھنے کا طریق بقول رسول خدا ح ۲۳۰

حدیث مطابق کتاب اللہ حدیث رسول ہوئی ح ۲۳۰

### خانہ کعبہ

مکہ معظمہ کا خانہ کعبہ روحانی تجلی کی تصویر ہے ۲۲۹

ختم نبوت۔ دیکھئے زیر لفظ ”نبوت“

### خطوط

میاں شہاب الدین کا پہلا خط ح ۲۵۰

میاں شہاب الدین کے دوسرے خط کی نقل ح ۲۵۲

مولوی کرم الدین کے خط کی نقل ح ۲۵۳

مولوی کرم الدین کا دوسرا خط ح ۲۵۶

سید عباس علی لدھیانوی کے انجام کی نسبت لکھے گئے

خطوط کے بعض کلمات ۲۱۸

### خلافت

قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں خلفاء قیامت

کے دن تک آئیں گے ۱۷۷

المغضوب علیہم سے مراد بدکار اور فاسق یہودی ہیں ۲۱۹

الضالین سے مراد عیسائیوں کا گمراہ فرقہ ہے ۲۱۹

### تقویٰ

شراب اور تقویٰ ہرگز جمع نہیں ہو سکتے ۲۲۱

### تکبر

تکبر کی حقیقت ۲۰۲

### تلوار

تلوار سے مراد تمام حجت اور تکمیل تبلیغ ہے اور دلائل قاطعہ

کی تلوار ہے ۲۱۷

تلوار سچائی کے جوہروں کو ظاہر نہیں کر سکتی ۲۳۰

### توبہ

بشرط توبہ قادیان طاعون سے بگلی محفوظ بھی رہ سکتا ہے ۵۳۲

### توریت

توریت نے تعلیم کے حق کو پورا کر دیا پھر قرآن کی کیا ضرورت

تھی کا جواب ۲۹۰، ۲۹۱

### توکل

۲۶۸

## ج، جج، ح، خ

### جماعت احمدیہ

مولویوں کی تکذیب کے باوجود سلسلہ کا ترقی کرنا ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۸

سلسلہ کی ترقی کے متعلق الہامات ۳۸۳، ۳۸۵

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے شرائط ۲۲۰

میں اس سلسلہ کو ایک بڑی قوم بناؤں گا ۵۱۶

جلسہ اعظم مذاہب لاہور ۵۷۳

### جہاد

اس زمانہ کے مسلمانوں کا خیال کہ بزرگی اور فضل صرف

قتال سے ہی مل سکتا ہے ۲۰

مسلمانوں میں جہاد کا غلط تصور ۲۱، ۲۰

یہ وقت اشاعت دین کے لئے گردنیں مارنے کا نہیں ہے ۲۱

اس وہم و کارد کہ اس سے مراد ایک شخص ہے جو کسی زمانے  
میں قتل کیا جائے گا  
۸۸  
سورۃ فاتحہ میں صریحاً دجال کے ذکر نہ کیے جانے کا سبب  
۱۹۳  
دجال کی تفصیل  
۳۳۰، ۳۳۹  
دجال کے خروج اور اس کے فتنوں کا ذکر  
۳۳۰، ۳۳۹  
امت محمدیہ میں تیس دجال کا آنا  
۲۱۱  
یہودی لوگ حضرت عیسیٰ کو کافر اور دجال کہہ کر  
مغضوب علیہم بن گئے  
۲۱۴  
آپتھم کا آنحضور کو دجال کہنا اور ستر آدمیوں کے روبرو  
گستاخی سے توبہ اور رجوع کرنا  
۵۲۷، ۵۳۱، ۵۳۶، ۵۳۷

### دعا

براہین احمدیہ کی طباعت کے سلسلہ میں سرمایہ کے لیے  
دعا کرنا  
۵۳۸، ۵۴۰  
ایک مولوی کا کتاب نیر اس تالیف صاحب زمرہ کا حاشیہ لکھتے  
ہوئے حضرت مسیح موعود کے حق میں کسورہ اللہ کی بددعا کرنا  
اور لیکن حاشیہ شتم کرنے سے قبل اس کی ساری اولاد مارجانا اور  
اس کا ایتر ہونا  
۵۸۰

غلام دستگیر قصوری کی اپنی دعا سے ہلاکت  
ح ۳۶۰  
رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین  
۵۰۸، ۵۱۷  
طاعون کے نازل ہونے کے متعلق دعا  
۵۳۴  
طاعون چاہنے کے متعلق دعائیہ شعر  
۵۳۳  
ملاو اہل کا مرض دق سے آپ کی دعا کے نتیجہ میں اچھا ہونا  
۵۳۸  
باطل عقیدہ کی رو سے دعاؤں کی قبولیت سے انکار  
۵۵۸، ۵۵۹  
آپ کی دعا سے شہر داس کی قید میں نصف تخفیف  
ح ۵۶۱  
سفیر روم کا حضور کو دعا کی درخواست کرنا  
۵۶۵  
حضرت مولوی نور الدین کے بیٹے کی وفات پر مخالفین کا طعن۔  
تب حضور کی دعا کے نتیجہ میں بیٹے کی بشارت  
۵۶۷  
آپ کا لالہ ملاو اہل کی نسبت دعا کر کے شفا کی خبر دینا  
ح ۵۶۱  
شیخ مہر علی کی پھانسی کی سزا سے حضور کی دعا کے نتیجہ میں  
رہائی  
۵۷۹

قرآن میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی صریح لفظوں میں  
بشارت  
۲۳۵  
مرسل اور مامور کے لئے خلافت اور نبوت کا منصب ثابت  
کرنا ایسی تائید الہی چاہتا ہے جس کے ساتھ پیشگوئی ہو  
۵۰۵  
خلیفۃ اللہ کی فرشتوں کے ذریعہ معاونت  
۶۵۸  
اس امت کے کل خلفاء اسی امت میں سے ہوں گے  
۲۱۲  
اس امت کے خاتم الخلفاء کا نام مسیح  
ح ۲۲۰  
آنحضورؐ کا حضرت مسیح موعودؑ کو خاتم الخلفاء ٹھہرانا  
۲۲۷

### خواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مبشر خواب میں اعجاز المسیح  
کے لئے خدا کے حضور دعا کرنا کہ اسے علماء کے لیے معجزہ  
بنادے اور کوئی اس کی مثل بنانے پر قادر نہ ہو اور اس دعا  
کی قبولیت  
۶۸  
خواب میں ملائکہ کو طاعون کے درخت لگاتے دیکھنا  
۲۰۴  
مولوی کریم الدین کا حضرت اقدس کو خواب میں دیکھنا  
ح ۲۵۳

### د، ذ، ز،

### دابۃ الارض

دابۃ الارض کے نکلنے کا وقت  
۲۲۱  
دابۃ الارض نکالنے کی وجہ  
۲۱۶  
دابۃ الارض درحقیقت مادہ طاعون کا نام ہے  
قرآن اور دلائل  
۲۲۰، ۲۱۶  
دابۃ الارض کے طاعون ہونے پر سورۃ فاتحہ میں پیشگوئی  
۲۱۸  
دابۃ الارض سے مراد مولوی اور سچا نہ نشین ہیں جو حقیقی نہیں ہیں  
۲۲۱  
آخری زمانہ میں دو قسم کے دابۃ الارض  
۲۲۲

### دجال

تعویذ میں الوحیم کے لفظ میں دجال کی وعید ہے جسے مسیح  
قتل کرے گا  
۸۳، ۸۵، ۸۶  
دجال صرف آسمانی حربہ کے ذریعہ قتل کیا جائے گا  
۸۶  
اس کا ہر صدی میں اپنی بعض ذریتوں کو بھیجنا اور اس سے غرض  
۸۷

۶۶۵ خدا تعالیٰ کے قرب کے لئے روح کی قربانی ضروری ہے  
روح کا خدا کے آستانہ پر اخلاص سے گناہ شفاعت کے لئے

۶۶۶ ایک لازمی شرط ہے

۶۳۷ پیروں کی روحوں کو قادر اور متصرف جاننا

### رؤیا

۴۱۵ طاعون کے متعلق ایک رؤیا

رؤیا میں پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے

لگائے جانا، پوچھنے پر پتہ چلنا کہ یہ طاعون کے پودے ہیں ۵۳۱

### زبان

زبان جیسا تغیر مکانی سے بدلتی ہے ایسا ہی تغیر زمانی سے

۴۳۶ بھی بدلتی ہے

عربی زبان پر پورا احاطہ کرنا معجزات انبیاء علیہم السلام سے ہے ۴۳۷

مختلف زبانوں میں خدا تعالیٰ کے الہامات کا نزول ۴۶۶

### زمانہ

موجودہ زمانہ میں سب سے بڑا فتنہ کفر والحاد کا ہے ۳۵۴، ۳۵۱

موجودہ زمانہ کے فتنوں کا علاج ۳۶۰، ۳۵۴

۱۳۱ گمراہی کے زمانہ کی تاریک رات سے تشبیہ

اس زمانہ میں زبان کے ذریعہ کتاب اللہ کی تکذیب اور

۱۵۷ اس کے اسرار کو مخفی رکھا جانا

اس زمانہ میں مسلمانوں کی بُری حالت کا تذکرہ ۲۱، ۲۰

یہ زمانہ دین کی تائید کے لئے دلائل و آیات کا محتاج ہے ۲۱

اس زمانہ میں خدا نے دلیل کے ساتھ باطل کا عصا توڑنے

کا ارادہ فرمایا ہے ۲۲

یہ زمانہ خیر اور رشد کے لئے آخری زمانوں کی مانند ہے

۷۳ اور اس کی مانند مرتبہ میں پھر کوئی زمانہ نہ آئے گا

اس زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی اور

۸۵ زمین عدل و نور سے بھر جائے گی

اس زمانہ میں مسیح موعود کے ظہور کی ضرورت کا ثبوت ۱۹۱

ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اہل ہنود اور سکھوں پر اسلام کی

۵۸۳ حقانیت صاف طور سے کھل جائے گی

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم کی دعا ۵۸۶  
مرزا غلام قادر کی بیماری کے وقت ان کی شفا کے لئے کی گئی

۵۹۵ دعائیں تین غرضیں

آپ کی دعا کے نتیجہ میں مرزا یعقوب بیگ کا اسٹنٹ

۶۰۱ سرجن کے امتحان میں کامیاب ہونا

۶۰۳ خلیفہ سید محمد حسن نے آپ کی دعا سے ابتلا سے رہائی پائی

۶۰۸ ڈاکٹر نور محمد کالڑا کا آپ کی دعا سے بالکل تندرست ہو گیا

آپ کی دعا سے آپ کے لڑکے بشیر احمد کی آنکھیں بالکل

۶۰۸ تندرست ہو گئیں

۶۱۱ آپ کی دعا سے سیٹھ عبدالرحمان کا غم دور ہو جانا

جنگل میں نہر کے کنارے جا کر دعا کرنے پر آپ کی پچاس

۶۱۲ روپے کی ضرورت کا پورا ہونا

مبارک احمد کی سخت بیماری میں دعا کر کے اس کے جسم پر

باتھ پھیرنے سے اسے سانس آنا شروع ہو جانا ۶۱۴، ۵۹۸

۶۱۴ رب اذہب عنی الرجس وطہرنی تطہیرا

### دنیا

۶۲۳ دنیا کا تمام کاروبار کشتوں پر ہی چلتا ہے

### ذنب

۶۷۴ ذنب اور جرم میں فرق

ذنب سے مراد جرم نہیں بلکہ ذنب سے مراد

۶۷۵ انسانی کمزوری ہے جو قابل الزام نہیں

۶۷۴ نبیوں پر لفظ ذنب کا اطلاق پانا

### ذوالسنین ستارہ

۴۰۶ مسیح موعود کی بعثت کے وقت ستارہ ذوالسنین کا نکلتا

### رفع عیسیٰ

۳۶۴ تا ۳۶۲ رفع عیسیٰ کی حقیقت

۳۶۴ ہر مومن کا موت کے بعد روحانی رفع ہوتا ہے

### روح

روحوں میں یہ برداشت ہی نہیں کہ وہ پاک سچائیوں کو

۶۲۳ چھو بھی سکیں

- ۲۱۱ من تیسرے رسول و نبیا و ردہ ام کتاب  
 ۲۱۴ من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جان شدمی  
 ۲۲۱ چو آمد از خدا طاعون بہ میں از چشم اکرامش  
 ۲۳۴ ہر چو دانا کند کند نادانا  
 ۳۷۷ صادق و ز طرف مولیٰ -  
 ۳۷۷ آسمان بار دناش الوقت می گوید ز میں  
 ۲۴۰ زندگی بخش جام احمد ہے

### شفاعت

- ۶۵۵ شفاعت کا مسئلہ مدار الہام مسئلہ ہے  
 شفاعت کا مسئلہ کوئی بناوٹی اور مصنوعی نہیں اس کی نظیریں  
 موجود ہیں  
 ۶۵۶ شفاعت کی قانون قدرت میں صریح شہادتوں کا ملنا  
 ۶۵۹ مدار شفاعت سے فیض اٹھانا  
 ۶۶۰ شفاعت کے لائق کامل انسان کون ہو سکتا ہے  
 ۶۶۰ شفاعت کی اصل جڑھ محبت  
 ۶۶۲ کیا معصوم شفیق اور مُنہجی ہو سکتا ہے  
 عصمت کو شفاعت سے کوئی حقیقی تعلق نہیں  
 ۶۶۲، ۶۶۱ خدا اور اس کی مخلوق سے محبت نامہ کا نام شفاعت ہے  
 ۶۶۳ روح کا خدا کے آستانہ پر اخلاص سے گرنے شفاعت  
 کے لئے ایک لازمی شرط ہے  
 ۶۷۸ انسان کو شفاعت کی ضرورت کیوں ہے  
 ایک ناقص کا ایک کامل سے روحانی تعلق پیدا کر کے  
 ۶۷۹ کمزوری کا علاج پانے کا نام شفاعت ہے  
 ۶۸۰ قرآن شریف سے شفاعتِ رسول کا ثبوت  
**شق القمر**  
 ۵۰۶ شق القمر کے معجزہ کا بیان  
**شہادت**  
 ۳۵۵ شہادت کا پوشیدہ کرنا سخت گناہ ہے  
 ایک سمن شہادت آپ کے نام آنا جس میں پادری  
 رجب علی کا آپ کو گواہ لکھوانا  
 ۵۱۳

ہمارا یہ زمانہ جسمانی حالت کی رو سے ترقی کر گیا ہے مگر  
 روحانی حالت کی رو سے تنزل میں ہے  
 ۶۲۳  
 ۶۲۷ یہ زمانہ نور اور ظلمت کی لڑائی کا زمانہ ہے

## س، ش، ص، ض

### سالمک

سالمکین کا سلوک تبھی ختم ہوتا ہے جب ان کے دل پر  
 ربوبیت الہی کی عزت اور عبودیت کی ذلت غالب آجائے  
 ۷۵  
 ایسا کعبعد میں اشارہ کہ رحمانیت و رحیمیت کامل فنا کے  
 بعد ماتی ہے  
 ۱۲۳

انسان کب اپنے رب کی حمد ہر وقت ادا کر سکتا ہے اس کا ذکر  
 ۱۳۸  
 ۱۳۲ صفت رحیمیت اور سالمک کا آپس میں تعلق  
 ۱۳۲ صفت مالکیت یوم الدین اور سالمک کا تعلق

### سزا

سزا پانے کا علم ہی انسان کو گناہ سے روکتا ہے  
 ۶۴۴  
 محی الدین لکھو کے والا فرعون کی طرح اس موسیٰ کے  
 سامنے اپنی سزا کو پہنچ گیا  
 ۴۶۱ ح

### سرقہ

کتاب میں سرقہ تحریروں کے متعلق بیان  
 ۴۳۲ تا ۴۳۲  
 پیر مر علی کی کتاب سیف چشتیائی مولوی محمد حسن بھیں  
 کی کتاب سے سرقہ ہے  
 ۴۴۵ ح، ۴۵۰ ح

### سعید

سعید وہ شخص ہے جو وقت کو دریافت کرے اور اسے غفلت  
 میں ضائع نہ کرے  
 ۷۳

### سنت اللہ

یہ سنت اللہ ہے کہ اصلاح امت کے لئے امت میں سے  
 ہی کسی شخص کو مبعوث کیا جاتا ہے  
 ۳۵۹

### شعر / اشعار

لی خمسة اطفی بہا حو الوباء الحاطمة  
 ۲۲۳



## شیطان

- ۸۱ شیطان خدا کی رکھ میں چوروں کی مانند داخل ہوتا ہے
- ۸۲ انسان کو ہلاک کرنے کا شیطانی طریق
- ۸۳ قیامت تک کے لئے مہلت دیئے جانے کا سبب
- ۸۵ الشیطان الرجیم سے مراد جال لتیم ہے
- ۸۸ شیطان کو لفظ رجیم کے ساتھ بیان کرنے میں حکمت
- ۱۴۱ صفت رحمانیت کے تحت شیطان نے بھی حصہ حاصل کیا ہے
- ۲۲۰ مس شیطان سے پاک کے معنی
- ۴۶۶ کیا شیطان خدا کے برابر ہو سکتا ہے
- ۵۰۳ آدم کی خلافت کا منکر شیطان کہلایا
- ۶۲۶ نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق شیطان کا قید کیا جانا
- شیطان کو وہ معرفت کامل ہرگز حاصل نہیں جو سعیدوں کو بخشی جاتی ہے
- ۶۴۲

## صالحین

- اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن پر ہونے والے فضائل کا ذکر ۴۶، ۴۵
- جب تک ان کے نفوس مکمل نہ ہو جائیں اس وقت تک انہیں موت نہیں آتی
- ۴۶

## صحابہ

- صحابہ اور ان کے پیرو، رحمانی اور جلالی شان کے باعث اسم محمد کے مظہر ہیں
- ۱۱۰ صحابہ حقیقت محمدیہ جلالیہ کے مظہر تھے اسی لیے انہوں نے لڑائیاں کیں
- ۱۱۲ صحابہ رحمانیت کے تحت موسیٰ کی مانند جلال کا مظہر ہیں
- ۱۲۵ صحابہ نے صفت محمدیہ کا حق ادا کیا
- ۱۵۱ صحابہ آنحضرت ﷺ کا مقام
- ۷۰۰ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
- ۲۴۴، ۲۴۲ صحابہ مسیح موعود کا مقام
- ۲۱۳

## صوفی

- صوفیوں کے نزد یک ہدایت کے کئی طریق ہیں جو قرآن و سنت سے نکلتے ہیں
- ۱۷۱

## ضلالت

۱۹۷ ضلالت کی حقیقت

ط، ع، غ

## طاعون

- ۲۲۱ طاعون کے پیدا ہونے کے اسباب
- ۲۲۹، ۲۲۱ طاعون سے حفاظت کے طریق
- ۲۲۳ محض ٹیکہ لگوانا طاعون کا علاج نہیں ہے
- ۳۸۷، ۲۲۵ طاعون جارف: سخت بربادی بخش طاعون
- ۲۲۵ قادیان کے طاعون جارف سے بچاؤ کی پیشگوئی
- ۵۳۴، ۵۳۱، ۲۲۸ طاعون کے پھیلنے کی پیشگوئی
- پہلے نوشتوں میں خبر تھی کہ مسیح موعود کے وقت سخت طاعون پڑے گی
- ۴۲۴، ۳۹۶، ۳۸۵ طاعون سابقہ نوشتوں کی پیشگوئیوں کے مطابق طاہر ہوئی ہے
- ۳۸۵، ۳۳۲ اے مسیح ہماری اس مہلک بیماری کے لئے شفاعت کر
- ۲۳۳ امر وہہ کی نسبت طاعون سے محفوظ رہنے کی دعا کرنے کا چیلنج
- ۳۳۲ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا
- ۳۸۷ تباہی ڈالنے والی طاعون قادیان میں نہیں آئے گی
- اخلاص کے ساتھ مسجد مبارک میں داخل ہونے والا طاعون سے بچایا جائے گا
- ۵۲۶ طاعون کے بارہ میں رسالہ دافع البلا لکھنا
- ۳۷۹ طاعون مسیح موعود کے لئے بطور گواہ کے آئی ہے
- ۲۲۹ طاعون سے بچاؤ کا ایک ہی طریق ہے کہ خدا کے فرستادہ کو قبول کیا جائے
- ۲۲۹ طاعون کے بارہ میں تین پیشگوئیاں
- طاعون فقط رسمی عبادتوں سے نہیں بلکہ خدا کے فرستادہ پر ایمان لانے سے دور ہوگی
- ۲۳۰ قادیان کے مقابل پر کسی اور شہر کے متعلق طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی کرنے کا چیلنج
- ۲۳۴

۶۶۵	کامل عبادت و درحقیقت ایک قربانی ہے	آریہ لوگوں کو بتارس کو طاعون سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی
۱۶۷، ۱۶۶	حقیقی عابد کی نشانیاں	کرنے کا چیلنج
۲۱۰	<b>عبرانی زبان</b>	انجمن حمایت اسلام کولہا ہور کو طاعون سے محفوظ رہنے کی
	<b>عذاب</b>	پیشگوئی کرنے کا چیلنج
	کسی رسول کے انکار کی وجہ سے تباہی نہیں آتی اس کی سزا	مولوی عبد الجبار اور مولوی عبدالحق امرتسر کے طاعون سے
	قیامت کو ہوتی ہے بلکہ شرارتوں اور دست درازی اور	محفوظ رہنے کی پیشگوئی کریں
۳۲۰	بدزبانی کی سزا اس دنیا میں ملتی ہے	مولوی نذیر حسین اور مولوی محمد حسین دلی کے متعلق پیشگوئی
۳۸۶	جہنم کے عذابوں میں سے کوئی عذاب حسرت جیسا نہیں	کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی
	لیکھرام کے عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ	طاعون کے پھیلنے کی وجہ خدا کے موعود کا انکار ہے
	کرنے پر خدا کی طرف سے سزا لے اور خارق عادت	طاعون کا لفظ طعن سے نکلا ہے
۵۵۱، ۵۵۰	عذاب کی اطلاع	طاعون کا علاج مسیح کو سچے دل سے قبول کرنا ہے
	<b>عربی زبان</b>	طاعونیں دو قسم کی ہوتی ہیں
۳۱۲	لفظ الدین کے لغت عربی میں حلم اور رفق کے معانی کا ذکر	۳۹۳ ایک وبائی اور دوسری غیر وبائی
۱۴۳	عربی زبان کی تعظیم نہ کرنا مسلمانوں کی تباہی اور وبال	طاعون کی تباہی سے بعض گاؤں موت کی وجہ سے خالی ہو گئے
۳۱۱	کی نشانی ہے	طاعون کا خوفناک نظارہ دیکھ کر بڑے بڑے متعصب
	مسیح موعود علیہ السلام کو ضرورت پڑنے پر عربی الفاظ کا	لوگوں کا سلسلہ میں داخل ہونا
۴۳۵، ۴۳۴، ۴۳۳	سکھایا جانا	۳۹۸ خدا تعالیٰ کے ملائک کا ملک پنجاب میں طاعون کے
	<b>عصمت</b>	درخت لگانا
۶۹۸	عصمت کیوں کر ثابت ہو سکتی ہے	طاعون کے متعلق ایک روایا
	<b>عقل</b>	انجیل میں اشارہ کہ مسیح کے منکرین پر مری یعنی
۶۸۳	عقل ہرگز کامل ذریعہ علم کا نہیں آسمانی مدد ضروری ہے	طاعون پڑے گی
	<b>عقیدہ</b>	طاعون کی ناگہانی آفت سے بچنے کا بہتر ذریعہ
۲۳۵	مولوی صاحبان کے عقیدہ سے عیسائیوں کو مدد پہنچتی ہے	پنجاب میں طاعون پھیلنے کی خبر
	یہودیوں کا عقیدہ کہ الیاس آسمان سے نازل ہوگا تب مسیح	۵۳۳ فقیح کا طوفان برپا ہونے پر خدا سے طاعون چاہنا
۴۱۳	آئے گا	طاعون کے متعلق الہامیہا مسیح الخلق عدواناً
	حضرت مسیح موعود کا خدا سے وحی پا کر مسلمانوں کے دو	طاعون کے متعلق دعائیہ شعر
۴۱۳	عقیدوں میں سے ایک عقیدے کو رد کرنا	
	مولوی محمد حسین اور پیر علی کا نزول مسیح اور صعود مسیح کے	<b>عبادت</b>
۴۴۴	عقیدہ میں اتفاق	اللہ کی عبادت کی حقیقت
		۱۶۵

## ف، ق

۳۵۰	عوام الناس کی حالت زار
۱۷	سب سے بڑا فتنہ اور آفت کبریٰ پادریوں کا حملہ ہے
۳۵۲، ۳۵۱	خارجی فتنوں کا ذکر
۳۵۴، ۳۵۱	موجودہ زمانہ میں سب سے بڑا فتنہ کفر والحاد کا ہے
۳۶۰، ۳۵۴	موجودہ زمانہ کے فتنوں کا علاج
	<b>فلسفی</b>
۳۴۵	فلسفیوں اور منطقیوں کی حالت کا بیان
	<b>قبر</b>
۶۳۷	قبروں کی پوجا کرنا
۳۷۲	کشیمیر میں عیسیٰ کی قبر کا نقشہ
	<b>قتل</b>
	آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کی تدبیر لیکن خدا تعالیٰ کا
۶۳۱	آپ کو بچانا
	عرب لوگ اپنی مفسدانہ حرکات اور ناحق کی خونریزیوں
۶۳۲	کی وجہ سے واجب القتل ٹھہر گئے
۶۳۳	عرب کے لوگوں کے لئے سزائے قتل سے معافی کی ایک راہ
۵۵۰	پیشگوئی کے مطابق لیکھرام کا قتل کیا جانا
	<b>قرآن کریم</b>
	قرآنی مخفی امور کا نظہور صرف اس پر ہوتا ہے جو خدا نے
۴۷	علیم و اعلیٰ کے ہاتھوں سے ظاہر ہوا ہو
	ایک ولی کا اعجاز کے لحاظ سے سب سے بزرگ ترجمہ
۴۷	اسے معارف قرآن کا دیا جانا ہے
	جسے قرآن کا علم نہیں اور نہ ہی اسے بیان دیا گیا تو وہ
۴۸	شیطان یا اس کا مثل ہے
	ادبی فصاحت کے ساتھ ساتھ دینی حقائق صرف قرآن
۵۲، ۵۱	میں ہیں

رسمی عقیدے، رسمی علم اور رسمی نمازیں راستبازی کے نیم مردہ

چراغ کی روشنی بحال نہیں کر سکتیں ۶۲۸

مسلمانوں کے خلاف واقعہ عقائد کے غیر قوموں پر مضر اثرات ۶۳۵

## علم لدنی

خضر کو علم لدنی دیا گیا گیا ۴۶۷

۲۱۸، ۲۰۷

## عیسائیت

مثلیت انسانی فطرت میں منقوش نہیں ہو سکتی ۶۶۲

گر اسی اس قوم پر آج ختم ہو گئی ہے جس کا فاتحہ کے آخر

میں ذکر ہے

۸۶

اس زمانہ میں عیسائیت اور پادریوں کا بڑھنا اور اسلام پر حملہ کرنا ۱۹۱

عیسائیت کے ضلالت میں پڑنے کا ثبوت ۱۹۷

عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے ۲۴۰

عیسائیت کے عروج کے زمانہ کا ذکر ۳۳۹ تا ۳۴۱

ضالیین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ اس کا ثبوت ۱۹۵

عیسائیوں کے ساتھ بعد المشرقین ۲۴۱

عیسائیوں کے ساتھ کسی رنگ میں ملاپ نہیں ہوتا ۲۴۱

عیسائیوں اور مسلمانوں میں افراط و تفریط کے رو سے

ماہر الاقتیاز ۶۳۹

عیسائیوں کا خدا ۶۸۵

عیسائیوں کو مسیح کے امتیازی نشان موجودہ زمانہ میں

دکھانے کا چیلنج ۶۸۹

عیسائیوں نے خدا بنا کر ایک مکروہ بدعت کو دنیا میں پھیلا نا چاہا ۶۹۳

عیسائی پہلے خدائی ثابت کرتے پھر کفارہ اور نجات وغیرہ پر

زور دیتے ۶۹۳

عیسائیوں کی عصمت اور شفاعت محض دھوکا ہے ۶۹۸

## غضب

خدا کا غضب ایک کھا جانے والی آگ ہے ۶۴۱

## غیب

تحدیث کے معنی انظہار غیب نہیں ہے ۲۰۸

**قتم**  
 ۵۲۸ آقتم کو قتم کھانے پر چار ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ  
 آقتم چار ہزار روپیہ نقد دینے کے وعدہ سے قتم کے لئے  
 بلانے پر اس کا قتم نہ کھانا  
 ۵۲۶

### قضا و قدر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اہل دنیا کی نیکی و بدی کے متعلق  
 ایک کشف میں بہت سے احکام قضا و قدر لکھنا  
 ۶۰۵، ۶۰۴

## ک، گ، ل، م

### کافر

اللہ کے کافروں اور مشرکین وغیرہ کے اعمال قبول نہ  
 کرنے کی وجہ  
 ۱۰۶  
 یہ کافروں کے غلبہ اور ان کے اقبال کا وقت ہے  
 ۱۵۶

### کرامت

کرامات معجزات کی ظل ہیں  
 ۶۳

### کسوف و خسوف

کسوف و خسوف کا رمضان میں ہونا آپ کی صداقت  
 کی دلیل ہے  
 ۳۳۵  
 خسوف و کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون  
 کا جو قریب ہے  
 ۵۳۵  
 رمضان میں کسوف و خسوف مہدی موعود کی علامت اور  
 آپ کی صداقت کا نشان ہے  
 ۳۸۵  
 مسیح موعود کی علامت کسوف و خسوف  
 ۲۰۵  
 نشان خسوف قمر اور کسوف شمس کا اپنے مقررہ وقت میں ظہور  
 ۵۰۶، ۵۰۷

### کش

دنیا کا تمام کاروبار کشوں پر ہی چلتا ہے  
 ایک کش کو صرف وہ کش روک سکتی ہے جو اس کی  
 نسبت بہت زبردست اور طاقتور ہو  
 ۳۶۳  
 ۶۲۳

۶۹ رمضان میں قرآن کا نزول ہوا  
 فاتحہ الكتاب اس لیے نام ہے کیونکہ اس کے ذریعہ  
 قرآن، نماز اور دعا کا آغاز ہوتا ہے  
 ۷۰  
 قرآن نے ہدایتوں کے لئے چار قسم کے علوم کو اکٹھا بیان کیا ہے  
 ۷۴  
 قرآن کے عجائبات میں سے ایک امر کا بیان  
 ۱۲۸  
 قرآن کا یہ بتانا کہ محمد نام حکایہ حضرت موسیٰ سے بیان کیا  
 ہے جس میں ان کے مثیل نام کی طرف اشارہ ہے  
 ۱۲۸  
 قرآن کا یہ بتانا کہ احمد نام حکایہ حضرت عیسیٰ نے  
 بیان کیا جس میں ان کے مثیل نام کی طرف اشارہ ہے  
 ۱۲۸  
 قرآن کا کہنا کہ حضرت عیسیٰ تو وفات پا چکے ہیں  
 ۱۷۹  
 قرآن کا شروع اور آخر میں عیسائیت کا ذکر کرنا اور  
 دجال کا ذکر نہ کرنے کا سبب  
 ۱۹۵، ۱۹۴  
 اللہ کا اپنی کتاب کو شکر اور ثناء کی بجائے حمد سے شروع  
 کرنے کا سبب  
 ۱۹۵  
 خدا تعالیٰ کے کلام کو احتیاط سے پڑھنے کی تلقین  
 ۲۲۷  
 تشابہات کی پیروی نہ کرو  
 ۲۲۷  
 متکبر کون کون ہے  
 ۲۰۲  
 سورۃ فاتحہ کا اعلیٰ مقصود  
 ۳۱۵، ۳۱۴  
 قرآن شریف ذوالمعارف ہے  
 ۳۲۱  
 سورۃ والحصر میں دنیا کی عمر ابجد کے حساب سے  
 بعض نادانوں کا مصنوعی نحو کو پیش نظر رکھ کر قرآن شریف پر  
 اعتراض کرنا  
 ۳۳۶  
 قرآن شریف پر الزام کہ اس کے مضامین توریت اور انجیل  
 سے مسروقہ ہیں  
 ۳۳۷  
 قرآن شریف اس ذوالفقار تلوار کی مانند ہے جس کے دو  
 طرف دھاریں ہیں  
 ۳۶۸  
 قرآن شریف عظیم الشان معجزہ ہے  
 ۳۸۶  
**قربانی**  
 کامل قربانی درحقیقت کامل عبادت ہے  
 ۶۶۵

## کلمہ شہادت

سورۃ فاتحہ کی چاروں صفات کے ذریعہ کلمہ شہادت کی

۱۳۹

فضیلت کا اظہار

سورۃ فاتحہ کے حوالہ سے کلمہ شہادت میں محمد رسول اللہ کے معانی

۱۵۰

## گناہ

گناہ کی تعریف کہ انسان خدا کے حکم کو عداوت و ذکر لائق

۶۶۱

سزا اٹھارے

گچی اطاعت اور محبت سے گناہ کے زہر کا تریاق بن جانا

۶۸۰

دنیا میں نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے بڑے

۶۴۱

بڑے دو گناہ

تجربہ شہادت دینا ہے کہ تمام گناہوں کی جڑھ شراب ہے

۶۴۱

گناہوں سے پاک ہونے کا علاج

۶۴۲

عارف کامل گناہ سے بچتا ہے نہ کہ مومن

۶۴۳، ۶۴۴

گناہ کی سزا کا علم ہونا ہی انسان کو گناہ سے روکتا ہے

۶۴۵

کامل خوف اور کامل محبت ہی انسان کو گناہ سے چھڑاتی ہے

۶۶۱

عصمت کا مطلب گناہ سے بچنا

۴۶۹

گناہ سے پاک ہونا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں

## لذت

۶۴۱

ہر ایک کامل لذت خدا میں ہے

## لعنت

خدا تعالیٰ کے نزدیک دو گروہ لعنتی ہیں

۱- خدا پر افتراء کرنے والا اور اس کی جماعت

۳۸۶

۲- سچے منجانب اللہ کی تکذیب اور تحقیر کرنے والے

۳۸۰، ۳۷۹

شیعوں نے اپنے خیال میں لعنت بازی کے فن کو حرف

الف سے حرف یا تک پہنچا دیا

## مباحثہ

۵۴۱

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی تحریک سے اسلام اور عیسائیت

۵۴۱

میں مباحثہ

لکھنؤ ام جونی کریم کا سخت دشمن اور بد زبان تھا کا قادیان

۵۴۸

میں مباحثہ کے لئے آنا

## مباہلہ

۴۱۰

عبداللہ غزنوی کو مباہلہ میں ناکامی

ح ۴۳۹

اعجاز مسیح میں مباہلہ کی دعا

محمد حسن بھٹیاں مباہلہ کے سبب سخت بیماری اور سرسام

ح ۴۶۱، ح ۴۶۰، ۴۵۳

میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوا

۵۲۳

غلام دستگیر کی مباہلہ کے نتیجے میں وفات

۵۷۲

عبداللہ غزنوی کو مباہلہ کی دعوت

## مجدد

۴۰۶

صدی کا پانچواں حصہ گزرنے کے باوجود تہارا مجدد ظاہر نہ ہوا

زہے قسمت امت محمدیہ کہ اس میں تیس دجال تو آئے

۴۱۱

لیکن ایک مجدد نہ آسکا

## محبت

۴۸۸

خدا کی سچی محبت گناہ اور مخالفت سے روکتی ہے

۶۶۰

فطرتی تعلق کے بغیر محبت کا کمال ناممکن ہے

## محدث

۵۰۷

محدثین کی نہ تو تصدیق یقینی ہے اور نہ تکذیب

## مخالفین

مخالفین کی شوخیوں اور آپ کے مقابل پر آنے کے

۵۲۴، ۵۲۳

نتیجہ میں موت

۵۳۵، ۵۳۴

دعا سے ہلاک ہونے والے مخالفین کے اسماء

۵۲۴

حجی الدین لکھنؤ کے والے کا الہام کہ مرزا صاحب

فرعون ہیں

## مذہب

وہ مذہب مردار ہے جس میں ہمیشہ کے لئے حقیقی وحی کا

۴۶۵

سلسلہ جاری نہیں

۴۶۸

مذہب کی پابندی سے نجات نہیں تو اس مذہب سے حاصل کیا

سچا مذہب وہی ہے جو بذریعہ نشانوں کے یقین کی راہ

۴۶۹

دکھلاتا ہے

## مسلمان

- ۴۷۱ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت مسلمانوں کی حالت  
پادریوں کے حملوں کے باعث مسلمانوں میں بدعتوں کا  
بکثرت پیدا ہونا اور سنت کو ترک کرنا ۱۸  
حکومت برطانیہ کے مسلمانوں پر احسانات کا ذکر ۳۱۸  
مسلم اخبار نویسوں کی حالت زار ۳۳۳، ۳۳۱  
مسلم فلاسفوں اور منطقوں کی حالت زار کا ذکر ۳۳۵  
عام مسلمانوں کی حالت ارتکاب معاصی وغیرہ ۳۵۱، ۳۵۰  
مسلم پیروں اور گدی نشینوں کا ذکر ۳۵۰، ۳۶۴  
مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اختلافات کا ذکر ۳۵۹  
مسلمان بنی نوع کے حقوق تلف کرتے ہیں اور عیسائی  
خدا کے حقوق ۶۳۹  
مسلمان قادر خدا سے لاپرواہ ہیں ۶۸۵

## موجودہ زمانہ کے مسلمان علماء

- علماء کا صدی کے سر پر مسیح کے آنے کا انتظار کرنا مگر جب  
وہ آ گیا تو ان کا خدا کے کلام کو افتراء خیال کرنا ۱۱  
اس زمانہ کے علماء سُو کی بدحالت کا ذکر ۱۷ تا ۱۱  
مسلم علماء کی حالت زار کا ذکر ۳۱۳، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲  
وہ جنازوں کے پیچھے صدقات لینے کیلئے چلتے ہیں ۳۱۴  
ہمارا کلام اچھے اور نیک کے متعلق نہیں بلکہ ہم نے ان کے  
اشرار کا ذکر کیا ہے ۳۱۴ ح  
موجودہ زمانہ کے علماء کی حالت زار ۳۱۴  
روٹی کے ایک ٹکڑے کی خاطر وہ اپنے ایمان کی دولت دے  
دیتے ہیں ۳۱۶  
اس زمانہ کے علماء آخرت کو بھلی بھول چکے ہیں ۳۱۶  
اس زمانہ کے علماء شریعت میں تحریف کرنا اپنا مسلک  
سمجھتے ہیں ۳۱۵  
موجودہ زمانہ کے علماء کی خرابیوں کا ذکر ۳۳۱ تا ۳۳۳  
ان کا ذکر تسبیح محض دکھاوے کا ہے ۳۱۵

مردود مذہب کی یہ نشانی ہے کہ تازہ کلام کا نور اس میں

- پایا نہیں جاتا ۴۹۲  
مذہب کا انکار کرنا مستوجب سزا نہیں بلکہ بے باکی اور  
شوخی اور بدزبانی مستوجب سزا ٹھہراتی ہے ۵۴۳  
مذہب مروجہ میں سے کون سا مذہب حق پر، زیادہ مفید اور  
انسانی زندگی کا اصل مقصد حاصل کر دینے والا ہے کے  
متعلق فیصلہ کرنے کے لئے لوگوں کا جمع ہونا ۵۷۳  
اپنی ذاتی خاصیت منوانے کے لئے کسی مذہب کے لئے  
کچھ ضرورت نہیں کہ جبر اور تلوار کی دھمکی سے اپنی سچائی کا  
اقرار کرادے ۶۳۰  
نادان مولویوں اور پادریوں کے فتوؤں کی وجہ سے عوام  
الناس کی رائے کہ ہمارے مذہب میں جہاد روا ہے ۶۳۲  
مذہب میں خرابی کی وجہ غلط قسم کے فتوے دینے والے  
مولوی ہیں ۶۳۶  
سچا مذہب وہ ہے جو اپنی ذاتی خاصیت اور دلائل قاطعہ  
سے کام لے نہ تو اسے ۶۳۶  
مذہب کا تازہ ہونا وحی اور زندہ نشان پیش کرنا ۶۸۴  
کسی مذہب سے بغض نہیں ۶۸۸  
علامہ مجلسی سے تہتر مذہب کے اتفاق والی حدیث کا حوالہ  
طلب کرنا ۴۲۷ ح  
مرہم عیسیٰ  
مرہم عیسیٰ کا ذکر ہر مذہب کے اطباء نے کیا۔ اس سے ثابت ہے  
کہ مسیح کے زخموں کیلئے ان کے حواریوں نے یہ مرہم بنائی ۳۶۱ ح  
طب کی کتابوں میں اس نسخہ کا ذکر کہ یہ نسخہ حواریوں کا  
بنایا ہوا ہے ۳۶۱ ح  
مسجد  
مسجد مبارک کے متعلق الہام ۵۲۵  
مسجد کے راستہ میں دیوار کھینچنے پر چارہ جوئی کے لئے عدالت  
میں نالاش کرنا ۵۹۴

- ۲۔ انشاء پر قادر ہوا اور اپنے قول کو دلیل سے  
مضبوط کر کے ۳۲۸، ۳۲۷  
وقت اور زمانہ ایسے مصلح کو چاہتا ہے جو صلیبی طوفان کا  
مقابلہ کرے ۳۱۲  
ایک مصلح کے پیدا ہونے کی غرض ۶۳۶

### معجزہ

- خوارق اور معجزات اس کو کہتے ہیں جس کے دشمن گواہ ہوں ۵۱۴  
نبوت کی عمارت کی شکست و ریخت کی مرمت  
معجزات اور پیشگوئیوں سے ۳۶۲  
رمضان میں کسوف خسوف اور طاعون کا پھیلنا مہدی موعود  
کا معجزہ ہوگا ۳۹۷  
خانائین آپ کے معجزات اور پیشگوئیوں کی نظیر کیت  
کیفیت اور شہوت کے لحاظ سے ہرگز پیش نہ کر سکیں گے  
خواہ تلاش کرتے کرتے مر جائیں ۳۶۲  
صد ہانیوں کی نسبت حضرت مسیح موعود کے معجزات اور  
پیشگوئیاں سبقت لے گئی ہیں ۳۶۲  
آپ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کا آپ کی کفالت  
کرنا ایک معجزہ ہے ۳۹۶  
خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یکطرفہ طور پر تفسیر القرآن  
کا معجزہ عطا فرمایا جانا ۶۰۲

### مقدمہ

- ڈاکٹر کلارک کی طرف سے اقدام قتل کا جھوٹا مقدمہ دائر  
کیا جانا ۵۲۹، ۵۲۸  
عین دوران مقدمہ میں کپتان ڈگلس کا آپ کو نماز کی  
اجازت دینا ۵۸۸  
خانائین کی خبری سے حضرت مسیح موعود پر ٹیکس کا مقدمہ  
۶۰۸، ۶۰۷، ۵۲۸، ۵۰۹  
موروثی اسامیوں پر درختوں کے بارے میں مقدمہ  
جس کے بارے میں آپ کو بتلایا گیا کہ فریق مخالف  
پر ڈگری ہوگی ۵۲۱

اس زمانے کے علماء موجودہ زمانہ کی خرابیوں کی اصلاح  
نہیں کر سکتے ۳۱۴

- علماء نے اپنے عقائد کے لحاظ سے پادریوں کی امداد کی  
۳۲۱، ۳۲۰، ۳۱۸، ۳۱۶، ۱۶  
مولوی صاحبان کے عقیدہ سے عیسائیوں کو مدد پہنچتی ہے ۲۳۵  
ان علماء نے اسلام پر ہونے والی سازشوں پر کبھی غور نہیں  
کیا اور نہ ہی پادریوں کی تدابیر کا رد کیا ہے ۳۲۱  
علماء خونی مہدی کے منتظر ہیں ۳۱۹  
موجودہ زمانہ کے علماء میں ریا کا زہر پایا جاتا ہے ۳۱۹  
جب علماء سے کہا جائے کہ تم کتاب اللہ کو چھوڑتے ہو تو  
کہتے ہیں ہم نے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور  
اس کا جواب ۳۳۰

- علماء کا عیسائی کی نسبت عقیدہ ۳۲۰  
ان کے دلوں پر علم غیب کا ایک چھینٹا تک نہیں پڑا ۳۲۲  
ان میں سے کوئی بھی معترضین کے اعتراضات کا بہتر  
رنگ میں جواب نہیں دے سکتا ۳۲۳  
اس زمانے کی مشائخ کی حالت کا بیان ۳۵۰ تا ۳۴۶  
مسیح موعود کے زمانہ کے علماء کا نام بہ دور کھاجانا ۳۸۳ ح  
مسیح موعود کے وقت میں اکثر علماء یہودی صفت ہو جائیں گے ۴۲۲  
علماء ربانی کا کام ۴۲۳ ح  
نام نہاد علماء کی ظاہری اور باطنی حالت ۶۳۷  
نام نہاد علماء اسلام کے لئے اور خدا کی مخلوق کے لئے سخت  
بدخواہ ہیں ۶۳۷  
تفریط سے کام لینے والے علماء کے نزدیک ولایت تو ولایت  
نبوت بھی کچھ چیز نہیں ۶۳۷

### مصلح

- مصلح الزماں کی شرائط  
۱۔ تفقہ اور قوت بیان میں دوسروں پر فائق ہو اور اتمام حجت پر  
قادر اور اصابت رائے رکھتا ہو۔

۳۸۵ مہدی موعود کی علامت کسوف و خسوف

ح ۳۲۵ مہدی آخر الزمان کے آنے کی غرض

۲۳۳ لوگ ایک خونخوئی مہدی کے انتظار میں ہیں

### میوریل

کتاب امہات المؤمنین کی اشاعت بند کروانے کے لئے

انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کا گورنمنٹ میں میوریل بھیجنا

۶۰۳ لیکن حضور کا ناپسند کرنا

## ن، و، ہ، ی

### نبوت

۲۰۹ غیب کی خبریں پانے والا نبی کہلاتا ہے

۲۰۹ بروزی طور پر نبی اور رسول ہو سکتا ہے

۲۱۰ مستقل شریعت والی نبوت اور رسالت سے انکار

۲۰۷ ختم نبوت کی تشریح

۲۰۹ خاتم النبیین کا مفہوم

عیسیٰ بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے سے مہر ختمیت

۲۱۲ ٹوٹ جاتی ہے

۲۱۳ نبوت پر قیامت تک کے لئے مہر

۲۱۶ بروزی نبوت اور رسالت سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹی

ح ۳۸۲، ۳۸۱ ختم نبوت کی لطیف تشریح

ح ۳۳۰ نبوت افضل از امامت است

خدا کا بعض انبیاء کو صفت رحمان اور بعض کو صفت رحیم

۱۰۱ کا مظہر بنانا اور اس کا سبب

۱۳۵ تا ۱۳۱ انبیاء کی بعثت کے حوالے سے ضرورت زمانہ کی دلیل

انبیاء اور اللہ کے صدیق اور صالح بندوں میں پائی

۱۳۶ تا ۱۳۴ جانے والی خوبیوں اور اخلاق حسنہ کا ذکر

انبیاء و مرسلین میں قبل از دعویٰ پائی جانے والی

۱۷۴ تا ۱۷۲ صفات حسنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مقدمہ میں گواہی

۵۱۲ دینے کے لئے امر ترس جانا

ایک مقدمہ بشمبر داس کی قید حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۵۲۰، ۵۱۹ کی دعا سے نصف رہ گئی

مرزا اعظم بیگ کا حضور علیہ السلام کے خاندان پر مقدمہ

۵۹۱، ۵۹۰ اور اس کے بارے میں آپ کو الہام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقدمے میں بطور

۵۹۹ گواہ ملتان آنا جب آپ سے حلف نہ لیا گیا

### ملائک

خدا کے کلام کے ساتھ ذرہ ذرہ وجود پر تصرف کرنے

۴۶۴ والے ملائک ہوتے ہیں

خدا تعالیٰ کی طاقت کے خزانہ سے طاقت حاصل کرتے ہیں ۶۷۳

ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل ملائک شدا دغلاظ میں

۵۵۸ سے دیکھنا

۶۱۴ ایک فرشتہ کا نام خیر ائقی

### منار

۶۲۹ منار مسیح موعود کی جلالی آمد کے لئے ایک نشان ہوگا

مسیح موعود کی جلالی آمد سے پہلے ظاہری منار کے بنائے

۶۲۹ جانے میں کوئی حرج نہیں

ایک جدید منار کی ضرورت جس کی روشنی سے تمام دنیا

۶۲۸ منور ہو جاوے

### منجی

۲۱۹، ۲۱۸ منجی مذہب کو نسا ہے

۲۱۹ سچا منجی کون ہے

### مہدی

۳۱۹ مہدی کے آنے کی علامات

مہدی بڑے وقار اور متانت سے آئے گا اور تلوار اور

۳۱۹ نیزے لے کر نہیں آئے گا



۶۲۸	سچی اور حقیقی نجات اسی دنیا میں ملتی ہے	۲۰۸	لغت کی رو سے نبی کے معنی
	انسان طبعاً ضعیف ہے اور نجات کے لئے سہارے کا	۲۱۰	نابا کے معنی
۶۵۵	محتاج ہے		صراط الذین میں بنی اسرائیل کے انبیاء کے اس امت
	نجات یافتہ لوگ مذہب کے سچے اور منجانب اللہ ہونے کا	۱۸۰	میں مثیل بننے کی دعا ہے
۶۵۵	ثبوت ہوتے ہیں	۲۰۶	براہین احمدیہ میں آپ کو رسول کر کے پکارا گیا
	نجات یافتہ لوگوں کے نمونوں سے مذہب کے جھوٹا یا سچا	۲۰۷	نبی کا لفظ کس کے بارے میں استعمال ہو سکتا ہے
۶۵۵	ہونے کا پتہ لگتا ہے	۲۰۷	فنائی الرسول کا مقام
۶۵۶	نجات کے لئے شفیق کی ضرورت	۲۰۸	نبی کا رسول ہونا شرط ہے
۶۵۶	نجات کے لئے درمیانی واسطہ کی ضرورت	۲۰۸	نبی شریعت والا نبی نہیں آ سکتا
۶۷۳	نجات کا سرچشمہ یقین سے شروع ہوتا ہے	۲۰۸	قیامت تک شریعت والے نبی کے آنے کی ممانعت
	ایک شخص کے مرنے کو دوسرے شخص کے نجات پانے سے	۲۰۹	صحیح مسلم میں مسیح موعود کا نام نبی رکھا جانا
۶۲۱	کوئی طبعی تعلق نہیں	۲۱۰	جدید شریعت کے بغیر نبی کہلانے سے انکار نہیں
	<b>نشان</b>		نبی اور رسول ہونے کے باوجود خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی
	سورج، چاند گرہن کا نشان ہونا، گاجھن اونٹنیاں	۲۱۵	انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی
۱۶۰	بے کار ہونا		بروزی نبی اور رسول کے آنے کا قرآن شریف سے ثبوت
	خدا تعالیٰ کا اپنے بندہ کی تائید میں ڈیڑھ سو کے قریب	۲۳۰	رسول کے انکار کی سزا قیامت میں مقرر ہے
۳۸۵	نشانات دکھانا		اگر لوگ خباثتوں سے باز آ جائیں اور رسول کو قبول
۳۹۶، ۳۸۵	رمضان میں کسوف خسوف مہدی کی نشانی ہے	۲۳۰	کر لیں تو آسمانی برکتوں سے حصہ لیں گے
۳۹۷، ۳۸۵	سخت طاعون پڑنا مسیح موعود کی نشانی ہے	۳۲۱	انبیاء کو جھٹلانے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے
۴۰۶	برسات میں مینہ برسنے کی طرح خدا کے نشانوں کا برسا		جس گاؤں یا شہر میں خدا کی طرف سے کوئی مرسل آتا
	خدا کے نشانوں کی تکذیب کے وقت کوئی امام الوقت موجود	۳۹۵، ۳۹۴	ہے وہ جگہ نسبتی طور پر دارالامن ہو جاتی ہے
۴۱۸	ہونا چاہیے	۶۷۴	کسی نبی کو مجرم کے لفظ سے نہیں پکارا گیا
ح ۴۳۱	آپ کو عربی میں تفسیر لکھنے کا نشان دیا جانا		تمام نبی بشمول حضرت مسیح آخضرت ﷺ پر ایمان
۴۳۲	اعجاز مسیح خدا کی طرف سے ایک نشان	۶۷۵	لانے پر مامور تھے
۵۲۶، ۵۲۵	مسجد مبارک والے الہام میں تین قسم کے نشان		<b>نجات</b>
۵۸۷	شیخ نجفی کا حضور سے نشان طلب کرنا		حقیقی نجات کی فلاسفی
	امام بی بی کی وفات کے متعلق الہام میں تین بڑے	۶۵۵، ۶۴۵	ایک مسیح نہیں ہزار مسیح بھی مصلوب ہو جائیں تو وہ
۵۹۲	نشان		تہمیں حقیقی نجات ہرگز نہیں دے سکتے
۶۰۵	سرخ سیاہی کے چھینٹوں والا نشان	۶۴۵	

## نقشہ جات

- ۳۶۳ حضرت عیسیٰ کے ملک شام سے کشمیر کا نقشہ  
۳۷۲ حضرت عیسیٰ کی قبر کا نقشہ  
سرکاری نقشہ جات کے مطابق بذریعہ طاعون مرنے  
والوں کی تعداد ۵۳۲

## نماز

- سب سے افضل عبادت پچھگانہ نماز کا التزام ۱۶۶، ۱۶۵  
نماز ایک سواری ہے جو بندے کو خدا کی طرف سے  
لے جاتی ہے ۱۶۶

## نور

- آسمانی نور کے ذریعے سے یقین پیدا ہونا نیکی کی طرف  
ایک کشش پیدا ہونا ہے ۶۲۳  
آنکھوں میں بھی ایک نور ہے مگر آفتاب کا محتاج ۶۲۳  
بغیر نزول آسمانی نور کے ظلمت پر فتح یاب ہونے کی امید  
نہیں کی جاسکتی ۶۲۴  
نبی کریمؐ کی پیروی سے ملنے والے نور کی اقسام ۶۸۴، ۶۸۱  
آسمانی نور سے عقلی اور ذہنی قوی کا تیز ہونا ۶۸۳

## وارث

- فطرتی وارث کا اپنے مورث سے حصہ ۶۵۹

## وبا

- شیعوں کے نزدیک وباء کا علاج تولا اور تبری ۲۲۳  
وبا کا علاج توبہ ہے ۲۲۵  
جب تک خدا کے مامور کو نہ مان لیں طاعون دور نہیں ہوگی ۲۲۵

## وحی

- الحمد لله الذی جعل لکم الصبر والنسب ح ۴۲۶  
خدا تعالیٰ کا وحی متلو کے ذریعے سے آپ کی رہنمائی کرنا ۴۳۵  
خدا تعالیٰ کی وحی صرفی نحوی قواعد کی بظاہر اتباع نہیں  
کرتی مگر تطبیق ہو سکتی ہے ۴۳۶

خدا تعالیٰ بباعث اپنی مالکیت کے اختیار رکھتا ہے کہ دوسری

کتابوں کی بعض عبارتیں اپنی جدید وحی میں داخل کرے ۴۳۸  
هو الذی ارسل رسوله بالهدی..... ۴۵۶

وحی از قبیل اصغاث احلام وحدیث انفس نہیں ہے ۴۶۰، ۴۵۹  
آپ کی طرف کی گئی وحی الہی کو اصغاث احلام اور

حدیث انفس کہنا تمام انبیاء کی نبوت سے انکار کرنا ہے ۴۶۲  
خدا تعالیٰ قادر تھا کہ اپنی وحی سے حق کے طالبوں کو سرچشمہ  
یقین تک پہنچا دے ۴۶۲

خدا تعالیٰ کی وحی کے نتیجے میں بندہ کی حالت ۴۶۳

آپ پر نازل شدہ کلام کی شوکت، لذت اور تاثیر ۴۶۳، ۴۶۴  
حضرت مسیح موعودؑ کے دل پر خدا تعالیٰ کے کلام کی طاقت  
کا اثر ۴۶۶، ۴۶۵

خدا تعالیٰ کی وحی یقینی پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور  
عورتوں کو ہوتی رہی ہے ۴۶۷

انعامات میں سے بزرگ تر انعام وحی یقینی کا انعام ہے ۴۸۷

وحی الہی دربارہ تکفل الہی ۴۹۶

وحی کی شوکت اور عظمت ۶۸۳

مولوی محمد حسن کی موت کا موجب وحی الہی ح ۴۶۱

## وفات

میرزا غلام مرتضیٰ کی وفات کے متعلق الہام ۴۹۴

حضرت میرزا غلام مرتضیٰ کی وفات ۴۹۵

ڈاکٹر بوڑے خان کی وفات کی نسبت تارا آنا ۶۰۹

## وفات مسیح

وفات مسیح کے دلائل ۳۶۳ تا ۳۶۱، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۲

حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر ۳۶۶ تا ۳۶۱

## وہابی

فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ ۲۳۱

## ہدایت

ہدایت کے تین طریقے ۱۷۱

۴۷۴، ۴۷۳	یقین تمام گناہوں کا علاج ہے	ہدایت کا حصول امت کے ائمہ اور مہدیین کے توسل
۴۷۴	یقین لایعقل حیوان پر بھی اثر ڈالتا ہے	۱۷۲ کے بغیر نا کافی ہے
۴۷۴	زندگی کا چشمہ یقین سے ہی نکلتا ہے	<b>ہلاکت</b>
	یقین کی راہوں کو ڈھونڈو کہ اس کے حاصل کرنے کا	فتح رحمانی میں حضور کو بدعا دینے کے نتیجے میں غلام دستگیر
۴۷۵، ۴۷۴	ذریعہ خدا کا زندہ کلام ہے	۵۶۸ کی ہلاکت
۴۸۹	نجات کی جزا اور نجات کا ذریعہ صرف یقین ہے	کتاب اعجاز المسیح کا جواب لکھنے کے نتیجے میں مولوی محمد حسن
۶۷۰	سیرانی اور تازگی اور شکفتگی کے لئے نور یقین ضروری ہے	۵۶۸ کی ہلاکت
۶۷۰	خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ پر یقین کامل	مولوی محمد اسماعیل علی گڑھ کی حضور کے خلاف بددعا کے
۶۸۳	آسمانی روشنی کے بغیر خدا پر کامل یقین پیدا نہیں ہو سکتا	نتیجے میں ہلاکت
۶۸۴	صاحب یقین کے امتیازی نشانات	حضور کے خلاف بددعا کرنے کے نتیجے میں محی الدین
۲۰۷	<b>یہودیت</b>	۵۶۹ لکھنؤ کے والے کی ہلاکت
۱۹۰	مغضوب علیہم سے مراد یہود	۲۲۴، ۲۱۸، ۲۰۷ ہندو مذہب
	سورۃ الفاتحہ میں خدا کا یہود و نصاریٰ کو تین گروہوں میں	۵۷۳ جلسہ اعظم مذاہب
۱۹۰	تقسیم کرنا	۶۶۱ جو گیوں کے دل خشک رہ جاتے ہیں
	یہودیوں کی بد نصیبی اور بے ایمانی کا باعث یہی ہے کہ ان کا	آواگون یعنی گناہ کے سبب جون کا بدلنا آریوں کے
۶۳۰	یہ اعتقاد تھا کہ تمام باتیں ظاہری صورت میں پوری ہوں	۵۳۶ گلے پڑا ہے
	یہودیوں کا عقیدہ کہ الیاس آسمان سے نازل ہوگا تب مسیح	<b>یا جوج ماجوج</b>
۴۱۳	آئے گا	تمام نبیوں کے نزدیک زمانہ یا جوج ماجوج زمان الرجعت
۶۹۱	مسیح کو خدا بنا کر یہودیوں کے اعتراضات کا جواب دیا گیا	۳۸۳ ج کہلاتا ہے
	یہودیوں کے تمام فرقتے متفق ہیں کہ کسی نے تثلیث کی	<b>یقین</b>
۶۹۲	تعلیم نہیں دی	ظلمات شک سے نور یقین کی طرف پہنچنے کا طریق ۴۷۰، ۴۶۹
		۴۷۰ یقین کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے



۶۷۹، ۴۸۶	اسماعیل علیہ السلام حضرت	۶۷۹، ۴۸۶	اسماعیل علیہ السلام حضرت
۳۷۴	اسماعیل حیوڈوبی	۳۷۴	اسماعیل حیوڈوبی
۵۲۳، ۴۶۶، ۴۰۹	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۵۲۳، ۴۶۶، ۴۰۹	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
۵۳۵	اسماعیل مولوی علیگرھی	۵۳۵	اسماعیل مولوی علیگرھی
۵۹۰	اصغر علی	۵۹۰	اصغر علی
۶۰۶	اعظم بیگ مرزا	۶۰۶	اعظم بیگ مرزا
۵۴۴	اگنی ہوتری پنڈت	۵۴۴	اگنی ہوتری پنڈت
۵۱۵، ۵۱۲	الدیا مولوی	۵۱۵، ۵۱۲	الدیا مولوی
۲۳۸	الہی بخش اکاؤنٹ منشی	۲۳۸	الہی بخش اکاؤنٹ منشی
	الیاس حضرت		الیاس حضرت
۴۱۳	الیاس تم میں موجود یوحنا نبی ہے یعنی یحییٰ	۴۱۳	الیاس تم میں موجود یوحنا نبی ہے یعنی یحییٰ
۴۸۶	السیع	۴۸۶	السیع
۵۹۴، ۵۸۹	امام الدین مرزا	۵۹۴، ۵۸۹	امام الدین مرزا
۵۹۲	امام بی بی صاحبہ	۵۹۲	امام بی بی صاحبہ
	امیر بابا مہر۔ گرگری محلہ (سرینگر)		امیر بابا مہر۔ گرگری محلہ (سرینگر)
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
۵۷۶	امیر شاہ سید حضرت	۵۷۶	امیر شاہ سید حضرت
۵۸۸، ۵۷۶، ۵۶۷، ۵۰۹	ایم ڈی ویوڈو گلس نیز دیکھئے زبرد گلس	۵۸۸، ۵۷۶، ۵۶۷، ۵۰۹	ایم ڈی ویوڈو گلس نیز دیکھئے زبرد گلس
۶۰۰، ۵۷۵	ایوب بیگ مرزا حضرت	۶۰۰، ۵۷۵	ایوب بیگ مرزا حضرت
	ب، پ، ت		ب، پ، ت
۵۸۳ تا ۵۸۱، ۴۶۰	باوانا تک	۵۸۳ تا ۵۸۱، ۴۶۰	باوانا تک
۶۹۱	بنت مسیح (مسیح کی دادی)	۶۹۱	بنت مسیح (مسیح کی دادی)
۶۹۰	بدھ علیہ السلام حضرت	۶۹۰	بدھ علیہ السلام حضرت
۳۹۱	بڈھا (تیلی)	۳۹۱	بڈھا (تیلی)
۵۶۱، ۵۳۱ تا ۵۱۹	بشمبر داس	۵۶۱، ۵۳۱ تا ۵۱۹	بشمبر داس
۵۳۷	بشند اس	۵۳۷	بشند اس
۶۰۸، ۵۷۰	بشیر احمد مرزا حضرت	۶۰۸، ۵۷۰	بشیر احمد مرزا حضرت
	بقراط		بقراط
ح ۴۳۴	بنی اسرائیل	ح ۴۳۴	بنی اسرائیل
۵۵۰	گو سالہ سامری کے بعد قوم اسرائیل میں طاعون پڑنا	۵۵۰	گو سالہ سامری کے بعد قوم اسرائیل میں طاعون پڑنا
۶۰۹	بوڑے خان صاحب ڈاکٹر	۶۰۹	بوڑے خان صاحب ڈاکٹر
ح ۴۲۶	بہیقی	ح ۴۲۶	بہیقی
۵۷۶	پیلاطوس	۵۷۶	پیلاطوس
۶۰۷	تاج الدین میاں تحصیلدار بنالہ	۶۰۷	تاج الدین میاں تحصیلدار بنالہ
۵۴۴، ۵۴۳	تاج الدین منشی اکاؤنٹ کلرک حضرت	۵۴۴، ۵۴۳	تاج الدین منشی اکاؤنٹ کلرک حضرت
۶۱۶، ۵۸۴، ۵۷۸، ۵۷۵، ۵۸۷، ۵۷۵، ۵۵۷	تاجر (مسیح کی دادی)	۶۱۶، ۵۸۴، ۵۷۸، ۵۷۵، ۵۸۷، ۵۷۵، ۵۵۷	تاجر (مسیح کی دادی)
۶۹۱	تاجر (مسیح کی دادی)	۶۹۱	تاجر (مسیح کی دادی)
	ج، ح، خ		ج، ح، خ
ح ۴۳۴	جالینوس	ح ۴۳۴	جالینوس
۳۷۳	جعفر حکیم امامیہ کی شہادت کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے	۳۷۳	جعفر حکیم امامیہ کی شہادت کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
ح ۴۵۶	جعفر زٹلی	ح ۴۵۶	جعفر زٹلی
ح ۴۳۰	جعفر صادق امام حضرت	ح ۴۳۰	جعفر صادق امام حضرت
۶۰۷، ۵۹۱	جمال الدین خواجہ حضرت	۶۰۷، ۵۹۱	جمال الدین خواجہ حضرت
۵۵۴	جوالا سنگھ نمبردار	۵۵۴	جوالا سنگھ نمبردار
۵۵۴	جیون سنگھ نمبردار	۵۵۴	جیون سنگھ نمبردار
	چراغ دین جمونی		چراغ دین جمونی
۲۳۹	چراغ دین جمونی کے بارہ میں اشتہار	۲۳۹	چراغ دین جمونی کے بارہ میں اشتہار
۲۳۹	طاعون کے بارہ میں اشتہار شائع کرنا	۲۳۹	طاعون کے بارہ میں اشتہار شائع کرنا
۲۳۹	پہلے فرقہ احمدیہ میں شامل ہونے اور بیعت کا اقرار کیا	۲۳۹	پہلے فرقہ احمدیہ میں شامل ہونے اور بیعت کا اقرار کیا
۲۴۱	نبوت کا دعویٰ	۲۴۱	نبوت کا دعویٰ
۲۴۲	جماعت سے قطع تعلق	۲۴۲	جماعت سے قطع تعلق
۲۴۳	اس کی نسبت الہام نزل بہ جببیز اور انی اذیب من یریب	۲۴۳	اس کی نسبت الہام نزل بہ جببیز اور انی اذیب من یریب
۲۴۴	اس کی رسالت جببیز اور اس کے لئے مہلک ہے	۲۴۴	اس کی رسالت جببیز اور اس کے لئے مہلک ہے
۵۴۶	چراغ علی شیخ حضرت	۵۴۶	چراغ علی شیخ حضرت

۵۶۶ حسین کامی کی خیانت اور غبن کا ہندوستان میں شور

۶۶۰ حوا کو آدم کی پہلی سے پیدا کرنے میں حکمت

۵۸۳ حیات خان

حیدر علی مولوی (امامیہ) کی شہادت کہ خانیا قبر

۳۷۳ عیسیٰ نبی اللہ کی ہے

خالق شاہ۔ مہدی۔ خادم درگاہ شیخ نور الدین ولی

۳۷۴ عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت

۶۱۴، ۵۸۴، ۵۰۰ خدا بخش مرزا

۶۹۵ خسرو پرویز کا آنحضرت ﷺ کے قتل کا ارادہ کرنا

۴۶۷ خضر علیہ السلام

۴۶۷ خضر کو علم لدنی دیا گیا

۴۶۷ خضر جیوتا رفروش

۳۷۴ عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت

۵۲۰، ۵۱۹ خوشحال خان

د، ڈ، ر، ز

۶۷۹، ۴۸۶، ۳۸۲ داؤد علیہ السلام حضرت

۴۳۶ غم القوم کے بارہ میں اجتہادی غلطی

۶۹۹، ۴۸۶ دانیال

۶۰۴ دیپ سنگھ

۴۵۱، ۵۳۶ دیانند سرتی پنڈت

آریوں کے سرگروہ پنڈت دیانند سے کیے جانے والے

۵۳۶ چند سوالات

۶۰۷ ڈکسن صاحب

۵۸۸، ۵۷۶، ۵۶۷، ۵۰۹ ڈگلس کپتان

۵۰۹ ڈوئی (ڈپٹی کمشنر)

راج محمد میر۔ کرناہ۔ کشمیر

۳۷۴ عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت

۴۲۶

حاکم

۶۱۶، ۵۷۶، ۵۷۴، ۵۵۸ حامد شاہ سید حضرت

۵۸۵، ۵۷۴، ۵۱۳ حامد علی حافظ حضرت

۵۸۷، ۵۸۶، ۵۸۴، ۵۸۰ حامد علی شیخ تھہ غلام نبی

۶۱۵، ۶۱۴، ۶۱۱، ۶۱۰، ۶۰۷، ۵۹۴

حبیب اللہ جلد ساز متصل جامع مسجد (سرینگر) کی شہادت

۳۷۳ کہ خانیا میں قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے

۳۷۳ حبیب بیگ نمبر دار حبه کدل، سرینگر کی شہادت کہ خانیا

۳۷۳ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے

۶۱۶، ۵۷۵ حسام الدین حکیم حضرت

۲۱۳ حسن علیہ السلام حضرت

۴۲۵، ۴۲۳، ۴۲۲، ۴۲۱، ۴۱۳ حسین علیہ السلام حضرت

۴۲۷، ۴۲۶، ۴۲۵، ۴۲۴، ۴۲۳، ۴۲۲، ۴۲۱، ۴۲۰، ۴۱۹، ۴۱۸، ۴۱۷، ۴۱۶، ۴۱۵، ۴۱۴، ۴۱۳، ۴۱۲، ۴۱۱، ۴۱۰، ۴۰۹، ۴۰۸، ۴۰۷، ۴۰۶، ۴۰۵، ۴۰۴، ۴۰۳، ۴۰۲، ۴۰۱، ۴۰۰، ۳۹۹، ۳۹۸، ۳۹۷، ۳۹۶، ۳۹۵، ۳۹۴، ۳۹۳، ۳۹۲، ۳۹۱، ۳۹۰، ۳۸۹، ۳۸۸، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۸۵، ۳۸۴، ۳۸۳، ۳۸۲، ۳۸۱، ۳۸۰، ۳۷۹، ۳۷۸، ۳۷۷، ۳۷۶، ۳۷۵، ۳۷۴، ۳۷۳، ۳۷۲، ۳۷۱، ۳۷۰، ۳۶۹، ۳۶۸، ۳۶۷، ۳۶۶، ۳۶۵، ۳۶۴، ۳۶۳، ۳۶۲، ۳۶۱، ۳۶۰، ۳۵۹، ۳۵۸، ۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۴۹، ۳۴۸، ۳۴۷، ۳۴۶، ۳۴۵، ۳۴۴، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۳۹، ۳۳۸، ۳۳۷، ۳۳۶، ۳۳۵، ۳۳۴، ۳۳۳، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۰، ۳۲۹، ۳۲۸، ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۲۵، ۳۲۴، ۳۲۳، ۳۲۲، ۳۲۱، ۳۲۰، ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۷، ۳۱۶، ۳۱۵، ۳۱۴، ۳۱۳، ۳۱۲، ۳۱۱، ۳۱۰، ۳۰۹، ۳۰۸، ۳۰۷، ۳۰۶، ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۹۹، ۲۹۸، ۲۹۷، ۲۹۶، ۲۹۵، ۲۹۴، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰، ۲۸۹، ۲۸۸، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۸۴، ۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶، ۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱

۴۲۳ علی حارثی کا امام حسین کی نسبت خیال

۴۲۳ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ انبیت کا بھی نہ دیا

۴۲۳ شیعوں کے نزدیک حضرت امام حسین کی شان

۴۳۰ تا ۴۲۵ شیعہ علماء کے مطابق آپ کی فضیلت کا بیان

۴۲۴ شیعہ حضرات امام حسین کو تمام انبیاء کا شفیع ٹھہراتے ہیں

۴۲۵ حسین کو نبیوں پر فضیلت دینا بہبودہ خیال ہے

ثابت کریں کہ وسیلہ سے مراد حسین اور اس کے آباء

۴۲۵ کرام ہیں

امام حسین کو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں

۴۲۶ کی سخت چٹک کرنا ہے

تمام انبیاء کا حضرت حسین اور ان کے آباء کرام کو وسیلہ اپنی

دعاؤں کا ٹھہرانا

اس عقیدہ کا کیا ثبوت ہے کہ امام حسین بغیر آنحضرت

۴۳۰، ۴۲۷ سب انبیاء سے افضل ہیں

۵۶۶، ۵۶۵ حسین بک کامی۔ وائس کنسل۔ حکومت ترکی

۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۶۹۱	راحب (سیح کی دادی)
۴۳۷	شافعی امام	۵۷۹	رام بھجوت لالہ
۵۳۴، ۵۳۴	شاہدین مولوی	۶۹۰	رام چند راجہ
، ۵۳۶، ۵۲۱، ۵۱۹، ۵۱۴، ۵۱۳، ۴۹۵	شرمیت لالہ	۶۹۰	راون راجہ
۶۰۴، ۵۸۶، ۵۸۵، ۵۸۱، ۵۶۱، ۵۵۴		۵۷۵، ۵۶۷، ۵۴۳	رجب الدین خلیفہ حضرت
۵۷۰	شریف احمد مرزا حضرت	۵۱۳	رجب علی ایڈیٹر مطبع سفیر ہند
۴۷۳	شریف الدین مفتی کی عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کی شہادت	۵۱۳	رجب علی بادی
۵۸۰	شمس الدین پٹواری	، ۵۵۷، ۵۴۳، ۵۴۲، ۵۰۰	رحمت اللہ شیخ سوداگر بمبئی
، ۲۲۳	شمس الدین میاں بیکرٹری انجمن حمایت اسلام	۶۱۶، ۵۸۸، ۵۷۷، ۵۷۶، ۵۷۲، ۵۶۵	
۲۳۴، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۲۶		۵۹۹	رحیم بخش مولوی
ح ۴۵۸، ح ۴۵۴، ۴۵۰، ۴۳۵	شہاب الدین میاں	۵۷۶، ۵۷۴، ۵۶۳، ۵۶۰	رستم علی ششی چودھری حضرت
۶۸۹، ۴۸۶	شیدت علیہ السلام حضرت	۳۷۴	رسول جیو
، ۵۹۱، ۵۸۹، ۵۸۸، ۵۷۷، ۵۷۵	شیر علی مولوی حضرت		رسول میر واعظ - کشمیر
۶۱۳، ۶۱۱، ۶۰۹، ۶۰۷، ۶۰۳، ۶۰۰، ۵۹۹، ۵۹۴	صدر الدین، مولوی مدرس مدرسہ ہمدانیہ - وازہ پورہ (سرینگر)	۳۷۲	قبر عیسیٰ کے بارے میں ان کی گواہی
	آپ کی قبر عیسیٰ کے بارے میں شہادت	۵۳۴، ۵۲۴، ۴۹۰	رشید احمد گنگوہی مولوی
۳۷۳	صدر (بافندہ)	۵۶۳، ۵۵۸	رشید الدین خلیفہ ڈاکٹر حضرت
۳۹۱	صدیق وانی	۵۷۹	زیلچا
۳۷۳	ضیاء الدین مفتی مولوی کی قبر عیسیٰ نبی اللہ کی شہادت	۵۶۰	زین الدین محمد ابراہیم حضرت
۵۷۰، ۵۶۸، ۵۴۶	ضیاء الدین قاضی حضرت		
	ط، ظ		س، ش، ص، ض
ح ۴۲۹، ۴۲۶	طبرانی	۲۲۳	سخی سرور
، ۵۷۶، ۵۷۴، ۵۷۲، ۵۵۷، ۵۴۳	ظفر احمد ششی حضرت	، ۵۶۵، ۵۶۴، ۵۴۶	سراج الحق نعمانی پیر صاحبزادہ حضرت
۶۱۸، ۶۱۵، ۵۸۷		۶۱۴، ۶۰۴، ۵۸۲، ۵۸۱، ۵۷۷، ۵۷۱، ۵۷۰، ۵۶۷	
	ع، غ	۵۱۵	سرور خاں ارباب
		۲۱۳	سلیمان فارسی حضرت
۵۶۱	عباد اللہ ڈاکٹر	۴۸۶، ۴۱۷، ح ۳۸۲، ۲۳۶	سلیمان علیہ السلام حضرت
۶۱۸	عباس علی لدھیانوی	۴۱۷	آپ کی موت کی خبر گھن کے کیڑے نے دی
			سیف اللہ شاہ - خادم درگاہ اندرواری (کشمیر)

۵۶۰	عبدالعزیز نشی حضرت	عبدالجمار مہر، خانپار (سرینگر)
۵۲۴	عبدالعزیز مولوی	۳۷۳ ان کی شہادت کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
۵۸۸، ۵۷۸، ۵۷۵	عبدالعلیٰ حافظ حضرت	۲۳۱ عبدالجمار مولوی غزنوی
	عبدالعلیٰ واعظ چردوری	۲۳۸ عبدالجمار غزنوی کوچیلنج
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۵۷۲، ۵۷۱، ۴۱۰، ۴۰۷، ۲۳۱ عبدالالحق غزنوی
	عبدالغفار بن موسیٰ جیو۔ ہنڈو۔ زورہ	۲۳۸ عبدالالحق غزنوی کوچیلنج
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۶۱۹ عبدالحکیم پٹیلوی ڈاکٹر
۳۷۳	عبدالغنی مہر کلاشپوری کی شہادت کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے	عبدالحمید
۳۷۴	عبدالغنی محلہ اندرواری (سرینگر)	جس کو گواہ بنا کر ہنری مارٹن کلارک نے مسیح موعود علیہ السلام
	عبدالغنی ناید کدل (سرینگر)	۵۷۹، ۵۷۶ کے خلاف ارادہ قتل کا الزام لگایا
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۵۶۷، ۴۰۷ عبدالالحی ابن حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ
۲۲۳	عبدالقادر جیلانی حضرت سید	۵۶۱ عبدالخالق میاں، امرتسر۔ گواہ پیشگوئی متعلقہ لکھرام
	عبدالقادر کیموہ	عبدالخالق کھاڈی پورہ کی شہادت کہ خانپار میں قبر
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۳۷۳ عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
ح ۳۵۵، ح ۳۵۲	عبدالکریم سیالکوٹی مولوی حضرت	۶۱۱، ۵۶۰، ۵۰۰ عبدالرحمانؒ سیٹھ حضرت
۵۷۸، ۵۷۷، ۵۷۶، ۵۷۵، ۵۷۴، ۵۷۳، ۵۷۲، ۵۷۱، ۵۷۰		۵۶۲، ۵۹۹، ۵۸۸ عبدالرحمانؒ قادیانی شیخ حضرت
۶۰۹، ۶۰۸، ۶۰۷، ۵۹۹، ۵۹۴، ۵۹۱، ۵۸۹، ۵۸۸، ۵۸۰		۶۱۴، ۶۰۸، ۶۰۷، ۶۰۰
۶۱۵، ۶۱۳، ۶۱۱		عبدالرحمانؒ ماسٹر حضرت
۵۳۵، ۵۳۴، ۵۳۳، ۵۳۲، ۵۳۱، ۵۳۰	عبداللہ آتھم	۵۸۸ عبدالرحیم امام
۴۰۷	پیشگوئی کی شرطوں کے موافق آتھم کی زندگی کا خاتمہ	۳۷۴ عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
۵۳۷	آتھم والی پیشگوئی کا اصل مدعا یہ تھا کہ کاذب صادق کی	عبدالرحیم حکیم تحصیلدار کی شہادت کہ خانپار میں
۵۲۴	زندگی میں ہی مرے گا	۳۷۳ عیسیٰ نبی اللہ کی قبر ہے
۶۱۷	عبداللہ مولوی لدھیانہ	۶۰۰، ۵۶۵، ۵۶۲ عبدالرحیم شیخ حضرت
	عبداللہ پشاور میاں	عبدالصمد مہر۔ وکیل عدالت، فتح کدل (سرینگر) کی
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۳۷۳ شہادت کہ خانپار میں عیسیٰ نبی اللہ کی قبر ہے
	عبداللہ جوتیا جرمیوہ جات	عبدالعزیز مسگر۔ محلہ اندرواری (سرینگر)
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۳۷۴ عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت



عیسیٰ اور احمد نام باہیت میں ایک ہیں اور ان میں جمال اور ۱۱۱	۵۳۷	عبداللہ خان اکشر اسٹنٹ
قتال کو ترک کرنے میں متحد ہیں	۵۸۲، ۵۴۶	عبداللہ سنوری میاں حضرت
حضرت عیسیٰ کا مسیح موعود کے بارہ میں پیشگوئی کرنا جو ۱۲۶	۶۱۸، ۶۱۲، ۶۰۵، ۶۰۴، ۵۸۷	
رحیمیت کے تحت احمد کا مظہر ہوگا اور جمال کا منبع ہوگا		عبداللہ شاہ مولوی۔ محلہ شمس واری (سرینگر)
مسیح کا کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدنون ہونا ۲۳۵	۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
مسیح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے ۲۱۹ ح	۳۷۳	عبداللہ شیخ کی شہادت کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
آپ صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے ۲۱۹	۲۳۸، ۶۱۷، ۶۱۴	عبداللہ غزنوی مولوی
مسیح کی راستبازی	۵۹۲	عبدالحی عرب حویزی
مس شیطان سے پاک ہونے کا مطلب ۲۲۰ ح	۲۳۸	عبدالواحد غزنوی کوچیلنج
حضرت عیسیٰ کا حضرت یحییٰ کی بیعت کرنا ۲۲۰		عربی وانی مہر ولد صدیق وانی۔ بونہ کدل۔ (سرینگر)
وفات مسیح کے دلائل ۳۱۷، ۱۷۹	۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
عیسیٰ کا آخری زمانہ میں اترنے کا عقیدہ ۲۱۴، ۲۰۷	۳۷۳	عزیز الدین مفتی
حضرت عیسیٰ کے دوبارہ دنیا میں آنے سے خاتم النبیین کی ۲۱۵		عزیز اللہ شاہ محلہ کاج گری (سرینگر) کی شہادت کہ یہ قبر مہر لٹوتی ہے
عیسائیوں کا عیسیٰ بن مریم کو خدا بنانا ۲۳۳	۳۷۳	عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
مسیح کا آسمان سے اترنے کا نظارہ کرنے کی خواہش ۲۳۵		عزیز میر نمبر دار پاپور کی شہادت کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے ۳۷۳
مسیح کی قبر کشمیر میں ہے ۳۲۰، ۳۱۹، ۲۲۰	۵۹۳	عصمت بی بی بنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام
مجھے اس کی وفات کا خدا تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ علم دیا گیا، ۳۶۱، ۳۵۸	۵۵۱	علاؤ الدین حکیم۔ شیخوپورہ۔ بھیرہ
مجھے قبر عیسیٰ کا علم دیا گیا	۲۳۸، ۲۲۳، ۲۱۳ ح	علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت
صلیب سے نجات اور سفر کشمیر کی روئداد ۳۶۲، ۳۶۱	۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۳ ح	علی حارثی
قبر عیسیٰ علیہ السلام کا نقشہ ۳۷۲	۵۹۶	علی محمد خان نواب جھجر
اس خیال کی تردید کہ یوز آسف مسیح کا ایک شاگرد تھا ۳۶۱		علی نقی، حکیم کی شہادت کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے ۳۷۳
حضرت عیسیٰ کے سفر کشمیر کا نقشہ ۳۶۷	۲۳۳، ۲۲۹ ح	علی ہمدانی سید
آپ کے روحانی رفع کا ذکر ۳۶۲	۲۲۵	عمر حضرت
رفع عیسیٰ کی حقیقت ۳۶۲، ۳۶۱ ح	۳۷۴	عمر شاہ محلہ ڈیڈی کدل۔ سرینگر
یسوع لفظ کے معنی ۳۷۱ ح		عیسیٰ علیہ السلام حضرت ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۱۰، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۹، ۲۳۹، ۲۳۱، ۳۲۷، ۳۸۲، ۳۹۶ ح، ۳۹۷، ۳۹۷، ۴۰۷، ۴۱۰، ۴۱۳، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۳۲ ح، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۸۶، ۴۹۸، ۵۲۹، ۵۳۱، ۵۴۶، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰
حضرت مسیح کا صلیب کے بعد پھر جی اٹھنا ۳۹۶ ح		
حضرت عیسیٰ کے نزول کی حقیقت ۳۳۰		
یہودیوں کا حضرت عیسیٰ کو کافر کہنے کی وجہ اور ایسا کہنے کا انجام ۴۱۳		
حضرت مسیح نے ایک یہودی استاد سے سبقاً سبقاً توریت پڑھی		
۴۳۸		

## آپ کے دعویٰ

- ۲۱۰ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ
- ۲۰۶ اپنے دعویٰ کے متعلق وضاحت
- ۲۰۶ نبی، رسول ہونے کا دعویٰ
- ۲۱۰ آحضرت سے باطنی فیوض حاصل کرنے کا دعویٰ
- ۲۱۰ زمین میں خلیفۃ اللہ ہونے کا دعویٰ
- ۲۱۰ قرآن شریف پر مکمل ایمان کا دعویٰ
- ۲۱۰ کھلی کھلی وحی پر ایمان کا دعویٰ
- ۲۱۲ خَلق اور خَلق میں آحضرت کے ہم رنگ ہونے کا دعویٰ
- ۲۱۳ بنی فارس سے ہونے کا دعویٰ
- ۲۱۶ آپ کا اسرائیلی اور فاطمی ہونے کا دعویٰ
- ۲۳۸ خدا تعالیٰ کی قسم تھا کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ
- ۲۹۶ خدا تعالیٰ سے الہام پانے کا دعویٰ
- ۲۹۷ دس ہزار سے زیادہ عبادوں کے قبول ہونے کا دعویٰ
- ۳۶۲ خدا نمائی کا آئینہ میں ہوں
- ۱۶۸، ۱۶۷ ایاک نعبد والی آیت میں حقیقی عابد دراصل احمد ہے
- ۲۰۷ خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں
- ۲۱۳ حضرت علیؑ کی تفسیر القرآن آپ کو ماننا
- ۳۳۱ میرے جھٹلانے میں جلد بازی مت کرو
- علامات زمانہ**
- ۱۵۲، ۱۵۱، ۷۳، ۸، ۷ ضرورت زمانہ کی دلیل
- ۱۱۱، ۱۰۹ مسیح موعود ہی مہدی ہے
- جس طرح عیسیٰ نے بنی اسرائیل کے آخری زمانہ میں بغیر
- ۱۳۲، ۱۳۱ مقال کے اشاعت دین کی ویسے ہی مسیح موعود کرے گا
- ۱۳۳ علم کے ذریعہ خدا کی طرف بلائے گا اور مقال کو ختم کر دے گا
- مسیح موعود کے زمانہ کی قیامت اور جزا سزا کے دن کے
- ۱۳۳ ساتھ مشابہت
- ۱۳۷ مسیح موعود کے زمانہ کو یوم الدین کہنے کی وجہ
- اسلام کی کمزوری کے وقت آنا تاکہ اللہ حشر اور بعثت
- اور یوم الدین کا نمونہ دکھائے
- ۱۶۳، ۱۵۳، ۱۵۲

- ۵۹۸ حضرت عیسیٰ کا مردے زندہ کرنا
- ۶۳۹ کیا خون مسیح پر ایمان لانا حقیقی نجات عطا کرتا ہے
- ۶۴۰ خون مسیح کے نسخہ کا الٹا اثر اور غلط دعویٰ
- ۶۸۶ مریم کے عاجز بیٹے مسیح کو خدا قرار دینا
- ۶۸۶ مسیح میں خدا کی کوئی خصوصیت نہیں
- ۶۸۶ مسیح میں دوسرے انبیاء سے زائد کوئی خوبی نہیں پائی جاتی
- ۶۸۶ حضرت مسیح کی پیشگوئیوں کی کوئی حیثیت نہیں
- ۶۸۸ معجزات سے مسیح کی خدائی ثابت نہیں ہوتی
- مسیح کے معجزات کو استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ماننے
- ۶۸۸ سے تین مصیبتیں
- ۶۸۸ مسیح اور دوسروں میں ماہہ لاتیہ ز کیا ہے؟
- ۶۹۰ مسیح یا رام چند رو غیرہ کی خدا سے کوئی شراکت ثابت نہیں
- ۶۹۱ مسیح پر الزامات
- تورات، قرآن اور عقل حضرت مسیح کی خدائی کے مکذب ہیں
- ۶۹۳ ابن مریم کی خدائی کو جو محض باطل اور سراسر لغو اور جھوٹ
- ۶۸۸ ہے کیونکر قبول کر لیں
- ۶۹۶ حضرت مسیح کے حواری
- ۶۸۷ مسیح کے پیروکاروں کا مسیح کی پیروی میں نشان دکھانا
- ۶۹۶ دو ہزار برس ہونے کو آئے مسیح کا کوئی نام و نشان نہیں
- ۶۹۶ کیا ایلی ایلی لما سبقتانی کی دعا قبول نہیں ہوئی
- ۶۹۹ مسیح ابن مریم پر الزامات
- ۳۹۷، ۳۹۶ مسیح محمدیؑ کی مسیح موسویؑ سے مشابہت
- مسیح کے نفس سے مرنا دو قسم کا ہوگا
- ۳۹۷ (۱) روحانی طور پر۔ (۲) جسمانی طور پر
- عیسیٰ کی تکذیب کے وقت دو نشانوں کا ظہور
- ۳۹۷ (۱) آفتاب و ماہتاب کو گرہ بن لگنا (۲) طاعون پڑنا
- عیسیٰ ابن مریم کی حیات اور نزول میں علماء غلطی پر ہیں
- ۴۱۲
- غلام احمد قادیانی حضرت مرزا**
- مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام**
- ۲۳۷، ۲۱۶
- ۶۰۷، ۵۷۶، ۵۶۲، ۲۳۲

آپ کو بطور حکم معبوث کرنے کی غرض  
 مسیح موعود کو حکم اور آسمانی حکومت کا مظہر ٹھہرایا جانا اور  
 اس میں حکمت  
 آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں  
 مسیح موعود کے نام غلام احمد میں حکمت  
 آپ کو خاتم الاولیاء کا خطاب دیا جانا  
 محمدی مسیح کا نام ابن مریم رکھا جانا  
 باعتبار ظہور بین صفات محمدیہ کے محمد اور احمد کا نام

دیا جانا  
 آپ کا خدا سے وحی پا کر مسلمانوں کے دو عقیدوں میں  
 سے ایک عقیدے کا رد کرنا  
 آنحضرت ﷺ نے آپ کا نام نبی اللہ رکھا اور خاتم الخلفاء  
 ٹھہرایا اور آپ کو سلام کہا ہے  
 آپ کا نام مریم رکھا جانا  
 آپ کو مریم صدیقہ کی طرح و کن من الصالحین  
 الصدیقین کا حکم دیا جانا

### خاندانی حالات

آپ کے والد کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ کا آپ کا متکفل ہونا  
 آپ کی بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں  
 سے تھیں  
 بیماری میں آپ کو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورۃ یس  
 سنائی جانا  
 دریا کے پانی اور ریت کے ساتھ الہامی دعا پڑھنے سے  
 آپ کا بکلی صحت یاب ہونا  
 ایک شریف سید خاندان میں آپ کی شادی اور اولاد اور  
 شادی کی تمام ضروریات کا پورا ہونا  
 خدا تعالیٰ کا اپنے وعدہ کے موافق عین ناامیدی کی حالت  
 میں آپ کو شفا بخشنا

آپ کے زمانہ میں نئی نئی ایجادات اور عجائبات کا ظاہر ہونا  
 اس زمانہ میں کتابوں کی اشاعت کے سامانوں میں  
 وسعت رجحیت کے تحت ہے  
 زمین کے کناروں سے لمحوں میں خبروں کا ملنا  
 مسلمانوں پر طرح طرح کی بلاؤں کے نازل ہونے کے  
 بعد مسیح کا نزول ہوا  
 اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو جس طور پر چاہا ظاہر کیا۔ پس اپنے  
 رب کی بات مانو خا ہشت کی پیروی نہ کرو اور مہدی  
 ضالین کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوا  
 مسیح موعود کے زمانہ میں ضرور طاعون پڑے گی  
 عام موتوں کا پڑنا مسیح موعود کی علامات خاصہ میں سے ہے  
 مسیح موعود کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم اور اس کے  
 مخالفوں کا نام یہود رکھنا  
 مسیح موعود منا کے قریب ایسے ملک میں نازل ہوگا جو  
 دمشق کے شرقی طرف ہے  
 مسیح موعود کی بعثت کے وقت ستارہ ذوالسنین کا نکلتا  
 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اہل دنیا کی نیکی و بدی کے متعلق  
 ایک کشف میں بہت سے احکام قضا و قدر لکھنا  
 ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ قتل کے نتیجے میں حضرت مسیح موعود  
 کے وارث گرتاری

### مسیح موعود کے نام

مسیح موعود علیہ السلام کا نام حکم  
 حضرت مسیح موعود کا نام حکم رکھنے کی وجہ  
 مسیح موعود رجحیت اور جمالی شان کے لحاظ سے اسم احمد کا  
 مظہر ہے  
 مسیح موعود اپنی جماعت کے ساتھ اللہ کی صفت رجحیت اور  
 احمدیت کا مظہر ہے  
 انبیاء کی پیشگوئیاں کہ اسم احمد کی تجلی مسیح موعود کے ذریعہ  
 ظہور میں آئے گی

اللہ تعالیٰ نے میرے قلم اور کلمات کو معارف اور نکات کا منبع بنایا ہے

۲۲

ہم ایک حرف بھی اللہ کی مدد کے بغیر نہیں لکھ سکتے تھے ۱۹۸  
آپ کی تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دوحصہ پر منقسم ہوتی ہے ۲۳۳  
انشا پردازی اور نظم و نثر میں مقابل پر آنے والوں کے لئے انعام کا وعدہ حلفی ۲۳۹

### نشانات صداقت

کرامات میں سے جو عجب مجھے دیے گئے ہیں ان میں سے میرا کلام معجزات میں شامل ہے ۳۰

خدا کی طرف سے تلوار کی بجائے برہان اور بیان کا بطور نشان ملنا ۲۳، ۲۲

آپ کی صداقت کی دلیل لیکھرام کی موت اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کا یہ بندہ اس کی طرف سے ہے ۲۰۲  
۵۲۳

آپ سے موت ہٹائے جانے پر آپ کی زندگی کا ہر ایک سیکنڈ ایک نشان ہونا ۶۱۳

آپ کے ہاتھ سے ہزار بار روحانی مردے زندہ کئے گئے ۶۱۴  
آپ کو آسمانی نشانوں اور دوسرے دلائل کی تلوار دی گئی ہے ۶۱۶

### مسیح موعود اور مہر علی شاہ گولڑوی

خط لکھ کر مہر علی کا یہ شرط لگانا کہ تفسیر لکھنے سے قبل میرے ساتھ مباحثہ کریں ۲۵، ۲۳

آپ کا مہر علی کے مقابلہ کے لئے لاہور جانے کے لئے مشورہ لینا ۲۷، ۲۶

اے گولڑوی تو جان لے کہ آسمان نے تجھے اس لیے میری طرف بطور ہدیہ بھیجا ہے تاکہ تو زمین میں عبرت کا

نشان ٹھہر جائے نشان گولڑوی کے لاہور آنے کے بعد لوگوں کا سب و شتم میں حد کر

دینا اور بالآخر ان کی نجات کے لئے تفسیر لکھنے کا ارادہ ۳۶، ۳۵  
گولڑوی کی علییت کے اظہار کے لئے سورۃ فاتحہ کی تفسیر

کو بغرض امتحان اختیار کرنا ۳۱

### مسیح موعود کی بعثت کی اغراض

بعثت کا مقصد ۹، ۸

میں صدی کے سر پر اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ اسلام کو جمعیت عطا کروں اور قرآن اور نبی کریم پر جو حملے ہوئے

ہیں ان کا دفاع کروں خدا کی طرف سے مبعوث ہونے کا دعویٰ اور خدا کی طرف

سے نبی کریم کی مدت کے برابر ۲۳ برس تک وحی ملنے کا ذکر ۲۰۲  
کشتی بیعت تیار کرنے کا حکم ۲۲۶

مسیح موعود کی جلالی آمد کا وقت ۶۲۹

### مسیح موعود اور مخالفین

بعض علماء کا بجل اور تکبر کے باعث آپ کو قبول نہ کرنا ۱۰  
ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم میں اور ہمارے مخالفین

میں اس کے ذریعہ فیصلہ کر دے ۸۱  
علماء کو انفرادی طور پر فی البدیہہ قرآن کی کسی سورۃ کی تفسیر

کے لکھنے کے لئے مقابلہ پر بلا یا لیکن کسی نے قبول نہ کیا ۲۳، ۲۳  
اگر بادشاہ علماء کا لشکر قرآن کی تفسیر کے لئے میرے

مقابلہ پر تیار کرے تو پھر بھی وہ کامیاب نہیں ہوں گے ۳۱، ۳۰  
قرآن مجید کی کسی سورۃ کی عربی تفسیر لکھنے کے لئے مخالف

علماء کو مقابلہ کے لئے دعوت دینا ۲۳۱ ح  
مخالفین کو مقابلہ کے لئے بلانا مگر ان کا پیچھے ہٹنا اور فرار کی

راہ اختیار کرنا ۶۶، ۶۵  
مخالفین کی جان تو مخالفت کے بالمقابل آپ کے ساتھ

خدا کی عجزانہ تائید کا ثبوت ۲۰۸  
مخالفین کا آپ کو کذاب، دجال اور بے ایمان قرار دینا ۲۲۷

اہل حدیث یعنی حنفی لوگوں کا حضرت مسیح موعود پر لعنتوں کی مشق کرنا ۳۸۰

دشمنوں کا مجھ کو مقابل رکھ کر خود جھوٹے کے لئے دعا کرنا ۳۶۶ ح

آپ کی تصنیفات (نیز دیکھئے کتابیات)

میری ساری کتابیں خدا کی مدد سے ہیں ۱

سورۃ فاتحہ کی تفسیر کے لئے علماء کو ساتھ ملانے کی اجازت

۲۳۶۲

دینا اور اس کا سبب

گولڈوی کے بالمقابل مباحثہ کے لئے سامنے نہ آنے کی وجہ سے آپ نے اپنی تالیفات میں لکھا تھا کہ میں اب مباحثات میں نہیں پڑوں گا اور اس کا خدا سے وعدہ کیا تھا

۵۵

### تفسیر سورۃ فاتحہ

۵۸

سورۃ فاتحہ کے ذریعہ حاصل ہونے والی برکات کا ذکر سورۃ فاتحہ میں موعود اور مہدی معبود کے زمانہ کی بشارت

۷۱

دیتی ہے

مسیح موعود اور اس کی جماعت رحیمیت کے تحت عیسیٰ کی

۱۲۵

مانند جمال کے مظہر ہیں

۱۵۱

مسیح موعود کے ذریعہ صفت احمدیت کا ظہور

### مسیح موعود اور دعا

اللہ کے حضور نصرت اور انوار و برکات اور دشمنوں کے

۲۰۳

مقابلہ فتح کی دعا

۳۹۷

مسیح کے نفس سے مراد اس کی توجہ دعا اور اتمامِ حجت ہے

### انبیاء سے مشابہت

۳۸۰

آدم سے لے کر یسوع مسیح تک مظہر جمع انبیاء

آپ محمدؐ کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن

۳۸۱

کر آئے ہیں

۳۸۲

پہلے انبیاء کے نام سے موسوم کر کے ان سے تشبیہ دینا

آخری زمانہ میں بروز طور پر حضرت محمدؐ بھی دنیا میں

۳۸۴

ظاہر ہونگے اور حضرت مسیحؑ بھی

خدا اور رسول کا مسیح موعود کو تمام انبیاء کی صفات کا ملکہ کا

۲۲۶

مظہر ٹھہرانا

۵۰۵ تا ۵۰۳

مسیح موعود کی آدم سے مشابہت

۵۰۴

آپ آدم کی طرح تو آدم پیدا کئے گئے

۵۰۵

مسیح موعود آدم کی طرح جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہے

### آپ اور مسیح ابن مریم

۱۷۸

مسیح موعود کے آسمان سے آنے کے عقیدہ کا رد

۱۷۷

آسمان سے اب کوئی نہیں آئے گا سب خلفاء امتی ہوں گے

۲۳۳

مسیح موعود، مسیح سے بڑھ کر ہے

۲۳۹، ۲۳۳

مسیح ابن مریم سے بڑھ کر خدائی تائید حاصل ہونے کا دعویٰ

۶۹۸

مثیل عیسیٰ، عیسیٰ سے بڑھ کر ہے

### آپ کی نبوت

۲۱۰

خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول نام رکھے جانا

۳۸۱

مسیح موعود کا اپنے آپ کو باعتبار ظلمتِ کاملہ نبی اور رسول کہنا

۳۲۶

خدا اور اس کے رسول نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا

۳۶۲

آپ کی طرف کی گئی وحی الہی کو اضغاثِ احلام اور

۳۶۲

حدیث انفس کہنا تمام انبیاء کی نبوت سے انکار کرنا ہے

### آپ کا قبول و انکار

جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا اس کا پہلا ایمان بھی قائم

۳۶۱

نہیں رہتا

جو شخص مجھے قبول کرتا ہے وہ تمام انبیاء اور ان کے معجزات

۳۶۲

کو نئے سرے سے قبول کرتا ہے

### آپ کی پیشگوئیاں

جب ہم اس دنیا کو الوداع کریں گے تو پھر قیامت تک

کے لئے کوئی مسیح ہمارے بعد نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی آسمان

۷۳

سے نازل ہوگا اور نہ کوئی غار سے ظاہر ہوگا

۸۷

خدا کی طرف سے وعدہ کہ دجال آخری زمانہ میں قتل ہوگا

۲۱۰

ڈیڑھ سو پیشگوئیوں کا پورا ہونا

۲۲۶

براہین احمدیہ میں طاعون کی نسبت پیشگوئی

۲۳۰

قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھنے کی پیشگوئی

۲۳۱

قادیان کی ترقی کی پیشگوئی

لیکھرام کے حق میں پیشگوئی پوری ہونے پر قادیان کے

۳۹۰

آریہ کا سلسلہ سے عناد رکھنا

۳۱۰ تا ۳۰۴

مخالفین کے مقابل پر مختلف پیشگوئیوں کا ظہور

دس دن کے بعد روپیا آنے اور پھر امرتسر جانے کی نسبت  
پیشگوئی ۵۱۲

مولوی غلام علی کے شاگرد نور احمد منکر الہام کا قادیان آنا اور  
اسی دن اور اس کے سامنے ایک الہام کا واقع ہونا ۵۱۳، ۵۱۴

حاجی محمد ارباب لشکر خان کے قرائنی کے روپیا آنے کے  
متعلق پیشگوئی اور اس کا وقوع کداس کے لڑکے سرور خان  
نے روپے بھیجے ۵۱۴

انگریزی الہامات میں جماعت اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل  
اور نصرت سے متعلق پیشگوئیوں کا نظہور ۵۱۵، ۵۱۶

دو جماعتیں عطا کرنے کے متعلق پیشگوئی ایک وہ جو نزل  
آفات سے پہلے قبول کرے گی دوسری وہ جو نشانوں کو دیکھ  
کر قبول کرے گی ۵۱۸، ۵۱۹

براہین احمدیہ کی تالیف کرنے کے متعلق پیشگوئی ۵۱۹

شرمیت آریہ کے بھائی بشمر داس اور خوشحال کے قید سے  
رہائی و عدم رہائی کے سلسلہ میں پیشگوئی ۵۱۹، ۵۲۰

موروثی اسامیوں کے مقدمہ کے خارج ہونے پر پندرہ  
آدمیوں کی گواہی لیکن ڈگری ہونے کے متعلق آپ کی  
پیشگوئی کا پورا ہونا ۵۲۱

لیکھرام والی پیشگوئی میں دو امر کی خبر دیا جانا ۵۲۳

لیکھرام کے قتل اور اس کے بعد کے فتنہ اور مخالفتوں پر خدا  
کے زور آور حملوں کے متعلق پیشگوئی ۵۲۲ تا ۵۲۳

لیکھرام کے متعلق کی گئی پیشگوئی کو قبول نہ کرنے والوں پر  
لیکھرام والی پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے جلالی رنگ  
میں تھی ۵۲۶

لیکھرام کی نسبت پیشگوئی کا بہت قوت اور شوکت سے جلالی  
رنگ میں نظہور ۵۲۷

لیکھرام کی ہلاکت کی نسبت پیشگوئی اور معترضین کے  
اعتراضوں کا جواب ۵۲۷، ۵۲۸

لیکھرام کی حضرت مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کہ یہ شخص تین  
برس تک ہیضہ سے مر جائے گا ۵۲۳

طاعون کی بلاناہل ہونے کی پیشگوئی ۵۳۳

برطانیق پیشگوئی حضرت مولانا نور الدین کے بیٹے عبدالحی  
کے جسم پر خوفناک پھوڑوں کا نکلنا ۲۰۷

برطانیق پیشگوئی عبدالحق غزنوی کی زندگی میں چوتھے لڑکے  
کا پیدا ہونا ۲۰۷

والد بزرگوار کی وفات کے متعلق پیشگوئی کرنا ۲۹۶ تا ۲۹۷

خدا تعالیٰ کی نصرت اور سلسلہ رجوع خلائق نہ بند ہونے کے  
متعلق پیشگوئیوں پر مشتمل الہامات کا ذکر اور ان کا وقوع ۲۹۷ تا ۵۰۰

فوج در فوج لوگوں کے رجوع کی پیشگوئی کا وقوع ۵۰۱

صفدا اور اصحاب الصفہ سے متعلق الہامات میں مندرجہ  
پیشگوئی کا وقوع ۵۰۲

ینقطع اباہ ک و یبدا منک میں آپ کی شہرت آپ  
کے خاندان کی شہرت سے بہت زیادہ بڑھنے کا ذکر ۵۰۲، ۵۰۳

الہام ارادت ان استخلف فخلقت ادیم میں آدم کی  
خلافت کی طرح آپ کی خلافت کو اپنے ہاتھوں سے زمین  
پر جانے کی پیشگوئی کا وقوع ۵۰۳

الہام وان یرو الایۃ یعرضوا..... میں منافقین کو شق القمر  
کی طرح خسوف کا نشان دکھائے جانے کی پیشگوئی کے  
وقوع کا ذکر ۵۰۶، ۵۰۷

الہام کنز ع اخرج شطاہ میں سلسلہ کی عظیم الشان  
ترقی کی پیشگوئی ۵۰۸

الہام فبراہ اللہ مما قالوا میں الزامات لگائے جانے  
اور ان سے براعت کے متعلق پیشگوئی ۵۰۹

بہت سے ارادت مند اور کثیر جماعت دیئے جانے کے  
متعلق پیشگوئی ۵۰۹

بلاغت اور فصاحت اور حقائق اور معارف دیئے جانے کے  
متعلق پیشگوئی ۵۱۰

طاعون کے متعلق پیشگوئی ۵۱۰، ۵۱۱

طاعون کی وبا اور سلسلہ کے مخلصین کے بچائے جانے کی نسبت  
پیشگوئی ۵۱۱

نجرام کہ وقت تو نزدیک رسید میں محمد یوں کے لڑھے سے نکال  
کر بلندا اور مضبوط منار پر ان کا قدم پڑنے کے متعلق پیشگوئی ۵۱۱

اکیس روپیا آنے کی نسبت پیشگوئی ۵۱۲

۵۶۸، ۵۶۷ سادات کے گھر میں نکاح کی بشارت  
 ۵۲۶، ۵۲۵ مسجد مبارک والی پیشگوئی میں تین قسم کے نشان  
 ۵۶۹ مخالفتوں کی انتہائی مخالفت کے باوجود ان کی ناکامی کے  
 ۵۶۹ متعلق پیشگوئی  
 ۵۶۹ سید احمد خان کی جلد وفات کے متعلق پیشگوئی  
 ۵۷۲، ۵۷۱ چار لڑکوں کی موت  
 ۵۷۲ عبدالحق غزنوی سے مہلبہ کے نتیجے میں خدائی نشان کا ظہور  
 ۵۷۲ مہر علی شاہ کے محمد حسن کی کتاب کے سرقہ سے پوری  
 ۵۷۲ ہونے والی پیشگوئی  
 ۵۷۲ جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں آپ کے مضمون کے  
 ۵۷۳ بالارہنے سے متعلق پیشگوئی  
 ۵۷۴ تین کو چار کرنے والا مبارک  
 ۵۷۴ احمد بیگ ہوشیار پوری کے اپنی لڑکی کے کسی دوسرے  
 سے نکاح کرنے کے بعد تین سال کے عرصہ میں  
 ۵۷۴ مرجانے سے متعلق پیشگوئی  
 ۵۷۴ مقدمہ قدامت قتل ازہنری مارٹن کلارک میں حضور  
 کے باعزت بری ہونے کے متعلق پیشگوئی  
 ۵۷۴، ۵۷۳ شیخ مہر علی پرایک بلا اور مصیبت کے آنے اور  
 ۵۷۹ صرف آپ کی دعا سے دور ہونے کی پیشگوئی  
 ۵۸۰ ماتھے خاں کے بیٹے شمس الدین پٹواری کے روپیہ  
 جھینے سے متعلق پیشگوئی  
 ۵۸۰ صاحبزادی نواب مبارک بیگم کی پیدائش سے متعلق پیشگوئی  
 آپ کا پیشگوئی کرنا کہ نجف علی میری مخالفت اور  
 ۵۸۴ نفاق میں باتیں کرتا ہے  
 ۵۸۵ اپنے والد کی وفات سے متعلق الہامی پیشگوئی کا پورا ہونا  
 ”یہاں تیرے لیے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے  
 ہے“ میں خدائی کے جماعت کے متکفل ہونے کے متعلق  
 ۵۸۵ پیشگوئی کرنا  
 ۵۸۵ سادات کے خاندان میں شادی اور اس کی تمام ضروریات  
 کے پورا کرنے کے لئے خدائی وعدہ اور اس سے مبارک  
 ۵۸۷، ۵۸۶ اولاد ہونے کی پیشگوئی

۵۲۵، ۵۲۴ سادات کے گھر میں نکاح کی بشارت  
 ۵۲۶، ۵۲۵ مسجد مبارک والی پیشگوئی میں تین قسم کے نشان  
 ۵۲۶ مخالفتوں کی انتہائی مخالفت کے باوجود ان کی ناکامی کے  
 متعلق پیشگوئی  
 ۵۲۶ آتھم اور پھر کلارک کے دعویٰ اقدام قتل کے وقت مسلمانوں  
 اور عیسائیوں کے مل کر فتنے سے متعلق پیشگوئی  
 ۵۲۷ آتھم والی پیشگوئی کا خلاصہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں  
 ہی مرے گا  
 ۵۲۸ عبداللہ آتھم سے مباحثہ اور اپنے متعلق پیشگوئی سننے پر دجال کہنے  
 سے رجوع کرنا اور آخر اٹھائے شہادت میں جلد فوت ہونا  
 ۵۲۶ تا ۵۲۷ آتھم والی پیشگوئی خدائی کی طرف سے جمالی رنگ میں تھی  
 ۵۲۶ مخالفتوں کے منصوبوں اور مقدمات اور قتل کے فتووں کے  
 مقابلہ میں حفاظت کے متعلق پیشگوئی  
 ۵۲۹ تا ۵۲۸ محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی کے فتنہ بکفیر  
 اور ان کی ناکامی سے متعلق پیشگوئی  
 ۵۳۱، ۵۳۰ طاعون سے متعلق روڈیا اور الہامات میں پیشگوئیاں اور ان  
 کا وقوع  
 ۵۳۲، ۵۳۱ پنڈت دیانند کے مرنے سے تین ماہ پہلے اس کی موت  
 کی پیشگوئی  
 ۵۳۶ عبداللہ خان ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف سے روپیہ  
 آنے سے متعلق پیشگوئی اور اس کا ظہور  
 ۵۳۷ پنڈت ملاواہل کے مرض دق سے شفا پانے کے متعلق پیشگوئی  
 ۵۳۸ براہین احمدی کی طاعت کے سلسلہ میں دعا اور جواب کہ  
 بالفعل نہیں اور مدت تک روپیہ نہ آنا  
 ۵۳۸ سفیر روم کی درخواست دعا کے جواب میں دو پیشگوئیاں  
 ۵۶۵ حسین بک کامی سفیر روم کو فرمانا کہ ترکی گورنمنٹ کے  
 شیرازہ میں ایسے دھاگے ہیں جو خداری کی سرشت  
 ۵۶۶، ۵۶۵ ظاہر کرنے والے ہیں  
 حضرت مولوی نور الدین کو پیرانہ سالی اور نومیدی کے بعد  
 ۵۶۷ ایک لڑکے کی خبر جس کے بدن پر پھوٹے ہوں گے

- مرزا یعقوب بیگ کے اسٹنٹ سرجن کے امتحان میں  
۶۰۱ پاس ہوجانے کی پیشگوئی  
کنجراں ضلع گورداسپور کے سفر میں نقصان کے متعلق  
۶۰۸ پیشگوئی کا وقوع  
ڈاکٹر بوڑے خان کا مطابق پیشگوئی بے ہوش ہو کر پھر غش  
۶۰۹ کھا کر وفات پا جانا  
۶۰۹ برطابق پیشگوئی لدھیانہ کے سفر میں نقصان ہونا  
حسب الہام سیٹھ عبد الرحمان کے کاروبار کا اچھا ہوجانا  
۶۱۱ اور ایک اور بتلا پیش آنا  
۶۱۲ میاں عبد اللہ سنوری کے ایک کام کا مطابق الہام الہی نہ ہونا  
۶۱۲ مطابق الہام الہی پچاس روپیہ آنا  
ذیابیطس کے سبب پیشاب کی کثرت سے کاربکل کا اندیشہ  
۶۱۳ لیکن برطابق پیشگوئی آپ سے موت ہٹائی گئی  
ایک الہام کے مطابق حضرت ام المومنین کا پہلے بیمار  
۶۱۳ ہونا پھر شفا پانا  
۶۱۴ ایک الہامی دعا اور اسکے مطابق مبارک احمد کا شفا پانا  
کشف کے ذریعہ اطلاع ملنے پر بتانا کہ سید عباس علی  
۶۱۸ لدھیانوی کا انجام اچھا نہیں  
۶۲۹ مسیح موعود کے متعلق پیشگوئیاں  
کیا بعض پیشگوئیوں کا استعارات کے رنگ میں پورا  
۶۳۰ ہونا جائز نہیں

### متفرق

- عید الضحیٰ کے روز محض خدائی قوت سے نبی البدیر عربی تقریر کرنا  
۵۸۸ ایک مولوی صاحب کا کتاب نبراس تالیف صاحب زمر دکا  
حاشیہ لکھتے ہوئے حضور کے حق میں کسرہ اللہ کی بددعا کرنا  
لیکن حاشیہ ختم کرنے سے قبل اس کی ساری اولاد کا مرجانا  
۵۸۰ میں مسکینوں کے لبادے میں آیا ہوں  
۳۰ خدا کی راہ میں اپنے نفس پر موت وارد کرنے کی صورت میں  
۲۹ اس کے فضلوں کا نازل ہونا  
۳۲۸ مسیح موعود حسینؑ سے افضل ہیں

- میر محمد اسماعیل کا پٹیا لہ سے خط لکھنا کہ میری والدہ اور اسحاق  
فوت ہو گیا ہے لیکن آپ کو بذریعہ الہام اس خبر کے خلاف  
واقعہ ہونے کی اطلاع ملنا  
۶۱۰، ۶۱۱ شیخ نجفی کے نشان طلب کرنے پر چالیس روز تک اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے نشان دکھلائے جانے کی پیشگوئی  
۵۸۷ عید الضحیٰ کی صبح کو الہام ہونا، کچھ عربی میں بولو، تو برطابق  
پیشگوئی خطبہ الہامیہ دینا  
۵۸۸ برطابق پیشگوئی خلیفہ نور الدین جموں کا مع اہل قادیان آنا  
۵۸۹ مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین پر اکتیس ماہ کے اندر  
ایک مصیبت آنے کی پیشگوئی اور اس کا وقوع  
۵۸۹ فقہ لبت فیکم عمراً من قبلہ میں بے داغ زندگی  
بسر کرنے کے متعلق پیشگوئی  
۵۹۰ زمین کے مقدمہ میں مرزا غلام قادر کی فتیائی کے یقین کے باوجود  
آپ کا بذریعہ الہام پیشگوئی کرنا کہ کامیابی نہیں ہوگی  
۵۹۰، ۵۹۱ خواجہ جمال الدین کے امتحان منصفی میں فیل ہونے کے  
بعد ان کے عہدہ میں ترقی کی پیشگوئی  
۵۹۱ امام بی بی کے مرجانے اور اس کی زمین نصف آپ کو اور  
نصف دیگر شہر کا، کو ملنے سے متعلق پیشگوئی  
۵۹۱، ۵۹۲ تین اعضاء پر نعمت نازل ہونے سے متعلق پیشگوئی  
۵۹۲، ۵۹۳ صاحبزادی عصمت بی بی کی وفات سے متعلق پیشگوئی  
۵۹۳ مسجد کی راہ میں دیوار کھینچنے پر عدالت میں چارہ جوئی کرنا  
اور اس میں فتح کے متعلق الہامی پیشگوئی  
۵۹۴ مرزا غلام قادر کے بیمار ہونے اور پھر شفا پانے کے متعلق  
پیشگوئی  
۵۹۵ برطابق خواب مرزا غلام قادر کی وفات کے متعلق پیشگوئی  
کا وقوع  
۵۹۵ علی محمد خان نواب جمجھری کی منڈی کے بے رونق ہونے کے  
متعلق پیشگوئی کا پورا ہونا  
۵۹۶، ۵۹۷ مرزا مبارک احمد کو چوٹ لگنے اور کریمہ خون سے بھرنے کے  
متعلق پیشگوئی  
۵۹۸ مرزا ایوب بیگ کی وفات کے متعلق کی گئی پیشگوئی کا ظہور  
۶۰۰



۶۱۰	فتح خان	لبض امراض کے علاج کے لئے آپ کو بعض ادویہ
۶۱۷	فتح دین میاں	بذریعہ وحی معلوم ہونا
۵۵۱	فتح علی شاہ سید	مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ کا آپ پر ظہور
۵۳۰، ح ۲۶۱، ۲۳۱	فرعون	امام موعود دونوں سلطنتوں کا مالک کیا گیا
۵۷۵، ح ۲۵۶، ۲۱۷، ۱	فضل الدین بھیروی حکیم حضرت	مقدمہ اقدم قتل میں عبدالحمید کے عدالت میں اقرار پر
۵۷۲، ۵۶۷، ۶۰۲، ۶۰۰، ۵۹۲، ۵۹۱، ۵۸۹، ۵۸۷	فضل الہی حکیم حضرت	حضور کا بری ہونا
۵۷۵	فضل الہی شیخ آنریری مجسٹریٹ	غلام حسن مہرا بن نوالدین۔ صفا کدل (سرینگر)
۵۵۳	فضل شاہ سید	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
۵۹۳	قادر دو بے۔ خادم درگاہ اندرواری	غلام دینگے تصوری مولوی ۲۰۹، ۲۶۰، ۲۶۶، ۵۲۳، ۵۳۵، ۵۸۱
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	غلام رسول مہراجی محلہ ملک پورہ زینہ کدل (سرینگر) کی
۵۷۸	قطب الدین مولوی	شہادت کے خانیار کی قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
۵۶۱، ۵۴۵	قطب الدین میاں مسگر۔ امرتسر	غلام علی مولوی
۳۷۴	قمر الدین مہر۔ زینہ کدل (سرینگر)	غلام قادر مرزا حضرت (برادر حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
۳۶۷	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۶۰۳، ۵۹۵، ۵۹۰
۶۹۰	کرشن علیہ السلام حضرت	غلام قادر مولوی
۶۲۰، ح ۲۵۸، ح ۲۵۵، ۲۵۳	کرم الدین مولوی	غلام محمد حکیم متصل ڈل۔ حسن محلہ سرینگر
۵۵۸	کرم الہی قاضی حضرت ڈاکٹر	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
۵۶۲	کسرئی ایران	غلام محمد مولوی
۵۲۸، ۵۰۳	کلارک ڈاکٹر مارٹن	غلام محی الدین بکھو کے
۵۷۶	ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ قتل کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود کے وارنٹ گرفتاری	غلام محی الدین زرگر کچہ بل۔ خانیار۔ سرینگر
۵۷۵، ۵۶۶، ۵۵۵، ۵۴۳، ۵۰۰	کمال الدین خواجہ	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
۶۱۷، ۵۹۹، ۵۹۱، ۵۷۷	کوڈا	غلام مرتضیٰ حضرت مرزا (والد حضرت مسیح موعود)
۵۸۰		غلام نبی شاہ حسینی مہر
		عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
		ف، ق، ک
		فاطمہ الزہراء حضرت



سورۃ فتح میں آنحضرتؐ کی رسالت اور دین کے غالب کردینے کا ذکر	۴۵۷	اس عقیدہ کا رد کہ نبی کریمؐ کو یہ مجاہد جو عطا کیے گئے ہیں ان سے عیسیٰؑ کی طرح شرک کا عقیدہ پیدا ہونے کا ڈر ہے	۱۱۰، ۱۰۹
محمد مولوی	۵۲۳	اللہ کا نبی کریمؐ کو رحمان کے تحت محمد اور رحیم کے تحت احمد	
محمد احسن امر وہیؒ حضرت مولوی	۵۷۸، ۵۰۰	قراردینا اور اس میں راز	۱۱۶
محمد اروڑا خان منشیؒ حضرت	۵۷۶، ۵۳۳	نبی کریمؐ کو رحمان و رحیم کے نور اس وقت عطا کر دیا گیا تھا	
محمد اسحاق میرؒ حضرت	۶۱۱، ۶۱۰	جبکہ آدمؑ ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے	۱۱۹، ۱۱۸
محمد اسکندر۔ محلہ شمس واری (سرینگر)		نبی کریمؐ اللہ تعالیٰ کی صفات رحمان و رحیم کی طرح موسیٰ	
عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۳۷۴	اور عیسیٰؑ کے نور سے مرکب ہیں	۱۱۹
محمد اسماعیل میر مسگر۔ محلہ دری بل (سرینگر)		انبیاء میں سب سے کامل و افضل ہمارے نبیؐ ہیں	۱۳۶، ۱۳۷
عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۳۷۴	اللہ کے لوگوں کو مارنے کے بعد حشر کے نمونے حضرت عیسیٰ	
محمد اسماعیل میرؒ حضرت	۶۱۱، ۶۱۰، ۵۷۸	اور نبی کریمؐ کی شکل میں گزر چکے ہیں	۱۶۴
میر محمد اسماعیل کا پٹیلہ سے خط لکھنا کہ میری والدہ اور اسحاق		حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روحانی افاضہ سے میں بھی	
فوت ہو گیا ہے لیکن آپ کو بذریعہ اہام اس خبر کے خلاف		رسول اور نبی ہوں	۲۱۱
واقعہ ہونے کی اطلاع ملنا	۶۱۱، ۶۱۰	آنحضرت ﷺ کا کسی کے باپ ہونے کی نفی	۲۱۳
محمد اسماعیل علیگرہی	۵۸۱	آپ ہزار دفعہ دنیا میں بروز رنگ میں آسکتے ہیں	۲۱۵
محمد افضل خان	۵۱۲	آپ کے سلسلہ کی موسوی سلسلہ سے مشابہت	۳۳۱
محمد باقر امام	ح ۴۲۷	آنحضرتؐ کے اس زمانہ میں دنیا کے ہر ایک پہلو میں سہولت	
محمد بخش۔ طاعون سے مرا	۵۳۵	کے ایک نئے رنگ کا ظہور	ح ۴۰۱
محمد بیگ میرزا ٹھیکیدار۔ محلہ مدینہ صاحب۔ سرینگر		آنحضرتؐ کی تدریجی ترقی کا سرچشمہ قرآن ہے	۴۲۱
شہادت دی کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے	۳۷۳	علم غیب خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے	۴۲۱
محمد جان میاںؒ کپور تھلہ حضرت	۶۱۷	آنحضرتؐ کے لیے ضرور نہ تھا کہ عصا کا سانپ بناتے	
محمد جیو زرگر ولد رسول چوہ۔ فتح کدل سرینگر		بلکہ قرآن شریف کے معجزہ کو قائم مقام عصا ٹھہرایا	۵۰۵
عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۳۷۴	خدا کی محبت کاملہ کے تمام آثار آپ میں موجود تھے	۶۶۶
محمد جیو میر محلہ دری بل		قرآن کریم سے آپ کی شفاعت کا ثبوت	۶۸۰
عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت	۳۷۴	آپ کی پیروی سے انسان کا خدا کا محبوب بن جانا	۶۸۰
محمد چٹولا ہور	۵۳۳	کامل اطاعت اور تعلق شدید سے آپؐ پر اترنے والے	
		نور سے حصہ ملتا ہے	۶۸۱
		آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال	۶۹۴

محمد صادق مفتی حضرت ڈاکٹر ۵۲۶، ۵۵۶، ۵۶۵،

۵۶۷، ۵۷۰، ۵۷۲، ۵۷۵، ۵۷۷، ۵۸۰، ۵۸۸، ۵۸۹،

۵۹۱، ۵۹۴، ۶۰۰، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۹، ۶۱۱، ۶۱۳، ۶۱۵،

محمد صدیق پاپوش فروش۔ محلہ شمس واری سرینگر

عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت ۳۷۴

مصطفیٰ (امامیہ) والد حیدر علی مولوی ۳۷۳

محمد عظیم (امامیہ) سنگین دروازہ۔ سرینگر

ان کی شہادت کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے ۳۷۳

محمد علی مولوی حضرت ۵۰۰، ۵۵۶، ۵۷۰، ۵۷۲، ۵۷۷، ۵۸۰،

۵۸۹، ۵۹۱، ۵۹۴، ۶۰۰، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۹، ۶۱۱، ۶۱۳، ۶۱۵،

محمد علی خان نواب حضرت ۵۰۰، ۵۹۶،

محمد عمر محلہ شمس راری (سرینگر)

عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت ۳۷۴

محمد کرم الدین ہمیں تحصیل چکوال ۴۵۷، ۴۵۵

محمد لشکر خان حاجی ارباب ۵۱۳، ۵۱۵،

محمد یحییٰ والد رسول مہر۔ کشمیر ۳۷۳

محمد یعقوب برادر حافظ محمد یوسف ۶۱۵، ۶۱۸،

محمد یوسف بیگ مرزا۔ سامانوی ۶۰۱

محمد یوسف حافظ ۶۱۵، ۶۱۷، ۶۱۸،

محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار ۳۸۸

محمد الدین اکھو کے والے ۴۶۱، ۵۲۴، ۵۳۵، ۵۸۱،

مدار شاہ (شاہ مدار) ۲۲۳

مریم حضرت ۳۶۷، ۵۲۱، ۶۸۶، ۶۸۸، ۶۹۱،

آپ کو الہام ہونا ۳۶۷

مسئلہ کذاب ۴۰۹

معراج الدین میاں حضرت ۵۵۹

ملاواہل لالہ ۴۹۵، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۳۸، ۵۵۴، ۵۶۱، ح،

۵۸۱، ۵۸۵، ۵۸۶،

محمد حاجی کلال دوری

عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت ۳۷۴

محمد حسن ۴۴۳، ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ح،

۴۵۶، ۴۶۰، ح

محمد حسن سید خلیفہ وزیر اعظم پٹیالہ ۶۰۹، ۴۵۵،

۴۵۶، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۵۸، ۴۵۹،

محمد حسن فیضی مولوی ساکن موضع بھین ۴۴۵، ۴۴۶، ح،

۴۴۸، ح، ۴۴۹، ح، ۴۵۰، ح، ۴۵۱، ۴۵۲،

۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹،

محمد حسین بٹالوی مولوی ۲۵، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵،

۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷،

۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵،

محمد حسین کوپتان ڈگل کی عدالت میں کرسی مانگنے پر

جھڑکیاں ملیں ۵۶۷

محمد حسین بٹالوی کوچیلنج

مہر علی گلوڑ وی کا اسے حضرت اقدس کے ساتھ مباحثہ کے

لئے منصف ٹھہرانا ح ۲۵

محمد خان شیخ وزیر آباد ۵۵۹

محمد خان منشی حضرت کپوتھلوی ۵۴۳، ۵۷۷، ۶۱۸،

محمد خضر عالی کدل سرینگر

عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت ۳۷۴

محمد سعد الدین عتیق، برادر میر واعظ صاحب

شہادت دی کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے ۳۷۳

محمد سلطان میر راجوری کدل سرینگر

شہادت دی کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے ۳۷۳

محمد شاہ ولد عمر شاہ محلہ ڈیڑی کدل سرینگر

عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت ۳۷۴

محمد شریف حکیم کلانوری ۴۹۵

۲۹۵	ملا وال سے الیس اللہ بکافِ عبده والی مہربانوا
۳۷۳	مہمہ چیو، صراف کدل (سرینگر)
۶۰۲، ۵۷۸، ۵۶۲	شہادت دی کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
۲۳۱، ۲۱۹، ۲۱۵، ۲۱۰، ۱۰۷	منظور محمد پیر حضرت صاحبزادہ
۵۳۰، ۴۸۶، ۲۶۱، ۲۳۹، ۲۰۰، ۳۸۲، ۳۲۱، ۳۱۱	موسیٰ علیہ السلام حضرت
۶۹۹، ۶۹۸، ۶۹۳، ۶۹۲، ۶۸۹، ۶۷۹، ۵۷۹	موسیٰ کی والدہ کو الہام ہونا
۲۶۷	خدا تعالیٰ کا کوہ سینا پر موسیٰ کو چہرہ دکھانے سے انکار
۶۹۳	موسیٰ کا جلالی ٹھہروالے نبی کی پیشگوئی کرنا اور اس کا پورا ہونا
۱۲۵	ان کا اپنی صفات کی مناسبت سے بعد میں ایک نبی کے
۱۲۶	آنے کی پیشگوئی کرنا
۱۴۳	موسیٰ کے خلفاء کا سلسلہ مالک یوم الدین کے نکتہ پر ختم ہوا
۱۴۳	نبی کریم کی حضرت موسیٰ سے مماثلت اور نبی کریم کے
۱۴۲، ۱۴۳	خلفاء کی موسیٰ کے خلفاء سے مماثلت
۳۳۱، ۱۸۷، ۱۸۶	موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مشابہت
۳۷۴	موسیٰ چیو۔ نرورہ۔ کشمیر
۳۹۱	مولانا (چوکیدار) قادیان
۵۷۶	مولانا بخش شیخ حضرت سوداگر سیالکوٹ
۶۲۰، ۳۷۷	مہدی حسین میر حضرت ہتم کتب خانہ
۳۷۳	مہدی حکیم سنگین دروازہ (سرینگر) کی شہادت کہ یہ قبر
۳۷۳	عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
۴۴۳، ۴۴۲، ۴۴۰، ۴۳۲، ۴۳۱، ۴۲۹، ۴۲۲	مہر علی شاہ پیر
۴۵۱، ۴۵۰، ۴۴۹، ۴۴۸، ۴۴۷، ۴۴۶، ۴۴۵، ۴۴۴	
۶۰۲، ۵۷۲، ۵۶۸، ۵۰۹، ۴۵۷، ۴۵۶، ۴۵۵، ۴۵۴	اس کے تبعین کے نزدیک اس کا مقام و مرتبہ
۲۳	انہیں تفسیر نویسی کی دعوت اور ۷۰ دن کے اندر اندر لکھنے کی شرط
۲	اس کا لاہور پہنچنا اور دعویٰ کرنا کہ میں تو تفسیر نویسی کے
۲۶	لئے آیا ہوں
۵۶۸	پیر مہر علی شاہ کو حضور کی اہانت چاہنے کے نتیجہ میں ذلتوں
۲۸	کالیوں دینا اور مہر علی کی تعریف کرنا
۳۵، ۳۳	مہر علی نے صرف لوگوں سے تعریف حاصل کرنے کی خاطر
۳۹، ۳۲	لاہور سفر کیا
۴۴، ۴۳	اگر تو وہ واقعی قرآن کا عالم ہے تو پھر اسے اس مقابلہ سے کیوں
۵۰، ۴۹	خوف ہے اسے تو خوش ہونا چاہیے کیونکہ اس کے مخفی کمالات
۲۳۸	کے ظہور کا وقت ہے
۴۳۲	اس کی علمیت کا حال
۲۳۸	اس کا فرار اور مختلف کمر اختیار کرنا
۴۳۲	پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو چیلنج
۴۵۰	پیر مہر علی شاہ کا نام مہر علی رکھنے کی وجہ
۵۷۹	پیر مہر علی شاہ کی کتاب سیف چشتیانی کو درحقیقت
۶۲۵	ظہور چشتیانی کہنا چاہیے
۶۱۵، ۶۰۰، ۵۹۲، ۵۷۸، ۵۷۵، ۵۵۶، ۵۰۰	مہر علی شیخ رئیس ہوشیار پور
۳۷۳	میر کا تیل
۳۷۳	ناصر نواب میر حضرت
۳۷۳	نبی شاہ امام مسجد گاد کدل۔ سرینگر
۳۷۳	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
۵۵۸، ۵۴۵	نبی بخش میاں رفوگر حضرت تاجر پشیدہ امرتسر
۳۹۲	تھو (چوکیدار)
۵۸۲	نجف علی
۵۸۷	نجفی شیخ
۵۶۲	نجم الدین بھیروی میاں حضرت
۴۳۰	نذر علی پشاور
۵۳۰، ۲۳۱	نذیر حسین دہلوی مولوی
۲۳۸	مولوی نذیر حسین دہلوی کو چیلنج

و، ۵، ۵، ۵

۲۲۶، ۲۲۳	وائٹ بریجٹ پادری
۵۱۲	وزیر سنگھ
۲۲۱	ہارون علیہ السلام حضرت
۵۳۰	ہامان
۵۲۲، ۵۲۱	ہدایت علی حافظ
۲۱۴، ۳۸۲	یحییٰ علیہ السلام حضرت
۲۲۰	آپ کی فضیلت
۳۸۰	یزید
	یشوع بن نون
۶۹۵، ۶۹۱، ۶۹۰، ۶۸۶	یسوع مسیح (دیکھئے عیسیٰ علیہ السلام)
۲۱۲	آپ موسیٰ کے بروز تھے
۶۷۹، ۲۸۶	یعقوب علیہ السلام حضرت
۵۶۶، ۵۶۳، ۵۵۹	یعقوب بیگ مرزا حضرت
۶۰۱، ۶۰۰، ۵۷۵	
۶۱۶، ۶۱۵، ۵۹۴، ۵۶۶	یعقوب علی شیخ حضرت
۶۹۹، ۶۲۶، ۴۱۳	یوحنا حضرت
	یوز آسف
۳۷۳، ۳۶۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے
۵۷۹، ۴۸۶، ۳۸۲، ۳۲۸	یوسف علیہ السلام حضرت
	یوسف شاہ - نزورہ - سرینگر
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت

۵۹۴، ۵۸۹	نظام الدین مرزا
۵۶۳، ۵۵۹	نواب خاں ششی تحصیلدار گجرات
۶۸۹، ۴۸۶، ۳۲۸، ۳۸۲	نوح علیہ السلام حضرت
۲۳۱	قوم نوح
۵۱۴، ۵۱۳	نور احمد میاں حافظ امرتسری
۵۷۲، ۵۶۱، ۵۴۵	نور احمد شیخ مالک مطبخ ریاض ہند امرتسر
۴۹۹، ۴۵۵، ۴۰۷، ۳۸۹	نور الدین حضرت حکیم مولانا
۵۷۴، ۵۷۱، ۵۷۰، ۵۶۷، ۵۶۶، ۵۵۵، ۵۴۲	
۵۹۴، ۵۹۱، ۵۸۹، ۵۸۸، ۵۸۷، ۵۸۳، ۵۸۰، ۵۷۷	
۶۱۴، ۶۱۳، ۶۱۱، ۶۰۹، ۶۰۸، ۶۰۷، ۶۰۶، ۶۰۰، ۵۹۹	
	حضرت مولوی نور الدین کو پیرانہ سالی اور نومیدی کے بعد
۵۶۷	ایک لڑکے کی خبر جس کے بدن پر پھوڑے ہوں گے
	آپ کے اقارب کی نسبت ایک بے اصل بات کو شہرت دینا
۳۸۹	(کہ آپ کی ایک رشتہ دار عورت طاعون سے مر گئی)
۵۷۶، ۵۵۷، ۵۴۳، ۵۰۰	نور الدین خلیفہؒ جمونی حضرت
۶۱۶، ۵۸۹، ۵۷۷	
۳۷۳	شہادت دی کہ یہ قبر عیسیٰ نبی اللہ کی ہے
۶۰۸	نور محمد ڈاکٹر مالک کارخانہ ہمد صحت
	نور الدین قریشی پیر امام مسجد بھٹ مالو سرینگر
۳۷۴	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت
۳۷۴	نور الدین مرجان پوری - صفا کدل - سرینگر
۳۷۴	نور الدین نورانی شیخ - چرار شریف
	نور الدین وکیل حاجی عرف عید گاہی
۳۷۳	عیسیٰ نبی اللہ کی قبر کے متعلق آپ کی شہادت

# مقامات

۶۱۵، ۶۰۴، ۵۳۱، ۵۱۷، ۵۱۰، ۵۰۸، ۵۰۰، ۴۳۱			
۶۴۰	پیرس	۵۳۷	ا، ب، پ، ت، ٹ
۳۷۴	ترال (کشمیر)	۵۲۹	اجمیر
۵۶۶، ۵۶۵	ترکی	۳۶۲	أحد
۶۰۷، ۵۸۰	تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور	۳۷۳	اسکرودو
۴۱۰	ٹرانسوال اور دولت برطانیہ کی صلح	۵۱۴، ۴۹۷، ۴۹۵، ۴۱۰، ۳۹۳، ۲۳۸، ۲۳۱، ۲۳۰	اسلام آباد و اہانت ناگ (کشمیر)
	ج، چ، ح	۵۹۵، ۵۸۰، ۵۷۷، ۵۷۴، ۵۶۱، ۵۵۸، ۵۴۵، ۵۱۳	امر تسر
۳۶۲	جلجیات	۲۳۸، ۲۳۷	امروہہ
۶۰۷، ۵۹۱، ۵۸۹، ۵۷۶، ۵۵۷، ۵۰۰، ۲۳۹	جموں	۶۱۰، ۵۶۳، ۵۶۰	انبالہ
۵۷۴، ۲۵۷	جہلم	۲۳۱	انڈیا
۵۹۶	جھجر	۲۲۵	ایران
۵۰۰	جھنگ	۶۴۱	ایشیا
۳۷۴	چار شریف (کشمیر)	۶۱۴، ۶۰۷، ۵۷۶، ۵۲۵، ۵۲۱، ۲۳۸، ۲۳۴	بنالہ
۵۷۴، ۲۵۷، ۲۵۵، ۲۵۲	چکوال	۶۳۵	بغداد
۳۶۲	حمص	۵۶۰، ۵۵۴، ۵۳۳، ۵۰۰، ۲۲۴	بیبئی
	د، ر، س، ش، ص	۲۳۰	بنارس
۶۲۹	دمشق	۵۹۹	بہاولپور
۶۰۹	دوراہہ - پٹیالہ اور لدھیانہ کے درمیان ایک سٹیشن	۵۵۴، ۵۵۱	بھیرہ
۵۶۰، ۲۲۴، ۳۹۳، ۲۳۸، ۲۳۱	دہلی	۲۳۵، ۲۵۵، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۳۵	بھین ضلع جہلم
۵۳۷	ڈیرہ اسماعیل خان	۶۱۹، ۵۸۱، ۵۷۲	بیت المقدس
۵۱۴	راولپنڈی		بیت المقدس کی ہیکل روحانی تجلی کی تصویر
۵۶۳، ۵۵۸	رژکی	۲۲۳	پانپور (کشمیر)
۵۵۴	رعیہ	۶۱۴، ۶۰۹، ۶۰۷، ۶۰۵، ۶۰۴، ۶۰۳، ۶۰۱، ۵۹۷	پٹیالہ
۵۶۵	روم	۵۹۹، ۵۵۶، ۵۴۳، ۲۲۳	پشاور
		۴۰۹، ۴۰۷، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۴، ۲۳۱، ۲۲۶	پنجاب





۳۷۴، ۳۷۳	ہری پور	۵	نبی کریمؐ کے ذریعہ مکہ کی سرزمین کا بتوں سے پاک ہونا
۵۱۷، ۵۰۸، ۵۰۰، ۴۳۱، ۴۰۷، ۴۰۴	ہندوستان	۳۹۴	مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دارالامان ہیں
۶۰۴، ۵۷۹، ۵۶۶		۱۶۰	عقربتیب مکہ اور مدینہ کے درمیان ٹرین چلے گی
۳۷۴	ہنڈوزورہ سرینگر (کشمیر)	۵۹۹، ۵۸۳	ملتان
۵۷۹	ہشیار پور	۵۵۴	میرٹھ
۴۲۰، ۳۶۷	یروٹھم	۲۳۴	نارووال
۶۴۱، ۶۳۹	یورپ	۳۶۷	ناصرہ (فلسطین)
۶۴۰	یورپ میں ایک بیوی سے زیادہ نکاح حرام ہے مگر بد نظری نہیں	۵۵۹	وزیر آباد



# کتابیات

۲۰۴	اس کتاب کی بروقت طبعیت پر خدا کا شکر ادا کرنا
۱۹۹، ۱۹۸	اس کتاب کے مکمل ہونے پر خدائی مدد کا ذکر
۷۰	سورۃ فاتحہ کے اسماء اور دیگر متعلقات کے متعلق باب
	اس کتاب کی طرف لوگوں کے مائل ہونے اور بابرکت
۶۹	ہونے کے لئے خدا کے حضور دعا
	مخالفین کے اس کی مثل بنانے کی قدرت نہ رکھنے کے متعلق
۶۹، ۶۸	خدائی بشارت
۶۷	اس تفسیر کو ابواب میں مرتب کرنے کا مقصد
۶۷	تفسیر نویسی کی شرائط کا ذکر
۶۷	یہ تفسیر مخالفین کے لئے تیر ہے تاکہ وہ اللہ کی طرف توبہ کریں
۵۰۷، ۵۰۶، ۴۰۵، ۳۹۶، ۳۸۵	اکمال الدین (شیعین کی کتاب)
۳۶۱	اکمال الدین میں حضرت عیسیٰ کے کشمیر میں آنے کا ذکر
۴۳۹	البلاغ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۴۳۹	التبلیغ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۴۶۱	الحق سیا لکھوٹ (رسالہ مولوی عبدالکریم سیا لکھوٹی)
۶۱۶، ۵۹۴، ۴۶۱	الحکم قادیان (اخبار)
۴۳۹	القصاصمد (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۴۳۹	الھدی (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۶۰۳، ۲۳۴	امہات المؤمنین
	عیسائیوں کی کتاب امہات المؤمنین کے بارہ میں گورنمنٹ کو
۲۳۴	میموریل بھجوانا بے سود ثابت ہوا
۵۷۱، ۵۴۵، ۴۳۹	انجام آقلم (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)
۶۹۹، ۶۹۷، ۶۹۱، ۶۸۷، ۴۳۷، ۲۳۹، ۲۳۸	انجیل
۲۴۰	انجیل ایک مردہ اور نا تمام کلام ہے
۴۳۷	انجیل کی عبارتیں طالمود میں سے لفظ بلفظ چرائی گئی ہیں
۳۶۹	انجیل متی
۳۶۹	انجیل یوحنا

## آ، آ

### آئینہ کمالات اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)

۵۷۰، ۵۶۲، ۵۵۴، ۵۵۱، ۵۴۹، ۵۴۷

آریہ دھرم (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۲۲۴

اتمام الحجیہ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۴۳۹

اربعین نمبر ۳ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۵۹۴

ازالہ اوہام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۵۰۳

اشاعت السنۃ (رسالہ مولوی محمد حسین بنالوی) ۵۹۰

اصول کافی ۴۳۰ ح

اعجاز المسیح (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۴۳۱، ۴۳۰، ۴۲۹

۴۳۲، ۴۳۱، ۴۳۰، ۴۲۹، ۴۲۸، ۴۲۷، ۴۲۶، ۴۲۵، ۴۲۴، ۴۲۳، ۴۲۲، ۴۲۱، ۴۲۰، ۴۱۹، ۴۱۸، ۴۱۷، ۴۱۶، ۴۱۵، ۴۱۴، ۴۱۳، ۴۱۲، ۴۱۱، ۴۱۰، ۴۰۹، ۴۰۸، ۴۰۷، ۴۰۶، ۴۰۵، ۴۰۴، ۴۰۳، ۴۰۲، ۴۰۱، ۴۰۰، ۳۹۹، ۳۹۸، ۳۹۷، ۳۹۶، ۳۹۵، ۳۹۴، ۳۹۳، ۳۹۲، ۳۹۱، ۳۹۰، ۳۸۹، ۳۸۸، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۸۵، ۳۸۴، ۳۸۳، ۳۸۲، ۳۸۱، ۳۸۰، ۳۷۹، ۳۷۸، ۳۷۷، ۳۷۶، ۳۷۵، ۳۷۴، ۳۷۳، ۳۷۲، ۳۷۱، ۳۷۰، ۳۶۹، ۳۶۸، ۳۶۷، ۳۶۶، ۳۶۵، ۳۶۴، ۳۶۳، ۳۶۲، ۳۶۱، ۳۶۰، ۳۵۹، ۳۵۸، ۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۴۹، ۳۴۸، ۳۴۷، ۳۴۶، ۳۴۵، ۳۴۴، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۳۹، ۳۳۸، ۳۳۷، ۳۳۶، ۳۳۵، ۳۳۴، ۳۳۳، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۰، ۳۲۹، ۳۲۸، ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۲۵، ۳۲۴، ۳۲۳، ۳۲۲، ۳۲۱، ۳۲۰، ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۷، ۳۱۶، ۳۱۵، ۳۱۴، ۳۱۳، ۳۱۲، ۳۱۱، ۳۱۰، ۳۰۹، ۳۰۸، ۳۰۷، ۳۰۶، ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۹۹، ۲۹۸، ۲۹۷، ۲۹۶، ۲۹۵، ۲۹۴، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰، ۲۸۹، ۲۸۸، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۸۴، ۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶، ۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱

رمضان کے ایام میں اس تفسیر کا لکھنا اور اس کا نام اعجاز المسیح رکھنا

اس تفسیر کے لکھنے کا مقصد ۵۳، ۵۱، ۳۸، ۳۷

اس تفسیر میں مباحثات، لطائف اور نکات جمع ہیں ۵۴

اس کتاب میں اپنے دعویٰ اور دلائل کو لکھنے کا مقصد ۵۳

اس کتاب کی مثل لانے کا چیلنج اور دعویٰ کہ کوئی بھی اس پر ۵۶

قادر نہیں ہوگا

اس رسالہ کا اللہ کے نشانات میں سے ایک نشان ہونا اور ۵۷، ۵۶

اس کی خوبیوں کا ذکر

جو شخص اس کتاب کے جواب کے لئے کھڑا ہوگا وہ شرمندہ ہوگا ۱

اس کی تصنیف کے وقت طبیعت خراب رہنے میں حکمت ۲

۷۰ دن کے اندر اس رسالہ کا لکھا جانا ۲

اس کتاب کے بابرکت ہونے کی دعا ۲۰۴

توریت کی کتاب پیدائش ایک اور کتاب میں سے چرائی  
گئی ہے  
۴۳۹، ۴۳۸

## ج، ح، خ، د، ذ، ر

جنگ مقدس (مباحثہ مابین حضرت مسیح موعود و عبداللہ آتھم) ۵۴۱

چشمہ معرفت (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۶۱۹

حلمۃ البشری (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۵۳۳، ۴۳۹

حقیقۃ المہدی (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۴۳۹

حقیقۃ الوحی (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۶۲۰، ۶۱۹

حیات القلوب ۴۴۶ ح

خطبہ الہامیہ (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۵۸۸، ۴۳۹

خلاصۃ المنہج (تفسیر کی کتاب) ۴۴۶ ح

دارقطنی ۵۰۷، ۵۰۶، ۴۰۵، ۳۸۵

دافع البلاء (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۳۹۰، ۳۸۶، ۴۱۷

رسالہ دافع البلاء لکھنے کی غرض ۳۷۹

درمنثور ۱۹۵

دلائل النبوت ۴۴۵ ح

دیوان امرء القیس ۴۴۲

ذکریا (عہد نامہ قدیم) ۴۴۰

رسالۃ الطاعون (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۴۳۹

رسالہ الوصیت (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۶۱۹

ریاض ہند (اخبار) ۵۴۵

ریویو آف ریپبلجنز (رسالہ) ۷۰۰، ۶۵۱

## س، ش، ط، ع، غ

سبزاشتہار (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۲۲۶

سست بچن (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۵۸۳

سراج منیر (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۵۳۳، ۴۰۳

انوار الاسلام (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۵۷۰، ۵۶۸، ۵۶۷

ایک غلطی کا ازالہ (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۴۰۵

وجتالیف ۴۰۶

## ب، پ، ت

بائیکل ۶۰۱

بخاری شریف ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸ ح

براہین احمدیہ حصہ پنجم (تصنیف حضرت مسیح موعود)

مسیح موعود نے اس کا دوسرا نام نصرۃ الحق رکھا ۶۱۹

براہین احمدیہ ہر چہا حصہ (تصنیف حضرت مسیح موعود) ۲۱۳،

۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵ ح

۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵ ح

۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱

